در زمانِ برکت نشانِ بعونِ خالقِ کون و مکان

حصّۂ دوم

کتاب مستطاب

مسمّٰی بہ

عسلِ مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود
کے دعاوی کا اثبات بدلائلِ عقلیہ و نقلیہ بوضاحتِ تام کیا گیا ہے

از تالیفِ

زبدۃ الحکماء مولوی و منشی فاضل ابو العطاء مرزا خدا بخش صاحب قادیانی

بدورانِ امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین سیدنا و مولٰنا علامہ نور الدین

سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق سنہ ۱۹۱۴ء

باہتمام مستری الٰہ بخش صاحب (احمدی پرنٹر)

الٰہ بخش سٹیم پریس قادیان میں طبع ہوا

فہرست مضامین کتاب عسل مصفٰے حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ ناشر

ہجرتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی چودھویں صدی میں جو دینی اسلامی تحریکات پیدا ہوئیں اُن میں تحریکِ احمدیت کو ایک خاص مقام حاصل ہے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان سے اس کا آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ اکناف عالم میں پھیل گئی اور اس وقت سے لے کر آج تک جتنی بھی دینی اسلامی تحریکات اٹھیں ان میں سے کوئی ایک بھی اس کی وسعت گہرائی اور عظمت کی حریف نہیں۔ اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں اپنوں اور مخالفوں دونوں کے ذہن اس کے پیدا کردہ لٹریچر کی وجہ سے صاف ہونے لگ گئے۔

جب اس تحریک کا آغاز ہوا اسلام پر چاروں طرف سے حملہ ہو رہا تھا۔ ایک اعتراض جو اسلام پر حملہ کرنے کے لئے عیسائیوں کے ہاتھ میں سب سے زبردست ہتھیار تھا جس کا کسی بھی جہت سے کوئی بھی جواب مسلمانوں سے بن نہیں پڑ رہا تھا وہ یہ تھا کہ ہمارا مسیح صدیاں گذرنے کے باوجود اب بھی آسمان پر بجسدِ العنصری زندہ موجود ہے اور تمہارا رسُول یثرب کی سرزمین میں مدفون ہے۔ خود ہی انصافاً بتاؤ کہ آسمانوں پر زندہ مسیح افضل ہوا یا تمہارا فوت شدہ زمین میں مدفون رسُول اور پھر جب تمہارے رسُولؐ کی اُمّت بگڑ جائیگی تو اس کی اصلاح کے لئے تمہارے رسُولؐ کی قوتِ قدسیہ (نعوذ باللہ) اتنی کمزور ہے کہ اس کی امت میں سے کوئی فرد نہیں بلکہ مسیح ہی آئیگا مسلمان اس سوال سے زچ ہوئے لیکن اُن کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

دوسرا اعتراض جس کا ہدف مسلمان ہر طرف سے بن رہے تھے یہ تھا کہ اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابلے میں کیا فضیلت و فوقیت ہے اس کی زندگی اس کے رسُولؐ کی زندگی اس کی کتاب کی زندگی کا ثبوت ہی کیا ہے۔ دُوسرے مذاہب کی طرح اس کا تمامتر مدار

بھی تو صرف قصّوں اور کہانیوں پر ہے اور وہی پدرم سلطان بود کے پرانے دعوے ہی دعوے ہیں جن کا کوئی عملی ثبوت تمہارے پاس نہیں۔ بس ایک تحکم ہے کہ کسی زمانہ میں خدا مسلمانوں کے ساتھ بولا تھا۔ ان سے ہمکلام ہوا تھا۔ انہیں اس نے اپنی وحی والہام سے سرفراز کیا تھا یہ دعوی ہنود۔ یہود۔ نصاریٰ اور زرتشتیوں وغیرہ کے دعاوی سے کچھ بھی تو مختلف نہیں بلکہ انہی کی صدائے بازگشت ہے۔ وہ بھی اپنے ان دعاوی کے لئے اپنے گذشتہ رشیوں منیوں۔ نبیوں۔ رسُولوں اور بعض افراد پر الوہیت کی شعاعوں کی عکس ریزی کے دعاوی ہی پر مدار رکھے ہوئے ہیں۔

تیسرا اعتراض یہ تھا کہ تمہارے رسُولِ عربی کی پیشگوئی تھی اور انہوں نے اپنی امت کو حتمی وعدہ دیا تھا کہ ہر صدی کے آغاز میں اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور مبعوث فرمائے گا جو دینِ اسلام کی تجدید کریگا۔ بتاؤ اگر یہ وعدہ اور پیشگوئی سچی ہے تو چودھویں صدی کا مجدد کون ہے اور رسُولِ عربیؐ اور بہت سے اولیائے اُمت نے مسیح موعود کی بعثت کا جو زمانہ متعین کیا تھا اور جس کی علامات بھی بتائی تھیں وہ تو ایک ایک کر کے پوری ہو چکی ہیں لیکن وہ موعود وہ مامور، وہ مسیح وہ مہدی کہاں ہے؟ اس کے دعویدار کو ہمارے سامنے لاؤ۔

غرض پے در پے یہ اور اسی طرح کے اور متعدد حملے مسلمانوں پر ہو رہے تھے اور عام مُسلمان ان کے آگے لاجواب اور ہر میدان سے پسپائی پر مجبور ہو رہے تھے ایسے وقت میں تحریکِ احمدیت کا آغاز ہوا جس کے پاس ان تمام اعتراضوں کی شافی اور مسکت جواب موجود تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ بانی سلسلہ نے بڑی تحدی اور زور کیساتھ پہلے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اسلام پر معترضوں کی یہ بنیاد ہی غلط ہے کہ مسیح ناصری بجسم عنصری اب تک زندہ موجود ہیں بلکہ وہ فوت ہو چکے ہیں جس طرح آجتک تمام رسُول اور نبی اور اولیاء فوت ہوتے چلے آئے ہیں اور جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں بتایا کہ محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ وہی اسرائیلی مسیح امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیگا بلکہ نبیوں کے سردار رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ تمام انسانوں سے بڑھی ہوئی ہے اور آپ ہی کے انفاس قدسی سے فیضیاب ہو کر آنیوالا مسیح موعود امت کی اصلاح

کریگا اور حضور صلعم علیہ السلام کے فرمودہ کے مطابق جو بخاری میں موجود ہے امامکم منکم تمہارا یہ امام تم میں سے ہی ہوگا کا مصداق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی اور مسیح موعود، مہدی معہود اور مجدد وقت کے طور پر آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور اسلام کے اسی امتیاز و فضیلت کا ذکر کیا کہ اس کا مدار پرانے قصوں پر نہیں بلکہ اس کے خادموں کے ہاتھ سے وہ اب بھی اپنی قدرتیں دکھاتا ہے اور میں اس کا مورد ہوں جو چاہے اس کا امتحان کر لے اور ان باتوں کے لئے دلائل کا انبار لگا دیا۔ ایسے تمام مسائل کے بارے میں زیر نظر لاجواب کتاب **عسلِ مصفّٰی** گویا ایک دائرۃ المعارف اور انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں سینکڑوں کتابوں اور ہزاروں صفحات کے مطالعہ کے بعد حضرت موصوف نے بڑی دیدہ ریزی، قابلیت اور جامعیت کے ساتھ بڑے اعلیٰ اسلوب میں تصنیف کیا ہے۔

اس کتاب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت امام زماں نے اسے خود سنا اور اس کی تحسین فرمائی ہے۔ پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح نے بھی بڑے اعلیٰ الفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کے اکابرین نے خواہ ان کا تعلق فریق لاہور سے ہو یا ربوہ سے اسی کتاب مستطاب کی تعریف کی ہے۔ اب تک اس کتاب کے دو ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ پہلا ایڈیشن اپریل ۱۹۰۱ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۱۴ء میں شائع ہوا تھا اب ایک مدت سے یہ کمیاب بلکہ نایاب تھی ہمارے اس ایڈیشن کی بنیاد کتاب کی طبع دوم ہے کیونکہ اس میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ نے بہت سے مفید اضافے کر دیئے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نافع الناس بنائے اور ابی المکرم حضرت مصنف کا یہ صدقہ جاریہ کو ان کے مراتب کی بلندی کا موجب ہو اور ہم عاجزوں کو بھی اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا مشکور ہوں کہ انہوں نے کتاب کی اشاعت میں نصف خرچ برداشت کیا ہے ہمارے عزیز دوست ناصر احمد صاحب ناظم نشر و اشاعت بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جن کی سعی و اہتمام سے یہ کتاب طبع ہو کر آپ لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ رہی ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام

خاکسار مرزا حمید الرحمٰن

ابن حضرت مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسلِ مصفّٰی

۱۷ دسمبر ۱۹۸۳ء

حالاتِ زندگی

والدِ مکرم حضرت مرزا خدا بخش صاحب کے آباؤ اجداد مغل بادشاہ شاہ جہاں کے برسرِ اقتدار آتے ہی مظالمِ شاہانہ کا تختۂ مشق بنائے جانے کے ڈر سے دہلی سے بھاگے اور گمنامی کی حالت میں نام تبدیل کر کے ضلع جھنگ میں شاہ جیونا کے مقام پر پناہ لی۔ ان کا شجرہ نسب داور بخش جو خسرو کا بیٹا اور شہنشاہ جہانگیر کا پوتا تھا سے ملتا ہے آپ ۱۸۶۰ء کے قریب جھنگ میں مرزا مراد بخش کے ہاں پیدا ہوئے آپ نے جھنگ سے پنجاب یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام ہونے والے انٹرنس کا امتحان اچھے نمبروں پر پاس کیا۔ پڑھنے لکھنے کا شوق ان کو اعلیٰ تعلیم کے لیے لاہور لے آیا۔ ان دنوں سفر کیلئے کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ ریل گاڑی صرف کراچی سے لاہور تک چلا کرتی تھی۔ مرزا صاحب حصولِ تعلیم کے لئے زیادہ تر پیادہ یا جہاں سواری میسر آتی سفر کر کے چیچہ وطنی پہنچتے اور پھر وہاں سے ریل پر سوار ہو کر لاہور پہنچتے اسی طرح آپ تقریباً تین میل روزانہ پیدل سفر کرتے تھے۔

آپ نے گورنمنٹ کالج لاہور میں بی اے تک تعلیم حاصل کی مگر فورتھ ایئر میں پہنچنے کے بعد بعض مجبوریوں کے تحت انہیں کالج چھوڑنا پڑا تاہم ان کا تعلیمی شوق کسی طرح بھی کم نہ ہوا اور موقعہ میسر آنے پر آپ نے اورنٹیل کالج لاہور سے مولوی فاضل، منشی فاضل بی او ایل کے امتحانات نمایاں کامیابی کے ساتھ پاس کر لیے زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کو دین سے بڑی رغبت اور دلچسپی تھی اور اسلامی تعلیمات سے والہانہ محبت رکھتے تھے اس زمانہ میں جہاں کہیں آپ کو یہ پتہ چلتا کہ فلاں جگہ درس قرآن و حدیث ہوتا ہے آپ اس میں ضرور شمولیت کرتے چنانچہ زمانہ طالب علمی میں آپ لاہور میں مسجد چینیاں والی مسجد لوہٹر والی اور ایک دو اور مساجد میں قرآن و حدیث کا درس بڑی باقاعدگی اور ذوق و شوق کے ساتھ سنتے رہے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ احمدیت قبول کرنے سے پہلے آپ اہلِ حدیث مسلک رکھتے تھے۔

اورنٹیل کالج سے فارغ التحصیل ہونے کے ساتھ ہی آپ کو ہائی کورٹ لاہور میں مترجم کی اسامی

مل گئی قبلہ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہائی کورٹ کی ملازمت کے دوران انہیں منصف (موجودہ سول جج) کے عہدہ پر ترقی دے کر پشاور جو اُن دنوں پنجاب کا حصہ تھا بھیجا جا رہا تھا کہ آپ رضامند نہ ہوئے کیونکہ انہی دنوں چرچا عام ہوا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے قادیان میں مجدد، مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس خبر سے عوام میں ایک تہلکہ مچ گیا اور اکثر علماء نے آپکی تکذیب و تکفیر شروع کر دی آپکو بھی شوق ہوا کہ اس مرد خدا سے ملاقات کروں چنانچہ دو ایک دوستوں کے ساتھ قادیان کا رُخ کیا اور حضرت مرزا صاحبؑ کی کشش نے انہیں انہی کے قدموں میں ڈال دیا۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحبؑ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ ان کی غیرت دینی و حمیت اسلامی سے متاثر ہو کر آپ نے سرکاری ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور قادیان میں رہائش اختیار کر لی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اپنے مکان کے ایک حصہ میں جگہ دیدی۔ آپ سے حضرت مسیح موعود کی شفقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ نے مرزا عطاء الرحمٰن (مرحوم) اور مرزا حبیب الرحمٰن (مرحوم) کو اپنا دودھ پلایا۔ اور یوں یہ دونوں میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کے رضاعی بھائی ٹھہرے آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک نہایت مخلص مرید کی طرح بسر کیا۔ عسل مصفیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں آپ کو جو قرب اور عزت حاصل تھی اس سے بہت لوگ رشک کرتے تھے۔

حضرت والد صاحب ۱۹۱۴ء تک قادیان اور مالیر کوٹلہ میں رہے نواب محمد علی خاں آف مالیر کوٹلہ جنہوں نے احمدیت قبول کر لی تھی آپ کی قابلیت، فہم و فراست، دیانت و صداقت اور امانت و حق گوئی سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ انہوں نے آپ کو اپنا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا اور ساتھ ہی اپنے بچوں کی تعلیمی نگہداشت بھی آپ کے سپرد کر دی۔ نواب صاحب کی ملازمت سے ریٹائر ہونے پر حسن کارکردگی کے اعتراف میں انہیں تین سو ایکڑ کے قریب زرعی زمین بطور پنشن تحصیل سرسہ ضلع حصار میں ملی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب تعلیم الاسلام سکول کا بورڈ آف ڈائریکٹر مقرر کیا تو حضرت مصنف کو اس کا سیکرٹری نامزد فرمایا۔ حضرت علامہ نور الدینؓ کی صحبت میں رہتے ہوئے آپ کو طب یونانی کا شوق ہوا اور اُن کی شاگردی اختیار کر لی آپ نے پچپن سال کی عمر میں پنجاب یونیورسٹی سے زبدۃ الحکما کا امتحان پاس کر کے ڈپلومہ حاصل کیا۔ امتحان میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی اور تمغہ لیا۔ آپ نے اس فن میں اسقدر عظمت حاصل کر لی تھی کہ بعض اوقات بڑے بڑے ڈاکٹر بھی ایسے مریضوں کو جو ایلوپیتھی علاج سے

صحت یاب نہ ہو پاتے مرزا صاحب کے پاس بھیج دیا کرتے اور وہ اکثر آپ کے علاج سے صحت یاب ہو جاتے حضرت علامہ نورالدین رح جب بیمار ہوئے تو مشہور ڈاکٹروں اور اطباء کے زیر علاج رہے مگر وفات سے کچھ عرصہ پہلے فرمانے لگے کہ اگر میرا علاج کوئی کرسکتا ہے تو وہ میرا شاگرد مرزا خدابخش ہے۔

آپ کی کتاب عسل مصفیٰ کی قدروقیمت کا اس تحریر سے پتہ چلتا ہے جو کہ مصنف نے کتاب کی تمہید میں درج کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

اور جب اس عاجز نے اول ایڈیشن کتاب عسل مصفیٰ بحضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کی تو وہ کتاب کو دیکھ کر بہت مسکرائے بعدازاں زبانِ مبارک سے فرمایا کہ آپ ہی ہر روز بعد نماز مغرب اسکو سنا دیا کریں چنانچہ میں یہ تعمیل ارشاد کئی ماہ تک مغرب سے عشاء تک سناتا رہا۔ غرض دو تین ماہ تک حضور برابر شوق سے سنتے رہے حتیٰ کہ ختم ہوگئی اور اس قدر خوش ہوئے اور فرمایا کہ مرزا خدابخش صاحب نے ایسی عمدہ کتاب لکھی ہے کہ میرے مریدوں میں کسی نے آج تک ایسی عمدہ کتاب نہیں لکھی۔

حضرت والد صاحب کے دینی شوق و ذوق دینی خدمت وعلمیت کو دیکھتے ہوئے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تبلیغی وفد افغانستان اور عراق بھیجنے کا حکم صادر فرمایا تو امیر وفد مرزا خدابخش صاحب کو مقرر کیا لیکن یہ وفد کسی وجہ سے ان ممالک میں نہ جاسکا۔ حضرت علامہ نورالدین رح کی وفات کے بعد دوسرے چند علماء وچند اصحاب مسیح موعود بمعیت ۱۴ ۱۹ء میں لاہور چلے آئے اور یہاں آکر ان اصحاب نے احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کی بنیاد رکھی۔ کچھ عرصہ آپ انجمن کے اسسٹنٹ سیکرٹری و مبلغ کام کرتے رہے اور ساتھ لاہور میں اندرونِ شہر مطب بھی جاری کیا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد انجمن کے کہنے پر عرصہ دو سال کے لئے سپرنٹنڈنٹ اقوام جرائم پیشہ کے عہدہ پر ضلع سیالکوٹ میں کوٹ موکھل اور کوٹ مومن میں تشریف لے گئے اور ان قبائل کی اصلاح کا کام سنبھالا۔ ان جرائم پیشہ لوگوں نے مرزا صاحب موصوف کے حسن سلوک اور پرہیزگاری کو دیکھتے ہوئے چوری چکاری سے توبہ کی اور اکثروں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور نمازی بنے۔

مغرب کی نماز کے بعد آپ بہت دیر تک آیات قرآنی دعایا الدیث وظیفہ کے طور پر پڑھتے رہتے پچھلی رات عبادت میں گذارتے اور نماز تہجد باقاعدہ ادا کرتے۔ سخت سردی یا سخت گرمی ہو بارش ہو یا آندھی ہو وہ کبھی نماز تہجد نہ چھوڑتے اور صبح کی اذان تک عبادت میں مشغول رہتے اپنی اولاد کو بھی نماز پڑھنے کی ہدایت فرماتے اور اکثر اوقات ڈانٹ ڈپٹ کر نماز کے لئے تیار کرتے۔ ہر ماہ دس بارہ

قرآن حکیم کا ورد کرتے لیکن ماہ رمضان میں پندرہ سیپارے روزانہ تلاوت فرمانے جس کیوجہ سے ان کی آنکھوں پر بھی اثر پڑا۔

ان کے دل میں مال و دولت کا لالچ کبھی پیدا نہ ہوا نہایت سادہ زندگی بسر کرتے اور جو کچھ بھی کھانے کو مل جاتا صبر و شکر کے ساتھ کھا لیتے اللہ تعالیٰ پر یقین کامل رکھتے تھے کہ ان کی تمام ضروریات کا کفیل وہی خالق و مالک ہے اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلانے پر خرچ میں کبھی دریغ نہ کرتے ان کے بچوں میں مرزا حبیب الرحمٰن ایم اے پروفیسر مالیر کوٹلہ کالج وزمیندارہ کالج گجرات وائس پرنسپل (ریٹائرڈ) نیو مسلم کالج لاہور (مرحوم) مرزا خلیل الرحمٰن بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور (ریٹائرڈ) اور مرزا حمید الرحمٰن بی اے سکشن آفیسر (ریٹائرڈ) پنجاب گورنمنٹ شامل ہیں۔ ان کا بیٹا مرزا عزیز الرحمٰن جنہوں نے بی ایس سی پنجاب یونیورسٹی ایم ایس سی علی گڑھ یونیورسٹی اور پی ایچ ڈی برلن یونیورسٹی (جرمنی) سے کی اور دو سال امام مسجد برلن بھی رہے۔ ۱۹۳۷ء میں وفات پا گئے تھے۔

قبلہ والد صاحب کو اوائل عمر سے ہی دعاؤں پر یقین کامل تھا پھر حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت میں رہ کر یہ یقین محکم سے محکم تر ہو گیا۔ آپکو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسا پختہ ایمان اور بھروسہ تھا کہ ابتلاؤں کے وقت کبھی نہ گھبراتے۔ اسی کتاب کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ اسی ذات والاصفات کا احسان اور فضل ہے کہ اس نے مجھ گمنام کو نامی بنایا یہاں تک کہ مجھ پر رویائے صادقہ و الہامات صحیحہ کا دروازہ کھولا اور استجابت دعا کی نعمت اور دولت عطا کی اور ابتداء سے لیکر اب تک میرے ساتھ یہ سلوک جاری رکھا کہ جو واقعات میرے ساتھ پیش آنیوالے ہوتے مجھے ان کی نسبت پیش از وقت خبر کر دیتا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جناب والد صاحب ۱۹۳۷ء کے شروع میں جب جھنگ میں اپنی بیٹی کے ہاں گئے ہوئے تھے زیادہ گرم دودھ پینے کے باعث پیچش میں مبتلا ہو گئے انہیں لاہور لایا گیا اعلیٰ طبی امداد کے باوجود مرض نے شدت اختیار کر لی۔ اور سنگرہنی کا عارضہ لاحق ہو گیا تین چار ماہ کے قریب اس مرض میں مبتلا رہ کر ۱۲ اپریل ۱۹۳۷ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات سے دو روز قبل فرمانے لگے کہ میں اب دو دن کے بعد آپ سے رخصت ہو رہا ہوں اور جب دو دن ختم ہو گئے تو صبح صبح وقت دریافت فرمایا میں نے انہیں بتایا کہ صبح کے ۹ بج چکے ہیں اس پر فرمانے لگے کہ آپ کا مزید دو گھنٹے کا مہمان ہوں چنانچہ ٹھیک دو گھنٹے بعد گیارہ بجکر ۵ منٹ پر اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ وفات کے وقت ان کی زبان پہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کا ورد نہایت آہستگی سے جاری تھا آپ

نے کوئی لمبا سانس نہیں لیا اور نہ ہی آپ کو کوئی ہچکی آئی۔ بڑے سکون واطمینان کے ساتھ آپ نے
جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ اتنی جلیل القدر شخصیت، اتنی صفات کا حامل انسان اتنا پاکیزہ اور
اتنا بلند کردار شخص ۸۰ سال کی عمر میں ہم سے رخصت ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے
اور ان کے مراتب بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

ان کے تعلق باللہ کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ وفات سے چند روز قبل فرمانے لگے کہ عزیز الرحمٰن
ابھی نہیں آیا۔ انہیں بتایا گیا کہ نہیں اس پر فرمانے لگے کہ وہ مجھے جلد ملے گا۔ مرزا عزیز الرحمٰن اپنی جرمن بیوی
کے ساتھ خشکی کے راستے مشرقِ وسطیٰ کے شہروں سے ہوتے ہوئے پانچ سال بعد جرمنی سے وطن واپس
آرہے تھے اور ان کا سفر لمبا اور دیر پا تھا مشرقِ وسطیٰ کے کئی شہروں میں انہیں ٹھہرنا پڑتا تھا ہم حیران
تھے کہ آپ کی یہ حالت اور مرزا عزیز الرحمٰن کا طویل سفر آپ کی اس بیٹے سے کیسے ملاقات ہو گی لیکن ان
پر شاید اللہ تعالےٰ نے یہ انکشاف کر دیا تھا کہ وہ بھی آپ کے بعد جلد ہی اپنے مولا کو ملنے والا ہے جولائی
کے مہینے میں وہ لاہور پہنچے اور اگست کے مہینے میں انہیں اپنڈے سائٹس کا دورہ پڑا میو ہسپتال
میں ان کا آپریشن ہوا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے اور اپنے والد ماجد سے اس جہان میں نہیں اگلے جہان
میں چار ماہ بعد جا ملے۔ بے شک اللہ تعالےٰ اپنے نیک اور خاص بندوں پر آنیوالے واقعات کا
انکشاف فرماتا رہتا ہے۔

خاکسار

مرزا حبیب الرحمٰن

مرزا خلیل الرحمٰن

پسران حضرت مرزا خدابخش صاحب مصنف عسلِ مصفّٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرا یہی ارادہ تھا کہ ایک ہی جلد میں کتاب شائع کیجائے مگر میرے پیارے مخدوم میرے پیارے پیشوا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ کتاب کا حجم بہت بڑھ گیا ہے اس کو حصص میں شائع کرو تو بہتر ہے۔ اس لئے اُن کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل ضروری تھی۔ اس کو دو حصوں میں شائع کرنا ضروری سمجھا گیا +

یہ کتاب ایک عرصہ سے کاتب لکھ رہا تھا اور قریب تین سو صفحہ کے مطبع میں آکر چھپ بھی گئے تھے۔ مگر جنوری ۱۹۱۳ء کے شروع سے کاتب بیمار ہو گیا اور وہ کچھ کام نہ کر سکا ادھر میرا پختہ ارادہ ایک امتحان طبی یعنی امتحان زبدۃ الحکماء کے دینے کا تھا۔ گو آہستہ آہستہ طبی کتابوں کا مطالعہ ایک عرصہ سے کر رہا تھا مگر اصل مصنفین کی کاپیوں اور پروفوں کے دیکھنے کی وجہ سے پوری توجہ مطالعہ کتب کی طرف مبذول نہیں ہو سکتی تھی اور چونکہ بموجب مقولہ مشہورہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ کوئی کام بغیر سبب کے منصۂ ظہور میں نہیں آتا اس لئے میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ محض ارادہ ایزدی سے کاتب بیمار ہو گیا اور مجھے کامل فرصت کتب طب کے مطالعہ کی مل گئی اور آخر ماہ فروری ۱۹۱۳ء کو خدا تعالیٰ نے امتحان مذکورہ میں شمولیت کی توفیق بخشی اور گو اس دفعہ امتحان نہایت ہی مشکل تھا مگر چونکہ خدا تعالیٰ میرے حال کو خوب جانتا تھا کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی اور نہ میرا کوئی وقت بیکار گیا اس لئے اس رحمٰن و رحیم مولا کریم نے محض اپنے فضل و کرم اور غریب نوازی سے میری محنت کو قبول فرمایا اور میری ایسی مدد فرمائی کہ میں نہایت تعریف کے ساتھ کامیاب ہو گیا یعنے تمام پنجاب میں [illegible] امتحان زبدۃ الحکماء میں اول رہا اور میڈل یعنے تمغہ نیکنامی عطا ہوا فالحمد للہ علی ذالک +

اُس سے فراغت پانے ہی میں نے جہاں جہاں ضروری سمجھا۔ اِس حصّۂ دوم میں بھی
بہت اضافہ کر دیا۔ کیونکہ اس کی اشد ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ اور اس عرصہ میں بھی لو
بہت سی ضروری کتب مطالعہ سے گذریں۔ چنانچہ بہت سی جدید انگریزی کتابیں دیکھنے میں
آئیں۔ مثلاً آور لارڈز ریٹیرن مشہورہ بائبل اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ
جیوز ان انڈیا مصنفہ جے ہنری لارڈ۔ اے گائیڈ ٹو گلڈ ہال مطبوعہ لنڈن۔ کتاب
سیلیبل ڈان۔ طبقات ناصری مولفہ ابو عمر منہاج الدین مطبوعہ مطبع کلکتہ۔ ناسخ التواریخ
شاہنامہ فردوسی طوسی۔ معجم البلدان یاقوت حموی۔ آثار الباقیہ ابو ریحان بیرونی تاریخ
مقدمہ ابن خلدون۔ مفرح القلوب محمد اکبر ارزانی۔ آمیز القلوب شرح مفرح القلوب
تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا مصنفہ ابو الحسن کاکوری کواکب دریہ مصنفہ حکیم محمد حسن امروہی
وغیرہ وغیرہ جن سے اور بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔ امید کہ ناظرین مصنف کے حق
میں دعا سے فرما کر خداوند تعالیٰ سے ماجور ہونگے۔ میں نے اس کتاب میں بہت سی جدید باتیں
اضافہ کی ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانح عمری بھی مختصر درج کر دی ہے تاکہ لوگ اُن
کے حالات سے واقف ہو کر خدا کے حضور میں شکر گذار ہوں کہ اُس قادر قیوم نے اس سلسلہ کے
قیام کے لئے ازل ہی سے کیسے کیسے پایہ کے انسان تاک رکھے تھے۔ خدا تعالیٰ کا لاکھ
لاکھ شکر ہے کہ ہمیں ان بزرگوں کی صحبت سے مستفیض و مستفید فرمایا +

جس قدر تقریظات میرے پاس پہلے جمع تھیں اُن میں سے اکثر میں نے حصہ اول کے
شروع میں درج کر دی تھیں۔ مگر بعض میرے بزرگوں نے بعد ازاں تقریظات عنایت فرمائیں
اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ ان کو بھی دوسرے حصہ کے ابتدا میں داخل کر کے شائع کر دیا
جائے تاکہ آنے والی نسلیں ان بزرگوں کے حق میں بھی دعائے مغفرت سے یاد فرمایا کریں +

اخیر میں عرض ہے کہ جہاں تک میری ناقص عقل نے یاوری کی میں نے اس کتاب کی
تکمیل کے لئے سعی بلیغ و محنت شاقہ کی اور چونکہ اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَان
ممکن بلکہ اغلب ہے کہ بہت سی کوتاہیاں اور نقص رہ گئے ہونگے امید کہ ناظرین باتمکین
چشم پوشی فرما کر قلم عفو فرما دینگے۔ باوجود اس کے پھر بھی میں امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب
پبلک کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوگی۔ ناظرین کتاب کی خدمت میں بڑے ادب سے

التماس ہے کہ وہ اس خاکسار نابکار کو دعائے خیر سے یاد فرمایا کریں بالآخر دعا ہے کہ اے اللہ اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت کا موجب بنا۔ اور اسکے مؤلف اور اس کی اولاد کو معہ ناظرین کتاب و اُن کی اولاد کے مغفرت فرما۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۰ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰

عاجز ابوالعطا مرزا خدا بخش

عسل مصفّٰے پر تقریظ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل مدرس دوم مدرسہ احمدیہ قادیاں

زبدۃ الحکماء جناب مرزا خدا بخش صاحب کی کتاب عسل مصفّٰے اپنے موضوع میں بلاشبہ ایک بے نظیر اور لاثانی کتاب ہے۔ اس کتاب کا تصنیف کرنا جس قدر محنت طلب تھا ناظرین سے کچھ مخفی نہیں۔ دو چار دس بیس نہیں بلکہ سینکڑوں کتابوں کو جن میں سے ایک ایک کتاب ضخیم جلدوں پر مشتمل ہو اول سے آخر تک غور سے پڑھ کر اُن کا لُبِ لباب نکال لینا کہنے کو اگرچہ آسان ہو مگر کر دکھانا۔ کارے دارد۔ اور جس خوبی سے فاضل مصنف نے اس عظیم الشان کام کو سرانجام دیا ہے اسے حیطۂ تحریر میں لانا بھی اس سے کچھ کم مشکل نہیں اس کتاب کی مقبولیت نہ صرف عام احمدیوں میں ہے بلکہ بڑے بڑے علماء بھی اس سے مستفید ہوئے ہیں میں اس کتاب کو اُس زمانے سے عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں جبکہ یہ پہلے پہل شائع ہوئی تھی اور جبکہ میں احمدی سلسلہ سے نہایت بیزار تھا خداوند کریم ہزار ہزار رحمتیں مکرم معظم مرحوم و مغفور حکیم فضل الٰہی صاحب لاہوری پر نازل فرمائے جن کے ذریعہ سے اولاً مجھے اس کتاب کے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور ہزار در ہزار افضال کا مورد اس کتاب کے مصنف کو بنائے جنہوں نے ایسے بے بہا موتیوں کو ناپیدا کنار سمندروں سے نکال کر ایسی نفیس عقد ثمین تیار فرمائی جس پر وہ ہر ایک احمدی کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین آمین۔ محمد اسمٰعیل دوم مدرس ادب مدرسہ احمدیہ قادیاں۔

کتاب عسل مصفیٰ پر جناب مولانا مولوی سید صادق حسین صاحب مختار اٹاوہ و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ کتاب عسل مصفیٰ مصنفہ عالم نبیل و فاضل جلیل محقق یگانہ و مدقق فرزانہ پزشک یزدانی و حکیم ربانی حضرت مولوی مرزا خدا بخش صاحب قادیانی احمدی سابق اتالیق نواب صاحب مالیر کوٹلہ فاضل مصنف کی قابل قدر عرقریزی اور محققانہ نظر ثانی کے بعد دوبارہ زیر طبع ہے اور بہت جلد پریس سے آؤٹ ہونے والی ہے یہ گرانمایہ کتاب کس پایہ کی ہے اس کی شرح مجھ سے ہیچمرز اور ہیچمدان کا کام نہیں مختصر اً گذارش ہے کہ یہ کتاب مستطاب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بدرجت زا انسائیکلوپیڈیا ہے فاضل مصنف نے اُن تمام مباحث کے متعلق جو سلسلہ عالیہ کے اصحاب کو پیش آتے یا آسکتے ہیں اس قدر علمی ذخیرہ قرآن و حدیث و علوم آبیہ و واقعات صحیحہ کا اس کتاب میں جمع کر دیا ہے کہ ایک معمولی اُردو خوان احمدی بھی اس کتاب کو تمام و کمال پڑھنے اور سمجھ لینے کے بعد مخالفان و معاندان سلسلہ احمدیہ کے بڑے سے بڑے اور جید عالم کے دام فریب میں نہیں آسکتا بلکہ فی الحقیقت اُس کو مغلوب و مبہوت بنا سکتا ہے پس میری رائے میں ایسی کتاب کی تصنیف کے لئے فاضل مصنف کا جسقدر شکر ادا کیا جائے تھوڑا ہے اور یہ کتاب خریدار کو جس قیمت پر دستیاب ہو ارزاں ہے ھٰذَا الْکِتَابُ لَوْ یُبَاعُ بِوَزْنِہٖ دُرًّا لَکَانَ الْبَائِعُ الْمَغْبُوْنَا

راقم سید صادق حسین مختار عدالت و سیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

تقریظ و قطعہ مولوی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

کلمۃ الخیر

۱۳۳۱

اے ترا با ہر دلے رازے دگر ہر گدا را بر درت نازے دگر

در رباب عشق تارے بیش نیست ہست ہر جا نغمہ سازے دگر

بنے کہیں سنا یا کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ کبھی کبھی شرفا آپس میں از دیادِ محبت کے لئے بلا ضرورت بھی کسی خدمت کی فرمایش کر دیا کرتے ہیں۔ اس طرح خدمتگذار کے دل میں اپنے خدمت فرما کی محبت و یکجہتی کا یقین ہو کر خلوص و محبت کا شعلہ تیزی سے بھڑکتا اور ساحتِ قلب کو محبت و یگانگت کے بابرکت نور سے منور کر دیتا ہے عسل مصفےٰ کے مصنف دل حنف کے ساتھ مجھ کو آج سے نہیں سات آٹھ سال سے نیاز مندانہ تعلق ہے۔ اُنہوں نے کئی روز ہوئے مسجد نور میں اس ہیچمرز سے فرمایا کہ عسل مصفےٰ کا دوسرا ایڈیشن طبع ہو رہا ہے تو بھی اُس کے لئے کوئی تقریظ لکھ۔ یہ ارشاد اسی قبیل سے ہے جس کا بینے اوپر ذکر کیا ورنہ عسل مصفےٰ جیسی عظیم الشان تصنیف کہاں اور اس ناچیز کی کوئی تحریر و تقریظ کہاں۔ کوہ کو کاہ سے کیا ہمسنگی اور بحرِ محیط کو قطرۂ شبنم سے کیا ہم آہنگی۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک + لوگوں کا خیال ہے کہ شوریدہ سری اس عاجز کے سر کا سودا اور آشفتہ مزاجی اس کے مزاج کا شعار ہے۔ سچ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہی واقف الخفیات والاسرار ہے ؎

من آن رندِ قدح پیمائے مستم کہ سرخوش از مئے جامِ الستم
بزعمِ خلق گر نیکم و گر بد خدا بہتر شناسد ہر چہ ہستم

بہر حال میں اس ڈھب کا آدمی نہیں کہ مدح گستری کے لوازمات بجا لا سکوں اور تقریظ نویسی کی خدمات (جس کا مفہوم زمانہ کی بد مذاقی نے تصنیف و مصنف کی جا و بیجا ستایش ٹھہرا دیا ہے) بحسن و خوبی انجام دے سکوں۔ مصرع

تکلیف بر طرف میں عاشقِ معشوق سیرت ہوں۔ حیران پریشان ہوں کہ وقار کا دامن ہاتھ سے چھوٹا اور ضبط کا سینہ چاک چاک ہوا جاتا ہے کہ مخدومی میرزا خدا بخش صاحب زبدۃ الحکما کی لا نظیر کوشش یعنی عسل مصفےٰ پر پروانہ وار قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن دل کے جوش و مسرت کا فوٹو کاغذ پر کھینچ نہیں سکتا ؎

نعاں کہ نیست مرا طاقتِ ثنا خوانی بجائے خویش فرو ماندہ ام ز حیرانی

اسلامی اخلاق و تصوف کی جو خدمت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم کے ذریعہ انجام دی ہے سلسلۂ احمدیہ کی ویسی ہی خدمت عسل مصفےٰ کے ذریعہ اُس کے مصنف نے پوری کی ہے انسانوں کی بنائی ہوئی کتابوں میں میں جن کتابوں سے واقف ہوں اُن میں احیاء العلوم کی

تقسیم و ترتیبِ مضامین کی خوبی مجھ کو سب سے بہتر نظر آئی ہے۔ یہ خوبی اگر دوسری جگہ کہیں نظر آسکتی ہے تو اُس کا مقام عسلِ مصفّٰے ہے۔ میرا جی چاہا کہ کتاب کی اس معمولی خوبی کا ذکر سب سے پہلے کروں لیکن جب اسکا کچھ ذکر ہوا تو اب اور کچھ عرض کرنے کی قابل اپنے آپ کو نہیں پاتا۔ خلاصہ یہ کہ ؎

زعشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی است
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

عسلِ مصفّٰے کوئی ایسی کتاب نہیں جس کے لئے معرفی کی ضرورت ہو اور اُس کے صاف طبینت مصنّف ایسے بزرگ نہیں جن کو یہ ژولیدہ بیان اہلِ ملک سے انٹروڈیوس کرائے ؎

زحسن بہاں گلِ عارض غزل سرائیم و بس + کہ عندلیبِ نوازِ ہر طرف ہزار انند +

ہاں اس بات سے شاید بہت تھوڑے لوگ واقف ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے قائم اور جاری کرنے کا خیال سب سے پہلے جس کے دل میں آیا وہ حضرت خلیفۃ المسیح اور عسلِ مصفّٰے کے مصنّف ہیں۔ انہیں دونوں بزرگوں کی کوشش و تحریک کو اس مدرسہ کے عالمِ وجود میں آنے کا باعث خدا تعالیٰ نے بنایا۔ میں یہ فیصلہ بھی نہیں کرسکتا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام زیادہ مہتم بالشان چیز ہے یا عسلِ مصفّٰے۔ بہرحال دونوں بڑی پیاری چیزیں ہیں ؎ بے تکلف من نمیدانم نگواے سرو ناز + در چمن آیا چہ گل خوب است در صحرا چہ گل +

فی زماننا ہر ایک احمدی کو اس کتاب کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے روٹی کھانے پانی پینے اور سانس لینے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا دعویٰ ہے اور اُس کے کیا دلائل ہیں؟ اس سوال اور اس کے تمام توابعات و متعلقات کا اتم و اکمل جواب ہے عسلِ مصفّٰے۔ بہت سے جلسوں۔ بہت سے مباحثوں بہت سے لیکچروں اور بہت سی زبانی تبلیغوں کی ذرا سی بھی ضرورت نہیں رہتی جبکہ عسلِ مصفّٰے کا مطالعہ کوئی شخص اپنے گھر میں بیٹھ کر خاموشی کے ساتھ کرے۔ ہماری جماعت میں سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے صاحب الرائے اشخاص ہونگے جن کو صرف عسلِ مصفّٰے ہی کے سبب احمدیت کی طرف رہبری ہوئی ہے۔ کئی سال سے یہ کتاب کمیاب نہیں نایاب تھی اور مجھ کو یہ صحیح علم حاصل ہوسکا ہے کہ لوگ دُگنی اور تگنی نہیں دس گنی قیمت پر بھی اس کتاب کو خریدنا چاہتے ہیں میرے ایک دوست نے کئی سال ہوئے مجھ کو لکھا تھا کہ براہِ خدا جس قیمت پر عسلِ مصفّٰے ملے خرید کر میرے پاس

بھیجو خواہ سو روپیہ میں بھی ایک نسخہ کیوں نہ ملے۔ اب حضرتِ مصنف نے دوسرا ایڈیشن چھپوایا ہے اور مفید و ضروری مضامین اس قدر اضافہ فرمائے ہیں کہ گویا ایک نئی کتاب کو تصنیف فرمایا ہے۔ یہ دوسرا ایڈیشن لکھائی چھپائی اور کاغذ کے اعتبار سے کیسا ہوگا مجھ کو اس وقت تک اس کا علم نہیں۔ مگر امید ہے کہ جس طرح صفاتِ معنوی میں پہلے ایڈیشن سے اعلیٰ و افضل ہے اسی طرح صفاتِ ظاہری میں بھی بہتر ہوگا۔ یہ چند سطور میں نے ایسی عجلت میں لکھی ہیں کہ میں اندازہ نہیں کر سکتا کہ کوئی اسکو پڑھیگا تو کیا کہیگا۔ غرض میں نے ضابطہ کی خانہ پوری کر دی ہے اور وہ بھی بیڈھنگے طور پر۔ خدا تعالیٰ چاہے تو اس کو بھی خیر و خوبی سے ہم آغوش اور میرے دلی جوش کو تاثیرِ نیک سے دوش بدوش کر سکتا ہے۔ خدایا ہمچنیں باد۔ الٰہی! ابو العطا میرزا خدا بخش پر تو اپنے فضل و کرم و عفو و عطا کا مینہ برسا دے اور ان کی آرزوؤں کو کامیابی کا خلعت عطا فرما دے کیونکہ انہوں نے عسلِ مصفّٰی کی ترتیب و تالیف و تصنیف میں اپنے بہت سے آرام کے وقتوں کو صرف کیا اور اس شفقت علیٰ خلق اللہ کے کام میں بہت کچھ خونِ جگر پیا ہے۔ اللہ میاں! اپنے نیک بندوں کے طفیل میں میری بھی لاج رکھ لے۔ آمین یا رب العالمین۔

المستغفر من اللہ المنان اکبر شاہ خان نجیب آبادی نزیل قادیان دار الامان دار العلوم

بعد نماز ظہر۔ ۱۴ مئی ۱۹۱۳ء

تقریظ بر کتابِ عسلِ مصفّٰی

از مولانا مولوی صوفی غلام رسول صاحب احمدی متوطن راجیکے نزیل لاہور مبارک منزل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَ وَعْدَ رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ۔ وَ اَنْزَلَ فِیْنَا مَسِیْحَہٗ حَکَمًا عَدْلًا وَ اِمَامًا مَھْدِیًّا وَ حُجَّۃً عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ۔ وَ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ

بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ +

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ أُوتِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ۔ مَدِينَةِ الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ +

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّا نَشْكُرُ اللّٰهَ الْمَنَّانَ عَلٰى مَا جَعَلَنَا مِنْ أَصْحَابِ مَسِيحِهِ الْمَهْدِيِّ وَرَزَقَنَا بِهِ الْإِيمَانَ۔ وَأَدْخَلَنَا فِي زُمْرَةِ أَنْصَارِهٖ بِالرَّحْمَةِ وَجَنَّبَنَا زُمْرَةَ أَغْيَارِهٖ بِالْامْتِنَانِ۔ وَأَرَاى لَهٗ آيَاتِ صِدْقِهٖ وَأَظْهَرَ لَهٗ بَيِّنَاتِ الْفُرْقَانِ وَوَفَّقَنَا لِتَصْدِيقِهٖ وَرَزَقَنَا فِي تَائِيدِهٖ أَقْلَامَ الْحَقِّ وَأَلْسِنَةَ الْبَيَانِ وَكَمْ مِنْ آيَةٍ ظَهَرَتْ لَهٗ فِي الْأَرْضِ وَفِي السَّمَاءِ۔ وَشَهِدَتْ أَنَّهٗ صَادِقٌ فِي دَعْوَاهُ وَمَا افْتَرٰى۔ ثُمَّ شَهِدَ لَهُ الْقُرْآنُ وَالْأَخْبَارُ وَالْآثَارُ۔ وَأَيَّدَهُ الْعَقْلُ وَالنَّقْلُ وَالْقَوْلُ الْمُخْتَارُ۔ ثُمَّ بُورِكَ بَرَكَةً عَظِيمَةً مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ۔ وَأُوتِيَ جَمَاعَةً كَثِيرَةً وَأَعْوَانًا نَاصِرِينَ وَكَمْ مِنْ كُتُبٍ كَتَبَهَا هُدًى وَآيَةً لِّلطَّالِبِينَ۔ وَكَمْ مِنْ صُحُفٍ نَمَّقَهَا آيَةً لِّلْمُوقِنِينَ وَحُجَّةً عَلَى الْمُنْكِرِينَ۔ وَكَمْ مِنْ سِرٍّ دَقِيقٍ لَمْ يُطْلَعْ عَلَيْهِ قَبْلَهٗ أَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِينَ وَكَانَ كَدُرٍّ أَبْعَدَ مِنْ أَيْدِ الْغَوَّاصِينَ فَاطَّلَعَ عَلَيْهِ بِرَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ فَأَطْلَعَ وَمَا كَانَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ وَحَكَمًا فِيمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مُؤَيَّدًا بِرُوحِ الْأَمِينِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ خَيْرِ الْمُحْسِنِينَ +

وَلِلّٰهِ دَرُّ مَنْ بَيَّنَ شَيْئًا فِي تَائِيدِهٖ أَوْ كَتَبَ فِي تَصْدِيقِهٖ كَالْمُؤَيِّدِينَ۔ وَمُؤَلِّفُ هٰذَا الْكِتَابِ الشَّرِيفِ وَالتَّالِيفِ الْمُنِيفِ الْمُسَمّٰى بِالْعَسَلِ الْمُصَفّٰى الَّذِي يَجْرِي مِنْ بَيْنِ جَدَاوِلِهٖ نَهْرُ الْعَسَلِ الْأَحْلٰى۔ وَالَّذِي ذَاقَ مِنْهُ شَيْئًا أَبْرَءَهٗ مِنْ عِلَلِ الشُّكُوكِ وَشُفِيَ وَمَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً خَلَّصَهٗ مِنْ وَرْطَةِ الشُّبُهَاتِ وَانْجٰى +

وَلَا شَكَّ أَنَّهٗ عَسَلٌ مُّصَفًّى وَشِفَاءٌ لِّلنَّاسِ + يَشْفِي مَرَضَ الْوَسَاوِسِ بِدَفْعِ الْخَنَّاسِ وَأَنَّهٗ نِبْرَاسُ الْحَقِّ وَأَوْرَاقُهٗ مِقْيَاسٌ + يُمَيِّزُ الْبَاطِلَ مِنَ الْحَقِّ وَيُطَهِّرُ الْأَدْنَاسَ وَمَنْ أَلْقَى النَّظَرَ فِيهِ بِغَيْرِ الْعِنَادِ وَالشِّمَاسِ + رَاٰى الْحَقَّ حَقًّا وَالْبَاطِلَ بَاطِلًا وَمَعَ أَنَارَةِ الْحَوَاسِّ فَبُشْرٰى لِلَّذِينَ كَانُوا يَنْتَظِرُونَ نُزُولَ الْمَسِيحِ مِنَ الْخَضْرَاءِ وَظُهُورَ الْمَهْدِيِّ مِنَ الْغَبْرَاءِ

فإنه قد جاءهم من أنفسهم وبعث فيهم من العلى ومن لم تاب ريبا۔ وعاب الصواب غيبا۔ فعليه بتقوى الله فإنه لا يعلم سرا ولا غيبا وإن تغب حقيقته عن نزوله وظهوره فعليه أن يقرأ هذا الكتاب المستطاب ويستضيئ بنوره فإن في هذا الكتاب فصل القضايا بتمامه وحكم ما اختلف فيه بزمامه وكشف الستر عن حقيقته۔ وتبين الأمر عن سريرته حتى لحمت آيات الصدق وتظاهرت وتجلت شمس الحق إلى أن تلبدت فجزى الله عنا مؤلفه أحسن الجزاء وأحسن إليه كما أحسن وسعى۔ وقلت فيه نظما ؎

عسل مصفى وهو الدواء	أين العليل ومن له استشفاء
فليأته ويداو علته به	يشف الإله ويبرء من الأرزاء
هذا الكتاب فيه صدق مبينا	بالعقل والنقل الصحيح قضاء
بشرى لقوم يطلبون هداية	فليقرءوه فإن فيه هداء

تقریظ مولانا مولوی محمد عبد اللہ خانصاحب دوم مدرس عربی مہندر کالج ریاست پٹیالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

میرے مخدوم مکرم بھائی میرزا خدا بخش صاحب نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف عسل مصفّٰے اب دوبارہ چھپوائی ہے اتنی بڑی ضخیم وحجیم کتاب کا دوبارہ چھپنا ہی اس کی قبولیت عام کے لئے ایک گواہ ناطق ہے۔ اسپر میرزا صاحب کا نام نامی بھی جمیع ہندوستان کی پبلک میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً ایک خاص شہرت رکھتا ہے کتاب کی خوبی کا بہترین ضامن ہے۔ کتاب کا طرز استدلال فلسفیانہ ہے میں نے دیکھا ہے کہ مذہبی کتابوں کے مصنفین اکثر اپنی خوش اعتقادیوں اور وجدانی باتوں کو لکھنا شروع کر دیتے ہیں اور ناظرین سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ بھی مصنفین جیسا دل و دماغ پیدا کر کے ان باتوں کو تسلیم کر لیں۔ مگر میرزا صاحب محققانہ رنگ میں چلے ہیں اور ایسے ادلہ کاملہ اور براہین ساطعہ سے اپنے اعتقادات کو پیش کرتے ہیں جن سے کسی عقلمند اور اہل علم کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اسواسطے انہوں نے ہر ایک باب کے عنوان کو اسی طرح قائم

کیا ہے کہ گویا وہ ایک سوال ہے جو ایک محقق شخص کے دل میں عام اس سے کہ وہ احمدی ہے یا غیر احمدی پیدا ہو سکتا ہے مگر اس کا جواب قرآن مجید۔ احادیث صحیحہ۔ اجماع امت اور سلف صالحین کے اقوال سے دیا ہے۔ اس طرز استدلال سے مشککین کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اور پہنچا ہے۔ چنانچہ بہت سے غیر احمدی اصحاب کے لئے جو تذبذب میں تھے یہ کتاب مشعل ہدایت بنی ہے +

سلسلہ حقہ احمدیہ کو آجکل مناظرات کی ضرورت اکثر پڑ جاتی ہے۔ اور ہمارے وہ دیدہ دلیر مخالف جنہوں نے ڈھٹائی سے نہایت مضبوط عہد و پیمان کیا ہوا ہے بعض وقت ہمارے مخلص احباب کے منہ آجاتے ہیں مگر میں نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہمارے احمدی مناظر اس کتاب کے طرز استدلال اور دلائل سے مسلح ہونگے تو مخالف ضرور منہ کی کھائیگا کتاب اس قدر مبسوط ہے کہ ہر ایک قسم کا سوال یا وسوسہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق پیدا ہو سکتا ہو اس کا جواب نہایت تفصیل اور شرح وبسط کے ساتھ درج ہے اور اس لحاظ سے سلسلہ حقہ کی یہ معرکۃ الآرا تصنیف احمدی مناظرین کے لئے لازمی کورس ہے۔ یہ سب خوبیاں کتاب کے پہلے ایڈیشن میں موجود تھیں مگر اب دوسرے ایڈیشن میں نقش ثانی کا جلوہ نظر آگیا ہے۔ نہایت قیمتی مضمون اور اچھوتے دلائل کا اضافہ کیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ بھی نہایت پاکیزہ ہے۔ اخیر میں میں صدق دل سے اپنے مکرم بھائی کے لئے دعا کرتا ہوں جزاک اللہ احسن الجزا۔

محمد عبد اللہ احمدی

تقریظ جناب قاضی اکمل صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہمارے معظم مولانا میرزا خدا بخش صاحب نے عسل مصفی کی طبع ثانی کی طرف توجہ فرمائی +

چونکہ میں قادیان سے باہر بھی اپنی احمدی زندگی کا ایک حصہ گذار چکا ہوں اس لئے

عسل مصفےٰ کی قدر و قیمت سے خوب واقف ہوں یہ ہمارے سلسلہ کی انسائیکلوپیڈیا ہے کیونکہ مؤلف علیہ الرحمۃ نے اس میں تمام دلائل اور شواہد کو یکجا کر دیا ہے مباحثات و مناظرات میں یہ کتاب پاس ہو۔ تو پھر فراغ خاطر حاصل ہے اور اگر کوئی شخص نیک نیتی سے ہمارے سلسلہ کے متعلق آگاہی حاصل کرنا چاہے تو اس سے بہتر جامع کتاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مریدوں کی تصانیف میں سے نہ پائیگا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزاء خیر دے۔

محمد ظہور الدین اکمل عفا عنہ۔ ۵ر فروری ۱۹۱۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مسیح موعود مہدی مسعود فداہ ابی و امی و روحی و عرضی و اہلی و مالی کے دعاوی کی تردید میں ہندوستان و پنجاب کے نامی و گرامی علماء نے بیسیوں کتابیں لکھیں اور ہزاروں اعتراضات کیے ٭

ہمارے فاضلِ اجل مرزا خدابخش صاحب نے کمال کیا کہ اُن سب معترضین کے دندان شکن جواب کے لیے ایک مبسوط کتاب عسل مصفےٰ لکھدی جو کما حقہٗ جواب ہونے کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک قابل قدر انسائیکلوپیڈیا ہے اور بحث و مناظرہ کیلئے احمدیوں کے ہاتھ میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کا ایک کامل و مکمل ذخیرہ ہے ٭

اِس کتاب کا پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا تھا اور اب اس کی مانگ چاروں طرف سے زور و شور سے تھی۔ الحمد للہ کہ لائق مصنف نے اُس کی نظرِ ثانی کی زحمت گوارا فرمائی اور بہت سے نئے مضامین کا اضافہ کرکے اور نقاشِ نقشِ ثانی بہتر کشد ز اول کا حق ادا کرکے اب اس کو دوبارہ طبع کرانا شروع کر دیا ہے ٭ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بہتوں کی رہنمائی اور بہتوں کے ازدیادِ ایمان کا ذریعہ بنائے اور اس کے مصنف کو اپنی شان کے مطابق جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین ٭

خاکسار احمد الدین اپیل نویس گوجرانوالہ الحال ملازم خوانین مالیر کوٹلہ ازلودیانہ پنجاب

۲۴ر مئی ۱۹۱۳ء

گیارھواں باب

اِس بارہ میں کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ سے کیا مراد ہے

احادیث متذکرہ حصہ اوّل میں تین لفظ تھے جو بحث طلب تھے ایک نزول دوسرا ابن مریم اور تیسرا اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ان میں سے اول الذکر دو الفاظ کی تحقیقات اور بحث گذشتہ بابوں میں ہو چکی ہے اب تیسرا لفظ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ باقی ہے اس کی بحث اِس جگہ بیان کی جاتی ہے۔ خوب غور سے دیکھئے۔ اور حظ اُٹھایئے +

واضح ہو کہ علماء نے اس لفظ پر بوجہ قلتِ تدبر بڑا ہی دھوکا کھایا ہے چونکہ لفظ نزول سے اُنہوں نے آسمان اور لفظ ابن مریم سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام تسلیم کر لیا تھا اس لئے اُن کو بڑی مصیبت پیش آئی اور اِسی لئے اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کی دور از قیاس تاویل کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور چونکہ بخاری کی یہ حدیث

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ | یعنے تمہارا کیا حال ہو گا اُس وقت جب کہ ابن مریم تم میں نزول فرمائینگے اور وہ تم میں

سے ہی ایک امام ہو نگے۔ دیکھو بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۰ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی باب نزول مسیح ابن مریم صحیح اور یکی تھی اِس پر تو کوئی حرف نہ لا سکتے تھے آخر یہ بات پیدا کر لی کہ چونکہ مسیح کے زمانہ میں مہدی کا ذکر بھی بعض احادیث میں آیا ہے اِس لئے اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ سے مراد مہدی ہے لیکن اُن کو یہ خیال نہ آیا کہ یہاں تو لفظ مِنْکُمْ ہے نہ فِیْکُمْ اگر فِیْکُمْ ہوتا تو بھی اُن کی بات قابل وثوق ہو جاتی لیکن یہاں تو لفظ مِنْکُمْ تھا جسکے معنے ہیں تم میں سے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخاطب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور سب جانتے ہیں کہ صحابہ میں سے تو کسی نے مسیح ہونے کا دعوےٰ

نہیں کیا اس لئے مِنکُمْ کے لفظ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو خدا تعالیٰ کے علم میں قائم مقام صحابہ کے ہے اور قائم مقام صحابہ وہی ہوسکتا ہے جس کی نسبت آیتہ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں اشارہ ہے کیونکہ یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ جس طرح صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی تھی اُسی طرح اس آیت کا مصداق رسول کریم کی روحانیت کا تربیت یافتہ انسان ہوگا اور ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ کی تشریح خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دی ہے کہ وہ شخص جو اس کا مصداق ہوگا وہ وہ ہے جس پر مضمون لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ | یعنے اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائیگا تو بھی اُسکو ایک فارسی النسل آدمی اُتار لائیگا ؛ صادق آئیگا۔ اور یہ نور روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اہل فارس میں سے صرف ایک ہی شخص ثابت ہوا ہے جس نے اپنے کارناموں سے اس حدیث کا مصداق بنکر دکھلا دیا ہے اور وہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیاں ہیں۔ پھر کیسے تعجب کی بات ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے یہ معنے کئے جائیں کہ مہدی تم میں موجود ہوگا۔ حالانکہ یہاں کسی مہدی کا ایک ذرہ بھر بھی اشارہ نہیں اور نہ امام بخاری نے مہدی کی نسبت کوئی باب ہی باندھا ہے اور نہ امام بخاری کے وہم و گمان میں کوئی مہدی تھا ورنہ وہ اتنے بڑے اہم امر کو کیوں نظر انداز کر دیتے بلکہ وہ تو الگ طور پر مہدی کی نسبت باب باندھکر مفصل ذکر فرماتے برخلاف اس کے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے تو صرف ابن مریم کے نزول کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں کسی وقت مسیح موعود کی نسبت اختلاف برپا ہوگا اس لئے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رفع تردد کے لئے فرما دیا کہ ابن مریم کوئی الگ شخص نہیں ہوگا وہ تم ہی میں سے ایک شخص ہوگا جو امام کا کام دیگا واو جو یہاں آئی ہے وہ تفسیری ہے یعنے ابن مریم کون ہے تم ہی میں سے وہ ایک امام ہے۔ اس واو تفسیری کی مثال خود قرآن کریم سے ظاہر ہے۔ الٓرٰ۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ یعنے کتاب کی یہ آیات ہیں اور وہ کتاب کیا ہے قرآن مبین ہے۔ دیکھو سورۃ الحجر پارہ ۱۴ یہاں واو عطف تفسیر یہ ہے۔ اور اگر واو حالیہ بھی حدیث مذکور میں قرار دی جائے تو بھی کچھ حرج نہیں اُس کے معنے یہ ہونگے کہ

جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا تو حال یہ ہے کہ وہی تم ہی میں سے ایک امام ہوگا۔ اس کی تائید صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَاَمَّكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

یعنے اُس وقت تمہارا کیا ہی حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہاری ہی امامت کریگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲+

اور امام بیہقی کی روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے جس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے

كَيْفَ بِكُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا جب ابن مریم تم میں نزول کریگا اور وہ تمہارا امام ہوگا +

پھر روایت ذیل سے صاف اور صریح ظاہر ہوتا ہے کہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ سے مراد صرف عیسے علیہ السلام ہیں لا غیرہ چنانچہ امام ابی عبد اللہ محمد بن خلفہ الوشتانی الابی المالکی فرماتے ہیں

حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ اَبِي شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ فَقُلْتُ لِابْنِ اَبِي ذِئْبٍ اَنَّ الْاَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ ذِئْبٍ هَلْ تَدْرِي مَا اَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي قَالَ فَاَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ +

کہ زہیر بن حرب نے میرے پاس حدیث بیان کی اُس کے پاس ولید بن مسلم نے اُس کے پاس ابن ابی ذئب نے اُسکے پاس ابی شہاب نے اُس کے پاس نافع مولا ابی قتادہ نے اُس کے پاس ابوہریرہ نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اُسوقت کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور وہ تم ہی میں سے ایک شخص ہوگا جو تمہاری امامت کریگا۔ میں نے ابن ابی ذہب کو کہا کہ اوزاعی نے زہری سے یہ حدیث ہمارے پاس بیان کی اُس نے نافع سے اور نافع نے ابوہریرہ سے اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کی بابت سُنے ابن ذہب نے کہا کیا تو جانتا ہے اَمَّكُمْ مِنْكُمْ سے کیا مراد ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہی بتایئے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ مسیح موعود

تمہارے رب کی کتاب پر یعنے قرآن کریم پر اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر امامت کریگا۔ دیکھو کتاب اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم صفحہ ۲۶۸+

لفظ اِمَامُکُم مِنکُم نے صاف کھول دیا کہ تم ہی میں سے مسیح ہوگا جو تمہاری امامت کریگا۔ اب برخلاف صحیحین اور بیہقی اور محمد بن حلفہ جنہوں نے مہدی کا کوئی ذکر اپنی کتب میں نہیں کیا کیونکر مان لیا جائے کہ اِمَامُکُم مِنکُم سے مراد مہدی ہے یہ صرف بعض علماء کا اپنا ناقص خیال ہے ورنہ نہ علم ادب نہ قرآن اور نہ کسی اور قرینہ کے رو سے مہدی کا ان احادیث صحیحہ میں کچھ اشارہ پایا جاتا ہے پھر کیوں اصل مقصد سے بات کو پھیر کر دوسری طرف لگا دیا گیا۔ بالخصوص امام بخاری کا تو یہ حال ہے کہ ایک ایک حدیث سے کتنے کتنے مسائل اخذ کرتے ہے۔ اگر اس حدیث میں اِمَامُکُم مِنکُم سے مراد مہدی ہوتا تو ضرور ہی اسکا ذکر فرماتے یہ صرف ہماری رائے ہی نہیں بلکہ علماء مالکی اسی طرف گئے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی اُمت میں سے ہوگا نہ کہ وہ جو نبی ناصری تھا+

(۱) علامہ احمد مقری غربی مالکی اپنی تفسیر نفح الطیب میں لکھتے ہیں+

فِی قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُوشِكُ اَنْ یَّنْزِلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنكُمْ اِنَّمَا كَانَ الْاِمَامُ مِنَّا لِئَلَّا یَتَدَنَّسَ بِغُبَارِ الشُّبْهَةِ وَجْهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ +

یعنے اس قول میں کہ ابن مریم تم میں ضرور نازل ہوگا جو تم ہی میں سے ایک امام ہوگا یہ سبب ہے کہ مسیح علیہ السلام کا امام ہم میں سے ہونا اسواسطے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا صادق آیا اور اس باب میں کوئی شک و شبہ نہ رہا دیکھو نفح الطیب جلد ۳ صفحہ ۱۸۶+

(۲) نواب قطب الدین صاحب دہلوی شارح مشکوۃ شریف اپنی کتاب مظاہر حق جلد ۴ میں زیر فقرہ اِمَامُکُم مِنکُم بطور فائدہ لکھتے ہیں کہ اِمَامُکُم سے مراد حضرت عیسےٰ ہیں دیکھو مظاہر حق جلد چہارم صفحہ ۳۸۵+

(۳) تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے۔

قَالَ ابْنُ اَبِی وَاطِیلٍ وَالشِّعْبَۃُ یَقُولُ اِنَّہٗ ھُوَ الْمَسِیحُ الثَّانِی مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُلْتُ وَعَلَیْہِ

ابن ابی واطیل اور شعبہ نے کہا اس بات پر گفتگو کی گئی ہے کہ مہدی وہی مسیح ہے جو آل محمد کا

حَمَلَ بَعْضُ الْمُتَصَوِّفَةِ حَدِيْثَ لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسٰی اَیْ لَا یَکُوْنُ مَهْدِیٌّ اِلَّا الْمَهْدِیُّ الَّذِیْ نِسْبَتُهٗ اِلَی الشَّرِیْعَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ نِسْبَةُ عِیْسٰی اِلَی الشَّرِیْعَةِ الْمُوْسَوِیَّةِ فِی الْاِتِّبَاعِ +

مسیحوں میں سے ہوگا جنے کہا کہ یہی باعث ہی کہ بعض صوفیا راس حدیث کو لیتے ہیں کہ عیسیٰ کے سوائے کوئی اور مہدی موعود نہیں یعنے وہی مہدی ہوگا جسکو شریعت محمدیہ سے نسبت ہوگی اور عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری کو تو نسبت شریعت موسوی سے ہے۔ دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد ا صفحہ ۳۰۲ +

اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مسیح اسی امت سے ہوگا جسکو محمدی و موسوی شریعت سے بھی تعلق ہو +

حدیث لامہدی الاعیسیٰ بن مریم

سب سے بڑھ کر یہ ثبوت ہے کہ حدیث لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی موجود ہے۔ دیکھو سنن ابن ماجہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ درباب شدۃ الزمان +

حَدَّثَنَا یُوْنُسُ ابْنُ الْاَعْلٰی ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِیْسَ الشَّافِعِیُّ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ الْجُنْدِیُّ عَنْ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْدَادُ الْاَمْرُ اِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْیَا اِلَّا اِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

ابن ماجہ نے یونس ابن عبدالاعلیٰ سے بیان کیا اُس کے پاس محمد بن ادریس شافعی نے اُس کے پاس محمد بن خالد جندی نے اُس نے ابان بن صلح سے اُس نے حسن سے اُس نے انس بن مالک سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کام میں شدت بڑھ جائیگی اور دنیا میں خرابی اور آدمیوں میں بدبختی پھیل جائیگی اور قیامت شریر آدمیوں پر قایم ہوگی اور مہدی سوائے عیسیٰ بن مریم کے کوئی نہیں

دیکھو ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ +

اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ عیسیٰ ہی امام ہوگا اور وہی مہدی ہوگا اور اُس کے زمانہ

ہیں کوئی الگ شخص مہدی بنکر نہیں آئیگا۔ دیکھو حدیث ذیل:-

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا ہِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّھْدِیًّا وَّحَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا رَوَاہُ اَحْمَدُ +

امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے کہ ہمارے پاس عبداللہ نے اُن کے پاس اُنکے باپ نے اُن کے پاس محمد بن جعفر نے اُنکے پاس ہشام بن حسان نے اُن کے پاس محمد نے اُن کے پاس ابوہریرہ نے اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سُنا کہ قریب ہے کہ جو شخص تم میں سے زندہ رہیگا وہ عیسیٰ بن مریم سے جو امام مہدی اور حکم عدل ہوگا ملاقات کریگا اور وہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا اور جزیہ موقوف کردیگا یا چندہ لیگا اور جنگوں کو روک دیگا دیکھو مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ +

اِس حدیث نے تو سارے جھگڑے ہی کو طے کردیا اور اب کسی کو گنجائش ہی نہیں ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے کوئی اور معنے لے سکے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قطعی فیصلہ کردیا کہ عیسٰے موعود ہی امام ہوگا اور وہی مہدی ہوگا لاغیرہ +

جب یہ ثابت ہوگیا کہ مہدی کوئی الگ شخص نہیں صرف وہی مہدی اور وہی عیسیٰ ہے تو پھر کیونکر یہاں خیال میں آسکتا ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ سے مہدی مراد ہے بخاری اور مسلم کا اسی پر اتفاق ہے کہ مہدی کوئی الگ شخص نہیں اور ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تصدیق کردی ہے کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ عیسٰے ہی امام مہدی ہے اور اُس کے سوائے اور کوئی مہدی نہیں۔ پس ان احادیث سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسٰے ہی اس امت کے امام ہونگے اور وہی اِسی امت میں کا ایک شخص ہوگا کسی غیر کے انتظار کی ضرورت نہیں +

امام سے کیا مراد ہے

اب ہم بتاتے ہیں کہ امام کے لفظ سے کیا مراد ہے۔ سو واضح ہو کہ امام کے معنے

مَا یُقْتَدَیٰ بِہٖ یعنے جس کی اقتدا کی جائے وہی امام ہے +

جہانتک کتب اسلام میں دیکھا جاتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ امام ہر فن کے ماہر پر اور اُس شخص پر بھی بولا گیا ہے جو ایک جماعت کو نماز پڑھائے ۔ اور اُن لوگوں پر بھی جو متکلمین ہوئے ہیں اور جنہوں نے مسایل میں استدلالات سے کام لیا ہے اُن کے حق میں بھی امام کا لفظ آیا ہے جیسے امام غزالی اور امام فخر الدین رازی امام بخاری ۔ امام مسلم امام ابن قیم ۔ امام ابن حزم ۔ امام ابوحنیفہ ۔ امام تیمیہ امام مالک سیبویہ مجد الدین فیروزآبادی امام اوزاعی حسن بصری ۔ سفیان ثوری شیخ بوعلی سینا +

الغرض جو لوگ انبیاء علیہم السلام سے کسی پہلو میں مشابہت تامہ رکھتے ہیں اُن کو امام کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ مولوی محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب منصب امامت میں فرماتے ہیں +

کہ ہر کہ در کمالے از کمالات مذکورہ مشابہت تامہ بانبیاء اللہ داشتہ باشد ہمون است امام ۔ آن کمال خواہ درمیان مردم باین لقب معروف باشد خواہ نہ پس لابد کسے از اکابر امت امام المحبوبین باشد و کسی امام المعظمین فی الملائکۃ المقربین و کسے امام السادات و کسے امام الملہمین و کسے امام المتوکلین و کسی امام الاسخیاء و کسی امام المبعوثین و کسی امام الرحماء و کسی امام الصابرین و کسی امام الداعین و کسی امام الفاضلین و کسی امام الحکماء و کسی امام الوعاظ و کسی امام المجاہدین و کسی امام المستفسرین و کسی امام الامراء و کسی امام القضاۃ و کسی امام المحسنین الی غیر ذلک و نیز باید دانست کہ بعضے کاملین را در یک کمال مشابہت بانبیاء اللہ حاصل میشود و بعضے

جو شخص کمالات مذکورہ میں سے کسی کمال میں انبیاء اللہ سے مشابہت تامہ رکھتا ہوگا وہی امام ہے خواہ وہ کمال لوگوں میں اُس لقب سے مشہور ہو یا نہ ہو ۔ پس لازمی ہے کہ اکابر امت میں سے کوئی تو امام المحبوبین اور کوئی ملائکہ مقربین میں امام المعظمین اور کوئی امام السادات اور کوئی امام الملہمین اور کوئی امام المتوکلین اور کوئی سخیوں کے امام اور کوئی مرسلوں کے امام اور کوئی رحیموں کے امام اور کوئی صابروں کے امام اور کوئی خدا کی راہ میں بلانیوالوں کا امام اور کوئی فاضلوں کا امام اور کوئی حکیموں کا امام اور کوئی واعظوں کا امام اور کوئی مناظرین کا امام اور کوئی تحقیق کرنیوالوں کا امام ۔ کوئی اُمرا کا امام کوئی قاضیوں کا امام اور کوئی محسنوں کا امام ہوتا

را در دو کمال و بعضے را در سہ کمال و ہمچنیں بعضے را
در ہمہ کمالات - پس امامت ہم بر مراتب مختلفہ
باشد کہ بعضے مراتب امامت اکمل است از بعضے
مراتب پس کسیکہ در ہمہ کمالات مذکورہ بانبیاء
اللہ مشابہت داشتہ باشد امامت او اکمل باشد
از امامت سائر کاملین پس لابد درمیان این
امام اکمل و درمیان انبیاء اللہ امتیازے ظاہر
نخواہد شد الا بنفس مرتبۂ نبوت - پس درحق
مثل این شخص تواں گفت کہ اگر بعد خاتم الانبیاء
کسے بمرتبۂ نبوت فائز مے شد ہر آئینہ ہمیں
اکمل الکاملین فائز مے گردید چنانکہ در حدیث
شریف وارد شدہ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيًّا
لَكَانَ عُمَرُ +

ہے اور ان کے سوا اور بھی امام ہوتے ہیں -
اور یہ بھی معلوم رہے کہ بعض کاملین کو نبیوں
سے کسی ایک کمال میں مشابہت ہوتی ہے اور
بعضوں کو دو کمال میں اور بعضوں کو تین کمال
میں اور اسی طرح بڑھتے بڑھتے بعض کو تمام کمالات
میں پس امامت بھی مختلف مراتب پر ہوتی ہے
کیونکہ بعض مراتب امامت ایک دوسرے سے کامل
تر ہوتے ہیں - پس جس شخص کو تمام کمالات مذکورہ
میں انبیاء سے مشابہت ہوگی اُسی کی امامت
تمام کاملین کی امامت سے کامل تر ہوگی پس
بالضرور اس اکمل امام اور انبیا کے درمیان بجز
نفس مرتبۂ نبوت کوئی امتیاز نہیں ہوتا پس
اس صفت کے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں
کہ اگر خاتم الانبیا کے بعد کوئی شخص نبوت کے درجہ پر فائز ہو سکتا ہے تو ضرور یہی اکمل
الکاملین فائز ہو سکتا - جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا چاہئے تو عمر
ہے دیکھو منصب امامت صفحہ ۴۲ و ۴۳ +

حضرت اسمٰعیل شہید کی اس تمام عبارت سے ظاہر ہے کہ امام کسی امر میں مشابہت
تامہ کی وجہ سے جو اُن کو انبیاء سے ہوتی ہے امام کہلاتا ہے اور جس قدر انبیاء کے صفات
یعنے کمالات سے زیادہ مشابہت ہوگی اُسی قدر وہ فرد اکمل سمجھا جائیگا اور جس شخص کو کمال
درجہ کی مشابہت کسی نبی سے ہوتی ہے وہ شخص کامل امام سمجھا جاتا ہے صرف اس میں اور
نبی میں یہی ایک فرق رہجاتا ہے کہ وہ شخص نبی نہیں ہوتا مگر تمام کمالات نبوت سے رنگین ہوتا
ہے - کیونکہ نبوت خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے جو اُسی کو دیتا ہے جس کو وہ نبوت
کے قابل سمجھتا ہے یہ عہدہ کسبی نہیں ہوتا بلکہ وہبی ہوتا ہے - پس ثابت ہوا کہ مشابہت
تامہ کا ہونا ضروری ہے - لیکن ہم یہاں امامت کو محدود کر کے صرف باطنی امام پر قلم فرسائی

کرتے ہیں تاکہ مضمون دور نہ چلا جائے۔ دُنیا میں ایسا کوئی شخص نہیں ہوگا کہ جسکو کچھ نہ کچھ الہام یا رویائے صادقہ ہوتے ہوں۔ اور مومنین کے لئے تو یہ ایک روحانی نعمت ہے اور کفار بھی اس سے باہر نہیں کیونکہ ہر انسان کی فطرت میں خواہ وہ کسی ہی مذہب کا ہو ایک نور ودیعت رکھا گیا ہے جو کہ گاہے گاہے اپنی جھلک دکھلاتا ہے۔ چنانچہ حدیث کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ یعنے ہر بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے لیکن مومن انسان جس قدر تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے اُسی قدر وہ نور بھی وضاحت سے جلوہ گری کرتا ہے غرض جس قدر صفائی باطن ہوتی ہے اُسی قدر رویا و مکاشفات میں صفائی ہوتی ہے اور اکمل انسان کی تو کوئی رویا، یا الہام یا مکاشفہ غلط ہی نہیں جاتا۔ لیکن اگر کوئی نادان اپنے محدود رویا، یا الہامات یا مکاشفات کی بنا پر امام ہونے کا دعویٰ کر دے یا کسی اکمل انسان کی اطاعت سے گردن پھیر دے تو اُس کی سراسر حماقت ہوگی۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی مشابہتِ ناقصہ ہے جس میں کفار بھی داخل ہیں ایسے ملہمین ہیں خواہ اُن کو رات دن میں ہزاروں الہامات و رویا ہوتے ہوں امام نہیں ہو سکتے

امامِ برحق اور غیر امام میں ما بہ الامتیاز کیا ہے

جب یہ ثابت ہو چکا کہ امام نبی یا جو ظلِ نبی ہوتا ہے وہی امام ہونے کا حق رکھتا ہے اور دوسرا نہیں رکھتا کیونکہ اُس میں اور اُس کے غیر میں ما بہ الامتیاز یہ امر ہوتا ہے کہ امام میں استقامت فوق العادت ہوتی ہے اور دوسرے ملہمین میں ایسی استقامت نہیں ہوتی۔ امام کو اپنے الہام پر وثوق کامل ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کو وثوق نہیں ہوتا۔ جیسے امام اپنے الہام کی صداقت میں تحدی کر سکتا ہے دوسرے نہیں کر سکتے امام جس زور شور سے علوم کا افاضہ کر سکتا ہے وہ نہیں کر سکتے۔ امام کے الہامات وسیع دائرہ میں ہوتے ہیں اور ایسے ملہمین کے الہامات ذاتیات تک محدود ہوتے ہیں۔ امام کا ظہور دنیا میں ضرورتِ حقّہ کے وقت ہوتا ہے اور دوسرے ملہمین کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا امام میں اخلاقی قوت سب سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور دوسروں میں یہ صفت بہت کم بلکہ کالمفقود ہوتی ہے۔ امام میں اُسوۂ حسنہ یعنے نیکی کا اعلیٰ نمونہ ہوتا ہے جسکو دیکھ کر مخلوقات

پر روحانی اثر پڑتا ہے لیکن عام ملہمین میں یہ بات نہیں ہوتی۔ امام ابتلاؤں میں خدا تعالےٰ کے ساتھ ثابت قدمی دکھلاتا اور وفاداری میں آگے ہی آگے قدم رکھتا ہے اور کیسی ہی مصیبت پیش آجائے ہرگز سست اور راندہ اور مایوس نہیں ہوتا بلکہ اپنی عبودیت کا اقبال اور فروتنی کا نقشہ دکھلاتا ہے اور وہ اپنی عاجزانہ دعاؤں کا سلسلہ ایسا باندھ دیتا ہے کہ ملاء اعلیٰ میں ایک شور برپا کر دیتا ہے اور ان دعاؤں کے ذریعہ سے وہ بالآخر آنے والی یا آئی ہوئی مصیبت کو صفحہ دنیا سے مٹا ڈالتا ہے لیکن دیگر ملہمین کو یہ حوصلہ ہی کہاں کہ ایسی وفاداری سے ثباتِ قدم دکھلائیں بلکہ وہ ایسے بودے اور بزدلے ہوتے ہیں کہ ایک ہی ابتلا میں حواس باختہ ہو کر دبک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ امام کے الہام دخلِ شیطان سے محفوظ کئے جاتے ہیں لیکن عام ملہمین کے الہام شیطان سے محفوظ نہیں ہو سکتے +

چنانچہ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل شہید امام کے متعلق فرماتے ہیں +

امامت ظلِ رسالت ست و بنائے آن بر اظہارات نہ بر اخفا بخلافِ سائرِ اربابِ ولایت۔ پس چنانچہ ادعائے منازلِ وجاہت و ادّعائے مقاماتِ ولایت و بیانِ معاملاتِ ربانی و کشفِ اسرارِ روحانی در حقِ اربابِ ولایت مظنۂ سلب و زوال است ہمچنیں در حقِ ایشاں باعثِ ترقی و کمال +

امامت رسالت کی ظل ہے اور اس کی بنیاد اظہار پر ہے نہ اخفا پر۔ برخلاف تمام اولیاء کے جو اپنے امر کو مخفی رکھنا پسند کرتے ہیں پس جیسا کہ وجاہت کے مراتب اور ولایت کے مناصب کا دعویٰ اور معاملاتِ ربانی کا بیان اور اسرارِ روحانی کا انکشاف اربابِ ولایت کے حق میں ظنی ہے اور سلب ہونے اور زوال پذیر ہونے کا اندیشہ ہے اسی طرح اماموں کے حق میں باعثِ ترقی و کمال ہے۔ دیکھو منصب امامت بصفحہ ۵۴ +

دوسری جگہ مولوی محمد اسمٰعیل شہید فرماتے ہیں +

امام نائبِ رسول است آنچہ سنت اللہ در بندگانِ خود بواسطۂ انبیاء و رسل جاری فرمودہ ہماں سنت بواسطۂ آئمہ ہم جاری میفرماید +

امام نائبِ رسول ہوتا ہے جو سنت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ جاری فرمائی ہے وہی سنت اماموں کے ذریعہ بھی جاری فرماتا ہے دیکھو منصب امامت بصفحہ ۵۵ +

ان تمام باتوں کے بعد جب ہم غور کرتے ہیں تو یہ ساری باتیں حضرت مرزا صاحب مسیح موعود میں پائی جاتی ہیں۔ کیا یہ بات کسی پر مخفی ہے کہ جب سے اُنہوں نے دعویٰ کیا ہے اُن کا قدم آگے ہی آگے ہے اور جس قدر اُن کی جان اُن کی عزت اُن کے مال اُن کے اہلبیت پر حملے ہوئے ہیں اُس کی نظیر دُنیا میں بہت ہی کم نظر آئیگی لیکن ان تمام حالات کے باوجود بھی اُنہوں نے کیسا استقلال اور ثباتِ قدم دکھلایا ہے پھر کیونکر اُن کو امامِ وقت نہ ماننا چاہیئے۔

اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ

بعض نادان یہ بھی کہدیا کرتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو کیونکر امام تسلیم کر لیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ۔ یعنے امام قریش سے ہونگے دیکھو کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۹ اور مرزا صاحب تو قریش کی نسل سے نہیں پھر وہ کیونکر امام ہو سکتے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ حدیث اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ ضرور آئی ہے۔ لیکن اس سے یہ حصر کر لینا کہ قریش کے سوا کوئی اور امام نہیں ہو سکتا یہ قلتِ فہم پر دال ہے کیونکہ عمل درآمد اس کے برخلاف ثابت ہوتا ہے کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ جس قدر امام مانے گئے ہیں وہ سب کے سب قریشی ہی تھے۔ ہرگز ہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ مثلاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ امام محمد۔ امام ابو یوسف۔ امام مالک۔ امام اوزاعی۔ سفیان ثوری۔ امام محمد غزالی امام بخاری۔ امام مسلم۔ علی ہجویری المعروف بداتا گنج بخش۔ امام ابن حزم۔ امام ابن قیم۔ امام ابن تیمیہ۔ امام جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ۔ الغرض جب ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ قبیلہ قریش سے نہیں تھے اور پھر وہ امام مانے گئے تو ثابت ہو گیا کہ اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ کے معنے جو ان کم فہم علماء نے سمجھے ہیں وہ درست نہیں بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشگوئی کے طور پر بیان فرما دیا ہے کہ قریش سے بھی امام ہونگے نہ یہ کہ قریش کے سوائے کوئی اور امام نہ ہوگا۔ ورنہ ان کو احادیث ذیل میں بڑی مصیبت پیش آئیگی۔

(۱) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ ثَنَا صَدَقَۃُ بْنُ الْمُثَنّٰی اَبُو الْمُثَنّٰی النَّخْعِیُّ عَنْ جَدِّہٖ رِیَاحِ بْنِ الْحَرْثِ

ہشام بن عمار نے بیان کیا کہ اُس نے عیسےٰ بن یونس سے سُنا اور اُنہوں نے صدقہ بن مثنٰی ابو المثنٰی نخعی سے سُنا اُنہوں نے اپنے

سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ
يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَاشِرَ عَشَرَةٍ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ
فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ
وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ
فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ
فِي الْجَنَّةِ فَقِيلَ لَهُ مَنِ التَّاسِعُ قَالَ اَنَا

وادا رباح بن حرث سے سنا۔ اُنھوں نے سعید
بن زید بن عمرو بن نفیل سے کہتے ہوئے سنا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عشرہ مبشرہ
میں سے دسویں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور
علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمٰن
جنت میں ہیں اور جب اُن سے پوچھا گیا
کہ نواں کون ہے تو کہا کہ وہ میں ہوں دیکھو ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۱۳ و ۲ ۳ مطبوعہ مصر

اب اس حدیث کے رو سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ دس ہی بزرگان مذکور جنت میں
ہیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کے سوا کوئی بھی جنت میں نہیں اور کیا تمام انبیاء اور
صلحاء اور شہداء سب کے سب جنت سے باہر ہیں۔ کیونکہ جیسے وہاں تحدید ہے اسی طرح
یہاں بھی تحدید ہے کہ فلاں فلاں شخص جنتی ہے +

(۲) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ نَا اِسْمٰعِيلُ
بْنُ اِبْرٰهِيمَ اَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِي عُثْمَانَ
نَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ اَنَّ اَبَا كَثِيرٍ حَدَّثَهُ
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ
الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ +

زہیر بن حرب نے میرے پاس حدیث بیان
کی کہ مجھے اسمٰعیل بن ابراہیم نے خبر دی اور اُسکو
حجاج بن ابو عثمان نے اور اُس کو یحییٰ بن
ابو کثیر نے خبر دی کہ ابو کثیر نے ابوہریرہ سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شراب ان
دو درختوں یعنے کھجور اور انگور سے بنتی ہے۔ دیکھو صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۵۔ اب اس حدیث
سے بقول اُن علماء کے جو حصر کرتے ہیں یہ ماننا پڑیگا کہ صرف دنیا میں دو ہی درخت ہیں
جن کی شراب بنائی جاتی ہے لیکن جن لوگوں کو اقسام شراب کا علم ہے وہ سُنکر اس بات
پر مضحکہ کرینگے کیونکہ شراب تو سینکڑوں اشیاء سے بنائی جاتی ہے اگر یہاں حصر نہیں ہوسکتا
تو پھر اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ میں کیوں حصر کیا جاتا ہے فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ط

(۳) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى اَنَا ابْنُ

حرملہ بن یحییٰ نے میرے پاس حدیث بیان کی اُس کے

وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِیْ حُجْرَتِہَا لَمْ یَظْہَرِ الْفَیْئُ فِیْ حُجْرَتِہَا +

پاس ابن وہب نے اُس کے پاس یونس نے ابن شہاب سے روایت بیان کی کہ اُس نے عروہ بن زبیر سے سُنا کہ حضرت عایشہ زوجہ مطہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج اُن کے حجرہ میں ہوتا تھا اور اُن کے حجرہ میں زردی کی کوئی علامت نہیں ہوتی تھی۔ دیکھو صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۰۱۔ کیا اس حدیث سے یہ سمجھا جائے کہ سورج حضرت عایشہ ہی کے گھر میں تھا اور کہیں نمودار نہیں تھا۔ جب یہاں یہ معنے نہیں لیتے تو پھر اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ میں کیوں لیتے ہو +

ہم بخوف طوالت اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور ہماری رائے میں اہل دانش کو صرف اشارہ ہی کافی ہوسکتا ہے لیکن جب ہم ان علماء کی بات پر غور کرتے ہیں تو ہمیں تعجب آتا ہے کہ کیوں اس قدر تنگی کرتے ہیں اور کیوں عقل سے کام نہیں لیتے ان کی ان نامعقول باتوں سے تمام شریعت میں فساد لازم آتا ہے جیسے کہ ہم نے ابھی چند احادیث کو پیش کرکے بطور نمونہ بتایا ہے اگر وہ اسی بات پر اکتفا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مہاجرین میں سے صرف وہی لوگ امام یعنے خلیفہ ہونگے جو قریش سے ہیں تو اس قدر مصیبت واقع نہ ہوتی اور یہ بات کسی قدر قرین قیاس بھی ہوجاتی کیونکہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلافت کے بارہ میں مشکلات پیش آئیں۔ انصار نے امامت کے لئے الگ دعویٰ کردیا اور مہاجرین نے الگ آخر مہاجرین میں سے صرف قریش کے لوگ خلیفہ بنائے گئے۔ اگر اس سے بھی بڑھ کر قدم رکھنا چاہیں اور میری باتوں کو جو میں نے اوپر بیان کی ہیں نہ تسلیم کریں تو بھی کچھ خلل واقع نہیں ہوتا کیونکہ ابن ماجہ میں ایک بہت طویل طویل حدیث ہے جس میں دجال کے آنے اور نزول عیسےٰ کا ذکر ہے اور جس کے راوی ابوامامہ باہلی ہیں۔ اُس میں صاف صاف الفاظ میں لکھا ہے وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا وَتُسْلَبُ قُرَیْشٌ مُلْکَہَا یعنے جنگ بند ہوجائیگی اور قریش سے ملک سلب ہوجائیگا جس

سے صاف واضح ہوگیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں قریش کی امامت نہیں ہوگی

جنگ اسلحہ کی بندش صرف مسیح کے زمانہ کے لئے ہی

اور تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَہَا صرف مسیح علیہ السلام کے زمانہ کے متعلق ہے اور کسی زمانہ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر نہیں دی چنانچہ حدیث ذیل سے اسکی تصدیق بخوبی ہوتی ہے +

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ وَثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّهْدِیًّا وَحَكَمًا عَدْلًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ +

امام احمد بن حنبل نے روایت بیان کی کہ ان کے پاس عبد اللہ نے ان سے پاس ان کے باپ نے ان کے پاس محمد بن جعفر نے ان کے پاس ہشام بن حسان نے ان کے پاس محمد نے ان کے پاس ابو ہریرہ نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ جو شخص تم میں سے زندہ رہا عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کریگا جو امام زمانہ ہوگا اور وہی مہدی ہوگا اور حکم عدل ہوگا صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا اور چندہ لیا کریگا اور اس کے وقت میں جہاد با اوزار بند ہو جائیگا دیکھو مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ +

اب اس حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ مسیح کے وقت میں تضع الحرب اوزارہا کا وقوعہ ہوگا اس لئے یہ بھی ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ سَلْبُ الْمُلْكِ مِنْ قُرَیْشٍ کا وقوعہ بھی اسی کے وقت میں ہوگا +

اس تمام بیان سے حل ہوگیا کہ قریش کے امام ہونے کی کوئی خصوصیت نہیں اور اگر مان بھی لیں تو بھی خود حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوگیا کہ مسیح کے زمانہ میں قریش کا ملک نہیں رہیگا جس سے صریح اشارہ نکلتا ہے کہ مسیح قریش سے نہیں ہوگا۔ اور ساتھ ہی مہدی کا فیصلہ ہوگیا کیونکہ اگر مہدی قریشی مانا جائے تو اس حدیث ابن ماجہ کے رو سے مہدی امام نہیں ہوسکتا۔ بس وہی بات سچی رہی کہ جو لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی سے ہویدا ہے +

دیکھو ابن ماجہ جلد دوم صفحہ ۲۶۴

امام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہونا ضروری ہے

ہاں یہاں پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اگر ہم مان لیں کہ اچھا قریش سے تو امام نہیں ہوگا لیکن قرآن کریم کی آیت

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں تجھکو لوگوں کا امام بنانا چاہتا ہوں جسپر حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ اے رب مجھے تو تو امام بناتا ہے لیکن اے میرے رب میری اولاد کو بھی امام بنا۔ چنانچہ اُس ارحم الراحمین خدا نے اپنے پیارے بندے ابراہیم علیہ السلام کی درخواست کو قبول فرماکر ارشاد فرمایا کہ ہاں تیری اولاد کو امام بناؤنگا مگر اُن میں سے جو ظالم یعنے مشرک ہوگئے اُن کے لیئے یہ وعدہ نہیں۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کرلیا کہ امام تیری ہی اولاد سے بناؤنگا۔ احادیث و تواریخ اس امر کی شاہد ہیں کہ حضرت ابراہیم کی اولاد اس قدر ہوئی ہے کہ تمام مشارق و مغارب میں پھیل گئی ہے اور اب انکا شمار اور پہچان ناممکن امر ہے۔ ہاں یہاں پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب تو ابنا فارس سے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں پھر وہ اولاد ابراہیم کیونکر ہوسکتے ہیں۔ سو ہم ذیل کی فصل میں روز روشن کی طرح ثابت کرکے دکھادینگے کہ حضرت مرزا صاحب یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں +

فصل اوّل

اس باب میں کہ حضرت مرزا صاحب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد دنیا میں اس کثرت سے ہے

کہ اُنکا شمار کرنا نہایت مشکل ہے اور خود مخبر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی
آسمان کے ستارے اور ریت کے ذرے گن سکتا ہے تو وہ اولادِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو بھی گن سکتا ہے۔ اندریں حالت حضرت ابراہیم کی اولاد کا کھوج لگانا نہایت
ہی مشکل امر ہے لیکن جب اس زمانہ میں ایک شخص مدعی ہے کہ وہ اس زمانہ کا امام ہے
اور امام کا بموجب آیت قرآن کریم اولادِ ابراہیم علیہ السلام ہونا از بس ضروری ہے
لیکن اس زمانہ کا امام اہلِ فارس سے ہونے کا مدعی ہے اور جب تک اہلِ فارس اولاد
حضرت ابراہیم ثابت نہوں تو اُن کا امام ماننا مسلّم نہیں ہو سکتا لہذا اشد ضروری ہے کہ
یہ ثابت کیا جائے کہ اہلِ فارس اولادِ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں یہ بات تو کسی پر
مخفی نہیں کہ تواریخوں سے پتہ لگانا از حد مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ کوئی ایسی تاریخ نہیں
ملتی۔ جس میں کل روئے زمین کی اقوام کا پتہ لگ سکے اور معلوم ہو جائے کہ فلاں قوم
فلاں نبی کی اولاد سے ہے اور فلاں فلاں کی اور نہ کسی زمانہ میں ایسی تاریخ مدوّن ہوئی
ہے کہ جس میں فرداً فرداً ایک ایک قوم کا حال درج ہوا ہو حتیٰ کہ اکثر قومیں جو اس وقت سطح
زمین پر موجود ہیں وہ خود بھی صاف صاف بتا نہیں سکتیں کہ وہ فی الحقیقت کس قوم میں
سے ہیں گذشتہ لوگوں کی باتوں کا تو ذکر ہی جانے دو۔ جو تاریخیں کسی قدر بعض قوموں کا
پتہ دیتی بھی ہیں تو وہ بھی یقینی نہیں کیونکہ وہ صرف ایک شخص کی ادھوری تحقیقات کا نتیجہ ہوتی ہیں
کیونکہ تاریخ لکھنے والے خود اُس زمانہ میں موجود نہیں ہوتے شنید پر لکھ دیتے ہیں اور
ہم دیکھتے ہیں کہ تواریخ میں ٹھیک پتہ بھی نہیں لگ سکتا اس لئے میری توجہ اس طرف
ہوئی کہ انبیاء سے بڑھ کر کوئی صادق نہیں ہو سکتا اگر کوئی نبی یا نبی کے صحابہ میں سے
کوئی بزرگ قوموں کا پتہ دیدے تو وہ یقیناً قابلِ وثوق امر ہے کیونکہ تاریخ دان تو کسی قوم
کی مخالفت کی وجہ سے یا تعصب کے باعث یا کسی ملکی یا قومی مصلحت کی وجہ سے اصل حقیقت
کو ظاہر کرنا گوارا نہیں کر سکتا مگر انبیاء کو نہ کسی سے بغض ہوتا ہے نہ عداوت اُن کو خلافِ
بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور ایسا ہی اُسکے صحابہ کا حال ہے پس اس بنا
پر میں نے احادیث میں غور کرنی شروع کی تو اصدق الصادقین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے اہل فارس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

اولاد ہیں۔ چنانچہ احادیث ذیل سے اس امر کی پوری تصدیق ہوتی ہے +

(۱) اَھْلُ فَارِسَ ھُمْ وُلْدُ اِسْحَاقَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

یعنے حاکم اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ اہل فارس حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ +

(۲) فَارِسُ عَصَبَتُنَا اَھْلُ الْبَیْتِ لِاَنَّ اِسْمٰعِیْلَ عَمُّ وُلْدِ اِسْحَاقَ وَاِسْحَاقُ عَمُّ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ +

حاکم اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فارس ہمارے عصبہ اور اہل بیت ہیں کیونکہ حضرت اسمٰعیل (علیہ السلام) اولادِ اسحاق (علیہ السلام) کے چچا ہیں اور اسحاق اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام کے چچا ہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۶۴۔ جب اہل فارس اولادِ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں تو لامحالہ اہل فارس اولادِ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوئے +

ان ہر دو آثار سے صاف واضح ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل فارس حضرت اسحاق کی اولاد ہیں لیکن اُنکے سوا ہم ایک اور حدیث بھی لکھتے ہیں جس سے فارس اور عرب کا باہم رشتہ برادری ثابت ہوتا ہے چنانچہ وہ حدیث حسب ذیل ہے +

(۳) وُلِدَ لِنُوْحٍ ثَلَاثَۃٌ سَامُ وَحَامُ وَیَافِثُ فَوُلِدَ سَامُ الْعَرَبُ وَفَارِسُ وَالرُّوْمُ وَالْخَیْرُ فِیْھِمْ وَوُلِدَ یَافِثُ یَاجُوْجُ مَاجُوْجُ وَالتُّرْکُ وَالصَّقَالِبَۃُ وَلَا خَیْرَ فِیْھِمْ وَوُلِدَ حَامُ بَرْبَرُ وَالْقِبْطُ وَالسُّوْدَانُ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ +

نوح (علیہ السلام) کے تین بیٹے تھے سام حام اور یافث۔ سام کی اولاد عرب۔ فارس اور روم ہیں اور انہی میں خیر و برکت ہے اور یافث کی اولاد یاجوج ماجوج اور ترک و صقالی لوگ ہیں اور اُن میں چنداں بھلائی نہیں ہے اور حام کی اولاد بربری۔ قبطی اور سودانی ہیں اس حدیث کو ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کیا ہے دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۹ +

(۴) مَنْ اَسْلَمَ مِنْ فَارِسَ فَھُوَ مِنْ

دیلمی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے

قُرَیْشٍ هُمْ اِخْوَانُنَا وَعَصَبَتُنَا رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ + | کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فارس کے لوگوں سے جو شخص مسلمان ہوجائیگا وہ

قریش میں شمار ہوگا کیونکہ وہ ہمارے بھائی اور ہمارے عصبے ہیں دیکھو کنز العمال جلد ۶

ان ہر دو حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اہل عرب اور اہلِ فارس میں باہم تعلقِ خویشی ہے۔ پس کوئی تعجب نہیں کہ اہلِ فارس حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں +

نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ میں لکھا ہے ثنویہ یعنے مجوس۔ ایشان اقرار دارند بہ نبوتِ ابراہیم علیہ السلام۔ یعنے دو خداؤں کے ماننے والے ایک یزدان نیکی کے خدا اور ایک آہرمن بدی کے خدا کے قائل یعنے مجوس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کے مقر ہیں۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۱۱۸۔ اس قول سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ فارس حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں اور اسی وجہ سے اُن کی نبوت کے بھی قائل ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اپنی قوم کے لئے نبی مبعوث ہوئے تھے۔ غیر قوم کے لئے نہیں تھے۔ اور اُن کی قوم مصر اور شام وعرب میں تھی معلوم ہوتا ہے کہ اولادِ ابراہیم علیہ السلام رفتہ رفتہ فارس میں بھی آکر آباد ہوگئی اور اسی لئے حضرت ابراہیم کو نبی مانتے ہیں +

سلمان فارسی اہل بیت میں سے ہے

جب اہلِ فارس اور اہلِ عرب میں رشتۂ قرابت ثابت ہوگیا جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو غالباً یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی سے خاص محبت کا اظہار کیا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ سلمان فارسی میرے اہل بیت سے ہیں۔ چنانچہ وہ احادیث جن میں حضرت سلمان کا اہلبیت ہونا ثابت ہوتا ہے وہ حسب ذیل ہیں +

(۱) سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ | حاکم اور طبرانی نے عمرو بن عوف سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ سلمان ہمارا ہی اہلبیت ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۶ +

(۲) دوسری حدیث میں ہے وَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ سَلْمَانُ مِنَّا وَقَالَ الْاَنْصَارُ | مہاجر کہتے ہیں کہ سلمان ہم میں سے ہے اور انصار کہتے ہیں کہ سلمان ہم میں سے ہے

سَلْمَانُ مِنَّا + | دیکھو فصل الخطاب مصنفہ خواجہ محمد پارسا صفحہ ۱۴۲ قلمی

(۳) پھر فصل الخطاب کے صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے +

فَهٰذِهٖ شَهَادَةٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالطَّهَارَةِ وَالْحِفْظِ الْاِلٰهِيِّ وَالْعِصْمَةِ حَيْثُ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ وَشَهِدَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُمْ بِالتَّطْهِيْرِ وَذَهَابِ الرِّجْسِ عَنْهُمْ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سلمان فارسی کے لئے طہارت اور حفظ الٰہی اور عصمت کی شہادت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ سلمان ہم میں سے ایک اہلبیت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہلبیت کے حق میں فرمایا ہے کہ اُن کو ہر قسم کی ناپاکی اور گندگی سے پاک کر دیا گیا ہے +

اِن تمام روایات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سلمان فارسی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص اظہارِ محبت کیا ہے اور اُن کو اہلبیت کا ایک ممبر قرار دیا ہے اور اس کا سبب وہی معلوم ہوتا ہے جو اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اہل فارس حضرت اسحاق کی اولاد ہیں اور حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل باہم حقیقی بھائی تھے اِس لئے قریبی رشتہ دار ہوئے اور اس بزرگی اور عظمتِ شان کی وجہ سے ہزارہا امام اور قطب اہلِ فارس سے ہوئے ہیں۔ چنانچہ محدثین میں محمد اسمٰعیل بخاری۔ امام مسلم۔ امام ابوداؤد امام ترمذی۔ امام نسائی۔ امام ابن ماجہ۔ امام حاکم۔ فقہا میں امام الاعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ صوفیا میں خواجہ حافظ شیرازی شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ الغرض بڑے بڑے صاحبِ کمال اس خطۂ فارس میں ہوئے ہیں۔ اسکی تصدیق فصل الخطاب کے صفحہ ۳۴۶ سے یوں ہوتی ہے +

وَقَالَ بَعْضُ كُبَرَاءِ الْعَارِفِيْنَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَعْرِفَةِ سِرِّ سَلْمَانَ الَّذِيْ اَلْحَقَهٗ بِاَهْلِ الْبَيْتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْاَقْطَابُ الَّذِيْنَ وَرِثَهٗ مِنْهُمْ وَمَعْرِفَةُ اَسْرَارِهِمْ مِنْ هُنَا اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ

بعض بڑے بڑے عارفوں نے سلمان کے اس سر کی نسبت کہ وہ اہلبیت میں ملحق کئے گئے جن سے بہت سے قطب ہوئے ہیں سو اُن اسرار کی اصلیت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہی ہیں کیونکہ وہ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ اَصْلُہٗ مِنْ فَارِس | فارسی الاصل تھے +

اہل فارس کے مناقب قرآن و حدیث میں

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اہل فارس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں تو پھر بھی کیا ثبوت ہے کہ اہل فارس کو اہل عرب پر فضیلت حاصل ہے یا اہل فارس کسی خاص خصوصیت کے مستحق ہیں سو واضح ہو کہ فارسی ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے یہ وہ بزرگ قوم ہے جس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمائی ہے چنانچہ جب آیات وَیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ اور وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ نازل ہوئیں تو اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی اس قدر فضیلت اور بزرگی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمائی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ وہ لوگ ان کی قوم میں سے ہونگے۔ چنانچہ اس کی تصدیق صحیح بخاری و مسلم کی روایت ذیل سے ہوتی ہے +

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قَالُوْا مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی اور جب آیۃ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اتری تو اصحاب نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ لوگ کون ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے اس وقت سلمان فارسی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا تو ان لوگوں میں سے بعض ہونگے جو اس کو واپس لائینگے اس حدیث پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے دیکھو مشکوۃ جلد دوم صفحہ ۴۸۲

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ | ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی ہے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ +

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ تو اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالے نے اس عظمت کے ساتھ کیا ہے تو اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ رکھا اور کہا یہ اور اس کی قوم ہوگی اور اگر دین ثریا میں ہوگا تو اہل فارس اسکو اتار کر لے آئینگے دیکھو مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۶ +

(۳) فَقَالَ قَوْمٌ هُمُ الْعَجَمُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَرِوَايَةُ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ مَا اَخْبَرَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُعَلِّمُ الطُّوْسِيُّ بِهَا نَا اَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ اَنَا اَبُو النَّضْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ نَا اَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ سُفْيَانَ وَعَلِيُّ بْنُ طَيْفُوْرٍ وَاَبُو الْعَبَّاسِ الثَّقَفِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَأَ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ

ایک قوم نے کہا کہ وہ لوگ عجمی ہیں اور یہ قول ابن عمر اور سعید بن جبیر کا ہے اور لیث کی روایت بزبانی مجاہد ہے اور اس پر یہ حدیث دلیل ہے جو ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن محمد المعلم طوسی نے ہمارے پاس بیان کی ہے اور اُن کے پاس ابو الحسن محمد بن یعقوب نے اُن کے پاس ابو النضر محمد بن محمد یوسف نے انکے پاس ابو الحسین بن سفین اور علی بن طیفور اور ابو العباس ثقفی نے اُن کے پاس قتیبہ نے اُن کے پاس عبد العزیز نے اُن کے پاس ثور نے ابی الغیث سے اُنہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے جب سورہ جمعہ نازل ہوئی اور جب وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ پڑھی تو اُن

هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَأَلَهُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ +

لوگوں میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف توجہ نہ کی یہانتک کہ اُس شخص نے دو یا تین مرتبہ سوال پر سوال کیا۔ اُس وقت ہم میں سلمان فارسی موجود تھے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک سلمان پر رکھا اور کہا کہ اگر ایمان ثریا میں چلا گیا تو ان لوگوں میں سے بعض اُسکو اُتار کر لائینگے + دیکھو تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۰۴ زیر آیۃ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ +

(۴) لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ +

بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر ہوگا تو فارسی لوگ اُس کو پالینگے دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۶ +

(۵) لَوْ كَانَ الْعِلْمُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ قَوْمٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالشِّيْرَازِيُّ فِي الْاَلْقَابِ عَنْ قَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ +

ابونعیم اپنی کتاب حلیہ میں حضرت ابوہریرہ سے اور شیرازی اپنی کتاب القاب میں قیس بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر علم ثریا پر معلق ہوگا تو اہل فارس کی ایک قوم ہوگی جو اُس کو اُتار کر لائیگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۳ +

ان تمام احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک ایسی قوم کی خبر دی ہے کہ جسکا پایہ اصحاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریح کر کے صاف صاف بتلا دیا ہے کہ وہ اہل فارس ہیں اور ان احادیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کر دیا ہے کہ ایک زمانہ آئیگا کہ ایمان روئے زمین پر سے مفقود ہو جائیگا جس کی وجہ سے سطح زمین معاصی اور طرح طرح کے معائب سے بھر جائیگی اور دنیا سچے ایمانداروں سے خالی ہو جائیگی جن حالات کو سنکر ایک مومن کی روح کانپ اُٹھتی اور اُس کا دل لرز جاتا تھا۔ مگر ساتھ ہی مخبر صادق نے

بشارت سُنا دی کہ اگرچہ دین و ایمان زمین سے مفقود ہو کر ثریا پر جو بہت ہی اونچے ستارے ہیں چلا بھی جائیگا یعنی بظاہر دین کی حالت اتنی دشوار گذار اور مشکل ہو جائیگی کہ ظاہرین انسان اُس کی بحالی کو ناممکن سمجھ لیگا مگر اہلِ فارس سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو ان تمام مشکلات کا سامنا کر کے گئے گذرے ایمان کو از سرِ نو تازہ کر دینگے اور یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ علمِ قرآن بھی اہلِ فارس کو دیا جائیگا جبکہ آخری زمانے میں اہلِ اسلام سے علمِ قرآن معدوم ہو جائیگا اور عملدر آمدِ قرآن کریم اُن سے بالکل جاتا رہیگا تو اُس وقت اہلِ فارس ہی ہونگے جن کو یہ بلند مرتبہ عطا ہوگا کہ اُن کو فہمِ قرآن کریم دیا جائیگا۔ اور اہلِ عرب اس کے مستحق نہیں رہینگے۔ جس سے اُن لوگوں کا خیال غلط ہوا جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہر زمانے میں امام قریش سے ہی ہونگے +

کیا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقاً کے مصداق ہیں

یہاں پر یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ اکثر بزرگان نے قرار دیا ہے کہ اس حدیث کے مصداق حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام بخاری وغیرہ رحمہم اللہ ہیں لیکن میرے خیال میں اُن کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرانا احادیث کی اصل منشاء سے دور نکل جانا ہے کیونکہ احادیث تو ظاہر کرتی ہیں کہ جب ایمان روئے زمین پر عنقا ہو جائیگا اُسوقت ایسا شخص یا اشخاص پیدا ہونگے جو اُس کو واپس لا کر از سرِ نو تر و تازہ کر دینگے اور کون نہیں جانتا کہ جس زمانے میں امام ابو حنیفہ یا امام بخاری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہوئے ہیں تو اُس وقت ایمان زوروں پر تھا اور کسی قسم کا ایمانی ضعف اہلِ اسلام میں جاگزیں نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ اُن کا زمانہ بھی قرونِ خیر یا قربِ زمانہ قرونِ خیر میں داخل تھا اور دین میں کوئی ایسی خرابی بھی پیدا نہیں ہوئی تھی کہ جس کی اصلاح کی اُن کو ضرورت پڑتی۔ تو پھر وہ کیونکر اُس کے مصداق ہو سکتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سب بزرگ دین کے روشن چراغ تھے اور اُن سے ایک بڑی مخلوقات نے استفادہ حاصل کیا ہے لیکن اُس زمانہ میں کوئی ایمانی کمزوری کا نشان صفحہ دنیا پر نہیں تھا اس لئے وہ بزرگ کسی صورت میں ان احادیث کے مصداق نہیں ہو سکتے +

(۶) لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَا تَنَالُهُ الْعَرَبُ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ +	طبرانی نے قیس بن سعد سے روایت کی ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق ہوگا تو عرب تو اس کو حاصل نہیں کرینگے بلکہ اہل فارس ہی ہونگے

جو اس کو پالینگے دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ +

(۷) اَعْظَمُ النَّاسِ نَصِیْبًا فِی الْاِسْلَامِ اَهْلُ فَارِسَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِیْ تَارِیْخِهٖ وَالدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	امام حاکم اپنی تاریخ میں اور امام دیلمی ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ اسلام میں سب سے بڑے نصیبے والے اہل فارس ہیں۔ دیکھو

کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ +

اس تمام تحقیقات سے ظاہر ہوگیا کہ اہل فارس اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہیں اور آخری زمانہ میں اہل فارس ہی کو صاحب نصیب کہا گیا ہے اس لئے حضرت مرزا صاحب واقعی صاحب نصیب ہیں جن کو مہدی موعود و مسیح مسعود کا خطاب ملا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا مرتبہ ہوسکتا ہے اور وہ یقیناً اہل فارس ہیں جس کا ثبوت ذیل کی فصل سے ظاہر ہوگا +

فصل دوم

اس بارہ میں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اہل فارس ہیں

گذشتہ فصل میں یہ تو بخوبی دکھلایا گیا ہے کہ اہل فارس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یہ بھی واضح ہوچکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل فارس کی بڑی تعریف فرمائی ہے اور آخری زمانہ میں جبکہ ایمان دنیا سے اٹھ چکا ہوگا اور لوگ طرح طرح کی معاصی اور مصائب میں گرفتار ہونگے تو اس وقت اہل فارس ہی سے ایک شخص پاکی اخلاق

پیدا ہونگے جو ایمان کو از سر نو دنیا میں قایم کرینگے۔ یہ تو سب کچھ مانا مگر قابل غور یہ امر ہے
کہ حضرت مرزا صاحب کو کیونکر مان لیا جائے کہ وہ اہلِ فارس ہیں جبکہ مرزا صاحب آجتک
اپنے آپکو مُغل کہتے رہے ہیں اور اُنکی قوم کے لوگ اپنے آپ کو برلاس ظاہر کرتے ہیں جو خاندان
مغلیہ کی ایک شاخ ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ اول تو کسی قوم کی اصلیت معلوم کرنا اگر
ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ دنیا میں بہت ہی کم لوگ ہیں جو اپنی اصلیت اور
قومیت کا پتہ دے سکتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ابتدائے حال میں کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ
آئندہ اُس کے یا اُس کی قوم یا نسل کے ساتھ کیا کیا تغیرات آنے والے ہیں اور
کون جانتا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا اِنسان ہونے والا ہے کہ جس کا وجود آئندہ
کے لئے کسی شہرت و ناموری کا باعث ہوگا اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ جو بنا بنایا
خاندان جو آج امن میں ہے آئندہ اُن کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور اُن کی قسمت کیا
پلٹا کھانے والی ہے اور جو آج عزت اور جاہ وجلال کی کرسی پر بیٹھا ہے وہ کل قعرِ ذلت
وجاہِ گمنامی میں پڑنے والا ہے تاریخ گواہی دیتی ہے اور آسمانی کتابیں شاہد ہیں
کہ لاکھوں قومیں صفحۂ دنیا پر پیدا ہو کر فنا ہوگئیں اور ہزارہا خاندان کے خاندان کوس رحلت
بجا کر اپنی ہستی کا نقش مٹا گئے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب کسی بڑے خاندان پر انقلاب
آتا ہے تو بہت سا حصہ تباہ و برباد ہو کر زادیہ عدم میں جاتا ہے اور جو باقی رہ جاتی ہیں
وہ یا تو اپنی خاندانی بڑائی کے گھمنڈ میں بے ہنر رہکر آخر نانِ شبینہ کے محتاج ہو کر ذلت
کی زندگی پسند کر لیتے ہیں اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو کسی
اور قوم سے منسوب کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں کی آنکھوں میں ذلیل نہ ہوں یا گمنامی کی زندگی
اختیار کرکے نقل مکان کر لیتے ہیں غرض اس طرح وہ کسی مصرف کے نہیں رہتے اِس لئے
پھر رفتہ رفتہ اُن کی اولاد کی نوبت ایسی جہالت تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ اپنی قومیت
کو بھی بھول جاتی ہے اور یہاں تک بے خبر ہو جاتی ہے کہ اپنی اصلیت کا پتہ بھی نہیں بتلا
سکتی۔ مزید براں دنیا میں ایسا بھی پایا جاتا ہے اور بہتیری نظیریں ملتی ہیں کہ بعض ہوشیار
اور چالاک آدمی مصلحتاً اپنے آپ کو کسی بڑی قوم سے منسوب کر لیتے ہیں اور اس طرح
سے کسی بڑی قوم سے رشتہ تعلق پیدا کرکے اُس فائدہ کو جو اُن کے زیر نظر ہوتا ہے حاصل

کر لیتے ہیں اور اس طرح تمادی زمانہ سے وہ لوگوں میں عموماً اُس مشہور قوم سے معروف
ہو کر اُسی قوم کے افراد سے نامزد ہو جاتے ہیں اور اُن کی اولاد بھی گو اُن کو اصل حقیقت سے
آگاہی ہو یا نہ ہو اُس شہرت پر قائم رہ کر اُسی قوم سے پکارے جاتے جس سے اُن کا مورث
مشہور ہوا تھا +

ماسوا اس کے ایسا بھی ممکن ہے کہ بعض لوگ غیر ممالک سے آ کر خاموشی سے کسی ملک
میں آ کر بود و باش کر لیتے ہیں اور مدت العمر اُس ملک غیر میں کاروبار کر کے جان آفرین تسلیم
ہو جاتے ہیں۔ پھر اُن کی اولاد اُنکے نقشِ قدم پر چلتی رہتی ہے اور ایک عرصہ کے بعد کوئی
تمیز نہیں رہتی کہ یہ غیر قوم اور غیر ملک کے آدمی ہیں بلکہ مرورِ زمانہ کی وجہ سے وہ اُسی ملک
اور اُسی قوم کے افراد سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں اس کی ہزاروں مثالیں
دنیا میں موجود ہیں +

مزید براں اسلام نے تو قومیت کو ایسا مٹایا ہے کہ جس کی نظیر دنیا کی کوئی قوم یا دنیا کا
کوئی مذہب نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام اخوت اور یگانگت پیدا کرنے کو آیا تھا۔ اس
نے ایسی زبردست روح پھونکی کہ سب چھوٹے بڑے ایک ہی اخوت کی سلک میں منسلک
ہو گئے پھر قومیت کیسی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اسلامی قومیں اپنی اصلیت اور ماخذ بھول
گئی ہیں۔ ایسی حالت میں کیونکر کسی قوم کی اصلیت کا پتہ چل سکتا ہے اُس زمانہ میں جبکہ
اسلام کو فتوحات حاصل ہوئیں اہل اسلام اپنے وطن کو ترک کر کے غیر ممالک میں بود و
باش رکھنے لگے اور رفتہ رفتہ اُن ممالک کے لوگوں سے چولی دامن کا ساتھ ہو گیا اور
اُن میں باہم راہ و رسم و مناکحت ہونے سے شیر و شکر کی طرح ہو گئے اور کوئی نہیں کہہ
سکتا کہ یہ مختلف قوم کے لوگ ہیں بلکہ دیکھنے والا یہی کہیگا کہ یہ ایک ہی نسل اور ایک ہی قوم
کے لوگ ہیں۔ اور جیسے دریا کا پانی سمندر میں جا کر سمندر کا جزو بن جاتا ہے اسی طرح غیر
ممالک کے آدمی دوسرے ملک کے کثیر التعداد لوگوں میں بلکہ منجذب ہو کر انہیں میں مخلوط
ہو جاتے ہیں اور کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ گو ابتدا میں کچھ تمیز ہو تو ہو مگر کئی پشتوں کے
بعد ہوشیار سے ہوشیار آدمی بھی تمیز نہیں کر سکتا + اور اس زمانہ میں تو بالخصوص بہت
کی پہچان قریباً ناممکن ہو گئی ہے کیونکہ اسلامی سلاطین باہم خانہ جنگیوں اور لڑائیوں [illegible]

کی وجہ سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے تھے تو لوگ اپنی جان اور عزت کے بچانے کے لئے جہاں اُن کے سینگ سماتے چلے جاتے تھے اور مصلحتِ ملکی کے تقاضے سے مجبور ہو کر اپنی قومیت کو مخفی رکھنے پر مجبور ہو جاتے تھے اور رفتہ رفتہ کسی دوسری قوم میں شمار ہو کر معروف ہو جاتے اور گو وہ بہ نفسِ نفیس اسکو ناپسند کرتے ہوں مگر مصلحت وقتی کی مجبوری سے خاموشی کر لیتے تھے ورنہ بصورتِ دیگر انکو اپنی جان اور عزت کا اندیشہ تھا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ زوالِ سلطنت یا واژگونی قسمت و ناموافقتِ زمانہ کی وجہ سے فلاکت و ناداری سے تنگ آکر بڑی سے بڑی قوم نے سدِ رمق کے لئے کوئی محنت مزدوری اختیار کر لی یا کوئی غریبانہ حرفہ یا نوکری چاکری کر لی تو لوگ اس کو محنت مزدوری یا حرفہ وغیرہ کی وجہ سے اصل قومیت سے جدا بدیتے ہیں حالانکہ ہم تواریخ میں بہت سی نظیریں دیکھتے ہیں کہ شاہزادے گمنامی کی حالت میں نہایت ذلت کی محنت مزدوری یا کوئی اور کام کر کے اپنا پیٹ پالتے رہے ہیں۔ اور ایک دراز زمانہ کے بعد اس کی نسل اپنی اصلیت کو ظاہر بھی کرے کہ ہم فلاں خاندان میں سے ہیں تو لوگ ہرگز یقین نہیں کر سکتے اور یہی کہتے ہیں فلاں شخص شہزادہ کیسے ہو سکتا ہے فلاں وزیرزادہ یا امیرزادہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو ایک مزدور کی نسل سے ہے اندریں حالات کسی شخص کی اصل قومیت کا پتہ لگانا از حد مشکل امر ہے +

مثال کے طور پر ہم کسی چھوٹے آدمی کا ذکر نہیں کرتے اس وقت جو قومیں برسرِ حکومت ہیں انکا پتہ چلانا بھی قریباً ناممکن ہے۔ چنانچہ پنجاب میں بڑی ریاست بہاولپور ہے۔ اس کی نسبت لوگ کچھ کہتے ہیں۔ سر لیپل گرفن صاحب پنجاب چیفس میں کچھ لکھتے ہیں اور خود والیان ریاست اپنے آپ کو عباسی نسل کے شاہزادے کہتے ہیں +

ایسا ہی پنجاب میں برسرِ حکومت ایک اور ریاست مالیر کوٹلہ ہے۔ اس خاندان کے لوگ بھی یقیناً نہیں بتلا سکتے کہ فی الاصل کس قوم سے ہیں بعض اپنا شجرہ نسب سادات سے ملاتے ہیں بعض شیروانی افغانوں سے یہ تو حکمران خاندانوں کا حال ہے سو اس سے قیاس کر سکتے ہیں کہ غیر حکمرانوں کا کیا حال ہوگا +

دوسروں کا تو ذکر ہی جانے دو خود راقم الحروف کے خاندان پر ایک زمانہ ایسا آیا ہے

کہ جس کو بڑی مصائب کا زمانہ کہہ سکتے ہیں۔ ہمارا ایک بزرگ مرزا فیل اگن خان جو حکمران خاندان مغلیہ چغتائیہ کا ممبر تھا اور جو پنجاب میں ہمارا مورث اعلیٰ ہے دہلی سے بھاگ کر جھنگ کے جنگل میں چلا آیا۔ خاندانی روایت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ خاندان کی ناملائم حرکات وظلم وتعدی سے ناراض ہوکر و بنا سے بیزار ہوکر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ پولیٹیکل سازشوں سے تنگ آکر جنگل میں پناہ گزیں ہوئے تھے۔ خواہ کوئی ہی وجہ ہو وہ مدت تک جنگلوں میں مارے مارے پھرتے رہے اور آخر ایک پیر مرد صاحب کشف و کرامات مشہور ولی اللہ حضرت شاہ جیونا کی صحبت میں رہکر بقیہ زندگی یاد خدا میں گذار کر رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔ تین چار سو سال کے عرصہ دراز میں جو اُس کی نسل کا حال ممکن ہوسکتا ہے وہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ آخر جس طرح سے اُن سے بن پڑا اپنا گذارہ کیا کسی نے تجارت سے اپنا پیٹ پالا کسی نے زراعت سے کسی نے ملازمت سے کسی نے حرفت سے۔ اب ہم اگر اپنے آپ کو کتنا ہی بڑا ظاہر کریں اور ظاہر کرنا فضول ہے جب وہ جوہر نہیں تو اُس کے اظہار سے کیا فائدہ ہماری موجودہ حالت کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ کبھی شاہی خاندان کے ممبر تھے۔ غرضیکہ قوموں کا عروج وزوال ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ کسی کا اجارہ نہیں کہ وہ ہمیشہ ایک ہی سطح پر بلا تبدیل وتغیر کے رہ سکے صرف ایک ہی ذات لازوال ہے جو تغیر وتبدل سے پاک اور منزہ ہے جس کی سلطنت دائمی اور لازوال ہے۔ اس کے سوا ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ایک قوم خانہ بدوش سیاہ فام پنجاب وہندوستان کے مختلف اطراف میں معہ زن وفرزند مال مویشی لئے جنگلوں میں پھرتی ہے اور کبھی کبھی آبادیوں کے پاس ڈیرہ لگا کر بستیوں اور شہروں میں بھیک مانگنے یا ذلیل ذلیل دستکاری کی چیزیں بیچنے کے لئے آجایا کرتی ہے۔ عین سخت گرمیوں میں جبکہ تمازت آفتاب سے زمین آہنی توے کی طرح تاپ رہی ہوتی ہے وہ لوگ برہنہ پا پھرتے نظر آتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اس قوم کے بعض مرد وعورت ایسی ہی گرمی میں ننگے پاؤں جھنگ میں آئے میں نے اُن سے ہمدردی سے پوچھا کہ تم کون ہو اور اتنی سخت گرمی میں تم جوتے کیوں نہیں پہنتے۔ اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ جھنگ کے علاقہ میں ریگستان ہے اور وہاں گرمی بھی شدید پڑتی ہے ایسے ملک میں برہنہ پا رہنا سخت تکلیف دہ ہے۔ انہوں نے

نے جواب دیا کہ ہم ابراہیم لودھی کی اولاد ہیں اور جب سے بابر نے ہم سے دہلی چھین لی ہے ہم جنگلوں میں پھرتے ہیں اور چونکہ ہمارے بزرگوں نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ جب تک دہلی دوبارہ فتح نہ کرلیں ہم پر جوتا پہننا حرام ہے۔ اِس لئے ہم برہنہ پا پھرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر تم کو کوئی جوتا دیدے تو پہن لوگے اُنھوں نے کہا جوتا تو ہم ہرگز نہیں لیں گے کپڑا یا کوئی اور چیز دوگے وہ لے لینگے۔ یہ حال ہے شاہی خاندان کی قوموں کا۔ اب اُن کی حالت پر نگاہ کرنے سے کوئی اعتبار کرسکتا ہے کہ وہ شاہی خاندان کے لوگ ہیں۔ اب وہ اسلام سے بھی ناواقف ہیں گیدڑ بلے۔ کتے بھیڑیا وغیرہ کا شکار کرکے کھاتے ہیں اور اس طرح اپنا پیٹ پالتے ہیں +

حال ہی میں ایک کتاب انگریزی میں بنام جیوز اِن انڈیا نکلی ہے اُس میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل ہندوستان میں پائے جاتے ہیں کچھ صوبہ بمبئی میں ہیں جو تیلی کا کام کرتے ہیں اور شنواری تیلی کے نام سے مشہور ہیں بعض گوشت بیچا کرتے ہیں۔ بعض کسانی کا کام کرتے ہیں اور بعض چھوٹی چھوٹی دکانیں کرتے ہیں بعض ایسے ہیں جو نرکھانوں کا پیشہ کرتے ہیں اور بعض چیتپاون برہمن کہلاتے ہیں اب اُن کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ اُن نبیوں کی اولاد ہیں جن پر بڑے بڑے فضل ہوئے تھے اُن کے پاس کوئی تحریر موجود نہیں صرف قصہ کہانیاں ہیں یہی حال تمام اقوام کا ہے۔ قوموں کی اصلیت کا پتہ چلانا از بس مشکل ہے۔ دیکھو کتاب مذکور +

پس ایسا ہی حال حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے خاندان کا ہے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وہ ساسانی خاندان میں سے ہیں۔ اور کون نہیں جانتا کہ ساسانی خاندان کیانیوں کے بعد ایک عرصہ دراز تک سریر آرائے سلطنتِ ایران و توران رہا ہے۔ حضرت صاحب نے خود اپنے حالات میں لکھا ہے کہ اُن کا بزرگ سمرقند سے وارد ہندوستان ہوا تھا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ سمرقند توران میں واقع ہے۔ اور تاریخ و دیگر کتب سے ظاہر ہے کہ توران کو تور اور ایران کو ایرج نے آباد کیا تھا۔ اور تور اور ایرج دونوں حقیقی بھائی تھے جو فریدون کے بیٹے تھے۔ اور توران اور ایران مُلک فارس کے صوبے تھے۔ چنانچہ فریدون کے بعد ایک مدت مدید تک کیانیوں کی سلطنت ایران میں تھی اور توران پر بھی اُنہی کا دور دورہ تھا اور

جب کیکاؤس کے بعد اُس کا بیٹا کیخسرو تختِ شاہی پر متمکن ہوا تو اُس نے افراسیاب شاہِ توران کے بیٹے جہن کو جو قید خانہ میں قید تھا طلب کیا اور اُس کو عنانِ حکومتِ توران سپرد کی۔ چنانچہ فردوسی طوسی شاہنامہ میں یوں لکھتا ہے:۔

رہا کردنِ کیخسرو جہن را از بند و دادنِ بادشاہیِ توران اورا۔

اور آگے چل کر اُس کلام کو جو مابین کیخسرو و جہن ہوئی یوں رقمطراز ہے۔

بفرمود تا جہن افراسیاب + بیارند در پیش با جاہ و آب۔

کیخسرو نے حکم دیا کہ افراسیاب کے بیٹے جہن کو میرے حضور بڑی تعظیم اور عزت کے ساتھ لاؤ +

بر آسائے اکنوں و برخور زبخت + ترا داد خواہم یکے تاج و تخت

کیخسرو نے جہن سے کہا اب تم خوش ہو اور اب تم بخت کا ثمرہ اُٹھاؤ میں تمہیں ایک تاج اور تخت دیتا ہوں +

ہمان کشورِ تور دادم بتو + کزان تخمۂ تور شادم بتو +

وہی تور کی ولایت میں نے تجھ کو مرحمت کی ہے کہ جس نسلِ تور کی وجہ سے میں تجھ سے خوش ہوں +

نبیرہ پشنگی فریدون نژاد + نباید کہ پیچی تو سر را ز داد +

تو پشنگ کا پوتا اور فریدون کی نسل سے ہے اِس لئے تجھ کو لازم ہے کہ عدل و انصاف سے روگردانی ہرگز نہ کرنا۔

مرا با تو مہر است و پیوندِ خون + نباید کہ آئی ز پندم بروں +

مجھے آپ سے محبت اور نیز تعلقِ خون ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم میری نصیحت سے باہر قدم نہ رکھو گے +

اِن اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ ایرانیوں اور تورانیوں کا باہم رشتہ قرابت تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ توران ایران والوں کے ماتحت تھا اور توران اور ایران کو فارس کہتے تھے۔ دیکھو شاہنامہ فردوسی طوسی جلد ۲ صفحہ ۹۹۱ لغایت ۹۹۵ +

معجم البلدان یاقوت حموی میں لکھا ہے عَلَتْ سمرقندُ اَنْ یُقَالَ لَہَا + زَیْنُ خُرَاسَانَ جَنَّۃُ الکُوَرِ

سمرقند کا مرتبہ عالیہ ہے کیونکہ اُس کو خراسان کی زینت اور جنت الکوثر کہتے ہیں۔ دیکھو معجم البلدان باب السین صفحہ ۱۲۴ +

اور روایت ذیل اس کی اور بھی وضاحت کرتی ہے +

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ ذَكَرَ مَدِيْنَةً خَلْفَ نَهْرِ جَيْحُوْنَ تُدْعٰى سَمَرْقَنْدُ ثُمَّ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا سَمَرْقَنْدَ وَلٰكِنْ قُوْلُوا الْمَدِيْنَةَ الْمَحْفُوْظَةَ فَقَالَ اُنَاسٌ يَا اَبَا حَمْزَةَ مَا حَفِظَهَا فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ حَبِيْبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مَدِيْنَةً بِخُرَاسَانَ خَلْفَ النَّهْرِ تُدْعَى الْمَحْفُوْظَةَ۔ دیکھو معجم البلدان صفحہ ۱۲۵ +

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ایک شہر کا جو نہر جیحون کے پیچھے ہے اور جسکو سمرقند کہتے ہیں ذکر کیا پھر کہا کہ اُسکو سمرقند مت کہو بلکہ اُسکو مدینہ محفوظ کہو۔ لوگوں نے اُن سے کہا کہ اے ابا حمزہ کس چیز نے اسکو محفوظ کر دیا۔ فرمایا کہ میرے حبیب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ خراسان میں نہر کے پیچھے ایک شہر ہے اُسکو محفوظ کہتے ہیں اس بیان سے صاف ہویدا ہو گیا کہ سمرقند ایک بڑے پایہ کا شہر ہے اور وہ خراسان میں واقع ہے۔ اور خراسان فارس کی حدود میں تھا +

دوسرا اس میں یہ سر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو شہر محفوظ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ سمرقند کی ہسٹری سے کوئی اور فضیلت معلوم نہیں بجز اس کے کہ مسیح موعود اُسی شہر کے مورث اعلےٰ کی پشت سے ہے جو سمرقند سے آیا تھا +

علاوہ اس کے میں نے نواب صدیق حسن خان صاحب نواب بھوپال کی ایک کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ سمرقند داخل حدود فارس تھا +

مزید براں وہاں کی زبان بھی فارسی ہے جو خود ظاہر کرتی ہے کہ فارسی النسل قوم وہاں مقیم رہی ہے +

اور محمد اکبر ارزانی علیہ الرحمۃ مفرح القلوب میں لکھتے ہیں کہ سمرقند توران کا ایک شہر ہے دیکھو اکسیر القلوب ترجمہ مفرح القلوب صفحہ ۱۹۰ اور ہم پیشتر ازیں ثابت کر آئے ہیں کہ توران حدود فارس میں تھا +

رہا یہ امر کہ اب سمرقند فارس میں کیوں نہیں ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ہمیشہ پولٹیکل جغرافیہ بدلتا رہتا ہے ابھی بہت زمانہ نہیں گذرا کل کی بات ہے کہ ہم چھوٹے تھے ہم نے ایشیا کے نقشے میں اور جغرافیہ عالم میں چینی تاتار اور تاتار کا الگ ملک دیکھا اور پڑھا تھا اب اس ملک کا نقشہ ہی نادارد ہے۔ وہ بالکل علاقہ ملک روس میں داخل ہو گیا ہے یہی حال دنیا کے ممالک کا ہے +

اگر اس قسم کے تغیر و تبدل سے پھر بھی شک ہو تو ہم ذیل میں دکھاتے ہیں کہ ایک وقت میں اس سے بھی ملک فارس کی حدود وادور تھیں جو دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ چنانچہ معجم البلدان یاقوت حموی میں لکھا ہے +

فارس ایک وسیع ولایت اور لمبا چوڑا ملک ہے اول اس کی حدود عراق کی طرف سے ارجان تک اور کرمان کی طرف سے سیرجان تک اور ساحل بحر ہند کی جانب سے سیراف تک اور	فَارِسُ وِلَايَةٌ وَاسِعَةٌ وَاِقْلِيْمٌ فَسِيْحٌ اَوَّلُ حُدُوْدِهَا مِنْ جِهَةِ الْعِرَاقِ اَرْجَانُ وَمِنْ جِهَةِ كرمان سِيْرجَان وَمِنْ جِهَةِ سَاحِلِ بَحْرِ الْهِنْدِ سِيْرَافُ وَمِنْ جِهَةِ السِّنْدِ مُكْرَانُ +

سند کی جانب سے مکران تک پھیلی ہوئی تھی اور بطلیموس اپنی کتاب ملحمۃ البلاد میں حدود فارس یوں لکھتا ہے +

ملک فارس کا طول ۳۴ درجہ اور عرض ۳۶ درجہ ہے۔ اُس سے برج حوت ۹ درجہ پر ہے اور سرطان سے دس درجہ نیچے ہے جو اقلیم رابع کی حدود میں ہے۔ دیکھو معجم البلدان جلد ۶ صفحہ ۳۷۴ +	مَدِيْنَةُ فَارِسَ طُوْلُهَا ثَلَاثٌ وَسِتُّوْنَ دَرَجَةً وَعَرْضُهَا اَرْبَعٌ وَثَلَاثُوْنَ دَرَجَةً طَالِعُهَا الْحُوْتُ تِسْعُ دَرَجَاتٍ مِنْهُ تَحْتَ عَشَرَ دَرَجٍ مِنَ السَّرَطَانِ مِنَ الْاِقْلِيْمِ الرَّابِعِ

اس تمام بیان سے واضح ہے کہ ہمیشہ حدود ممالک بدلتی رہتی ہیں اُس وقت جو یاقوت حموی نے حدود فارس قائم کی تھیں اور جو بطلیموس نے اپنے وقت میں حدود بتائی تھیں وہ اب نہیں ہیں +

یہ بھی ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بعض قومیں یا افراد اپنے وطن کو ترک کر کے کسی دوسرے ملک میں جا بستے ہیں تو اُس ملک کے باشندہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی اسی ملک کے اقوام

میں شمار ہوتے ہیں چنانچہ جو لوگ ہندوستان میں رہتے ہیں خواہ وہ مغل ہوں یا پٹھان
سید ہوں یا قریش ہندو ہوں یا مسلمان سب کے سب دیگر ممالک کے لوگوں کی نظر میں
ہندی سمجھے جاتے اور ہندی کہلاتے ہیں یہ تو ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر کسی
کو شک ہو تو عرب میں جاکر دیکھ لے کہ عرب لوگ سب ہندوستان سے جانے والوں
کو ہندی کہتے ہیں +

ہم ذیل میں دکھلاتے ہیں کہ فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب فارسی الاصل ہیں چنانچہ
طبقات ناصری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۴ء کے صفحہ پر لکھا ہے +

و امام محمد علی ابوالقاسم حمادی در تاریخ مجدول
چنین مے آرد کہ امیر سبکتگین از فرزندان
یزدجرد شہریار بود و دراں وقت یزدجرد در
بلادِ مرو در آسیائے کشتہ شد در عہد خلافت
امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ و اتباع و
اشیاع یزدجرد بہ ترکستان افتادند و با ایشاں
قرابتے کردند و چوں بطنے دو سہ بگذشت
ترک شدند و قصرہائے ایشاں در آں دیار
ہنوز برقرار است و ذکر نسبت ایشاں بریں
منوال بود کہ در قلم آمد تا در نظر بادشاہِ عالم خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ و ناظران آید انشاء اللہ العزیز۔
سبکتگین بن جوق قرا بحکم بن قرا ارسلان بن قرا ملت بن قرا
نعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہِ فارس +

امام محمد علی ابوالقاسم حمادی تاریخ مجدول میں
اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ امیر سبکتگین بادشاہ
یزدجرد کی اولاد میں سے تھا اور یزدجرد
حضرت عثمان امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی
خلافت کے زمانہ میں بلادِ مرو کے ایک گاؤں
میں مارا گیا تھا۔ اور اس کے اتباع و اولاد
اس کے بعد ترکستان ہی میں رہ پڑے اور
وہاں کے لوگوں سے رشتہ قرابت پیدا کر لیا
اور جب دو تین پشتیں گذر گئیں تو ترکوں میں
شمار ہو کر ترک کے نام سے پکارے جانے لگے
اور انکے محلات ان ممالک میں اب تک موجود ہیں یہی
انکا اصل حال ہے جو لکھا گیا تاکہ بادشاہ عالم
خلد اللہ ملکہ و سلطانہ اور عوام ناظرین کے ملاحظہ
سے گذرے انشاء اللہ تعالیٰ اور نسب نامہ امیر سبکتگین اس طرح پر ہے سبکتگین بن جوق قرا بحکم
بن قرا ارسلان بن قرا ملت بن قرا نعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہِ فارس اور تاریخ فرشتہ میں بھی
اس تواریخ کے بیان متذکرہ بالا سے بخوبی ہویدا ہے کہ یزدجرد بادشاہ کسی مصلحت ملکی
سے ترکستان میں چلا گیا تھا۔ جہاں اس کا انتقال ہو گیا اور انکے ساتھی و رشتہ دار وہیں

رہ گئے اور وہاں رہنے سہنے سے باہم مناکحت و رشتے پیدا کر لیے جس کی وجہ سے وہ ترک مشہور

اور کتاب ناسخ التواریخ جلد دو کتاب اول میں لکھا ہے +

یزدجرد بن بہرام بن شاہپور از خاندان ساسانی در مملکت ایران ۷ ۹۹ ۵ بعد از ہبوط آدم علیہ السلام بود۔ از انجا بفارس آمد و از انجا کوچ دادہ اراضی کرمان و خراسان را در نوشت و بارض گرگان آمد۔ ناگاہ اسپ ہر دو پائے برگرفت و چنانش بر سینہ کوفت کہ در زمان جان بداد +	یعنے یزدجرد بن بہرام بن شاہپور خاندان ساسانی میں سے مملکت ایران میں تھا۔ پھر وہ ایک جگہ سے فارس میں آیا اور وہاں سے کوچ کر کے کرمان و خراسان کے علاقہ میں چلا گیا اور وہاں سے کرگوں کے ملک میں وارد ہوا جہاں ناگہاں ایک گھوڑے نے اُسکے سینے پر دولتہ مارا کہ جس کی ضرب سے

وہ جانبر نہ ہو سکا +

اس تاریخ سے بھی یزدجرد کا ترکستان میں جانا اور وہاں مرنا ثابت ہے +

اور معجم البلدان یاقوت حموی سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

وَھَرَبَ مِنْہُ یَزْدُجُرْدُ بْنُ شَھْرِیَارَ مَلِکُ الْفُرْسِ اِلیٰ خَاقَانَ مَلِکُ التُّرْکِ بِمَا وَرَاءِ النَّھْرِ +	یزدجرد بن شہریار بادشاہ فارس اُس کے خوف سے بھاگ کر ترکوں کے بادشاہ خاقان کے پاس ماوراء النہر کی طرف چلا گیا۔ دیکھو معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۴۰۹ +

ہم پیشتر ازیں بیان کر چکے ہیں کہ حضرت صاحب کا مورث اعلےٰ سمرقند سے آیا تھا جو ترکستان میں واقعہ ہے۔ اور جو پہلے کسی زمانہ میں فارس کی حدود میں تھا۔ اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو ساسانی خاندان سے ظاہر فرماتے تھے اور طبقات ناصری و تاریخ فرشتہ سے ظاہر ہے کہ صرف یزدجرد کے اتباع و اشیاع ترکستان میں جا آباد ہوئے تھے۔ جو چند پشتوں تک مقیم رہنے سے ترک مشہور ہو گئے اب تو کس کو کلام ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے بزرگان یزدجرد کی نسل سے ہیں جو ساسانی خاندان کا بادشاہ فارس تھا۔ اور چونکہ اُس ملک میں بھی وہ ترک کہلاتے تھے۔ جو مغلوں کی ایک شاخ ہے تو جب وہ سمرقند کو خیرباد کہکر ہندوستان میں آباد ہوئے تو بدستور مغل ہی کہلاتے رہے

اور ممکن ہے کہ وہ فی الحقیقت اپنی اصلیت کو بھول چکے ہوں اور یہ امر غیر مستبعد بھی معلوم نہیں ہوتا۔ اور جب الہام الٰہی نے حضرت مرزا صاحب کو واضح کر دیا کہ تم فارسی الاصل ہو تو انہوں نے اپنے آپ کو برخلاف خاندان فارسی النسل ظاہر کر دیا۔ اور جب عاجز راقم الحروف نے تحقیقات کی تو فی الاصل الہام ربانی کی تصدیق بھی ہو گئی۔ طبقات ناصری و ناسخ التواریخ نے سب پردہ اٹھا دیا اور اصلیت ظاہر ہو گئی کہ واقعی حضرت مسیح موعود حدیث لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ کے عین مصداق ہیں۔ صدق اللہ و رسولہ

اگر تاریخ سے کچھ بھی ثبوت نہ ملتا تو بھی صرف الہام الٰہی کا بتلا دینا ایمان دار کے لئے کافی تھا۔ کیونکہ آجکل قوموں کی اصلیت معلوم کرنا قریباً قریباً ناممکن ہے الہام سے بڑھ کر کوئی بہتر ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس قوم کی اصلیت کا پتہ خود خدا ہی دیدے تو اُس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت یقینیہ ہو سکتا ہے۔

الحمد للہ اس تمام تحقیقات سے صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب فارسی الاصل ہیں اور محض ترکستان میں رہنے اور وہاں رشتہ قرابت پیدا کرنے کی وجہ سے مغل مشہور ہو گئے تھے

فصل سوم

معرفت امام حی اشد ضروری ہے

ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل ایمانی کمزوری کا اتنا زور شور ہے کہ جس کی نظیر ازمنہ گذشتہ میں پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی جس کی تفصیل ہم ایک الگ فصل میں دینگے لہذا اس وقت کا امام اُن احادیث کا مصداق ہو سکتا ہے جس میں آخری زمانہ کے لوگوں کا فوٹو اور مسیح آخر الزمان کے آنے کا حال مفصل درج ہے کیونکہ ایمانی کمزوری اپنے انتہا کو پہنچ چکی ہے اور قرآنی علم آسمان پر چلا گیا ہے جس کی بحالی کے لئے صرف ایک ہی بزرگ ہیں جو شب و روز جان توڑ کر کوشش کر رہے ہیں اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جو اہل فارس بھی ہیں جسکی تصدیق تاریخ و الہام الٰہی نے بخوبی کر دی ہے بس مَنْ كُلِّ الْوُجُوہ

وہی اس کے مصداق ہیں اور پھر اُن کے بعد اُن کی اولاد خواہ صلبی ہو خواہ روحانی ان احادیث کی مصداق ہوگی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام کردی ہے جب ثابت ہوگیا کہ یہی امام ہیں جو دین و ایمان کی کمزوری کے دُور کرنے اور اُن کو اپنی اصلی حالت پر لانے کے لئے ازل سے ہی متعین ہو چکے ہیں اور یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دین اسلام کو روئے زمین پر تازہ کرکے دکھلا دیا ہے تو پھر اُن کی رفاقت کو ترک کرنا اور اُن کی صحبت سے دُور رہنا عقلمندی کے خلاف ہے کیونکہ جب وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے ہیں اور اُن کے آنے کی خبر تمام انبیاء بھی دیتے چلے آئے ہیں تو اُن کو قبول نہ کرنا کوئی آسان بات نہیں بلکہ اُن کی بیعت اور صحبت سے کنارہ کشی کرنے پر احادیثِ نبویہ میں وعید شدید آیا ہے اور وہ احادیث وہ ہیں جن پر تمام فرقہ ہائے اسلامی کا اتفاق ہے چنانچہ وہ احادیث حسب ذیل ہیں:۔

(۱) مَنْ مَاتَ بِغَیْرِ إِمَامٍ مَاتَ مِیْتَۃً الْجَاهِلِیَّۃِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنْ مُعَاوِیَۃَ +

امام احمد بن حنبل اور طبرانی نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص بغیر امام کے مرگیا وہ جہالت کی موت مرا دیکھو کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲

(۲) مَنْ مَاتَ بِغَیْرِ إِمَامٍ مَاتَ مِیْتَۃً الْجَاهِلِیَّۃِ وَمَنْ نَزَعَ یَدًا مِنْ طَاعَتِهٖ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَا حُجَّۃَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ الطَّیَالِسِیُّ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَأَبُوْ نُعَیْمٍ فِیْ حِلْیَتِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ +

ابو داؤد طیالسی اپنی مسند میں اور ابو نعیم اپنی کتاب حلیہ میں حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بغیر امام کے مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جس شخص نے اطاعتِ امام سے ہاتھ اُٹھا رکھا تو قیامت میں ایسی حالت میں آئیگا کہ اُس کے پاس بریت کی کوئی حجت نہیں ہوگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ +

(۳) عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِیْسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْفُضَیْلِ عَنِ الْحَرْثِ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ مَاتَ

احمد بن ادریس سے روایت ہے کہ اُس نے محمد بن عبد الجبار سے اُس نے صفوان سے اُس نے فضیل سے اور فضیل نے حرث بن مغیرہ سے سنا کہ میں نے ابی عبداللہ

لا یعرف امامہ مات میتۃ جاہلیۃ

سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پہچاننے کے بغیر مرگیا وہ جاہلیت کی موت مرا دیکھو کلینی صفحہ ۱۹۰ اینما بل شرعی

(۴) عن الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن الحسن بن علی الوشاء عن احمد بن عائذ عن ابن اذینہ عن الفضیل بن یسار قال ابتدانا ابو عبد اللہ یوما وقال قال رسول اللہ من مات ولیس لہ امام فمیتتہ میتۃ جاہلیۃ رواہ الکلینی +

یعنی فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ ایک روز ابو عبد اللہ نے ہم سے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کا کوئی امام نہ ہو اور وہ مرجائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ دیکھو کلینی صفحہ ۱۹۰

(۵) عن محمد بن مسلم قال سمعت ابا جعفر یقول وکذلک واللہ یا محمد من اصبح من ہذہ الامۃ لا امام لہ من اللہ تعالیٰ ظاہر عادل اصبح ضالا تائہا وان مات علی ہذہ الحالۃ مات میتۃ کفر ونفاق +

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر کو کہتے ہوئے سنا کہ اے محمد قسم بخدا کہ اس امت میں سے جس نے صبح کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ظاہر امام عادل نہ ہو تو اس نے وہ صبح گمراہی میں بسر کی اور اگر اسی حالت میں مرگیا تو کفر اور نفاق کی موت مرا۔ دیکھو کلینی صفحہ ۸۶ +

ان تمام احادیث سے جو اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کی معتبر کتابوں میں ہیں بالاتفاق ثابت ہے کہ بغیر امام کے ان کی کوئی عبادت کام نہیں آسکتی اور جب تک وہ امام کو اپنی آنکھوں سے پہچان نہ لیں تب تک وہ مومن بھی نہیں رہ سکتے بلکہ ان کی موت کفر اور نفاق کی موت ہوتی ہے لہذا اشد ضرورت ہے کہ امام وقت کی معرفت حاصل کی جائے +

فصل چہارم

اس باب میں کہ بیعت کیا چیز ہے

جب ہم صحیفہ فطرت پر بہ نظر غور دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ بقاء دنیا کا انحصا

بقاء نفس و بقاء نوع پر ہے اور بقاء نفس اور بقاء نوع منحصر ہے اُن اشیاء پر جو قدرت نے اُنکے لئے مہیا کی ہیں جن کے بغیر قیام دنیا محال ہے۔ جب اس مادی دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس قدر اسباب بہم پہنچائے ہیں اور کتنے بڑے وسیع پیمانہ پر کہ جس کی انتہا تک پہنچنا طاقت بشری سے باہر ہے اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ اُس لازوال ہستی کی مشیت میں اس دنیا کے پیدا کرنے میں کوئی عظیم الشان مقصد مدنظر ہے اور اس مقصد کے کھوج لگانے کے لئے جہاں تک آسمانی کتب و صحیفہ فطرت سے پتہ چلتا ہے یہی ہے کہ یہ سارا کارخانہ انسانیت کے جوہر دکھانے کے لئے قائم کیا گیا ہے اور اُسکا طریق دو قسم پر منقسم ہے ایک روحانی اور ایک مادی ہمیں اس بات میں طوالت دینے کی ضرورت نہیں روحانی پہلو سے صرف ایک ذاتِ بابرکات فخرِ موجودات سرتاج اولین والآخرین خاتم المرسلین والنبیین رحمۃ للعالمین محبوبِ رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نگاہ کرو کہ کیا کیا کمال اُن سے ظہور میں آئے۔ اور کس قدر قوتِ قدسیہ اُن کے اندر مرکوز تھی کہ جس کے اثر سے ایک عالم مستفیض ہوا گویا دنیا ایک گھٹاٹوپ تاریکی اور ظلمت میں گرفتار تھی اُس آفتابِ نبوت نے اپنے قوتِ قدسیہ سے ایک جہان کو منور کر دکھایا جس کی شعائیں مشارق و مغارب میں پہنچ گئیں اور یہی حال کم و بیش تمام انبیاء و رسل کا ہے جن پر کامل غور کرنے سے انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حکیمِ مطلق نے اِس پاک گروہ کو اپنے اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ قائم کیا ہے اور یہ ایک بدیہی امر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق یہ گروہ بالکل متفق الالفاظ ہے اور اِن میں کوئی اختلاف نہیں۔ برخلاف اس کے جو گروہ مادی دنیا میں بڑا عقلمند اور دانا سمجھا جاتا ہے وہ فلاسفروں کا گروہ ہے جن کی باتوں میں اس قدر اختلاف ہے کہ انسان سنکر حیران رہجاتا ہے۔ اسی لئے انبیاء کے گروہ کو منتخب کیا گیا ہے کہ وہ دیگر انسانوں سے عہد لیں کہ اگر خدا سے پیوند اور محبت لگانے چاہتے ہو تو اقرار کرو کہ جو آپ فرمائینگے اُس کی تعمیل کرینگے۔ اس اقرار کا نام بیعت ہے۔ اور اس بیعت کی غرض صرف یہی ہے کہ انسان بدی اور بدی کی راہوں سے بچے اور خدا کا پیارا بن جائے اور کوئی ایسا فعل اُس سے سرزد نہ ہو جو اُس کو خدا تعالیٰ کے غضب کا مورد کر دے۔ چنانچہ یہی بیعت ہے جس کے ذریعہ سے لاکھوں کروڑوں انسان خدا کے محبوب۔ غوث۔ قطب

ابدال اوتاد۔ اولیا اور خدا کے پیارے بن گئے۔ اس قسم کا طریق بہت ہی بابرکت ہوتا ہے ہادی دنیا کا کارخانہ بھی ایک طرح ایک بیعت پر ہی چل رہا ہے جب لوگ ایک شخص کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر بادشاہ کی مرضی اور خوشنودی کے لئے ایک سلسلہ ملازمت کہا گیا ہے ملازمت کیا ہے ایک قسم کی بیعت ہے جو انسان اپنے بادشاہ کے ہاتھ پر کرتا ہے اب جیسی جیسی اُس کی فرمانبرداری میں قدم بڑھائیگا وتناہی وہ اپنے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگا حتےٰ کہ مراتبِ عالیہ تک اُس کی رسائی ہو جائیگی۔ اور یہ بات بغیر ملازمت یعنے معاہدہ کے حاصل ہونی محال تھی۔ غرض کوئی بات بغیر نظام کے سرسبز نہیں ہوسکتی بیعت بھی ایک اعلیٰ درجہ کا بڑا اثر اور نتیجہ خیز نظام ہے جس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا۔ لہذا بیعت کا سلسلہ اصلاح وقیام دنیا کے لئے ازبس ضروری ہے +

ہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ امام کی ایسی بات نہ مان لی جائے جو خلاف قَالَ اللّٰہُ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ ہو یا وہ کسی معصیت کی طرف حکم کرے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

طَاعَةُ الْاِمَامِ حَقٌّ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ مَالَمْ يَاْمُرْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَاِذَا اَمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلَا سَمْعَ لَهٗ وَلَا طَاعَةَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ	امام بیہقی نے شعب الایمان کتاب میں ابوہریرہ سے روایت بیان کی ہے کہ امام کی طاعت ہر مسلمان مرد پر لازمی ہے جب تک اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کا حکم نہ کرے۔ اور جب خدا تعالےٰ

کی نافرمانی کا حکم کرے تو پھر اُس کی کوئی بات قابل پذیرائی نہیں اور نہ اُس کی اطاعت کی ضرورت ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۰۱ پس ہر مسلمان پر خواہ وہ کتنا ہی صاحبِ تقویٰ ہو اور وہ کتنا ہی بڑا عالم و فاضل یا پیرزادہ یا گدی نشین ہو اُس کو زمانہ کے امام کی اطاعت فرض ہے ورنہ اُسکا خاتمہ بالخیر نہیں +

اور ان احادیث سے بالخصوص اہل تشیعہ کو عبرت پکڑنی چاہیئے کہ اُنہی کی مسلمہ کتاب کی حدیثیں ہیں جن میں لکھا ہے کہ امام کا ظاہر طور سے دنیا میں موجود ہونا ضروری ہے اور لوگ بھی اُسکو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ہو بھی وہ عادل کسی خاص فریق کی طرف داری کرنے والا نہو بلکہ خدا اور رسول کے فرمودہ کے مطابق حکم کرتا ہو نہ یہ کہ وہ کسی غار میں چھپا ہوا ہو اور لوگوں کی نظروں سے غائب ہو اور عدل کی صورت بھی اُس سے وقوع میں نہ آتی ہو خواہ

مخلوقاتِ خدا ظلم اور تعدی سے تباہ و برباد ہو اور دینِ اسلام صفحۂ دنیا پر قریب مٹنے کے ہو
اے شیعانِ نفسِ امارہ غور کرو اور خدا کے لئے غور کرو اپنے من گھڑت توہمات کو چند منٹ
کے لئے الوداع کہو اور نظرِ انصاف سے ملاحظہ کرو کہ حدیث کے الفاظ کیا کہتے ہیں کیا ان
سے یہ نکلتا ہے کہ امام دنیا میں ایسا ہوگا کہ لوگ تو اس کے لئے ترستے ہوں بلکہ انتظار کرتے
کرتے مایوس ہو کر مرتے جاتے ہوں مگر وہ غار کے اندر ایسے سرمست سوئے پڑے ہوں کہ خواہ
دنیا تباہ ہو جائے اور دینِ اسلام کی کشتی غرق ہو جائے۔ واہ رے غفلت و بے پرواہی کہ وہ
کیسے امام ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اب ایک طرف تو اسلام کی یہ حالت
دوسری طرف امام معدوم تو بتاؤ پھر خلاصی اور نجات کی کیا سبیل ہو سکتی ہے تم کس طرح مومنوں
کی موت حاصل کر سکتے ہو تمہاری کتاب تو تمہارے لئے کفر و نفاق کی موت بتلاتی ہے +

پس جو امامِ وقت سے محروم ہیں وہ اپنے آپ کو سخت بدقسمت خیال کریں اور جو امام اس
وقت موجود ہے اور آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اور کام بھی وہی کرتا ہے جو خدا اور رسول
کے فرمودہ کے مطابق ہیں اور حکم بھی دیتا ہے تو خدا اور رسول کے احکام کے موافق اور
ساتھ ہی اس امامِ وقت نے اس قدر سہولیت بھی دیدی ہے کہ کوئی حجت بھی باقی نہیں
رکھی انہوں نے فرما دیا ہے کہ جو لوگ استطاعتِ سفر نہیں رکھتے وہ بذریعہ تحریر بیعت کر سکتے ہیں
غرض تو امام کے پہچاننے سے ہے خواہ آدمی پہنچ سکے یا نہ لیکن امام کا دنیا میں ظاہر ہونا اور
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ضروری ہے اور لوگوں کو ان کی اطاعت لازمی اور فرض ہے
اور حدیث مسلم میں مہدی موعود کی بیعت کی تاکید بھی ہے۔ چنانچہ حجج الکرامہ میں حدیث
کا ترجمہ یوں لکھا ہے جو ملخصاً درج کیا جاتا ہے +

پس ترے آید خلیفۂ خدا مہدی۔ چوں بشنوید بیائید
او را بیعت کنید اگر رفتن افتد بدو دست و شکم
بر برف اخرجہ مسلم۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ کا خلیفہ مہدی آئیگا۔
جب سن لو کہ مہدی آ گیا تو اس کے پاس جا کر
اس کی بیعت میں داخل ہو جاؤ خواہ تم کو ہاتھوں
اور پیٹ کے بل برف پر ہی کیوں نہ چلنا پڑے۔ دیکھو حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ ۳۶۲ +

اس حدیث سے خود مہدی علیہ السلام کی بیعت کا حکم ہے پس جو لوگ مہدی کو دیکھ کر بھی
بیعت نہ کریں تو کیا انکے دعوے راستی پر ہیں غور کریں +

بیعت ہر زمانے میں ضروری ہی

بعض نا فہم یہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہاں ہم مانتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب ایک بڑے ولی ہیں بڑے صالح اور نیک آدمی ہیں۔ اور ہم اُن کو سچا اور راستباز بھی مانتے ہیں مگر اُن کی بیعت ضروری نہیں سمجھتے بیعت تو قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو چکی ہے ان نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ اگر قرآن شریف یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت قیامت تک قائم تھی تو پھر اللہ تعالیٰ کو اپنی کلام پاک میں بیعت کا ذکر کرنا اور حضرت ابراہیم کا اپنی اولاد کے لئے ہمیشہ تک امام ہونے کی دعا کرنا اور خدا تعالیٰ کا اُن کی دعا کو قبول کرنا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اماموں کی خبر دینا اور انکی اطاعت کی تاکید کرنا کیا معنے رکھتا ہے کیا یہ سب لغو اور بیہودہ باتیں ہیں جن کی تعمیل واجب التسلیم نہیں + ہرگز نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت نہ کرنے پر سخت وعید فرمایا ہے۔ جس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے

(۱) مَنْ مَاتَ وَلَا بَیْعَۃَ عَلَیْہِ مَاتَ مِیْتَۃً جَاہِلِیَّۃً رَوَاہُ اَحْمَدُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ +

امام احمد بن حنبل اور ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بغیر بیعت کئے مرجاے تو اُس کی جاہلیت کی موت ہوگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ا صفحہ ۲۶ +

بیعت تو اشد ضروری امر ہے اس لئے کہ اس میں ایک بڑا سر یہ ہے کہ بغیر بعثت امام فساق و فجار اور مجرم بدکار و نیک اور نیکوکار میں امتیاز نہیں ہو سکتا۔ امام کی بعثت پر ہی یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ کون مقبولان خدا ہیں اور کون قابل سزا چنانچہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید منصب امامت میں لکھتے ہیں +

پس بالیقین باید فہمید کہ چوں در وقتے از اوقات امام قائمہ و دعوت او بر منصۂ ظہور رسید

پس یقین سے سمجھنا چاہیے کہ جب کسی وقت امام قائم ہو جاے اور اُس کی دعوت دنیا پر ظاہر

لابد حجۃ اللہ بر جمیع اہل معصیت و فساد تمام شد
و وقت انتقام آلہی از ایشاں در رسید پس
گویا کہ معاصی و آثام بمعارضہ و مقابلہ امام باتمام
میرسد۔ و لاریب بسرحد انتقام مے کشند و از اجمل
مامور شدن عباد است تفحص ایشان و طلب
معرفت ایشان۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَاۤ اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ
اَیُّہُمْ اَقْرَبُ۔ وَ اَقْرَبُ اِلَی اللّٰہِ باعتبارِ
منزلت اول رسول است۔ بعد ازاں امام
نائب اوست۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ
الْقِیَامَۃِ وَ اَقْرَبُہُمْ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ
یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً
الْجَاہِلِیَّۃِ +

ہو جائے تو بالضرور اللہ تعالیٰ کی حجت تمام اہل
معاصی اور فساد پر پوری ہو جاتی ہے بہرحال
لو کہ اب خدا تعالیٰ کے انتقام کا وقت پہنچ گیا
جس سے ہویدا ہے کہ گویا امام کے معارضہ اور
مقابلہ میں نافرمانیوں اور گناہوں کا ظہور کلی
ہو گیا اور اب بلاشک انتقام کی حد آپہنچی
اور منجملہ اس کے ایک علامت یہ ہے کہ جب
ایسا زمانہ دیکھو تو یقین کر لو کہ کوئی آدمی خدا تعالیٰ
کی طرف سے مامور ہو چکا ہے۔ اُس کی تلاش
اور طلب کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی
کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو
اور اُس کے پانے کے لئے اُس کی طرف کوئی
وسیلہ اختیار کرو کہ کون شخص اقرب الی اللہ ہی
اور یاد رکھو کہ اقرب الی اللہ باعتبار مرتبہ سب
سے اول رسول ہے۔ بعد ازاں وہ امام جو نائب
رسول ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن لوگوں میں
سے وہ شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا اور اقرب ہے جو امام عادل ہوگا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانیگا وہ جاہلیت کے
زمانہ کی موت مریگا۔ دیکھو منصب امامت صفحہ ۵۵ +

بیعت ہر ایک امر کے لئے ہو سکتی ہی

بیشتر ازیں بخوبی دکھایا گیا ہے کہ بیعت کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم و خلفاء اربعہ نے بیعت لی مگر بہانہ جو کہدیتے ہیں کہ وہ بیعت خلافت یعنی ملکی تھی نہ کہ
روحانی لہذا ہم اُن کی اس نادانی اور جہالت کے دور کرنے کے لئے کثیر التعداد احادیث پیش

کرتے ہیں کہ بیعت نہ صرف ملکی معاملات کے لئے ہوا کرتی ہے۔ بلکہ ہر نیک کام کے کرنے اور بُرے کام سے بچنے کے لئے بھی ہوتی ہے چنانچہ وہ احادیث حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اُبَایِعُکُمْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُہْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصُوْنِیْ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَاُخِذَ بِہٖ فِی الدُّنْیَا فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ وَطُھُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَہُ اللّٰہُ فَذٰلِکَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِنْ شَاءَ عَذَّبَہٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ +

تم اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائینگے اور نہ چوری کرینگے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرینگے اور نہ ہم کسی پر ایسا بہتان باندھینگے جو ہمارے اپنے ہاتھوں یا پاؤں کا کرتوت ہو اور نہ ہم معروف بات میں کبھی نافرمانی کرینگے جو شخص اس عہد کو پورا کریگا وہ خدا کے ہاں سے اجر پائیگا اور اگر کسی امر میں تم سے چوک ہو جائے اور اس کی وجہ سے تم دنیا میں ماخوذ ہو جاؤ تو وہ تمہارے لیے کفارہ ہو جائیگا تم پاک و صاف ہو جاؤ گے اور جس خطا پر اللہ تعالیٰ نے خود ہی پردہ پوشی کردی ہو تو پھر اسی کی مرضی پر ہے چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو معاف کردے اس حدیث کو احمد حنبل اور بیہقی اور ترمذی اور نسائی نے عبادہ بن صامت سے روایتاً بیان کیا ہے۔ دیکھو کنزالعمال جلد ۱ صفحہ ۲۵-۲۶ +

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ شرک اور چوری اور زنا اور قتل اولاد اور بہتان اور رسول کی نافرمانی کی نسبت بیعت کی گئی ہے اور عہد لیا گیا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے بھی مرتکب نہیں ہونگے اب صاف ظاہر ہے کہ ان میں کوئی ملکی اور سلطنت کے امور نہیں پس کس طرح کہا جاتا ہے کہ صرف بیعتِ خلافت جائز ہے باقی بیعت ضروری نہیں +

(۲) اَلَا تُبَایِعُوْنَ عَلٰی اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَاَنْ تُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ الْخَمْسَ وَتُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَتَسْمَعُوْا وَتُطِیْعُوْا وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَیْئًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ

امام مسلم اور نسائی عوف بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات پر بیعت نہیں کرتے کہ تم اللہ کی خالص عبادت کیا کرو گے اور اللہ کے

وَالنَّسَائِيُّ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ

ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کروگے اور پانچ وقت کی نماز پڑھا کروگے اور زکوٰۃ دیا کروگے اور رسول کی بات کو قبول کروگے اور خلاف ورزی نہیں کروگے اور لوگوں سے سوال نہیں کیا کروگے۔ دیکھو کنز العمال جلد ا صفحہ ۲۶ +

(۳) مَنْ بَايَعَنِيْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ حَتّٰى خَتَمَ الْاٰيَاتِ الثَّلٰثَةَ فَمَنْ وَفٰى بِهِنَّ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنِ انْتَقَصَ شَيْئًا اَدْرَكَهُ اللّٰهُ بِهَا فِي الدُّنْيَا كَانَتْ عُقُوْبَتُهٗ وَمَنْ اَخَّرَهٗ اِلَى الْاٰخِرَةِ كَانَ اَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ

امام حاکم اپنی کتاب مستدرک میں عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ان آیات پر میرے ساتھ بیعت کی یعنے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ تا ختم ہونے تین آیات کے اور اُن پر کاربند ہوا تو اُس کا اجر اللہ پر ہے اور جس نے کچھ بھی فروگذاشت کی تو اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں اُس سے مواخذہ کرتا ہے اور وہی اُس کی سزا ہوتی ہے اور جس کو اللہ تعالےٰ آخرت تک ڈھیل دیدے تو پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہے تو عذاب کرے اور چاہے اُسکو معاف کر دے۔ دیکھو کنز العمال جلد ا صفحہ ۲۶-۲۷

(۴) عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ بَايَعَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّلٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ +

ابن جریر جریر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نماز کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے کے لیے بیعت کی + دیکھو کنز العمال جلد ا صفحہ ۸۲ +

(۵) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَبُوْ ذَرٍّ وَعُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَسَادِسٌ عَلٰى اَنْ لَا تَاْخُذَنَا فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ وَاَمَّا السَّادِسُ فَاسْتَقَالَهٗ فَاَقَالَهٗ رَوَاهُ الشَّاشِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ +

شاشی اور ابن عساکر سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اور ابوذر اور عبادہ بن صامت اور ابوسعید خدری اور محمد بن مسلمہ اور چھٹے شخص نے اِس بات پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم اللہ کے راہ میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے ملول نہیں ہونگے لیکن چھٹے شخص نے بیعت کے بعد

دست برداری چاہی تو اسکو بیعت سے نکالدیا دیکھو کنز العمال جلد اصفحہ ۸۲ *

(۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا صَفْوَانُ قَالَ ثَنَا یَزِیْدُ ابْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ عَلٰی اَیِّ شَیْءٍ بَایَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ قَالَ بَایَعْنَاهُ عَلَی الْمَوْتِ رَوَاهُ اَحْمَدُ *

امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں کہ اُن کے پاس عبد اللہ نے اور اُن کے پاس ان کے باپ نے اُنکے پاس صفوان نے اُنکے پاس یزید بن ابی عبید نے کہا کہ میں نے سلمہ بن اکوع سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر حدیبیہ کے روز کس چیز کے بارہ میں بیعت کی تھی فرمایا کہ ہم نے موت پر بیعت کی تھی * دیکھو مسند امام احمد حنبل جلد ۴ صفحہ ۵۱ *

ان احادیث سے واضح ہے کہ لوگوں نے نماز اور زکوٰۃ اور لوگوں کو نیک نصایح کرنے اور کسی ملامت سے نہ ڈرنے قتل اور زنا اور شرک وغیرہ سے بچنے اور خدا کے رستہ میں جان قربان کرنے پر بیعت کی اب وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ صرف جہاد کے لئے بیعت کی جاتی تھی ان احادیث کو پڑھ کر شرمندہ ہونگے کہ ہم کیسی غلطی میں ہیں *

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا بھی بیعت ضروری ہے

اور اگر کوئی یہ کہے کہ وہ تو رسول اللہ تھے اسواسطے سب کو بیعت کرنی ضروری تھی رسول کے سوا کسی اور کی بیعت ضروری نہیں تو ہم دکھلاتے ہیں کہ صرف رسول ہی کی بیعت نہیں کی گئی بلکہ اصحاب رسول اللہ کی بھی بیعت کی گئی چنانچہ ذیل کے آثار سے اس کی تصدیق ہوتی ہے

(۱) عَنْ عُمَیْرِ بْنِ عَطِیَّۃَ اللَّیْثِیِّ قَالَ اَتَیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِرْفَعْ یَدَكَ رَفَعَهَا اللّٰهُ اُبَایِعُكَ عَلٰی سُنَّۃِ اللّٰهِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِهٖ فَرَفَعَ یَدَهٗ فَضَحِكَ فَقَالَ هِیَ لَنَا عَلَیْكُمْ وَلَكُمْ عَلَیْنَا رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ

ابن سعد نے عمر بن عطیہ لیثی سے روایت کی ہے کہ میں عمر بن خطاب کے پاس آیا اور کہا ای امیر المومنین اپنا ہاتھ اٹھا جسکو اللہ نے پسند کیا ہے تاکہ میں اللہ اور اس کے رسول کی سُنت پر بیعت کروں پس اُنہوں نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور ہنستے اور کہا یہی باتیں ہیں جو تمہارے پر بھی لازمی ہیں اور ہمارے پر بھی دیکھو کنز العمال جلد اصفحہ ۸۱ *

(۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ وَقَدْ مَاتَ اَبُوْبَكْرٍ وَاسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَقُلْتُ لِعُمَرَ اِرْفَعْ يَدَكَ اُبَايِعُكَ عَلٰى مَا بَايَعْتَ عَلَيْهِ صَاحِبَكَ قَبْلَكَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ مَا اسْتَطَعْتُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ +

طبرانی اور ابن سعد اور ابن ابی شیبا انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں مدینہ میں گیا جبکہ ابوبکر کا انتقال ہو گیا تھا اور عمر اُن کے جانشین ہوئے تو میں نے عمر سے کہا کہ اپنا ہاتھ نکالیے میں تمہارے ہاتھ پر اُسی طرح بیعت کرتا ہوں جس طرح تیرے صاحب یعنی ابوبکر کے ہاتھ پر تجھ سے پہلے کی تھی کہ جہانتک میری طاقت ہو گی آپکی باتوں کو مانونگا اور فرمانبرداری کرونگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ا صفحہ ۱۸ +

(۹) عَنْ سُلَيْمٍ اَبِيْ عَامِرٍ اَنَّ وَفْدَ الْحَمْرَاءِ اَتَوْا عُثْمَانَ فَبَايَعُوْهُ عَلٰى اَنْ لَا يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَيَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَيَدَعُوْا عِيْدَ الْمَجُوْسِ فَلَمَّا قَالُوْا نَعَمْ بَايَعَهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي السُّنَّةِ

احمد بن حنبل اپنی سند میں سلیم ابی عامر سے روایت کرتے ہیں کہ حمرا کا ڈیپوٹیشن حضرت عثمان کے پاس آیا اور اس بات کی بیعت کی کہ اللہ کا شریک کسی چیز کو نہ کرینگے اور نماز کو قائم کرینگے اور زکوٰۃ دیا کرینگے اور رمضان کے روزے رکھیں گے اور مجوسیوں کی عید کو چھوڑ دینگے جب اُن لوگوں نے اقرار کر لیا کہ ہاں ایسا کرینگے تو بیعت اُنکی لی گئی۔ دیکھو کنز العمال جلد ا صفحہ

بیعت صرف مردونکی نہیں بلکہ عورتوں کی بیعت لیجاتی تھی

(۱۰) صرف مردوں ہی کی بیعت ہی نہیں لیجاتی تھی بلکہ عورتوں کی بھی بیعت لیجاتی تھی دیکھو حدیث ذیل:-

اُبَايِعُكُنَّ عَلٰى اَنْ لَا تُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقْنَ وَلَا تَزْنِيْنَ وَلَا تَقْتُلْنَ اَوْلَادَكُنَّ وَلَا تَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ بَيْنَ اَيْدِيْكُنَّ وَاَرْجُلِكُنَّ وَلَا تَعْصِيْنَنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ قُلْنَ نَعَمْ قَالَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ

امام احمد بن حنبل اور طبرانی نے عائشہ بنت قدامہ بن مظعون سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ تم ہماری بیعت اس بات پر کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گی اور نہ تم چوری کرو گی

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُوْنٍ | اور نہ زنا کرو گی اور نہ تم اپنی اولاد کو قتل کرو گی اور نہ کسی پر تم بہتان باندھو گی نہ سامنے اور نہ پیچھے اور نیک باتوں کی تعمیل میں میری نافرمانی نہ کرو گی۔ اُن سب عورتوں نے اقرار کیا کہ جس طرح آپ فرماتے ہیں اُسی طرح ہم کرینگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہانتک تمہاری طاقت ہو خلاف ورزی نہ کرنا۔ دیکھو کنز العمال جلد اصفحہ ۲۷ +

جب اِن آثار سے بھی ثابت ہے کہ لوگ نماز روزہ وغیرہ ارکانِ اسلام کی بجاآوری کے لئے بیعت کرتے رہے تو اب کونسی مصیبت آپڑی کہ لوگوں نے اس سنتِ نبوی کو ترک کر دیا حالانکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف مردوں کی بیعت لی بلکہ مستورات سے بھی بیعت لی اور پھر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم برابر یکے بعد دیگرے بیعت کرتے چلے آئے ہیں اور پھر ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی بیعت لی حتیٰ کہ تمام فقہائے اہل سنت والجماعت میں ابتک سلسلہ بیعت جاری ہے گو اُن لوگوں نے اصل غرض بیعت کو ترک کر دیا ہے اور بہت سے خود تراشیدہ امور جاری کر دیئے ہیں لیکن نفس بیعت میں تو کسی کو اختلاف نہیں پس وہ لوگ جو اپنے آپکو عامل سنت کہتے ہیں اور پھر بیعت کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں کیسے ہی نادان اور احمق ہیں +

فوائد بیعت کیا ہیں

پیشتر اس کے کہ ہم فوائد بیعت لکھیں اس امر کا اظہار کر دینا ازبس ضروری سمجھتے ہیں کہ ہاں ضرور یہاں پر یہ عذر ہو سکتا ہے کہ اگر ہم بیعت کر بھی لیں تو اس سے کیا فائدہ ہے۔ نادان لوگ بھیڑ چال کے طور پر بیعت کر لیتے ہیں اور پھر طرح طرح کے جرم اور فسق وفجور کرتے ہیں حتےٰ کہ چوری چوری کرکے چوری کا مال اپنے پیروں کو دیتے ہیں اور پیر لوگ بڑی خوشی سے اُس مال کو قبول کر لیتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ لوگوں میں جرم کرنے کی بڑی جرأت ہو گئی ہے۔ اندریں حالات کیونکر مان لیا جاوے کہ بیعت مفید ہے۔ سو واضح ہو کہ حقیقت میں لوگوں نے بیعت کے معنے اور مفہوم کو نہیں سمجھا اگر لوگ بیعت کی حقیقت سے واقف ہوتے تو پھر اس قسم کے افعال شنیعہ کے مرتکب نہ ہوتے اور جو پیر اس قسم کی بیعت لیتے

ہیں وہ خود بیعت کے مقصد سے جاہل ہیں۔ اُن کی بیعت تو محض دوکانداری ہے۔ حرام کا مال لیکر لوگوں کو جھوٹ موٹ دعائیں دیتے اور برکت کے وعدے یا اولاد کے وعدے کرتے ہیں یہ لوگ خداتعالیٰ کی لعنت کے نیچے ہیں۔ ان کا ذکر ہی جانے دیں آؤ ہم تمہیں بیعت کے مغز اور اُس کے فوائد سے آگاہ کرتے ہیں غور سے سُنو اور عمل کرو مخفی نہ رہے کہ بیعت کے معنے ہیں اپنے آپ کو اپنے مرشد کے ہاتھ پر بیچ دینا۔ اور کون نہیں جانتا کہ جو چیز کسی کے ہاتھ پر بک جاتی اور فروخت ہو جاتی ہے پھر وہ بیچنے والے کی نہیں رہتی اور نہ اُس کو اُس چیز پر جو فروخت کی ہے اختیار رہتا ہے ایسا ہی پیر کے ہاتھ پر بیعت کا حال ہے۔ جب انسان نے اپنے مرشد کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو گویا وہ جان کو فروخت کر چکا۔ اب اُس کا حال مُردہ بدست زندہ سا ہو جاتا ہے جس طرح مُردے کو چاہیں قلابازیاں دیں جہاں چاہیں رکھیں اور جس وضع میں چاہیں چھوڑیں مُردے کو کوئی اختیار نہیں اسی طرح بیعت کرنے والا پیر کے حکم کا ایسا ہی فرمانبردار ہو جائے کہ پیر جو کہے وہی کرے اور مرید اپنے نفس کا ذرہ بھر دخل نہ دے جس بات سے روکے بلاچون وچرا رک جائے جس بات کے کرنے کو کہے فوراً بلا تامل کرے خواہ اُس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ہاں مگر ان سب امور میں معروف کا خیال رہے۔ اور معروف کے سوا کسی غیر معروف کام کا حکم کرے تو پھر اطاعت لازمی نہیں +

فوائد بیعت حسب ذیل ہیں

اول تو یہ فائدہ ہے کہ بیعت کرنے میں اطاعتِ رسول ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی سخت تاکید ہے اور بیعت نہ کرنے پر وعید فرمایا ہے جیسے کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے

مَنْ مَاتَ وَلَا بَيْعَةَ عَلَيْهِ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ احمد بن حنبل اور ابن سعد نے ابن عمر سے روایت بیان کی ہے کہ جو شخص مر گیا اور بیعت نہ کر مرا تو اُس کی موت ابوجہل کیسی موت ہے دیکھو کنز العمال جلد ا صفحہ ۲۶ +

(۲) دوسرا یہ فائدہ ہے کہ بیعتِ انسان اسواسطے ضروری ہے کہ انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ بغیر محرک کے وہ کچھ نہیں کرتے اور دنیاوی زندگی میں جب وہ اپنے گرد

پیش محرکات دیکھتا ہے تو جس محرک کا اثر اُس پر زیادہ موثر ہوتا ہے تو وہ اُس کی تحریک کے مطابق کام کرنے لگتا ہے اگر محرک نیک ہوتا ہے تو اُس کا فعل بھی نیک ہوتا ہے اور اگر محرک بد ہے تو اُس کا فعل بھی بد ہوگا۔ اِس لیئے لازمی ہوا کہ انسان اپنے آپ کو ایسی جگہ پہنچائے جہاں نیکی کا محرک ہوتا کہ اُس کے اعمال اُس نیک صحبت سے متاثر ہو کر نیک نتائج پیدا کریں +

۳۔ تیسرا یہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ انسانی فطرت میں ایک خاصہ رکھا گیا ہے کہ عہد و پیمان کا زیادہ خیال رکھتا ہے اور چونکہ ہر وقت غفلت کے محرکات بہت ہوتے ہیں انسان ایسے محرکات سے متاثر ہو کر غفلت کے پردوں میں ملفوف ہو جاتا ہے اس غفلت کے دور کرنے کا علاج سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ کسی بڑی پاورفل یعنے زبردست طاقت نیکی کے ہاں جا کر ایک معاہدہ کرے کہ میں ہمیشہ آپ کا فرمانبردار رہونگا اور جب معاہدہ کے خلاف اس سے کچھ سرزد ہوگا تو نافرمانی کی حالت میں اُس کا دل اندر ہی اندر سے ملامت کرتا رہیگا اس لیئے وہ اپنے قول و قرار کا خیال رکھیگا اور غفلت سے بچ جائیگا

(۴) چوتھا یہ فائدہ ہے کہ بیعت سے وحدت اور یگانگت کی روح ازسرِنو پھونکی جاتی ہے اور کون نہیں جانتا کہ جو اثر مجموعی طاقت کا ہوتا ہے وہ پراگندگی میں نہیں ہوتا۔ اور یہ جو اس زمانہ میں سررشتۂ اتحاد و یگانگت قائم نہیں اسکا بھاری سبب یہی ہے کہ وہ کسی پاورفل انجن کے ساتھ انکا پیوند اور لگاؤ نہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ جن گاڑیوں کا ایک بڑے طاقتور سٹیم انجن سے تعلق ہوتا ہے جہاں وہ چاہتا ہے اُن کو پہنچا دیتا ہے اگر تم بھی منزلِ مقصود تک پہنچنا چاہتے ہو تو تم بھی ایک نور کے انجن سے جو انسانی ہاتھ کا بنا ہوا انجن نہیں خدائی ہاتھ کا بنا ہوا انجن ہے وہ تمہیں کہاں سے کہاں تک پہنچا سکتا ہے مگر تعلق مضبوطی کی شرط ہے اور جب تک لوگ ایک مقدس ذات سے ایک مضبوط تعلق پیدا نہ کرکے اُسکے گرد و جوار میں رہکر وحدت کی روح حاصل نہ کریں تب تک اخوت اسلامی کی جڑ قائم نہیں ہوسکتی یہی تو وجہ ہے کہ آج کل لوگ پراگندہ دل اور پراگندہ روزی ہو رہے ہیں اگر وہ ایک ہی مرکز پر جمع ہوتے تو اُن کی طبائع میں وہ وہ خوبیاں بھر جائیں کہ جو خدا تعالیٰ اور اُس کا رسول چاہتا ہے اور پھر وہ اُس آفتاب عالمتاب سے منور ہو کر چاند اور ستاروں کی طرح دنیا پر محیط ہو کر اور اپنے

نور کی روشنی پھیلا کر اہلِ عالم کو ضلالت اور جہالت کے اندھیرے سے نکالکر صراطِ مستقیم پر چلانے لگتے ہیں
لہذا بیعت کا کرنا از حد ضروری ہے کیونکہ بیعت کے بغیر اعمال نہایت ہی بودے اور کمزور اور
اُن کے نتائج بھی ویسے ہی کمزور ہوتے ہیں۔ بیعت بھی بجلی کی سی تاثیر رکھتی ہے جس طرح
الیکٹرک مشین کے ساتھ لگ کر تاریں سرعت کے ساتھ ہزارہا میل تک کام کرتی ہیں اسی طرح
جو لوگ امامِ وقت کے ہاتھ پر ہاتھ دیتے ہیں اُن میں بھی ایک روحانی برقی پھونکی جاتی ہے
جو اُن کے دلوں کے گندے اور ناپاک مواد کو جلا کر پھینک دیتی ہے اور ایک پاک اور مطہر
خیال انسان بنا دیتی ہے لیکن فطرتِ قابلہ کا ہونا شرط ہے جیسے بجلی *نان کنڈکٹر میں اپنا کچھ
اثر ڈال نہیں سکتی اسی طرح روحانی برقی بھی ناقابل فطرت پر اپنا اثر ڈال نہیں سکتی لہذا اگر کسی نے
امامِ وقت کے ہاتھ پر بیعت بھی کرلی ہو اور اگر اُس نے اپنی حالت کو نہ بدلا ہو تو سمجھ لو کہ اُس
میں گندے مواد بکثرت ہیں۔ اور اُس کی فطرت نیکی کے قبول کرنے کے قابل نہیں ہے بلکہ
مرچکی ہے۔ اے نادانوں کیا تم یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ اگر بیعت لاحاصل اور غیر ضروری
تھی تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور پھر اُن کے بعد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کیوں بیعت لی ہے یہی تو وجہ تھی کہ بیعت سے دین و ایمان تازہ ہوتا ہے۔

(۵) پانچواں فائدہ بیعت کرنے کا یہ ہے کہ بیعت کرنے والے اور بیعت لینے والے میں ایک اس قسم کا پیوند
ہو جاتا ہے کہ ایک خوشگوار نتیجہ پیدا ہوتا ہے جس طرح درختوں کے پیوند سے ایک عجیب خوشگوار پھل پیدا ہونے
لگتا ہے۔ اسی طرح اس پیوند سے اللہ تعالی کا فضل قریب ہو جاتا ہے اور اُس انسان سے
عجیب عجیب افعال حسنہ سرزد ہونے لگتے ہیں۔

(۶) چھٹا فائدہ بیعت میں ایک یہ بھی ہے کہ جو مستجاب الدعوات ہوتا ہے وہ اپنے
وابستگان کے لیے شب و روز دعاؤں میں لگا رہتا ہے اور متابعین بھی اپنی طاقت اور
استطاعت کے مطابق اُن باتوں پر کاربند ہونے کی کوشش کرتے ہیں جس کا معاہدہ
اُنہوں نے امام سے کیا ہے اور بیعت اسواسطے نہیں ہوئی کہ پیر صاحب کی عبادت کریں
یا اُس کی نفس پروری کے لیے ساعی ہوں جیسے عموماً آجکل کے پیروں مریدوں کا حال ہے۔ خدا تعالی
ایسے پیروں سے نجات بخشے اور اُن کو اس ہدایت کی توفیق عطا فرماوے جو خدا اور رسول
نے بخشی ہے پس جب ثابت ہو چکا کہ بیعت امام بہت ہی ضروری ہے تو پھر کیسی بدنصیبی

* نان کنڈکٹر۔ وہ چیز جس میں بجلی سرایت نہیں کرسکتی۔

کی بات ہے کہ ایسے امام سے جو مسیح موعود و مہدی معہود ہوا ور جسکے لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تاکید فرمائی ہوا ور پھر اُن کے بعد اُن کے خلیفے و جانشین کی بیعت نہ کیجائے اور جھوٹے حیلے تراش کر کنارہ کشی روا رکھی جائے۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ یَا اُولِی الْاَلْبَابِ +

بارھواں باب

اس باب میں کہ مہدی سے کیا مراد ہے

مہدی کے بارہ میں امت محمدیہ میں اس قدر اختلاف ہے کہ جس کی نظیر ازمنہ سالقہ میں نہیں مل سکتی مہدی کی احادیث اختلاف سے پُر ہیں۔ جن کو دیکھ کر انسان کی عقل تحیر و حیرت میں پڑ جاتی ہے۔ اور کچھ فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اور بالآخر غور کرنے والے کی نظر میں بجز اس نتیجے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کہ یا تو کل احادیث موضوع ہیں جو اہل غرض لوگوں نے اپنی مطلب براری کے لئے حسب تقاضائے وقت گھڑلی تھیں اور یا اگر اُن کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر ضرور یہ ماننا پڑتا ہے کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سے مہدیوں کی خبر دی ہے جو اپنے اپنے وقت میں مختلف اقوامِ اسلام سے پیدا ہونگے اور ہر ایک کا کام الگ اور حلیہ الگ ہوگا +

اول پہلو کے متعلق کہ احادیثِ مہدی موضوع ہیں ہمارے پاس یہ دلیل ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو مدینہ منورہ کے رہنے والے اور بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے بذاتِ خود ملنے والے تھے اُنہوں نے سب سے پہلے ایک کتاب موطا لکھی جس میں اُنہوں نے وہ حدیثیں جو اُن کو اپنے وقت میں مل سکیں جمع کی ہیں۔ اُس میں مہدی کا کوئی ذکر نہیں برخلاف اس کے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اگر کسی مہدی نے آنا ہوتا تو اتنے بڑے امام ایک اہم مسئلہ کو کیونکر نظر انداز کر سکتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے وقت تک مسئلہ مہدی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ پھر اس سے بڑھکر جو محدثین تمام امت میں نقادِ فن

و اُستادِ حدیث مانے گئے ہیں یعنے حضرت امام محمد اسمٰعیل بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت امام مسلم نیشا پوری علیہ الرحمۃ اُنھوں نے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مہدی کا کوئی باب ہی نہیں باندھا بلکہ ذکر تو الگ اشارہ تک نہیں کیا جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ احادیث جو مہدی کے متعلق ہیں موضوع ہیں اگر مہدی کا کچھ وجود ہوتا تو ضرور یہ بزرگ ذکر فرماتے حالانکہ ان بزرگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے لیکن مہدی کا نہیں۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک کوئی مہدی آنے والا نہیں تھا۔ اور اسی بنا پر بعض محدثین نے اس حدیث پر زور دیا ہے کہ لَا مَهْدِیَ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ کہ عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی اور مہدی نہیں سوائے اسکے علامہ ابن خلدون مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں مہدی کی احادیث کا تفصیلاً ذکر کرتے ہوئے ہر حدیث کو مجروح و مخدوش قرار دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ احادیث موضوع ہیں + بلکہ خود اہل تشیعہ میں مہدی کے بارہ میں اس قدر اختلاف ہے کہ جس سے اُن کے موضوع ہونے میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ کافی کلینی بحار الانوار جامع الاخبار اکمال الدین فروعِ کافی حق الیقین وغیرہ کتب معتبرہ اہل تشیعہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوجاتا ہے کہ مہدی کے بارہ میں اُن میں کس قدر اختلاف ہے چنانچہ شیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ ہزارہا احادیث اُنکے اپنے لوگوں نے موضوع بنالی تھیں جن کی وجہ سے اُن کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا +

پہلوئے ثانی کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر احادیث مہدی کو سچا اور صحیح مان لیا جائے تو پھر ضرور یہ ماننا پڑتا ہے کہ مختلف مہدیوں کی آمد کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ بعض بزرگان ایسے بھی مہدی ہوئے ہیں جن کا حلیہ وغیرہ احادیث کے مطابق پایا گیا ہے اور کچھ دیگر علامات بھی ظہور میں آئی ہیں۔ اس صورت میں بہت بڑا اختلاف رفع ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب ہم مہدی تسلیم کرینگے تو ہر ایک کا حلیہ الگ کام الگ اور زمانہ بھی الگ ہوگا۔ جب وہ مہدی جو اپنی اپنی حدیثوں کے مصداق تھے الگ کردیئے جائیں تو پھر باقی احادیث جن میں حلیہ و کام الگ بتایا گیا ہے آخری زمانہ کے مہدی کے لئے خاص ہوجائینگی۔ اور یہ وہی مہدی ہوگا جسکو عیسیٰ بھی کہا گیا ہے +

مگر غضب تو یہ ہے کہ مہدی کے متعلق جس قدر احادیث آئی ہیں جن میں کام الگ حلیئے

الگ۔ وقت الگ ہیں وہ سب ایک ہی مہدی پر تھوپنا چاہتے ہیں اور اسی واسطے ان لوگوں
کے نزدیک جس قدر پہلے مہدی ہوئے وہ سب کاذب اور مفتری قرار دئے گئے اور اب بھی
یہ لوگ اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ جو مہدی اصلی ہوگا اُس میں یہ سب باتیں جو تمام احادیث
میں آئی ہیں پائی جائینگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ قیامت تک اُس کی انتظار میں رہینگے اور ان
تمام صفات کا ایک مہدی ملنا ناممکن ہے۔ آخر بے ایمان ہو کر حسرت کے ساتھ دنیا سے کوچ کر جائینگے
کسی مسلم کو بجز اس کے اور چارہ نہیں کہ یا تو مہدی کی کل احادیث کو موضوع قرار دیں۔
اور پھر صرف عیسےٰ علیہ السلام کو قبول کریں اور یا مختلف مہدی مانیں جن میں سے اکثر اپنے
اپنے وقتوں میں مطابق احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام ہو چکے ہیں جن کا ذکر اِس باب
کی دسویں فصل میں ہے۔

خیر بہر حال جہانتک دیکھا جاتا ہے۔ خلفاء اربعہ کے انتقال کے بعد ہی اہل اسلام میں
مہدی کے ظہور کا خیال پیدا ہو گیا تھا اور اب تک اُسی خیال میں جمے ہوئے ہیں اور صرف
مسلمان ہی کسی مہدی کے منتظر نہیں بلکہ ہر قوم میں ایک نہ ایک شخص کی انتظار لگی ہوئی
ہے۔ یہود حضرت ایلیا کی انتظار میں سرگرداں ہیں۔ نصارا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
دوبارہ آنے کی امید میں سر ٹپک رہے ہیں۔ ہنود کلکی اوتار کے آنے کے گیت گا رہے
ہیں اہل تشیعہ مختلف مہدیوں کے شیدائی بن رہے ہیں۔ اور اہل سُنت میں بعض مہدی
کے اور بعض عیسیٰ کے اور بعض دونوں کی آمد کے منتظر ہو رہے ہیں۔ اور ہندوستان
کے بعض حصہ اور یاغستان کے علاقہ میں ایک جماعت سید احمد بریلوی کے دوبارہ ظہور
کی منتظر بیٹھی ہے اور ہر ایک کا یہی خیال ہے کہ وہ آتے ہی تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہونگے
اور مخالفین کا تلوار کی تیز دھار سے سر قلم کرینگے۔ جب تک کہ اُن کے مذہب کو اختیار نہ کریں
یہودیوں کا گمان ہے کہ ایلیا اور مسیح کے آنے پر تمام روئے زمین پر اُن کا تسلط ہو جائیگا
اور سب لوگ مذہب یہودی قبول کر لیں گے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ گو اوّل مرتبہ حضرت مسیح
علیہ السلام بادشاہ نہیں ہوئے لیکن اب جو آئینگے تو جلالی صورت میں آئینگے۔ اور سب لوگوں
کو عیسائی بنا لینگے۔ ہندو کہتے ہیں کہ جب کلکی اوتار ظاہر ہونگے تو وہ آتے ہی پہلے گھوڑے
پر سوار ہو کر ہزاروں راجاؤں ادھرمی اور پاپیوں کو تلوار سے مار ڈالیں گے پھر ساری دنیا میں

اُن کا راج ہو جائیگا۔ اور تمام مذاہب کے لوگوں کو ہندو ہی بنا لینگے۔ دیکھو شری مدبھاگوت
اردو ترجمہ سوامی دیال کایستہ سری واستو نیس لکھنؤ۔ مطبوعہ مطبع نول کشور صفحہ ۶۷۰+
اہل تشیعہ میں اثنا عشریہ کہتے ہیں کہ محمد بن حسن عسکری جو ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے تھے
اور پھر چار یا پانچ سال کی عمر میں غار سامرہ میں چھپ گئے اور اُن کو اُس غار میں
پناہ گزین ہوئے ہوئے اب قریب گیارہ سو سال کے ہو چکے ہیں خروج فرمائیں گے
مگر وہ ابتک نہیں نکلے اور بعض اہل تشیعہ امامیہ کا یہ خیال ہے کہ وہی آخری زمانہ میں نکلینگے
اور تمام روئے زمین کے شیعہ جہاں کہیں ہونگے اُڑ کر یا کسی اور ذریعہ سے اُن کے ہاں
جمع ہو جائینگے۔ اور پھر سب لوگ مسلح ہو کر دنیا پر پھیل جائینگے اور جہاں سُنی لوگوں کو یا دیگر
مذاہب کے لوگوں کو پائینگے۔ تیغ بے دریغ سے ذبح کر ڈالیں گے اور خون کی ندیاں بہا
دینگے۔ اور تمام روئے زمین پر بجز دوازدہ امامیہ اہل تشیعہ کے کوئی اور نبی نوع انسان
نظر نہیں آئیگا۔ حضرت مسیح بھی آئینگے تو انہی کی مدد کے لئے۔ اور جو قرآن اصلی ہے
جس میں تمام آئمہ کی مدح و ثنا ہے۔ اور جس میں ابوبکر صدیق و فاروق اکبر و ذوالنورین
اور تمام صحابہ کے کفر اور الحاد اور نفاق کا بیان ہے وہی دنیا پر جاری کرینگے۔ اور
اُسوقت تمام صحابہ بھی زندہ کئے جائینگے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام
آئمہ سادات بھی اپنی قبروں سے نکل آئینگے۔ حتے کہ ہر زمانہ کے نیکوکار اور بدکار بھی
ظاہر ہونگے اور شیطان بھی نکل آئیگا اور تمام مومن اپنے دشمنوں سے جی بھر کر انتقام
لینگے اور جب شیطان صفحہ روزگار پر ظاہر ہو جاویگا تو اُسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شیطان اور اُس کے یاروں کو قتل کر ڈالینگے۔ پھر آئمہ کے پوجاریوں کے سوا کوئی باقی
نہیں رہیگا۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۸ ، مولفہ علی حائری لاہوری مجتہد زمانہ حال +

سید احمد کے غازی یا وہابی اس امید پر روزگار بسر کر رہے ہیں۔ کہ سید احمد صاحب
بریلوی دوبارہ کوہستان خراسان سے ظہور کرینگے۔ اور اسوقت بموجب منشاء حدیث نبوی
غائب ہیں۔ حالانکہ آجتک اُن کی عمر ۱۲۸ برس تک پہنچ چکی ہے اور اُن کا خیال ہے کہ
جب وہ ظہور کرینگے۔ تو کفار سے جہاد کر کے زمین کو پاک و صاف کر دینگے اور پھر وہ تمام
روئے زمین کے بادشاہ ہو جائینگے۔ اور جس قدر مسلمانوں نے مذاہب اور طریقے اختیار۔

کر رکھے ہیں۔ اُن سب کو مٹا دینگے۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ و کتاب حدیث الغاشیہ مصنف نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ ۲۴۳ +

حنفیوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ حضرت امام مہدی آخری زمانہ میں پیدا ہونگے۔ اور پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ دونوں مل کر تمام روئے زمین کے کفار کو مجبور کرینگے یا تو اسلام قبول کرو یا قتل ہونا منظور کرو۔ جو لوگ تلوار کے خوف سے ایمان لائینگے انکو قتل سے بری کیا جاویگا۔ پھر تمام روئے زمین پر اسلام ہی کا ڈنکا بجیگا۔ اور اسلامیوں ہی کا پھریرا تمام بحر و بر پر لہراتا ہوا نظر آئیگا +

اہل تشیع کا ایک بڑا گروہ کیسانیہ اس بات پر جمے ہوئے ہیں کہ حضرت محمد بن حنیفہ مہدی آخرالزمان ہیں اور وہ کوہِ رضوی میں مخفی ہیں اور دو شیر اُن کی حفاظت پر لگے ہوئے ہیں اور اُن کے پاس دو نہریں جاری ہیں۔ ایک نہر شیر یعنے دودھ کی اور ایک نہر شہد کی جن پر اُن کی زندگی کا دارومدار ہے۔ جب وہ آخری زمانہ میں خروج کرینگے تو تمام دیگر فرقہائے اہل تشیع کا قلع قمع کرینگے اور اہل سنت جماعت اور دیگر تمام مذاہب کے لوگوں کو صفحۂ دُنیا سے مٹا کر عدل و انصاف کی میزان دنیا میں قایم کرینگے +

سنوسیوں اور حلقہ نظام المشایخ کے ممبروں کا یہ خیال ہے کہ جب مہدی آخرالزمان تشریف لائینگے تو آسمانی آتش بنکر آئینگے اور اُن کا خروج آسمان سے ہوگا۔ اور اُس کا بڑے سے بڑا کام یہ ہوگا کہ اقوام یاجوج ماجوج اور تمام شیطانی اقوام کو فنا کر ڈالینگے۔ اور مہدی موعود کا اول علم بردار شیخ سنوسی ہوگا اور تمام ملک افریقہ اسکے زیر نگین ہوگا اور دوم علم بردار حبیب اللہ خان شاہِ افغانستان ہوگا جو اپنے بھائی نصر اللہ خان سپاہ سالارِ افواجِ کابل کے ساتھ ملکر روس و جرمن پر چڑھائی کریگا اور جارج پنجم شاہِ انگلستان و شہنشاہِ ہندوستان مسلمان ہوکر نائب مہدی ہو جائینگے اور انکا پورا خطاب ہوگا۔ نائب المہدی السلطان الہادی حضرت مولانا علی جارج خامس اور اُن کے نام کے نشانات حرمین مقدسہ اور دنیا کے تمام مذہبی مقامات میں بلند کئے جائینگے اور قوم انگریزیہ و شاہ کابل افغانوں کی افواج جرار کے ساتھ روس و جرمن کو شکست فاش دیکر اُن کا نام صفحۂ دنیا سے مٹا دینگے اور تمام دشمنان ہند برٹش تاج پایمال اور تباہ ہو جائینگے اور تمام دنیا پر مہدی کا پھریرا اُڑیگا۔ دیکھو کتاب الامر یعنے امام مہدی

کے انصار اور اُن کے فرائض مولفہ خواجہ حسن نظامی دہلوی +

یہ دنیا کے چند بڑے بڑے گروہوں کے اعتقاد ہیں۔ جو بیان کئے گئے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ضرور ایک ایسے عظیم الشان انسان کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اور وہ ضرور بالاتفاق عیسےٰ اور مہدی اور کلکی اوتار اور احمد نام سے آئیگا۔ لیکن مراد اُن سب روایات کی بروزی آمد ہے نہ جسمانی۔ جن لوگوں نے متذکرہ بالا انبیا وغیرہ کا دوبارہ آنا بجسمِ عنصری مانا ہے۔ اُنہوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ اسکی اصلی اور حقیقی مراد یہی اور صرف یہی ہے۔ کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ جس میں ایک ایسے شخص کی ضرورت پیش آئیگی کہ جو مسیحا دم رودر گوپال اور مہدی جلال اور احمدی جمال سے موصوف ہو اور سراسر انہی کی خو اور سیرت لئے ہوئے ہو۔ اور جامع صفاتِ کل انبیا موصوف ہو تاکہ دیکھنے والوں کو کبھی تو عیسیٰ کے جمال میں نظر آئے اور کبھی محمد اور کبھی احمد کے باعزت شان میں جلوہ نمائی کرے اور کبھی کلکی اوتار کے درشن سے لوگوں کی آنکھوں کو منور کرے مگر ہر قوم کا یہ خیال ہے کہ صرف اُنہی کے اصول اور خیال کے مطابق دنیا میں الگ الگ شخص ظاہر ہونگے۔ یہ سراسر غلط اور فاسد خیال ہے۔ کیونکہ ان سب کا اتفاق اس امر پر ہے۔ کہ دنیا میں جب فساد عالمگیر ہو جائیگا اور مذاہب میں نہایت ہی سخت فتور برپا ہوگا۔ اور زمین کی سطح ہر قسم کے جرایم اور معاصی سے پُر ہو جائیگی اور فسق و فجور زناکاری اور شراب خوری کا بازار گرم ہوگا۔ بد دیانتی دغابازی چوری اور قزاقی زوروں پر ہوگی۔ سچائی اور پاکیزگی کا کام و نشان نہ ہوگا۔ حسد اور کینہ بغض اور عداوت دلوں میں گھر کر جائیگی۔ چھوٹے بڑوں کی کچھ پرواہ نہ کرینگے بڑے چھوٹوں پر کچھ رحم کے آثار نہ دکھلائینگے۔ باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے بیزار ہوگا۔ شرب الحاد کا زور ہوگا۔ خود پسندی اور نفس پرستی دلوں پر مسلط ہوگی۔ عبادات اور اعتقادات میں تنزل پڑ جائیگا۔ ایمانی کمزوری انتہا کو پہنچ جائیگی۔ غیرت اور حمیت کا مادہ مفقود ہو جائیگا۔ اور خدائے لایزال کی عظمت دلوں سے اُٹھ جائیگی۔ اور حقوق العباد کی ایک ذرہ پرواہ نہ ہوگی جس کا دوسرا نام طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِہَا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بظاہر مغرب کی طرف سے آفتاب کا طلوع ہونا امر محال نظر آتا ہے۔ وجہ یہ کہ جہاں سے آفتاب طلوع ہوگا۔ اُسی سمت کا نام مشرق ہے مغرب تو ہو ہی نہیں سکتا۔ مراد یہاں امر محال سے ہے یعنی ایسی

ایسی ظلمتیں اور ایسے جرائم دنیا میں پیدا ہوجائینگے۔ جن کا اعتبار کرنا امر محال سا نظر آتا ہے
اِن باتوں کی تصدیق کل اسلامی کتابیں کرتی ہیں لہذا اُن امور کی تفصیل کی یہاں
ضرورت نہیں ہم آگے چل کر دکھلائینگے۔ لیکن جب اہل ہنود کی کتب مقدسہ کا مطالعہ
کرتے ہیں تو اُن سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی ایک اوتار کی آمد کے منتظر ہیں جن کا
نام کلکی اوتار ہے اور جس کے ظہور کی بھی خاص خاص علامات بتائی گئی ہیں۔ جنکا خلاصہ
حسب ذیل ہے۔ چنانچہ شری مدبھاگوت میں لکھا ہے کہ کلجگ میں سنساری آدمی ہر روز
دیا اور سچائی چھوڑ دینے سے کم طاقت ہوجائینگے۔ عمر چھوٹی ہوجائیگی۔ راجا لوگ پرجا پر
یعنی رعایا پر ظلم کرینگے۔ برسات کم ہوگی۔ قحط سالی بہت ہوگی۔ پرجا بھوک سے تنگ آکر اپنا
دھرم چھوڑ دینگے۔ اور جس وقت کوئی ایسا راجا یعنی بادشاہ نہیں ہوگا۔ کہ جس کی ہفت
اقلیم پر حکومت ہو۔ اُس وقت راجے اس امر کو غنیمت سمجھینگے۔ کہ جس قدر ملک اُن کے
قبضے میں ہے وہی قایم رہے تو بہتر ہے لوگ باوجود اس یقین اور علم کے کہ عمر تھوڑی ہے
مال و دولت کے لئے لڑائی کرینگے۔ روپیہ کے لالچ میں آنکر دھرم یعنی دین و ایمان اور عدل
کو چھوڑ دینگے۔ اور روپیہ دینے والے کی حمایت کرینگے۔ چوری اور بدکاری کرینگے۔ کوڑی
اور دمڑی کے لئے جھوٹھ بولینگے۔ گائے کا دودھ بکری کے برابر ہوجائیگا یعنی گائیں کم دودھ
دینگی۔ برہمنوں میں کوئی ایسا لچھن نہیں رہیگا۔ جسے دیکھکر آدمی پہچان سکے کہ یہ برہمن
ہے۔ دولتمند کی ہر شخص قدر و عزت کریگا۔ کچھ اونچ نیچ ذات کا بچار نہ رہیگا۔ بیوپار
میں چھل بہت ہوگا۔ استری اور پرش کا چت ملنے سے اونچ نیچ ذات آپس میں بھوگ
کرینگے۔ یعنی آدمی اور عورت کا دل مل جانے سے زناکاری کا ارتکاب ہوگا۔ برہمن لوگ
اپنا دین چھوڑ دینگے۔ مورکھ آدمی جھوٹی بات بنانے والا سچا اور گیانی سمجھا جائیگا۔
چور اور ڈاکو بکثرت پیدا ہونگے۔ دس برس کی لڑکی کے لڑکا پیدا ہوگا۔ گرہستہ لوگ اپنی
ماتا اور پتا کو چھوڑ کر سسرال میں جاکر رہینگے۔ نزدیک کے تیرتھوں کو چھوڑ کر دور کے
تیرتھوں پر جائینگے اور اُنکے پھلوں پر اُن کو دھرم نہ رہیگا۔ سب لوگ بخیل اور تنگدل
ہوجائینگے۔ سنیاسی لوگ اپنا کرم اور دھرم چھوڑ کر گیروا کپڑا پہن لینے ہی سے دنڈی کہلائینگے
اس کے بعد شکدیو جی نے کہا کہ اے راجا پریچھت جب اخیر کلجگ میں اس طرح بڑا پاپ

یعنی فسق وفجور ہوگا تب پرمیشیر دھرم کی رچھیا یعنی حفاظت وصلاح کے لئے سنبل دیش (یعنی اسلام آباد) میں گوڑ برہمن یعنے بڑے اعلیٰ درجہ کے خاندان کے گھر کلکی اوتار لیں گے یعنی مہدی پیدا ہونگے اس کے بعد اُن کے درشن سے لوگ پاپ اور گناہ کو ترک کر کے نیک کردار ہو جائینگے۔ دیکھو شری مدبھاگوت ترجمہ اردو صفحہ ۶۷۰ +

اِن تمام بیانات سے ظاہر ہے کہ سب قوموں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص آئیگا۔ جو اِن تمام فسادات کا علاج کریگا۔ اور دُنیا پر جس قدر جور وظلم ہوگا اُس کی جگہ عدل اور انصاف کو قایم کریگا۔ الغرض ان فسادات کی اصلاح کرنے والے کا نام محمد یا احمد یا عیسےٰ یا مہدی یا کلکی اوتار ہے +

چونکہ احادیث میں ایک مہدی کا ذکر بکثرت آتا ہے۔ اور اُس کے متعلق اسقدر روایات باہم متضاد اور مخالف ہیں کہ پڑھنے والے کی عقل چکر میں آجاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مہدی کے بارے میں لوگوں کا مذہب مختلف ہے۔ اور باہم کسی فرقہ کا اتفاق نہیں۔ حتّٰے کہ ایک ایک فرقہ کے کئی کئی مذہب ہیں لہذا ہم تفصیل کے ساتھ مہدی کی نسبت بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو بصارت کلی و واقفیت تامہ حاصل ہو۔ اور وہ حقیقت واقعہ پر پہنچ جائیں چونکہ ہمیں مہدی کے بارے میں کہ وہ کون شخص ہے اُس کا کیا نام ہے اُس کے باپ کا کیا نام ہے۔ کہاں پیدا ہوگا کہاں ظہور کریگا۔ کہاں سے خروج کریگا کس مذہب وملت کا ہوگا۔ اور کب ہوگا۔ اور کب تک رہیگا۔ اسکی کیا عمر ہوگی ان سب امور میں بڑا ہی اختلاف ہے۔ اس لئے ہم الگ فصلوں میں تفصیل وار بیان کرتے ہیں +

پہلی فصل

اِس بارہ میں کہ لفظ مہدی سے کیا مُراد ہے

واضح ہو کہ لفظ مہدی اسم مفعول ہے۔ جو مصدر ہُدیٰ سے نکلا ہے جسکے معنے ہدایت یافتہ کے ہیں اور اسکا اطلاق ہر نیک صالح آدمی پر ہوتا ہے۔ جیسے روایت ذیل سے ظاہر ہے +

رَوَی اَبُونُعَیم عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ الْمَھْدِیُّ مَنْ یَھْدِیْ وَیَصْلُحُ بِہِ النَّاسُ کَمَا یُقَالُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ اِذَا کَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قِیْلَ لَہُ الْمَھْدِیُّ +

ابونعیم حضرت ابن عمر سے روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ اُنھوں نے محمد بن حنفیہ سے کہا کہ مہدی وہ ہے جو ہدایت یافتہ ہو۔ اور لوگوں کی اُس سے اصلاح ہوتی ہو جیسے کسی نیک آدمی کی نسبت جبکہ وہ فی الحقیقت صالح ہو مہدی کہا جاتا ہے دیکھو حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ ۲۸ اس روایت سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ کہ ہر صالح آدمی مستحق مہدی کہلانے کا ہے بلکہ احادیث ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت لوگوں کی نسبت مہدی کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ وہ احادیث یہ ہیں +

لفظ مہدی کا اطلاق احادیث میں ہر نیک آدمی پر

(۱) اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرَی اخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الْمَھْدِیِّیْنَ الرَّاشِدِیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالْحَاکِمُ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ

احمد بن حنبل اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اپنی اپنی کتابوں میں عرباض بن ساریہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھیں تقویٰ اور نیک بات کے قبول کرنے اور فرمانبرداری کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ تم پر کوئی حبشی غلام ہی کیوں حکومت نہ کرتا ہو۔ کیونکہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہیگا۔ وہ ضرور اختلاف دیکھیگا۔ اُسوقت تمھیں لازم ہے۔ کہ میری سنت اور اُن خلفاء کی سنت پر چلنا جو مہدی اور رشید ہوں اور اُسی سے تمسک کرنا اور اُسی پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہنا۔ اور دین میں نئی نکلی ہوئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت اور ہر بدعت گمراہی کا موجب ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد اول صفحہ ۴۴ +

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جس قدر خلفاء راشدین اس وقت سے پہلے گذر چکے ہیں یا آئندہ ہونگے وہ سب مہدی کے لفظ کے اندر آسکتے ہیں +

(۲) عن جریر قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تریحنی من ذی الخلصۃ بیت کان لخثعم فی الجاہلیۃ یسمی بالکعبۃ الیمانیۃ قلت یا رسول اللہ انی رجل لا اثبت علی الخیل فمسح فی صدری وقال اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا حتی وجدت بردھا رواہ ابن شیبۃ

ابن شیبہ حضرت جریر سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ کیا تو میرے ساتھ نہیں چلتا۔ کہ ذی الخلصہ میں ایک مکان ہے جس کو خثعم جاہلیت میں کعبۃ الیمانیہ کہتا تھا۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسا شخص ہوں کہ گھوڑے کی پیٹھ پر قایم نہیں رہ سکتا۔ تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری چھاتی کو اپنے دستِ مبارک سے مس کیا۔ اور یہ دعا مانگی۔ کہ اے اللہ اس شخص کو ہادی اور مہدی بنا۔ اور یہانتک دعا کی۔ کہ ٹھنڈک کا اثر محسوس ہونے لگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹ +

(۳) وان تولوا علیا تجدوہ ھادیا مھدیا یسلک بکم الطریق المستقیم رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن حذیفۃ

ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں حذیفہ سے روایت بیان کی ہے کہ اگر تم علی کو والی بناؤ گے۔ تو تم اُس کو ہادی اور مہدی پاؤ گے۔ اور وہ تم کو صراطِ مستقیم پر چلائیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ +

(۴) ان تولوا ابا بکر تولوہ امینا مسلما قویا فی امر اللہ ضعیفا فی امر نفسہ وان تولوا عمر تولوا امینا مسلما لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم وان تولوا علیا تولوہ ھادیا مھدیا یحملکم علی المحجۃ رواہ الخطیب وابن عساکر عن حذیفۃ +

خطیب اور ابن عساکر نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ابو بکر کو والی بناؤ گے تو تم اُسکو امین اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں پکا اور مضبوط مسلمان پاؤ گے اور اپنے ذاتی امور میں اُسکو کمزور پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو والی کرو گے تو تم اُسکو بھی امین اور ایسا مسلمان پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریگا اور اگر تم علی کو والی بناؤ گے تو اُسکو ہادی اور مہدی پاؤ گے اور وہ تمہیں محجت

اور دلیل پر چلایگا دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۶۰+

(۵) اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْعِلْمَ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا وَّاھْدِ بِہٖ قَالَہٗ لِمُعَاوِیَۃَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ وَتَمَّامٌ وَّابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ عُمَیْرَۃَ الْمُزَنِیِّ وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عُمَرَ +

امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور طبرانی اوسط میں اور ابونعیم حلیہ میں اور تمام اور ابن عساکر عبدالرحمن بن ابی عمیرۃ المزنی سے اور ابن عساکر عمر سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کی نسبت دعا کی کہ اے اللہ اس کو علم سکھلا اور اسے ہادی اور مہدی بنا اور اس کے ساتھ اُسے ہدایت دے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۱+

دیگر کتب میں مہدی کا اطلاق ہر صالح آدمی پر

صرف احادیث ہی میں اس لفظ مہدی کا رواج نہیں۔ بلکہ عام صحابہ یا تابعین و دیگر بزرگانِ دین بھی ہر نیک اور بزرگ آدمی کو مہدی کہتے تھے +

(۱) چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر کی جلد ۴ صفحہ ۷۵ میں حضرت حسین بن علی اور حضرت علی کی نسبت لفظ مہدی کا استعمال ہوا ہے۔ جب سلیمان بادشاہ مع اپنے اصحاب کے حضرت حسین کی قبر پر پہنچے تو پکار کر کہنے لگے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ حُسَیْنًا الشَّھِیْدَ ابْنَ الشَّھِیْدِ الْمَھْدِیَّ ابْنَ الْمَھْدِیِّ۔ یعنی اے اللہ حسین پر رحم کر جو شہید ابن شہید اور مہدی ابن مہدی ہے دیکھو تاریخ مذکور میں صاف ظاہر ہے کہ مہدی کا لفظ ہر نیکوکار پر بولا جاتا ہے

(۲) حضرت مولانا روم مثنوی کے دفتر دوم صفحہ ۲۰۸ پر لکھتے ہیں +

پس امامِ حیّ و قائم آن ولی ست	پس امام زندہ اور قائم وہ ولی ہے
خواہ از نسلِ عمر خواہ از علی ست	خواہ وہ عمر کی نسل سے ہو خواہ علی کی نسل سے
مہدی و ہادی وَیست اے نیکخو	ہے اے نیک سیرت وہی مہدی + اور ہادی ہے
ہم نہاں و ہم نشستہ پیش رو	خواہ وہ خلق اللہ سے پوشیدہ ہو یا پاس بیٹھا ہوا ہو

حاشیہ مثنوی پر مولوی عبدالعلی صاحب نے لکھا ہے +

اے ابن ولی را نسب شرط نیست از نسل ا یعنے اس ولی کے لئے نسب شرط نہیں خواہ

هر کہ باشد علوی باشد یا نہ چون شیعہ زعم کنند
کہ امامِ قایم محمد ابن حسن عسکری ست او مہدی
موعود است پس مولوی رومی این قول فرمودند
کہ آن امام حی قایم ست کہ بآن بقائے عالم
است این ولی ست کہ قطب الاقطاب ست
کہ یک کسے قایم باین مقام مے باشد بہ سبیلِ
تعاقب یعنے لازم نیست کہ مہدی از نسل علی
باشد و غرضِ حضرت مولوی آنست کہ ہر کہ مظہر
ہدایت ست در حقیقت آن مہدی ست

وہ کسی نسل سے ہو علوی ہو یا نہو۔ جیسا شیعہ یہ
گمان کرتے ہیں کہ امام قائم محمد بن حسن عسکری
ہی ہے اور وہی مہدی موعود ہے اس لئے
مولوی رومی صاحب نے اسکا رد کیا ہے اور فرمایا
ہے کہ وہ امام جو اب موجود اور زندہ ہے کہ جس سے
بقائے عالم ہے وہ ولی ہی ہے جو قطب الاقطاب
ہے اور ایک نہ ایک شخص ضرور بسبیل پیروی
کامل اس مقام کو حاصل کر سکتا ہے اور یہ لازم
نہیں ہے کہ مہدی نسلِ علی سے ہو اور حضرت مولوی
کی غرض اس سے یہ ہے کہ جو مظہرِ ہدایت ہو وہی فی الحقیقت مہدی ہوتا ہے +

اِن احادیث و تواریخ و کلامِ صوفیائے کرام سے ثابت ہے کہ ہر نیک اور صالح اور متقی
آدمی کو مہدی کہہ سکتے ہیں۔ جن جن لوگوں نے کسی بزرگ کی نسبت مہدی کا استعمال کیا
ہے اگر انہوں نے اسی معنی کے اندر محدود رکھا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس پر کوئی اعتراض
وارد نہیں ہو سکتا لیکن ماسوا اس کے لفظ مہدی اصطلاحی بھی ہے جو چند ایک خاص شخص
یا ایک شخص پر بولا گیا ہے جو آخری زمانہ میں امت محمدیہ میں پیدا ہوگا اور جسکا دوسرا نام عیسیٰ یا مسیح
یا ابن مریم اور محمد اور احمد بھی ہے جسکا کام یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ دجال کو تنگ کریگا خنازیری
خصایل کو زاویہ عدم میں پہنچائیگا صلیب کو توڑیگا۔ ملل باطلہ کو پامال کریگا حکم عادل ہوگا
مسلمانوں کے مختلف فیہ مسائل کا فیصلہ کریگا مسلمانوں کے دلوں میں باہم محبت کا بیج
بوئیگا تحاسد و تباغض کو اُن کے سینوں سے دور کریگا۔ ایمان کو از سر نو آسمان سے لاکر
زمین پر قائم کریگا اسلام کے چہرے کو جو ظلمت اور جہالت کی گرد و غبار میں محجوب ہوگا براہین
قویہ و حجج نیرہ کے زور سے پاک و صاف کرکے ید بیضا کی طرح روشن و منور کر دکھائیگا۔
مخلوقاتِ خدا کو جو کفر اور شرک کے مضبوط زنجیروں میں اسیر ہوگی رہائی بخشیگا۔ اُن لوگوں کو
جو شیطان کے اغوا سے بادیہ تذبذب میں بھٹکتے پھرتے ہونگے نکال کر صراط مستقیم پر چلائیگا
علماء و فقراء کی غلط کاریاں کھول کھول کر سنائیگا۔ اور قرآنی تعلیم کے حسن کی دھاک تمام

دلوں پر بٹھایا جیگا وغیرہ +

اگر مسلمان ان لغوی اور اصطلاحی معنوں کو اپنی اپنی مناسب جگہ پر استعمال کرتے تو کچھ ہرج اور خرابی نہیں تھی۔ لیکن غضب تو یہ ہوا کہ بعض نے دنیا سے محبت پیدا کرکے لفظ مہدی سے فائدہ اٹھا کر یہ کوشش کی کہ کسی طرح ہم ملک کے مالک ہو جائیں اور کل دنیا پر ہمارا ہی تسلط و تصرف ہو جائے اور مخلوقاتِ خدا کا مال اپنے قبضہ میں لاکر خوب عیش و عشرت سے زندگی بسر کریں۔ یہی وجہ ہے کہ ان نفس پرست لوگوں نے خدائے لایزال سے نڈر ہوکر اور قیامت کے ہولناک دن کو بھلا کر موضوع حدیثوں کا طومار گھڑ لیا۔ اور اسی طرح ہر گروہ نے اپنے کسی آدمی کو اس کا مصداق ٹھہرا کر مخلوقاتِ خدا کو ورطۂ ہلاکت میں ڈالا۔ اگر بطریق تنزل مان لیں کہ وہ کل احادیث متعلق مہدی صحیح ہیں تو پھر یوں ماننا پڑیگا کہ مخبر صادق نے مختلف مہدیوں کی خبر دی ہے جو مختلف زمانوں میں آئیں گے اور جن کی علامات بھی جدا جدا ہیں اور پھر سب سے بڑھ کر ان میں سے ایک عظیم الشان مہدی بھی ہے جسکا نام عیسیٰ بھی ہے اور وہ آخری زمانہ میں آئیگا۔ اس طرح ماننے میں کوئی ہرج نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض احادیث کے مطابق بعض بعض بزرگ ایسے مہدی ہو چکے ہیں جو عین حدیث کے مصداق تھے مگر افسوس تو یہ ہے کہ سب احادیث ایک ہی مہدی میں مجتمع دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ اُس مہدی کے لئے تو وہ صفات اختیار کرنی چاہیئے تھیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسےٰ کے لئے فرمائی تھیں کیونکہ عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں کسی دوسرے شخص یا الگ مہدی کی ضرورت نہیں ورنہ مسیح کا آنا بیکار اور فضول ہے۔ اور خود حدیث لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ بھی ہماری اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ مسیح کے وقت میں کوئی مہدی الگ نہیں ہوگا وہی عیسیٰ مہدی ہوگا اور یہ حدیث صحاح ستہ کی حدیث ہی لیکن افسوس کہ آجکل کے علماء کی عقل پر کچھ ایسے پردے پڑ گئے ہیں کہ ان کو کتنا ہی سمجھائیں اور کیسے ہی مضبوط دلائل پیش کریں وہ نہیں مانتے اور اپنے ہٹ سے باز نہیں آتے وہ تو جب تک تمام صفات جو کثیر التعداد احادیث میں مہدی کی نسبت آئی ہیں ایک ہی شخص کی ذات کے اندر مجتمع نہ دیکھ لیں وہ کسی کو مہدی مان ہی نہیں سکتے اور اس طرح یہ لوگ قیامت تک محروم رہتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ نہ کل صفات کا مہدی آئیگا اور نہ کسی کو سچا مان سکینگے

اور بالآخر اصدق الصادقین رسول رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ کی ذات پاک پر بدظنی کرتے ہوئے مرجائینگے کہ اُن کی فرمائی ہوئی باتیں غلط گئیں اور کوئی مہدی نہ آیا جس کا وعدہ دیا تھا۔ غرض اس طرح بے ایمان ہو کر حسرت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر جائینگے۔ اور خَسِرَ الدُّنیَا وَ الاٰخِرَۃ کے مصداق ہوجائینگے اصل بات یہی ہے کہ مختلف مہدی ہوئے اور ہر ایک مہدی کیلئے مختلف مقامات اور مختلف زمانہ تھا چنانچہ ہم آگے چل کر دکھائینگے کہ بنی فاطمہ اور بنی عباس اور بنی امیہ میں مہدی ہوئے جیسے کہ احادیث میں آیا تھا۔ بشرطیکہ اُن کو صحیح تسلیم کر دیا جائے اور یہ بھی دکھائینگے کہ اُن کے سوا اور مہدی بھی ہوئے ہیں جنمیں وہ علامات تھیں جو مختلف احادیث میں مختلف مہدیوں کے لئے وارد ہیں اگر زندگی رہی اور ناظرین نے خواہش بھی کی تو ہم مستقل رسالہ مفصل صرف اُن مہدیوں کے متعلق لکھ کر شائع کرینگے جو کسی نہ کسی حدیث کے مصداق ہوئے ہیں بالفعل اسی اختصار پر اکتفا کیا گیا +

ہم اِسبات کو طول دینا پسند نہیں کرتے۔ لہذا اب ہم ذیل میں اُن احادیث کو بیان کرتے ہیں جن پر مہدی کا دعویٰ مبنی ہے اور دکھاتے ہیں کہ نفسِ احادیثِ مہدی میں کس قدر اختلاف ہے +

اختلاف عقائد دربارہ مہدی

(۱) ایک گروہ عظیم اس بات کا مدعی ہے کہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا۔ چنانچہ جو حدیث وہ پیش کرتے ہیں وہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) اَلْمَھْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَۃَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَ مُسْلِمٌ عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ	ابوداؤد اور مسلم ام سلمہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی۔ میری عترت یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ +
(۲) اَبْشِرِیْ یَا فَاطِمَۃُ فَاِنَّ الْمَھْدِیَّ مِنْکِ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنِ الْحُسَیْنِ +	ابن عساکر حسین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ خوش ہو کہ مہدی تیری اولاد سے ہوگا دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۸ و ابن ماجہ جلد ۲

صفحہ ۲۹۹ و اکمال اکمال المعلم صفحہ ۲۶۸ +

(۲) ایک دوسرا گروہ ہے۔ کہ جو فاطمہ کی اولاد کی تخصیص نہیں کرتا۔ بلکہ کہتا ہے۔ کہ مہدی کا ہونا اولادِ علی سے آبا ہے خواہ کسی بیوی سے ہو۔ چنانچہ جس حدیث پر وہ اپنا دعوے مبنی کرتے ہیں وہ یہ ہے +

عقبہ بن عامر گفتہ میرفتم روزے با معاویہ در راہ پس گفت واللہ نیست بر روئے زمین مردے کہ دوست تر باشد بسوئے من از علی بن ابی طالب پیش از آنچہ واقع شد میان من و او۔ و من میدانم کہ مالک میشود یعنی تمام دنیا را از اولادِ او کسیکہ بہترین اہل زمین باشد عزیز شود علم در وقت او و بمیرد باطل و زندہ شود حق و آں زمانہ صلحاست برداشتہ اند سرہائے خود را و چشم در راہ اند برائے او در شرق و غرب زمین اخرجہ المستغفری فی دلائل النبوۃ باسنادہ الی عقبۃ +

یعنی مستغفری نے عقبہ تک اپنی اسناد پہنچا کر دلائل النبوۃ نام کتاب میں یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ عقبہ بن عامر نے کہا۔ کہ ایک روز میں معاویہ کے ساتھ رستے میں چلا جاتا تھا۔ تو معاویہ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ روئے زمین پر میرے نزدیک علی بن ابی طالب سے بڑھکر کوئی دوست نہیں اُس کے اور میرے درمیان میں پہلے جو گذرا سو گذرا اور میں جانتا ہوں کہ اُس کی اولاد میں سے ایک شخص نکلیگا جو تمام روئے زمین کا مالک ہو جائیگا اور حق زندہ ہوگا اور وہ زمانہ صلحا کا ہے لوگ مشرق سے مغرب تک اُس کی آمد کے لئے تیار اور منتظر ہونگے۔ دیکھو جواہر الاسرار قلمی و حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۴ و ۳۵۵ اور طبرانی نے اسکو معجم کبیر اور معجم اوسط میں بیان کیا ہے +

(۳) ایک تیسرا گروہ ہے جو اس بات کا دعویدار ہے۔ کہ مہدی امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا۔ چنانچہ وہ اپنے دعوےٰ میں احادیث ذیل پیش کرتے ہیں:۔

(۱) یَخرُجُ رَجُلٌ مِن وُلدِ الحَسَنِ مِن قِبَلِ المَشرِقِ لَو استَقبَلَ بِہِ الجِبَالَ لَہَدَّہَا وَاتَّخَذَ فِیہَا طُرُقًا کَذَا فِی عُرفِ الوَردِی لِلسُّیُوطِی وَالبُرہَانِ لِعَلِی مُتَّقِی وَاحجج الکَرَامَۃِ لِصِدِّیقِ حَسَن خَان۔ رَوَاہُ اَبُو نُعَیم وَابنُ عَسَاکِر

ایک شخص حسن کی اولاد سے مشرق کی طرف سے نکلیگا۔ اگر اُس کے رستے میں پہاڑ بھی آجائینگے تو اُن کو گرا دیگا۔ اِس روایت کو امام سیوطی نے اپنی کتاب عرف الوردی میں اور علی متقی نے کتاب برہان میں اور صدیق حسن خان نے حجج الکرامہ

میں بیان کیا ہے دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۵- دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۴- وصفحہ ۹۶ +

(۲) حدیث ابی اسحاق میں یوں ہے۔ قَالَ
قَالَ وَنَظَرَ اِلٰی اِبْنِہِ الْحَسَنِ فَقَالَ اِبْنِیْ
ھٰذَا سَیِّدٌ کَمَا سَمَّاہُ النَّبِیُّ سَیَخْرُجُ مِنْ
صُلْبِہٖ رَجُلٌ یُسَمّٰی بِاسْمِ نَبِیِّکُمْ یُشْبِہُہٗ
فِی الْخُلُقِ وَلَا فِی الْخَلْقِ ثُمَّ ذَکَرَ قِصَّۃَ یَمْلَاءُ
الْاَرْضَ عَدْلًا اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤدَ کَذَا
فِی الْمِشْکٰوۃِ وَاَخْرَجَہٗ اَبُوْنُعَیْمٍ وَنُعَیْمُ
بْنُ حَمَّادٍ +

علی نے اپنے بیٹے حسن کی طرف منہہ کر کے کہا
کہ یہ میرا بیٹا تمہارا سردار ہے اس کا نام رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے اور ایک
شخص اس کی پشت سے نکلیگا جسکا نام تمہارے
نبی کے نام پر ہوگا اور وہ خلق میں اُن سے
مشابہ ہوگا مگر وہ خلقت میں مشابہ نہیں ہوگا
بعد ازاں اس قصہ کو بیان کیا کہ وہ زمین کو عدل
سے بھر دیگا- اس حدیث کو ابوداؤد اور ابونعیم
اور نعیم بن حماد نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے- اور مشکوٰۃ میں بھی مذکور ہے دیکھو مشکوٰۃ صفحہ
۴۶۳ مطبوعہ مطبع احمدی و نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۹۰ +

(۴) ایک چوتھا گروہ ہے- جو اس بات کا قائل ہے کہ مہدی حسین کی اولاد سے ہوگا چنانچہ
جو حدیث وہ اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں وہ حسب ذیل ہے:-

اَنَّ الْمَھْدِیَّ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ رَوَاہُ
اِبْنُ عَسَاکِرَ عَنْ جَابِرٍ +

ابن عساکر نے جابر سے روایت کی ہے کہ مہدی
حسین کی اولاد سے ہوگا- دیکھو نجم الثاقب
جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ +

(۵) پانچواں گروہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی حسن اور حسین دونوں سے ہوگا یعنی اگر ماں
حسنی ہے تو باپ حسینی ہوگا اگر ماں حسینی ہے تو باپ حسنی ہوگا- چنانچہ وہ اس دعوی کی تائید
میں حدیث ذیل بیان کرتے ہیں +

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ عَنْ
عَلِیِّ الْھِلَالِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَۃَ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ
اَنَّ مِنْھُمَا یَعْنِیْ مِنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ
مَھْدِیُّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِذَا صَارَتِ الدُّنْیَا

طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے علی ہلالی سے
روایت بیان کی ہے- کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فاطمہ کو کہا قسم ہے اُس ذات
کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا- ان
دونوں حسن اور حسین سے اس امت کا ایک

هرجا و مرجا و تظاهر الفتن و تقطعت السبل و اغار بعضهم على بعض فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فبعث الله عند ذلك منها من يفتح حصون الضلالة لتمرد قلوبا غلفا يقوم بالدين في آخر الزمان كما قمت اول الزمان ويملاء الارض عدلا كما ملئت جورا +

مہدی ہوگا جبکہ دنیا میں جنگ و جدل اور فساد برپا ہوگا اور فتنے ظہور کرینگے اور راستے بے امنی کی وجہ سے بند ہوجاوینگے اور بعض بعض پر غارت کریگا نہ تو بڑا چھوٹے پر رحم کریگا اور نہ چھوٹا بڑے کی عزت کریگا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے ایک ایسے شخص کو ظاہر کریگا جو گمراہی کے قلعوں کو فتح کریگا اور دلوں کے پردوں کو اُٹھاویگا اور وہ آخری زمانہ کے لوگوں میں اُس طرح قایم ہوگا جس طرح میں اس زمانہ میں اور وہ دنیا کو اسی طرح عدل سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم سے بھر رہی تھی۔ نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۹۲-۱۹۳ و حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۶ +

(۶) چھٹا گروہ وہ ہے جو اس طرف گیا ہے کہ فاطمہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تخصیص نہیں صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت سے ایک شخص مہدی ہوگا جس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے +

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا ابو النضر ثنا ابو معاوية شيبان عن مطر بن طهمان عن ابي الصديق الناجي عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يملك رجل من اهل بيتي اجلى اقنى يملاء الارض عدلا كما ملئت قبله ظلما يكون سبع سنين۔ رواه احمد +

امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ سے اُس نے اپنے باپ سے اُس نے ابو النضر سے اُس نے ابو معاویہ شیبان سے اُس نے مطر بن طہمان سے اُس نے ابی الصدیق ناجی سے اُس نے ابی سعید الخدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قایم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص جس کی پیشانی روشن اور ناک بلند ہوگی جو زمین کو عدل سے اُسی طرح پر کر دیگا جس طرح اُس سے پہلے وہ ظلم سے پُر تھی اور وہ سات سال رہیگا۔ دیکھو مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۷ +

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل بیت میں صرف علی یا فاطمہ ہی نہیں بلکہ اور بہت سے لوگ ہیں جن

میں سے حمزہ اور جعفر بھی ہیں - چنانچہ وہ ثبوت میں ذیل کی حدیث پیش کرتے ہیں +

(۱) اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی الْعَرَبَ مِنْ جَمِیْعِ النَّاسِ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنَ الْعَرَبِ وَاصْطَفٰی بَنِیْ ھَاشِمٍ مِنْ قُرَیْشٍ وَاصْطَفَانِیْ وَاخْتَارَنِیْ فِیْ نَفَرٍ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ عَلِیٌّ وَحَمْزَۃُ وَجَعْفَرُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ رَوَاہُ اِبْنُ عَسَاکِرَ عَنْ حَبْشِیِّ بْنِ جُنَادَۃَ +

ابن عساکر نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے کل مخلوقات میں سے عربوں کو چن لیا اور پھر عربوں میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور مجھے برگزیدہ کیا اور میرے اہل بیت میں سے علی اور حمزہ اور جعفر اور حسن اور حسین پر مجھے مختار کیا - دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۹۲ و حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۴ و ۳۹۵ +

(۷) ساتواں گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی بنی امیہ میں سے ہوگا اور اپنی تائید میں حدیث ذیل پیش کرتا ہے :-

(۱) اَخْرَجَ اِبْنُ عَسَاکِرَ وَکَانَ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ یَقُوْلُ مِنْ وُلْدِہٖ رَجُلٌ بِوَجْھِہٖ شَجَّۃٌ یَمْلَاءُ الْاَرْضَ عَدْلًا +

ابن عساکر بیان کرتے ہیں - کہ عمر بن خطاب کہا کرتے تھے - ایک شخص میری اولاد سے ہوگا جس کے چہرہ پر نشان ہوگا - زمین کو عدل سے بھر دیگا - دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۵ +

(۲) اَخْرَجَ اِبْنُ سَعْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَیْتَ شِعْرِیْ مَنْ ذُوالشَّیْنِ مِنْ وُلْدِیْ الَّذِیْ یَمْلَاءُھَا عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا +

ابن سعد اس حدیث کو بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ کاش میری سمجھ میں آتا کہ وہ کون ہے کہ جس کے چہرہ پر عیب یعنے نشان زخم ہے اور وہ میری اولاد سے ایک شخص ہوگا جو زمین کو عدل اور انصاف سے اُسی طرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہے - دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۵

(۸) آٹھواں وہ گروہ ہے جو اس امر کا مدعی ہے - کہ مہدی بنی عباس سے ہے - چنانچہ یہ لوگ ذیل کی حدیث کو پیش کرتے ہیں +

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ لِلْعَبَّاسِ وَوُلْدِ الْعَبَّاسِ ثَلٰثًا

ابن عساکر تاریخ دمشق نام کتاب میں اس حدیث کو لائے ہیں - کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے

ثَلٰوثًا ثُمَّ قَالَ یَا عَمِّ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّ الْمَهْدِیَّ مِنْ وُلْدِكَ مُوَفَّقًا رَاضِیًا مَرْضِیًّا اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ فِیْ تَارِیْخِ دِمَشْقَ

کہا۔ کہ اے اللہ عباس اور عباس کے بیٹے کو نصرت عطا کر اس فقرہ کو تین دفعہ دوہرایا پھر فرمایا کہ اے چچا کیا تم نہیں جانتے کہ مہدی تیری اولاد سے ہوگا جس کو خاص توفیق ملیگی اور وہ ایسا ہوگا کہ وہ خدا سے راضی اور خدا اُس سے راضی ہوگا۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۲۔ وکنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۹+

(۲) اَلَا اُبَشِّرُكَ یَا عَمِّ اَنَّ مِنْ ذُرِّیَّتِكَ الْاَصْفِیَاءُ وَمِنْ عِتْرَتِكَ الْخُلَفَاءُ وَمِنْكَ الْمَهْدِیُّ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَبِهٖ یَنْشُرُ اللّٰهُ الْهُدٰی وَبِهٖ تُطْفِیْ نِیْرَانَ الضَّلٰوۃِ لَتِهٖ اَنَّ اللّٰهَ فَتَحَ بِنَا هٰذَا الْاَمْرَ وَبِذُرِّیَّتِكَ یَخْتِمُ رَوَاہُ الرَّافِعِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ+

امام رافعی حضرت ابن عباس سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا میں تمہیں بشارت سناتا ہوں کہ تیری اولاد سے اصفیا اور خلفاء ہونگے اور آخری زمانہ کا مہدی بھی تیری ہی اولاد سے ہوگا جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ ہدایت کو پھیلائیگا اور اُس کے ہاتھ سے ہی ضلالت کی آگ بجھیگی اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے اس کام کو شروع کرایا اور تیری اولاد پر ختم کریگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۹ اور حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۵+

(۹) نواں گروہ ہے جو کہتا ہے کہ کسی خاص آدمی کی اولاد کو مہدی نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں کہ قریش کے خاندان میں سے ہوگا اور قریش میں صرف حضرت علی یا حضرت عباس یا عمر ہی داخل نہیں بلکہ کل اہل مکہ وغیرہ قریش میں داخل ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں روایت ذیل بیان کرتے ہیں:۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ الْمَهْدِیُّ فَتًی مِنْ قُرَیْشٍ اٰدَمُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ+

ابو نعیم حضرت علی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا کہ مہدی ایک جوان قریشیوں میں سے ہوگا اور گندم گوں ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۲+

(۱۰) دسواں گروہ کہتا ہے کہ مہدی علی اور عباس دونوں کی اولاد سے ہوگا دیکھو حدیث ذیل

و از ابن عمر آمدہ کہ گفت کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک

جَالِسًا وَعَلِيُّ بْنُ طَالِبٍ عَنْ يَسَارِهِ وَالْعَبَّاسُ
عَنْ يَمِينِهِ إِذْ تَلَاحَى الْعَبَّاسُ وَرَجُلٌ مِنَ
الْأَنْصَارِ فَأَغْلَظَ الْأَنْصَارِيُّ لِلْعَبَّاسِ
فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ
الْعَبَّاسِ وَبِيَدِ عَلِيٍّ وَقَالَ سَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِ
هٰذَا فَتًى يَمْلَأُ الْأَرْضَ جَوْرًا وَظُلْمًا
وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِ هٰذَا فَتًى يَمْلَأُ الْأَرْضَ
قِسْطًا وَعَدْلًا فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَعَلَيْكُمْ
بِالْفَتَى التَّمِيمِيِّ فَإِنَّهُ يُقْبِلُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ
وَهُوَ صَاحِبُ رَايَةِ الْمَهْدِيِّ أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ
فِي مُعْجَمِهِ الْأَوْسَطِ

جماعت مہاجرین و انصار کے درمیان تھے اور
علی ابن طالب ان کے بائیں جانب اور عباس
انکے دائیں جانب تھے ۔ تو حضرت عباس اور
ایک انصاری آدمی کے مابین تکرار ہوگئی اور
انصاری نے عباس پر تشدد کیا ۔ یہ دیکھ کر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس اور
علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اس کی پشت
سے مراد عباس ایک شخص نکلیگا جو زمین کو
ظلم اور جور سے پر کردیگا اور اس کی پشت سے
مراد علی ایک شخص پیدا ہوگا جو زمین کو عدل
اور انصاف سے بھر دیگا ۔ جب تم ایسا دیکھو تو تم
پر لازم ہے کہ ایک جوان تمیمی کا ساتھ دو جو مشرق کی طرف سے آویگا اور مہدی کا جھنڈا بردار ہوگا

دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۰

(۱) الہام ہونیکی وجہ یہ ہے کہ کسی قبیلہ اور کسی قوم کی تخصیص نہیں اس امت میں سے جس کو
چاہیگا اللہ تعالیٰ مہدی بنادیگا ۔ اپنے دعوی کی تصدیق میں احادیث ذیل پیش کرتے ہیں

(۱) عَنْ أَبِي وَاصِلٍ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ وَاصِلٍ
عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنِ الْحَسَنِ
بْنِ يَزِيدَ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي يَقُولُ بِسُنَّتِي يُنْزِلُ
اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَيُخْرِجُ
الْأَرْضُ بَرَكَتَهَا وَتَمْلَأُ الْأَرْضَ مِنْهُ قِسْطًا
وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا يَمْلِكُ
سَبْعَ سِنِينَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ هٰكَذَا فِي الْمِشْكَاةِ

ابو داؤد ابو واصل عبد الحمید بن واصل سے
اور وہ ابو صدیق ناجی سے وہ حسن بن یزید
سے اور وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میری امت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو میری
ہی سنت کا ذکر کریگا ۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی خاطر
سے مینہ برسائیگا اور زمین اپنی برکتیں نکالیگی
اور زمین اس کے عدل و انصاف سے بھر جائیگی
جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور

وہ سات برس تک مالک رہیگا۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲۔ صفحہ ۱۱۲ و ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ و حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ ۳۶۱ +

(۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْمُعَلَّى ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُبَشِّرُكُمْ بِالْمَهْدِيِّ يُبْعَثُ فِي أُمَّتِي عَلَى اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ وَزَلَازِلَ فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا يَرْضَى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ وَيَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا كَذَا فِي الْمِيزَانِ فِي تَرْجَمَةِ الْعَلَاءِ بْنِ بَشِيرٍ مَدَنِيٍّ

کتاب میزان میں روایت ہے۔ کہ عبد الرزاق نے حدیث بیان کی۔ اُس کے پاس جعفر بن سلیمان نے اور اُس نے معلے سے اُس نے علا بن بشیر سے اُس نے ابو سعید سے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے سنا۔ کہ انھوں نے فرمایا کہ میں تمھیں ایک مہدی کی بشارت دیتا ہوں کہ جو میری اُمت میں اُس وقت مبعوث ہوگا جب کہ لوگوں میں اختلاف عظیم ہوگا۔ اور دین میں بڑے بڑے زلزلے آچکے ہونگے وہ آنکر زمین کو عدل اور انصاف سے اُسی طرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم اور جور سے پُر تھی۔ اللہ تعالی اور آسمان اور زمین کے رہنے والے اُس سے راضی ہوجائینگے اور مال کثرت کے ساتھ تقسیم کریگا۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۷ و حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۲

(۱۲) بارھواں گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی صرف ایک نہیں ہوگا بلکہ چند عدد ہونگے چنانچہ جواہر الاسرار میں یوں لکھا ہے +

(۱) چنانچہ از نبی صلے اللہ علیہ وسلم در خبر آمدہ است در کتاب مہدی کہ احمد بن عبد العزیز باسناد ابو ذر روایت میکند کہ از اختلافات کہ در زمان آخر پیدا شود اختلافِ مہدی باشد و آن چند عدد باشند +

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں ہے کہ بڑے بڑے مہدی جنکا ذکر احمد بن عبد العزیز ابو ذر کی اسناد سے روایت کرتا ہے کہ اُن اختلافوں میں جو آخری زمانہ میں ہونگے ایک اختلاف مہدی بھی ہے اور مہدی چند عدد ہونگے +

(۲) اسی کی تائید روایت ذیل سے بھی ہوتی ہے +

رَوَى أَبُو نُعَيْمٍ وَأَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْمُنَادِي

ابو نعیم اور ابو حسین بن منادی کتاب الملاحم میں

فِي كِتَابِ الْمَلَاحِمِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ اَنَّهُ قَالَ يَكُوْنُ الْمَهْدِيُّ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً اَوِ اثْنَيْنِ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَكُوْنُ اٰخَرُ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ دُوْنَهٗ وَهُوَ صَالِحٌ اَرْبَعَةَ عَشَرَ سَنَةً ثُمَّ يَكُوْنُ اٰخَرُ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ دُوْنَهٗ وَهُوَ صَالِحٌ تِسْعَ سِنِيْنَ	سالم بن ابی جعد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مہدی ۲۱ یا ۲۲ سال ہوگا پھر اُس کے بعد دوسرا ہوگا۔ اور وہ صالح آدمی ہوگا جو چودہ سال رہیگا پھر اُس کے بعد ایک اور ہوگا جو وہ بھی صالح ہوگا اور وہ نو سال رہیگا دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ و حجج الکرامہ صفحہ ۲۴۹

وجواہر الاسرار قلمی ؛

(۱۳) تیرھواں گروہ وہ ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی نبی اور مہدی نہیں ہے صرف عیسیٰ ہی مہدی موعود ہے۔ یہ لوگ اپنی تائید میں حدیث ذیل پیش کرتے ہیں ؛

لَا يَزْدَادُ الْاَمْرُ اِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْيَا اِلَّا اِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ عَنْ اَنَسٍ ؛	ابن ماجہ اور حاکم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکومت میں شدت بڑھ جائیگی اور دنیا میں ادبار ہی ادبار ہو جائیگا۔ اور لوگ شوم ہو جائینگے اور قیامت شریر انسانوں پر قایم ہوگی۔ اور

سوائے عیسیٰ بن مریم کے کوئی مہدی نہیں ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۵۶ ؛

اِن تمام احادیث سے ظاہر ہے۔ کہ مہدی کے بارے میں کس قدر اختلاف ہے اور یہ اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ مہدی کون شخص ہے ؛

اب ہم ذیل کی فصل میں دکھاتے ہیں کہ جس طرح تعیین شخص میں اختلاف ہے اُسی طرح نام میں بھی اختلاف ہے دیکھیے فصل ذیل ؛

دوسری فصل

اِس بارہ میں کہ مہدی موعود کا کیا نام ہے

تعیین مہدی میں کہ وہ کون ہے کس قوم اور کس قبیلہ کا ہے۔ ایک اختلاف عظیم تھا جو تم فصل

ماقبل میں مشاہدہ کرچکے ہو اب ہم اس فصل میں دکھاتے ہیں کہ اُس کے نام میں بھی اختلاف ہے جیساکہ روایات واقوال ذیل سے ثابت ہے +

(۱) لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا وَلَا تَنْقَضِي حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِي اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

امام احمد بن حنبل اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت بیان کی ہے کہ دنیا نہ جائیگی اور نہ ختم ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص مالک نہ ہوگا جسکا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۱ +

اس کے متعلق مؤلف اقتراب الساعۃ لکھتے ہیں۔ کہ اکثر روایتوں میں مہدی کا نام محمد آیا ہے دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۱ +

(۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَيَخْرُجَنَّ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِي عِنْدَ اِقْتِرَابِ السَّاعَةِ حِيْنَ تَمُوْتُ قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا تَمُوْتُ الْاَبْدَانُ لِمَا لَحِقَهُمْ مِنَ الضُّرِّ وَالشِّدَّةِ وَالْجُوْعِ وَالْقَتْلِ وَتَوَاتُرِ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ الْعِظَامِ وَاِمَاتَةِ السُّنَنِ وَاِحْيَاءِ الْبِدَعِ وَتَرْكِ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُحْيِي اللّٰهُ بِالْمَهْدِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّنَنَ الَّتِي قَدْ اُمِيْتَتْ وَيَسُرُّ بِعَدْلِهٖ وَبَرَكَتِهٖ قُلُوْبَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَتَاَلَّفُ اِلَيْهِ عُصَبٌ مِنَ الْعَجَمِ وَقَبَائِلُ مِنَ الْعَرَبِ فَيَبْقٰى عَلٰى ذٰلِكَ سِنِيْنَ لَيْسَتْ بِالْكَثِيْرَةِ ثُمَّ يَمُوْتُ رَوَاهُ ابْنُ الْمُنَادِي فِي الْمَلَاحِمِ

ابن المنادی ملاحم میں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ میری اولاد میں سے ایک شخص قرب قیامت کے وقت خروج کریگا جبکہ مومنوں کے دل اسی طرح مرچکے ہونگے جیسے بدن مرجاتے ہیں جب اُن پر تکلیف اور سختی اور بھوک اور قتل لوٹ پڑینگے اور فتنے اور فساد عظیم متواتر ہونگے اور سنتیں مرجائینگی اور بدعتیں پیدا ہوجائینگی اور نیکیات کا کہنا اور بُری بات سے روکنا ترک ہوجائیگا تو اللہ تعالیٰ محمد بن عبداللہ مہدی کے ذریعہ اُن سنتوں کو جو مرچکی ہونگی زندہ کریگا اور اپنے عدل اور برکت سے مومنوں کے دلوں کو خوش کریگا اور عجم کے لوگوں اور عرب کے قبیلوں کو اپنی طرف مائل کریگا اور اس حالت میں تھوڑی مدت رہیگا پھر وہ فوت ہوجائیگا دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۲ +

(۳) ایسا ہی قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنے رسالہ السیف المسلول کے صفحہ ۳۲ میں لکھتے ہیں۔ بدانکہ موافق مذہب اہل سنت محمد مہدی مردے تنہا بود از اولاد فاطمہ بہرحال ایک گروہ

اس بات کا قائل ہے۔ کہ مہدی کا نام محمد ہوگا +

(۲) دوم۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی کا نام احمد ہے۔ چنانچہ ذیل کی روایت سے ہویدا ہے آسمان سے پکارنیوالا پکاریگا۔

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَطَعَ عَنْكُمُ الْجَبَّارِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاَشْيَاعَهُمْ وَوَلَّاكُمْ خَيْرَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْحَقُوْهُ بِمَكَّةَ فَاِنَّهُ الْمَهْدِيُّ وَاِسْمُهٗ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

اللہ نے تم سے ظالموں منافقوں اور اُن کے گروہوں کو دور کیا اور تم پر ایک والی بنایا جو امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے سب سے بہتر ہے تم مکہ میں جاکر اُسے ملو کہ وہی مہدی ہے اور اسکا نام محمد بن عبد اللہ ہے دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۶ +

(۳) سوم ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کا نام عیسیٰ ہے چنانچہ آن کی روایت ہے

از نبی صلی اللہ علیہ وسلم در خبر آمدہ است در کتاب مہدی احمد بن عبد العزیز باسناد ابو ذر روایت میکند کہ از اختلافات کہ بعد از زمان خلق در آخر پیدا شود اختلاف مہدی باشد و آن چند عدد باشند اوّل را عیسیٰ نام باشد +

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے بڑے مہدیوں کے متعلق احمد بن عبد العزیز باسناد ابو ذر روایت کرتا ہے کہ آخری زمانہ میں اختلاف پڑیگا اُن میں سے ایک اختلاف مہدی کے بارہ میں ہوگا اور وہ چند عدد ہونگے۔ اول کا عیسیٰ نام ہوگا +

(۴) ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی کا نام عمر ہے۔ چنانچہ بنی امیہ کہتے ہیں۔ عمر بن عبد العزیز ہی مہدی ہے۔ نہ صرف بنی امیہ ہی بلکہ وہب بن منبہ اور حسن بصری جیسے بزرگ بھی کہتے ہیں دیکھو تاریخ الخلفاء امام سیوطی صفحہ ۱۵۸ +

(۵) ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی کا نام جعفر ہے۔ چنانچہ شیعوں کا ایک فرقہ ناووسیہ نام سے کہتا ہے کہ امام جعفر صادق مہدی ہیں + دیکھو غایت المقصود صفحہ ۲۸ +

(۶) شیعوں کا ایک گروہ اسمٰعیلیہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کا نام اسمٰعیل بن جعفر ہے۔ دیکھو غایت المقصود +

(۷) اہل شیعہ کا ایک بھاری گروہ عسکریہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کا نام حسن عسکری ہے دیکھو غایت المقصود و ابن خلکان +

(۸) شیعوں کا ایک گروہ واقفیہ ہے جو کہتے ہیں کہ مہدی کا نام موسیٰ کاظم ہے دیکھو تاریخ ابن خلکان

(۹) شیعوں کا ایک گروہ ہے جو مہدی کا نام عبداللہ کہتے ہیں۔ دیکھو غایۃ المقصود

(۱۰) شیعوں کا ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کا نام یحییٰ ہے۔ دیکھو سیف المسلول

اِن تمام روایات سے ظاہر ہے کہ مہدی کے کس قدر نام آئے ہیں یعنی محمد۔ احمد۔ اور عیسیٰ

عمر۔ جعفر۔ اسمٰعیل۔ حسن۔ موسیٰ۔ یحییٰ

اب بتاؤ کہ ناموں میں کس قدر اختلاف ہے

اب ذیل کی فصل میں دکھاتے ہیں کہ جس طرح مہدی کے نام میں اختلاف ہے اسی طرح اُس کے باپ کے نام میں بھی اختلاف ہے

فصل تیسری

اِس بارہ میں کہ مہدی کے باپ کا نام کیا ہے

ہم اِس پر پچھلی دو فصلوں میں ظاہر کر چکے ہیں کہ جس طرح تعینِ شخص مہدی و نام مہدی میں اختلاف ہے اِسی طرح باپ کے نام کا بھی اختلاف ہے

(۱) ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام عبداللہ ہے جیسے کہ روایت ذیل سے ظاہر ہے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَیَخْرُجَنَّ رَجُلٌ مِّنْ وُّلْدِیْ اِلٰی اَنْ یُّحْیِیَ اللّٰہُ بِالْمَہْدِیِّ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔ رَوَاہُ ابْنُ الْمُنَادِیْ فِی الْمَلَاحِمِ	ابن منادی نے حضرت علی سے روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص میری اولاد سے نکلیگا۔ اور اللہ تعالیٰ محمد بن عبداللہ مہدی کے ذریعہ سُنتوں کو زندہ کریگا۔ الی آخرہ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۲

(۲) ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام منصور ہے۔ چنانچہ عباسیوں نے ابو عبداللہ محمد بن منصور کو مہدی تسلیم کیا۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صفحات ۱۸۵ و ۱۸۶

(۳) تیسرا گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام عبدالعزیز ہے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء کے صفحہ ۸۵ پر وہب بن منبہ کا قول نقل کرتے ہیں

(۱) اِنْ کَانَ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَهْدِیٌّ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ	اگر اس امت میں کوئی مہدی ہوتا ہے تو عمر بن عبد العزیز ہی مہدی ہے ۔ دیکھو تاریخ مذکورہ

پھر وہی امام صفحہ ۱۵۹ پر حسن بصری کا قول نقل کرتے ہیں +

(۲) وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ کَانَ مَهْدِیٌّ فَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ وَاِلَّا فَلَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ	اور حسن بصری فرماتے ہیں اگر کوئی مہدی ہے تو عمر بن عبد العزیز ہے ورنہ سوائے عیسیٰ بن مریم

کے کوئی مہدی نہیں۔ دیکھو تاریخ مذکور +

(۴) چوتھا گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام حنفیہ ہے۔ چنانچہ فرقہ کیسانیہ جو اہل تشیعہ کا ایک زبردست فرقہ ہے کہتے ہیں محمد بن حنفیہ بن علی مہدی ہے دیکھو تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۲۱ و غایت المقصود صفحہ ۳۸ و سیف المسلول صفحہ ۲۳۲ +

(۵) پانچواں ایک گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام زین العابدین ہے
چنانچہ فرقہ ناوسیہ امام جعفر بن زین العابدین کو مہدی قرار دیتے ہیں۔ دیکھو کتاب غایت المقصود صفحہ ۳۸ +

(۶) چھٹا ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام جعفر ہے + دیکھو غایت المقصود
چنانچہ فرقہ مبارکیہ اسمٰعیل بن جعفر صادق کو مہدی قرار دیتے ہیں + دیکھو غایت المقصود

(۷) ساتواں ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام حسن ہے +
چنانچہ شیعوں کا ایک بڑا ہی زبردست فرقہ اثنا عشریہ اس امر کا قائل ہے۔ کہ مہدی محمد بن حسن عسکری ہے۔ دیکھو سیف المسلول صفحہ ۲۳۴ و غایت المقصود صفحہ ۴۱ +

اب ناظرین کو روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ باپ کے نام میں بھی کس قدر اختلاف ہے

(۸) آٹھواں شیعوں کا ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام علی نقی ہے +

(۹) نواں شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام اسمٰعیل ہے +

(۱۰) دسواں شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام عمر ہے +

(۱۱) گیارہواں شیعوں کا ایک گروہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام حسن ہے +

غرض کہ مہدی کے باپ کے ناموں میں بھی بڑا اختلاف ہے +

چوتھی فصل

اِس بارہ میں کہ کنیت مہدی موعود کیا ہے

ایک گروہ کہتا ہے کہ مہدی موعود کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۲
چنانچہ نواب صدیق حسن خان حجج الکرامہ میں لکھتا ہے۔

کنیت وے زیراکہ کنیت حسین ابو عبد اللہ بود۔ پس مراد آنست کہ کنیت جد وے حسین موافق نام والد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشد۔

اس کی کنیت چونکہ حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اس لئے مراد یہ ہے کہ اس کے دادے حسین کی کنیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ کے نام کے موافق ہو دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۲ +

ایک دوسرا گروہ ہے جو کہتا ہے کہ مہدی موعود کی کنیت ابو القاسم ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض بھی اُسی گروہ میں سے ہیں دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ مذکور +

پانچویں فصل

اِس بارہ میں کہ مہدی کا مولد و خروج کہاں سے ہوگا

جس طرح مہدی کے نام اور اُس کے باپ کے نام میں اختلاف ہے۔ ایسا ہی اُس کے جائے پیدائش میں بھی اختلاف ہے +

(۱) صاحب جواہر الاسرار مہدی کی نسبت لکھتے ہیں :-
یحکم بالعدل ویأمر بہٖ یخرج من تہامۃ یعنی مہدی عدل و انصاف کا حکم کریگا اور تہامہ سے نکلیگا۔ دیکھو جواہر الاسرار صفحہ ۵۶ +

(۲) دوسری روایت میں ہے کہ مہدی کدعہ سے نکلیگا +

يقول نبي صلى الله عليه وسلم يخرج المهدي من قرية يقال لها كدعه ويصدق الله تعالى ويجمع الله تعالى له من اقصى البلاد على عدة اهل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلا ومعه صحيفة مختومة فيها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم +

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی ایک گاؤں سے نکلیگا جس کا نام کدعہ ہے اور وہ ہمیشہ اللہ تعالی پر سچ بولیگا اور اللہ تعالی اُسی کے واسطے ملک کے کناروں سے لوگ جمع کریگا۔ جن کی تعداد اصحاب بدر کے برابر یعنی ۳۱۳ ہوگی۔ اور اُس کے پاس ایک کتاب بھی چھپی ہوئی ہوگی۔ جس میں اُس کے اصحاب کا نام اور سکونت لکھی ہوگی۔ دیکھو جواہر الاسرار صفحہ ۵٦ و حجج الکرامہ صفحہ ۳٦۲ +

(۳) تیسری روایت ہے کہ مہدی مدینہ سے خروج کریگا۔ چنانچہ حدیث ذیل سے اُس کی تصدیق ہوتی ہے +

حدثنا محمد بن المثنى نا معاذ بن هشام حدثني ابي عن قتادة عن صالح ابي الخليل عن صاحب له عن ام سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من اهل المدينة هاربا الى مكة فياتيه ناس من اهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام ويبعث اليه بعث من الشام فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة فاذا راى الناس ذلك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه بين الركن والمقام ثم ينشا رجل من قريش اخواله كلب

ابو داود اور احمد اور حاکم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی اُس کے پاس معاذ بن ہشام نے اُس کے پاس اُس کے باپ نے قتادہ سے اُس کے پاس صالح ابی خلیل سے اُس نے اپنے ایک دوست سے اُس نے ام سلمہ زوجہ مبارکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خلیفہ کی موت پر اختلاف ہوگا اس وقت ایک شخص اہل مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف دوڑتا ہوا جائیگا۔ اُس کے پاس اہل مکہ سے کچھ لوگ آوینگے اور اُس کو باہر نکالینگے تاکہ اُس کے ہاتھ پر رکن اور مقام کے درمیان بیعت کریں۔ اور وہ اس بات کو دل سے پسند نہیں کریگا۔ اُس کے پاس شام کی طرف

فَيُبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيْمَةَ كَلْبٍ فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ +

سے ایک جماعت آئیگی اُس وقت مکّا ور مدینہ کے درمیانی بیدان میں زمین دھس جائیگی جس وقت یہ امر لوگ دیکھ لینگے۔ تو اُس وقت ابدالِ شام اور اہلِ عراق کی جماعتیں آکرسی اور مقام کے درمیان اُس کے ہاتھ پر بیعت کرینگی پھر قریش میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا۔ اُس کی رشتہ دار قوم کلب کے لوگ ہوں گے۔ الیٰ آخرہ۔ دیکھو ابوداود جلد ۲ صفحہ ۸۰ و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ و ۱۹۷۔ و حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۸ +

(۴) چوتھی روایت ہے کہ مہدی خراسان کی طرف سے آئیگا۔ چنانچہ مسندِ امام احمد بن حنبل میں ہے +

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّايَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا فَإِنَّ فِيْهَا خَلِيْفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ ثَوْبَانَ +

امام احمد بن حنبل ثوبان سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جب دیکھو کہ خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آئے ہیں۔ تو تم وہاں پہنچ جاؤ کیونکہ انہی میں تم خلیفۃ اللہ یعنی مہدی کو پاؤ گے دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۰ و حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۸ +

(۵) پانچویں روایت یہ ہے کہ مہدی قحطان سے پیدا ہوگا۔ چنانچہ وہ روایت یہ ہے

هٰكَذَا لِأَبِيْ نُعَيْمٍ عَنْهُ كَذَا فِيْ عُرْفِ الْوَرْدِيِّ وَلِأَبِيْ نُعَيْمٍ فِيْ حَدِيْثِ كَعْبِ الْأَحْبَارِ ثُمَّ يَلِي الْيَمَانِيُّ الْقَحْطَانِيُّ يَسِيْرُ سِيْرَةَ أَخِيْهِ الْمَهْدِيِّ وَعَلٰى يَدَيْهِ أَيْضًا تُفْتَحُ مَدِيْنَةُ الرُّوْمِ +

اسی طرح ابونعیم اور امام سیوطی نے عرف الوردی میں بیان کیا ہے کہ کعب الاحبار کی حدیث میں ابونعیم کا بیان ہے۔ کہ پھر یمانی قحطانی جو ایک مہدی کی سیرت پر ہوگا۔ والی ہوگا۔ اور اُس کے ہاتھ پر مدینۂ روم فتح ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۹ +

(۶) چھٹی روایت یہ ہے کہ مہدی مکہ میں ہوگا۔ علی متقی نے اپنے رسالہ مہدی میں لکھا

بدانکہ در قصص الانبیاء و در کتاب اخبار است

معلوم رہے کہ قصص الانبیاء اور کتب حدیث

از آیات و احادیث و اولیاء اللہ وارد شدہ کہ مہدی از سیادت حسین باشد و نام پدر او موافق حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باشد یعنی ابن عبداللہ و تولد او در مکہ معظمہ باشد و ہانجا بمرگ خود بمیرند +

میں قرآنی آیات اور حدیثوں اور اولیاء اللہ کی کلام سے ظاہر ہے کہ مہدی حسین کی اولاد سے ہوگا اور اُس کا نام اور اُس کے باپ کا نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام و اُن کے باپ کے نام پر ہوگا یعنے ابن عبداللہ اور اُس کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوگی اور اسی جگہ اپنی موت سے مریگا۔ دیکھو رسالہ مہدی علی متقی +

چھٹی فصل

اِس بارہ میں کہ مہدی کس سمت سے آئیگا

جسطرح مہدی کے متعلق نام۔ باپ کے نام۔ مولد وغیرہ کی نسبت اختلاف ہے اسی طرح اس بارہ میں بھی اختلاف ہے کہ وہ کس طرف سے آئیگا۔

(۱) ایک روایت میں ہے کہ مہدی مشرق کی جانب سے آئیگا چنانچہ وہ روایت حسب ذیل ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ لَوِ اسْتَقْبَلَ بِہِ الْجِبَالَ یَہُدُّہَا وَ یَتَّخِذُ فِیْہَا طُرُقًا رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَ ابْنُ عَسَاکِرَ۔

ابو نعیم اور ابن عساکر عبداللہ ابن عمر سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حسن بن علی کی اولاد سے ایک شخص مشرق کیطرف سے نکلیگا اگر پہاڑ بھی اس کے سامنے آئیگا تو اُس سے بھی وہ اپنا راستہ نکال لیگا۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۱ صفحہ ۵۶ +

(۲) دوسری روایت میں ہے کہ مہدی مغربی بلاد سے آئیگا چنانچہ نواب صدیق حسن خانصاحب لکھتے ہیں۔ قرطبی نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ مہدی کا مولد بلادِ مغرب ہے دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۲ و حجج الکرامۃ صفحہ ۳۰۵ +

(۳) تیسری روایت میں ہے کہ مہدی شمال سے جنوب کو آئینگے۔ چنانچہ وہ روایت حسب ذیل ہے:

یَخْرُجُ الْمَہْدِیُّ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَیُخْرِجُہُ النَّاسُ مِنْ بَیْنِہِمْ فَیُبَایِعُوْنَہٗ بَیْنَ الرُّکْنِ

مہدی مدینہ سے مکہ کی طرف آئیگا اور لوگ اپنے درمیان سے انکو نکال کھڑا کرینگے اور

وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ رَوَاهُ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ قَتَادَةَ +	اور مقام کے درمیان اُس سے بیعت کرینگے لاکن وہ بیعت لینے سے کراہت کرتے ہونگے +

اب ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے جانب شمال ہے

(۴) چوتھی روایت یہ ہے کہ مہدی جنوب سے شمال کو جائینگے - چنانچہ وہ روایت حسب ذیل ہے کتاب الانس الجلیل بتاریخ المقدس والخلیل میں لکھا ہے کہ مہدی مدینہ میں پیدا ہونگے - انکا نام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہوگا - بیت المقدس کو ہجرت کرینگے - دیکھو حدیثۃ الغاشیہ صفحہ ۳۴۵

اب ظاہر ہے کہ بیت المقدس مدینہ منورہ کے شمال کی جانب ہے +

(۵) پانچویں روایت میں یوں ہے -

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ يُوَطِّئُ أَوْ يُمَكِّنُ لِآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ إِجَابَتُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاؤُدَ وَأَبُو نُعَيْمٍ +	ابو داؤد اور ابو نعیم حضرت علی سے روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ہے کہ وہ نہر کے اُس طرف سے نکلیگا - اُسکو منصور کہتے ہونگے وہ آل محمد کی اُسی طرح حمایت کریگا جس طرح قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کی تھی ہر مومن پر اُس کی نصرت اور اجابت واجب ہے -

دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ +

(۶) چھٹی روایت ہے - کہ مہدی حجاز سے آئیگا - اور دمشق میں جائیگا - اور وہاں منبر پر رونق افروز ہوگا - دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۰ +

ساتویں فصل

اس بارہ میں کہ مہدی کا ظہور کب ہوگا

سو واضح ہو کہ جس طرح مہدی کے دیگر امور متذکرہ میں اختلاف عظیم ہے - اسی طرح

اس کے آنے کے متعلق کہ کب آئینگے اختلاف ہے بعض روایت میں ہے۔ کہ مہدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے عرصہ بعد ہوگا۔ کسی میں ہے کہ زمانہ وسطی میں ہوگا۔ اور کہیں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں ہوگا۔ اور بعض جگہ آیا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی زمانے میں ہونگے۔ چنانچہ جو روایات اس بارہ میں آئی ہیں وہ علیحدہ علیحدہ لکھی جاتی ہیں

(۱) مہدی قریب زمانہ میں ہوگا چنانچہ محمد بن حنفیہ ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بنی عباس مالک ہونگے یہانتک کہ آدمی خیر سے مایوس ہو جائینگے۔ پھر ان کا تمام کام بگڑ جائیگا سنہ ۱۹۵ھ یا سنہ ۲۰۵ھ یا مہدی سنہ ۲۰۰ ہجری میں قائم ہونگے۔ رواہ نعیم بن حماد دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۲۰۰ +

(۲) ابی قبیل سے روایت ہے کہ آدمیوں سے اجتماع مہدی کے پاس سنہ ۲۰۴ ہجری میں ہوگا رواہ نعیم بن حماد۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۸۔ و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۲ +

(۳) ایک گروہ کا اعتقاد تھا کہ مہدی سنہ ۶۸۳ ہجری میں ہوگا۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيّ فِيْمَا نَقَلَ ابْنُ اَبِيْ وَاطِيْلٍ عَنْهُ وَهٰذَا الْاِمَامُ الْمُنْتَظَرُ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ وَظُهُوْرُهُ يَكُوْنُ مِنْ بَعْدِ مُضِيّ خ ۔ ف ۔ ج ۔ مِنَ الْهِجْرَةِ وَرَسَمَ حُرُوْفًا ثَلَاثَةً يُرِيْدُ عَدَدَهَا بِحِسَابِ الْجُمَّلِ سِتّمِائَةٍ وَثَلَاثٌ وَثَمَانُوْنَ سَنَةً وَهِيَ فِيْ آخِرِ الْقَرْنِ السَّابِعِ +

محی الدین ابن عربی نے فرمایا ہے جس کی نقل ابن ابی واطیل نے یوں کی ہے کہ وہ امام منتظر جو اہل بیت میں سے ہوگا اور اولاد فاطمہ سے ہوگا اس کا ظہور تین حروف خ۔ ف۔ ج کی مدت ہجری کے گذرنے کے بعد اور سہ حروف سے بحساب جمل سنہ ۶۸۳ ہجری نکلتا ہے اور وہ آخر قرن ہفتم میں۔ دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۲۷۱ +

(۴) ایک گروہ قائل تھا کہ مہدی سنہ ۷۴۳ ہجری میں خروج کریگا چنانچہ علامہ ابن خلدون لکھتا ہے

وَقَالَ الْكِنْدِيُّ اَيْضًا اَلْحُرُوْفُ الْعَرَبِيَّةُ غَيْرُ مُعْجَمَةٍ عَدَدُهَا سَبْعُمِائَةٍ وَثَلَاثَةٌ وَاَرْبَعُوْنَ +

ایسا ہی کندی نے بھی حروف عربیہ کہا ہے جن میں کوئی نقطہ دار حرف نہیں ہے جس کی تعداد بحساب جمل سنہ ۷۴۳ ہجری برآمد ہوتا ہے دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۲۷۱ +

(۵) سنوسیوں کا اعتقاد ہے کہ مہدی ۱۳۳۰ھ ہجری یعنے ۱۹۱۲ء میں ظاہر ہوگا دیکھو رسالہ امام مہدی

(۶) ممبران حلقۂ نظام المشائخ کا خیال ہے کہ مہدی کا ظہور ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۳۵ھ ضرور ظہور کرے گا بلکہ جدید رسالہ میں لکھا ہے کہ ۱۳۴۰ھ یا غایت ۱۳۴۵ھ میں ضرور مہدی ظاہر ہوگا۔ دیکھو رسالہ مہدی وغیرہ مرتبہ

(۷) اثنا عشریہ کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ موجودہ زمانہ ہی مہدی کے ظہور کا وقت ہے ۱۹۱۲ء ایسا زمانہ ہے جو خدا کے حقیقی قانون کے اجرا کا خواہاں ہے اس وقت ایک ایسی طاقت کی ضرورت ہوگی جو شہنشاہوں کی خدائی کو توڑ دے جسم پرستی کو نیست و نابود کرے انسان کو جسم سے آزاد کرکے روحانیت کے میدان میں لائے۔ کل دنیا کو فطرت کے راسخ اور سچے اصولوں۔ سنہری۔ پاکیزہ اصولوں کی طرف لیجائے۔ قوموں اور لوگوں کے حقوق کی تعیین اور حفاظت کرے یہانتک کہ ان کے فرائض کی بجاآوری ان پر سہل ہوجائے۔ یہی طاقت اصلاح اسلام میں جناب امام علیہ السلام ہے۔ دیکھو رسالہ برہان سرخی مضمون کیا ظہور حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام قرین عقل ہے بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء جس کے ایڈیٹر مولوی سید محمد سبطین صاحب سرسوی مولوی فاضل و منشی فاضل ہیں صفحہ ۲۶۴

(۸) ایک اور روایت میں ہے۔ کہ مہدی وسطی زمانہ میں ہوگا +

لَنْ تَمْلِكَ أُمَّةٌ أَنَا فِي أَوَّلِهَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي آخِرِهَا وَالْمَهْدِيُّ فِي أَوْسَطِهَا رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي أَخْبَارِ الْمَهْدِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَاكِمُ فِي تَارِيخِهِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؛	ابو نعیم اخبار مہدی میں اور حاکم اپنی تاریخ میں اور ابن عساکر حضرت ابن عباس سے روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی۔ جس کی ابتدا میں میں ہوں اور آخر زمانہ میں عیسیٰ بن مریم ہوگا اور درمیان میں

مہدی ہے دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۷ +

(۹) پھر ایک روایت میں ہے کہ مہدی آخری زمانہ میں ہوگا +

أَلَا أُبَشِّرُكَ يَا عَمِّ أَنَّ فِي ذُرِّيَّتِكَ الْأَصْفِيَاءَ وَمِنْ عِتْرَتِكَ الْخُلَفَاءَ وَمِنْكَ الْمَهْدِيُّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَبِهِ تَنْتَشِرُ اللّٰهُ الْهُدَى وَبِهِ تُطْفِئُ نِيرَانَ الضَّلَالَةِ إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ	رافعی ابن عباس سے اور ہیثم بن کلیب و ابن عساکر عبد اللہ بن عباس سے اور وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے چچا میں تمہیں بڑی

بِنَا هٰذَا الْاَمْرَ وَبِذُرِّيَّتِكَ يُخْتَمُ - رَوَاهُ الرَّافِعِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ وَسَنَدُ رِجَالِهٖ ثِقَاتٌ بِاخْتِلَافِ الْاَلْفَاظِ +

خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ تیری ذریت ہیں ہی اصفیا اور تیری ہی اولاد میں خلفا اور تجھ ہی سے مہدی آخرالزمان ہوگا جس کی وجہ سے ہدایت پھیلیگی۔ اور اُسی سے ضلالت کی آگ بجھیگی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے اس کار خیر کو شروع کیا ہے اور تیری ذریت پر ختم کریگا۔ راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں۔ صرف الفاظ میں اختلاف ہے دیکھو کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۹ +

(۱۰) ایک دوسری روایت میں ہے کہ مہدی عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوگا +

يَا عَمِّ النَّبِيِّ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَدَاَ بِيْ هٰذَا الْاَمْرَ وَسَيَخْتِمُهُ بِغُلَامٍ مِّنْ وُلْدِكَ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَقَدَّمُ عِيْسٰى بْنَ مَرْيَمَ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ +

ابونعیم اپنی کتاب حلیہ میں ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دین کا کام مجھ سے شروع ہوا اور تیری اولاد میں سے ایک کے بیٹے پر ختم کریگا۔ اور وہ عیسیٰ ابن مریم سے پہلے ہوگا۔ دیکھو کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۸ +

(۱۱) گیارھویں روایت یوں ہے کہ مہدی عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا +

يَا عَبَّاسُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَدَاَ بِيْ هٰذَا الْاَمْرَ وَسَيَخْتِمُهُ بِغُلَامٍ مِّنْ وُلْدِكَ يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَهُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ بِعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ دَارُقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ وَالْخَطِيْبُ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ +

دارقطنی افراد میں اور خطیب ابن عساکر عمار بن یاسر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے عباس اللہ تعالیٰ نے اس کام کو مجھ سے شروع کیا۔ اور تیری اولاد سے ایک لڑکے پر ختم کریگا۔ جو زمین کو عدل سے بھر دیگا جس طرح ظلم اور جور سے پر تھی۔ اور وہ عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا۔ دیکھو کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۹ +

آٹھویں فصل

اس بارے میں کہ زمانہ مدتِ مہدی کیا ہوگا

جس طرح مہدی کے نام و مولد وغیرہ میں اختلاف ہے اسی طرح اُس کے زمانہ مدت میں بھی بڑا اختلاف ہے جو روایات ذیل سے ثابت ہے ؛

(۱) یہ کہ تیس یا چالیس سال تک حکومت کریگا جس کی تصدیق روایت ذیل سے ہوتی ہے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ یَلِی الْمَهْدِیُّ اَمْرَ النَّاسِ ثَلٰثِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً رَوَاهُ نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ

نعیم بن حماد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ مہدی والی ہوگا اور تیس یا چالیس برس تک حکمرانی کریگا - دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۱ ؛

(۲) دوسری روایت میں ہے کہ ۱۰ سال حکومت کریگا چنانچہ روایت ہوتی ہے ؛

سَتَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الرُّوْمِ اَرْبَعُ هُدَنٍ يَوْمَ الرَّابِعَةِ عَلٰى يَدِ رَجُلٍ مِنْ اٰلِ هَارُوْنَ يَدُوْمُ سَبْعَ سِنِيْنَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اِمَامُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ قَالَ مِنْ وُلْدِيْ ابْنُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً كَاَنَّ وَجْهَهٗ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ فِيْ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ خَالٌ اَسْوَدُ عَلَيْهِ عَبَاءَتَانِ قَطْوَانِيَّتَانِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ يَمْلِكُ عَشْرَ سِنِيْنَ يَسْتَخْرِجُ الْكُنُوْزَ وَيَفْتَحُ مَدَائِنَ الشِّرْكِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ؛

طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ تمہارے اور نصاریٰ کے درمیان ۴ جنگ ہونگے جو چوتھے روز ایک شخص کے ہاتھوں سے وقوع میں آئیگی جو آل ہارون سے ہوگا اور سات سال تک جاری رہیگی پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز لوگوں کا کون امام ہوگا فرمایا کہ میری اولاد سے ایک شخص ۴۰ سال عمر کا ہوگا - جس کا چہرہ ستارہ کی طرح چمکتا ہوگا - اُس کے دائیں رخسارہ پر ایک سیاہ خال ہوگا اُس کے اوپر دو عبائیں قطان کی ہونگی اور وہ ایسا معلوم ہوگا کہ گویا وہ بنی اسرائیل میں سے ہے وہ دس سال تک حکومت کریگا - خزانہ نکالیگا اور مشرکوں کے شہروں کو فتح کریگا - دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ اور حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۸ یا ۳۶۹ ؛

(۳) تیسری روایت میں ہے کہ مہدی ۷ سال حکومت کریگا چنانچہ اس کی تصدیق روایت ذیل سے ہوتی ہے:-

اَلْمَهْدِیُّ اَجْلَی الْجَبْهَةِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا یَمْلِكُ سَبْعَ سِنِیْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤٗدَ وَالْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ +

احمد بن حنبل ابوداؤد اور حاکم نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ مہدی روشن پیشانی والا اور اونچی ناک والا ہوگا زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی تھی اور وہ سات سال تک حکومت کریگا۔ دیکھیو مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۷۔ وکنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ +

(۴) چوتھی روایت میں ہے کہ مہدی ۹ سال حکومت کریگا چنانچہ وہ روایت یہ ہے +

حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَقَالَ تِسْعَ سِنِیْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤٗدَ +

ابوداؤد ہارون بن عبداللہ سے اور وہ عبدالصمد سے اور وہ ہمام سے اور ہمام قتادہ سے مہدی کی حدیث کو یوں بیان کرتا ہے کہ مہدی ۹ سال تک حکومت کریگا۔ دیکھو ابوداؤد صفحہ ۸۸ +

(۵) ایک روایت میں ہے ۷ یا ۹ سال رہیگا +

اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِی الْمَهْدِیُّ اِنْ قَصُرَ فَسَبْعٌ وَاِلَّا فَتِسْعٌ فَتَنْعَمُ فِیْهِ اُمَّتِیْ نِعْمَةً لَمْ یَنْعَمُوْا مِثْلَهَا قَطُّ تُؤْتِی الْاَرْضُ اُکُلَهَا وَلَا تَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَیْئًا وَالْمَالُ یَوْمَئِذٍ کُدُوْسٌ +

میری امت میں مہدی ہوگا اگر رہیگا تو ۷ سال ورنہ ۹ سال اور اس زمانے میں میری امت کو ایسی نعمت دیجائیگی کہ کبھی کسی کو ایسی نعمت نہ ملی ہوگی اور زمین اپنے ثمرات دیگی اور وہ امت کے لئے کوئی چیز بچا نہ رکھیگی اور اس زمانہ میں مال خرمن کی مانند پامال ہوگا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۹۱ وکنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶

(۶) چھٹی روایت میں یوں ہے کہ مہدی ۷ یا ۸ سال رہیگا +

یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ اُمَّتِی الْمَهْدِیُّ یَسْقِیْهِ اللّٰهُ الْغَیْثَ وَتُخْرِجُ الْاَرْضُ نَبَاتَهَا وَیُعْطِی الْمَالَ صِحَاحًا وَتَکْثُرُ الْمَاشِیَةُ وَتَعْظُمُ الْاُمَّةُ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آخر امت میں مہدی نکلیگا اللہ تعالیٰ اس کے واسطے مینہہ برسائیگا اور زمین اپنی

یعیش سبعا او ثمانیۃ یعنی حججا +

سبزی اگا ویگی اور وہ بہت مال دیگا اور آمدو رفت بہت ہوگی اور اس کی امامت عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاویگی۔ اور وہ سات یا آٹھ برس تک زندہ رہیگا دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۸ +

(۷) ساتویں روایت میں ہے کہ پانچ یا سات یا نو سال زندہ رہیگا +

یخرج المهدی فی امتی یعیش خمسا او سبعا او تسعا ثم یرسل السماء علیهم مدرارا ولا تدخر الارض من نباتها شیئا ویکون المال کدوسا یجیء الرجل الیه فیقول یا مهدی اعطنی اعطنی فیحثی له فی ثوبه ما استطاع ان یحمل۔ رواہ احمد عن ابی سعید

امام احمد بن حنبل ابی سعید سے روایت کرتے ہیں کہ مہدی میری امت میں نکلیگا اور پانچ یا سات یا نو سال تک زندہ رہیگا۔ پھر اللہ تعالی اُن پر بارش بادلوں سے برسائیگا اور زمین اپنی نبات سے کوئی چیز بھی دریغ نہیں رکھیگی اور مال بکثرت ہو جائیگا ایک شخص مہدی کے پاس آئیگا اور کہیگا کہ اے مہدی مجھے کچھ دے مہدی اُس کے کپڑے میں اِس قدر ڈالیگا جس قدر کہ اُٹھا سکیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۸

نویں فصل

اس بارہ میں کہ عمر مہدی بوقت خروج کیا ہوگی

جس طرح مہدی کے نام وغیرہ میں اختلاف ہے اُسی طرح اُس کی عمر میں بھی اختلاف ہی چنانچہ ایک گروہ کہتا ہے کہ عمر مہدی چالیس سال کی ہوگی چنانچہ وہ اپنے دعوی میں ذیل کی روایت پیش کرتے ہیں +

(۱) ستکون بینکم وبین الروم اربع هدن یوم الرابعة علی ید رجل من اهل هارون یدوم سبع سنین قیل یا رسول اللہ من امام الناس یومئذ

طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ تمہارے اور نصاری کے درمیان چار لڑائیاں ہونگی اور چوتھے روز ایک ہارونی نسل کے آدمی کے ہاتھ پر واقعہ ہوگی اور سات سال تک برابر جاری

قَالَ مِنْ وُلْدِی ابْنُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً اِلٰی اٰخِرِہٖ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ

رہیگی۔ پوچھا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن دونوں میں کون امام ہوگا فرمایا کہ ایک شخص میری اولاد سے ہوگا جس کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۷+

ایک گروہ کہتا ہے مہدی کی عمر ۲۶ سال کی ہوگی چنانچہ علامہ ابن خلدون لکھتا ہے۔

قَالَ فَاِنَّہُ الْاِمَامُ النَّاجِمُ مِنْ نَاحِیَۃِ الْمَغْرِبِ قَالَ وَاِذَا کَانَ مَوْلِدُہٗ کَمَا زَعَمَ ابْنُ الْعَرَبِیِّ سَنَۃَ ثَلٰثٍ وَّثَمَانِیْنَ وَسِتَّمِائَۃٍ فَیَکُوْنُ عُمُرُہٗ عِنْدَ خُرُوْجِہٖ سِتًّا وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً +

وہ امام روشن ضمیر مغرب کی طرف سے آئیگا اور حسب گمان ابن عربی جب اُس کی پیدائش ۶۸۳ میں ہوگی تو پھر اُس کی عمر اُس وقت ۲۶ برس کی ہوگی۔ دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۲۷۱+

اِن تمام فصول سے ہویدا ہوگیا۔ کہ مہدی کے بارہ میں کہ ایک ہی یا بہت اُسکا کیا نام ہے اُس کے باپ کا کیا نام ہے کب ہوگا کب تک رہیگا اُس کی جائے پیدائش کیا ہے کہاں سے خروج کریگا اور کہاں نزول کریگا صلح کریگا یا جنگ کریگا فاطمی ہوگا یا علوی اموی ہوگا یا عباسی۔ اُمتی ہوگا یا غیر اُمتی۔ مشرق میں ہوگا یا مغرب میں۔ کس قدر اختلاف ہے اور پھر اگر مسیح کے سوا کسی مہدی نے آنا تھا تو کیوں لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ کہا گیا اور پھر امام بخاری و امام مسلم و امام مالک اور ابن خلدون اور وہب بن منبہ اور ابو قبیل جیسے بزرگ کیوں کہتے کہ عیسےٰ علیہ السلام کے سوائے کوئی مہدی نہیں +

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مخبر صادق علیہ السلام نے مہدی کا ذکر تو ضرور کیا ہے اور ایسا ہی مسیح کا ذکر۔ مگر دونوں سے صرف ایک ہی شخص مراد تھی جو دو بروزوں کا حامل ہوگا۔ اندرونی فساد کے لحاظ سے محمد یا احمد مہدی بیرونی فساد کے لحاظ سے مسیح کہلائیگا لیکن بعض لوگوں کو ان مختلف الفاظ کی وجہ سے دھوکا لگا۔ اور بعض نے محض شرارت کی وجہ سے موضوع احادیث بنا کر ملک گیری کا طمع کرکے علم فساد برپا کیا اور پھر آئندہ زمانہ میں لفظ مہدی پھیلتے پھیلتے ایک قومی نشان قرار دیا گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ کثیر التعداد لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بعض مخبر صادق کی حدیثوں کے مطابق بشرطیکہ اُن کو صحیح تسلیم کرلیا جائے صادق بھی تھے جن کا ہم آئندہ فصل میں ذکر کرینگے اور بعض نے حال کے زمانہ

میں دعویٰ مہدویت کیا ہے اور ہم اُن کو جھوٹا بھی نہیں کہہ سکتے جس کی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ بعض کی فطرت فی الاصل آئینہ کی طرح صاف ہوتی ہے اور جب کوئی امام وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتا ہے تو ساتھ ہی نزول برکات بھی ہونی شروع ہو جاتی ہیں تو وہ لوگ اپنی فطرتِ صافیہ کی وجہ سے آسمانی برکات کو اپنے دل پر منعکس دیکھ کر اپنی سادگی سے بے اختیار ہو کر بول اُٹھتے ہیں کہ ہم ہی مہدی ہیں مگر وہ خیال نہیں کرتے کہ امامِ مہدی کے صفات تو ایک وسیع دائرہ میں ہونے چاہئیں کیونکہ اُس نے دُنیا کے ایک نہایت زبردست مصلح کی حیثیت میں آنا ہے اور جیسے آفتاب اپنے زور آور شعاعوں کی بدولت صفحۂ عالم کو منور کر دیتا ہے ایسا ہی اُس امام کا کام ہے کہ وہ اپنی انفاس طیبہ کی برکت سے لوگوں کے اندروں کو منور کر دے اور ان لوگوں کی مثال تو ایک کرم شب تاب کی طرح ہے وہ کیا اور اُن کی بساط کیا اگرچہ وہ ایک صورت میں معذور بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ جیسے کرم شب تاب فطرتاً ایک روشنی کا مادہ رکھتا ہے وہ فطرتاً آسمانی برکات کو اپنے چھوٹے سے ظرف کے اندر منعکس پاتے ہیں اور چونکہ وہ اپنی عقلِ خداداد سے کام نہیں لیتے اِس لئے وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہیں اور خود ہی امام بننا چاہتے ہیں اور اسی لئے وہ امامِ وقت کی پہچان سے محروم رہ جاتے ہیں اور بعض کی فطرت میں حمق یا شرارت اور گندگی کا مادہ بھی موجود ہوتا ہے اِس لئے وہ امام وقت سے برسرِ مقابلہ بھی ہو جاتے ہیں اور یہ بات دور از قیاس بھی نہیں کیونکہ جب ہم اِس مادی دنیا میں دیکھتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ جب آسمان سے بارش آتی ہے تو زمین ہر وہ پانی کو جذب کرتی ہے اور جیسے جیسے اُنکے اندر بیج ہوتے ہیں وہ نشوونما پا کر اپنا اندرونی خواص ظاہر کر دیتے ہیں حالانکہ بظاہر زمین کی حالت یکساں اور پانی بھی ایک ہی طرح کا ہوتا ہے کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ کہیں خوش منظر خوشبودار پھول ہوتے ہیں اور کہیں بدبودار اور کانٹے دار بوٹیں ہیں جب خدا کے اِس فعل پر اعتراض واقع نہیں ہو سکتا تو اس روحانی نظام میں کیوں اعتراض واقع ہونے لگا ہاں وہ لوگ جو امامِ وقت سے روگردانی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کس کس امام کو مانیں فلاں بھی الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور فلاں بھی لیکن جب وہ بارش کی جھاڑیوں اور بوٹیوں میں مابہ الامتیاز کر کے مفید چیز سے فائدہ اُٹھاتے

اور مرض سے پرہیز کرتے ہیں تو اسی طرح اس قانون کو یہاں بھی برتنا چاہیے مگر وہ ایسا نہیں کرتے اور اسی واسطے خدا کے نزدیک وہ ملزم ٹھہرتے ہیں +

دسویں فصل

اِس بارہ میں کہ اب تک کس قدر مہدی ہوئے ہیں

اس میں شک نہیں کہ مہدی کا انتظار حضرت رسالت مآب اور صحابہ کے بعد ہی ہو گیا تھا۔ گو مخبر صادق علیہ السلام نے فی الاصل مہدی سے مراد مسیح آخر الزمان سے رکھی تھی۔ یا مختلف مہدیوں کے آنے کی خبر دی تھی جو مختلف اوقات میں آئینگے لیکن لوگوں نے لفظ مہدی سے فائدہ اُٹھا کر اسکو سوائے مسیح کے ایک اور شخص سے مراد لے لی جو صرف ایک ہی ہوگا اور اسی بنا پر بہت سی موضوع حدیثیں بھی گھڑلیں اور پھر کسی نہ کسی کو ان حدیثوں کا مصداق ٹھہرا کر بہت کچھ ہاتھ پاؤں بھی مارے مگر نتیجہ کچھ بار آور نہ ہوا بعض نے تو خود دعویٰ کیا اور بعض کو اُنکے معتقدین نے مہدی قرار دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم یہاں پر اُن کی فہرست دیتے ہیں جس کے ساتھ اُن کا بہت مختصر سا حال بھی بیان کرینگے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ آجتک کس قدر مہدی ہوئے ہیں اور اُنکا کیا انجام ہوا

(۱) جیسے تم پہلے دیکھ چکے ہو کہ جس طرح مہدی کی نسبت فاطمی لوگوں کو خیال تھا اسی طرح بنی امیہ کو بھی دعویٰ تھا کہ مہدی ہم میں سے ہوگا۔ اور اسی بنا پر اُنھوں نے عمر بن عبد العزیز کو جو ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے پارسا اور عادل اور نیک مزاج بادشاہ تھے مہدی قرار دید یا۔ اس بزرگ خلیفہ نے اپنی زبان سے دعوی مہدویت نہیں کیا بلکہ اور لوگوں نے اُن کو مہدی مان لیا۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء کے صفحہ ۱۵۰ میں وہب بن منبہ کا قول نقل کرتے ہیں اِن کَانَ فِی ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ مَھْدِیٌّ فَھُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ یعنی وہب بن منبہ کہتے تھے کہ اگر اس اُمت میں سے کوئی مہدی ہونا ہے تو وہ عمر بن عبد العزیز ہی ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۱

پر حسن بصری کا قول نقل کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ کَانَ مَھْدِیٌّ فَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ وَاِلَّا فَلَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰے بْنُ مَرْیَمَ یعنی اگر کوئی مہدی ہونا ہے تو عمر بن عبد العزیز ہے ورنہ عیسے کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے اور نیز صفحہ ۱۶۰ پر ایک شخص کا قول نقل کرتے ہیں اور وہ یوں ہے وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مَیْسَرَۃَ قُلْتُ لِطَاؤُسَ ھُوَ الْمَھْدِیُّ یَعْنِیْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ابراہیم بن میسرہ نے کہا بیٹے طاؤس کو کہا کہ عمر بن عبد العزیز مہدی ہیں لیکن طاؤس نے جواب دیا قَالَ ھُوَ مَھْدِیٌّ وَلَیْسَ بِہٖ اِنَّہٗ لَمْ یَسْتَکْمِلِ الْعَدْلَ یعنی وہ مہدی کیونکر ہو سکتا ہے اُس نے کامل طور سے عدل نہیں کیا۔ دیکھو تاریخ الخلفاء و ہدیہ مہدویہ +

(۲) جس طرح بنی امیہ میں روایت مہدی تھی اُس سے بڑھ کر بنی عباس میں بھی بہت سی روایات تھیں کہ مہدی اُن سے ہوگا۔ بعض حدیثیں گذشتہ فصل میں بیان ہو چکی ہیں۔ لہذا اُنہیں کی بنا پر ابو عبد اللہ محمد بن منصور کو اُن کا مصداق بنایا گیا۔ اور اس نے زمانہ کی خوب سیر کی۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا سخی اور رعیت سے محبت رکھنے والا تھا اور اس کے ہاتھ پر روم کے بہت سے بلاد فتح ہوئے۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶۔ مگر وہ مہدی کیونکر ہو سکتے تھے جبکہ اُن کے زمانہ میں کوئی علامت بھی پوری نہیں ہوئی۔ ہاں اُس صورت میں مہدی ہیں کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مہدیوں کی خبر دی تھی اور اس بنا پر حسب فرمودہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بنی عباس سے ایک مہدی ہوا اور وہ صرف اُن احادیث کا مصداق ہے۔ جو بنی عباس کے مہدی کے لئے مخبر صادق نے فرما دی تھیں +

(۳) فرقہ کیسانیہ جو اہل تشیعہ کا گروہ ہے محمد بن حنفیہ کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور اپنی ماں خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمۃ بن عبد اللہ بن ثعلبۃ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدئل بن حنفیہ کی طرف منسوب تھے مہدی قرار دیا۔ چونکہ وہ زہد اور تقوی اور شجاعت اور عبادت میں مشہور تھے اس لئے حضرت علیؓ کی اولاد ہونے کی وجہ سے مہدی بنا لیا گیا یہ بزرگ ۶۰ برس کی عمر پا کر ۸۱ھ میں بعہد خلافت عبد الملک بن مروان انتقال فرما گئے جہاں تک معلوم ہوتا ہے اس بزرگ امام نے اپنی زبان سے ہرگز دعوی مہدویت نہیں کیا

صرف اُن کے معتقدین نے اُن کو مہدی قرار دیدیا۔ باوجودیکہ تاریخی طور سے اُنکی وفات کا ثبوت ملتا ہے اور کثیر التعداد اہلِ تشیعہ بھی اُن کی وفات کے قائل ہیں لیکن ایک گروہ اتبک اس اعتقاد پر جما ہوا ہے کہ وہ نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں اور کوہ رضوی میں مخفی موجود ہیں اور دو شیر اُن کی حفاظت کے لیئے مقرر ہیں اور اُن کے پاس دو نہریں ایک دودھ کی اور ایک شہد کی بہتی ہیں جن سے وہ کھاتے پیتے ہیں اور وہ آخری زمانہ میں خروج کرینگے اور باقی تمام شیعوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو ہلاک کر کے دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دینگے اگر اِن نادانوں کو معلوم ہوتا کہ احادیث میں مہدی کی عمر ۴۰ سال کی لکھی ہے اور اگر اُن کو مہدی قرار دیں تو وہ اب بارہ سو برس سے زائد عمر کے ہوتے ہیں وہ پیر فرتوت کی حد سے بھی بڑھ چکے ہیں وہ کیونکر مہدی ہو سکتے ہیں۔ دیکھو تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۲۱ و غایت المقصود صفحہ ۳۸ و سیف المسلول صفحہ ۲۳۲ +

(۴) معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہلِ تشیعہ کو معلوم ہوا کہ جو علامات اور افعال مہدی کے احادیث میں آئے تھے وہ محمد بن حنفیہ سے ظہور میں نہیں آئے تو کیسانیوں نے اُن کے بعد اُن کے بیٹے ابو ہاشم کو مہدی بنالیا اور وہ بھی بلا کسی کامیابی کے فوت ہو گیا۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے بھی بذاتِ خود دعویٰ نہیں کیا تھا صرف اُن کے معتقدوں نے زبردستی مہدی بنالیا تھا۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۳۸۔ و تحفہ اثنا عشریہ قلمی صفحہ ۹ +

(۵) اسی فرقہ کیسانیہ کے ایک گروہ نے جب دیکھا کہ متذکرہ بالا صاحبان کی کوئی قبولیت ظاہر نہیں ہوئی تو اُنہوں نے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو مہدی موعود مشہور کر دیا مگر وہ بھی مثلِ صاحبانِ متذکرہ بالا برخلاف امید معتقدان نامراد اور ناکامیاب مرگیا۔ اِس بزرگ نے بھی اپنی زبان سے دعویٰ مہدویت نہیں کیا تھا۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۳۸ و تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۹ +

(۶) شیعوں کا ایک فرقہ مغیریہ نام ہے۔ اُنہوں نے اپنی طاقت اور رونق بڑھانے کے لیے محمد بن عبداللہ بن عبداللہ بن حسن بن علی کو مہدی موعود مان لیا اور وہ کہتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ موصوف کوہِ علمیہ میں جو مکہ معظمہ کی سڑک پر واقع ہے مستور ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نکل کر دنیا کو اپنا مطیع و منقاد بنالینگے۔ اس بزرگ نے بھی کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ یہ

گروہ مغیریہ کا اپنا خیال فاسد ہے۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۳۰ +

(۷) اہل تشیعہ کا ایک فرقہ ناووسیہ نام ہے جو امام جعفر صادق کو جو ۸۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں فوت ہوگئے مہدی قرار دیا اور وہ کہتے ہیں کہ وہ ابتک زندہ موجود ہیں۔ دیکھو غایت المقصود و عمدۃ الطالب صفحہ ۳۰۷۔ یہ اثنا عشریہ کے بارہ اماموں میں سے ایک امام مانے جاتے ہیں۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۳۰۔ اس بزرگ امام نے بھی کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ مگر ناووسی ابتک اپنے اس خیال پر اڑے ہوئے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ زندہ ہیں اور وہی آخری زمانہ میں خروج کرینگے + دیکھو مجمع البحرین +

(۸) شیعوں کا ایک فرقہ مبارکیہ نام ہے جو فرقہ اسمٰعیلیہ کی ایک شاخ ہے ... اس امر کا مدعی ہے کہ اسمٰعیل بن جعفر صادق ہی فی الاصل مہدی ہیں اور وہ آخری زمانہ میں خروج کرینگے اور وہ صرف مہدی ہی نہیں بلکہ رسول اللہ بھی ہونگے اور شریعت محمدیہ کو منسوخ کرکے ایک نئی اور تازہ شریعت قایم کرینگے۔ یہ خیال ان لوگوں کا بنائے فاسد علی الفاسد ہے ضرورت بیان نہیں۔ دیکھو رسالہ غایت المقصود جلد اول صفحہ ۳۰ و تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۱

(۹) شیعوں کا ایک اور فرقہ واقفیہ نام ہے جو حضرت موسیٰ کاظم بن جعفر کو مہدی موعود قرار دیتے ہیں جو ۱۲۸ یا ۱۲۹ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ بزرگ اہل تشیعہ کے فرقہ اثنا عشریہ کے بارہ اماموں میں سے ایک امام ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بزرگ دلیر سخی اور کریم النفس اور کاظم الغیظ تھے رات کو درہم و دینار کی تھیلی لیکر نکلتے اور مساکین کو تقسیم کرکے واپس آتے تھے۔ مگر اس کو موسیٰ الہادی نے پکڑکر زندان میں محبوس کر دیا تھا۔ آخر زمانہ ہارون رشید میں رہا ہوا۔ ہارون رشید بادشاہ اُس کی نیک عادات کا مشاہدہ کرکے اُس کی بہت تعظیم و تکریم کرتا رہا مگر بعد ازاں کسی وجہ سے اُس کی طرف سے ملکی اندیشہ دامنگیر ہوگیا تو اُس کو دوبارہ ماخوذ کرکے یحییٰ بن خالد سندھی کے ہاتھ سے قتل کرادیا اور ابن خلکان لکھتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ ۱۸۳ یا ۱۸۶ھ میں وہ شہر بغداد میں اپنی طبعی موت سے مرگئے تھے فرقہ واقفیہ کے لوگ کہتے ہیں کہ گو وہ اس دنیا سے انتقال کر گئے ہیں لیکن آخری زمانہ میں پھر زندہ ہوکر آجائینگے اور تمام روئے زمین پر اُنہی کا تسلط ہو جائیگا۔ دیکھو ابن خلکان صفحہ

(۱۰) شیعوں کا ایک اور فرقہ محمدیہ نامی ہے۔ وہ محمد بن علی نقی کو مہدی و ہادی موعود و صاحب الزمان کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے باپ امام علی نقی کے زمانۂ حیات میں وفات پا گئے تھے اور شہر سامرہ سے قریب ۱۸ میل کے فاصلہ پر اُن کی قبر موجود ہے اور لوگ اُس کی زیارت کو جاتے ہیں۔ مگر محمدیہ فرقہ کے لوگ ابتک اُس کی آمد کے منتظر ہیں اور کہتے ہیں کہ وہی مہدی آخرالزمان ہے۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۳۸ +

(۱۱) شیعوں کے ایک فرقہ اسمٰعیلیہ کی ایک شاخ ہے جو محمد بن اسمٰعیل بن جعفر کو مہدی موعود مانتے ہیں اور اُن کے سوا اور کسی کو مہدی قرار نہیں دیتے۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۳۹

(۱۲) شیعوں کا ایک فرقہ اسمٰعیلیہ ہے جو اسمٰعیل بن جعفر صادق کی وفات کے منکر ہیں اور مہدی موعود و صاحب الزمان و امام مانتے ہیں۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۳۸ +

(۱۳) شیعوں کا ایک فرقہ عسکریہ نام ہے جو حسن عسکری کو مہدی موعود تسلیم کرتے ہیں جو ۲۳۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور ۲۶۰ھ میں شہر سرّ من رأے میں فوت ہو گئے تھے اور اپنے باپ علی بن محمد الجواد کے پہلو میں مدفون ہیں۔ دیکھو ابن خلکان جلد ا صفحہ ۱۴۷ +

(۱۴) امامیہ اثنا عشریہ فرقہ کی ایک شاخ ہے جو محمد بن علی الباقر کو مہدی موعود قرار دیتے ہیں دیکھو سیف المسلول صفحہ ۲۳۲ +

(۱۵) ایک فرقہ اہل شیعہ کا ہے جو محمد بن الحسن المثنی بن الحسن المجتبےٰ کو مہدی مانتے ہیں اسکا مفصل نام جو کتاب عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب میں ہے وہ حسب ذیل ہے محمد بن عبد اللہ بن حسن المثنی بن الحسن بن علی بن ابی طالب۔ اس کو نفس زکیہ بھی کہتے ہیں اور اس کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو القاسم ہے۔ اہل تشیعہ کا ایک فرقہ اسی کو مہدی موعود قرار دیتے ہیں اور اپنی تائید میں کہتے ہیں کہ اُن کا نام موافق حدیث ذیل ہے:۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَھْدِیَّ مِنْ وُلْدِیْ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمُ اَبِیْ +	یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا جس کا نام میرے نام پر اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے

نام پر ہوگا یعنے اُنکا نام محمد اور اُن کے باپ کا نام عبد اللہ ہے کہتے ہیں کہ حسب روایت ذیل

اَنَّہٗ رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے

وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ تُقْتَلُ بِاَحْجَارِ الزَّيْتِ مِنْ وُلْدِيْ نَفْسٌ زَكِيَّةٌ	کہ آپ نے فرمایا کہ میری اولاد میں سے ایک نفس زکیہ زیتون کے پہاڑوں میں قتل کیا جائیگا +

وہ حجار زیت میں قتل ہوئے اور اُن کے کندھوں کے مابین ایک سیاہ خال بھی تھا اور منصور عباسی نے جو بعد ازاں خلیفہ ہوا اُس کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی جیسے کہ حدیث میں وارد ہی کہ مہدی کی تائید میں منصور ہو گا جب محمد بن عبداللہ نفس زکیہ مدینہ میں ظاہر ہوا تو ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ایک لشکر جرار دیکر اُس کی سرکوبی کے لیے متعین کیا اور محمد بھی مدینہ سے باہر نکل کر برسر مقابلہ ہوا۔ آخر شکست اُسنے کھائی اور اُس کے تمام ہمراہی تتر بتر ہو گئے اور وہ صرف تنہا رہگیا۔ جب اُس کو اِس قسم کی ذلت نصیب ہوئی تو وہ برداشت نہ کرسکا۔ اپنا منہہ لیکر گھر میں داخل ہوا اور حکم دیا کہ تنور گرم کیا جائے۔ پھر اُس رجسٹر کو جس میں مبایعین کے نام درج تھے تنور میں ڈال دیا جو جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ پھر نکلا اور لڑائی میں مصروف ہوا مگر آخر کو مارا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو لوگوں نے موضوع حدیثیں بنائی تھیں اور اُس کا مصداق بنا کر فائدہ اُٹھانا چاہا تھا اور اگر اِس کو صحیح مانیں تو بموجب فرمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ بھی ایک مہدی تھے جس کا حلیہ بھی بعینہ وہی تھا جس طرح حدیث میں اُس کی نسبت خبر دی گئی تھی اور وہ اپنے وقت پر ظاہر ہو کر اور اپنے فرائض کو ادا کر کے عالم جاودانی کو کوچ فرما گئے۔ کیونکہ جو علامات و نام و نام پدر حدیث میں آئے تھے سب اُن کی ذات پر صادق آئے۔ دیکھو تاریخ ابن خلکان و عمدۃ الطالب +

(۱۶) شیعوں کا ایک فرقہ کہتا ہے کہ محمد بن حسن مہدی ہیں جس کو خلیفہ معتصم نے ایک سال تک قید کر دیا تھا پھر اُس کے بعد اُس کو رہا کر دیا تھا۔ اُس کے بعد اُس کی کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا اور کہاں مرا۔ دیکھو سیف المسلول صفحہ ۲۲۴ +

(۱۷) شیعوں کا ایک فرقہ اس امر کا مدعی ہے کہ مہدی محمد بن عبداللہ بن حسین ہے جو مدت سے مر چکا ہے۔ اس نے اپنی زبان سے ہرگز دعویٰ نہیں کیا۔ دیکھو سیف المسلول صفحہ ۲۲۴

(۱۸) شیعوں کا ایک فرقہ یحییٰ بن عمر نبیرہ زید بن علی بن حسین کو مہدی قرار دیتا ہے اُس نے بھی کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ دیکھو سیف المسلول صفحہ ۲۲۴ +

(۱۹) فرقہ امامیہ اثناعشریہ کے بعض فرقے جو ملک ہندوستان و فارس میں رہتے ہیں

اور جو تبرہ بازی اور گندہ دہنی ہیں مشہور اور بزرگان دین وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شانِ پاک ہیں افترا اور ناپاک باتیں کہنا اپنی اعلیٰ درجہ کی عبادت تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ مذہبِ اسلام کے رو سے ایسا کرنا نامناسب ہے اور قرآن کریم میں تو بتوں جیسی بے حس وحرکت چیزوں کو بُرا کہنے سے روکا گیا ہے چہ جائیکہ اُن بزرگوں کو گالیاں دیجائیں اور اُن پر طرح طرح کے اتہام لگائے جائیں جنہوں نے خدا کے مرسل خدا کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسی گھڑیوں میں ساتھ دیا جبکہ جان ومال معرضِ خطر میں تھے بلکہ اپنی جان ومال کو اُس رسول اُمّی کی حفاظت میں خرچ کردیا اور اس اسلام کے پہنچانے اور بچانے میں اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا اور طرح طرح کی ایذائیں اور دُکھ سہے۔ ایسے جانبازوں کو بُرا کہنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ اگر ہم مذہب کے پہلو کو برطرف بھی رکھکر دیکھیں اور تمام اقوام دنیا کے اخلاق پر نگاہ کریں تو ہمیں یہی ثابت ہوگا کہ وحشی سے وحشی قومیں بھی گالیاں دینے اور بُرا بھلا کہنے کو بُرا جانتی ہیں۔ علاوہ ازیں خود فطرتِ انسانی اپنے اندر ایک حجتِ ملزمہ رکھتی ہے۔ اور گالیاں نکالنے کو ناسدا اور بُرا بتاتی ہے۔ مثلاً جب اِنسان خواہ وہ احمق ہی کیوں نہ ہو دوسرے شخص کو گالیاں دیتا ہے تو یہ خیال کرکے کہ میں جو الفاظ بولتا ہوں وہ درحقیقت ایسے گندے اور ناپاک ہیں کہ جسکے سُننے سے دوسرے کو ایذا پہنچتی ہے اور اس ذریعہ سے انتقام لیتا اور اپنے غضب کو فرو کرتا ہے۔ اگر اُن کی فطرت ان الفاظ کو اچھا سمجھتی تو کبھی ایسا نہ کرتی۔ پس مذہب اور اخلاق قومی اور فطرتِ انسانی ہرگز روا نہیں رکھتے کہ کسی کو گالی دیجائے چہ جائیکہ ایسے بزرگوں کو جنہوں نے دنیا کو اپنے پاک نمونہ سے حلقہ بگوش بنالیا تھا اور اپنی جانِ عزیز کو اسلام کی خاطر قربان کردیا تھا۔ جزاہم اللہ خیرا لجزا +

یہاں پر فرقہ امامیہ کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ محمد بن حسن عسکر مہدی موعود وامام وصاحب الزمان وخلیفہ انس وجان ہیں اور اُن کا اعتقاد ہے کہ وہ غارِ سامرہ میں مخفی ہیں اور قرآن اصلی بھی اُنہی کی بغل میں ہے۔ جب دنیا پر بقول اہل عراق اہم آدمی مومن ہونگے۔ اور بقول عوام شیعان دو چار مومن بھی صفحہ دنیا پر ہوجائینگے تو وہ ظہور کرینگے اور جہاں کہیں اُنکے ماننے والے ہونگے خواہ وہ دنیا کے کسی طبقہ یا کونہ میں ہونگے اُڑکر یا کسی اور ذریعہ سے

اُن کے پاس پُہنچ جائینگے۔ اور ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کل انبیاء اور تمام آئمہ بھی پیدا ہونگے۔ اور نیز تمام صحابہ بھی اپنی قبروں سے نکل پڑینگے۔ اُس وقت مہدی اُن تمام آئمہ کے ساتھ ملکر صحابہ کو تیغ بیدریغ سے قتل کرڈالینگے اور پھر وہاں سے فراغت پاکر روئے زمین میں سیلاب کی طرح ٹوٹ پڑینگے اور جہاں کہیں سنی اور خوارج اور کفار کو پائینگے سب کو بلا توقف مار ڈالینگے یہانتک کہ دنیا پر خون کی ندیاں بہ جائینگی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی امام مہدی کی غلامی کو آئینگے اور انہی کے ہاتھ پر بیعت کرکے جو کچھ مہدی کہینگے اُس کی بجا آوری کو اپنا فخر اور عزت سمجھینگے اور جس قدر احادیث مہدی کے بارہ میں آئی ہیں وہ سب اُنہی کی ذات پر صادق آئینگی۔ عقیدہ اثنا عشریہ کے بعض لوگوں کا ہے۔ دیکھو غایت المقصود صفحہ ۱۴ لغایت ۴۹۔ و دیگر کتب اہل التشیعہ +

اصل بات جو تحقیقات غامضہ سے معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ محمد بن حسن عسکری کی نسبت بڑا اختلاف ہے۔ خود اہلِ تشیعہ کے تمام فرقے بجز اثنا عشریہ جس قدر ہیں وہ سب اُس کی مہدویت کے قائل نہیں اور بعض تو سرے ہی سے اُن کے وجود کے انکاری ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ امام حسن عسکری اپنی حیات میں کوئی بیٹا نہیں چھوڑ مرے اور جس قدر اُن کی میراث تھی اُن کے بھائی کو ملی تھی۔ حتّٰی کہ امامت بھی اُنہیں کے نام منتقل ہو گئی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حسن عسکری کا محمد نام ایک لڑکا تھا جو اپنے باپ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوا تھا مگر وہ بہت تھوڑے عرصہ میں مرگیا تھا۔ دیکھو سیف المسلول مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی صفحہ ۲۳۴ +

علاوہ ازیں اہل سنت والجماعت کا بھی اس امر پر اتفاق ہے کہ محمد عسکری نام شخص دنیا کی کسی غار میں مخفی نہیں بلکہ ایک شخص آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اور چالیس سال کی عمر میں دعویٰ مہدی کریگا اور اُس کے آنے سے دین اسلام کو پرلے درجہ کی تقویت ہوگی اور وہ زمین کو ظلم و ستم سے پاک و صاف کرکے اُس کی بجائے عدل و انصاف کو قایم کریگا۔ اور اُس کے زمانہ میں تمام مِلَلِ باطلہ مرجائینگی اور اسلام ہی کا آفتاب صفحہ دنیا پر چمکتا ہوا دکھلائی دیگا +

امامیہ اثنا عشریہ بھی اس امر کا تو انکار نہیں کرتے بلکہ قائل ہیں کہ مہدی موعود

کی عمر جو احادیث نبویہ میں آئی ہے وہ چالیس ہی سال ہے اور ان احادیث کو اپنی کتابوں میں بیان بھی کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس اقرار کے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن حسن عسکری جن کا تولد باتفاق اہل تشیعہ و ابن خلکان وغیرہ مورخان ۲۴۵ھ یا ۲۵۵ھ میں ہوا اور باختلاف رائے اہل تشیعہ ۲۴۹ھ یا ۲۵۰ھ یا ۲۶۵ھ یا ۲۶۶ھ میں غائب ہو گئے حالانکہ اس حساب سے اُن کی عمر آجتک جو ۱۳۱۸ھ ہے ۱۰۶۸ برس کی ہوتی ہے اور وہ اس مضمون کی کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے کہ جب مہدی موعود آئیگا تو اُن کی عمر قریب گیارہ سو برس کے ہو گی۔ کل احادیث میں عمر زیادہ سے زیادہ تیس یا چالیس برس لکھی ہے +

اہل تشیعہ کے ایک نوجوان مصنف کو جو ایک حماقت اور جہالت کا پتلا اور ناپاکی اور گندگی کا کیڑا معلوم ہوتا ہے اور ان القاب کی مستحق اُسکو اُسکی اپنی تحریرات ٹھیراتی ہیں اور یہ ظلم میں داخل ہے کہ اُسکو اپنے مرتبہ سے گرایا جائے۔ اُسکو یہ بات کھٹکی ہے اور وہ اپنے اس اعتراض کو اُٹھانے کی یوں کوشش کرتا ہے کہ جیسے حضرت الیاس۔ حضرت خضر۔ حضرت ادریس۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اُن پر زمانہ کا اثر نہیں ہوتا وہ بھی زمانہ کے اثر سے محفوظ ہیں۔ اول تو یہ کتنی حماقت ہے کہ دعویٰ پر دعویٰ کرتا ہے یعنی جیسے خود اُن کے خیالی مہدی کی نسبت فی نفسہ ایک دعویٰ ہے ایسے ہی ان انبیاء کی نسبت کہ وہ زندہ ہیں ایک دعویٰ ہے جو خود محتاج دلیل ہے اگر پوچھا جائے کہ بھلے مانس بتا کہ تمہارے پاس ان انبیاء کی زندگی کی کیا دلیل ہے تو بجز ندامت اور شرمندگی کے کیا جواب ہوگا کیا اُن کی زندگی کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کریگا کہ جیسے ہمارے مہدی زندہ ہیں اسی طرح وہ بھی زندہ ہیں +

پھر اگر ہم اس بزرگوار ظلافت شعار کی اس بات کو بھی تسلیم کر لیں کہ وہ زندہ ہیں اور ضرور زمانہ کا اثر اُن پر نہیں ہوتا تو خود اُن کے ہاں بلکہ اکثر مورخین کے ہاں بھی مسلم ہے کہ پانچ سال کی عمر میں یا بقول اُن کے زیادہ سے زیادہ دس برس کی عمر میں وہ غار سامرہ میں جو سرمن رائی کے متصل واقع ہے غائب ہو گئے تھے اور چونکہ وہ بقول اُن کے زمانہ کے اثر سے محفوظ ہیں تو جس عمر کے وہ مخفی ہوئے ہیں اُسی عمر میں وہ باہر نکلینگے مگر اُن کی مسلمہ

احادیث کے رو سے اُن کی چالیس برس کی عمر ہونی چاہیئے اور وہ اُس وقت ۴-۵ یا غایت ۱۰ سال کے ہونگے ایسی حالت میں وہ چالیس برس کے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ کہو کہ اُس غار کا خاصہ ہے کہ زمانہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے۔ لیکن جب باہر آ بیٹھیگے تو پھر زمانہ کا اثر شروع ہو جائیگا۔ اگر یہ بات سچ ہے تو پھر وہ اپنی کتاب میں اُن کے زندہ ہونے اور بعض لوگوں سے مختلف مقامات پر اور بعض آدمیوں سے حج کے موقع پر ملاقات کا اظہار کرتے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ گھوڑوں پر سوار مسلح بغداد کے نواح تک دورہ کرتے رہتے ہیں اور جب وہ اس حالت میں اُس غار سے باہر آجاتے ہیں تو پھر زمانہ کے اثر سے کیونکر محفوظ ہوئے۔ پھر اُن کے پیر فرتوت ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے +

اے نادانو یہ تمہاری نطق بالکل لغو اور فضول ہے۔ تم کیوں ایک خیالی اور وہمی بات کے پیچھے پڑکر اُس کی پرستش اور پوجا کر رہے ہو۔ آؤ ذرا خدا سے ڈرو۔ خود تمہاری حدیثوں میں آچکا ہے اور ہم سابق ازیں گذشتہ باب میں لکھ آئے ہیں کہ ہر مومن کے لیئے امام کا پہچاننا نہایت ضروری ہے اور اُس کی عدم معرفت پر سخت وعید آیا ہے۔ کہ ایسے لوگ کفر اور نفاق کی موت مرتے ہیں۔ پھر کیوں اس امر کی طرف کامل تحقیقات نہیں کرتے +

اے بھایو جب تمہارے ہاتھ میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے تم اپنے وہم کے مستور پہلوان کو پہچان سکو۔ پہچاننا تو درکنار خود اُس کی پیدایش اور زندگی میں اتنا اختلاف ہے کہ ندامت اور شرمندگی کے مارے بجز سر در گریبان ہونے کے چارہ نہیں۔ ایسی حالت میں تم اپنے ایمان سے کہو اور تمہیں اُسی وہم کے مخلوق و مرغوب کی قسم ہے سچ بتاؤ کہ کیا موجودہ حالت میں اپنی روایات کے رو سے کیونکر موت مومنانہ کے مستحق ہو سکتے ہو۔ تمہاری حدیثیں تو پکار پکار کر کہتی ہیں کہ امام کا موجود ہونا اور اُس کی نسبت معرفت تامہ ہونا اشد ضروری ہے اور اب امام تو تم میں موجود نہیں تو تمہارا ایمان اور تمہاری عاقبت بخیر معلوم۔ جب تمہارے ایمان کی یہ حالت اور تمہاری موت کی وہ حالت تو تم کس برتے پر امام المتطہرین و اصدق الصادقین کی پاک جماعت کو بُرا بھلا کہتے ہو جنہوں نے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عسر و یسر میں وفاداری اور ہر خطرناک موقعوں پر

جان نثاری کا ثبوت دیا ہے اور اپنے خونوں کو اُس کی راہ میں پانی کی طرح بہایا ہے
اور اپنے مالوں کو اعلائے کلمۂ اسلام میں خس وخاشاک کی طرح اُڑا دیا ہے فَاتَّقُوا اللّٰہَ
یَا اُولِی الْاَلْبَابِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ تَعَالٰی ٭

اگر آپ کے وہی امام مہدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ الہام ہوتا ہو اور اُنکو
غیب کی خبریں دیجاتی ہیں تو یاد رکھو کہ وہ آپ پر ہرگز اعتماد نہیں کرسکتے اُن کو آپ کی
اُس وفاداری کی پوری پوری اطلاع ہوگی جو آپ لوگوں کی طرف سے حضرت علیؓ کے ساتھ
وقوع میں آئی۔ کیا اُن کو معلوم نہیں کہ کوفہ میں آپ لوگوں نے اُس امام پاک سے کیا سلوک
کیا۔ کیا اُن کو اِس فریب کی خبر نہیں جو آپ لوگوں کی طرف سے امام حسین علیہ السلام
کے ساتھ کیا گیا۔ کیا وہ اس بات سے بے خبر ہونگے کہ امام مسلم اور اُس کے بیٹوں کے
قاتل کون ہیں۔ اور سب سے بڑھکر اُس جانگداز اور دلخراش واقعہ کی خبر نہ ہوگی کہ کس طرح
آپ لوگوں نے اُن کو طلب کیا اور پھر کس طرح اُن کو چھوڑ کر الگ ہوگئے اور پھر کس طرح اپنی
آنکھوں کے سامنے خاندانِ نبوی کا خاتمہ کرایا۔ کیا تم اُنہی کی ذریت نہیں۔ اگر مان بھی
لیں کہ وہ زندہ موجود ہیں تو بھی وہ کسی صورت میں باہر نہیں نکل سکتے کیونکہ آپ لوگوں
پر تو اُن کو کسی طرح اعتماد نہیں ہوسکتا او یَلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ اُنکا ورد
زبان ہوگا۔ جب آپ لوگوں کی بے وفائی ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ بارہا تجربہ
میں آچکی ہے تو کیونکر وہ اپنی جان عزیز کو جو اتنی مدت سے بچائے ہوئے ہیں آپ لوگوں
کے بھروسہ پر آپ کے سپرد کردینگے ٭

بعض شیعوں کا اعتقاد ہے کہ امام مہدی علیہ السلام سنیوں کے خوف کے مارے
محجوب ومستور ہیں۔ یہی دو گروہ اب بھی دنیا میں موجود ہیں ایک شیعوں کا اور دوسرا سنیوں
کا شیعوں کی بیوفائی بارہا مشاہدہ میں آچکی ہے اور سنیوں سے وہ خود ڈرتے ہیں تو دونوں
گروہ قابل اعتبار نہ ٹھہرے ایسی حالت میں اُن کا ظاہر ہونا تا قیامت ناممکن الوقوع
ہوگیا۔ اگر کسی وبا یا کسی اور وجہ سے اِن دو گروہوں کا صفحۂ دنیا سے استیصال ہوجائے
تو بھی اُن کا نکلنا مشکل ہے کیونکہ فرقہ بیاضیہ جن کو خوارج بھی کہتے ہیں وہ بھی بکثرت موجود
ہے اور وہ تو اُن کے جانی دشمن ہیں سنی تو اُن کو مان بھی لیں لیکن اُن خوارج کا منانا دشوار ہیں

لئے وہ پہاڑ کی کھوہ سے نہیں نکل سکتے نہ تو اُن لوگوں کا دنیا سے مفقود ہونا نظر آتا ہے اور
نہ اُن کا نکلنا۔ بہرحال اُن کا عدم وجود برابر ہوا +

معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو دنیا کی ذرہ بھی خبر نہیں اور نہ کوئی الہام اُن کو ہوتا ہے ورنہ
آجکل وہ نکل آتے تو اُن کو ذرہ بھی اندیشہ نہیں تھا۔ کیونکہ اس وقت گورنمنٹ انگریزی
ایک ایسی گورنمنٹ ہے جس کے زیر سایہ شیر اور بکری ایک گھاٹ میں پانی پی رہے ہیں۔
کوئی شخص دوسرے کے مال وجان پر دست درازی نہیں کرسکتا اگر ایسی غیر متعصب
اور عادل اور منتظم اور بارعب گورنمنٹ کے زمانہ میں ظاہر نہ ہوئے تو اُن کے لئے سخت
ہی بدبختی اور بے نصیبی ہے۔ اب اُن کو اس سے بہتر اور کون موقع مل سکتا ہے۔ لیکن اگر
واقعی ہوتے تو کیوں نہ نکلتے۔ یہ شیعہ محض اپنے دل کو خوش کر رہے ہیں اور ایک خیال
کی پوجا رچا رہے ہیں۔ کوئی ثبوت اُن کے وجود کا اُن کے پاس نہیں۔ بلکہ جو فی الحقیقت
امام اور سچا امام ہے اور جس نے دنیا کو ناپاک لوگوں سے صاف کرنا شروع کر دیا ہے اور جو
اپنے منجانب اللہ ہونے کا بڑا ثبوت دے چکے ہیں اُن سے کیوں محروم ہو رہے ہو۔ تم
بہت رونا رو چکے اور جو کچھ واویلا کرنا تھا کرچکے اگر کسی مہدی خیالی کا وجود ہوتا تو وہ
ضرور نکل آتا +

بعض نادان یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ زندہ تو ضرور ہیں کیونکہ چند آدمیوں نے اُن کو وقتاً
فوقتاً جنگلوں بیابانوں اور پہاڑوں میں اور گاہے گاہے بغداد کی سڑکوں میں چند
ہمراہیوں کے ساتھ مسلح گھوڑوں پر پھرتے ہوئے دیکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ
اپنی عقل کو فارغ خطی دے بیٹھے ہیں۔ وہ حماقت کا زمانہ گیا۔ آجکل تو ایک روشنی کا زمانہ
ہے کوئی شخص کسی کی بات کو اناپ شناپ نہیں مان سکتا جب تک اُس کو عقل کی کسوٹی پر
چڑھا کر دیکھ نہ لے۔ کون شخص عقل کا اندھا ہے کہ آجکل کے زمانہ میں ایسے لغو اور پوچ
اور دور از قیاس افسانے مان لے۔ ایسی باتیں ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔ کوئی عقل کے
اندھے اور گانٹھ کے پورے مان لیں تو مان لیں کوئی عقلمند تو اسکو تسلیم نہیں کرسکتا +

شیعوں کی اس منطق سے عجیب حیرت آتی ہے ایک طرف تو کہتے ہیں کہ وہ مسلح گھوڑوں
پر سوار مکہ سے بغداد تک پھرتے اور خوب دورہ کرتے ہیں اور بڑے جری اور بہادر ہیں اور

دوسری طرف اُن کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ اس واسطے ظاہر نہیں ہوتے کہ اُن کو لوگوں کا خوف ہے۔ کیا ایسا آدمی جری وشجاع کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے۔ تمام انبیاء اور مامور من اللہ اُس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب کہ اُن کا ایک بھی رفیق نہیں ہوتا کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ کیا تھا تو اُن کے ہمراہ پہلے ہی سے کچھ آدمی ہمخیال تھے ایسا بوداپن اور بزدلی جو شیعوں کے خیالی مہدی میں پائی جاتی ہے وہ شانِ نبوت کے بالکل منافی ہے۔ ایسا آدمی ایک معمولی نمبردار نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ دنیا کا امام اور پیشوا بنے۔

یہ عجیب مہدی ہیں کہ دنیا میں بقول شیعان ایک مومن بھی نہیں اور لوگ از سرتا پا معاصی اور گناہوں میں مستغرق اور ایک مخلوق خطرناک جرائم میں گرفتار ہو رہی ہو اور وہ بے فکر غاروں میں مزہ اڑا رہے ہوں۔ کیا کسی کی حمیت اور غیرت اس امر کی مقتضی ہوسکتی ہے کہ مخلوقاتِ خدا تو کوئیں میں پڑ رہی ہو اور وہ کھڑے تماشہ دیکھا کریں۔ یا اپنی جان بچایا کریں یا کہیں محجوب و مستور ہو کر بیٹھ رہیں۔

اے اہل شیعہ کے دانشمندو سنو اور خوب غور سے سنو یہ قصہ جو آپ کی کتابوں میں درج ہے اور ہر فرد وبشر کی زبان پر بطور ورد جاری ہے یہ سب بے بنیاد اور فضول ہے آپ کو چاہئے کہ اس کو اپنے دلوں سے بالکل نسیاً منسیاً کردیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسے عیسٰے علیہ السلام کی نسبت بعض سنیوں نے جھوٹا قصہ بنا رکھا ہے کہ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں زمین پر اتریںگے ایسا ہی آپ کے بزرگوں نے مہدی کا قصہ بنا لیا ہے۔ یہ سب عیسائیوں اور یہودیوں کی نقل اُتاری گئی ہے۔ یہودی ابتک حضرت ایلیا کے نزول کے منتظر ہیں اور عیسائی حضرت عیسٰے کی جلالی آمد کے امیدوار بیٹھے ہیں ایسا ہی بعض مسلمان عیسٰے اور مہدی کی انتظار میں لگے ہوئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان بزرگوں کا آنا تو ضروری ہے مگر بروزی صورت میں جیسے یوحنا ایلیا کی صورت میں آگیا تھا اور حضرت مسیح نے اُس راز کو آشکار افشا کردیا تھا اسی طرح مسیح موعود نے بھی آکر اس راز سربستہ کو کھول دیا اور بتا دیا کہ عیسٰی علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزی نزول ہو گیا اس فیصلہ کو نہ ماننا وہی نتیجہ لائیگا جو حضرت یوحنا کے نہ ماننے پر حضرت

مسیح کے دشمنوں اور منکروں کا ہوا +

اہل تشیعہ کے عقلمند بزرگو میری اس عاجزانہ نصیحت کو مان لو کہ تم ایک ایسے انسان کے پیچھے نہ پڑو جس کو آپ نے نہ دیکھا ہے نہ بھالا ہے اور جس کی نسبت کسی قسم کا تجربہ بھی نہیں ہوا اول تو بقول آپ کے محمد بن حسن عسکری ایک نابالغ بچہ تھے انسان کی حالت جوانی پر جا کر کھلتی ہے۔ بظاہر تم اُس کی بزدلی کو تو مشاہدہ کر چکے ہو۔ اگر آبھی گئے تو ایسے ڈرپوک سے کیا بندوبست ہوسکتا ہے +

حضرت علی شیر خدا سے تو بڑھ کر نہیں ہوسکتے۔ بقول آپ کے وہ اپنی ساری عمر میں اپنے دشمنوں سے ڈرتے رہے اور ہمیشہ نقصان اُٹھاتے رہے اور اُن کے دشمن کامگار اور کامیاب ہو کر دنیا سے اُٹھے۔ جب شیر خدا سے کچھ بھی بن نہ پڑا اور بقول آپ کے وہ پورے کامیاب دنیا سے نہیں گئے تو اب تم کیونکر امید کرسکتے ہو کہ ایسا بزدل انسان تمہاری مطلب براری کرسکیگا۔ جبکہ وہ اپنی جان بچا کر کہیں چھپ رہا ہے۔ وہ تمہارا امام ہرگز نہیں آسکتا کیونکہ اس زمانہ میں سنیوں اور خوارج کی کثرت ہے شیر خدا کے زمانہ میں ایسے لوگ بہت تھوڑے تھے۔ اور شیر خدا باوجودیکہ خوب عمر پاچکے تھے اور دشمنوں کی چالوں سے خوب واقف ہوگئے تھے اور نیز ایک وسیع تجربہ بھی اُن کو حاصل ہوچکا تھا وہ اپنے دشمنوں سے عہدہ برانہ ہوسکے تو اب تم ایک ناتجربہ کار دنیا اور محض ناآشنا بچہ سے کیا امید کرسکتے ہو۔ اس خیال خام سے باز آؤ اور میری نصیحت کو مان لو ورنہ بجز حسرت اور ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ غار سُرَّ مَن رَّاٰے میں ہر روز کوتل گھوڑے اُنکی سواری کے لئے لیجاتے ہیں اور ہر روز پکارتے ہیں اُخْرُجْ یَامَوْلَانَا اُخْرُجْ یَامَوْلَانَا اگر وہ بھی زندہ ہوتے تو ہر روز کے چیخنے اور چلانے سے اُن کے مزاج مبارک پر اثر پڑتا اور نکل آتے جب اتنی مدت دراز نے ثابت کر دیا کہ تمہاری آواز کا کوئی شنوا نہیں تو پھر آپ ہی غور کریں کیوں بے فائدہ تضیع اوقات کرتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ دیکھو ابن خلکان صفحہ ۴۲ و غایۃ المقصود صفحہ ۴ لغایت ۱۰ و حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۴ و اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۱۳ و سیف المسلول و تحفہ اثنا عشریہ و مہدی نامہ +

(۲۰) ایک گروہ موسیٰ بن طلحہ کو مہدی موعود ٹھہراتے ہیں حالانکہ یہ بزرگ مہدویت کا

انکار کرتے رہے کہ میں مہدی نہیں ہوں۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۱۴۳ +

(۲۱) ۷۹۰ھ میں عباس نام ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں مہدی موعود ہوں مگر بالآخر ناکام مرا۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۱۴۳ +

(۲۲) شروع صدی ہشتم میں تبریز کے رہنے والے ایک صوفی نے مہدویت کا دعویٰ کیا اور اہل کوس کے بہت لوگ اُس کے تابع ہو گئے۔ مگر آخر کو بہت جلد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۱۴۳ +

(۲۳) شہرزور کے پہاڑوں میں ایک گاؤں ہے جس کا نام انکاس ہے۔ وہاں [illegible] میں ایک شخص محمد نامی نے دعویٰ کر دیا کہ میں مہدی ہوں۔ اکثر علماء نے اُس پر فتویٰ کفر لگایا۔ مگر لوگ اُس کے ہمراہ ہوتے گئے اور ایک بڑی جماعت پیدا ہو گئی۔ آخر احمد خان کرزی نے اُس پر فوج کشی کر کے اُس کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور محمد قتل ہوا اور اُس کے بھائی کو اسیر کر کے لے گیا۔ دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۹ +

(۲۴) محمد بن تومرت مغرب کے ملک جبل السوس کا رہنے والا تھا وہ اپنی نسب حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ملاتا تھا وہاں سے چھوٹی عمر میں ممالک مشرقی میں چلا گیا تھا اور عراق میں جا کر امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور نیز دیگر علماء کرام کی شاگردی کر کے علم حاصل کیا پھر مکہ معظمہ میں جا کر حج سے مشرف ہوا اور ایک مدت مکہ معظمہ میں اقامت کرتا رہا جہاں علم شریعت علم حدیث۔ اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ پرہیزگاری کی صفت اُس میں تھی لیکن غریب آدمی تھا کسی قسم کا سامان نہیں رکھتا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ اُس کی کس وجہ سے طبیعت بگڑ گئی اور وہاں سے مصر کی طرف چلا گیا۔ بالآخر کہنے لگا کہ میں مہدی ہوں مگر اُس نے الہام کا دعویٰ کبھی نہیں کیا معیت عبد اللہ بن مسعول رشتہ رفتہ زور پکڑتا گیا اور پھر ہزارہا جانیں تلف کر کے مالک ملک بن گیا اور اپنی مہدویت کے ثبوت کے لئے چند بندوں کو زندہ گور میں چھپا دیا اور لوگوں کو وہاں لیجا کر اُن سے تصدیق کراتا کہ یہی مہدی ہی ہے۔ پھر اُن کو اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ لوگ راز نہ کھول دیں زندہ ہی دفن کرا دیتا۔ کہتے ہیں کہ بڑا کذاب اور ظالم ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کے حریم کو مباح کر دیا تھا اور اولاد اہل اسلام کو منتشر کر کے اُن کے مال کو چھین لیا کرتا تھا۔ اس شخص نے بادشاہ مراکش

مغربی کو بڑا پریشان کیا۔ فوجیں لیکر اُن پر چڑھائی کی اور اُن کے ملک پر تصرف کر لیا۔ آخر بادشاہِ وقت کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ دیکھو تاریخ ابن خلکان صفحہ ۳۴۲، حدیث الغاشیہ صفحہ ۱۱۳۔ وحجج الکرامہ صفحہ ۳۸۷ و مہدی نامہ صفحہ ۸۔ و تاریخ سپین مسٹر کا ڈی +

(۲۵) محمد بن عبد اللہ میمون القداح ایک ملحد آدمی تھا۔ اس کا دادا یہودی تھا۔ مگر اپنے مکر و فریب سے اپنے آپ کو خاندانِ اہل بیتِ نبوی سے منسوب کر کے محمد بن تومرت کی چال اختیار کر کے دعویٰ مہدویت کر دیا۔ اور مصر۔ شام۔ خراسان کے لوگوں کو اپنے داؤ میں لایا جب اُسنے بہت زور پکڑا تو خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ چونکہ آدمی ہوشیار اور بہادر تھا۔ فوج جمع کر کے خوب فتوحات کرتا گیا اور حجاز پر قبضہ کر کے خوب اپنے دعویٰ کو فروغ دیا۔ ممالک مغربی میں ایک شہر بھی آباد کیا جس کا نام مہدویہ رکھا اور اُسی کو اپنا پایۂ تخت بنایا۔ اُس نے اور اُس کی اولاد نے بڑے بڑے گندے اور ناپاک کام کئے اور اسلام کو اُن کے ناپاک ہاتھوں سے بہت صدمہ اور ضرر پہنچا۔ آخر سلطان صلاح الدین شیر دل نے اس شجرۂ خبیثہ ملعونہ کی جڑ کاٹ کر پھینک دی اور جو باقی رہے وہ چنگیز خان کے ہاتھ سے ہلاک کیے گئے۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۸۹ +

(۲۶) سید محمد نے ملک مغرب کی طرف سے نکلکر دعویٰ مہدویت کیا۔ یہ شخص کیمیا گر مشہور تھا۔ سنہ ۷۰۰ھ میں اس نے خروج کیا اُسی اطراف کے اکثر لوگوں نے اس کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا۔ لیکن اُس کا دروغ کہاں تک چل سکتا تھا۔ بالآخر وہ معہ رفقا مارا گیا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۸۹۔ وحجج الکرامہ صفحہ ۳۸۸۔ و مہدی نامہ صفحہ ۹ +

(۲۷) ملک اکراد کے پہاڑ عقر اد عماد یہ میں ایک شخص عبد اللہ نام تھا اور کہتا تھا کہ میں سید حسینی ہوں۔ اُس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جس کا نام محمد رکھا تھا اور اُس کا لقب مہدی رکھا اور کہا کہ یہی مہدی موعود ہے۔ ایک بڑی جماعت اُس کے تابع ہو گئی بعض قلعجات پر قابض ہو گیا والی موصل نے اُس پر چڑھائی کی۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے۔ آخر مہدی بھاگ نکلا۔ اُس کو معہ اس کے بیٹے کے پکڑ لیا گیا۔ اور استنبول میں بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو اُس کے تائب ہونے پر بادشاہ نے اُن کا قصور معاف کر دیا اور اُن کو حکم دیا کہ وہ اپنے ملک میں نہ جانے پاویں +

(۲۸) اطراف مصر میں ایک شخص محمد بن عبداللہ نامی نے ۹۱۷ھ میں مہدی کا دعویٰ کیا اور بہت سے جنگلی لوگ اُس کے ہمراہ ہوئے جن کی جمعیت سے وہ اُن ممالک کے حکام پر یورش کرنے لگا۔ بالآخر وہاں کے حکام نے اُس کو پکڑ کر زندان میں قید کر دیا اور آخرکار تائب ہوا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۸۹ و مہدی نامہ صفحہ ۹ +

(۲۹) ملک افریقہ میں ایک شخص قاسم بن مرہ نامی پیدا ہوا۔ اُس نے مہدویت کا جھنڈا کھڑا کیا اور آخر ناکام ہو کر بہت جلد ہلاک ہوا۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۱۴۳ +

(۳۰) شہر جیلان میں حضرت عبدالقادر الملقب بمحی الدین ایک بزرگ ہوئے ہیں جو امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اُن کے تقوے اور زہد اور عبادت اور کرامات کی شہرت عالم بھر میں ہے چھٹی صدی میں ہوئے ہیں۔ بعض لوگوں نے اُن کو بھی مہدی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ہندوستان کے فرقہ مہدویہ بھی اُن کی مہدویت کا قائل ہے دیکھو ہدیہ مہدویہ۔ لیکن اُنہوں نے کبھی اپنی زبان سے دعویٰ نہیں کیا +

(۳۱) بادیہ ریاح میں ایک شخص سعادت نامی نے موقع پاکر مہدی کا دعویٰ کر دیا وہ نادان یہ نہ سمجھا۔ سعادت بہ بخشایشِ داور ست + نہ بر زور بازو سے زور آور ست + آخر خائب و خاسر ہلاک ہوگیا۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۱۴۳ +

(۳۲) عیسےٰ بن مہرویہ زمانہ مکتفی باللہ خلیفہ عباسی میں نکلا اور شام کے ملک میں بڑا فساد کیا اور بڑے کشت و خون کا مرتکب ہوا مہدی موعود کا دعویٰ کر کے امیرالمومنین مہدی کہلانے لگا مگر خلیفہ مذکور کی فوج نے اُس کو ۲۹۱ھ میں ایک سال کے اندر ہی داصل جہنم کر دیا۔ دیکھو تاریخ الخلفا صفحہ ۲۵۸ +

(۳۳) امرا بن سلیمان نام پادشاہ نے بھی مہدی کا دعویٰ کیا۔ مگر ناکام رہا۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۱۴۳ +

(۳۴) محمد بن عجلان نامی ایک شخص کی نسبت مشہور کیا گیا کہ مہدی ہے گو اُس نے خود دعویٰ نہیں کیا +

(۳۵) سید محمد نور بخش جونپور کے رہنے والے تھے۔ یہ صاحب مغلوب الحال تھے صاحب معارج الولایت لکھتے ہیں کہ سید صاحب موصوف کو کشف ہوا سلوک یاد لکھتے ہیں کہ ایک

شخص سامنے کھڑا ہے اور کہتا ہے اَنْتَ مَهْدِیٌّ یعنی تو مہدی ہے۔ اِس پر اُن کو یقین
واثق ہوگیا کہ ضرور میں مہدی موعود ہوں۔ ایک مدت تک اس دعویٰ پر قایم رہے۔
آخر جب حج کو نکلے تو اثنا راہ میں پھر کشف ہوا اور کچھ حال کھلا تو کہنے لگے کہ میں مہدی
باین معنی ہوں کہ ہدایت یافتہ ہوں اور لوگوں کی ہدایت کے لیے ہادی ہوں لیکن مہدی
موعود نہیں ہوں جس قدر مرید اُن کے ہمراہ تھے اُن کو اس حقیقت سے مطلع کیا اور کہا کہ
میری نسبت جو تمہیں مہدی موعود ہونے کا خیال ہے وہ چھوڑ دو اور یہ بھی کہا کہ جس
قدر باقی پیچھے رہ گئے ہیں اُن کو بھی واپس آنکر یہی ہدایت کرونگا لیکن وہ اثنا راہ میں
بقضائے الٰہی فوت ہوگئے۔ اُن کے ہمراہیوں میں سے جو واپس آئے اُنہوں نے
باقی مریدوں کو مطلع کیا بعض تو اُن کے کہنے سے باز آگئے اور بعض اُسی سابقہ اعتقاد
پر قایم رہے۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۹ و مہدی نامہ صفحہ ۱۱ +

(۳۶) شیخ ادریس رومی جو سلطان بایزید کے زمانہ میں تھے ایک صوفی آدمی تھے
اُن کے ۸۰ خلیفے تھے۔ ایک دن خلفا کو بلاکر کہا کہ مجھے کشف سے معلوم ہوا ہے کہ میں
مہدی ہوں۔ تم بھی اپنے باطن میں توجہ کرو اور جو کچھ انکشاف ہو بیان کرو اِس پر خلیفے
ایک مدت تک متوجہ رہے اور بالآخر اُن سب نے آکر کہا کہ ہمیں بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ
حق پر ہیں جب اِس پر اتفاق ہوگیا تو پھر اُس کا تذکرہ بایزید بادشاہ سے جو ایک نیک
مزاج آدمی تھا کیا گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم شروع کرو ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ چند
روز کے بعد جب ادریس رومی نے باطن کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ الہام رحمانی
نہیں تھا بلکہ شیطانی تھا۔ اُس عزم سے برگشتہ ہوکر سلطان کو بھی حقیقت حال سے مطلع
کردیا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۹۱ و مہدی نامہ صفحہ ۱۱ +

(۳۷) شیخ علی متقی جو ایک مشہور بزرگ ہیں اُنہوں نے بھی دعویٰ مہدویت کیا تھا
مگر انجام کار اُنہوں نے اِس دعویٰ سے رجوع کرلیا۔ دیکھو حدیقۃ الناشیہ صفحہ ۱۴۳ +

(۳۸) سید محمد جونپوری جو دسویں صدی میں ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ایک مشہور
بزرگ ہوئے ہیں۔ واقعی ایک نیک اور متقی آدمی تھے۔ یہ اکثر مغلوب الحال رہتے تھے بچپن
سے علم کا اُن کو بڑا شوق تھا اور تھوڑی مدت میں تحصیل علم کرکے پھر ایک راجہ کی ملازمت

فوج میں کرلی تھی پھر ایک شخص کے کہنے پر اُس راجہ کے ساتھ لڑائی کی اور راجہ کو شکست ہوئی۔ بعد ازاں اُن کی بزرگی کی شہرت ہونے لگی۔ پھر رفتہ رفتہ مریدوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو حج کو چلے گئے وہاں بین الرکن والمقام وعظ کیا۔ بحالتِ مغلوبی انا المہدی انا المہدی کہتے تھے لیکن افاقہ کی حالت میں کہتے تھے کہ میں مہدی موعود نہیں ہوں +

یہ بزرگ سندھ و خراسان کی طرف بھی گئے آخر قندھار کے مضافات میں بقضائے الٰہی فوت ہو گئے۔ اس کے معتقدین جو اکثر جاہل افغان تھے مہدی موعود تسلیم کر کے بہت سا فساد کرتے رہے ہیں حالانکہ جو علامات احادیث میں مہدی موعود کے لئے آئی ہیں۔ اُن میں سے ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا تھا۔ پھر کیونکر موعود ہو سکتے تھے۔ اُس کے پیروؤں کی ایک بہت بڑی جماعت ابتک دکن میں موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں یہ بزرگ صاحب کرامات تھے اور عالم اور متقی تھے لیکن اُن کی اپنی تحریر یا تقریر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اُنہوں نے مہدی موعود ہونے پر اصرار کیا ہو۔ ہمارے نزدیک۔ البتہ مہدی اُن معنوں میں ہو سکتے ہیں جو لغت میں آئے ہیں۔ اُن کے معتقدین کو چاہیئے کہ اُن کے مہدی موعود کے خیال سے باز آئیں۔ اُن کو بزرگ ولی اللہ مانیں۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ و اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۱۵ - ۲۱۶ و مہدی نامہ صفحہ ۱۲ +

(۳۹) تیرھویں صدی کے شروع میں سید احمد بریلوی ایک بہت بڑے بزرگ ہندوستان میں ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے توحید کو از سرِ نو ہندوستان میں قائم کیا۔ بڑے بڑے علماء مثل مولوی عبد الحی صاحب دہلوی و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اُن کی بیعت میں داخل ہوئے کچھ عرصہ یہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کے ہاں تعلیم پاتے رہے بعد ازاں نواب ٹونک کی فوج میں ملازمت کر لی۔ پھر حج کو چلے گئے جب وہاں سے فراغت پا کر آ گئے تو اُن کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ سکھوں پر جو پنجاب کے مسلمانوں پر بڑا ظلم و جور کر رہے ہیں چڑھائی کر کے مسلمانوں کو اُن کے ظلم سے نجات دیجائے۔ چنانچہ اُنہوں نے پٹنہ وغیرہ نواح سے فوج جمع کر کے پشاور فتح کر لیا لیکن درمیان میں پٹھان لوگ جن کی عادت غداری ہے بگڑ گئے اور سکھوں کے ہمراہ ہو گئے اس لئے وہ سرحد کے پہاڑوں میں لڑ کر شہید ہو گئے جہانتک معلوم ہوتا ہے اُنہوں نے اپنی زبان سے مہدی کا دعویٰ نہیں کیا البتہ مولوی محمد اسمٰعیل

صاحب وغیرہ علماء کا خیال تھا کہ وہ مہدی ہیں۔ اور اسی خیال پر اُس کے معتقدین اب تک اس امید میں بیٹھے ہیں کہ وہ ایک وقت میں دوبارہ پھر آئینگے۔ یہ اُن کی غلطی ہے۔ جب خود وہ دعویدار نہیں ہوئے تو کیسے مہدی موعود ہوسکتے ہیں اور کوئی علامت اُن میں ثابت نہیں ہوئی بے شک وہ تیرھویں صدی کے مجدد ضرور تھے اور اُس میں وہ بہت کچھ کامیاب ہوئے کیونکہ ایک کثیر تعداد مخلوق اُن کے زمانہ میں شرک سے بیزار ہوکر توحید کی شیدائی ہوگئی تھی۔ اور نیز اُس مقصد میں بھی کامیاب ہوئے جس کے لئے سکھوں پر چڑھائی کی تھی کیونکہ اُنہی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ پنجاب سے ظلم و ستم کا نشان بہت جلد اُن کی وفات کے بعد معدوم ہوگیا تھا اور مسلمانوں نے اُن کے دستِ تعدی سے نجات پائی۔ اور گویا وہ اس طرح مسیح موعود کے لئے سڑک صاف کر گئے جس طرح یوحنا یعنی حضرت یحییٰ نے حضرت مسیح کے لئے سڑک صاف کی تھی۔ اس سے زیادہ مرتبہ تجویز کرنا خالی از مبالغہ نہیں۔ دیکھو تواریخ احمدی +

(۴۰) محمد سعید یعنی محمد احمد نامی ایک شخص دنقلہ ملک سوڈان میں پیدا ہوا اُس نے ۱۸۸۱ء میں دعویٰ کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ میں مجددِ دینِ اسلام ہوں میں اسلام کو حالت اولیٰ پر لاؤنگا۔ نصرانیوں کی قوت کو توڑونگا۔ سلطان روم و خدیوِ مصر اگر میری مدد نہیں کرینگے تو اُن کا بھی مقابلہ کیا جاویگا۔ چنانچہ اس شخص نے ایک فوج لیکر مقام خرطوم و سواکن فوج انگریزی سے لڑائیں کیں اور فتوحات بھی حاصل کیں۔ مگر ایک مدت کے بعد وہ مرگیا۔ اور اس کے خلیفے اُس کی سُنت پر چلتے رہے اور شکست پر شکست کھائی اور عثمان وغیرہ جو اس جماعت کا ایک بڑا سرغنہ تھا حال ہی میں گرفتار ہوگیا بظاہر اس خط سے جو اخبار پایونیر مورخہ ۴ اپریل ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا ہے ایک بڑا ہی دیندار اور غیر تمند آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اُن کی بنا ایک نیکی پر ہے مگر یہ سراسر غلطی ہے کہ بغیر تبلیغ تام کے تلوار سے کام لینا اسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ تلوار تو اُس وقت جائز ہوتی ہے کہ ارکانِ اسلام کی بجا آوری اور تبلیغ سے روکا جائے اور ساتھ ہی تلوار سے مقابلہ کیا جائے۔ غرض جب ہر طرح مسلمان ستائے جائیں اُس وقت بطورِ مدافعت تلوار اُٹھانا جائز ہے جہانتک ہم نے تحقیقات کی ہے اُسوقت جہاد کی کوئی شرط بھی نہیں پائی جاتی تھی

تو ایسی حالت میں جنگ کرنا از روئے اسلام ایک بھاری معصیت ہے۔ اسلام نے کبھی بھی اجازت نہیں دی کہ زبردستی سے مسلمان کرنے کے لئے تلوار سے کام لیا جاوے یہی امر اس بات کی پوری دلیل ہے کہ واقعی وہ مہدی نہیں تھے چہ جائیکہ مہدی موعود ہوں اگر اُس کو معلوم ہوتا کہ مہدی آخرالزمان کا کام تو رسول اللہ نے یضع الحرب قرار دیا ہے۔ تو فی الحقیقت اگر مومن کامل ہوتے تو کبھی بھی جنگ کا ارادہ نہ کرتے اور طرفہ یہ کہ ایک ایسی قوم سے جنگ کرنا جنہوں نے ہر مذہب کی آزادی کو قایم کر رکھا ہے اور اول درجہ پر امن کی حامی ہے سراسر ناجائز بلکہ خالی از معصیت نہیں تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد احمد مذکور نے مہدی موعود کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ پانیر اخبار مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۸۵ء میں ایک عربی اخبار بنام ابو مدار سے نقل کر کے لکھا ہے کہ ایڈیٹر اخبار ابو مدار نے بذات خود محمد احمد کے پاس جاکر دریافت کیا کہ تو مہدی ہے اس نے جواب دیا کہ میں مہدی نہیں ہوں اگر میں مہدی کا اشارہ بھی کروں تو تمام شیوخ و علماء جو میرے ارد گرد ہیں سب چھوڑ کر بھاگ جاویں گے ہاں میں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے +

(۴۱) ۱۳۰۰ھ میں کربلا کے رہنے والے ایک شخص کو جنون پیدا ہوا کہ میں مہدی ہوں اور بہت لوگ اُس کے دعوی کی تائید میں کھڑے ہو گئے تھے آخر وہ ناکام و نامراد ہو کر دنیا سے اُٹھا۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۴۱۳ +

(۴۲) ریواڑی ضلع گوڑگانوہ کے رہنے والے ایک شخص مولوی اصغر حسین نامی نے جس کی عمر ۶۰ برس سے متجاوز تھی دعوی کیا کہ میں مہدی ہوں۔ یہ شخص قوم کے سید اور صاحب علم بھی تھے کسی زمانہ میں اُن کے بزرگ آسودہ حال تھے مگر گردش زمانہ سے وہ لوگ سخیف الحال ہو گئے اور کافی خوراک بھی نہ ملنے اور پھر کثرت مطالعہ کی وجہ سے اُن کے دماغ میں خشکی پیدا ہو گئی اور جنون اُٹھا کہ میں مہدی موعود ہوں اور چودھویں صدی کا مجدد بھی ہوں اس پر وہ تلوار اور ایک جھنڈا لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو جہاد کی طرف بلانے لگے۔ اخیر کو یہ جنون سمایا کہ اول تھانہ پر یورش کیجائے۔ جب تھانہ قبضہ میں آجائیگا تو پھر ضلع پر حملہ کرونگا اور پھر رفتہ رفتہ تمام ملک پر قابض ہو جاؤنگا۔ چنانچہ اس ارادہ پر وہ تھانہ میں گئے اور تھانہ دار سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اُس نے ہاتھ کڑی

لگاکر ضلع میں بھیجدیا آخر مجنون شمار ہو کر چار ماہ کی حوالات کے بعد رہا کر دیا گیا اور اُس کے بھائی کو ہدایت کردی گئی کہ وہ اُس کی نگرانی کریں۔ یہ وہی مولوی اصغر حسین ہیں جس نے حضرت مسیح علیہ السلام پر ایک ہزار روپیہ کی نالش دائر کی تھی کہ میں نے حضرت موصوف کے اشتہار کا جواب جو عیسائیوں کی نسبت ہے اور عیسائی ہی اُس کے مخاطب تھے جواب دیدیا ہے عدالت میں سوال کرنے پر کہنے لگا کہ میں بھی عیسائی ہی ہوں جب عدالت میں اُس سے ثبوت پوچھا گیا کہ تم کس طرح عیسائی ہو تو جواب دیا کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برحق نبی مانتا ہوں اس لئے میں عیسائی ہوں۔ جب حضرت اقدس کے وکیل نے سوال کیا کہ تم مسلمان ہو یا عیسائی تو اُس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اور مسلمان فی الاصل عیسائی ہیں اور جو تثلیث کے پوجاری ہیں وہ عیسائی نہیں بلکہ نصرانی ہیں۔ اور مرزا صاحب نے مخاطب عیسائیوں کو کیا ہے نہ نصرانیوں کو۔ جب وکیل نے دوسرا سوال کیا کہ عیسائی وہی نماز پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں اور وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں تو کہنے لگا سب کام کرتے ہیں۔ جب پوچھا گیا کہ کیا وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا کرتے ہیں تو کہنے لگا کہ کلمہ صرف لا الہ الا اللہ ہے وہی پڑھتے ہیں مگر محمد رسول اللہ کلمہ میں داخل نہیں۔ بلکہ اُس کا داخل کرنا شرک میں داخل ہے۔ سب مسلمان جو عدالت میں تھے سُنکر متعجب رہگئے اور مجسٹریٹ ہی بول اُٹھا کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ الغرض یہ حال اُس مولوی کا ہے۔ جو مہدی کا دعویٰ کرتا تھا۔ عدالت نے اُس کے دعویٰ کو خارج کردیا اور وہ خائب و خاسر چلا گیا۔ اب اُس کو مہدویت ہی بھول گئی ہے۔ بدوران مقدمہ چند بار راقم نے اُس سے ذاتی ملاقات بھی کی ہے +

(۳۴) ایک شخص اللہ دتا نامی پنجاب ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا ایک ارائیں تھا آدمی نیک بخت اور نماز کا پابند تھا اُسکو بھی خیال پیدا ہوا کہ میں مہدی ہوں حج کو بھی گیا۔ اور وہاں بھی بیت اللہ میں جاکر دعوی مہدی ہونیکا کیا۔ وہاں سے مار کھائی۔ واپس آیا لاہور میں پھرتا رہا چھابڑی اُٹھاکر بازاروں میں سنگترہ بیچا کرتا تھا۔ اُس کا بیان تھا کہ میں اول مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا تو اُس وقت میرا نام عیسےٰ تھا اور انجیل مجھ پر نازل ہوئی تھی پھر دوبارہ مکہ میں آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوا تو میرا نام محمد تھا اور قرآن شریف بھی مجھ پر نازل ہوا تھا۔ اب میں خان بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں۔ اور اب میں آخری

زمانہ کا مہدی ہوں اور عنقریب مجھے حکومت کا عصا ملنے والا ہے۔ جب مل جائیگا تو تمام
کفار کو قتل کرونگا۔ بالآخر وہ تھوڑے دنوں کے بعد فوت ہو گیا +

(۴۴) محمد عبداللہ بن عمر نے مہدی کا دعویٰ کیا۔ اُس کی نسبت اودھ اخبار لکھتا ہے۔ سینٹ پیٹرز برگ کی
تار برقی مظہر ہے کہ مہدی سودانی کی عارضی فتح و فیروزی کی خبر نے اور ایک مہدی محمد عبداللہ
بن عمر نامی کو اُٹھا بٹھایا ہے اُس کا ظہور بخارا میں ہوا ہے اُس کا لقب عقیر ہے اور وہ جناب
سلطان روم خلد اللہ تعالیٰ ملکہ کے نام اس معنے کا نامہ لکھتا ہے کہ بالیقین حضرت نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کے پھریرا سبز کو بر خلاف کفار کھڑا کریں۔ دیکھو اودھ اخبار مورخہ ۲۰ جمادی الآخر
سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۱۷ اپریل ۱۸۸۴ء صفحہ ۲ جلد ۲ نمبر ۱۶ +

(۴۵) کوئی ۳۰ برس کا عرصہ ہوا ہے ایک شخص صاحبزادہ محمد نامی پشاور میں ہوا ہے جس
نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اُس کو عام طور سے ملاں مدا کہتے تھے۔ آدمی نیک اور
متقی تھا۔ بہت لوگ اُس کے معتقد ہو گئے تھے۔ پچاس برس کی عمر کے بعد دعویٰ مہدویت
کیا تھا اور ۶۰ برس کی عمر میں فوت ہو گیا۔ اور اُس کی جماعت پراگندہ ہو گئی +

(۴۶) ملک فارس میں محمد علی نامی ایک شخص ہوا تھا۔ اُسکا ذکر یوں ہے کہ مرزا محمد علی
شیراز میں ۹ اکتوبر ۱۸۲۱ء کو پیدا ہوا اُس کا باپ ایک غریب آدمی تھا مگر اُس کو قریب قریب
وہ عزت حاصل تھی جو ایران میں سید آل رسول کو ہو سکتی ہے۔ بچپن میں بہ حسب معمول سکول
میں تعلیم کے لئے بٹھایا گیا اور آخر اُستاد کی بدسلوکی سے مدرسہ سے علیحدہ ہوا۔ اُس کے بعد
اپنے باپ مرزا رضا کے ساتھ کاروبار تجارت میں شریک رہا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد اُسکا باپ
مرگیا اور وہ اپنے ماموں سید علی نامی کے زیر سایہ رہنے لگا۔ مگر آخر شیراز کو چھوڑ کر بوشہر میں
مسکن گزیں ہوا جہاں کاروبار تجارت کرتا رہا۔ اُس وقت تک اُس کی زندگی میں کوئی
مابہ الامتیاز خصوصیت نہیں پائی جاتی تھی۔ ۲۲ سال کی عمر میں شادی کی اور ایک لڑکا پیدا
ہوا جس کا نام اُس نے احمد رکھا تھا مگر وہ بچپن میں فوت ہو گیا تھا۔ اُس کے عروج
کا بھاری سبب صرف یہ امر ہوا تھا کہ کربلا میں ایک شخص حاجی سید کاظم کے ہاں جو شیخ
احمد احصی کے مریدوں میں سے تھے اور وہاں کے امام اور مجتہد اور مرجع خلائق تھے
مرزا محمد علی موصوف بھی جا نکلا اور چند ماہ تک بزرگ مذکور کی صحبت میں رہتا رہا اور اس

ذریعہ سے وہاں کے لوگوں سے خوب تعارف پیدا کر لیا اور حاجی سید کاظم کی بھی اُس پر خصوصیت کے ساتھ نظر عاطفت ہو گئی تھی۔ پھر وہاں سے شیراز میں گیا کچھ عرصہ کے بعد سید کاظم کا انتقال ہو گیا اور وہ کسی کو اپنا جانشین نامزد نہ کر گیا۔ ہاں اُس نے اپنے بعض روتے ہوئے مریدوں کو نزع کے وقت اتنا کہدیا تھا کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ میں جاؤں اور الحق آئے۔ اسی لئے اُس کے مریدوں میں مدت تک چرچا رہا کہ حق کا کیونکر پتہ ملیگا۔ دعا و نماز میں مصروف ہوئے۔ اِن مریدوں میں ایک شخص ملاحسین خراسانی بھی تھے۔ جسکو سید کاظم سے خاص اُلفت تھی اور اُس کو لوگ اپنے پیشوا کے قایم مقام تصور کرتے تھے۔ اتفاقاً یہ ملاحسین شیراز میں وارد ہوئے اور ساتھ ہی خیال آیا کہ یہاں ایک ہمارا مرید بھائی میرزا محمد علی رہتا ہے اُس کو ملیں بعد دریافت پتہ و نشان ملا موصوف اُس کے مکان پر پہنچے اور دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ اندر سے خود مرزا محمد علی نے دروازہ کھولا اور اندر لیجا کر سید کاظم کی نسبت حالات دریافت کئے۔ ملاحسین نے اُس کے مرنے اور اُس کے مریدوں میں حسب وعدہٗ امام و مقتدائے الحق کی انتظار میں سرگردان ہونے کا ذکر کیا۔ مرزا محمد علی نے یہ موقع پاکر جھٹ پٹ کہدیا کہ وہ الحق جس کی طرف سید کاظم نے اشارہ کیا ہے وہ میں ہی ہوں جس کے سُننے سے ملاحسین کو ابتداً رنج پیدا ہوا مگر چونکہ مرزا موصوف کی گفتگو سحر سے کم نہ تھی آخر ملاحسین مان گیا۔ ملاحسین کا اُس کو الحق تسلیم کرنا ہی تھا کہ سید کاظم کے تمام مریدوں میں شور پیدا ہو گیا اور جوق درجوق مرزا محمد علی باب کے ہاں جمع ہونے لگے ؀

مرزا محمد علی باب نے ۱۸۴۴ء میں برملا دعویٰ کیا کہ مہدی تک پہنچانیکے لئے میں باب یعنی دروازہ ہوں۔ مرزا محمد علی باب نے سورہ یوسف کی تفسیر اور ایک کتاب موسوم بزیارت نامہ لکھی جس کو بابی لوگ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ جب یہ گروہ بہت بڑھنے لگا تو حکام ایران کو فکر پیدا ہوا اور یہ کوشش ہونے لگی کہ اس گروہ کا استیصال کیا جائے۔ محمد علی اس خوف سے کہ مبادا حکام کے ہاتھوں گرفتار ہو جاؤں ایک مرید کو ہمراہ لئے ہوئے خفیہ شیراز سے بھاگ کر مکہ میں پہنچا۔ اور آخر ۶ برس کے بعد وہ معہ دیگر نامی مریدوں کے گرفتار ہو کر طہران میں مارا گیا۔ اس کا انتقال ۱۸۵۰ء میں ہوا۔ اس کے مریدوں کے عجیب عجیب خطاب تھے

ایک کا نام صبح ازل۔ دوسرے کا نام بہاؤ اللہ۔ ایک عورت تھی جس کا لقب قرۃ العین تھا یہ سب بڑے بڑے سپیکر ولیکچرار تھے انکا اثر ملک میں بہت پڑا ہوا تھا۔ دیکھو مضمون ایڈورڈ جی براؤن مندرجہ کتاب ریلجس سسٹم آف دی ورلڈ صفحہ ۳۳۳ +

(۴۷) دسویں صدی ہجری میں شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا کہ میں عیسی بن مریم ہوں جس کے آنے کا احادیث نبویہ میں وعدہ دیا گیا ہے۔ ایک جماعت اُنکے دعوی کی تصدیق میں کھڑی ہو گئی۔ اُس نے اس دعوی کو اپنے ہی شہر اور ملک کی حدود کے اندر محدود نہیں رکھا بلکہ وہ وسط ایشیا کو چیرتا ہوا ہندوستان تک پہنچ گیا۔ جب ملک سندہ میں وارد ہوا تو بادشاہ سندھ نے اُسکو ماخوذ کر کے قتل کرا کر دنیا سے اُس کا نشان مٹا دیا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۶۱ +

(۴۸) دائرہ میاں نعمت میں ایک شخص ابراہیم نامی نے دسویں صدی میں عیسی ابن مریم کے ہونے کا دعوی کیا۔ مگر تھوڑی ہی مدت میں نامراد ہو کر دنیا سے اُٹھ گیا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۶۱ +

(۴۹) دسویں صدی ہجری میں شیخ بھیک نے بھی مسیح کا دعوی کیا۔ ایک مدت تک اس دعوی پر جما رہا۔ مگر بالآخر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے دعوی سے رجوع کر لیا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۶۱ +

(۵۰) تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ شہر لندن میں ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام مسٹر وارڈ تھا۔ چونکہ یہ شخص فصاحت و بلاغت میں ید طولی رکھتا تھا اس کی تقریر کا اثر لوگوں کے دلوں پر پڑتا تھا اس بنا پر اُس نے دعوی کر دیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ طلاقت لسانی و فصاحت بیانی کے زور سے بہت لوگوں کو اپنا معتقد بنا لیا۔ اور وہ لوگ اپنے پیشوا کے نام سے وارڈس من کہلاتے تھے علاوہ دیگر چالاکیوں کے مسٹر وارڈ کی ایک چالاکی یہ بھی تھی کہ میرا دعوی صرف زبانی دلایل پر ہی محدود نہیں بلکہ اسکی تائید کتاب مقدس یعنی انجیل سے بھی ہوتی ہے جہاں لکھا ہے گڈ وِل ٹو وارڈس من یعنی وارڈ کے آدمیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ حالانکہ یہ ایک انگریزی زبان کا محاورہ ہے کہ ٹو ورڈس حرف جار ہے اسما ضمائر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اگر اس بھلے مانس سے سوال ہوتا کہ کتاب مقدس انگریزی

میں نہیں تھی۔ یہ تو ترجمہ ہے۔ اناجیل تو یونانی زبان میں موجود ہیں اُس میں یہ لفظ کہاں ہے
غرض اس قسم کی بیہودہ باتوں سے وہ اپنے دعویٰ کی رونق چاہتا تھا۔ لیکن جھوٹ کے قدم
نہیں ہوا کرتے کہاں تک وہ اس میں چل سکتا تھا۔ آخر جھوٹ کھلتا گیا اور وہ ناکام ہو کر مر گیا
دیکھو اخبار اڈوو کیٹ انگریزی مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء +

(۵۱) سات آٹھ برس کا عرصہ ہوا ہے کہ جزیرہ جمیکا میں ایک حبشی نے دعویٰ کیا کہ وہ
عیسیٰ ابن مریم ہے جس کی انتظار میں ایک مخلوق لگی ہوئی ہے۔ یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ جہاں
جہالت ہو اور دین کی معلومات ہرگز نہ ہوں تو وہاں اس قسم کے خیالات کو لوگ قبول کر لیا کرتے
ہیں اسی واسطے اُس جزیرہ کے جنگلی و بیابانی لوگوں کی ایک جماعت کثیر اُس کی گرویدہ
ہو گئی جس کی وجہ سے حکام جزیرہ کو سخت تشویش دامنگیر ہوئی اور آخر بزورِ حکومت اُسکا
قلع قمع کر دیا گیا دیکھو اخبار اڈوو کیٹ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء +

(۵۲) شیخ محمد سنوسی افریقہ شمالی کے رہنے والے ہیں۔ یہ سید ہیں ان کے والد
سید محمد بن علی الجبریا کے مشہور فقیہ تھے اِن کی بزرگی اور علم کے قائل معتقد مین۔ نجد اور
حجاز۔ طرابلس اور مصر تک کے لوگ تھے اُن کا انتقال ۱۸۵۹ء میں ہوا +
اپنے مرنے سے پہلے وہ کہہ گئے کہ اُن کا بیٹا مہدی ہے۔ آدمی دیندار اور نیک کردار
ہے بیشتر ازیں سنوسی لوگ سلطان عبدالمجید اور سلطان عبدالعزیز کے زمانہ میں انتظام
حکومت کی خرابی سے حکومت عثمانیہ سے بہت بیزار ہو گئے تھے لیکن سلطان عبدالحمید کی
مساعی جمیلہ کی وجہ سے جو انہوں نے انتظام حکومت میں کی ہیں سنوسی لوگ ترکوں کے
دل سے حامی ہو گئے ہیں۔ اس شیخ سنوسی کی عمر اس وقت ۵۵ برس کی ہے اور لاکھوں
اُس کے مرید ہیں اور بڑے بڑے انگریزوں کا خیال ہے کہ اس وقت اُسکے تو مرید نوے لاکھ
سے کم نہیں۔ شیخ سنوسی آجکل جوفو میں رہتے ہیں جو عین ریگستانی میدانوں میں واقع ہے
اور عام طور سے ہر روز کسی سے حتّٰی کہ مریدسے بھی نہیں ملتے صرف سال میں ایکدفعہ اپنے
مریدوں کو ملتے ہیں۔ ورنہ وہ ہمیشہ برقع پوش زاہد ہیں۔ انگریزی مورخوں کا خیال ہے کہ وہ
اپنے ہاں ہر قسم کے ہتھیار بہم پہنچا رہا ہے اور وہ اس تاک میں بیٹھا ہے کہ کوئی موقع لگے تو جہاد
کے لئے جھنڈا اکھڑا کیا جائے۔ لبعض کو اندیشہ ہے کہ موجودہ جنگ ٹرنسوال سے شاید وہ

فائدہ اٹھا کر کھڑا ہو جائے کچھ تعجب کی بات نہیں کہ ایسے گوشہ گزینوں کے معتقد بکثرت لوگ ہو جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد کسی ملا یا صوفی کی غلطی نکالنا کام نہیں ہوتا بلکہ اپنے نفس کی صفائی مقصود ہوتی ہے اور لوگ فطرتاً ایسے لوگوں کی طرف مائل اور راغب ہو جاتے ہیں اور ایسے بزرگ بھی اپنے مریدوں اور ارادتمندوں کی کثرت اور بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کی ترغیب و تحریص پر جوش میں آکر جنگ و جدال بھی کر بیٹھتے ہیں۔ دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔ دیکھو اخبار وکیل امرتسر نمبر ۹ جلد ۶ مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۱ء +

(۵۳) ملک شام میں ایک شخص نے مہدی کا دعویٰ ۱۷۹۹ء میں کیا تھا جبکہ نپولین بونا پارٹ بذات خود جیرات پاشا کمانڈر افواج ٹرکی و سر سڈنی سمتھ کے ساتھ شام میں لڑائی میں مصروف تھا۔ چنانچہ اودھ اخبار رقمطراز ہے۔ پال مال گزٹ کہتا ہے کہ جو مہدی نمود ہو چکے ہیں ان میں سے نپولین اعظم کے جنرل نے ایک مہدی کا ذکر کیا ہے جنرل لافری کا بیان ہے کہ یہ بڑا متعصب شخص تھا اور لوگوں سے کہتا تھا کہ میں وہی مہدی ہوں جس کی خبر دی گئی ہے۔ اسکی خوراک یہ تھی کہ دودھ میں انگلی ڈبو کر ہونٹ پر لگا لیتا اور اس کا نہار مٹھی بھر خاک تھی اور وہ اپنے ساتھیوں کے سامنے جو کئی ہزار جمع ہو گئے تھے اڑاتا اور کہتا کہ میں اسی خاک میں فرانسیسیوں کو ملا دونگا۔ نپولین اس وقت بذات خود سر سڈنی سمتھ و جیرات پاشا سے جنگ کرتا تھا۔ جنرل ہوس نے اس کا حال سنا تو فوج لیکر دامن ہور کو روانہ ہوا اور ان سب کو منتشر کر دیا۔ اور اس لڑائی میں مہدی کے ۱۵۰۰ آدمی مارے گئے ان مقتولوں میں وہ مہدی بھی تھا دیکھو اودھ اخبار مورخہ ۱۲ جون ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۰ جلد ۶ نمبر ۲۴ +

(۵۴) حیدرآباد دکن میں حال ہی میں ایک شخص دعویدار ہے کہ میں مہدی ہوں ان کا نام وحیدالدین ہے۔ شہر مدراس کا رہنے والا ہے۔ عمر ۵۰ سالہ ہے۔ ریاست حیدرآباد میں بوجہ ملازمت سرکار نظام مقیم ہے تعلیم یافتہ آدمی ہے۔ عربی۔ فارسی۔ انگریزی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتا ہے۔ یہ شخص ایک مدرسہ دارالعلوم سرکار نظام حیدرآباد میں بطور مدرس بمشاہرہ ۷۵ ماہوار ملازم تھے لیکن ملازمت کو ترک کر کے اب دعویٰ مہدویت کرنے لگے ہیں ۱۳۱۳ ہجری سے دعویٰ شروع کر رکھا ہے۔ کہ میں مہدی ہوں لیکن عام طور سے

ہر وقت اعلان دعویٰ نہیں کرتے بلکہ جب ایک قسم کا جوش ہوتا ہے تو بے اختیار بول اُٹھتے ہیں انا مہدیؑ انا مہدیؑ۔ نماز وغیرہ کے بھی پابند ہیں۔ جب کہیں نکلتے ہیں تو آنکھوں پر ایک سفید کپڑا ڈال لیتے ہیں۔ جب لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کہیں غیر محرم پر نظر نہ پڑ جائے۔ نصاریٰ کے سخت دشمن ہیں چنانچہ ایک بار رزیڈنٹ صاحب بہادر کو جو ریاست حیدر آباد میں مقیم ہیں یہ خط لکھ مارا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ ورنہ بہت ذلت اُٹھاؤ گے اور اگر بد دعا کرونگا تو بہت خرابی ہوگی۔ اِس خط پر مدار المہام بہادر نے تحقیقات کرائی اور آخر ثابت ہوا کہ یہ شخص مجنون ہے +

چنانچہ اُن کے ایک شاگرد عبدالخالق احمدی نامی نے جو وہیں حیدر آباد کے رہنے والے ہیں اور جو حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی موعود کی جماعت میں داخل ہیں بذریعہ ایک خط کے جو اُنہوں نے اِس عاجز کے پاس ارسال فرمایا ہے اُنکی جنون کی تصدیق کی ہے

(۵۵) حال ہی میں ایک شخص محمد الہبا نامی نے ملک مراکو میں جو افریقہ کا شمالی حصہ ہی اور ملک بربر کا ایک جزو اعظم ہے مہدویت کا دعویٰ کیا ہے چنانچہ اخبار روزانہ زمیندار مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۱۲ء میں لکھا ہے :-

سولائے عبدالحفیظ کے تخت و تاج سے کنارہ کش ہونے کے بعد شمالی حصہ میں وغیرہ اور شرقی حصے میں ابوحمارہ اور دیگر حصص مراکو میں کثیر التعداد مدعی سلطنت پیدا ہو گئے مگر سب سے زیادہ خطرناک مولائے محمد الہبا ہیں۔ وہ مدعی مہدویت ہیں اور ایک مشہور و معروف ولی اللہ کے صاحبزادے اور خود بھی مقامِ ولایت میں قدم زن ہیں۔ جنوب مراکش اور صحرائی مقامات میں ان کے خوارق عادات اور کرامات کا جابجا شہرہ ہے۔ اِس وقت اُنہوں نے دو قسم کے جہادوں کا اعلان کیا ہے۔ اول ہر ایک اجنبی کے خلاف۔ دوسرے اسلام کے علاوہ تمام معتقدات کے خلاف۔ جنوب مراکو کے باشندے اِن کے ہمراہ ہو گئے ہیں اور خطرناک طریق پر علمِ جہاد بلند کر رہے ہیں +

چنانچہ [illegible] مہدی مذکور نے مراکو کے دار السلطنت پر فوجیں اُتار دیں اور وہاں [illegible] اور دیگر لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ ہسپانیہ اور فرانس کی متفقہ افواج محمد الہبا کے مقابلہ میں ہو جائینگی +

(۵۶) مُلک ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں لاہور سے گوشۂ شمال مشرق میں ایک گانوں قادیاں نام ہے جو ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا گمنام گانوں تھا۔ دنیا میں اس کو کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا بجز اُس ضلع کے آدمیوں کے جس میں وہ واقع ہے یہاں مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب رئیس اعظم سکونت پذیر تھے جو قوم کے مغل گوت کے برلاس کہلاتے تھے۔ کہتے ہیں اُن کے آباؤ اجداد کسی وجہ سے سمرقند اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہکر بزمانۂ حکومتِ خاندانِ مغلیہ ہندوستان میں آئے اور جہاں پر اب موضع قادیاں واقع ہے وہاں ایک کفِ دست میدان تھا قریب دوسو آدمیوں کی جماعت نے وہاں پر آکر ڈیرے لگادئے اور ایک گانو آباد کیا جسکا نام اُنہوں نے اسلام پُور رکھا جو بعد ازاں اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے موسوم ہوا اور بالآخر قادیاں کہلانے لگا اور اب لوگ کدیاں کہتے ہیں جسکو عربی میں اگر لکھا جاوے تو کدِعہ ہوتا ہے۔

زمانِ حکومتِ خاندانِ مغلیہ میں اس خاندان کو علاوہ جاگیر کے اس علاقہ کی حکومت بھی تفویض تھی اور اُس وقت اس علاقہ میں ۸۵ دیہات خورد و کلاں تھے۔ یہ سب اِس خاندان برلاس کے قبضہ و تصرف میں تھے اور اُنکا پایہ تخت اسلام پور تھا جو اب قادیاں کے نام سے موسوم ہے۔ یہ پتہ نہیں ملتا کہ یہ خاندان سمرقند کو کیوں ترک کرکے اس ملک میں آکر رہنے لگا کیونکہ یہ خاندان وہاں بھی معزز اور والیان مُلک میں سے تھا بہر حال کوئی ہی سبب ہو۔ وہ ضرور سمرقند سے جو مضافاتِ فارس سے ہے آئے اور ہندوستان کے بادشاہان نے بھی اُن کی قدیمی عزت و وقار کو بحال رکھکر اس علاقہ کی جاگیر اور حکومت عطا کردی جو ایک مدت مدید تک قائم رہی۔ جب سکھوں کا دور دورہ ہوا جو محض ناخواندہ اور جاہل قوم تھی اور جنکا پیشہ بجز لوٹ گھسوٹ اور ڈاکے اور رہزنی کے اور کچھ نہ تھا سلطنتِ مغلیہ کے زوال کا موقعہ پاکر کھڑی ہوگئی تھی اور نہایت بے رحمی اور بے دردی سے بنی نوع انسان کی جان و مال اور عزت پر پانی پھیر کر خاک میں ملا دینا اُن کے ہاں کوئی عیب نہ تھا اس کمزور دُور افتادہ خاندان کو بھی مستثنےٰ نہیں رکھا بلکہ قادیاں میں وارد ہوکر تمام قصبہ پر تسلط کرلیا اور مسجدیں گرادی گئیں یا انکو دھرمسالے بنائے گئے اور قرآن شریف اور اسلامی

کتب جس قدر موجود تھیں سب کی سب جلا کر خاک سیاہ کر دی گئیں +

راجہ رنجیت سنگھ کے عہدِ حکومت کے آخری دنوں میں مرزا غلام مرتضےٰ خاں صاحب کی سعی و کوشش سے صرف پانچ دیہات بطور گذارہ واپس ملے +

مرزا صاحب موصوف کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام مرزا غلام قادر صاحب تھا جو اپنے آبائی طرز پر زندگی بسر کر کے دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ دوسرے مولود مسعود کا نام مرزا غلام احمد صاحب تھا جو ابتدا ہی سے اپنی آبائی زندگی کی طرز سے متنفر تھے۔ اُن کا تولد ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوا۔ میں نے گانو کے بوڑھوں اور حضرت مرزا صاحب کے ہم عمر لوگوں سے بچپن کے حالات دریافت کئے ہیں۔ سب کے سب یک زبان بلا کسی اختلاف کے کہتے ہیں کہ اُنکو کھیل و کود سے کچھ چنداں رغبت نہ تھی۔ اور جیسے کہ عموماً بچوں کی حالت ہوتی ہے کہ ذرہ ذرہ سی بات پر لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے کو گالیاں نکالتے ہیں۔ ان میں سے ایک بات بھی ان میں نہ تھی۔ جب آپ کی عمر چھ سات برس کی ہوئی بموجب رواجِ زمانہ اُنکے والد نے اُن کے پڑھانے کے لئے ایک فارسی خوان اُستاد نوکر رکھا جس نے قرآن شریف بلا ترجمہ اور چند معمولی فارسی کی کتابیں اُن کو پڑھائیں۔ اور جب اُن کی عمر دس برس کی ہوئی تو ایک اور مولوی اُن کی تعلیم کے لئے رکھے گئے جنہوں نے چند صرف و نحو کی کتابیں پڑھائیں۔ یہ دونو اُستاد سنی المذہب تھے۔ اس کے بعد جب اُن کی عمر سترہ سال کی ہوئی تو شیعہ مولوی اُن کی تعلیم کے لئے رکھے گئے جنہوں نے چند کتابیں نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ کی پڑھائیں اور علمِ طب میں بعض کتابیں اپنے والد صاحب سے سیکھیں جو علمِ طبابت میں ایک بڑے ماہر اور تجربہ کار طبیب تھے۔ الغرض معمولی درسی کتابیں پڑھنے کے بعد اُن کے والد نے ان کو دنیاوی کاروبار میں لگنے کی کوشش کی گا ہے ملازمت کے لئے مجبور کر کے ایک جگہ مقرر کرا دیا گیا ہے مقدمات کی پیروی کے لئے حکم دیدیا۔ اُن کو مقدمہ کی فتحیابی یا ناکامی پر کچھ خوشی یا افسوس نہیں ہوتا تھا۔ دورانِ ملازمت میں جب اُن کے والد نے دیکھا کہ اُن کو کچھ بھی ملازمت کی طرف دلچسپی نہیں ہے تو واپس بلا لیا۔ کیونکہ وہ ہر وقت دین کی فکر میں مستغرق رہتے تھے۔ اور اپنے مکان کے دروازہ بند کر کے قرآن شریف اور دیگر کتب کے مطالعہ میں لگے رہتے تھے۔ جب ملازمت

سے واپس آئے تو ایک چوبارہ میں در بند کر کے بیٹھ گئے اور غالباً ۱۲ سال تک اُس میں رہے
جب دل اُکتاتا تو باہر جنگل کی طرف ہوا خوری اور چہل قدمی کے لئے چلے جاتے تھے اور کل
امورات دنیا داری و خانہ داری سے بالکل دست بردار ہو چکے تھے۔ اُن کے والد کو ہمیشہ
اپنے اس بیٹے کا غم دامنگیر رہتا کہ خدا جانے اس کی کس طرح زندگی بسر ہوگی جب کوئی معزز
دوست اُن کی ملاقات کو آتا اور حضرت مرزا صاحب کا حال دریافت کرتا تو وہ کہہ دیتے کہ وہ
تو گوشہ گزین ہو گیا ہے۔ اکیلا ایک جگہ رہتا ہے کسی سے سروکار نہیں رکھتا۔ ایک دفعہ
لچھمن داس برہمن کو اُن کے والد نے کہا کہ تم غلام احمد کو جا کر سمجھاؤ اور کہو کہ اگر میراثِ پدر
خواہی علمِ پدر بیاموز۔ یعنے اگر تو اپنے باپ کی میراث چاہتا ہے تو اپنے باپ دادوں کا علم
حاصل کر۔ چنانچہ اُس نے اسی طرح جا کر کہا وہ مسکرا کر چپ ہو گئے۔ اسی طرح جب کوئی
معزز دوست آتا اُس کو بھی کہتے کہ غلام احمد کو سمجھاؤ کہ دنیا میں رہنا ہے تو دنیا کے کاروبار
میں مصروف ہو جاؤ ورنہ مصائب اُٹھاؤ گے ایسی باتیں سُنکر اول تو خاموش ہی ہو جاتے
تھے اور اگر کوئی مجبور کرتا تو کہہ دیتے کہ والد صاحب اور بھائی صاحب ان کاموں کے
لئے کافی ہیں۔ میری کیا ضرورت ہے +

الغرض اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ان کی سرشت ایسی بنائی تھی کہ من کل الوجوہ ان کو
اپنا مجذوب بنا لیا تھا اور ابتدائی عمر سے ان کو الہام الٰہی بھی شروع ہو گئے تھے۔ اگر باپ کو معلوم
ہوتا کہ میرا یہ بیٹا جس کو میں دنیا کی حیثیت سے عاجز اور ناتوان خیال کرتا ہوں ایک عظیم الشان
انسان بننے والا ہے تو وہ کبھی بھی حسرت آمیز کلمات منہ سے نہ نکالتے بلکہ اپنے خاندان
کے لئے جائے فخر و وسیلہ عزت سمجھتے +

چونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے ایک شاندار کام لینا تھا اس لئے اس نے اُن کو شروع
ہی سے پاک اور مقدس بنایا تھا اور اُن کی عمر کا وہ حصہ جو انسانی خواہشوں اور نفسانی جوشوں
کا زمانہ ہوتا ہے نہایت ہی پاکبازی اور راست روی میں بسر ہوا میں نے بہت بوڑھے
ہندوؤں اور مسلمانوں کو جو دشمن سے دشمن بھی ہیں اُن کی جوانی کے عالم کا حال دریافت
کیا ہے تو سب نے اُن کی پاک باطنی اور نیک چلنی کی گواہی دی ہے اور ایک آدمی بھی نہیں جس نے
اُن کی ذات کی نسبت کسی قسم کا عیب لگایا ہو۔ حتےٰ کہ خدا و رسول کے دشمنوں نے بھی جنکو

اِس راستباز اِنسان سے شدید دشمنی اور مخالفت تھی اِنکی پاک باطنی کے خلاف کچھ ظاہر نہیں کیا باوجودیکہ میں نے تنہائی میں بار بار بوڑھے ہندوؤں اور سلمانوں سے دریافت کیا مگر سب نے یہی جواب دیا کہ بچپن ہی سے وہ نیک اور پاکباز ہیں۔ اُن کی ذات سے کسی کو بھی رنج یا تکلیف نہیں پہنچی ابتدا ہی سے اُنہوں نے گوشہ گزینی اختیار کر لی تھی +

جب قریب تیس برس کی عمر کے ہوئے تو اسلام میں کمال درجہ کا ضعف پاکر اور مسلمانوں کو حقیقی اسلام سے بالکل دور دیکھکر شب و روز اس فکر میں گداز ہونے لگے اور خدا تعالیٰ سے راتوں اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگتے تھے کہ اے عزیز مولےٰ اسلام کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہو گئی ہے تو ہی رجوع برحمت فرمائیو کہ تیرے سوا اسلام کا کون حامی و مددگار ہے اسلام اور پیغمبر علیہ السلام اور قرآن کریم پر ناپاک اور ناقابل برداشت حملے ہو رہے ہیں جن کی مدافعت سوائے تیری خاص توفیق اور مدد کے کوئی نہیں کرسکتا۔ جب اُن کو زار زار روتے اور چیختے اور چلاتے دس بارہ برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو علم لدنی عطا فرماکر چودھویں صدی کا مجدد بنایا۔ پھر تو کیا تھا۔ یہ خطاب ملتے ہی تمام ادیان باطلہ کی کتابوں کو ملاحظہ کر کے دین اسلام پر جن جن فرقوں نے حملے کئے تھے اول اخباروں کے ذریعہ پھر کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ ایسے خوش اسلوبی سے اُٹھا دیئے کہ مخالفین کی کمریں توڑ دیں۔ اُس کتاب کے شروع کرتے ہی ایک اشتہار اردو اور ایک انگریزی میں شائع کیا جن کی تعداد بیس ہزار تھی۔ دنیا کا کوئی ملک اُس کی اشاعت سے خالی نہیں رہا حتٰے کہ بڑے بڑے سلاطین دنیا و وزرائے و امرا و لارڈ بشپ و بشپ و مشاہیر پادریان ونامی پنڈتان اور ہر گروہ کے پیشوا ان و قومی ریفارمران کو چیلنج بھیجا کہ میں اُس خدا کی طرف سے جو اسلام کا حافظ و نگہبان ہے اس امر کے لیے مامور ہوا ہوں کہ دنیا پر آفتاب عالمتاب کی طرح ظاہر کر دوں کہ اگر کوئی مذہب روئے زمین پر خدا کی طرف سے واجب التعمیل ہے تو اسلام ہی ہے اور اگر کوئی آسمانی کتاب جس کی پیروی لازمی اور ضروری ہے وہ قرآن کریم ہے جس میں تمام صداقتیں اور حقائق بھرے ہوئے ہیں جس کی نظیر دنیا کی کوئی کتاب پیش نہیں کر سکتی۔ اور اگر کوئی پیغمبر جس کی اطاعت کے بغیر انسان کی مخلصی اور نجات نہیں ہو سکتی واجب التعظیم و تکریم ہے تو وہ فخر الاولین والآخرین امام المتقین و سید المرسلین ہادی راہ

ہُدیٰ و خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلوات اللہ و سلامہ ہیں۔ اگر ان امور مذکرہ بالا میں کسی کو شک و شبہ ہو تو میرے پاس آئے میں ہر طرح سے اُس کی تسلی کر دونگا۔ اور علاوہ ازیں چونکہ اُس عزیز حکیم خدا نے مجھے شرف مکالمہ بخشا ہے اور میری دعا کو قبول فرماتا ہے اور بعض غیب کی خبریں مجھ پر عیاں کرتا ہے۔ لہذا میں آسمانی نشان بھی دکھلا سکتا ہوں جس سے حق کے طالب کو علی وجہ البصیرت اطمینان ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ہم بجنسہ اُس خط کو درج کرتے ہیں۔ جو انگریزی و اردو و اخبارات میں طبع کرا کر ہر مذہب کے لوگوں کو بھیجا گیا +

نقل خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد ما وجب گذارش ضروری یہ ہے کہ یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت قادر مطلق جل شانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور اُن لوگوں کو جو راہِ راست سے بے خبر ہیں صراطِ مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اس عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں) دکھلاوے اسی غرض سے کتاب براہین احمدیہ تالیف پائی ہے جس کی ۳۷ جزو چھپ کر شائع ہو چکی ہیں اور اس کا خلاصہ مطلب اشتہار ہمراہی خط ہذا میں درج ہے۔ لیکن چونکہ پوری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ بالفعل یہ خط معہ اشتہار انگریزی شائع کیا جائے اور اس کی ایک ایک کاپی بخدمت معزز پادری صاحبان پنجاب و ہندوستان و انگلستان وغیرہ بلاد جہانتک ارسال خط ممکن ہو جو اپنی قوم میں خاص طور پر مشہور اور معزز ہوں اور بخدمت معزز برہمو صاحبان و آریہ صاحبان و نیچری صاحبان و حضرات مولوی صاحبان جو وجودِ خوارق و کرامات سے منکر ہیں اور اس وجہ سے اس عاجز سے بدظن ہیں ارسال کیجاوے +

یہ تجویز نہ اپنے فکر اور اجتہاد سے قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت ہوئی ہے اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب جو خط پہنچنے پر

رجوع بھی نہ کرینگے ملزم و لاجواب و مغلوب ہو جاوینگے۔ بنا بر علیہ یہ خط چھپوا کر آپ کی خدمت
میں اس نظر سے کہ آپ اپنی قوم میں معزز اور مشہور اور مقتدا ہیں ارسال کیا جاتا ہے اور آپکے
کمالِ علم اور بزرگی کی نظر سے امید ہے کہ آپ حسبۃً للّٰہ اس خط کے مضمون کی طرف توجہ فرما کر
طلبِ حق میں کوشش کرینگے۔ آپ نے اُس کی طرف توجہ نہ کی تو آپ پر حجت تمام ہوگی
اور اُس کارروائی کی (کہ آپ کو رجسٹری شدہ خط ملا پھر آپ نے اس کی طرف توجہ کو
مبذول نہ فرمایا) حصہ پنجم کتاب میں پوری تفصیل سے اشاعت کیجاویگی۔ اصل مدعا خط
جس کے ابلاغ سے میں مامور ہوا ہوں یہ ہے کہ دینِ حق جو خدا کی مرضی کے موافق
ہے صرف اسلام ہے اور کتابِ حقانی جو منجانب اللہ محفوظ اور واجب العمل ہے صرف قرآن
ہے۔ اس دین کی حقانیت اور قرآن کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا آسمانی نشانوں۔
(خوارق و پیشین گوئیوں) کی شہادت بھی پائی جاتی ہے جسکو طالبِ صادق اس
خاکسار (مؤلف براہین احمدیہ) کی صحبت اور صبر اختیار کرنے سے بمعائنہ چشم تصدیق
کر سکتا ہے۔ آپ کو اس دین کی حقانیت یا ان آسمانی نشانوں کی صداقت میں
شک ہے تو آپ صادق بنکر قادیان میں تشریف لاویں اور ایک سال تک اس عاجز
کی صحبت میں رہکر ان آسمانی نشانوں کا بچشمِ خود مشاہدہ کرلیں۔ لیکن اس شرط و نیت
سے (جو طالبِ صادق کی نشانی ہے) کہ بمجرد معائنہ آسمانی نشانوں کے اس جگہ (قادیان)
میں شرفِ اظہار اسلام یا تصدیق خوارق سے مشرف ہو جاوینگے۔ اس شرط و نیت
سے آپ آوینگے تو ضرور انشاء اللہ تعالیٰ آسمانی نشان مشاہدہ کرینگے۔ اس امر کا
خدا کی طرف سے وعدہ ہو چکا ہے جس میں تخلف کا امکان نہیں۔ اب آپ تشریف نہ
لاویں تو آپ پر خدا کا مواخذہ رہا اور بعد انتظار تین ماہ کے آپ کی عدم توجہی کا حال درج
حصہ پنجم کتاب ہوگا۔ اور اگر آپ آویں اور ایک سال تک رہکر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ
نہ کریں تو دوسو روپیہ ماہوار کے حساب سے آپ کو جرمانہ یا ہرجانہ دیا جائیگا۔ اس دوسو
روپیہ ماہوار کو آپ اپنی شان کے شایاں نہ سمجھیں تو اپنے حرجِ اوقات کے عوض یا
ہمارے وعدہ خلافی کا جرمانہ جو آپ اپنی شان کے لایق قرار دینگے ہم اُس کو بشرطِ استطاعت

٭ یہ ان حضرات نیچریہ یا مولوی صاحبان کو کہا جاتا ہے جو اسلام کو مانتے ہیں اور پھر وجودِ خوارق و کرامات سے
منکر اور اس عاجز پر بدظن ہیں۔

قبول کرینگے۔ طالبانِ حرجانہ یا جرمانہ کے لئے ضروری ہے کہ تشریف آوری سے پہلے بذریعہ رجسٹری ہم سے اجازت طلب کریں اور جو لوگ حرجانہ یا جرمانہ کے طالب نہیں اُن کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ بذاتِ خود تشریف نہ لا سکیں تو آپ اپنا وکیل جس کے مشاہدہ کو آپ معتبر اور اپنا مشاہدہ سمجھیں روانہ فرماویں مگر اس شرط سے کہ بعد مشاہدہ اُس شخص کے آپ اظہارِ اسلام یا تصدیقِ خوارق میں توقف نفرماویں آپ اپنی شرطِ اظہارِ اسلام یا تصدیقِ خوارق ایک سادہ کاغذ پر جس پر چند ثقات مختلف مذاہب کی شہادتیں ہوں تحریر کر دیں جس کو متعدد اردو و انگریزی اخباروں میں شائع کیا جائیگا۔ ہم سے اپنے شرط دو سو روپیہ ماہوار حرجانہ یا حرجانہ دیا جو آپ پسند کریں اور ہم اُس کی ادائیگی کی طاقت بھی رکھیں، عدالت میں رجسٹری کرالیں اور اُس کے ساتھ ایک حصہ جائداد بھی بقدرِ شرط رجسٹری کرالیں۔ بالآخر یہ عاجز حضرت خداوند کریم جل شانہٗ کا شکریہ ادا کرتا ہے جس نے اپنے سچے دین کی براہین ہم پر ظاہر کیں اور پھر اُن کی اشاعت کے لئے ایک آزاد سلطنت کی حمایت میں جو گورنمنٹ انگلشیہ ہے ہم کو جگہ دی۔ اس گورنمنٹ کا بھی حق شناسی کی رو سے یہ عاجز شکر کرتا ہے والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ۔ فقط

الراقم

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ ملک پنجاب

مگر افسوس کہ حق کا رعب اُن پر ایسا چھایا کہ کسی نے اس طرف رخ بھی نہ کیا اور مسلمانوں میں جو سعید الفطرت تھے وہ جوق جوق مصائبِ سفر اُٹھا کر حاضرِ خدمت ہوئے اور بہت سے بزرگوں نے بیعت کی بھی درخواست کی لیکن بوجہ اس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس وقت تک مامور نہیں ہوئے تھے بیعت سے انکار کرتے رہے۔ آخر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو بحکم والہام ربانی یہ اشتہار جاری کیا جو سبز اشتہار کے آخری صفحہ پر ہے جو بشیر اول کی وفات پر لکھا گیا تھا وھو ہذا +

میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبتِ مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ

زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں اُنہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں اُن کا غمخوار ہونگا اور اُنکا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کرونگا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں اُن کے لئے برکت دیگا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان تیار ہونگے۔ یہ ربانی حکم ہے جو میں نے آج پہنچا دیا۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ +

المبلغ خاکسار غلام احمد عفی عنہ
یکم دسمبر ۱۸۸۸ء

پھر اس کے بعد ایک اشتہار بنام تکمیل تبلیغ جاری کیا جس میں مبایعین کے لئے شرطِ بیعت درج ہیں جن کی تعمیل سے ایک سچائی اور پاکیزگی کا بھوکا سلوک کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ سکتا ہے۔ چنانچہ شرائط حسب ذیل ہیں +

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا +

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق وفجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے +

سوم۔ یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکمِ خدا ورسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نمازِ تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اُس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنے ورد بنائیگا +

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے +

پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے

ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائیگا +

ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا اور ہوس سے باز آئیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا +

ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا +

ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا +

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا +

دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو +

ان شرائط سے پہلے ایک اشتہار بدیں مضمون دیا کہ ۴ مارچ تک لودیانہ میں ہی جن صاحبوں نے بیعت کرنی ہو ۲۰ سے ۲۵ تک لودیانہ میں حاضر ہو جائیں اور اُس کے بعد قادیان میں بیعت لیجائیگی۔ اس پر بہت سے لوگ بمقام لودیانہ حاضر ہو کر مشرف بہ بیعت ہوئے۔ پھر اُس کے بعد یہ سلسلہ ابتک جاری ہے اور اس عرصہ گیارہ سال میں لوگوں کو بڑے بڑے ابتلا بھی آئے جس میں بہت سے کمزور اور بودے دل کے آدمی الگ ہو گئے اور یہ ضروری ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ یہی منہاج نبوت ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر حضرت مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے میں شک ہوتا۔ کیونکہ مکار اور منفی آدمی اپنی چالاکیوں سے ہر قسم کے آدمیوں کو اپنا گرویدہ کر لیتا ہے اور کسی صورت میں اُن کا قطع تعلق نہیں ہونے دیتا۔ لیکن جو مامور من اللہ ہوتے ہیں وہ اپنی جماعت بناتے آتے ہیں۔ اور چونکہ لوگوں کی طبیعت فطرتاً ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ طلب منافع کے لئے جہاں فائدہ دیکھتے ہیں آکر شامل ہو جاتے ہیں لیکن جب ان

کی دنیاوی اغراض پوری ہوتی نظر نہیں آتیں تو وہ جھٹ پہلو تہی کر لیتے اور کسی ابتلا کے وقت بالکل الگ ہو جاتے ہیں +

ماہ جمادی الثانی شنہ ۱۳۰۸ھ میں حضرت مرزا صاحب نے بحکم الٰہی ظاہر کیا کہ قرآن و احادیث میں جس مسیح کے آخری زمانہ میں آنے کا وعدہ دیا گیا ہے وہ میں ہوں اور تین کتابوں میں یعنے فتح اسلام۔ توضیح مرام و ازالہ اوہام میں مدلل طور سے ثابت کیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مسیح ناصری جو بنی اسرائیل کے گھرانے کے آخری نبی تھے وہ مثل دیگر کل انبیا کے فوت ہو چکے ہیں اور مسیح جو آنے والا ہے وہ اسی امت محمدیہ سے ہوگا جیسا کہ حدیث بخاری سے ظاہر ہے اور نیز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ نبوت انہی پر ختم ہو چکی ہے۔ اور مہدی بھی کوئی الگ نہیں ہے۔ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخص ہے اور وہ میں ہی ہوں اس دعویٰ کو نہایت ہی قوی دلائل و براہین سے ثابت کیا۔ اور کوئی پیچیدگی درمیان میں نہیں رکھی۔ اس پر بعض نفس پرست علماء نے اُن کی نسبت فتویٰ تکفیر مرتب کرکے بعض ہندوستان کے علماء سے مہریں کرائیں۔ اور صدّ عن سبیل اللہ کے پورے مصداق ہوئے مگر پھر بھی سعید فطرتیں اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو گئیں جب علماء نے اس طرح اپنی کامیابی نہ دیکھی تو مباحثہ پر آمادہ ہوئے۔ اُس میں بھی اُنھوں نے منہ کی کھائی اور خائب اور خاسر ہوئے۔ جس کو خدا تعالیٰ علم لدنی عطا کرے اُس کے سامنے یہ الفاظ پرست خشک ملاں کیا تاب مقابلہ لا سکتے ہیں۔ ہر طرح سے ذلیل اور خوار ہوئے +

جب اس طرح بھی کامیابی نہ دیکھی تو غیر مذاہب کے لوگوں کو برانگیختہ کیا اور مقدمہ بازی شروع کرادی اور خود شاہد بنے اس میں بھی نامراد اور ناکام رہے تو گورنمنٹ کو اکسانے لگے اور جھوٹی مخبریاں کرکے گورنمنٹ کے حکام کو اُن کی نسبت بدظن کرا دیا مگر گورنمنٹ برطانیہ اُن شخصی حکومتوں میں سے نہیں جیسے کہ تم تاریخوں میں دیکھتے ہو یا جیسے کہ آجکل ہندوستان کی ریاستوں کا حال ہے کہ کسی شریر نے کسی بھلے مانس کی نسبت نواب یا مہاراجہ کے کان بھر دئے اور بھڑکا دیا تو جھٹ نواب یا مہاراجہ صاحب نے فوراً بلا تحقیق غضبناک

ہو کر اُس بیچارہ بھلے مانس ناکردہ گناہ کو کان سے پکڑ کر نکال دیا۔ گورنمنٹ برطانیہ ایک ایسی عقلمند اور باوقار سلطنت ہے کہ بغیر پوری تحقیقات کے کبھی کسی کی نسبت تعجیلی حکم صادر نہیں فرماتی اخیر کو جب سرکار برطانیہ کو پورا علم ہو گیا کہ مرزا صاحب ایک امن پسند شخص اور سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور دلی خیر خواہ ہے تو بجائے کسی قسم کی تکلیف کے اُس کی مدد کے لئے تیار ہو گئی چنانچہ ہر سال مدرسہ قادیاں کے لئے معقول رقم مرحمت فرمائی۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں تجھے ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھونگا پھر کون تھا۔ کہ اُن کو کسی قسم کا ضرر پہنچا سکتا بفحوائے آیت کریمہ آگاہ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ خبردار اللہ تعالیٰ ہی کا گروہ ہمیشہ غالب رہیگا یہ بزرگ روز بروز ترقی کرتے رہے اور اب اُن کی جماعت تیس ہزار سے زائد ہو گئی اور سیکنڈ ایڈیشن کتاب تک ۵ لاکھ سے زائد ہو چکی ہے۔ اور روز بروز بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے۔ دیکھیئے کہاں تک نوبت پہنچتی ہے +

بے شک ہماری طرف سے عام اجازت ہے کہ جس طرح چاہو حیلے اور مکر کرو۔ اور جس طرح چاہو افترا اور بہتان لگاؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ اِن سب باتوں کو ایک پر پشہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اِس سے اُن کی عظمت اور شان میں اور ترقی ہوتی ہے اور مخلوقاتِ خدا پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہیں کہ وہ گند کا مقابلہ گند سے نہیں کرتے ہیں اور نہ حکام وقت کے ہاں فریاد کرتے ہیں بلکہ اپنے مالک حقیقی پر ان سب امور کو چھوڑتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ تو کامیابی کے ساتھ دنیا رفانی کو چھوڑ کر ملکِ جاودانی کو رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مگر جو خلیفہ جانشین چھوڑ گئے ہیں وہ بھی ایک ایسا بے نظیر انسان ہے کہ ساری دُنیا میں تلاش کرو ایسا کامل انسان صفحہ روزگار پر نہیں ملیگا اِن کے زمانہ خلافت میں بہت بڑی ترقی ہوئی اور اب تو مخالفتوں کا دروازہ بند ہوتا جاتا ہے اور اب ایک وقت آنیوالا ہے کہ جس قدر سعید فطرتیں ہیں وہ سب اس سلسلہ سے منسلک ہو جائینگی۔ صرف گندی اور ناپاک فطرتیں علیحدہ رہجائینگی +

گیارھویں فصل

اِس باب میں کہ کیونکر تسلیم کیا جائے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہیں

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے۔ الگ الگ نہیں۔ جس کی بھاری دلیل یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ مسیح کے سوا کوئی اور الگ مہدی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو قبول نہ کیا جائے بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور اکثر نے اس کو تسلیم کرکے یہ کہا ہے کہ لَا الْمَهْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ سے مراد یہ ہے کہ سب سے بڑے مہدی عیسیٰ علیہ السلام ہونگے لیکن ہم پہلے دکھا چکے ہیں کہ مہدی کے بارہ میں جس قدر احادیث آئی ہیں ایک بھی جرح سے خالی نہیں۔ اور طرفہ یہ کہ امام مالک نے اپنی کتاب موطا میں مہدی کا کوئی باب ہی نہیں باندھا۔ نہ اُن کے شاگرد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور نہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند شافعی و موطا امام محمد میں مہدی کا کچھ ذکر کیا ہے اور نہ مسند امام ابوحنیفہ میں کچھ ذکر ہے حالانکہ امام مالک مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ اور کئی ایک صحابہ سے اُن کو بھی اتفاق ملاقات ہوا تھا۔ اتنا بڑا معاملہ اُن سے کیونکر مخفی رہا اور پھر امام محمد اسمٰعیل بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ عنہما نے جو فن حدیث میں اعلےٰ درجہ کے نقاد ہیں اور جن کے ساتھ کا ایک بھی محدث نہیں ہے۔ اپنے اپنے صحاح میں مہدی کا کوئی باب تجویز نہیں کیا اور امام حسن بصری اور وہب بن منبہ بھی اِس بات کے قائل ہیں کہ لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عیسےٰ بن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں اور پھر ابن خلدون جیسے محقق مؤرخ نے مہدی کی تمام احادیث پر جرح کرکے لکھا ہے کہ یہ سب احادیث

بزمانہ خلفاء بنی امیہ و بنی عباس بنائی گئیں۔ اور چونکہ علویوں اور عباسیوں اور بنی امیہ میں باہم سخت نفار تھا اس لیئے علویوں نے اپنا مہدی اور عباسیوں نے اپنا مہدی اور بنی امیہ نے اپنا مہدی تجویز کر کے ہر ایک نے ملک گیری کی تمنا دل میں بٹھالی۔ اور پھر بعض اپنے اس مقصد براری کے لیئے تلوار لیکر ملک میں نکلے اور مخلوقات خدا کو خونریزی سے تباہ و برباد کیا۔ لیکن احادیث میں جو اغراض مہدی و مسیح کی نسبت وارد تھیں کسی سے بھی پوری نہیں ہوئیں۔ اور ہوتی کیونکر جبکہ وہ خود اُس عہدہ کے مستحق ہی نہ تھے۔ دیکھو تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ ۲۲۲ لغایت ۲۷۰ +

اب ہم ذیل میں دکھاتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے۔ وہ الگ الگ نہیں ہیں سو واضح ہو کہ جہانتک ہم احادیث میں غور کرتے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ اکثر احادیث موضوع ہیں۔ اور بعض حدیثوں میں مہدی کے وہی صفات لکھے ہیں جو مسیح کے ہیں۔ مدت عمر۔ زمانہ نزول۔ خدمات وغیرہ سب ایک ہی طرح بیان ہوئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی اندرونی خرابیاں دیکھ کر محمد یا احمد مہدی کے آنے کی خبر دی ہے اور بعض دفعہ اپنی امت کے بیرونی صدمات کو دیکھ کر بتلایا کہ عیسے یا مسیح یا ابن مریم آئیگا۔ ان دونوں کے آنے سے بروزی آمد مراد تھی۔ یعنے ایک حالت میں تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اور دوسری حالت میں عیسیٰ علیہ السلام کا بروز اور ان دونوں بروزوں کا ایک ہی شخص حامل ہوگا۔ اور یہی سبب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ الگ الفاظ استعمال کئے تھے لیکن جب اُن کو کشفی طور سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں لوگ ان الفاظ پر لڑینگے اور فساد برپا کرینگے تو ساتھ ہی لا المھدی الا عیسے ابن مریم کہہ کر ہمیشہ کے لیئے فیصلہ کر دیا۔ کہ عیسیٰ کے سوا کوئی الگ مہدی نہیں ہوگا۔ اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا اور اپنے ہٹ پر جمے رہنا مومنوں اور متقیوں کا کام نہیں ہے +

پیشتر اس کے کہ ہم مسیح اور مہدی کا ایک ہونا ثابت کریں ہم بطور نمونہ دو ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس سے علویوں اور عباسیوں کے مہدی کی حدیثیں صریح جھوٹی اور بناوٹی معلوم ہوتی ہیں +

(۱) یَا عَبَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَدَاءَ بِیْ هٰذَا الْاَمْرَ وَسَیَخْتِمُهٗ بِغُلَامٍ مِّنْ وُّلْدِكَ یَمْلَؤُهَا عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَهُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ بِعِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ فِی الْاَفْرَادِ وَالْخَطِیْبُ وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ وَعَلِیٍّ +

یعنے دارقطنی نے افراد میں اور خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے عمار بن یاسر و علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس اللہ تعالی نے دین کے کام کو مجھ سے شروع کیا اور اسکو تیری اولاد میں سے ایک شخص پر ختم کریگا جو زمین کو اُسی طرح عدل سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم سے پُر تھی۔ اور وہ وہ شخص ہوگا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۸ +

اس حدیث میں عباسی مہدی کا عیسے علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھنا ظاہر کیا گیا ہے اور جس عباسی خلیفہ کو مہدی قرار دیا گیا ہے اُس زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئے اور اگر کوئی کہے کہ وہ مہدی نہیں تھا۔ مہدی عباسی آخری زمانہ میں ہوگا۔ سو اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ لہذا صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہدی عباسی کی نسبت جس قدر حدیثیں ہیں سب موضوع ہیں +

(۲) لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی حَتّٰی یَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ جَبَلَ الدَّیْلَمِ وَالْقُسْطَنْطُنِیَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ +

یعنے ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں سے صرف ایک دن بھی اگر باقی رہ گیا تو بھی اللہ تعالیٰ اُسکو لمبا کر دیگا یہانتک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کوہ دیلم اور قسطنطنیہ پر مالک ہو جائے دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۷

اس حدیث میں دیلم اور قسطنطنیہ کی فتح اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ممبر کی ذات سے مخصوص کی گئی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بات بالکل غلط ثابت ہوئی۔ کیونکہ دیلم و قسطنطنیہ ایک ترک بادشاہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر جذری کی جلد ۴ صفحہ ۲ پر لکھا ہے شہر قسطنطنیہ بڑی جد و جہد کے بعد سلطان محمد بن سلطان مراد کے ہاتھ پر ۸۵۷ھ میں فتح ہوا۔ اور اگر اہل بیت کے وسیع معنے لئے جائیں یعنے یہ کہ امت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص ہوگا جس کے

ہاتھ پر فتح قسطنطنیہ ہوگی تو یہ حدیث صحیح رہتی ہے۔ ورنہ اُس کے موضوع ہونے میں کس کو شک ہوسکتا ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ تاریخ ابن اثیر سے واضح ہے کہ سلطان محمد بڑا دیندار بادشاہ تھا۔ شہر مذکور کی فتح کے لیئے بڑی بڑی دعائیں کیں اور بڑے بڑے پاکباز اور مقدس آدمی فوج کے ہمراہ لئے اور بادشاہ خود بنفس نفیس سپہ سالار لشکر تھا اس کی دینداری کا کامل ثبوت یہ ہے کہ جب وہ شہر میں داخل ہوا تو سیدھا صوفیا کے گرجے میں گیا۔ اور اُس کو پاک وصاف کراکر نوافل شکرانہ ادا کئے۔ اور بڑی رقت کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور اُسی جگہ جامع مسجد کی بنیاد رکھکر کچھ اوقاف اُس کے لئے مخصوص کردے۔ جزاہُ اللہُ خَیرَ الجزا +

(۴۳) سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَاءُ وَمِنْ بَعْدِ الْخُلَفَاءِ اُمَرَاءُ وَمِنْ بَعْدِ الْاُمَرَاءِ مُلُوْكٌ وَمِنْ بَعْدِ الْمُلُوْكِ جَبَابِرَةٌ ثُمَّ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَمْلَاُ الْاَرْضَ عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا ثُمَّ یُؤمَّرُ بَعْدَہٗ الْقَحْطَانِیُّ فَوَ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ مَا ھُوَ بِدُوْنِہٖ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ حَامِلِ الصَّدَفِیِّ +

یعنے طبرانی نے حامل صدفی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور میرے بعد خلیفے۔ اور خلیفوں کے بعد امیر اور امیروں کے بعد بادشاہ اور بادشاہوں کے بعد جابر پھر میرے اہلبیت سے ایک شخص نکلیگا جو زمین کو عدل سے ایسا ہی بھر دیگا جس طرح وہ ظلم سے پُر تھی۔ پھر اُس کے بعد قحطانی ہوگا۔ جو حکومت کریگا۔ اور قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ یہ اُس کے سوا نہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ +

اِس حدیث سے بھی واضح ہے کہ مہدی کے بعد قحطانی ہوگا۔ اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ قحطانی بھی ایک شخص ہوچکا ہے جس نے دور دور فتوحات کرکے حکمرانی کی۔ چنانچہ ابن اثیر اپنی تاریخ کامل میں بصفحہ ۲۰۱ لکھتے ہیں +

۸۱ھ ہجری میں عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث قحطانی نے سر اُٹھایا۔ اور عبدالملک کے زمانہ میں حجاج کے برخلاف لوگوں سے بیعت لی۔ سب سے پہلے ابو الطفیل عامر بن واثلہ اُس کی مدد کیلئے کھڑا ہوگیا۔ جس نے اپنی خداداد فصاحت وبلاغت سے لوگوں کو قحطانی

کی بیعت کے لئے برانگیختہ کیا۔ پھر کرمان کے لوگ بھی اُس کی بیعت میں داخل ہو گئے عبد الملک نے حجاج کی کمک میں ایک فوج جرار بھیجی۔ اور قریب بصرہ بمقام تستر قحطانی اور حجاج کی فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حجاج کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ اور حجاج شکست کھا کر بصرہ میں پناہ گزیں ہوا مگر قحطانی کی فوج نے بصرہ تک تعاقب کیا۔ وہاں سے بھی حجاج بھاگ کر عراق کو چلا گیا عبد الرحمن قحطانی بصرہ میں داخل ہوا جہاں کے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور آخر قحطانی خراسان تک پہنچا۔ اِس کل واقعہ کی تصدیق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ جسکو بخاری نے ذکر کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قایم نہیں ہوگی جب تک قحطان سے ایک شخص خروج نکرے اور لوگوں کو اپنے عصا سے نہ ہانکے۔ دیکھو بخاری سلطانی جلد ۹ مطبوعہ مصر صفحہ ۹۴

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ثابت کیا جائے کہ قحطانی سے پہلے کونسا مہدی ہوا +

یہ حال ہے عباسی اور فاطمی مہدی کا۔ رہا مہدی بنی امیہ سو انہوں نے عمر بن عبد العزیز کو ہی مہدی بنانا کافی سمجھا۔ اور آئندہ کی انتظار نہیں رکھی لیکن کوئی علامت بھی جو مہدی کے لئے مخصوص تھیں اُن کے زمانہ میں ظاہر نہیں ہوئیں +

اِس سے صاف ظاہر ہے کہ ضرورتِ وقتی کے لحاظ سے لوگوں نے مہدی کی حدیثیں بنالیں۔ اور وہ وقتاً فوقتاً اُن سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش میں لگے رہے۔ جیسے گذشتہ نقل سے ظاہر ہے +

ہمیں سخت تعجب آتا ہے کہ جب مہدی کے بارہ میں بڑے بڑے آئمہ میں اختلاف ہی اور ساتھ ہی مسیح کے بارہ میں سب کا اتفاق ہے تو پھر مہدی پر کیوں اس قدر زور دیا جاتا ہے۔ جو بات پہلے ہی سے کچی و مخدوش ہوا ور جس کی بنا ریگ بیابانی پر ہو اُسکی نسبت لڑمرنا کیسی حماقت ہے۔ مسیح کی آمد جب سراسر پختہ ہے تو کیوں اسیر اکتفا نہیں کیا جاتا اور

ہم ابھی پچھلی فصل میں دکھا چکے ہیں کہ نفس مہدی کے متعلق سخت ہی اختلاف ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اگر علوی یا فاطمی مہدی کی حدیثیں صحیح مان لی جائیں تو عباسی یا اموی وغیرہ مہدیوں کی حدیثیں صحیح نہ سمجھی جائیں۔ جب کل امت میں ہی مہدی کی نسبت اس قدر اختلاف ہے تو پھر کیوں اتنا شور وغوغا ہے۔ سب سے اقرب با امن یہ بات ہے کہ صرف عیسےٰ علیہ السلام ہی کو مہدی مان لیا جائے۔ کیونکہ قرآن کریم بھی اسی کا موید ہے۔ اور احادیث بھی اسی کی مصدق ہیں۔ مسیح کو مہدی تسلیم کر لینے میں نہ تو مہدی کا انکار ہوا۔ اور نہ قرآن حمید کی مخالفت۔ اور نہ حدیثوں کا انکار لہذا سب لوگوں کو اپنی توجہ اسی طرف پھیرنی چاہیئے کہ عیسےٰ کے سوا کوئی الگ مہدی نہیں۔ اور اگر کہیں الگ مہدی کا ذکر آیا ہے تو اس سے مراد نیک اور صالح آدمی ہے۔ جیسے ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں۔ یا اس لئے کہ ضرورت موقع کے لحاظ سے کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بروز کا ذکر کر دیا ہو۔ یعنے محمدی یا احمدی بروز کا اور دوسرے موقع پر دوسرے بروز کا۔ یعنے عیسوی بروز کا۔ کیونکہ جب ان کو اپنی امت کے گندے اور ناپاک اور قابل شرم حالات بذریعہ کشف و الہام دکھائے جاتے ہونگے تو اس وقت ان کی روح جوش میں آتی۔ اور اس امر کا تقاضا کرتی ہوگی۔ کہ وہ خود ان میں موجود ہو کر ان تمام خرابیوں کی بیخکنی کریں۔ اور پھر جب دجالی حملوں کی بوچھاڑ اپنی امت کے لوگوں پر معائنہ کرتے ہونگے تو اس وقت عیسوی بروز کی ضرورت محسوس کر کے حضرت مسیح کے نزول کا ذکر کر دیا کرتے ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی مہدی کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ اور کبھی عیسیٰ کا۔ مگر افسوس کہ نااہل لوگ اپنی جہالت یا قلت تدبر کی وجہ سے اس قدر ضد کرتے اور ایک صاف امر کو ناحق پیچیدہ بناتے ہیں

مسیح و مہدی ایک شخص ہے

اول ثبوت از احادیث

ہم ذیل میں دکھاتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے۔ کیونکہ احادیث سے مہدی و مسیح ایک ہی شخص ثابت ہوتا ہے۔

(۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي اَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ عَنْ

امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن جعفر سے اس نے

مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَّهْدِیًّا وَّحَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ +

ہشام بن حسان سے اُس نے محمد سے اُس نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ جو شخص تم میں سے زندہ رہیگا وہ عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کریگا جو امام مہدی بھی ہوگا اور حکم عدل بھی ہوگا صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا اور جزیہ اٹھا دیگا اور اُس کے زمانہ میں ایسا جہاد نہیں ہوگا جس میں جنگی اوزار کی ضرورت پڑیگی۔ دیکھو مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ +

اِس حدیث سے صاف صاف واضح ہو گیا کہ عیسےٰ علیہ السلام ہی مہدی ہوگا اور اُس کے وقت میں کوئی الگ مہدی نہیں ہوگا۔ اس حدیث نے قطعی فیصلہ کر دیا +

(۲) مَا اَهْبَطَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَی الْاَرْضِ مُنْذُ خَلَقَ اٰدَمَ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ فِتْنَةً اَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَقَدْ قُلْتُ فِیْهِمْ قَوْلًا لَمْ یَقُلْهُ اَحَدٌ قَبْلِیْ اِنَّهُ اٰدَمُ جَعْدٌ مَمْسُوْحُ عَیْنِ الْیَسَارِ عَلٰی عَیْنِهٖ ظُفْرَةٌ غَلِیْظَةٌ یُبْرِءُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَمَنْ قَالَ رَبِّیَ اللّٰهُ فَلَا فِتْنَةَ عَلَیْهِ وَمَنْ قَالَ اَنْتَ فَقَدْ فُتِنَ یَلْبَثُ فِیْکُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ یَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ مُصَدِّقًا بِمُحَمَّدٍ عَلٰی مِلَّتِهٖ اِمَامًا مَّهْدِیًّا وَّحَکَمًا عَدْلًا فَیَقْتُلُ الدَّجَّالَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ +

طبرانی نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیدایش کے روز سے قیامت تک کوئی ایسا بڑا فتنہ نازل نہیں کیا جیسا کہ فتنہ دجال ہے اور میں ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نے مجھ سے پہلے کبھی نہیں کہی وہ گندم گوں ہے اُس کے بال گھنگرالے ہیں اور اُس کی بائیں آنکھ اندھی ہے اور اُس کی آنکھ پر ایک گہرا ناخنہ ہے۔ اندھوں اور برصوں کو اچھا کریگا اور خداوند کہلائیگا اور جو شخص کہیگا کہ میرا رب تو اللہ ہے تو وہ فتنہ سے بچ جائیگا اور جو کہیگا کہ تو ہی رب ہے تو وہ ضرور فتنہ میں مبتلا ہوگا۔ جب تک اللہ چاہیگا وہ تم میں ٹھہریگا پھر عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر ہوگا اور اُسی کی سچائی ظاہر کریگا اور وہ اُسوقت امام مہدی ہوگا حکم عدل ہوگا اور دجال سے لڑائی کریگا۔ دیکھو کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹ +

(۳) لَا یَزْدَادُ الْاَمْرُ اِلَّا شِدَّۃً وَلَا الدُّنْیَا اِلَّا اِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ وَلَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْحَاکِمُ عَنْ اَنَسٍ +

ابن ماجہ اور حاکم حضرت انس سے [روایت] کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکومت میں سختی بڑھ جائیگی اور دنیا میں ادبار ہی ادبار ہوجائیگا اور لوگوں میں نحوست اور بدبختی کے سوا اور کچھہ نہ ہوگا اور قیامت شریر آدمیوں پر ہی قائم ہوگی اور سوائے عیسیٰ ابن مریم کے کوئی مہدی نہ ہوگا۔ دیکھو ابن ماجہ صفحہ ۲۵۷ و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ جس سے صاف واضح ہو کہ عیسےٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں +

دوم۔ ثبوت از کلام صوفیائے کرام

علاوہ اس کے صوفیائے کرام بھی اس امر کے قائل ہیں کہ مسیح امتِ محمدیہ میں ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جیسے روایت ذیل سے ثابت ہے +

قَالَ ابْنُ اَبِیْ وَاطِیْلٍ وَالشَّعْبَۃُ یَقُوْلُ اِنَّہٗ ھُوَ الْمَسِیْحُ مَسِیْحُ الْمَسَائِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُلْتُ وَعَلَیْہِ حَمَلَ بَعْضُ الْمُتَصَوِّفِیْنَ حَدِیْثَ لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی۔ اَیْ لَا یَکُوْنُ مَھْدِیٌّ اِلَّا الْمَھْدِیُّ الَّذِیْ نِسْبَتُہٗ اِلَی الشَّرِیْعَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ +

ابن ابی واطیل کہتے ہیں کہ شعبہ کہتا تھا کہ وہ تو آل محمد میں کا ایک مسیح ہے اور اسی پر بعض صوفیا حدیث لا مہدی الا عیسے بن مریم بطور دلیل لیتے ہیں۔ یعنے وہی مہدی ہوگا جس کو شریعتِ محمدیہ سے نسبت ہوگی اور اُس کے سوا کوئی اور مہدی نہ ہوگا۔ دیکھو

ان ہر سہ احادیث اور قولِ صوفیا سے روز روشن کی طرح ظاہر و ہویدا ہے کہ مہدی او عیسےٰ ایک ہی شخص ہے جو امتِ محمدیہ سے ہوگا اور دو الگ شخص نہیں ہیں جیسا کہ عوام کا خیال ہے +

اب ہم صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ دکھاتے ہیں کہ جو صفات یا فرائض عیسےٰ یا مہدی کے لئے احادیث میں درج ہیں بہ تبدیل الفاظ و تغیر خفیف نفس مضمون کے رو سے یکساں ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت مہدی کا لفظ اور کسی وقت عیسیٰ کا لفظ بول کر اُس کے فرائض وصفات کو ظاہر فرمایا ورنہ اگر اُن کے ذہن میں مہدی اور عیسیٰ الگ الگ شخص ہوتے تو کبھی ایک ہی صفات

اور ایک ہی فرائض نہ ظاہر کرتے۔ چنانچہ احادیث ذیل سے ہمارے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے +

اول کثرت باران و کثرت پیداوار

مسیح کی نسبت روایت ذیل سے ثابت ہے +

طُوبٰی لِعَیْشٍ بَعْدَ الْمَسِیْحِ یُؤْذَنُ لِلسَّمَاءِ فِی الْقَطْرِ وَیُؤْذَنُ لِلْاَرْضِ فِی النَّبَاتِ حَتّٰی لَوْ بَذَرْتَ حَبَّکَ فِی الصَّفَا لَنَبَتَ وَحَتّٰی یَمُرُّ الرَّجُلُ عَلَی الْاَسَدِ فَلَا یَضُرُّہٗ وَیَطَأُ عَلَی الْحَیَّۃِ فَلَا تَضُرُّہٗ وَلَا تَشَاحَّ وَلَا تَحَاسُدَ وَلَا تَبَاغُضَ رَوَاہُ اَبُوْ سَعِیْدِ النَّقَّاشُ فِیْ فَوَائِدِ الْعِرَاقِیِّیْنَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ +

ابو سعید نقاش نے کتاب فوائد العراقیین میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ مسیح کے ظہور کے بعد کیسی خوش اور مبارک زندگی ہوگی کیونکہ اُس زمانہ میں آسمان کو بارش کی اجازت ہوگی۔ اور زمین کو اذن ہوگا کہ وہ نباتات اگاوے۔ یہانتک کہ اگر تیرا دانہ پتھر پر بھی پڑجاوے تو وہ بھی اُگ پڑیگا اور ایسا امن ہوگا کہ آدمی شیر کے پاس سے گذر جائیگا۔ تو وہ اُس کو ضرر نہ دیگا اور اگر انسان کا پاؤں سانپ پر پڑیگا تو اُس کو نہیں کاٹیگا اور نہ دشمنی اور نہ کینہ اور نہ بغض باہم ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

مہدی کے بارہ میں حدیث میں یوں ہے:۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ وَاصِلٍ عَبْدُ الْحَمِیْدِ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ اَبِی الصِّدِّیْقِ النَّاجِیِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ یَزِیْدَ السَّعْدِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یَقُوْلُ بِسُنَّتِیْ یُنْزِلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لَہُ الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَتُخْرِجُ الْاَرْضُ بَرَکَتَھَا وَتَمْلَأُ الْاَرْضُ مِنْہُ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا

ابوداؤد اور مشکوۃ میں روایت ہے کہ ابو واصل نے عبدالحمید بن واصل سے اُس نے ابو الصدیق ناجی سے اُس نے حسن بن یزید السعدی سے اُس نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے ایک شخص برآمد ہوگا جو میرے ہی فضل کا ذکر کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کی خاطر سے مینہ برسائیگا۔ اور زمین اپنی برکت نکالیگی۔ اور اس

يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ - رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ هٰكَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ

سے زمین عدل اور انصاف سے بھر جائیگی جس طرح وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی سات سال تک مالک ہوگا - دیکھو نجم الثاقب جلد دوم و مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی و ابوداؤد صفحہ ۵۸۸ مطبوعہ مطبع نامی کانپور +

اب ان دونوں حدیثوں کے پڑھنے سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ مضمون احادیث یکساں ہے جس طرح مسیح کے زمانہ میں خبر دی گئی ہے - کہ اُن کی دعا سے مینہہ برسیگا - اور زمین اپنی پیدا وار بکثرت لائیگی - اسی طرح مہدی کے زمانہ میں ہوگا +

دوم - امن اور عدل وانصاف اُنکے زمانہ میں ہوگا

عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ہے +

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمْ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَّاِمَامًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا - رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ +

امام احمد و بیہقی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور ضرور عیسےٰ بن مریم حکم عادل اور امام منصف مزاج بنکر تم میں آئیگا - جو صلیب کو توڑ دیگا - اور خنزیر کو قتل کریگا اور جزیہ اُٹھا دیگا - اور مال یہانتک دیگا کہ کوئی اُس کو قبول نہیں کریگا اور اُس وقت ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا - دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

مہدی کی نسبت کہ وہ عدل اور انصاف کریگا حدیث ابوداؤد میں ہے جو اوپر گذر چکی ہے

ان دونوں احادیث سے ظاہر ہے کہ جس طرح مسیح کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ حکم عدل ہوگا - اسی طرح مہدی کی نسبت ہے کہ وہ حاکم عدل ہوگا - اور زمین عدل انصاف سے پر ہوجائیگی

سوم - ان کے زمانہ میں جنگ اور خونریزی نہیں ہوگی

مسیح کی نسبت

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ امام بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے -

حدثنا ابی عن صالح عن ابن شہاب ان سعید بن المسیب سمع ابا ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب۔ الی اخرہ رواہ البخاری +

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابن مریم تم میں ضرور حکم عدل ہو کر نزول فرمائیگا۔ اور صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اور جنگ کو اٹھا دیگا الخ۔ دیکھو بخاری مطبع احمدی صفحہ ۴۹ +

اور مہدی کی نسبت ہے :-

گویند بیدار نکند مہدی نائم را و نریزد خون را و نجنگد بسنت و ترک ندہد ہیچ سنت را مگر آنکہ قائم سازد آنرا و نہ ہیچ بدعت را مگر آنکہ بردارد و آنرا قائم شود دین اسلام در آخر زمان بزمانۂ او چنانکہ بود در اول زمان بعہد سعادت مہد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و مالک تمام دنیا شود و صلیب را بشکند و خوک را بکشد ابن حجر این علامات را در ذکر مہدی در قول مختصر آوردہ +

کہتے ہیں کہ مہدی سونے والے کو نہیں اٹھائیگا۔ اور نہ خونریزی کریگا۔ صرف سنت ہی کے بارہ میں جھگڑا کریگا۔ اور کسی سنت کو بغیر قائم کئے نہیں چھوڑیگا۔ اور نہ کسی بدعت کو رہنے دیگا۔ آخری زمانہ میں دین اسلام اُسی طرح قائم ہو جائیگا جس طرح خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قائم ہوا تھا۔ وہ تمام دنیا کا مالک ہو جائیگا۔ اور صلیب کو توڑیگا۔ اور سور کو قتل کریگا۔ اس کو ابن حجر عسقلانی نے مہدی کی علامات میں مختصر طور سے بیان کیا ہے۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ +

دونوں روایات سے واضح ہے کہ جس طرح مسیح جنگ نہیں کریگا۔ اسی طرح مہدی کی نسبت مذکور ہے کہ وہ جنگ نہیں کریگا +

چہارم۔ کسر صلیب وقتل خنزیر ہوگا

روایات متذکرہ بالا سے یہ امر بھی بخوبی ظاہر ہے کہ جس طرح مسیح کسر صلیب وقتل خنزیر کریگا اسی طرح مہدی بھی کسر صلیب وقتل خنزیر کریگا +

پنجم۔ دین کا غلبہ ہوگا

جس طرح مسیح کے بارے میں ہے کہ اُس کے زمانہ میں تمام ملل باطلہ ہلاک ہو کر لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کا ظہور ہوگا۔ اسی طرح مہدی کی نسبت ہے۔ وَیُہْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہِ الْمِلَلَ کُلَّہَا اِلَّا الْاِسْلَامَ۔ یعنے اسلام کے سوا باقی جس قدر ملتیں روئے زمین پر ہونگی وہ سب ہلاک ہو جائینگی +

ششم۔ زمانہ تبلیغ بھی مساوی ہے

چنانچہ مسیح کے بارہ میں ہے +

اِنَّ رُوْحَ اللّٰہِ عِیْسٰے نَازِلٌ فِیْکُمْ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاعْرِفُوْہُ فَاِنَّہٗ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ عَلَیْہِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ کَاَنَّ رَاْسَہٗ یَقْطُرُ وَاِنْ لَّمْ یُصِبْہُ بَلَلٌ فَیَدُقُّ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیَدْعُو النَّاسَ اِلَی الْاِسْلَامِ فَیُہْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ وَتَقَعُ الْاَمَنَۃُ عَلٰی اَہْلِ الْاَرْضِ حَتّٰی تَرْعَی الْاُسُوْدُ مَعَ الْاِبِلِ وَالنُّمُوْرُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَیَلْعَبُ الصِّبْیَانُ الْحَیَّاتِ لَا تَضُرُّہُمْ فَیَمْکُثُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یُتَوَفّٰی وَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ۔ رَوَاہُ الْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ

حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ روح اللہ تم میں تشریف لائیگا جب تم اُس کو دیکھو تو اسکو پہچان لیجیو۔ اُس کی پہچان یہ ہے کہ اسکے بال لٹکے ہوئے ہونگے۔ اور اسکا رنگ سرخی سفیدی لئے ہوگا۔ اُس پر دو زرد رنگ کے کپڑے ہونگے اس کے سر سے قطرے ٹپکتے ہونگے۔ اگرچہ اُن کو نمی نہ پہنچی ہوگی۔ وہ صلیب کو پاش پاش کریگا۔ اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اور جزیہ کو اُٹھا دیگا۔ اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیگا۔ اور مسیح الدجال کو ہلاک کریگا۔ اور زمین والوں پر امن قائم کر دیگا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے بیل کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرینگے اور لڑکے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ اُن کو کچھ ضرر نہ دینگے اور چالیس برس تک ٹھہرینگے۔ پھر فوت ہو جائینگے۔ اور مسلمان اُن پر نماز جنازہ پڑھینگے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

ایسا ہی مہدی کے بارہ میں آیا ہے۔ چنانچہ حدیث ذیل سے اسکی تصدیق ہوتی ہے

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَلِي الْمَهْدِيُّ أَمْرَ النَّاسِ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً أَوْ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً رَوَاهُ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ +

یعنے نعیم بن حماد نے علی سے روایت کی ہے کہ مہدی لوگوں کے امور میں والی ہوگا اور تیس یا چالیس برس تک ٹھہریگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۱ +

ان احادیث سے واضح ہے کہ عیسیٰ اور مہدی کی مدت تبلیغ چالیس برس بتائی گئی ہے پس صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص ہے +

ہفتم ۔ مکہ معظمہ میں جانا

مہدی کی نسبت +

يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَيُبَايِعُوْنَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ۔ رَوَاهُ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ قَتَادَةَ +

یعنے نعیم بن حماد نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مہدی مدینہ سے نکل کر مکہ کو جائیگا اور لوگ اُس کے آگے نکلینگے۔ اور رکن اور مقام کے درمیان اُس کے ہاتھ پر بیعت کرینگے۔ حالانکہ وہ اُس سے کراہت کریگا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۸۱۔ و ابوداؤد صفحہ ۵۸۹ مطبوعہ مطبع نامی کانپور۔ و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ +

مسیح کی نسبت ہے +

أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَمْحُو الصَّلِيْبَ وَتُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوةُ وَيُعْطِي الْمَالَ حَتّٰى لَا يُقْبَلُ أَحَدٌ وَيَضَعُ الْخَرَاجَ وَيَنْزِلُ الرَّوْحَاءَ فَيَحُجُّ مِنْهَا أَوْ يَعْتَمِرُ أَوْ يَجْمَعُهُمَا +

احمد بن حنبل نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسےٰ بن مریم نازل ہوگا۔ اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اور صلیب کو مٹا دیگا۔ اور نماز اُس کے لئے جمع کی جاوے گی۔ اور مال دیگا یہانتک کہ کوئی اُس کو قبول نہ کریگا اور خراج کو اُٹھا دیگا اور روحا میں نازل ہوگا۔ وہاں سے حج یا عمرہ یا دونو کریگا۔ دیکھو تفسیر روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ +

ان دونوں روایات سے ظاہر ہے کہ مہدی کا بھی حج یا عمرہ یا دونوں کے لئے

لکہ جانا۔ اور ایسا ہی عیسیٰ بن مریم کے لئے انہی اغراض کے لئے بیت المقدس میں جانا پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے ✦

ششم۔ دونوں کا بیت المقدس میں جانا

مسیح کی نسبت یوں روایت ہے

یَنْزِلُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی ثَنِیَّۃٍ بِالْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ یُقَالُ لَہَا اَفِیْقُ وَبِیَدِہٖ حَرْبَۃٌ بِہَا یَقْتُلُ الدَّجَّالَ فَیَاْتِیْ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ وَالنَّاسُ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَالْاِمَامُ یَؤُمُّ بِہِمْ فَیَتَاَخَّرُ الْاِمَامُ فَیُقَدِّمُہٗ عِیْسٰی وَیُصَلِّیْ خَلْفَہٗ عَلٰی شَرِیْعَۃِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ ثُمَّ یَقْتُلُ الْخَنَازِیْرَ وَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیُخَرِّبُ الْبِیَعَ وَالْکَنَائِسَ وَیَقْتُلُ النَّصَارٰی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِہٖ	عیسےٰ علیہ السلام ارض مقدسہ کے ایک ٹیلہ پر جس کو افیق کہتے ہیں اُتریگا۔ اور اُس کے ہاتھ میں ایک ہتھیار ہوگا جس سے وہ دجال کو قتل کریگا۔ پھر بیت المقدس میں آئیگا اور لوگ اُس وقت صبح کی نماز پڑھتے ہونگے۔ اور اُن کا امام آگے ہوگا۔ امام پیچھے ہٹ آئیگا لیکن عیسیٰ علیہ السلام اُس کو آگے کریگا اور نماز اُس کے پیچھے مسلمانوں کی طرح پڑھیگا پھر خنزیروں کو قتل کریگا۔ اور صلیب کو توڑیگا

اور گرجوں اور معبد خانوں کو خراب کریگا۔ اور نصاریٰ کو قتل کریگا۔ مگر جو ایمان لائیگا اُسکو چھوڑ دیگا۔ دیکھو حاشیہ قنوی علی البیضاوی جلد ۵ صفحہ ۱۲۵ ✦

اور مہدی کی نسبت یوں روایت ہے ✦

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یَقُوْلُ بِسُنَّتِیْ یُنْزِلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ لَہُ الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَتُخْرِجُ الْاَرْضُ بَرَکَتَہَا وَتَمْلَاُ الْاَرْضُ مِنْہُ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَّظُلْمًا یَعْمَلُ عَلٰی ہٰذِہٖ	طبرانی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سُنا کہ میری امت سے ایک شخص نکلیگا جو میری سنت کے موافق کہیگا اور اللہ تعالیٰ اُس کی دعا سے بارش برسائیگا اور زمین اپنی برکت نکالیگی اور زمین اُس کے سبب سے عدل اور انصاف سے پر ہو جائیگی

الامة سبع سنين وينزل بيت المقدس رواه الطبرانی +

جس طرح وہ ظلم اور تعدی سے بھری ہوئی تھی اس امت میں سات سال حکمرانی کریگا۔ اور بیت المقدس میں نازل ہوگا۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۲ +

ان دونوں روایات سے بیت المقدس میں آنا ظاہر ہوتا ہے کہ جس سے مہدی اور عیسے کا ایک ہی شخص ہونا ثابت ہوتا ہے +

نہم حلیوں میں بھی موافقت ہے +

مسیح کی نسبت :-

بینا انا نائم رأیتنی اطوف بالکعبة فاذا رجل آدم سبط الشعر بین رجلین ینطف رأسه ماء فقلت من ھذا قال ھذا ابن مریم ثم ذھبت التفت فاذا رجل احمر جسیم جعد الراس اعور العین کان عینه عنبة طافیة قلت من ھذا قالوا الدجال اقرب بہ شبھا ابن قطن۔ رواہ مسلم عن ابن عمر

مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میں سویا ہوا تھا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا ہوں میری نظر اچانک ایک آدمی پر پڑی جو گندمی رنگ تھا۔ اور اس کے سر کے بال سیدھے تھے اور وہ دو آدمیوں کے درمیان تھا۔ اس کے سر سے پانی ٹپکتا تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جواب ملا کہ یہ ابن مریم ہے پھر میں آگے چلا تو میری نظر ایک اور شخص پر پڑی جو سرخ رنگ اور جسیم تھا۔ اور اس کے سر کے بال گھونگروالے تھے۔ اور آنکھ کانی تھی۔ گویا اس کی آنکھ انگور کی طرح گول ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ تو کہا گیا کہ دجال ہے وہ شکل و شباہت میں ابن قطن سے ملتا جلتا تھا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۲۶ +

مہدی کی نسبت لکھا ہے

عن علی قال المھدی فتی من قریش آدم ضرب من الرجال۔ رواہ نعیم ابن حماد +

نعیم بن حماد نے علی سے روایت کی ہے کہ مہدی ایک شخص قریشی ہوگا گندم گون جس طرح تم اس ملک کے آدمی دیکھتے ہو +

ان روایات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ رنگ دونوں کے یکساں بتائے گئے ہیں یعنی گندم گون

دہم - دو کپڑوں کا بدن پر ہونا

مہدی کی نسبت :-

اَلْمَهْدِیُّ مِنْ وُلْدِیْ اِبْنُ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً کَاَنَّ وَجْهَهٗ کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ فِیْ خَدِّهِ الْاَیْمَنِ خَالٌ اَسْوَدُ عَلَیْهِ عَبَاءَتَانِ قَطْوَانِیَّتَانِ کَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یَسْتَخْرِجُ الْکُنُوْزَ وَیَفْتَحُ الْمُدُنَ الشِّرْکَ رَوَاهُ اَبُوْنُعَیْمٍ ۔

مہدی میری اولاد سے چالیس سالہ ہوگا۔ اسکا منہہ ستارے کی طرح چمکتا ہوا ہوگا۔ اور اس کے دائیں رخسارہ پر سیاہ خال ہوگا۔ اسپر دو چادریں روشن ہونگی۔ گویا کہ وہ بنی اسرائیل سے ہے۔ الی آخر الکلام۔ دیکھو اقتراب الساعة و حجج الکرامہ فی آثار القیامة صفحہ ۳۶۰

پھر مسیح کے بارہ میں روایت ہے +

اِذْ هَبَطَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ بَیْنَ مَهْرُوْدَتَیْنِ وَاضِعًا یَدَیْهِ عَلٰی اَجْنِحَةِ مَلَکَیْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ کَاللُّؤْلُؤِ قَالَ وَلَا یَجِدُ رِیْحَ نَفَسِهٖ یَعْنِیْ اَحَدٌ اِلَّا مَاتَ وَرِیْحُ نَفَسِهٖ مُنْتَهٰی بَصَرِهٖ اِلٰی آخِرِهٖ - رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ +

ترمذی نے نواس بن سمعان سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عیسے بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرق کی طرف ایک روشن مینارے کے پاس دو رنگین چادریں اوڑھے ہوئے اور دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریگا۔ اس وقت اس کے سر سے قطرے گرینگے۔ اور جب سر اٹھائیگا تو وہ قطرے موتیوں کی طرح چمکیں گے اور جہانتک اس کی سانس کسی شخص کو پہنچیگی تو وہ مرجائے گا۔ اور سانس اس کی حد نگاہ تک پہنچیگی۔ دیکھو ترمذی جلد ۲ ص ۴۹

ان روایات سے بخوبی واضح ہے کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ نہیں۔ ایک ہی شخص ہے

یازدہم - مہدی کو امتی کہا گیا ہے اور مسیح کو بھی امتی

(۱) حدثنا ابن بکیر ثنا اللیث عن یونس | بخاری نے ابن بکیر سے اس نے لیث سے اس

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

نے یونس سے اُس نے ابن شہاب سے اُس نے نافع ابوقتادہ انصاری کے غلام سے حدیث بیان کی - کہ ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا - جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور وہی تم میں سے امام ہوگا - دیکھو بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۹۰ +

(۲) اسی کے قریب قریب بیہقی کی روایت ہے - اور وہ یہ ہے :-

كَيْفَ بِكُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ +

یعنے بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - تمہاری کیسی حالت ہوگی - جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا - اور وہ تم میں سے امام ہوگا - دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

(۳) صحیح مسلم میں بھی قریب قریب اسی مضمون کی حدیث ہے - اور وہ یہ ہے +

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

امام مسلم نے ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہاری امامت کریگا - دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

پھر مہدی کی نسبت یہ روایت آئی ہے :-

عَنْ أَبِي وَاصِلٍ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ يَزِيدَ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي يَقُولُ بِسُنَّتِي يُنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ بَرَكَتَهَا وَتُمْلَأُ الْأَرْضُ مِنْهُ قِسْطًا

ابوداود نے ابوواصل عبدالحمید بن واصل سے اُس نے ابوصدیق ناجی سے اُس نے حسن بن یزید سعدی سے اُس نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت سے ایک آدمی ہوگا کہ جو میرے ہی احسان کا ذکر کریگا اور اللہ تعالی اُس کی خاطر سے آسمان

وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا اِلٰى آخِرِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَهٰكَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ

سے بارش نازل کریگا اور زمین اپنی برکت نکالیگی اور وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی تھی دیکھو مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

اس مضمون کی ایک اور حدیث ہے:-

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ابْنِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ الْمُعَلّٰى ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُبَشِّرُكُمْ بِالْمَهْدِيِّ يُبْعَثُ فِيْ اُمَّتِيْ عَلٰى اخْتِلَافٍ مِّنَ النَّاسِ وَزَلَازِلَ فَيَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَسَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْاَرْضِ وَيَقْسِمُ الْمَالَ صِحَاحًا رَوَاهُ اَحْمَدُ كَذَا فِي الْمِيْزَانِ +

امام احمد حنبل نے عبد الرزاق سے حدیث بیان کی اُس نے جعفر بن سلیمان سے اُس نے معلّے سے اُس نے علاء بن بشیر سے اُس نے ابو سعید سے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا میں تمہیں خوشخبری سُناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مہدی کو میری اُمت میں ایسے وقت میں کھڑا کریگا جبکہ لوگوں میں اختلاف ہوگا اور بھونچال آتے ہونگے وہ زمین کو عدل اور انصاف سے اسی طرح بھر دیگا جس طرح وہ ظلم اور جور سے بھری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اور آسمان اور زمین کے رہنے والے اُس سے راضی ہونگے اور مال تقسیم کریگا۔ دیکھو میزان و نجم الثاقب جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ و مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۷

ان روایات سے روز روشن کی طرح ہویدا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہیں۔ نہیں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ اس مہدی کے وقت کیسے خطرناک زلزلے آئے اور مذاہب میں اختلاف بھی کس قدر تھا +

دوازدہم مہدی اور مسیح کی سمت بھی ایک ہی بتائی گئی ہے یعنے مشرق

اِذْ هَبَطَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِشَرْقِیِّ دِمَشْقَ عِنْدَ مَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ اِلٰى آخِرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ +

ترمذی نے نواس بن سمعان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوگا تو بلا شک دمشق کی مشرق کی طرف ایک روشن مینارہ کے پاس نازل ہوگا دیکھو ترمذی مصری جلد ۲ صفحہ ۳۸ +

(۲) ایک دوسری روایت میں ہے +

يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ - رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ +

طبرانی نے اوس بن اوس سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ بن مریم دمشق کے مشرق کی طرف ایک روشن منارہ کے پاس اُترے گا دیکھو

کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۰۲ +

پھر مہدی کی روایت میں ہے +

يُقْتَلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ هٰذَا ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ اِبْنُ خَلِيْفَةٍ ثُمَّ لَا يَصِيْرُ اِلٰى وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثُمَّ يَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّوْدُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُوْنَكُمْ قَتْلًا لَمْ يَقْتُلْهُ قَوْمٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ عَنْ ثَوْبَانَ

ابن ماجہ اور حاکم نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ تمہارے اس خزانہ کے پاس تین شخص لڑائی کرینگے - ہر ایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا پھر وہ اُن میں سے ایک کو بھی ہاتھ نہ آئیگا - بعد ازاں سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے آئینگے اور وہ تمہارے ساتھ ایسا جنگ کرینگے کہ کسی قوم نے ایسا نہ کیا ہوگا - جب تم اُس کو دیکھو تو تم بیعت کرو - اگرچہ برف پر گھٹنوں چلنا نہ پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے - دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ +

اب ظاہر ہے کہ دمشق کی شرقی طرف ہندوستان ہے اور خاصکر قادیان اُسی خطِ عرضِ بلد پر ہے جسپر دمشق ہے - صرف آدھے درجہ کا فرق ہے - اور لفظ عند بھی اشارہ اس بات کی طرف کرتا ہے کہ عین ایک ہی خط پر واقع نہ ہونگے بلکہ کسی قدر فرق ہوگا +

اور مہدی کے بارہ میں کہ وہ مشرق سے آئیگا بکثرت روایات آئی ہیں - پس ظاہر ہے کہ یہ سب ایک ہی شخص کا اشارہ کرتی ہیں - یعنے مسیح و مہدی ایک ہی شخص ہے +

نمبر نہم - نماز جنازہ مسلمان پڑھینگے

اوّل حدیث نسبت صلوٰۃ جنازہ عیسیٰ علیہ السلام +

اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى

امام احمد بن حنبل حضرت ابوہریرہ سے روایت

وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَاِنِّي اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ
مَرْيَمَ لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ
نَازِلٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ
اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ
رَأْسُهُ يَقْطُرُ وَاِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيَدُقُّ
الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ
وَيَدْعُو النَّاسَ اِلَى الْاِسْلَامِ فَتَهْلِكُ فِيْ
زَمَانِهِ الْمِلَلُ كُلُّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ وَتَرْتَعُ
الْاُسُوْدُ مَعَ الْاِبِلِ وَالنِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ
مَعَ الْغَنَمِ وَتَلْعَبُ الصِّبْيَانُ بِالْحَيَّاتِ فَلَا
تَضُرُّهُمْ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى
وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ +

کرتے ہیں کہ انبیا علاتی بھائی ہیں اُن کی مائیں
جدا جدا ہیں اور اُن کا دین ایک ہے اور
میرا عیسی بن مریم کے ساتھ تمام لوگوں سے
بڑھ کر تعلق ہے کیونکہ میرے اور اُسکے درمیان
کوئی نبی نہیں اور وہ نازل ہونے والا ہے
جب تم اُس کو دیکھو اُس کو اِس نشان سے
پہچاننا وہ ایک موٹا تازہ آدمی جسکا رنگ سرخی
اور سفیدی لیے ہوگا۔ اُس کے اوپر دو کپڑے
رنگین ہونگے اُس کے سر سے قطرے گرتے
ہونگے صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا
اور جزیہ اُٹھا دیگا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت
دیگا اور اُس کے زمانہ میں اسلام کے سوا سب
ملتیں ہلاک ہوجائینگی اور شیر اونٹوں کے ساتھ
پھرینگے اور چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ اور انسانوں کے بچے سانپوں
کے ساتھ کھیلینگے اور انہیں ضرر نہیں دینگے اور وہ چالیس سال ٹھیرینگے پھر فوت ہوجائیں گے
اور پیچھے مسلمان اُن کا جنازہ پڑھینگے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

وہ حدیث جس میں مسلمانوں کا مہدی کے جنازہ پر نماز پڑھنا ہے +

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَكُوْنُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ
فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ هَارِبًا
اِلَى مَكَّةَ فَيَاْتِيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَهُ
وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ
وَيُبْعَثُ اِلَيْهِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ
بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا رَاَى

ام سلمہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلیفہ
کی موت پر اختلاف ہوگا تو ایک آدمی اہل مدینہ
سے نکلیگا اور وہ مکہ کو بھاگیگا اُس کے پاس
مکے کے لوگ آئینگے اور اُسے نکالینگے حالانکہ وہ
کراہت کریگا پھر لوگ رکن اور مقام کے درمیان
اُسکی بیعت کرینگے شام سے اُس کے مقابلہ

النَّاسُ ذٰلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ
أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ
ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ
فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ
وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ الْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ
غَنِيمَةَ كَلْبٍ فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ
بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُلْقِي
الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ
سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ
أُمِّ سَلَمَةَ

فوج بھیجی جائیگی اور مکہ اور مدینہ کے درمیان
ملک کی بادشاہت تباہ ہو جائیگی۔ جب لوگ
ایسا دیکھینگے کہ اُس کے پاس ابدال شام اور
عراق کے لوگ آئے ہیں اور اُس کی بیعت رکن
اور مقام کے درمیان کرینگے تو ایک قریشی جس کے ماموں
قبیلہ کلب کے لوگ ہونگے سر نکالیگا اور وہ ان کی
طرف ایک فوج لائیگا۔ اور اُن پر غالب آجائیگا وہ
کلب البعث کا لشکر ہے اُس شخص کے لئے جو
اُس کی غنیمت میں حاضر نہیں تھا۔ وہ مال
تقسیم کریگا۔ اور اُن پر سُنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق
حکومت کریگا اور تا تین برس سے اُن تک اسلام پھیلائیگا اور سات سال رہیگا پھر فوت ہو جائیگا اور مسلمان اُن کے جنازہ کی نماز
پڑھینگے دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷ دیکھو مسیح اور مہدی دونوں کی نسبت مسلمانوں کا اعتقاد

چہاردہم۔ مسیح اور مہدی کی عمر بھی بوقت ظہور یکساں بتائی گئی ہے

چنانچہ مسیح علیہ السلام کے متعلق ہے کہ وہ بوقت نزول چالیس سال کے ہونگے جیسے
کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے:-

رُوِيَ أَنَّ عُمُرَهُ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَأَرْبَعِينَ
أَنَّ أَكْمَلَ أَحْوَالِ الْإِنْسَانِ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ
وَالْأَرْبَعِينَ وَيَكُونُ عِيسٰى قَدْ بَلَغَ سِنَّ
الْكُهُولَةِ ۔

روایت ہے کہ اُس کی عمر ۳۳ سال تک ہوگئی
تھی اور کچھ شک نہیں کہ انسان کی اکمل
حالت مابین ۳۰ و ۴۰ کے ہے اس لئے عیسیٰ ضرور
کہولت کی عمر کا ہوگا۔ دیکھو تفسیر صفحہ

مزید براں یہ عام لوگوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئینگے تو چالیس
سال کے ہونگے۔

ایسا ہی مہدی کی نسبت ہے کہ وہ بوقت خروج چالیس سال کے ہونگے۔ دیکھو حدیث

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ إِسْحٰقَ

ہمارے پاس محمد بن ابراہیم بن اسحٰق طالقانی

الطَّالِقَانِیُ رَضِیَ اللہُ عَنہُ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَلِیِّ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِی الصَّلْتِ الْھَرَوِیِّ قَالَ قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا عَلَامَاتُ الْقَائِمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْکُمْ اِذَا خَرَجَ قَالَ عَلَامَتُہٗ اَنْ یَکُوْنَ شَیْخَ السِّنِّ شَابَّ الْمَنْظَرِ حَتّٰی اَنَّ النَّاظِرَ اِلَیْہِ لَیَحْسَبُہٗ اِبْنَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً اَوْ دُوْنَھَا وَاِنَّ مِنْ عَلَامَتِہٖ اَنْ لَا یَھْرَمُ بِمُرُوْرِ الْاَیَّامِ وَاللَّیَالِیْ حَتّٰی یَاتِیْ اَجَلُہٗ

رضی اللہ عنہ نے اُس کے پاس احمد بن علی انصاری نے اُس کے پاس ابوالصلت ہروی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ امام قایم کی علامات کہ جب وہ خروج کریگا کیا ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ ایک علامت یہ ہے کہ عمر کا بڑا ہوگا مگر نظر جوان آئیگا یہانتک کہ دیکھنے والے کو چالیس سال یا کم کا نظر آئیگا اور اُس کی علامت یہ ہے کہ مرور زمانہ سے تا موت بوڑھا نہیں ہوگا۔ دیکھو اکمال الدین واتمام النعمۃ صفحہ ۳۶۴ +

اِن روایات سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح مسیح کی عمر ۳۰۔۴۰ کے درمیان بتائی گئی ہی اسی طرح مہدی کی نسبت بتایا گیا ہے کہ ۳۰۔۴۰ کے درمیان عمر کا ہوگا۔ اور جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اعتقاد ہی کہ وہ مرور زمانہ سے بوڑھا نہیں ہوگا ایسا ہی مہدی کی نسبت اعتقاد ہی کہ مرور زمانہ سے بوڑھا نہیں ہوگا۔ گویا مرور زمانہ کا اثر نہ ہوگا +

جب واضح ہوگیا کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے۔ اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کہ بلحاظِ ضرورتِ وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی مہدی کا ذکر کردیا ہو جس سے یہ مراد تھی کہ میرا بروز ہوگا۔ اور کبھی عیسیٰ بن مریم کا ذکر کردیا جس سے مراد یہ تھی کہ وہ عیسیٰ بن مریم کا بروز ہوگا۔ یعنے ایک ہی شخص دو بروز کا حامل ہوگا۔ تو رہا اب یہ امر کہ اس زمانہ میں ایسا کون شخص ہے کہ جو عیسیٰ اور مہدی دونوں کے صفات اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ کہاں ہے اور اُس کے مہدی اور مسیح ہونے کے کیا قرائن ہیں۔ سو اس باب میں ہم الگ فصل بیان کرینگے جو آئندہ آتی ہے +

رہا یہ کہ روایات میں اختلافِ الفاظ ہے۔ سو اس کی وجہ بجز اس کے نہیں کہ احادیث کے الفاظ بعض خائنوں کی وجہ سے محفوظ نہیں رہے۔ کیونکہ ہم حدیث کے باب میں بخوبی ظاہر کر چکے ہیں کہ بہت لوگوں نے مہدی کے لفظ سے فائدہ اُٹھانے کے لئے احادیث کے الفاظ میں حسب منشاء خود اور الفاظ داخل کر دیئے۔ اور اس طرح [illegible] کو [illegible]

کر کے اُن کی اور شکل بنا دی ہو۔ بہ نفس مضمون سے مہدی اور مسیح ایک ہی معلوم ہوتے ہیں

بارھویں فصل

اس باب میں کہ مہدی و مسیح کون شخص ہے۔ کہاں رہتا ہے اور اُس کے مسیح اور مہدی ہونے کے کیا قرائن ہیں

یہ بات اہل دنیا پر مخفی نہیں کہ چودھویں صدی کے آغاز میں صرف ایک ہی شخص ہے جس
نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس
قادیان ہیں۔ اور قادیان ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ قصبہ
تحصیل بٹالہ سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر جانب شرقی واقع ہے۔ یہ قصبہ کسی زمانہ میں اس خاندان
کا پایہ تخت تھا۔ چونکہ سکھوں کے زمانہ میں اس اسلامی ریاست کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا
گیا تھا اس لئے یہ قصبہ بھی غیر معروف ہو چکا تھا۔ اول اسکا نام اسلام پور قاضی تھا کیونکہ
اول اول شاہان مغلیہ کی طرف سے اس تمام علاقہ کی قضا اس خاندان کے اعلیٰ رکن کے
سپرد تھی۔ پھر بوجہ ضعیف ہو جانے سلطنت مغلیہ کے یہ ریاست بھی بطور خود مطلق العنان
ہو گئی تھی جسکو بالآخر سکھوں نے برباد کر دیا۔ چونکہ لاہور اور گورداسپور کے مابین کا کل علاقہ
ماجھہ کہلاتا ہے اس لئے بجائے اسلام پور قاضی کے قاضی ماجھی اس قصبہ کا نام ہو گیا
اور بالآخر قاضیان ہو کر قادیاں بولا جانے لگا۔ گو تحریر میں قادیان لکھا جاتا رہا حضرت مرزا
صاحب اسی قصبہ میں سکونت پذیر ہیں۔ اُن کے آباؤ اجداد مرزا کہلاتے تھے۔ جو لفظ
عموماً مغلوں پر بولا جاتا ہے لیکن فی الاصل یہ خطاب بادشاہوں کی طرف سے ملتا تھا
یا بوجہ عالی خاندان ہونے کے لوگ مرزا کہہ دیا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ لفظ میر زادہ یا امیرزادہ
کا مخفف ہے۔ چنانچہ ایران میں اب تک غیر مغل پر بھی میرزا بولا جاتا ہے۔ اس کی وجہ معلوم نہیں
کہ اس خاندان میں کیونکر لفظ میرزا کا استعمال ہوا اور کب ہوا لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ

خاندان سمرقند سے آیا تھا۔ جو زمانہ قدیم میں فارس کے مضافات سے تھا۔ ہم پیشتر ازیں اس بارہ میں مفصل بیان کر چکے ہیں اسلئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اب ہم ذیل میں وہ قرائن لکھتے ہیں جن سے ان کا مہدی و مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے +

(۱) **وفات مسیح**۔ کیونکہ جب تک کوئی آسامی خالی نہ ہو تو دوسرا کوئی شخص امیدوار نہیں ہو سکتا۔ اور ہم بدلائل قاطع و براہین ساطع ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نبی ناصری یقیناً یقیناً فوت ہو چکے ہیں +

(۲) **مسیح کا اسی امت سے ہونا**۔ سو یہ بھی ہم دکھا چکے ہیں صحیح حدیثوں میں مندرج ہے کہ مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ اور حضرت مرزا صاحب اسی امت محمدیہ میں سے ایک فرد ہیں +

(۳) **مہدی کا آغاز ہونا**۔ کیونکہ یہ بات بھی کسی بشر کے اختیار میں نہیں کہ اس کی پیدائش ایسے موقع پر ہو کہ صدی کے سر پر دعویٰ کرنے کے قابل ہو۔ بجز تائید خدا کسی کے مقدور میں نہیں ہے۔ کہ وہ ٹھیک وقت پر پیدا ہو کر عین اسی وقت میں دعویٰ کرے جو وقت کہ قرآن کریم و توریت و احادیث میں آیا تھا +

(۴) **ظہور کے وقت چالیس برس کا ہونا**۔ یہ بات کس کی طاقت میں ہے کہ صدی کے سر پر ہو اور بوقت دعویٰ بموجب احادیث نبویہ چالیس سال کا بھی ہو۔ پس حضرت مرزا صاحب کے مسیح اور مہدی ہونے کے لئے یہ بھی ایک قوی قرینہ ہے۔ اور ہم پیچھے احادیث بھی بیان کر چکے ہیں۔ اور نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی عمر وقت ظہور کے چالیس برس ہوگی۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۴۵۔ اور امام قرطبی نے اشاعہ نام کتاب میں مہدی کی عمر چالیس سالہ کو ترجیح دی ہے اور سفارینی کا میل خاطر بھی اسی طرف ہے۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۵۰ +

(۵) **عین ضرورت کے وقت دعویٰ کرنا**۔ یہ امر بھی اس بات کا بھاری موید ہے کہ یہی بزرگوار مسیح و مہدی ہیں۔ کیونکہ زمانہ چلا چلا کر ایک مصلح کی ضرورت کو ظاہر کر رہا تھا۔ جس کا بھاری ثبوت یہ ہے کہ خود علماء نے ایک مجلس جس کا نام ندوۃ العلماء ہے مسلمانوں کی حالت زار دیکھ کر قائم کی ہے۔ اور ملک ہندوستان میں جا بجا دورہ کرتی اور مختلف مقامات

پر سالانہ اجلاس منعقد کر کے اصلاح کی فکر میں لگی رہتی ہے۔ علاوہ بر آں کوئی صوبہ کوئی ضلع کوئی شہر نہیں جہاں مقامی سوسائیٹیں مسلمانوں کی اندرونی و بیرونی خرابیوں کی اصلاح و درستی کے لئے نہ کھڑی ہوئی ہوں۔ ان کمیٹیوں کا کھڑا ہونا ہی اس امر کی کافی شہادت ہے۔ کہ فی الواقع اسلام کی کشتی کسی خطرناک ورطہ میں گرفتار ہے۔ ورنہ اسقدر جا بجا لکچر اور وعظ کرنے۔ اور اسلام کی حالت زار پر مرثیہ پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک عقلمند انسان جب ایک طرف کو ہزارہا فوجوں کی قطار در قطار جاتے ہوئے دیکھے تو بلا دریغ اس نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ ملک کے اس حصہ میں کوئی سخت ہی خطرہ پیش آگیا ہے جس کے لئے اس قدر فوجیں جا رہی ہیں۔ ایسا ہی جب اسلام والوں میں ہزارہا کمیٹیاں کھڑی ہوگئیں تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑا کہ اہل اسلام میں نہایت خوفناک شور برپا ہوگیا ہے۔ اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن لاہور۔ اخبار وطن کے پرچہ میں لکھتے ہیں۔ ان سب باتوں سے غور کرنے پر ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس وقت تمام عالم اسلام خواہ وہ کسی فرقے اور حیثیت کا ہو۔ ایک سچے راہبر کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور اس کی تلاش میں ہے +

اور کابل کا سراج الاخبار کس درد دل سے لکھتا ہے :۔

شد طلوعِ آفتاب از غرب و شد نزدیک حشر
فاش میگویم ترا از رازہائے غرب و شرق

اور علیگڈھ گزٹ کس تڑپ سے لکھتا ہے +

یا صاحب الزمان ظہور شتاب کن	عالم ز دستِ رفت تو پا در رکاب کن
ظلمت گرفتہ عالم و تو چوں نشستۂ	ایں عرصہ را بنور حضورت آفتاب کن
از کفر و ظلم و جور و ستم شد جہاں خراب	رایاتِ کفر را تو بہ گردوں طناب کن
یزداں ترا ذخیرۂ نمودہ برائے کے	برخیز و عالم نو برا از انقلاب کن
یا ابن ہم جلال و مقام اے ولی حق	برخیز چہرۂ خویش بروں از نقاب کن
روئے زمیں ز کفر و ضلالت تو پاک کن	اسلام را دوبارہ تو خود کامیاب کن
اسلام شد خراب و نگہ دار او توئی	تو دوستئے از جانبِ خود انتخاب کن

یاخاتم الائمہ لطف ِ یادِ ما برس — بہر خدا وجہ کبارت صواب کن
یارب دعائے خستہ دلاں مستجاب باد — یاصاحب الزمان لظہورت شتاب کن

جن سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ کس قدر ظہور مہدی کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں
الغرض چاروں طرف حال پکار رہی ہے کہ اس وقت مہدی آخر الزمان کی اشد ضرورت ہے ؛

مفصلہ ذیل اشعار شیعہ کانفرنس منعقدہ بمقام پٹنہ دسمبر ۱۹۱۱ء میں کسی اہل تشیعہ نے پڑھے

نزع کا وقت ہے اسلام ہی دم توڑ رہا — صفِ ماتم پہ کوئی خاک بسر ہے کہ نہیں
بارھویں چاندِ امامت کے نکل آجلدی — دوش پہ حفظ الٰہی کی سپر ہے کہ نہیں
جسکا ہر قطرہ ترے عشق کا دم بھرتا تھا — خاکِ تیرہ اُس خون سے تر ہے کہ نہیں
علمار دار پہ کھینچے گئے عاشورہ کے روز — تم اِس نخلِ مظالم کا ثمر ہے کہ نہیں
غلغل اسلام کی دُنیا کے ہر اک گوشہ میں — ہر دل خیر طلب زیر و زبر ہے کہ نہیں
بار الٰہا شبِ یلدا کے سیہ خانے میں — حاجتِ جلوۂ انوار قمر ہے کہ نہیں
کاش اُٹھے پردۂ غیبت کہ ہوں آنکھیں روشن — شبِ فرقت کی خدا جانے سحر ہے کہ نہیں

الحکم مورخہ ۱۴ ؍ دسمبر ۱۹۱۲ء نمبر ۳۹ جلد ۱۶

لہذا ہمیں زیادہ تفصیل دینے کی ضرورت ہی نہیں ؛

(۶) چودھویں صدی کے سر پر کسی اور کا دعویدار نہ ہونا۔ یہ امر بھی حضرت مرزا صاحب کے مسیح و مہدی ہونے پر کافی دال ہے۔ کیونکہ مہدی کا مجدد ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔ مہدی مجددِ دین ہیں اِس لیے ان کا نکلنا صدی کے شروع یا آخر میں خیال کیا گیا ہے ؛

امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات جلد ثانی کے مکتوب ۶۸ میں بصفحہ ۱۳۶ لکھتے ہیں

بالجملہ وقتِ ظہورِ حضرت مہدی نزدیک است تا سر مائتہ کہ آوانِ ظہورِ او ست چہ مقدمات و مبادیٔ ظہورِ آیند۔ این مقدمات و مبادیٔ ظہور او علیہ الرضوان در رنگِ ارہاصاتِ پیغمبر

بالجملہ حضرت مہدی کے ظہور کا وقت قریب ہے صدی کے سر پر آئیگا جو اُن کے ظہور کا وقت مقدر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مقدمات و مبادی یعنے وہ علامات جو اُن کے ظہور سے قبل

باست علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات آنچہ پیش از ظہور نبوت وے علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام بظہور آمدہ بود ۔

پیدا ہونے والی ہیں وہ اب ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔ اُن کے ظہور کی ابتدائی علامات ہمارے پیغمبر علیہ وآلہ الصلوۃ والتسلیمات کے ارہاص کے رنگ میں ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ظہور سے قبل ظہور میں آئی تھیں۔ دیکھو مکتوبات جلد ۲ صفحہ ۱۳۷ مکتوب ۹ مطبوعہ مطبع نولکشور ۔

ہم نے سنا ہے۔ اور اُن کی کتاب میں لکھا بھی دیکھا ہے کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب کو بھی خیال تھا کہ شاید چودھویں صدی کے مجدد وہ خود ہوں۔ بلکہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے ماہواری رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھا بھی ہے کہ نواب صاحب موصوف چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔ اور دوسری طرف مولوی عبدالحی صاحب کو بھی جو ایک متبحر عالم لکھنوی تھے خیال تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو پہلے ہی سے اُٹھا لیا۔ اور کیوں نہ اُٹھاتا کیونکہ خود نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر ظن غالب ہے کہ مہدی ظہور کرینگے کیونکہ ۱۲۰۰ہجری سے ۱۳۰۰ہجری تک صدی کو محل اُن کے ظہور کا ٹھیرایا گیا تھا۔ وہ مدت گذر چکی مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی کا آغاز ہے دیکھیے اب بھی آتے ہیں یا نہیں۔ اتنی بات تو ضرور ہے کہ علامات بعیدہ اُن کے ظہور کی سب کی سب گذر چکیں۔ علامات قریبہ نظر آتی ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وقت ظہور اب بہت قریب آگیا ہے۔ دیکھو اقتراب الساعۃ وحجج الکرامہ فی آثار القیامہ۔ پس حسب تحقیقات نواب صاحب موصوف جب مہدی موعود نے چودھویں صدی کے سر پر آنا تھا تو وہ خود کیونکر مجدد ہو سکتے تھے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے اُٹھا لیا۔ الغرض چودھویں صدی کو آئے ہوئے اب ۱۳ سال ہو گئے کوئی اور شخص دعویدار نہیں ہوا۔ اور جو بعض مدعی مہدویت وعیسویت ہوئے ہیں تو اُنہیں کوئی بھی وہ علامات نہیں پائی گئیں جو آثار یا احادیث میں آئی ہیں۔ اور نہ اُن میں سے کسی ایک نے فسادات زمانہ موجودہ کا کچھ تدارک کیا ہے۔ پھر کیونکر مجدد یا مہدی کہلانے کا حق رکھتے ہیں صرف منہ کی پھونکوں سے کچھ نہیں ہو سکتا ۔

(۷) حضرت اقدس مرزا صاحب کا ہو بہو وہی حلیہ ہونا جیسا حدیث

میں ھی۔ یعنے رنگ گندم گون۔ میانہ قد۔ آنکھ بڑی۔ گوشت کم کشادہ پیشانی۔ اونچی ناک چہرہ ستارہ کی طرح چمکدار گھنی ڈاڑھی۔ کشادہ ران۔ بال سیدھے لٹکے ہوئے۔ دہن چمکدار سینہ چوڑا۔ یہی حلیہ حضرت مرزا صاحب کا ہے جس کو شک ہو آکر دیکھ لے یا اُنسے پوچھ لے جنہوں نے بچشم خود دیکھا ہو۔ جب مجلس میں آکر بیٹھتے ہیں تو اُن کا چہرہ ایسا چمکتا دمکتا نظر آتا ہے گویا ابھی حمام سے نکل کر آئے ہیں۔ زبان بھی کسی قدر بھاری ہے۔ جب گرنا بولنا ہو تو آرنا بولتے ہیں +

(۸) اُنکا اخلاق خاتم المرسلین فخر الاولین والآخرین کے مطابق ہیں جیسا کہ احادیث میں آیا تھا۔ يَشْبَهُهُ فِي الْخُلُقِ وَلَا يَشْبَهُهُ فِي الْخَلْقِ یعنے خلق میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہونگے اور خلق یعنے جسمانی خط وخال میں مشابہت نہ ہوگی۔ سو یہ امر ظاہر ہے جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا ہے وہ اُس کا انکار نہیں کر سکتے +

(۹) وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کا رنگ تو عربی ہوگا اور بدن اسرائیلی گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چونکہ اُن کی ذات سے دو قسم کی بڑی خدمات مقدر تھیں یعنے ایک اندرونی اصلاح اور دوسری بیرونی اصلاح۔ اس لیے ایک حالت میں محمدی رنگ میں کام کریگا۔ اور ایک حالت میں وہ مسیحی رنگ میں کام کریگا۔ اس حدیث نے ظاہر کر دیا کہ نہ تو حضرت مسیح موعود وہی اسرائیلی نبی ہے۔ اور نہ مہدی کوئی مسیح کے سوا الگ شخص ہے۔ اور یہ دونوں خدمات اس بزرگ یعنے حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ سے سر انجام پا رہی ہیں۔ اور اس شد ومد سے کہ اُس کی نظیر ابتدائے دنیا سے اس وقت تک ثابت نہیں ہوتی +

(۱۰) حسب مضمون حدیث يَضَعُ الْحَرْبَ أَوْزَارَهَا اس مرد خدا نے دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس بارہ میں بڑے بڑے رسایل بدلائل لکھکر شائع کر دیئے ہیں کہ اب کوئی شخص دین کے بارہ میں کسی کافر کے جان ومال کا تعرض نہیں کر سکتا۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے ہاں وہ ایک مجرم ہے کیونکہ شرائط جہاد اس وقت پائی نہیں جاتیں +

(۱۱) ان میں سخاوت بھی اسی طرح ثابت ہے جس طرح حدیث میں آیا ہے اور ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ کسی صاحب نے اُن سے کوئی چیز مانگی ہو۔ تو اُس کو اُسکی امید سے بہت ہی بڑھکر

دی ہے تھوڑی چیز کے لینے کی عادت ہی نہیں۔ حتےٰ کہ دوائی جیسی چیز اور پھر قیمتی دوا جو بڑی لاگت اور محنت سے تیار کی گئی تھی بہت ہی تھوڑے عرصہ میں اسی طرح خرچ کر دی اور ذرہ ملال نہ ہوا

(۱۲) **مخالفین کو بڑی بڑی رقوم مقرر کرکے مقابلہ کیلئے طلب کیا۔** مگر کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس رقم کو قبول کر لے۔ اور وہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ لوگوں کو مال دیگا لیکن کوئی قبول نہیں کریگا۔ وہ اسی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ بات بار بار مشاہدہ میں آچکی ہے +

(۱۳) **جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ سُنّت نبوی پر عمل کرینگے۔** ایسا ہی اس بزرگ مرد خدا نے کیا ہے۔ جب کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو سنّت نبوی کے موافق حکم دیتے ہیں اور بدعات کی سخت ممانعت کرتے رہے ہیں اور کوئی ایسی تعلیم اپنے مریدوں کو نہیں دیتے جیسے کہ آجکل پیر گدی نشین دیتے ہیں اور نہ تعویذ گنڈہ اور خلاف سنت کوئی وظیفہ یا ورد بتاتے رہے ہیں بلکہ نماز سنوار کر پڑھنے اور قرآن کریم کی تلاوت کی سخت تاکید کرتے رہے ہیں اور تہجد کی نماز اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیتے رہتے ہیں +

(۱۴) **نام بھی موافق احادیث کے احمد ہے** بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ ان کا نام غلام احمد ہے۔ احمد کیسے ہو گئے۔ ان کو اگر معلوم ہوتا کہ آسمان پر ایک نام ہوتا ہے جو والدین نہیں جانتے اور وہ اپنی مرضی سے کوئی اور نام تجویز کر لیتے ہیں۔ جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام والدین نے محمد رکھا۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر آپکا آسمانی نام احمد بتایا تھا۔ اور پھر جب آپ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور اُن کی شریعت کے خادم تو پھر ہر حالت میں غلام احمد نام ہی ہونا تھا یا کچھ اور۔ اور پھر وہ جو حدیثوں میں آیا ہے اَلْمَھْدِیُّ مِنْ وُلْدِیْ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ میری ہی اولاد ہے جب وہ ہو اُن کے نقش قدم پر چلتے ہیں تو کیونکر اُنکے ولد نہیں کہلا سکتے۔ کیا قرآن میں نہیں پڑھتے کہ جس آدمی کے عمل اپنے متبوع کے موافق ہوں وہ اُسی کا اہل اور جس کے عمل اپنے متبوع کے اعمال کے مطابق نہ ہوں وہ اُس کا اہل نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت نوح کے بیٹے کی نسبت بجواب حضرت نوح علیہ السلام فرمایا ہے اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ یعنے وہ تیرا اہل نہیں اسلئے کہ اس کے عمل صالح نہیں ہیں ایسا ہی توریت اور انجیل کے محاورات ہیں جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ پس صاف عیاں ہے کہ

جو کسی مقتدا کی اقتدا اقدم بقدم اُسی مقتدا کے موافق کرتا ہے وہ گویا اُسی کا اہل ہوتا ہے۔ اگر یہ دلیل کوئی کافی نہ سمجھے تو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سنا دیتے ہیں جو سلمان فارسی کی نسبت ہے۔ کون نہیں جانتا کہ سلمان فارسی النسل تھے اور جب اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کمال نمونہ دکھایا۔ اس لئے اُس فخر بنی آدم نے زبان مبارک سے فرمایا۔ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ یعنے سلمان ہم میں سے اہل بیت ہے۔ پھر سب سے بڑھ کر طرفہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب فارسی النسل ہیں۔ اللہ تعالی نے اُن کو الہام سے بھی خبر دیدی ہے کہ تو فارسی النسل ہے۔ اور وہ حدیث جس میں ہے لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ۔ اگر ایمان ثریا پر معلق ہوتا تو بھی ایک شخص ابناء فارس سے اسکو اتار لاتا۔ انہی کے حق میں ہے جیسے الہام الٰہی سے واضح ہے۔ دیکھو تفسیر ابن جریر جلد ۸ صفحہ ۵۸۔ جب ثابت ہو گیا کہ یہ فارسی النسل ہیں تو اولاد سلمان فارسی ٹھہرے۔ اور سلمان جب اہل بیت میں داخل ہے تو یہ بھی حضرت کی اولاد ہوئے۔

غلام و ولد کے معنے ایک ہیں

واضح ہے کہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے اور غلام کے معنے ولد کے ہوتے ہیں لغت عرب و عرف عام میں ولد بیٹے کو کہتے ہیں جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ رہا غلام سو قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ خوف مت کرو اور اُس کو ایک علیم بیٹے کی خوشخبری دی۔ دیکھو سورۃ والذاریات رکوع ۲ یہاں غلام کے معنے بیٹے کے ہیں +

علاوہ ازیں بیٹوں کی نسبت اللہ تعالی خبر دیتا ہے +

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا۔

اور پھرتے ہیں اُن کے پاس اُن کے بیٹے پاس رہنے والے۔ جب تو اُن کو دیکھے تو وہ تمہیں موتی بکھرے ہوئے نظر آئیں۔ دیکھو سورہ دہر رکوع ۱ +

اور دوسری جگہ قرآن کریم میں یوں ہے +

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۝

بیٹے پھرینگے اُن کے پاس اُن کے بیٹے گویا کہ وہ ایسے موتی ہیں جو خزانہ میں محفوظ رکھے ہوئے ہیں

دیکھو سورۃ الطور رکوع ۱ +

پس صاف ظاہر ہے کہ غلام اور ولد کے ایک ہی معنے ہیں +

اگر کسی کو ولد اور غلام کے متعلق کوئی شک ہو کہ کیونکر اُن کے معنے اولاد کے تسلیم کر لئے جائیں تو ہم ذیل میں ایک اور آیت پیش کرتے ہیں جس سے ایک رائی کے برابر بھی شک وشبہ نہیں رہیگا اور یقین کامل ہو جائیگا کہ ولد اور غلام کے معنے اولاد کے ہیں وہ آیت حسب ذیل ہے :-

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

تحقیق متقی جنتوں میں صاحب نعمت ہونگے اور جو کچھ اُنکے رب نے اُن کو دیا ہوگا اُس پر شکر کرینگے اور خدا تعالیٰ نے اُن کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیگا اور کہا جائیگا کہ خوب رچا پچا کھاؤ پیو اور یہ تمہارے نیک اعمال کا بدلہ ہے اور باہم مقابل رکھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہونگے اور ہم روشن آنکھوں والی حوروں کو اُنکے نکاح میں دینگے اور جو ایمان دار ہونگے اور اُن کی اولاد بھی ویسے ہی نقش قدم پر چلنے والی ہوگی تو ہم اُن کی اولاد کو بھی اُن کے ساتھ ملا دینگے

پس صاف ظاہر ہو گیا کہ نیک آدمیوں کی اولاد اُنکے ساتھ ہوگی۔ دیکھو سورۃ الطور رکوع ۱

اور اس سے اَلْمَهْدِيُّ مِنِّيْ یا مِنَّا کے معنے بھی جو احادیث میں آتا ہے کھل گئے کیونکہ سلمان کو فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا سلمان ہم میں سے ہے دیکھو زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹- اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس لفظ کا استعمال نہیں کیا۔ بلکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی خواہ مہاجر تھے یا انصار سلمان کی نسبت یہی لفظ استعمال فرمایا ہے چنانچہ فصل الخطاب میں لکھا ہے وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ سَلْمَانُ مِنَّا وَقَالَ الْأَنْصَارُ سَلْمَانُ مِنَّا۔ پس اُس کی اولاد کو خاتم النبیین نے اَلْمَهْدِيُّ مِنِّيْ کہدیا تو کیا عیب ہے۔ اس سے فاطمی مہدی کا ہونا لازمی نہ ٹھہرا۔ اور نیز اس سے اَلْمَهْدِيُّ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ کے معنے بھی حل

ہوگئے۔ کیونکہ جب سلمان اہل بیت ٹھہرے تو حضرت مرزا صاحب بدرجہ اولیٰ اہل بیت ٹھہرے
اور اہل بیت کل متبعین پر بولا جاتا ہے۔ خود بخاری میں صحابہ پر اہل بیت کا استعمال ہوا ہے +
اس سے بڑھ کر ایک اور بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب قریش بھی ہیں چنانچہ خود رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَسْلَمَ مِنْ فَارِسَ فَهُوَ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ اِخْوَانُنَا
وَعُصْبَتُنَا۔ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یعنے دیلمی نے حضرت عبداللہ ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فارس سے جو اسلام
لایا وہ قریش میں سے ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے بھائی اور ہمارے عصب ہیں۔ دیکھو کنزالعمال
جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ +

اب اس حدیث سے الفاظ اَلْمَهْدِيُّ مِنْ قُرَيْشٍ بھی حل ہوگئے +
پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ لوگ مہدی فاطمی وغیرہ کے منتظر رہیں۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب
بموجب فرمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریش میں بھی داخل ہیں +
رہا لفظ عترت جو حدیثوں میں مہدی کے بارہ میں آیا ہے اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي سو
واضح ہو کہ عترت کا لفظ کل دور و نزدیک کے رشتہ داروں پر بولا جاتا ہے۔ سو چونکہ فارسی
لوگ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اہل عرب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد۔ اس
لئے باہم رشتہ ہونے کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب عترت میں داخل ہیں۔ دیکھو مجمع البحار
جلد اول صفحہ ۳۴۵ +

مزید برآں عترت کا لفظ کل قریش پر بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نَحْنُ عِتْرَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں
دیکھو زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۸۔ اور عموماً صحابہ کہتے تھے نَحْنُ عِتْرَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِاَنَّهُمْ
كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب قریش بھی ہیں۔ بوجہ
فارسی ہونے کے پس اس حالت میں بھی وہ عترت کی تحت میں آگئے پس جس حدیث مہدی
میں لفظ عترت کا بھی آگیا ہے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ حضرت مرزا صاحب عترت میں داخل
ہیں۔ دیکھو مجمع البحار جلد اول صفحہ ۳۴۵ +
مزید برآں جب عترت کا لفظ دور و نزدیک کے رشتہ پر بولا جاتا ہے تو چونکہ حضرت مرزا

صاحب کی دادی سادات میں سے تھی اس لئے بھی مرزا صاحب عترت میں داخل ہیں۔

(۱۵) لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ کی پیشگوئی بھی انہی کے حق میں پوری ہوئی کیونکہ اس زمانہ میں ایمان دنیا سے بالکل اُٹھ چکا تھا جس کی تفصیل ہم آگے چل کر کسی اور فصل میں کریں گے سب کون نہیں جانتا کہ کس نے از سر نو ایمان کو دنیا میں آکر قائم کیا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۲ ۔

(۱۶) وہ جو لکھا ہے کہ مہدی تابع الہام ہوگا اور وہ علم قیاس کی پیروی نہیں کریگا یہ بات بھی اُن کی ذات میں صادق آئی ہے چنانچہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو القاء ہوتا ہے یا فرشتہ بتاتا ہے وہی حکم کرتے ہیں اور اُس کے سوا کوئی جدید تعلیم پیش نہیں کرتے ۔

(۱۷) انکا حارث و حراث ہونا بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے آباؤ اجداد زمیندار تھے اور بذات خود بھی زمیندار ہیں اور زمینداری کرواتے بھی ہیں اور وہ جو خواجہ حسن نظامی و پیر جماعت نظام المشائخ نے رسالہ کتاب الامر میں لکھا ہے کہ حراث سے مراد امیر حبیب اللہ سرخان شاہ کابل ہے کیونکہ وہ روسیوں کو اس طرح کاٹینگے جس طرح درانتی بالکل غلط ہے حراث کے معنوں میں درانتی کا کیا تعلق حراث کے معنے کھیتی کرنے والے کے ہیں نہ کاٹنے والے کے ۔

(۱۸) کل امارات صغریٰ سے ظہور ہوگیا جیسے نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی اقرار کرتے ہیں جیسے ہم پہلے لکھ چکے ہیں ۔

(۱۹) وہ جو احادیث میں ۲۷ یا ۳۰ دجالوں کا مہدی سے قبل آنا مذکور ہے وہ سب ہو چکے جو اگلی فصل میں دکھلائے جائینگے ۔

(۲۰) کل علامات جو ظہور مہدی و مسیح کے لئے ضروری تھیں وہ قریباً کل کی کل ظاہر ہو گئیں جن کی تفصیل آگے چل کر معلوم ہوگی ۔

(۲۱) اُن پر تکفیر کا فتویٰ بھی لگ چکا جیسا کہ آثار صحابہ و مکاشفات حضرت محی الدین ابن عربی و امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی و کتب حجر العلوم ملتانی و نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی میں آچکا تھا چنانچہ مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۲۹۰ میں امام ربانی صاحب لکھتے ہیں کہ علماء ذریعہ فتویٰ کی تکفیر برخلاف مہدی دینگے ۔

(۲۲) لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ کا پورا پورا مصداق ہونا۔ کیونکہ دنیا میں ایک بھی دین ایسا نظر نہیں آتا جس پر حضرت مرزا صاحب کا غلبہ ثابت نہ ہو۔ تمام مذاہب باطلہ پر اس قدر رعب پڑ گیا ہے کہ کوئی مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا حتٰے کہ دجال بھی جن کی طاقت و ثروت اس قدر ہے کہ کل ملک چین کو خرید سکتا ہے۔ وہ بھی ان کے سامنے آنے سے جھکراتا ہے بلکہ اپنے اندر ہی اندر پگھلتا چلا جا رہا ہے +

(۲۳) ان کے دشمنوں کا ان کے سامنے ہلاک ہونا یا ذلیل ہونا۔ یہ امر بھی کیا ظاہر و باہر ہے کہ جس شخص نے ان کا مقابلہ کر کے گستاخی کا ارتکاب کیا یا وہ ہلاک ہوا یا ذلیل ہوا دیکھو عبدالرحمٰن مراد آبادی۔ دیانند سرسوتی لیکھرام پشاوری۔ عبداللہ آتھم شیخ محمد حسین بٹالوی۔ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی۔ غلام دستگیر قصوری۔ عبدالعزیز لودیانوی۔ عبدالحق غزنوی۔ پیر مہر علیشاہ گولڑوی۔ پگٹ مسیح لنڈن۔ ڈوئی الیاس امریکہ۔ الٰہی بخش موسیٰ لاہوری چراغ الدین مصلح جمونی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم مرسل پٹیالوی وغیرہ وغیرہ جن کا مفصل حال انشاء اللہ بشرط زندگی ایک الگ رسالہ میں لکھا جائیگا +

(۲۴) ان کا روز بروز ترقی کرنا۔ اور ان کی قبولیت کا عام ہوتے جانا۔ یہ بات بھی بخوبی ہو رہا ہے کہ لوگ بکثرت ان کی بیعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عام لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت بیٹھتی چلی جاتی ہے۔ اور اب ان کی جماعت ایک بہت بڑی زبردست جماعت سمجھی جاتی ہے +

(۲۵) ان کے مریدوں کا اخلاص روز بروز ترقی کرتا ہے۔ اور جوں جوں زمانہ گذرتا ہے ان کا اخلاص آگے ہی آگے قدم رکھتا ہے پیچھے ہرگز نہیں ہٹتا۔ جان و مال آپ پر اور آپ کے سلسلہ پر قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ یہ بھی ان کے منجانب اللہ ہونے کی کافی دلیل ہے +

(۲۶) ان کا ذاتی استقلال۔ باوجودیکہ دشمنان دین نے ان کے تباہ اور ہلاک کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سنت انبیاء کے مطابق ابتلاء بھی آئے مگر یہ شیر خدا اپنے ارادہ میں ذرہ پیچھے نہیں ہٹا۔ بلکہ اس نے آگے ہی آگے قدم بڑھایا۔ اور دنیا کے دنگل میں ایک پہلوان کی طرح للکارتا رہا جیسے یسعیاہ باب ۱۱ آیت ۵

میں لکھا تھا۔ چنانچہ یسعیاہ کے باب مذکور میں یوں لکھا ہے "اور اُس کی کمر کا پٹکا راستبازی ہوگی اور اُس کے پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے ہوئے ہونگے"۔

(۲۷) جو لوگ اُن کی صحبت میں آئے وہ پھر خواہ کتنی ہی اُن کو زلازل اور ابتلا میں آئے ثابت قدم ہی رہے۔ اور تقویٰ اور طہارت اور سنت نبوی کی پیروی میں قدم آگے بڑھاتے رہے۔ ہر قسم کی شرارتوں اور جھوٹ اور افتراؤں سے اُن کو دلی نفرت پیدا ہوگئی نمازِ تہجد کے بڑے شائق اور باہمی الفت اور محبت میں روز افزوں ترقی کرتے ہیں اُن کے چہروں سے ایک خاص نور کی جھلک دکھلائی دیتی ہے۔ اگر کچھ باہمی تکرار یا گناہ سرزد ہو بھی جائے تو اُس کے ارتکاب میں اصرار نہیں کرتے۔ بلکہ بہت جلد سنبھل جاتے ہیں۔ اور توبہ اور استغفار میں صدق دل سے مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے کئے پر سخت پشیمان ہوتے ہیں۔

(۲۸) جس طرح انبیاء کے معتقدوں میں بعض لوگ مرتد ہو جاتے تھے ایسا ہی اُن کے بعض پیرو مرتد ہو گئے۔ اور یہ عموماً تمام انبیاء کی سنت ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے سامری مرتد ہو گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ایک کثیر جماعت مرتد ہو گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بہت سے لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اِس لئے اِس امام کے وقت میں اگر بعض آدمی مرتد ہو گئے تو کوئی فکر کی بات نہیں بلکہ یہ تو منجانب اللہ ہونے کی ایک دلیل ہے۔

(۲۹) اولیاءِ زمانہ گذشتہ و حال نے اُن کے دعوئ مہدویت و مسیحیت کی خدا تعالیٰ سے الہام پاکر تائید و تصدیق کی ہے۔ جن کا مفصل حال آگے درج ہوگا۔ مگر یہاں اس قدر لکھ دینا ازبس ضروری سمجھتے ہیں کہ بعض دھوکے باز علماء یا مکار واعظ اکثر جاہل و ناواقف لوگوں کو یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر مرزا مہدی یا عیسیٰ ہوتا تو اُن کی تصدیق کوئی ولی یا غوث و قطب کرتا اے نادانوں خدا کے اولیاء اور مجددین نے تو تصدیق کر دی ہے اگر تم نے اپنے کان بند کر لئے ہوں اور آنکھیں دیکھنے سے روک لی ہوں تو تمہیں کیونکر یقین ہو سکے۔ دنیا میں کوئی ولی۔ ابدال۔ اوتاد۔ غوث۔ قطب پیش کرو اور پھر اُن سے جاکر دریافت کرو تو پھر تمہیں معلوم ہو کہ وہ کس کی تصدیق کرتے ہیں جنہوں نے چھپے ہوئے تھے اور اُن بزرگوں نے جو ظاہر بھی تھے سب نے آپ کے منجانب اللہ ہونے اور اپنے دعویٰ میں صادق اور راستباز ہونے کی گواہی دی ہے جن میں سے بعض کے حالات اسکے بعد درج ہیں اور اکثروں کے بخوفِ طوالت

درج نہیں کئے۔ پھر کس طرح دھوکے باز مخلوقاتِ خدا کو گمراہ کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے

(۳۰) اُن کے صحبت یافتہ کو رویا و مکاشفات و الہامات کا ہونا۔ یہ امر بھی نہایت عجیب ہے کہ اکثر اصحاب جو اُن کی بیعت سے مشرف حاصل کر چکے ہیں اپنے اپنے فطرت کے مطابق اور حسبِ مقدارِ محبت و تعلق اس نعمت سے بہرہ ور ہو گئے ہیں حتٰی کہ عورتوں کو بھی خوابیں اور الہام صحیح ہوتے ہیں جو بعینہٖ ظہور پذیر ہوتے ہیں +

(۳۱) اُن کی تعلیم کا عام شہرت حاصل کرنا اور مخلوقاتِ خدا کے دلوں میں قوی اثر پیدا کرنا سب لوگ جانتے ہیں کہ جو ایک دفعہ بھی اُن کی کتاب دیکھ لے وہ عش عش کرنے لگتا ہے اور بے اختیار بول اُٹھتا ہے کہ لاریب یہ شخص سلطان القلم ہے اور بجز مقبولانِ خدا کوئی ایسا نہیں لکھ سکتا

(۳۲) اُن کی اپنی پیشگوئیوں کا پورا ہونا جس کی تفصیل آگے آئیگی جسقدر اس بزرگ نے پیشگوئیاں کی ہیں وہ سب ٹھیک نکلیں۔ اور جو لوگ بعض پیشگوئیوں کی نسبت اعتراض کرتے ہیں اُن کی اپنی غلطی ہے۔ وہ آسمانی اور الہامی کتابوں سے ناواقفیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ ورنہ سب پیشگوئیاں صحیح اور درست ہیں +

(۳۳) اُن کی دعائیں بکثرت قبول ہوتی ہیں حتٰی کہ اگر یہ کہیں کہ مُردوں کو بھی زندہ کر دیا تو کچھ بعید از خیال نہ ہوگا۔ کیونکہ چند ایسے واقعات بھی پیش آچکے ہیں جن پر موت کا لفظ صادق آسکتا تھا تفصیل آگے آئیگی۔ خود راقم الحروف اس امر کی تصدیق کے لئے عینی گواہ ہے اور چونکہ دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں الگ فصل میں مفصل حالات درج ہیں اس لئے یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں +

(۳۴) اُن کے زمانہ میں وسائلِ سہولیتِ تبلیغ کا پیدا ہو جانا۔ یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ کل دنیا میں تبلیغ کا کرنا انہی اسباب پر منحصر تھا اگر یہ خدا تعالٰی کی طرف سے امام نہ ہوتے تو اللہ تعالٰی اُن کو ایسے زمانہ میں پیدا ہی نہ کرتا یا توفیق ہی نہ بخشتا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مشیتِ الٰہی نے اسی زمانہ میں مسیح موعود کی سہولیت کے لئے ایسے سامان مہیا کر دیئے جن کے ذریعہ سے وہ کل دُنیا کو اس طرح تبلیغ کر سکتے ہیں جس طرح ایک شہر میں کوئی تبلیغ کرتا ہے اور اگر کوئی تکلیف یا رکاوٹ تبلیغ اسلام میں نہیں ہوئی اگر یہ ظہور پہلے زمانہ میں نہ ہوتا تو پھر تمام دنیا کو تبلیغ کرنا لیظہرہ علی الدین کلہ کی منشاء کے مطابق کیونکر سر انجام ہوتا میرے خیال

میں بالکل نامکمل تھا۔ جس سے عیاں ہے کہ اُس علام الغیوب قادر خدا نے اسی زمانہ کیلئے ظہور مہدی و مسیح کا وقت مقرر کیا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کا بڑا شکر کرنا چاہیئے کہ ہمارے زمانہ ہی میں ایسے وسایل پیدا کر دیئے گئے کہ ہم گنہگاروں کو مسیح و مہدی کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقع عطا کیا اور معرفت کی توفیق بخشی کیا ریل۔ دخانی جہاز۔ مذہبی آزادی۔ ڈاکخانہ۔ چھاپہ خانہ کاغذات تار وغیرہ وغیرہ ایسے وسایل نہیں ہیں جنہوں نے ہماری مشکلات کو آسان کر دیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کثرت سے اور ایسے ارزاں پیدا کر دئے گئے ہیں کہ عقل انسانی حیرت میں آجاتی ہے۔

مسیح کے وقت کی سلطنت کیسی ہونی چاہیئے تھی

(۳۵) سلطنت عادل کا ہونا۔ یہ کیسی بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی کو ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ میں رکھا ہے جس نے تمام مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور مسیح کا آنا ایسی ہی سلطنت کو چاہتا تھا۔ اگر یہ سلطنت نہ آئی ہوتی تو مسیح ہرگز نہیں آسکتا تھا۔ وجہ یہ کہ مسیح کے ظہور کا جو زمانہ بتایا گیا تھا وہ نہایت ہی خطرناک تھا۔ کیونکہ تمام مذاہب میں فتور عظیم کی خبر دی گئی تھی حتّٰے کہ علماء و فقراء و فقہاء اسلام کی نسبت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا تھا کہ روئے زمین پر آسمان کے نیچے اُن سے بدتر کوئی مخلوقات نہ ہوگی۔ گویا از روئے مذہب تمام مخلوقات مسخ ہو کر درندوں اور وحشیوں کی طرح ہوگئی ہوگی۔ اور ہر ایک دوسرے کے مذہب اور اعتقاد پر حملہ کرتا ہوگا تو ایسی حالت میں مسیح کے آنے پر کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ کسی فرقہ کے اعتقاد کے برخلاف کہے اور وہ اُن کے شر سے محفوظ رہ سکے اسی واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر بھی دیدی تھی کہ لوگ مسیح پر کفر کے فتوی بھی لگائینگے۔ جیسے کہ آثار سے ظاہر ہے۔ اور اگر بس چلا تو اُس کے قتل کی بھی کوشش کرینگے۔ چنانچہ قتل کے فتوے بھی دئے گئے اور مقدمات بھی برپا کیے گئے۔ اور پھر اگر گورنمنٹ بھی کسی خاص مذہب کی حامی یا طرفدار ہوتی جس کے زیر سایہ مسیح کو زندگی بسر کرنا تھی تو مسیح کے لیئے مخلوقات کے شر سے بھی گورنمنٹ کا زیادہ خطرے کا مقام تھا۔ کیونکہ گورنمنٹ کے لیئے کونسا مشکل امر ہوتا ہے کہ وہ جسکو چاہے پکڑ کر توپ

کرکے آگ میں اُڑا دے۔ یا جس طرح چاہے ہلاک کردے۔

اور یہ تاریخ سے واضح ہے کہ اکثر بادشاہوں نے نبیوں اور ولیوں کو اپنے اعتقاد کے مخالف پاکر ہلاک بھی کیا ہے۔ لہذا اشد ضروری تھا کہ وہ گورنمنٹ جس کے زمانہ میں مسیح کو آنا چاہیے تھا۔ وہ ایسی ہی گورنمنٹ ہوتی جیسی کہ موجودہ سرکار برطانیہ ہے۔ جس نے مذہب کی عام آزادی دے رکھی ہے جس طرح کوئی چاہے بپابندی قانون اپنی تعلیم مذہبی کو پھیلائے۔ اور جس طریق پر چاہے ترویج دے تا کسی خللِ امنِ عامہ کا مرتکب نہ ہو بس یہی مبارک گورنمنٹ ہے جس کے عہدِ معدلت مہد میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرما ہوئے۔ کیا ہی مبارک اقدام فرخندہ فرجام۔ قیصرہ وکٹوریہ تھی جس کے زمانہ کو خدائے قدوس نے ازل ہی سے چن لیا تھا اور یقیناً یقیناً یہی باعث ہے کہ اس ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو تخت پر بیٹھتے ہی اقبال نے ساتھ دیا اور وہ روز افزوں ترقی کرتی گئیں۔ وہ اقبال کیا تھا۔ یہی کہ اس کے تخت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی مسیح موعود کا تولد شریف ہوا۔ اور جوں جوں اس مبارک قدم مسیح کی عمر میں ترقی ہوتی گئی۔ اس مبارک نصیب وخوش اقبال ملکہ کو بھی ترقی ہوتی گئی۔ اور جب مسیح علیہ السلام اپنی عمر کے کمال کو پہنچے اور مسیحیت کے عہدہ پر مامور ہوئے تو قیصرہ مبارکہ بھی اپنے اقبال کے انتہائی نقطہ تک پہنچ گئیں۔ اور اب اس کی سلطنت کا دائرہ اس قدر وسیع ہوگیا ہے کہ ہم بلا دریغ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی سلطنت پر سورج کبھی بھی غروب نہیں ہوتا لہذا اس مبارکہ قیصرہ اور اس کی اولاد کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خاص شکریہ ادا کریں کہ ان کو وہ زمانہ عطا کیا گیا جس کو مسیح کے مبارک انفاس نے ان کے لئے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ عظیمہ کردیا اور گو افسوس ہے کہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ایک بڑی معقول طویل عمر پاکر اس جہان سے رخصت ہوگئیں اور ان کے بعد ان کا بیٹا ایڈورڈ ہفتم ایک خاصہ عرصہ تک تخت شاہی پر متمکن رہکر اور امن اور راحت کی زندگی بسر کرکے اس دنیا سے چل بسے اور عنانِ حکومت ایک لائق اور عقلمند بیٹے کے سپرد کرگئے۔ اگرچہ ایڈورڈ ہفتم کے آخری زمانہ میں بعض حکام اعلیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی قدر نہ کی اور میرا ایمان ہے کہ انہی وجوہات سے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں آثارِ تشویش پیدا ہوگئے لیکن بڑا باعث یہ بھی ہے کہ مسیح موعود جو گورنمنٹ برطانیہ کے اقبال کا محافظ تھا وہ اس

دُنیا سے اُنکے آخری زمانہ ہی میں رحلت فرما گئے اور اب موجودہ بادشاہ کو پریشانی کا مُنہہ دیکھنا پڑا
مینیٹر بلسٹ خواہ کچھ ہی کہیں ہم سمجھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی زندگی میں ملکہ معظمہ
وکٹوریہ کا اقبال روز افزوں ترقی کرتا گیا اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے اور پوتے کو
تشویش اُٹھانی پڑی اور ظاہر ہے کہ کوئی علت بغیر معلول کے نہیں ہو سکتی اور کوئی سبب بغیر
مسبب کے نہیں ہوتا پھر کیا وجہ کہ مسیح کی موجودگی میں ترقی ہوتی جائے اور اُس کی وفات کے ساتھ ہی خلل پیدا
ہو جائے تو بدیہی حالات موجودہ بجز اس کے اور کیا سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ سارا معاملہ اُسی بابرکت
انسان کی موجودگی اور عدم موجودگی کی وجہ سے ہے اور ہماری جماعت کو یعنے اُن لوگوں کو
جو خدا کے مرسل خدا کے فرستادہ۔ خدا کے دست پروردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیارے جانشین۔ پیارے رسول اللہ کے خلیفہ یعنے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا تسلیم
کرکے اُن پر ایمان لا چکے ہیں۔ اس مبارک ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اُن کے جانشین سے دلی
خلوص اور محبت سے پیش آویں اور صدق دل سے ہر وقت اُن کی وفاداری کا دم بھریں
اور اُن کے روزافزوں اقبال کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ خود خداوند قادر مطلق نے اس قیصرہ کو
مسیح کے زمانہ میں ملکہ ہونے کے لئے روز ازل سے چن لیا تھا یعنے یوں کہنا چاہئے کہ
امن کے شاہزادے مسیح اور اس مبارک امن پسند قیصرہ کا ایک ہی زمانہ میں لازم وملزوم
ہونا ضروری تھا۔ ورنہ جب نظر غور سے دیکھتے ہیں تو ہمیں بھی امن کی جگہ نظر نہیں آتی
کیا ہمارا مسیح روس میں امن اور عافیت کے ساتھ ایسی تبلیغ کرسکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔
کیا روم میں سلطان عبدالحمید جیسے بااقبال اور باخبر متدین اور پاکباز بادشاہ کے زیر حکومت
اس عظیم الشان طور سے حق تبلیغ ادا کرسکتا تھا ہرگز نہیں بلکہ اگر سلطان اپنی نیکبختی سے اُنکو اپنے حدود
سلطنت میں جگہ بھی دینے کا ارادہ کرتا تو خود اُس سلطان کو بھی قتل کئے بغیر لوگ نہ رہتے
کیا بیت اللہ جیسے پُرامن مقام میں اس آزادی سے مراسم تبلیغ بجا لاسکتے تھے۔ ہرگز نہیں
بلکہ ایک ہی روز میں خاتمہ کر دیا جاتا۔ بنا برآں نہایت ضروری بلکہ اشد ضروری تھا کہ قیصرہ
مبارکہ کا مبارک زمانہ ہی ہوتا کہ جس میں مسیح کا نزول ہوتا۔ والحمد للہ کہ ایسا ہی ہوا۔ اے ملکہ
معظمہ قیصرہ ہند تجھ کو مبارکی ہو۔ تو کیسی ہی خوش نصیب تھی کہ مسیح کی روح نے تیرے زمانہ
میں تیری ہی سلطنت کے اندر نزول کے لئے جوش کیا۔ اور وہ تیرے لئے تیرے ہی اقبال

کارپور ہوا تجھ کو اور تیری اولاد کو خاص اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ یہ کل اقبال اس فانی فی اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس طیبات کی برکت کا نتیجہ ہے کہ تو دُنیا کے سلاطین سے سبقت لے گیا۔ تجھ کو چاہیئے کہ تو اس مبارک قدم انسان کی قدر کرے اور اس کی خاص حمایت میں سعی کرے۔ کیا تجھ کو حال ہی میں تجربہ نہیں ہوا۔ کہ ٹرنسوال میں جب شکست پر شکست تیری افواج کو ہو رہی تھی تو اس خدا کے فرستادہ نے اپنی جماعت کے لوگوں کو قادیان میں طلب کیا اور عید کے روز ایک وسیع میدان میں کھڑے ہو کر تیری فوجوں کی فتح کے لئے دُعا کی پس ادھر دعا کا ہونا تھا اُدھر لارڈ رابرٹس بہادر کو فتوحات پر فتوحات ہونی شروع ہو گئیں۔ یہ رابرٹس کی کوئی ذاتی لیاقت و بہادری کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ صرف اسی مرد خدا کی دعا کا اثر ہے۔ کہ بندوقوں اور توپوں سے زیادہ اثر کر گئی۔ ورنہ یہی بندوقیں تھیں۔ اور یہی توپیں تھیں اور یہی آدمی تھے جو ایک مدت سے بے اثر اور بیکار ثابت ہو چکے تھے۔ بتاؤ وہ کیوں غیر مؤثر ہو رہے تھے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے ایک نشان دکھلانا تھا۔ اور وہ بالآخر دعا کے بعد ظاہر ہوا۔ کون ہے جو کہ اُس کا انکار کر سکتا ہے۔ اب بھی گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اُس کے جانشین کی قدر کرے تاکہ وہ اُس کے اقبال کے لئے دعا کرے تاکہ وہ تمام آفات زمانہ سے محفوظ رہے +

(۳۶) انکار فارسی النسل ہونا کیونکہ آخری زمانہ میں فارسیوں ہی کے لئے بشارت دی گئی ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں دی گئی۔ چنانچہ جب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ نازل ہوئی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ وہ لوگ اس کی قوم میں سے ہونگے۔ ایسا ہی آیت وَیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ میں بھی سلمان فارسی کو پیش کرکے فرمایا کہ وہ قوم اس شخص کی قوم ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا یُسْلَبُ الْمُلْکُ مِنْ قُرَیْشٍ یعنے اُس زمانہ میں قریش کے ملک کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور یہ نصیب اہل فارس کو مقدر ہے۔ اسی واسطے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَعْظَمُ النَّاسِ نَصِیْبًا فِی الْاِسْلَامِ اَھْلُ فَارِسَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِیْ تَارِیْخِہٖ وَالدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یعنے حاکم نے اپنی تاریخ اور دیلمی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ اسلام میں بڑے

نصیبے والے اہل فارس ہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۵۔ اگر معمولی طور سے سلمان ہونا فارسیوں کا کوئی امر عظیم تھا۔ تو ہزارہا دیگر قوم کے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوئے اس میں اہل فارس کو کیا فوقیت ہے۔ ہاں فوقیت اس میں ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا شخص اہل فارس سے ہونے والا تھا جس کے پایہ کے برابر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اور شخص بجز اہل فارس دنیا میں نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہ بات بالکل قرآن کے بھی مطابق ہے۔ جیسے اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی آیت سے واضح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے نے بھی کسی اور قوم کا ذکر بجز اہل فارس نہیں فرمایا۔

بنابریں اس مسیح موعود کا اہل فارس سے ہونا ضروری تھا۔ فَالْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِکَ کہ وہ اہل فارس ہی ہیں جسکا ثبوت الگ فصل میں دیا گیا ہے۔

(۳۷) حضرت مرزا صاحب کا طول زمانہ پانا۔ یہ بھی اُن کے راستباز اور منجانب اللہ ہونے کی کافی دلیل ہے۔ کیونکہ کسی مفتری کذاب کو اتنی مہلت نہیں دی جاتی ۲۶ برس کامل ہو گئے یہ بزرگ اپنے دعوٰی کے زور سے ایسے ثابت قدم اور مضبوط چلے آئے کہ کسی قسم کے زلزلے اور باد صرصر کے جھوکے اُن کے اُنکے ارادہ اور عزم سے ہلا نہیں سکے حالانکہ کیسی کیسی سخت مزاحمتیں پیش آئیں۔ اور دشمنوں نے اُن کے مٹا دینے کے لئے کیسی کیسی کوششیں کیں اور اگر اُس قادر اور قہار خدا کا ہاتھ اُس کے سر پر نہ ہوتا تو وہ مدت کے پس گئے ہوتے۔

(۳۸) حضرت مرزا صاحب کا دنیا سے کامیابی کے ساتھ اُٹھ جانا منجانب اللہ ہونے کی کافی دلیل ہے۔

(۳۹) اُن کی وفات کے بعد سلسلہ کا اُسی طرح قائم رہنا اور کوئی تزلزل نہ آنا بلکہ روز بروز ترقی کرتے جانا بھی آنکھوں والوں کے لئے اُن کے منجانب اللہ ہونے کی ایک بڑی عظیم الشان دلیل ہے۔

(۴۰) اُن کی وفات کے بعد اُن کا جانشین ایک بے نظیر انسان کا ہونا اور اُن کے ذریعہ سے دنیا کے کناروں تک تبلیغ کا عام ہو جانا اور قبولیت عامہ کے آثار پائے جانے بھی اُنکے منجانب اللہ ہونے کے لئے بڑی بھاری بُرہان ہے۔

یہ چالیس وجوہ ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے مہدی و مسیح موعود ہونے پر مُہر صداقت

لگاتی ہیں بدبخت ہیں وہ لوگ جو ان سے روگردانی کرتے اور اس چشمۂ فیض سے دوری اختیار کرتے ہیں +

اس موقع پر پیر پیارے مختار نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ ومسدّد التعال

اے چشمۂ جود و کرم۔ بحر فیوض منات اتم عالی ہمم والاحشم۔ محبوب رب ذوالکرم
اے مصدر لطف و عطا۔ ای معدن جود و سخا اے منبع مہر و وفا۔ اے مخزن فیض اتم
اے حامی دین مبین۔ ای خادم شرع مبین ای عالم علم الیقین۔ ای عاشق شاہ امم
ای چارۂ بیچارگاں۔ ای رہنمائے گمرہاں ای مرہم آزردگان۔ اے مظہر لطف و کرم
ای مظہر شان خدا۔ محبوب خاصان خدا پابند فرمان خدا۔ سرتا بہ پا لطف و کرم
ای ہادی باعز و شان۔ ای مہدی آخر زمان ای باعث آرام جان۔ ای دافع رنج و الم
ای مورد انعام حق۔ ای باعث اکرام حق ای مہبط الہام حق۔ ای ذی حشم ای محترم
ای مہدی عالی ہمم۔ اے ہادی والاحشم ای عیسئے فرخ شیم۔ اے راہبر راہ ارم
اے عشق تو ایمان من۔ ای الفت تو جان من ای درد تو درمان من۔ اکنون مطلب آمدم
تو ہے ہمارا پیشوا۔ تو ہے ہمارا رہنما تو ہی ہمارا مقتدا۔ اک چاکر کمتر ہیں ہم
گو رنج و غم سہتے ہیں ہم مشق ستم رہتے ہیں ہم لیکن یہی کہتے ہیں ہم۔ تجھ پر فدا ہو جائیں ہم
ہوتے ہیں ظلم ناروا۔ لیکن ہمیں پرواہ ہے کیا جب تیرے آگے کر دیا۔ ہم نے سر تسلیم خم
ہم سب ہوا کے مینکجو۔ تیرے لقا کی آرزو کرتے ہیں تیری گفتگو لحظہ بلحظہ دمبدم

جو عالمان با خدا۔ رکھتے ہیں علم باصفا
دل تجھ پہ کرتے ہیں فدا۔ پیتے ہیں دھو دھو کر قدم

تیرھویں فصل

اس بارہ میں کہ مہدی کسی خاص فرقۂ اسلام سے نہ ہوگا

آجکل اخباروں میں مہدی معہود کی نسبت عجیب عجیب مرویات قصے اور خیالی اور وہمی

امیدوں کی بنا رکھی اور خام آرزوئیں بکائی جارہی ہیں۔کوئی شاہ نعمت اللہ ولی کے نام سے اور کوئی سنوسی فرقہ کے کلام سے اور کوئی حکیم امروہی کے اوہام سے اناپ شناپ پیشگویاں تعیین مدت و تقرر سال ظہور مہدی پیش کررہا ہے۔جن کو سنکر بیچارے بھولے بھالے مسلمانوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔اور بے اختیار کہنے لگ جاتے ہیں کہ بس اب مہدی آیا کہ آیا اور آتے ہی ایک طرف تو اٹلی کی خبر لینگے۔دوسری طرف ایران کو کمک روانہ کرینگے۔روس اور جرمن کا نام ونشان اُٹھا دینگے۔انگلستان کے بادشاہ کو مسلمان کر لینگے اور پھر تمام دنیا پر اسلامی حکومت کا پھریرا لہراتا ہوا دکھلائی دیگا۔کسی کو علم بردار بنا دینگے۔کسی کو فوجدار۔اس کو جاگیردار تو اسکو سپہ سالار۔جو اُس کے پاس آئیگا اُسے اشرفیوں کی جھولیاں کی جھولیاں بھر کر دیا جائیگا۔اور کوئی روئے زمین پر محتاج اور فقیر نظر نہیں آئیگا۔بڑے بڑے عہدے علماء اور مشایخ کو دیگا۔یہ سب کچھ ہوگا مگر اس معما کو کون حل کرسکتا ہے کہ مہدی تمام فرقہ ہائے اسلام کو کس طرح راضی کریگا۔ہاں اگر تمام مقلد۔غیر مقلد۔سنی۔شیعہ۔وہابی۔بدعتی۔رافضی۔خارجی۔بابی۔نیچری۔چشتی۔قادری۔نقشبندی۔سہروردی باہم راضی نامہ کرلیں اور ایک فریق دوسرے فریق کے متعلق ناراضگی کے ووٹ پاس نہ کریں بلکہ ایک فریق کے علماء دوسرے فریق کے علماء کو خواتیم و مواہیر جلی سے مسلمان تسلیم کرلیں تو شاید کوئی صورت نکل آئے ورنہ مہدی کو سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ اگر مہدی سُرمن رائے کی غار والا مہدی نمودار ہوگیا تو باقی سب فرقہ ہائے اسلامی اُسکو خلافت و امامت کا تاج نہیں پہنا سکتے اور اگر مدینہ منورہ کے کسی گوشہ سے مہدی ظاہر ہوگیا تو پھر اہل تشیعہ کیونکر اُسکو اپنا امام و خلیفہ مان سکتے ہیں جب تک ہر فرقے کے علماء سند خلافت متفق ہوکر عطا نہیں کرینگے وہ کسی فرقہ کے جائز امام و پیشوا نہیں بن سکتے۔ مثلاً جب مفتیان دیوبند کے حضور میں جاکر اپنے مہدی موعود ہونے کا ادعا کرینگے تو لازماً علماء دیوبند یہ سوال ضرور کرینگے کہ آپ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں کہ نہیں۔کیونکہ ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام جب آئینگے تو امام ابوحنیفہ کی تقلید کرینگے۔اگر انہوں نے مقلد ہونا مان لیا تو پھر بلا شک اُن کو سند مہدویت بہ ثبت مواہیر جلیلہ مل جائیگی پھر جب مہدی علیہ السلام وہاں سے فراغت پاکر

صوفیاء عظام کے دربار میں باریابی کا شرف حاصل کرینگے اور وہاں جاکر اپنے عہدہ کی اطلاع دینگے تو وہ آپ سے سوال کرینگے کہ کیا آپ قوالی و میلاد و عرس بزرگان و منتات از قبور اولیا، و گیارھویں حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قائل اور پابند ہیں کہ نہیں۔ اگر ان سب امور کا اعتراف کرینگے تو سرٹیفکیٹ کا ملنا آسان ہوجائیگا مگر ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوجائیگا کہ آپ کس خانوادہ کے مرید ہیں اگر ان کی سند حاصل کرنا ضروری ہے تو لامحالہ کسی پیر کی مریدی بھی اختیار کرینگے۔ خواہ چشتیائی خاندان کی خواہ قادری کی یا نقشبندی کی یا سہروردی کی کیونکہ اس کے بغیر سند خلافت کی امید موہوم بلکہ ناممکن ہے جب ادھر سے بھی فراغت حاصل ہوگئی تو پھر وہ اہل حدیث علماء کے در دولت پر جو وارث الانبیاء کے لقب سے ممتاز ہیں حاضر ہونگے اور ان کے آگے اپنے مامور من اللہ و مہدی موعود کا دعویٰ پیش کرینگے تو وہ سوال کرینگے کہ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد تو آپ بلا ساختہ صاف صاف کہہ دینگے کہ میں مقلد ہوں اور مجھے فلاں خاندان فقراء سے نسبت روحانیہ ہے تو علماء اہل حدیث فوراً اس کو بدعتی گمراہ۔ پیر پرست کا خطاب دیکر کہیں گے کہ بابا اپنا راہ لے۔ تمہارے دماغ میں فتور آگیا ہے۔ ورنہ ان بدعات سے توبہ کرو اور کسی سند محدث کی سند حدیث دکھلاؤ تب تمہیں مہدویت کی سند عطا ہوگی پھر مہدی اہل شیعہ کے مجتہدان لکھنؤ و لاہور کے پاس جائینگے اور کہینگے کہ میں فاطمی النسل حسینی سادات سے ہوں اور میں سرمن رائے کی غار سے آیا ہوں۔ تم میرا ساتھ دو۔ وہ چھوٹتے ہی سوال کرینگے۔ کہ آپ صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تبرا کرتے اور تعزیہ اور دلدل نکالنے اور ماتم کرنے کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔ اگر ان کی مرضی کے موافق جواب دینگے تو سند امامت مل جائی آسان ہوجائیگی اور اگر سابقہ حاصل کردہ سندیں دکھلا دینگے تو اس کو مار کر اور گالیاں دیکر اور مجنون اور مخبوط الحواس کا خطاب دیکر رخصت کرینگے جب خارجیوں کے علماء کے پاس جائینگے تو پہلے وہ اہل بیت یعنے خاندان علی کرم اللہ وجہہ کی تکفیر و تفسیق کی نسبت فتویٰ پوچھینگے۔ نیچریوں کے پاس جائینگے تو بہشت اور دوزخ وحی و معجزات و ملائکہ و دعا۔ صوم و صلوات وغیرہ کے متعلق سوال کرینگے اگر انہوں نے کہدیا کہ وہ زمانہ جاہلیت کی سو بات اعتقادات ہیں تو خوش ہوجائینگے ورنہ دھکے دیکر نکال دینگے پھر جب

اُن فقرا کی طرف جائیں گے جو بھنگ گھوٹتے اور پوست پیتے اور چپڑ شاہ وچرس کا دم لگاتے ہیں تو وہ کہیں گے کہ آؤ ذرا ایک پیالہ سبزائی کا نوش جان کیجئے اور سبز بنگ بیجئے اگر وہ پی لینگے تو سوا انکے مظہر بنے سے بنگا۔ پوست گھوٹنے گے ڈنڈے لئے مہدی کے آگے آگے ناچتے کودتے گاتے بجاتے علی علی کے نعرہ لگاتے ہوئے نکلینگے اور بصورت انکار اُس کو بُرا بھلا کہکر نکال دینگے۔ اب بتاؤ مہدی کس کس کو خوش کرینگے۔ ایک کا ساتھ دیتے ہیں تو دوسرے بگڑتے ہیں۔ پہلے یہ تو فیصلہ کرلو کہ کس مذہب پر آئینگے۔ یا وہ بالکل لامذہب ہوکر آئینگے تاکہ سب کو خوش کرسکیں۔ مگر ہماری رائے میں ہر ایک مذہب کا پابند نا پابند مذہب سے کیسے خوش ہوسکتے ہیں۔ این خیال است ومحال است وجنوں +

ہاں ہمارے خیال میں صرف ایک صورت ہوسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ فوجی جنرل یا کمانڈر انچیف بنکر آئیں تو کوئی مشکل نہیں بلکہ ممکن ہو کامیابی کی صورت پیدا ہوجائے کیونکہ فوجی جنرل بنکر آنے کی حالت میں تمام فرقوں کے لوگ اسکا ساتھ دینگے اور وہ اُن کی معیت سے فتوحات کرینگے اور مال غنیمت بہت جمع کرلینگے۔ دنیا بھر کی حکومتیں غیر مذاہب سے چھینکر مسلمانوں کو دلا دینگے۔ ترکستان و ایران روس سے مراکش۔ ٹیونس۔ الجزائر فرانس سے طرابلس۔ اٹلی سے مصر و زنجبار و ہندوستان انگریزوں سے اور ایسا ہی تمام براعظموں کے بادشاہوں کو مار کر علماء و مشایخ و گدی نشینان کرام کو ممالک سپرد کردینگے اور عوام مسلمانوں کو مال غنیمت سے مالامال کردینگے تاکہ کسی کو پیلی دست نگری اور نوکری نہ کرنی پڑے نہ تجارت کی تکلیف نہ سفروں کے مصائب برداشت کرنے پڑیں مدت کی دبی ہوئی خواہشوں اور آرزوں کو جی کھولکر پورا کریں اور ہماری دلی ہمدردی ہے کہ ایسا ہو وہ شوق سے آئیں۔ دل ماشاد چشم ماروشن مگر ایک بڑی دقت جو نظر آتی ہے وہ یہ ہو کہ جب مسلمان ہوجائینگے اور کوئی کافر نہیں رہیگا تو اتنے بڑے مال ملنے پر بڑی بڑی مشکلات کا سامنا ہوجائیگا کیونکہ جن کے گھر دولت سے بھرے ہوئے ہیں وہ دوسرے کی نوکری یا دست نگری کیوں کریگا۔ اب سب اپنے گھر میں امیر ہیں چوہڑے کو بلاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے کسی کے پاخانہ اٹھانیکی کیا ضرورت ہے۔ موچی کو جوتی کے بنانیکے لئے کہتے ہیں وہ کہتا ہے کہ مجھے ایسے گندے کام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسا ہی معمار کو مکان کے بنانے کے لئے کہتے ہیں وہ کہتا ہے مجھے دھوپ میں مرنے کی کیا حاجت ہے مہدی علیہ السلام نے مجھے اس قدر دولت دیدی ہے کہ پشتوں تک چل سکتی ہے۔ نجار بھی ایسا ہی جواب دیتا ہے۔

بازار میں میوہ فروش کی تلاش میں جاتے ہیں کوئی میوہ فروش نظر نہیں آتا پوچھا گیا تو یہی
جواب ملا کہ مہدی نے اسکو بڑا مالا مال کر دیا ہے اب اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ذلیل
پیشہ کرتا پھرے۔ بازار میں آٹا فروش کی دوکان پر جاتے ہیں وہ بند ہے پوچھنے پر معلوم
ہوا کہ مہدی نے اسقدر اشرفیاں اسکو دی ہیں کہ ہفت پشت تک اس کے لئے کافی ہیں
پھر وہ ایسے کام کیوں کرنے لگے۔ قصاب کی دوکان پر جاتے ہیں تو وہ بھی نظر نہیں آتا
سبزی فروش کی دوکان پر جاتے ہیں تو وہ بھی غائب ہے۔ غرض کوئی آدمی نہیں ملتا
جن سے خرید و فروخت کا سلسلہ جاری ہو تو بتائیے مہدی نے دولت تو بیحد دیدی اور
ہمیں آپ کو اس دولت کے ملنے پر بڑی مسرت اور خوشی بھی ہو مگر افسوس کہ وہ دولت کیا دولت ہوئی
تو بجائے مفید ہونے کے دنیا کا ایک ہی دن میں خاتمہ کر دیتی ہے کیونکہ کوئی آدمی ایک دوسرے
کا دست نگر نہیں رہا اور کاروبار دنیا سب بند ہو گئے۔ پھر بجائے خوشی کے اظہار کے
ماتم کرنا پڑتا ہے کہ مہدی کیا آیا۔ ملک الموت آیا جس نے ایک ہی دن میں دنیا کا خاتمہ کر دیا
کیا سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ
اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو وسیع پیمانہ پر رزق دیتا تو ضرور زمین میں بغاوت کرتے۔

اگر اس طرح آنا ہی ہو تو ۱۳۳۰ہجری کے شروع میں تشریف لاویں زیادہ انتظار میں نہ ڈالیں۔ اور منہ سے کسی
مسئلہ دینی کو نہ نکالیں کیونکہ پھوٹ تو فرقہ ہائے اسلامی میں پہلے ہی سے موجود ہے اور اگر مسائل مذہبی پیش کرینگے تو
اور بھی اختلاف بڑھ جائیگا جس کے متکفل مسلمان نہیں ہو سکتے۔ ان کو اپنی حالت پر چھوڑ کر
سلطنت اور دولتِ دنیا دلا کر آپ جہاں سے آئے ہیں وہاں ہی تشریف لیجائیں تاکہ باقیماندہ
زندگی آرام سے کٹے۔ یہ ہیں آجکل کے مسلمانوں کے خیالات اور یہ ہے ان کے اندرون
کا سچا فوٹو۔ مگر اے پیارو یاد رکھو یہ سب آپ لوگوں کے خیالی پلاؤ اور وہمی ڈھکوسلے ہیں۔

نہ ایسا کوئی مہدی آئیگا نہ تم کو اُن کی زیارت نصیب ہوگی۔ آنے والا آچکا اور وہ وہی ہے
کہ براہِ راست خدا سے حکم پا کر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مستفیض ہو کر حکم
بنکر اُن تمام اختلافات کے فیصلے کر گیا جو علماء کی غلط فہمیوں سے اسلام میں رائج تھے۔ اب
تم اُس کو تا قیامت نہیں دیکھ سکتے ہاں توبہ کرو۔ اُس کے جانشین کی صحبت کو غنیمت سمجھو شاید

خدا تم پر رجوع برحمت فرمادے۔ کہ وہ غفور رحیم ہے

چودھویں فصل

اِس بارہ میں کہ پبلک میں ظہورِ مہدی کی کتنی بڑی خواہش ہے

اس امر کا اظہار کرنا از بس ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب سے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں مسلمانوں پر بوجہ اُن کی غفلت اور لاپرواہی کے مصائب پر مصائب اور ابتلا پر ابتلا آرہے ہیں جنہوں نے اب پنبۂ غفلت اُنکے کانوں سے اٹھایا ہے اور وہ اب کسی قدر متنبہ معلوم ہوتے ہیں۔ گویا آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ بیٹھے ہیں۔ اٹلی اور طرابلس کی جنگ نے ایک طرف روس اور ایران کی لڑائی نے دوسری طرف اور جنگ بلقان و روم نے جو حالت مسلمانوں کی کردی ہے وہ محتاج بیان نہیں ادھر اندرونی حالت جو مسلمانوں کی ہے وہ اُس سے بھی بدتر ہے۔ غرض جب چاروں طرف سے مایوسی ہی مایوسی دکھلائی دینے لگی تو اب عموماً تمام فرقہ ہائے اسلامی میں یہ خیال برق کی طرح پیدا ہوگیا ہے کہ موجودہ حالات اور موجودہ زمانہ ظہور مہدی کا متقاضی ہے جیسے کہ آپ گذشتہ فصلات میں پڑھ چکے ہیں کوئی شاہ نعمت اللہ ولی علیہ الرحمۃ کے قصائد شائع کرکے بتلاتا ہے کہ اس زمانہ کے لئے شاہ صاحب موصوف نے پیشگوئی ظہورِ مہدی کی تھی۔ کوئی حکیم محمد حسن امروہی کی تحریریں پیش کرتا ہے۔ کوئی سنوسی کے یاروں کے خیال کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی دردِ دل سے دعائیں مانگتا ہے کہ اے مہدی اگر آنا ہے تو ابھی آہی جا۔ غرض اس وقت سنی اور شیعہ نیچری اور وہابی سب کا میلان اسی طرف پایا جاتا ہے کہ مہدی کی اب اسی زمانہ میں ضرورت ہے چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے بلادِ اسلامیہ کے بزرگوں کی رائیں اور اجتہادات۔ کشوف اور الہامات کی بنا پر لکھا ہے کہ اب وقت بھی ہے جس میں مہدی علیہ السلام کا ظہور ضروری ہے مگر ہمیں تو ان خیالی اور وہمی امیدیں لگانے والوں پر رحم آتا ہے کیونکہ ان کا مہدی موعوم نہیں آسکتا اور نہ آئیگا۔ کیونکہ جس مہدی نے آنا تھا وہ تو اپنے وقت پر آبھی گیا اور

ایک عرصہ دراز تک مرما اعلیٰ میں بھی جاما۔ اب تم کس کی انتظار کرتے ہو۔ تعجب انگیز تو یہ بات ہے کہ جب ان پر دینی مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تو اُس کا احساس تک بھی اُن کو نہ ہوا مگر جب دُنیاوی مصائب کا سامنا ہوا تو اُس وقت اُن کی آنکھیں کھلیں اور اب لگاتار آسمان کی طرف تاکتے ہیں اور اب اُن کتابوں کو بھی کھول کر دیکھنے لگے ہیں جو مدت سے صندوقوں اور الماریوں میں بند تھیں بھی۔ اعمال میں سستی آگئی۔ اعتقادات میں تزلزل آیا۔ ایمانیات میں کمزوری آئی۔ غیر مذاہب کے لوگوں نے اسلام پر ظالمانہ حملے کئے۔ لاکھوں مسلمان اسلام سے مرتد ہو گئے انہیں جنبش نہ ہوئی۔ مگر جب اسلامی سلطنتوں پر آفات کا سامنا ہوا تو لگے دعائیں مانگنے اور گڑگڑانے اور پھر مسیح ومہدی کے لئے آسمان پر نظریں اُٹھانے۔ کاش یہی بیداری آج سے چند سال پہلے پیدا ہوتی اور انہیں معلوم ہو جاتا کہ دینِ اسلام کس درجہ مصائب میں گرفتار ہے۔ اندرونی طور پر مسلمانوں کی عملی و اعتقادی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی پھر طرہ یہ کہ آپس میں جنگ و جدال اور ایک دوسرے پر فتاوٰی تکفیر کی بھرمار اور بیرونی طرف کا یہ حال کہ ایک طرف سے عیسائیوں کے دجالی فتنے، دوسری طرف آریوں کے دلخراش حملے۔ ادھر سے برہموؤں کی میٹھی میٹھی مگر زہر ہلاہل سے پروردہ چھری۔ اُدھر دہریوں اور فلسفیوں کے دل ہلا دینے والے کرشمے اسلام پر ایک ستم ڈھا رہے تھے۔ ایسے نازک وقت میں مسیح و مہدی آیا اور لوگوں نے اُسے قبول نہ کیا جب اور زور آور حملے شروع ہوئے تو جھٹ جاگ اُٹھے۔ خیر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو وہ بھولا نہیں کہلاتا۔ بے شک دعائیں مانگنا اور آسمان سے مسیح کو اور زمین سے مہدی کو طلب کرنا عمدہ اور خوش کن امید ہے مگر ہم دردِ دل سے کہتے ہیں کہ اب ایسی دعائیں آپ کے لئے منتجہ خیز نہیں ہو سکتیں۔ جب ایران کی سلطنت تباہ ہو گئی۔ ایران میں شیخ الاسلام شہید ہو گیا۔ طرابلس کے مسلمانوں پر کیا کیا ظلم و ستم ڈھائے گئے۔ مراکش کی بادشاہت پائمال کی گئی۔ ترکی کو ذلیل بلقانیوں نے چنے چبوا دیئے اور ایسی گت بنائی کہ اب اس میں کچھ سکت باقی نہیں رہی شریف محصنات اور پاکدامن مستورات کی عصمت دری اور بے حرمتی کی گئی۔ یتیموں اور بیواؤں سے گھر بھر گئے۔ لاکھوں آدمی بے خان و مان رہ گئے نہ کوئی سُر من رائے کی غارِ سرداب سے کوئی مہدی برآمد ہوا۔ نہ آسمان سے کوئی مسیح

اترا کسی کی چیخ و پکار کام نہ آئی۔ ایسے قیامت خیز ہنگامہ میں جب وہ تشریف نہ لائے تو پھر کس وقت ان کے آنے کی امید ہو سکتی ہے۔ اب آپ سوچیں اور خوب غور سے سوچیں۔ اگر وہ آنے والے ہوتے تو ایسے نازک وقت میں تو ضرور آ جاتے کیونکہ اب مصائب اسلام کی انتہا ہو چکی ہے۔ اے میرے پیارے بھائیو اور میرے ہموطنوں اور اے اسلام کے نام لیوا بزرگو اور اے رسول عربی فداہ ابی و امی کے عاشقو اور اے اسلام کے شیدا بوذرہ کان دھر و اور میری مخلصانہ استدعا کو خوب غور سے سنو کہ آنے والا تو آ گیا اور اپنا پیام پہنچا گیا تم نے اسے پہچان کر شناخت نہ کیا۔ تم نے اُسے سنا پر قبول نہ کیا۔ اب بھی تم میں ایک نور موجود ہے اُس سے منور ہو جاؤ تا کہ خدا تعالیٰ تم پر رجوع برحمت کرے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کو تمہاری پرواہ کیا ہے۔ تمہیں نیست و نابود کر کے ایک اور قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دیگا وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ +

پندرھویں فصل

اس بارہ میں کہ منہاجِ نبوت یا معیارِ صداقت کیا ہے

یہاں پر اس امر کا ظاہر کر دینا بھی ازبس ضروری ہے کہ کسی مدعی امامت یا مسیحیت یا مہدویت یا نبوت کی پہچان کے لئے کیا معیار ہے اور کیونکر یا نا جائے کہ مدعی صادق ہے یا کاذب۔ سو واضح ہو کہ کسی ایسے شخص کے صدقِ دعویٰ یا کذبِ دعویٰ کی شناخت کے لئے ایک ہی معیار ہو سکتا ہے اور وہ منہاج نبوت ہے۔ منہاج نبوت کیا ہے۔ وہ ایک شاہراہ ہے جو انبیاء نے اپنے منوانے اور اپنی صداقت پر مہر لگانے کے لئے قائم کیا ہے جس پر چلنے سے انسان کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی جگہ ٹھوکر کھا سکتا ہے مگر افسوس کہ لوگ منہاج نبوت سے بالکل جاہل اور ناواقف ہیں حتیٰ کہ اس زمانہ کے علما بھی منہاج نبوت سے آشنا نہیں بلکہ منہاجِ نبوت کے لفظ کو سنکر متعجب ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوگ صادق اور کاذب میں تمیز ہی نہیں کر سکتے اگر وہ منہاجِ نبوت سے بے علم تھے

تو اُس مثال پر ہی کاربند ہوتے جو ایک مومن بزرگ نے حضرت موسےٰ کے زمانہ میں اپنی قوم کو مخاطب کر کے قائم کی تھی کہ تم موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت نہ کرو۔ بلکہ ہاں لو۔ جھٹلانے سے ماننا بہتر ہے جس کی تصدیق خود اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں یوں فرماتا ہے +

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا (سورۃ المؤمن رکوع ۴)

ایک شخص نے جو آلِ فرعون میں سے تھا اور جو پوشیدہ ایمان لا چکا تھا کہا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ آیا ہے (کیا یہ کوئی عقلمندی کی بات ہے) اگر وہ کاذب ہے تو جھوٹ کا وبال اسی پر پڑیگا (ہمارا کیا ہرج ہے اگر ہم اس کی باتوں کو مان لیں) اور اگر وہ صادق اور راستباز ہے تو پھر بلاشک وہ جن جن عذابوں کا وعدہ کرتا ہے تو وہ تم کو بھگتنے پڑینگے۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی کبھی راہنمائی نہیں کرتا جو حد سے بڑھنے والا کذاب ہو۔ اے میری قوم آج تو آپ کی حکومت ہے اور تم اس ملک کے ہر فرد پر حکمران اور غالب ہو اگر (بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے) ہم پر خدا کا عذاب آگیا تو پھر کون ہمارا یار و مددگار ہوگا۔ دیکھو سورہ مومنون رکوع ۴ +

اے علماء زمان فرعون کی آل کا آدمی تو اس قدر بصیرت رکھے کہ وہ خود بھی بلا تحقیق ایمان لاوے اور اپنی قوم کو ہدایت اور ترغیب و ترہیب کرے اور کہے کہ مان لینا بہر حال مفید ہی اور انکار میں کسی طرح بھی بھلائی نہیں اگر وہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا نکلا تو اس میں ہمارا کیا ہرج ہے جھوٹے کو اپنے جھوٹ کا وبال ہی کافی ہے وہ جھوٹ ہی اُس کو تباہ کر دیگا اور اگر وہ صادق نکلا اور تم نے مخالفت کی تو پھر تم کو اُن تمام عذابوں کا جن کا وہ وعدہ کرتا ہے بھگتنا پڑیگا اور پھر تمہارا کون یار و مددگار ہوگا کہ جو خدا کے آئے ہوئے عذاب سے بچا سکے۔ اے مسلمانان اگر تم اس نصیحت پر عمل کرتے تو سب سے بہتر بات تھی۔ عوام کے لئے بھی یہی معیار کافی تھا۔ مگر حیف صد حیف کسی نے عقل سے کام نہ لیا اور قرآن کریم کی اس شہادت پر

جو اس زمانہ کے لئے ودیعت رکھی ہوئی تھی کوئی کاربند نہ ہوا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ آخر تم ان عذابوں کے مورد بنے جو روزِ ازل سے مقدر رکھے تھے اور تم ان عذابوں کا ہر روز مشاہدہ کر رہے ہو کیوں ایسا نہ ہوتا انکار اور مخالفتِ حق کا یہی تو نتیجہ ہوا کرتا ہے لو اب ہم ذیل میں منہاجِ نبوت ہی پیش کر دیتے ہیں سنو اور خوب غور سے سنو اور فکر کرو +

(۱) اول مدعی کی صداقت کے لئے سب سے پہلے اسکے سابقہ چال چلن پر ابتدائے زمانہ ولادت سے لیکر زمانۂ ماموریت تک پوری غور کیجائے جس طرح پر آنحضرت علیہ الف الف صلوٰۃ والتسلیمات نے اپنے صدقِ دعویٰ کی تائید میں اس بات کو پیش کیا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ میری سابقہ عمر پر غور کرو چالیس برس سے تم لوگوں میں رہتا ہوں اس میں اگر میں نے جھوٹ یا کسی قسم کی خلاف واقعہ بات کہی ہے تو تم حق بجانب ہو ورنہ کیوں عقل سے کام نہیں لیتے۔ جبکہ جوشوں کے ابھار کا وقت تھا ان دنوں میں ہی میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی کہ میرے چال چلن پر حرف لایا جا سکے تو پھر میں اس پختہ عمر میں کیوں ایسی بات کرنے لگا۔ دیکھو آیت مذکور سورہ یونس ع۲

(۲) دوم اس امر کو دیکھنا ضروری ہے کہ حالتِ زمانہ اس امر کی مقتضی ہے کہ کسی مصلح کے آنے کی ضرورت ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آنا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا آنا ایسے ہی وقت میں ثابت ہوتا ہے جبکہ زمانہ میں سخت فتور برپا ہوتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس فتور کی حالت کو ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تمام بحر و بر میں فساد برپا ہو گیا تھا اور وہ لوگ جن کے پاس آسمانی بارش یعنے کتاب ربانی نہیں آئی تھی اور وہ بھی جن کے پاس آسمانی بارش یعنے کتبِ الٰہی نازل ہوئی تھیں سب بگڑ چکے تھے اور ان میں ہر قسم کی بدی کا طوفان موجزن تھا اور انسانیت کا کوئی جوہر ان میں باقی نہیں رہا تھا ایسے وقت میں رحمان و رحیم خدا نے اپنے پاس سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پاک اور مطہر کرکے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ لہذا اشد ضروری ہوا کہ حالتِ زمانہ پر بھی غور کیجائے کہ فی الحقیقت کسی مصلح کی ضرورت محسوس بھی ہوتی ہے کہ نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ چاروں طرف سے حال پکار رہی ہے کہ ایک مصلح کی اشد ضرورت ہے اور لوگ چلا چلا کر اور رو رو کر اقبال کرتے اور خواہش کرتے ہیں کہ مہدی یا عیسٰے ظاہر ہو یہی وقت ان کے ظہور کا

ہے چنانچہ دوسری جگہ دکھایا گیا ہے۔ جو تم پہلے پڑھ چکے ہو۔

(۳) جب کوئی راستباز مدعی آئے تو قوم اور لوگوں کی طرف سے ایسی مخالفت ہوکر اُس زمانہ میں کسی اور انسان سے ایسی مخالفت ہوئی ہو اور شیطان اور اُس کی ساری فوج اپنی ساری طاقت کے ساتھ مقابلہ میں اُتر آئے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ۔ سورہ فرقان رکوع ۳ اسی طرح ہر نبی کے لیے ہم مجرم لوگوں میں سے دشمن کھڑا کر دیا کرتے ہیں۔ سو یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ جس قدر مخالفت اس امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی ہوئی اُس کی نظیر ملنا مشکل ہے +

(۴) چوتھی بات مامور من اللہ کی پہچان کی یہ ہے کہ اُس کے ساتھ قوم استہزا اور ٹھٹھا کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ سورہ یٰس رکوع ۲ یعنے افسوس ہے بندوں پر کہ جبکبھی کوئی رسول اُن کے پاس آتا ہے تو وہ اُن سے تمسخر اور ہنسی سے پیش آتے ہیں۔ سو یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں کہ مسیح موعود پر جس قدر ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا اُس کی نظیر ازمنۂ سابقہ میں ملنی مشکل ہے

(۵) پانچواں معیار شناخت صادق یہ ہے کہ وہ اپنی بات میں منہمک ہوکر اپنے اصلی مقصد کو کسی حالت میں نہ چھوڑے بلکہ بار بار اُسی کو پیش کرے۔ یہاں تک کہ لوگ پکار اُٹھیں کہ یہ شخص مجنون ہے۔ ساحر ہے خبطی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ كَذٰلِكَ مَا اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ۔ سورہ الذاریات رکوع ۳ یعنے یہی حال لوگوں کا جب کبھی اُن سے پہلے کوئی رسول اُن کے پاس آیا تو وہ لوگ بھی کہتے کہ یہ تو جادوگر ہے اور دل لبھانے والی باتیں بنا کر لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا کرتا ہے اور مجنون ہے کہ جس دھن میں لگا ہے اُس سے باز ہی نہیں آتا۔ اس بارہ میں بھی اس زمانہ کے لوگوں نے کوئی کمی نہیں رکھی اپنے اُن بزرگوں کا پورا پورا نمونہ دکھایا ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آیت متذکرہ میں فرمایا ہے +

(۶) چھٹی بات مامور من اللہ کی یہ ہے کہ تبلیغ احکام میں اُن کو کس قدر مشکلات پیش آئیں کیا کیا اذیتیں اُن کو پہنچائی جائیں اُن کی کیسی ہی تکذیب کی جائے مگر وہ صبر کو ہاتھ سے نہیں دیتے اور نہ اپنے فرض میں تساہل کرتے ہیں بلکہ وہ امن و عید سے ڈرتے

ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو ہوتا ہے وہ وعید یہ ہے وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ (سورۃ المائدہ) یعنے اگر تو نے اپنے فرض مفوضہ کو سر انجام نہ دیا تو تو نے حق رسالت خداوندی کو ادا نہ کیا۔ اسی واسطے وہ صبر کے ساتھ اپنے کام کو کرتے چلے جاتے حتےٰ کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اُن کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (سورۃ انعام ع ۴)

یعنے اے محمد رسول اللہ تم گھبرا نہ جانا کیونکہ تجھ سے پہلے جس قدر رسول آئے اُن سب کی تکذیب کی گئی لیکن اُنہوں نے اس تکذیب اور اذیت پر جو اُن کو پہنچائی گئی صبر کو ہاتھ سے نہ دیا۔ یہاں تک کہ ہماری مدد اور نصرت اُن کو پہنچ گئی۔ یہ خدا تعالیٰ کی اٹل باتیں ہیں صادقوں کے ساتھ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔ اب اس معیار پر بھی حضرت مسیح موعود کو پرکھ لو کیسے ثابت قدم نکلے کیا کیا دُکھ دیا گیا کیا کیا تکلیفیں پہنچائی گئیں لیکن کس صبر کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کرتے رہے اور پھر خدا تعالیٰ کی نصرت اُس کے شامل حال کیسے ہوئی۔ کہ ہر میدان میں وہ فتحیاب اور کامیاب ہوتا رہا۔ کہاں ہیں شیخ محمد حسین بٹالوی اور کہاں ہیں شیخ الکل اور کہاں ہیں امرتسری افغان اور کہاں ہیں لودیانوی مولوی کہاں ہیں غلام دستگیر قصوری اور کہاں ہیں اسمٰعیل علیگڈھی۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ نصرت الٰہی کس کے شامل حال ہوئی +

(۷) ساتواں معیار بطریق منہاج نبوت یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی اُس میں اس قدر بھری ہوئی ہو کہ اپنی جان تک بھی دریغ نہ کرے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (سورۃ کہف رکوع ۱)

کیا تو اُن کی اس بات پر کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور وہ دوزخ کا رستہ اختیار کرتے ہیں جس سے اُن کو اس دنیا میں بھی دُکھ اور تکلیف کا اندیشہ ہے اور آخرت میں عذاب دردناک کا خوف ہے مارے فکر کے گھلتے گھلتے اپنی جان پر کھیل جائیگا۔ اب اس معیار پر بھی جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح موعود نے مخلوقات خدا کی ہمدردی کے لئے کہاں تک ثبوت دیا کہ دن کو تو کیا رات کو بھی اُنکو آرام میسر نہیں تھا۔ اور شب و روز اس فکر میں رہتے تھے کہ مخلوقات خدا خدا تعالیٰ کو پہچان لے۔ اور ہلاکت کے گڑھے سے بچ جائے۔ اس فکر میں

اور اس کوشش میں وہ اپنی صحت کو بھی خیر باد کہہ چکے تھے اور ہمیشہ بیمار رہتے تھے کہ وفات
آخری روز سے کہی شبانہ روز پہلے پیغام صلح لکھنے کی محنت شاقہ میں اپنی جان عزیز کو قربان کردیا۔

(۸) آٹھواں معیار راستباز کی صداقت کا یہ ہے کہ اُسکو اپنی سچائی اور صداقت پر ایسا
کامل یقین ہو کہ مخالفین پر تحدی کرکے اتمام حجت کرے اور کوئی اُس کی تحدیانہ پیشگوئی کا
مقابلہ نہ کرسکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے +

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝	اگر تم کو اس بارہ میں شک ہے کہ جو کچھ ہم نے اپنے خاص بندے پر اُتارا ہے یہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اُس نے آپ ہی بنالیا ہے تو

تم ہی کوئی سورۃ اُس سے ملتی جلتی بنا کر پیش کرو اور تم کو اور بھی وسعت دیجاتی ہے کہ جس قدر
مددگار بھی میسر ہوسکیں اُن کو بھی بلالو۔ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ اے اہل اسلام اس
معیار میں بھی مسیح موعود کیسے صادق نکلے۔ عیسائیوں کے ساتھ تحدی کی۔ مسلمانوں کے
ساتھ تحدی کی۔ آریوں کے ساتھ تحدی کی۔ برہموں کے تحدی کی علامہ رشید رضا
ایڈیٹر المنار کو جیسا چیلنج دیا۔ عرب و عجم کو مقابلہ میں بلایا کل دنیا کو انعام کا لالچ دیا
جسکے ثبوت میں کل تحدیانہ کتابیں اب تک موجود ہیں۔ کوئی نظیر پیش کرسکتے ہیں کہ کسی نے بھی جواب
دیا ہو ہرگز نہیں یہی تو ایک راز تھا کہ مہدی موعود خزانہ پیش کریگا مگر کوئی قبول کرنے والا
نہ ہوگا۔ ورنہ ظاہری مال و دولت تو اُن لوگوں کے لئے جو پہلے ہی بگڑے ہوئے ہونگے
سستی عیاشی اور بدکاری اور آرام طلبی کے اور ہی سامان مہیا کردیگی تو کیا اُنکا آنا اسی
واسطے ہے۔ حاشا وکلا +

(۹) نواں امر منہاج نبوت کا یہ ہے کہ بالآخر مخالفت کم ہوتی جائے اور مخالفوں سے
ہی ٹوٹ ٹوٹ کر لوگ اُس مدعی ماموریت کے ساتھ ہوتے جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا سورہ رکوع	کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے گھٹاتے گھٹاتے اُس کے اندر آرہے

ہیں۔ یعنے چھوٹے درجہ کے لوگ اُمرا سے کم ہوتے جاتے ہیں اور اللہ کے رسول کے ساتھ
شامل ہوتے جاتے ہیں اور اب رفتہ رفتہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی شمولیت کی باری آتی جاتی

ہے سو یہ امر بھی روز روشن کی طرح ہویدا ہے کہ مخالفین ہی میں سے لوگ اس طرف کھنچے چلے آتے ہیں اب مخالفین کا دائرہ تنگ ہوتا جاتا ہے اور صادق کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے +

(۱۰) دسواں ثبوت منہاج نبوت کے طریق پر یہ ہے کہ بعض پیشگوئیاں اسکی زندگی میں منسوخ بھی ہو جاتی یا ترک کر دیجاتی ہیں اور اُن کی بجائے اُن سے بہتر یا اُن سے ملتی جلتی اور پیدا ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا ۔ سورہ البقر رکوع ۱۲	یعنے کوئی نشان یا پیشگوئی ایسی نہیں ہے کہ ہم منسوخ کر دیں یا ترک کر دیں تو اُس کے عوض میں ہم بہتر یا اُس کے برابر نہ لا دیں +

اس معیار پر علمار زمان کاربند ہوتے تو کبھی ٹھوکر نہ کھاتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ گاہے گاہے کسی خاص مصلحت کی وجہ سے ایک امر کو پیش کر کے پھر اُس کو منسوخ فرما دیتا ہے یا بالکل ہی ترک کر دیتا ہے اور بجائے اُس کے اُس سے بہتر اور بعض صورت میں اُس کی مثل اور پیدا کر دیتا ہے غرض تو مخلوقات خدا کو فائدہ پہنچانا مطمع نظر ہوتا ہے اس سے دھوکا یا خلاف ورزی نہیں ہوتی جیسے کہ قرآن کریم و توراۃ شریف میں یونس نبی علیہ السلام کی پیشگوئی ہے۔ بے شک خدا تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو بذریعہ وحی خبر دی کہ جب تیری قوم تجھے نہیں قبول کرتی اور تیری تکذیب کرتی ہے تو تُو اُن کو سُنا دے کہ چالیس روز تک اُن پر عذاب نازل ہوگا۔ چنانچہ حضرت یونس نے اپنی قوم میں اس کا اعلان کر دیا اور آپ جدا ہو گئے جب قوم نے کچھ آثار ابتدائی عذاب کے آنے کے دیکھے تو وہ اپنی سرکشی اور غفلت سے باز آئے اور اپنے کیے پر پچھتائے اور پشیمان ہوئے اور بعد توبہ و استغفار کی اور نہایت ہی تذلل اور فروتنی اختیار کرلی تو خدا تعالیٰ نے اُس پہلے نشان یعنے پیشگوئی کو منسوخ کر کے اس سے بہتر یہ نشان دکھایا کہ جو قوم ایک مدت دراز سے اپنے نبی کو ایذائیں دے رہی تھی اور ہمیشہ اُس کی تکذیب کرتی رہی اب اُسی قوم کی ایسی کایا پلٹ ہوگئی کہ اب وہی قوم اپنے نبی کی تلاش کرتی اور اُس کے آگے ایک ادنیٰ خادم کی طرح نہایت تذلل اور مسکنت کے ساتھ پیش آتی ہے۔ حتی کہ اُس ملک کا بادشاہ بھی

اس کے قدموں کی خاک کو سرمہ بنانا اپنے لئے جائے فخر سمجھتا ہے۔ تو مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ کیسا عجیب ثبوت دیا ہے کیونکہ اصل غرض اس قوم کی ہدایت مدنظر تھی۔ وہ اس طریق سے جو پیشگوئی میں تھا درست نہ ہوئی تو دوسرے طریق سے جو خدا تعالیٰ نے از سر نو پیدا کر دیا درست ہوگئی۔ اس منہاج سے مسیح موعود کی بعض ان پیشگویوں پر نظر کیجائی جو لوگوں کی نظر میں قابل جرح ہیں تو پھر ٹھوکر نہ کھاتے بلکہ راہ راست پر آجاتے +

(۱۱) گیارھواں امر بطریق منہاج نبوت یہ ہے کہ جب علماء وقت مامور من اللہ کی بات نہیں مانتے خواہ وہ کیسے ہی ورد سے ایسی تعلیم پیش کرتا ہو جو سراسر ان کی بہبودی اور بھلائی کے لئے ہو مگر وہ تکذیب سے باز نہیں آتے تو بالآخر اتمام حجت کے واسطے آخری حیلہ مباہلہ ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے +

یعنے اگر تم کو یہ گمان ہے کہ ہم ہی خدا کے دوست ہیں اور دوسرے آدمی خدا کے دوست	اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ؕ

نہیں تو آؤ مباہلہ کر لو کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں موت آئے۔ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو خدا تعالیٰ جھوٹے سچے میں فیصلہ کر دیگا۔ مگر خدا تعالیٰ کہتا ہے وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ ۔ سورۃ الجمعہ۔ یہ لوگ ہرگز ہرگز موت کی تمنا یعنے مباہلہ نہیں کرینگے کیونکہ اپنی کرتوتوں کو جانتے ہیں جو پہلے کر چکے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو اس مقابلہ میں کب زندہ رکھہ سکتا ہے۔ کیونکہ ان مقابلوں کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ سو اس معیار کی آزمایش کے لئے ایک بھی نہ نکلا اور ایک شخص بھی مرد میدان نہ بنا کہ برملا سامنے آیا ہو کہ آؤ میں موت کی تمنا کرتا ہوں۔ حالانکہ اکثر مخالف علماء اور پیرزادن و سجادہ نشینوں کو نام لے لیکر اور ایک ایک کے نام اشتہار اور رسالے بھیجکر کہا کہ اگر تم مجھ کو کاذب اور مفتری سمجھتے ہو تو آؤ مباہلہ کر لو ایک بھی ایسا ثابت نہ ہوا جسکو اپنے صادق اور حق بجانب ہونے پر کلی یقین اور ایمان ہو جس سے بخوبی روشن ہوگیا کہ اگر مفتری یا کاذب ہوتا تو وہ مباہلہ کی کبھی درخواست نہ کرتا اور اگر خدا کو اپنا ناصر اور مددگار یقین نہ کرتا ہوتا تو ہرگز موت کی تمنا نہ کرتا لہذا ماننا پڑا کہ وہ راستباز اور خدا کا فرستادہ تھا اور مد مقابل کے لوگ جھوٹے اور ایمان سے کمزور تھے +

(۱۲) بارھواں امر جو منہاج نبوت کے رو سے صادق اور کاذب کے بین ما بہ الامتیاز تھا وہ یہ ہے کہ خدا کا فرستادہ بشیر بھی ہوا ور منذر بھی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ سورہ رکوع یعنے جب کبھی ہم اپنے مرسل بھیجتے ہیں تو اُن کو مبشر اور منذر کرکے بھیجتے ہیں تاکہ ماننے والوں کو خوشخبری سنادیں اور جھٹلانے والوں کو انجام بد سے متنبہ فرماویں اس معیار میں بھی صاحب عقل مسیح موعود کو پرکھتے تو سچے نتیجے پر پہنچ جاتے کیا کسی سے مخفی ہے کہ ماننے والوں کو کیا کیا بشارتیں دیں کہ انکو صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ہم مرتبہ قرار دیا اور مکذبین کو خائب و خاسر ہونے کی خبر بد سُنادی جن کا ظہور بچشم خود دیکھ رہے ہیں +

(۱۳) تیرھواں معیار بطریق منہاج نبوت یہ ہے کہ جب خدا کا فرستادہ دنیا میں آتا ہے تو وہ اپنی ساری کوشش اپنی ساری ہمت خدا کے فرمان واجب الاذعان کو بندگان خدا کے آگے پیش کرتا ہے تو لوگ باوجود کامل اتمام حجت کے بعد بھی سرکشی اور اپنی بدعادات سے باز نہیں آتے بلکہ بدمعاشی اور شرارت میں بڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اپنے فرستادہ کی عزت قائم رکھنے کے لئے اُس فاسد قوم پر عذاب نازل کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن حمید میں خبر دیتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ سورۃ الاسرا رکوع ۲- یعنے ہم عذاب کسی قوم پر نازل نہیں کیا کرتے جب تک ہم اپنے رسول بھیجکر اتمام حجت نہ کرلیں۔ اس آیت سے صریح ہویدا ہے کہ جب دنیا میں لوگ کسی عذاب الٰہی کو دیکھیں تو سب سے پہلے اُن کا فرض ہے کہ وہ یہ بھی یقین کرلیں کہ ضرور کوئی شخص خدا کی طرف سے مامور ہو چکا ہے اور اُس کی تکذیب ہوئی ہے جس کی وجہ سے عذاب نازل ہوا ہے اب توبہ استغفار کرلیں اور جہاں مامور من اللہ موجود ہو اُس کے پاس افتاں و خیزاں جائیں اور اُس پر ایمان لائیں اور اُس کے فرمان کو قبول کریں۔ اور اپنی شرارتوں سے باز آجائیں اگر ایسا کرتے تو خدا تعالیٰ اُن پر رحم کرتا مگر بہت تھوڑے ہیں جنہوں نے پہچانا اور کثیر مخلوقات عذاب الٰہی کے غضبناک پنجہ میں گرفتار رہے جو اُن کو نیست و نابود کرکے چھوڑیگا۔ کیونکہ عذاب مختلف صورتوں میں اپنا کام کر رہا ہے۔ کہیں طاعون ہے کہیں ہیضہ ہے کہیں طوفان باد ہے

(۱۴) چودھواں معیار صداقت من حیث منہاج نبوت یہ ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے

پہچانا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ توبہ رکوع ۱۱

یعنے وہ لوگ جو مرسل من اللہ پر ایمان لاتے ہیں وہ اپنے مال اور جانوں سے خدا کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں یہی اُن کی نیکی کے ثمرات ہیں اور یہی لوگ خدا کے حضور سے دنیا میں کامیاب و کامگار ہونگے +

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ایسے مومنوں کی نسبت خبر دیتا ہے اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُن مومنوں کی جو مرسل من اللہ کی صحبت میں رہتے اور اُس سے فیضیاب ہوتے ہیں اُن کی شناخت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل موم کی طرح پگھل جائیں اور کوئی خشونت نہ رہے اور اگر اُن کو کوئی مصیبت آجائے اور کسی سخت بپتا میں گرفتار ہوجائیں تو اُس میں مردانہ وار استقامت اور استقلال دکھلاتے ہیں اور نمازوں کے پابند اور عبادت الٰہی میں ہمیشہ سرگرم مستعد رہتے ہیں اور خدا کے دیے ہوئے سے خواہ وہ دولت ہو یا مال علم ہو یا صحت ہنر ہو یا صناعت مخلوق خدا کو دینے سے بخل نہیں کرتے

ایک دوسری جگہ پر ایسے لوگوں کی علامت اللہ تعالیٰ یہ بتاتا ہے۔ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ سجدوں کے اثر سے اُن کے چہروں پر نورانی نشان ظاہر ہونگے۔ دیکھو سورۃ الفتح رکوع ۴ +

اِس معیار کو مدنظر رکھکر سچے اور جھوٹے کی شناخت کی سعی کرنے تو اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو ہدایت کی توفیق دیگا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت صداقت ہوسکتا ہے کیونکہ ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں گندم از گندم بروید۔ جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو گیہوں گیہوں سے پیدا ہوتے اور جو جو سے پیدا ہوتا ہے یہی حال انسانوں کا ہے کہ جو پاک اور مقدس ہوگا اُس سے پاک اور مقدس ہی لوگ تیار ہونگے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ گلستان میں فرماتے ہیں۔ سگ اصحاب کہف روزے چند۔ پئے نیکاں گرفت مردم شد +

یعنے بزرگوں کی صحبت کا ایسا اچھا اثر ہوتا ہے کہ اصحاب کہف کا کتا بھی چندروز نیکوں کی صحبت رہا تو اُس میں بھی نیک انسانوں کی سی خصلتیں پیدا ہوگئی تھیں۔ یہ بات بالکل سچ ہے

اسی واسطے تو اللہ تعالیٰ نے تاکید ی حکم فرمایا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ یعنے صادقوں اور راستبازوں کی معیت اختیار کرو اور ان کی صحبت کو بایہ ناز سمجھو تاکہ تم اُن کی صحبت سے رنگین ہو جاؤ اور خدا کے مقرب اور خدا کے پیارے بن جاؤ +

اے عزیز یہ کیسا کھلا اور بیّن معیار تھا کیونکہ اگر تم اس ایک ہی معیار کو صداقت کا محک بنا لیتے تو تم منزل مقصود کو پا لیتے اس لئے کہ یہ امر بہت ہی آسان اور سہل تھا کہ اس مدعی مہدویت و مسیحیت و مجددیت کی تاثیر صحبت کیسی ہے آیا لوگ اسکی صحبت میں جا کر سنورتے ہیں یا بگڑتے ہیں آیا بے نماز یا بند نماز ہوتے ہیں یا با نماز اسکی صحبت میں جا کر تارک صلوٰۃ ہوتے ہیں۔ آیا بد اخلاق اُس کی صحبت سے نیک اخلاق بنتے ہیں یا کوئی اور بُرا اثر پڑتا ہے۔ نہیں اس کے اظہار کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ایک دنیا مانتی ہے کہ مرزا غلام احمد کی صحبت میں علامہ نورالدین جیسے مجسم نور دین پیدا ہوئے اور ہوتے ہیں۔ دیکھو ان کے مال و جان کہاں خرچ ہو رہے ہیں کس قدر اُن کے اندر دین کا جوش دین کی محبت ہے کہ سب کے سب خواہ بچے ہیں خواہ جوان ہیں خواہ ادھیڑ ہیں خواہ بوڑھے ہیں خواہ مرد ہیں یا عورت قرآن کریم کے پڑھنے اُس کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اُن کے چہروں سے سعادت اور رشد کے آثار ہویدا ہیں اُن میں ہمدردی بنی نوع کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور وہ اپنے امام پر جان فدا کرنے کو تیار۔ شہد کی مکھیوں کی طرح ہر وقت اُن کے گرد و پیش جمگھٹا لگائے رہتے ہیں کیا کوئی اور جماعت اس زمانہ میں ہے کوئی نظیر تو پیش کرے +

(۱۵) پندرھویں بات جو منہاج نبوت کے طریق پر ہے وہ یہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے مرسل و فرستادہ ہوتا ہے اسکو خدا تعالیٰ کامیاب و بامراد کرتا اور ہر وقت اُس کا ناصر و مددگار رہتا ہے اور اُس کے دشمن خائب و خاسر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ یعنے ہماری سُنت یہ ہے کہ ہم اپنے رسولوں اور اُن پر ایمان لانیوالوں کی اس دنیا میں بھی نصرت کیا کرتے ہیں سورۃ المومن رکوع ۵ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ سورۃ مجادلہ۔ یعنے خدا تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ امر لازمی قرار دے رکھا ہے

کہ ہم اپنے دین کو اور اپنے رسولوں کو مخالفوں پر غالب ہی کر کے چھوڑتے ہیں۔ اب اس امر کو بھی اس کسوٹی پر رکھ کر پرکھ لیتے کہ جو شخص اس زمانہ میں مرسل من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے آیا خدا تعالیٰ اس کی نصرت کرتا اور اس کے اعداء پر اس کو اور اس کی جماعت کو غلبہ دیتا چلا جاتا ہے یا وہ مغلوب ہوتے چلے جاتے ہیں تو بھی حق کے پانے اور سچے نتیجے پر پہنچنے میں شاید مقصود کو حاصل کر لیتے۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں نے خدا کے اس قانون سے بھی کام نہ لیا اور اصل حقیقت سے محروم رہے +

۱۶۔ سولھویں بات جو منہاج نبوت کی محک میں لانی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مفتری علی اللہ کبھی مظفر و منصور نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ اسکو بہت جلد بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر صفحہ دنیا سے اسکا نام و نشان مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۔ سورہ الحاقہ اور اگر تو ہماری طرف سے کوئی ایسی بات منسوب کرے جو ہم نے نہیں بتائی تو ہم تجھ کو اس جرم میں ماخوذ کر کے تیری رگ جان کاٹ دینگے +

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ مفتری علی اللہ کی نسبت فرماتا ہے فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۔ سورۃ الانعام رکوع ۳ اس شخص سے ظالم تر کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر افترا اور بہتان باندھے یا کسی آیت کی تکذیب کرے اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو کبھی مظفر و منصور نہیں کرتا۔ اب ان آیات سے کیسے بین طور سے ظاہر ہے کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز نہیں چھوڑتا اور نہ لمبی مہلت دیتا ہے +

۱۷۔ ایک منہاج نبوت پیشگوئیاں بھی ہیں سو اس بارہ میں ہم مفصل چوتھے باب میں درج کر چکے ہیں کہ پیشگوئیوں کے متعلق کیا سنت اللہ ہے۔ کچھ حصہ تو عین الفاظ کے مطابق ظاہر میں پورا ہوتا ہے اور کچھ روحانی طور پر پورا ہوتا ہے اور بعض دفعہ جلدی اور بعض دفعہ دیر میں اور کبھی بعض پیشگوئی کلہم یا جزوی طور سے منسوخ ہو جاتی ہے اور بعض کسی اور رنگ میں پوری ہوتی ہے مگر نادان انسان اپنی کم مائیگی اور سلامتی اور اس کوچہ سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے زبان اعتراض کھول دیتا ہے جو اس کی نادانی اور جہالت پر سراسر دال ہے۔ اس کوچہ میں اولوالعزم پیغمبر اور جلیل الشان اولیاء

اللہ کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہو سکتی تھی چہ جائیکہ ایک خشک نادان اور جاہل ملاں
اس بارہ میں زبان کھولے۔ اس کوچہ میں صرف اہل دل اور صاحب حال ہی داخل
ہو سکتے ہیں۔ اور کسی کو حق نہیں کہ وہ ایسے نازک معاملہ میں جو پل صراط سے بھی باریک
ہے دخل دے +

اس امت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے ایسا قانون نافذ قرار دیا گیا کہ اگر کوئی مامور
من اللہ اور مرسل من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اسقدر مہلت نہیں پا سکتا۔
جس قدر مہلت خدا کے صادق و مصدوق حضرت محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ صلوات اللہ و
سلامہ نے پائی تھی۔ کیونکہ ان کو آیت ولو تقول میں کہہ دیا گیا ہے کہ اگر تو بھی میری ذات
پر افترا کرے تو تجھے بھی مہلت نہیں دیجاوے گی بلکہ ہلاک کیا جاویگا۔ اور ظاہر ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کامل ۲۳ برس تک نبوت کی خدمات کو سرانجام فرما کر رفیق
اعلےٰ کو جا ملے تو بعد زمانہ نبی علیہ السلام کون مفتری علی اللہ ہو سکتا ہے جو اس قدر عمر
پا سکے۔ ہاں بعض نادان اپنی حماقت اور جہالت سے کسی ایسے آدمی کو جس نے خدائی
کا دعویٰ کر دیا ہو یا صرف مہدی یا ہادی یا امام ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو اور اس نے
زیادہ عمر پائی ہو مد نظر رکھکر کہہ دیں کہ یہ قاعدہ تو درست نہیں کیونکہ فلاں فلاں اشخاص
نے بڑی بڑی عمر پائی ہے۔ یہ اُن کی سراسر نادانی اور کوڑ مغزی ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ
کی سنت نہیں ہے کہ کسی خدائی کے مدعی کو یا کسی ایسے شخص کو جسنے کسی مصلحت ملکی یا
دینی یا علم یا ہنر کی بنا پر مہدی یا مسیح یا امام یا مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو جلدی
پکڑ لیا کرتا ہو۔ کیونکہ اُس کے پاک میں ایسے لوگوں کے وجود سے کسی فساد کا کوئی احتمال
نہیں ہوتا اور اگر یوں پکڑنے لگیے تو دنیا میں لاکھوں انسان ایسے ملیں گے جو اپنے
فنون لطیفہ و صنعت شعریہ یا دیگر سحر آمیز کارروائیوں سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا
کرتے ہیں۔ خواہ ان ذریعوں سے کوئی مہدی کا دعویٰ کرے یا مسیح بنجائے یا کوئی نبی
ہو جائے ان سے فساد کا کیا اندیشہ ہو سکتا ہے کیونکہ مجرد دعویٰ کوئی چیز نہیں۔ ہاں اگر
دعویٰ کے ساتھ الہام یا وحی کا دعویٰ بھی کر دے اور پھر اپنے الہامات یا وحی کو لوگوں کے
سامنے پیش کر کے کہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھکو ہوئے ہیں۔ اور فی الحقیقت خدا کی

طرف سے نہ ہوئے ہوں اور اُسی وحی اور الہام کی بنا پر جو اُس نے خود افترا کر کے گھڑے ہیں دعویٰ کرے تو بیہودہ اگر زیادہ عمر پاوے تو لا محالہ اس صورت میں سخت اندیشہ کا احتمال ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کی حقیقی وحی کے بارہ میں فساد لازم آتا ہے اور اعتبار اُٹھ سکتا ہے۔ لہٰذا ایسے مفتری علی اللہ کو بھی مہلت نہیں ملتی۔ صرف کسی کا اپنی چالاکی سے ایک جتھا یا فرقہ یا گروہ بنا لینا کوئی اس بات کا ثبوت نہیں ہو سکتا کہ وہ فی الحقیقت مفتری علی اللہ تھا۔ دنیا میں کروڑوں انسان ایسے پاؤ گے جو کسی نہ کسی وجہ سے اپنا ایک جدا جتھا بنا لیا کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے جتھے کا مذہبی رنگ میں بھی کوئی نام تجویز کرلیں تو بھی مفتری علی اللہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ مثلاً خفہ نوشوں کا ایک الگ گروہ ہونا یا جیسے بھنگ خانوں۔ چرس خانوں۔ شراب خانوں یا تکیوں میں یا جیسے آجکل کے پیروں کی گدیوں میں ہو رہا ہے۔ یہ سب ایک ایک گروہ بنا کر رہتے ہیں اور اپنے لئے الگ الگ اصطلاح بھی مقرر کر لیتے ہیں تو کیا یہ لوگ مفتری علی اللہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ کیا عبد اللہ میمون نے مہدی کا دعویٰ کر کے رسل من اللہ یا محدث من اللہ کا دعویٰ کیا تھا۔ کیا اکبر بادشاہ نے اپنی زبان سے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اور کیا اُس نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کسی ایسی مفتریات کو شائع کیا تھا۔ کیا محمد بن تومرت نے مہدی کہلا کر اپنے الہامات کو شائع کیا تھا۔ یا اس طرح کسی اور مدعی مہدویت نے اپنے الہامات کو منجانب اللہ ظاہر کر کے لوگوں کو دعوت دی تھی۔ ایک کا بھی ایسا ثبوت نہیں ہے پھر محض اُنکے دعویٰ پر اُن کو مفتری علی اللہ میں تصور کر لینا سخت حماقت نہیں تو اور کیا ہے +

بعض عقل کے دشمن یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ زندہ رہا۔ افسوس کہ اُن کی عقل کو کیا ہو گیا یہ نہیں سمجھتے کہ گو اُس نے دعویٰ کیا تھا لیکن اُس نے نبی آخر الزمان فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب تو نہیں کی تھی۔ یہی کہا کہ تم بھی نبی ہو اور میں بھی نبی ہوں ملک باہم تقسیم کرلیں اور نہ اُس وقت تک اُس نے اپنے مفتریات کو عام پھیلایا تھا اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے آخری دنوں میں دعویدار ہوا تھا۔ اگر وہ تکذیب کرتا تو یقیناً اُنہی کی حیات میں ہلاک ہوجاتا۔ لیکن چند ماہ کے بعد ہی وہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں ہلاک ہوگیا۔ اور سجاح تو اُس کی وفات کے بعد ہی خاموش ہوگئی تھی اور اس خاموشی کے عالم میں اُسکو یہ توفیق ملی کہ وہ تائب ہوکر مسلمان ہوگئی تھی۔ پھر وہ کیونکر عمر درازنہ پاتی +

پس حضرت مرزا صاحب کے منجانب اللہ مسیح موعود اور مہدی معہود اور ملہم من اللہ و منذر الخلق اللہ ہونے کی یہی کافی دلیل ہے کہ باوجودیکہ وہ غلیظ قسمیں کھا کھاکر اپنے دعوی پر اصرار کرتے کرتے چھتیس برس سے زائد عرصہ ہوگیا لیکن وہ روز بروز ترقی کرتا گیا۔ اور کسی روکنے والے اور سدراہ ہونے والے کی کوشش نے ایک ذرہ بھر بھی اُن کو اپنے مقصد سے نہیں ہٹایا باوجودیکہ تمام روئے زمین کی قومیں بموجودگی اپنے جاہ و جلال اور قدرت اور طاقت کے اُس کے مقابلہ میں کھڑی ہوئیں اور اپنی مجموعی طاقت سے اُن کو کچل دینا چاہا مگر وہ تو آسمانی پتھر تھا کسی کی کیا طاقت تھی کہ اس کے مقابلہ میں ثابت قدم رہ سکتا۔ اُلٹے وہی لوگ پاش پاش ہوگئے ذلیل اور خوار ہوگئے رسوا اور شرمسار ہوگئے۔ اور اُس مرسل یزدانی کا ایک بال بیکا بھی نہیں کرسکے۔ اور کیونکر ممکن ہوسکتا تھا اس طرح تو خدا کے پیاروں اور صادقوں اور مفتریوں اور کذابوں میں کوئی ما بہ الامتیاز نہ رہتا اگر اللہ تعالی کی طرف سے کوئی معیار نہ ہوتا تو خلق خدا بکثرت ضلالت اور گمراہی کے کوئیں میں ہلاک ہوجاتی لیکن اُس نے تو اپنی سنتِ قدیمہ سے ثابت کرکے مُہر لگادی ہے کہ کذاب ہرگز وہ عمر نہیں پاسکتے جو صادقونکو ملتی ہے۔ چنانچہ ذیل کے بیان سے میرے اس دعوی کی تصدیق ہوجاویگی +

سولھویں فصل

اِس بارہ میں کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسقدر کذاب ہوئے ہیں

پیشتر اس کے کہ ہم کذابوں کا ذکر شروع کریں اول ہم اُن احادیث کو پیش کرتے ہیں جن

میں خود مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ میرے بعد ۲۷ یا ۳۰ کے قریب کذاب ہونگے جن کا دوسرے لفظوں میں دجال بھی نام آیا ہے۔ اور بعض روایات میں ۳۰ اور بعض میں ۲۷ کذابین کا ذکر آیا ہے۔ سو اوّل ہم اُن احادیث کو لکھتے ہیں جن میں ان کذابوں کا ذکر ہے ٭

(۱) فِی اُمَّتِی کَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةُ نِسْوَةٍ وَاِنِّی خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ وَالضِّیَاءُ الدِّیْنُ عَنْ حُذَیْفَةَ ٭

احمد بن حنبل اور طبرانی اور حافظ ضیاء الدین نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمّت میں ستائیس کذاب اور دجال ہونگے جن میں سے ۴ عورتیں ہونگی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی نہیں ہو سکتا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۰ ٭

(۲) لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابًا کُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ عَنْ نُعَیْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ٭

طبرانی نے نعیم ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک تیس کذاب جو اپنے آپ کو نبی سمجھتے ہوں نہ نکل لیں تب تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ ٭

(۳) لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِّنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالْبُخَارِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ٭

احمد بن حنبل اور مسلم اور بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ قیامت نہیں ہوگی جب تک ۳۰ کے قریب دجال کذاب نہ نکلیں اور ہر ایک اُن میں سے یہی گمان کرتا ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ ٭

(۴) اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ الدَّجَّالَ وَبَیْنَ یَدَیِ الدَّجَّالِ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ اَوْ اَکْثَرُ قَالَ مَا اٰیَتُهُمْ قَالَ اَنْ یَّاْتُوْكَ بِسُنَّةٍ لَمْ تَکُوْنُوْا عَلَیْهَا یُغَیِّرُوْنَ بِهَا

طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے دجال ہوگا اور دجال سے پہلے تیس یا زیادہ کذاب ہونگے پوچھا گیا کہ اُن کی کیا نشانی

سُنَّتَکُمْ وَدِیْنَکُمْ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھُمْ فَاجْتَنِبُوْھُمْ وَعَادُوْھُمْ۔ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ +

ہے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس ایسا طریقہ لیکر آئینگے جو ہمارے طریقہ کے خلاف ہوگا جس کے ذریعہ سے وہ تمہارے طریقہ اور دین کو بدل ڈالیں گے جب تم ایسا دیکھو تو تم اُن سے پرہیز کرو۔ اور اُن سے عداوت رکھو۔

دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱

(۵) یَکُوْنُ قَبْلَ خُرُوْجِ الدَّجَّالِ نَیِّفٌ عَلٰی سَبْعِیْنَ دَجَّالًا۔ رَوَاہُ نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ فِی الْفِتَنِ وَاَبُوْیَعْلٰی عَنْ اَنَسٍ

یعنے نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ دجال سے پہلے ستّر دجّال اور ہونگے۔

دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱

اِن تمام روایات سے ظاہر ہے کہ ۲۷ سے لیکر ۷۰ تک دجال ہونگے جس سے مراد یہ ہے کہ دجالیت اور کذب اپنی جوانی کو جو ۲۷ یا ۳۰ سال عمر تمو ہوتی ہے پہنچکر پھر اپنے انتہائی نقطہ تک جو ۷۰ سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ جائیگا۔ اِس سے یہ ضروری نہیں کہ اُسی قدر تعداد بھی ہو +

چھٹویں فصل

اِس بارہ میں کہ کس قدر کذّاب دجّال ہوئے ہیں

اب ہم ذیل میں لکھاتے ہیں کہ اتبک کس قدر کذاب یا دجّال ہوئے ہیں +

(۱) مسیلمہ کذاب۔ یہ کذاب قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا۔ اُس نے قرآن کریم کے مقابل میں کچھ تحریر بھی نکالی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دنوں میں نبوت کا دعویٰ کرکے ایک خط حضرت رسالتمآب کی خدمت میں لکھا تھا کہ نصف ملک تمہارا اور نصف ملک میرا ہے باہم ملک تقسیم کرلیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جواب اُس کو لکھا وہ ہم بجنسہ درج کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:۔

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُسَیْلِمَۃَ الْکَذَّابِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ نُعَیْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

طبرانی نے نعیم بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کو لکھا از طرف محمد رسول اللہ بطرف مسیلمہ کذاب واضح ہو کہ زمین اللہ کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے اُس کو زمین کا وارث کر دیتا ہے۔ اور یاد رکھنا کہ انجام کار متقی ہی کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ +

اس کذاب نے علاوہ دعوی نبوت نماز معاف کر دی تھی اور شراب اور زنا کا عام حکم دیدیا تھا کہ یہ سب حلال ہیں۔ آخر بعہد خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خطرناک لڑائی کے بعد خالد بن ولید کے ہاتھ سے وہ کذاب واصل جہنم ہوا۔ ایک سال سے بھی زیادہ عمر نہیں پائی۔ اس کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ لوگ شامل ہو گئے تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ لغایت ۱۵۲ +

(۲) اسود عنسی - یہ کذاب بھی زمانہ حیات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں مسیلمہ کذاب کی طرح دعویدار نبوت ہوا تھا اسکا نام عیہنہ اور اُس کے باپ کا نام کعب بن عوف تھا۔ یہ شخص ہر وقت شراب میں مخمور رہتا تھا۔ اس واسطے اس کا لقب ذوالخمار ہو گیا تھا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فراغت پاکر بیت اللہ شریف سے واپس ہو کر مدینہ منورہ میں پہنچکر بیمار ہو گئے تو آن کی علالت طبع کی شہرت دور و نزدیک پھیل گئی اسپر مسیلمہ اور اسود عنسی نے دعوی نبوت کر دیا۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی نسبت رویا میں پہلے ہی سے کل حال معلوم کر کے اُن کے انجام سے بھی خبر دیدی تھی چنانچہ حدیث ذیل اس کی مصدق ہے +

بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ فِیْ یَدَیَّ سِوَارَیْنِ مِنْ ذَھَبٍ فَاَھَمَّنِیْ شَاْنُھُمَا فَاُوْحِیَ اِلَیَّ فِی الْمَنَامِ اَنِ انْفُخْھُمَا فَنَفَخْتُھَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُھُمَا کَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ مِنْ بَعْدِیْ وَکَانَ اَحَدُھُمَا الْعَنْسِیَّ وَالْاٰخَرُ مُسَیْلِمَۃُ

بیہقی اور نسائی اور ابن ماجہ ابو ہریرہ سے اور امام بخاری ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں سویا ہوا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کڑے ہیں جس

رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَہ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَالْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

سے مجھے ڈر از و رپیدا ہوا اُس وقت اللہ تعالیٰ نے خواب ہی میں مجھے وحی کی کہ ان پر پھونک مارو تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ اس سے میں نے یہ تاویل کی کہ دو کذاب میرے بعد خروج کرینگے جن میں سے ایک تو اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ

یہ کذاب یعنے اسود عنسی ایک بڑا شعبدہ باز تھا۔ اور اپنی شعبدہ بازی سے بڑے بڑے عجائبات دکھلایا کرتا تھا جس سے لوگ حیرت میں آکر اُس کے پنجہ میں گرفتار ہوجاتے تھے۔ اُس نے چھ سو آدمیوں کی جمعیت پیدا کرکے شہر صنعا پر قبضہ کرلیا تھا۔ اُس کے ہمراہ دو اور شیاطین بھی رہتے تھے جو فن شعبدہ بازی میں بڑے چالاک اور ہوشیار تھے ایک کا نام سحیق دوسرے کا نام شقیق تھا۔ اس کذاب کا بڑا زور و شور صرف تین چار مہینے تک رہا۔ آخر فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے قتل کی خبر خود مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے پانچ روز پہلے دی تھی جو فی الحقیقت صحیح نکلی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ الغابت ۱۴۲*

(۳) ابن صیاد۔ یہ شخص یہودی تھا۔ اس کا نام صافی اور اُس کے باپ کا نام صیاد یا صائد تھا بچپن سے ہی اسکو ایسی فطرت ملی تھی کہ عجیب عجیب تماشہ دکھاتا تھا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اُس کی شہرت سُنی تو اُس کے پاس گئے اور دل میں لفظ دخان تجویز کرکے پوچھا کہ بتا میرے دل میں کیا ہے۔ وہ فوراً کہنے لگا دُخ جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُ اَصْلَکَ یعنے دور ہو تو اپنے اصل کو واپس نہیں پائیگا۔ غرض یہ شخص اسقدر خطرناک سمجھا گیا کہ ایک بڑی جماعت صحابہ نے اسی کو دجال اکبر تسلیم کرلیا تھا۔ مگر بالآخر یہ شخص مسلمان ہوگیا تھا۔ اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوا تھا لیکن پھر بھی صحابہ اُس سے ڈرتے اور اسکو نظر حقارت سے دیکھتے رہے*

(۴) طلیحہ بن خویلد اسدی۔ یہ شخص بنی اسد کے قبیلہ کا آدمی تھا۔ خیبر کے مضافات میں کسی گاؤں سے حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کے زمانہ خلافت میں نکلا۔ فی الاصل یہ کذاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا اُس نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا۔ اس کی سرکوبی کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرار بن الازور کو

متعین کیا تھا۔ بنی اسد کے تمام لوگ ضرار کے ساتھ ہو گئے اور طلیحہ کی طاقت ٹوٹ گئی
یہ کذاب کہا کرتا تھا کہ جبریل میرے پاس آتا ہے اور اکثر مسجع فقرات بنا کر لوگوں کو سناتا
تھا کہ مجھے وحی ہوئے ہیں اور نماز اور سجدہ سے لوگوں کو منع کرتا تھا اور یہ حکم دیتا تھا
کہ کھڑے ہو کر اسد کی عبادت کیا کرو۔ آخر اُس کے ساتھ قبایل اسد و غطفان و طے
شامل ہو گئے تھے۔ اور اس طرح اُس نے بڑا زور پکڑ لیا تھا اور لوگوں کو بیدینی سکھاتا تھا
آخر بڑی کشت و خون کے بعد جب قبیلۂ اسد و غطفان مسلمان ہو گئے تھے تو وہ بھی
مسلمان ہو گیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ و ۴۵!

(۵) سجاح بنت الحرث بن سوید یہ ایک عورت قبیلہ بنی تمیم سے تھی جس نے نبوت کا دعوے
کیا تھا۔ کل قبیلہ بنی تمیم کے لوگ اُس کی پشتیبان ہو گئے اور اُس کے ماموں ثعلبی تھے وہ ہل
کو شیر مادر سمجھتی تھی جس کو چاہتی فوراً قتل کرا دیتی گرگ پر سوار ہوتی تھی۔ یہ بدذات عورت
یمامہ میں جہاں مسیلمہ کذاب رہتا تھا پہونچی۔ مسیلمہ کو اپنے کذاب ہونے پر یقین تھا اُس کے
آنے سے گھبرایا۔ مگر آخر کہلا بھیجا کہ مجھ کو وحی ہوئی ہے کہ جو ہم سے غالب آئے وہ دوسرے
کا تابع ہو جائے اس پر سجاح نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ آخر ایک خیمہ میں اُن
دونوں نے باہم ملاقات کی۔ آخر جماع کی ٹھہرائی اور مرتکب زنا ہوئے۔ اُس کے بعد
سجاح نے اپنی نبوت مسیلمہ کے سپرد کر کے خود نبوت سے دست بردار ہو گئی اور باہم نکاح
کر لیا۔ اور بلند آواز سے پکارا گیا کہ نماز فجر اور عشاء معاف کر دی گئی +

بالآخر یہ عورت بزمانۂ خلافت حضرت معاویہ تائب ہو کر صدق دل سے مسلمان ہو گئی
تھی۔ اور بصرہ میں مدت مدید تک رہکر فوت ہو گئی۔ اور سمرہ بن جندب نے نماز جنازہ پڑھائی
کی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۹ +

(۶) مختار۔ یہ کذاب قبیلہ ثقیف سے برآمد ہوا تھا۔ اُس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا
تھا۔ اور ہمیشہ اپنے خطوط میں من مختار رسول اللہ لکھا کرتا تھا۔ اس کی خبر بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ چنانچہ مسلم میں ہے

اِنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ کَذَّابًا وَّمُبِیْرًا۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ | مسلم نے اسماء بنت ابوبکر سے اور ترمذی نے ابن عمر سے اور طبرانی نے سلامۃ بنت حر

ابنِ عُمرَ وَ الطَّبرَانِیُ عَنْ سَلاَمَۃَ بِنْتِ الحُرِّ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلۂ ثقیف سے ایک کذاب پیدا ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱۔ اُس نے بڑے بڑے فساد اور جنگ وجدل کئے آخر قید ہو کر ہلاک ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۱۷ لغایت ۴۵

(۷) شاعر متنبی۔ اسکا نام احمد اس کے باپ کا نام حسین تھا۔ کوفہ اُس کا مسکن تھا۔ کنیت اُس کی ابو الطیب تھی۔ شام کے ملک میں جاکر علم ادب کے سیکھنے میں مصروف ہوا۔ اور کلامِ عرب پر ایسا قادر ہوا کہ بلا تکلف نظم و نثر ادا کرسکتا تھا۔ کتبِ لغت اُس نے بکثرت مطالعہ کی تھیں۔ اُس نے ایک بڑا دیوان بھی نظم کیا۔ آخر نبوت کا مدعی ہوا۔ اور قبیلہ بنی کلب اور دیگر قبائل کے لوگ بکثرت اُس کے تابع ہوگئے۔ لیکن امیر حمص نے اُس کے دعوی کے ساتھ ہی اُس پر چڑھائی کرکے اُسکو اسیر کرلیا۔ اور اُس کی جماعت کو پراگندہ کردیا اور وہ بالآخر تائب ہوگیا اور بعض کہتے ہیں کہ ۳۵۴ھ ہجری میں ایک شعر کے کہنے پر بحکم سیف الدولہ قتل کیا گیا۔ دیکھو تاریخ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۳۸ و ۳۹ +

(۸) بہبوذ۔ یہ کذاب قوم زنج کا سرگروہ تھا۔ اُس نے بڑی جمعیت پیدا کرلی اور وہ بغداد پر چڑھ آیا۔ اور بہت سے علاقہ پر متصرف ہوا لاکھوں مخلوقاتِ خدا کو تہ تیغ اور بیشمار بندگانِ خدا کو بے خان و مان کردیا۔ اُس نے یہ دعوی کیا تھا کہ میں خدا کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں اور مجھ پر غیب کی خبریں کھولی جاتی ہیں اُس کے دعوی کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد معتمد علی اللہ خلیفہ عباسی کی فوج نے اُسے قتل کرڈالا۔ اور اُس کا سر کاٹا گیا۔ اور بغداد میں ایک نیزہ پر نصب کرکے بازاروں میں پھرایا گیا۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۶ +

(۹) یحیی بن زکرویہ قرمطی نے بکثرت لوگ پیدا کرکے ایک بڑا زور پکڑ لیا اور اپنا سجدہ کرواتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ مجھ پر قرآن کی آیات نازل ہوتی ہیں۔ حاجیوں پر لوٹ مار کرتا تھا اور بغداد کے آس پاس کے علاقہ کو تباہ کر رکھا تھا۔ آخر خلیفہ مکتفی باللہ نے ایک فوج جرار بھیجکر اُس کو شکست فاش دیکر قتل کیا اور صرف ایکسال تک اُس کا شور رہا۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۰ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۵ و ۹۶

(۱۰) عیسیٰ بن مہرویہ۔ یہ شخص بھی قرمطی تھا۔ یہ کذاب یحیی ابن زکرویہ کا چچازاد بھائی

تھا۔ اُس نے اپنا لقب مدثر ظاہر کیا اور امیر المومنین مہدی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ایک بڑی جمعیت پیدا کر کے شام کے مُلک پر حملہ آور ہوا۔ اور بڑی خونریزی اور فساد کیا۔ آخر خلیفہ مکتفی باللہ کی جرار فوج کے ہاتھوں سے قتل کیا گیا اور ایک مدتِ قلیل میں اُن کے شر سے زمین پاک وصاف کی گئی۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۸+

(۱۱) سلیمان قرمطی۔ اس کی کنیت ابو طاہر تھی اُس کے باپ کا نام ابو سعید تھا۔ جب اُسکا باپ ابو سعید اُسکے غلام کے ہاتھ سے مارا گیا تو بموجب وصیتِ پدر اُس کا بڑا بیٹا سعید اپنے باپ کے قایم مقام کھڑا ہوا۔ لیکن ابو طاہر سلیمان اپنی چالاکی کی وجہ سے غالب آیا۔ اور خانہ کعبہ میں جا کر حجرِ اسود کو اُکھیڑ ڈالا۔ اور بلند آواز سے للکارنے لگا کہ میں خدا ہوں اور میں ہی خلقت کو پیدا کرتا اور فنا کرتا ہوں۔ لیکن غیرتِ خداوندی نے اُس کو بڑی مہلت نہ دی اور جدری کی بیماری بھیجکر اُس کو ذلت سے ہلاک کر دیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۹ و ۱۷ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۶۳+

(۱۲) ابو جعفر بن محمد علی شلغانی۔ جو ابو القراقر کے نام سے معروف و مشہور تھا۔ راضی باللہ خلیفہ عباسی کے عہدِ سلطنت میں ظاہر ہوا۔ مذہب کا شیعہ تھا۔ شروع شروع میں یہ اپنے عقیدہ کو مخفی رکھتا تھا۔ لیکن جب بڑے امیر اُس کے ہم عقیدہ ہو گئے تو پھر علانیہ خدائی کا دعویدار ہو گیا اور انبیاء کو خائن قرار دیتا۔ شریعتِ غرّا کو بالکل اُلٹ پلٹ دیا۔ ملائکہ کی نسبت کہتا کہ وہی فرشتہ ہے جو اپنے نفس کا مالک ہو اور حق کو پہچانتا ہو۔ اور جنت بجز اُس کے کوئی چیز نہیں کہ نفس اور حق کی معرفت حاصل ہو اور عدم معرفت کا نام دوزخ ہے اور روزہ رمضان اور صلوٰۃ مفروضہ کا ترک کرنا بھی عبادت ہے۔ نکاح کرنا فضول امر ہے۔ بلکہ تمام فروج حلال ہیں۔ ہر ایک شخص مجاز ہے جس عورت سے چاہے مباشرت کرے۔ تناسخ کا قائل تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲۔ لیکن خلیفہ راضی باللہ نے اُسکی سرکوبی کے لئے ایک لشکرِ عظیم روانہ کر کے اُس کو معہ اُس کے ہمراہیوں کے قید کر لیا۔ اور سولی پر چڑھا کر دار البوار کو بھیجا۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۶۸+

(۱۳) [illegible] ہجری میں بعہدِ خلافت راضی باللہ قریہ باسند میں جو ملک صغانیان کے مضافات سے ہے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس پر فوج در فوج اور گروہ در گروہ لوگ اُس کے

تابع ہوگئے اور اس قدر ظلم اختیار کیا کہ جو اُس کی تکذیب اختیار کرتا اسکو قتل کر ڈالتا۔ چنانچہ ایک کثیر مخلوقات اُس کی تعدی سے ہلاک ہوگئی۔ بڑا ہی شعبدہ باز تھا اپنی شعبدہ بازی خوارق عادات ظاہر کرتا تھا۔ ایک حوض میں ہاتھ ڈالتا اور دیناروں کی مٹھی بھر کر باہر لاتا آخر ابو علی بن محمد بن مظفر حاکم صفانیاں نے ایک برجستہ فوج اُس کے مقابلہ میں روانہ کی۔ ایک بھاری جنگ کے بعد اُس کو سخت تنگ کیا گیا۔ اور وہ ایک بلند پہاڑ پر چڑھ گیا مگر سپاہیوں نے ہمت کر کے اسکو گرفتار کر لیا۔ اور اس کا سر کاٹ کر حاکم وقت کے پاس لے گئے اور اُس کے معتقدین کی بھاری جماعت کو بھی تہ تیغ کر دیا۔ اور اس طرح اس کذاب کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۰

(۱۴) قبیلہ سوادیہ میں ایک شخص ۴۹۹ھ ہجری میں نہاوند میں ظاہر ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور اُس نے اپنے چار اصحاب کا نام ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ رکھا ہوا تھا اُس وقت خلیفہ مستظہر باللہ کا دوران حکومت تھا۔ سوادی قبیلہ کی کثیر جماعت اُس کے ساتھ ہوگئی۔ اور انھوں نے اپنے سارے املاک اور مال و دولت اُس کے سپرد کر دیے تھے۔ آخر شاہی فوج کے ہاتھ سے پکڑا گیا۔ اور بہت جلد اُس کا سر قلم کر کے صفحہ دنیا سے اُس کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۹ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۹۴+

(۱۵) اُستاذ سیس مُلک خراسان میں بعہد خلافت خلیفہ منصور عباسی ۱۵۰ھ ہجری میں ظاہر ہوا۔ اہل ہرات و باذغیس و سجستان وغیرہ اُس کے ساتھ ہوگئے۔ اجشم حاکم مرو روز نے اُس کا مقابلہ کیا۔ مگر اُستاذ سیس کے ساتھ تین لاکھ بہادر سپاہی تھے اجشم نے ہزیمت اُٹھائی۔ پھر خلیفہ منصور نے حازم بن خزیمہ کو بڑی فوج کے ساتھ حکم دیا کہ مہدی کے لشکر کے ساتھ مل کر اُستاذ سیس پر حملہ کرے۔ چنانچہ حازم نے بفرمان خلیفہ ایسا ہی کیا۔ بڑی بھاری لڑائی ہوئی اُستاذ سیس کے ستر ہزار آدمی مارے گئے۔ اور اُستاذ سیس مع اولاد چودہ ہزار متعلقین کے اسیر ہوا۔ صرف ایک ہی سال میں اُس کا کل تانا بانا ملیامیٹ کر دیا گیا۔ اس کذاب نے بھی دعویٰ نبوت کر کے فسق کا عام رواج دیدیا تھا۔ اور راہزنی کو اپنا پیشہ بنا لیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹+

(۱۶) عطا۔ یہ شخص مقنع کے نام سے مشہور تھا۔ قصبہ کادہ کا رہنے والا تھا جو مضافات مرو
میں ہے۔ ذات کا دھوبی تھا۔ خدائی کا دعویٰ کرتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمام انبیاء میں حلول
کرتا رہا ہے اور اب اُس نے مجھ میں حلول کیا ہے نخشب میں چاند بنایا تھا۔ تناسخ کا قایل
تھا۔ چونکہ نہایت کریہ منظر اور پست قد تھا۔ چہرہ پر طلائی برقع رکھتا تھا خلیفہ مہدی نے
اُس کے مقابلہ میں ایک لشکر عظیم روانہ کیا۔ وہ ایک قلعہ میں محصور ہوگیا اور جب اُس کو
یقین ہوگیا کہ اب کوئی صورت بچاؤ کی نہیں رہی تو اپنی بیوی اور بچوں اور لوگوں کو جمع کرکے
کہا کہ جو شخص میرے ساتھ آسمان پر جانا چاہتا ہے وہ آگ میں میرے ساتھ کود پڑے
چنانچہ وہ معہ اپنے کل رفقاء کے آگ میں جل کر مر گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶
صفحہ ۱۹ و اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۹۔

(۱۷) عثمان بن نہیک۔ یہ شخص ابو مسلم خراسانی کے لوگوں میں سے ایک سرگروہ اور
لیڈر تھا۔ اس کی نسبت اس کے تابعین کہتے تھے کہ حضرت آدم کی روح اُس میں
حلول کر گئی ہے۔ اور یہ کہ اُن کا رب منصور ہے۔ اور ہیثم بن معاویہ جبریل ہے۔ اسپر
منصور اُن پر غضبناک ہوا۔ اور اُسنے دوسو چیدہ چیدہ آدمیوں کو گرفتار کرکے محبوس کردیا۔ اسپر
لوگوں کی ایک کثیر جماعت منصور کے محل پر چڑھ آئی۔ اُن میں عثمان بن نہیک بھی تھا
معن بن زائدہ نے اُن سب کو مار کر واصلِ جہنم کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۲۔

(۱۸) رامیہ۔ یہ ایک عورت تھی جس نے سنہ [illegible] ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا
یہ سوڈان کے رہنے والی تھی۔ اکثر سوڈانی لوگ اُس کے تابع ہوگئے۔ مگر اسی طرف کے
مسلمانوں نے اسکو پکڑ کر مار ڈالا۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۹۔

(۱۹) لا۔ یہ شخص ملک مغرب میں نکلا۔ اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ اپنے نبی ہونے کی دلیل یہ
پیش کی تھی کہ حدیث میں آیا ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِی یعنے میرے بعد ایک نبی آئیگا جس کا
نام لا ہوگا۔ آخر تھوڑی مدت کے بعد قتل ہوا۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۹۔

(۲۰) ایک اور عورت نے بھی اس حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِی کو پیش نظر رکھ کر دعویٰ کیا
کہ میں نبیہ ہوں۔ کیونکہ حدیث میں لَا نَبِیَّ بَعْدِی ہے یہ کہاں ہے کہ لَا نَبِیَّةَ بَعْدِی
یعنے مرد نبی کی نفی کی گئی ہے۔ کسی عورت کے نبی ہونے کی نفی کہیں نہیں ہے۔ آخر وہ بھی

تھوڑے عرصہ میں ہلاک ہوگئی۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۹ +

(۲۱) یوشیا نامی ایک شخص بزمانہ خلافتِ مہدی عباسی نبوت کا مدعی ہوا اُس کے ساتھ بھی ایک جماعت کثیر جمع ہوگئی۔ خلیفہ نے ایک فوج بھیجکر اُس کو گرفتار کرایا اور پھر اُسکو صلیب پر ہلاک کیا۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۹ +

(۲۲) مسٹر وارڈ۔ یہ شخص انگریز تھا۔ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ اُس نے لنڈن میں مسیح ہونے کا دعوی کیا تھا چونکہ فصاحت و بلاغت میں ید طولےٰ رکھتا تھا اس لیے بکثرت لوگ اُس کے تابع ہوگئے۔ مگر آخر تھوڑے عرصہ کے بعد نامراد ہو کر مر گیا۔ دیکھو اخبار ایڈووکیٹ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء +

(۲۳) جزیرہ جمیکا میں ایک حبشی نے دعوی کیا کہ میں عیسےٰ بن مریم ہوں۔ اُس جزیرہ کی تمام جنگلی اقوام اُسکے تابع ہوگئیں۔ آخر حکام نے اُسکی سرکوبی کر کے اُسکا بہت جلد قلع قمع کردیا۔ دیکھو اخبار ایڈووکیٹ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء +

(۲۴) ملک روس میں بھی ایک فرنگی نے دعوی کیا کہ وہ عیسیٰ ابن مریم ہے۔ آخر وہ بھی بہت جلد ناکام و نامراد مر گیا۔ دیکھو اخبار مخبر دکن +

(۲۵) دسویں صدی ہجری میں ایک شخص ہیک نامی نے مسیح ہونے کا دعوی کیا تھا۔ ایک مدت کے بعد تائب ہوگیا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۶۱ +

(۲۶) ابراہیم بزلہ۔ اس شخص نے بھی دسویں صدی میں عیسےٰ ابن مریم ہونے کا دعوی کیا۔ مگر تھوڑی مدت میں نامراد دنیا سے اُٹھ گیا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۶۱ +

(۲۷) شیخ محمد خراسانی۔ اس شخص نے بھی دسویں صدی میں مسیح ہونیکا دعوی کیا۔ ایک بڑی جماعت اُس کے دعوی کی تصدیق میں کھڑی ہوگئی۔ اور وہ وسط ہند سے گذرتا ہوا ملک سندھ میں آن پہنچا بادشاہِ سندھ نے اُسکو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۶۱

(۲۸) محمد بن تومرت۔ ۴۸۵ھ ہجری میں پیدا ہوا ۵۱۴ھ ہجری میں بادشاہِ وقت سے بغاوت کی بغاوت کے بعد جب خوب طاقت پیدا کر لی تو کچھ مدت کے بعد اُسکو یہ اندیشہ دامنگیر ہوا کہ کہیں لوگ بگڑ نہ جائیں اسلیئے تو ایک روز کہنے لگا کہ مجھے دو فرشتے دکھلائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو مہدی ہے اسلیے پھر اُس نے مہدی کا دعوی کر دیا۔ مگر اس شخص نے یہ بھی دعوی

نہیں کہا کہ مجھے وحی یا الہام ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی سات آٹھ سال کے دعوے کے بعد مر گیا۔ اور اسکا جتھہ سب ٹوٹ گیا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ قبروں میں لوگوں کو چھپا کر اُن سے اپنی تصدیق کراتا اور پھر اس اندیشہ سے کہ راز افشا نہ ہو جائے اُن کو زندہ در گور مرواڈالتا تھا دیکھو تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ +

(۲۹) چند سال ہوئے ہیں یوروپ میں ایک عورت تھی جسکا نام جوہنا سوتھکاٹ تھا وہ ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوئی تھی اُسنے ۱۸۰۰ء کے قریب نبیہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ عورت علاقہ ڈیون شائر میں ایک کسان کے ہاں پیدا ہوئی اور اوایل عمر میں ایک سوداگر کے ہاں دکان کے کام کاج پر ملازم ہوئی کچھ مدت تک آرام سے کام کرتی رہی آخر نامعلوم کن اسباب سے تحریک پاکر اُسے مذہبی معاملات کی طرف توجہ ہوئی اُس کا دعویٰ تھا کہ کتاب مکاشفات میں جو ایک عورت کا ذکر ہے اور جس کو دُلہن اور برّہ کی بیوی کہا گیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ سورج میں ملبوس ہوگی وہ میں ہوں۔ اسکا یہ دعویٰ تھا کہ میں اِس لئے آئی ہوں کہ تا لوگوں کو مطلع کروں کہ مسیح کی آمد ثانی نزدیک ہے۔ اور بہت لوگ اُس کے معتقد ہو گئے تھے۔ جس سے اسقدر ضرور نتیجہ نکلتا ہے کہ اُس زمانہ میں یعنے اٹھارھویں صدی کے شروع ہی سے مسیح کی آمد ثانی کا انتظار شروع ضرور ہو گیا تھا۔ اگر لوگوں کے ایسے خیالات نہ ہوتے تو وہ عورت ایسے دعوےٰ کرنے کی جرأت بھی نہ کرتی +

اُس کے زمانہ میں خود اُس کی زندگی میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ وہ بھی نبی ہے اور مسیح کا بھتیجا ہے اور یہ کہ وہ یہودیوں کی طرف بھیجا گیا ہے اور عنقریب یہودی یروشلم پر پھر قابض ہو جائینگے اور یہ اُن کا کپتان بن کر کام کریگا۔ اس نبیہ نے اُس نبی کے دعوے کا انکار نہیں کیا بلکہ اُسے اپنا دوست سمجھتی رہی اور جب گورنمنٹ اُس کی دیوانگی سے تنگ آگئی تو اُس نے اُسکو پاگل خانہ میں بند کر دیا۔ تو اُس نبیہ نے پیشگوئی شائع کی کہ اگر یہ شخص آزاد نہ کیا جائیگا تو انگلستان برباد ہو جائیگا۔ مگر اُس کی پیشگوئی غلط گئی۔ آخیر میں یہ بھی دعویٰ کیا کہ مجھے روح القدس سے حمل ہے اور میرے اس حمل سے مسیح پیدا ہوگا اور اس عرصہ میں سخت بیمار ہو کر نزع کی حالت طاری ہو گئی اور آخر مر گئی مگر وہ وصیت کر گئی تھی کہ میری لاش نرم کپڑے میں لپیٹ کر ڈاکٹروں کے سپرد کیجاوے۔ ضرور میرے شکم سے مسیح پیدا ہوگا

جب ڈاکٹروں نے اُس کا شکم چیرا تو اُس سے کچھ برآمد نہ ہوا +

(۳۰) منجملہ انہیں دجالین کے ایک شخص گِگٹ نامی ہے جس نے چند سال ہوئے ہیں شہر لندن میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اُس کے ساتھ کچھ لوگ بھی شامل ہو گئے تھے۔ مگر جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو مخاطب کیا اور چیلنج دیا تو وہ ایسا خاموش ہوا کہ صم بکم کا مصداق ہوا اور ذلیل و خوار ہو کر گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگا + اور اب تک اُس کا کوئی پتہ نہیں۔

(۳۱) شہر لاہور میں ایک شخص الٰہی بخش نامی جو ملتان کا رہنے والا تھا اور لاہور میں پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ میں اکونٹنٹ کے عہدہ پر ملازم تھا اُس نے موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ شخص اہل حدیث تھا اور اس میں کلام نہیں کہ نیک آدمی تھا۔ اور مدت مدید تک حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے حسن عقیدت رکھتا رہا۔ اور سلسلہ کی مدد بھی کرتا تھا باوجود ان سب باتوں کے بیعت میں داخل نہیں ہوتا تھا اس کے ہمخیال وہم نوالہ چند اور شخص بھی تھے اور وہ بھی اُس کی طرح حسن ظن رکھتے تھے۔ الٰہی بخش کو کچھ عرصہ سے الہامات کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اُن پر زور ڈالا گیا کہ تم اس جماعت میں باقاعدہ کیوں داخل نہیں ہوتے تو وہ لگے کچھ اعتراض کرنے کہ مرزا صاحب فہم الہامات میں کمزور ہیں رفتہ رفتہ مخالفت بڑھتی گئی اور آخر خود مدعی موسویت ہوا اور اُس کے دوست کہنے لگے کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسےٰ کے تابع تھے اس لئے مرزا صاحب اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور اُن کے تابع ہو کر تبلیغ کا کام کریں جب اُن کو کہا گیا کہ حضرت عیسیٰ کے آنے کی احادیث میں خبر آئی ہے اور تمام مخلوقات اُنہیں کی انتظار میں روزگار بسر کر رہی ہے لیکن حضرت موسیٰ کے آنیکی نسبت نہ کسی حدیث میں مذکور ہے نہ کسی قوم میں انتظار ہے۔ اسواسطے یہ دعویٰ ہی سراسر لغو ہے۔ پھر تو اُس میں اور جوش پیدا ہوا اور ایک بڑی ضخیم کتاب مخالفت میں لکھ ماری جس کا نام عصائے موسیٰ ہے۔ آخر تھوڑے دنوں کے بعد طاعون سے ہلاک ہو گیا + اور اس کے

(۳۲) ایسا ہی ایک شخص چراغ الدین نامی جموں میں ہوا۔ اُس نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی اور ایک مدت تک بڑا مخلص رہا۔ اُس کو بھی الہام ہوتے تھے اور اُنکے تائید میں کئی رسالے بھی لکھے۔ اُس کی عبارت بڑی زبردست اور موثر بھی تھی مگر اخیر کو عیسائی

یا دریوں سے میل ملاقات شروع کی معلوم نہیں انہوں نے کیا کیا طمع دیا جس کی وجہ سے وہ حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے مرتد ہو گیا اور خود مدعی ہو گیا کہ میں مسیح ہوں اور میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں صلح کرانے کے لیے آیا ہوں اور اُس نے مرزا صاحب کے لئے پیشگوئی بھی کر دی کہ وہ طاعون سے مرجائینگے لیکن خدا کی قدرت دیکھو اوّل اُس کے بیٹے طاعون سے گرفتار ہو کر ہلاک ہوئے۔ پھر اُس کی بیوی اور پھر آپ بھی طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اُس کا نام ونشان دنیا سے مٹ گیا +

(۳۳) ایک بہت بڑا کذاب ملک امریکہ میں پیدا ہوا تھا جسکا نام ڈووی تھا۔ وہ الیاس ہونے کا دعوی کرتا تھا اُس نے ایک شہر زیون نام بسایا تھا اور لاکھوں عورت مرد اُس کے تابع ہو گئے تھے اور کروڑوں روپیہ کی جائیداد بنائی تھی۔ جب حضرت مسیح نے اُس کو چیلنج دیا تو اُس نے توجہ نہ کی۔ دوبارہ پھر مسیح موعود نے چیلنج دیا کہ اگر تو میرے مقابلہ میں نہ نکلیگا تو تو جلد ہلاک ہو جائیگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ اول اُس کا زانی ہونا اور اُس کی جورو کا اُس سے قطع تعلق کرنا پھر اولاد کا اُس سے بیزار ہونا پھر اُس کے مریدوں کا اُس پر غبن کا الزام لگانا اور اُس پر مقدمہ قایم کرنا اور ڈگری کا ہونا اور اُس کا وطن سے بھاگ کہیں پناہ گزیں ہونا۔ پھر اُس پر فالج کا گرنا اور نہایت ذلت کے ساتھ ہلاک ہونا اور اُس کا سارا تانا بانا تباہ وبرباد ہونا اور اُس کا دُنیا سے نام مٹ جانا مسیح موعود کے لئے ایک بڑا بھاری ثبوت ہے +

(۳۴) ان دنوں میں تیماپور واقع ریاست حیدر آباد دکن میں ایک شخص عبداللہ نامی ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کا ایک مخلص مرید تھا۔ وہ بیچارہ عربی سے بالکل ناآشنا ہے حضرت صاحب کی کتابیں اُردو کی پڑھ سکتا ہے۔ واقعی ایک نیک آدمی تھا اور سلسلہ کی تائید میں بڑا سرگرم تھا۔ بوجہ ریاضتِ شاقہ اُس کے دماغ میں خشکی آجانے کی وجہ سے فتور ہو گیا ہے۔ اُس کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ یہاں قادیاں میں ہر شخص سے کہتا کہ میری بیعت کرو اور میری بیعت سے یہ فائدہ ہے کہ دس مردوں کی قوت آجاتی ہے۔ ایک دفعہ حافظ روشن علی صاحب اُن کے پاس گئے اُن سے بھی وہی بات کہی۔ حافظ صاحب نے کہا کہ ذرہ ہاتھ نکالو۔ دیکھوں کہ آپ میں کس قدر قوت ہے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ میری بیعت کرنے والوں کو دس آدمیوں کی قوت ہوتی ہے تو آپ میں بہت سے آدمیوں کی قوت ہوگی کہنے لگا کہ

ہاں مجھ میں بڑی ہی قوت ہے۔ جب حافظ صاحب نے اُنکا ہاتھ دبایا اور کہا کہ لگاؤ زور اور چھڑالو۔ بجائے چھڑانے کے کہنے لگا کہ میرا ہاتھ چھوڑ دیں میرا ہاتھ ٹوٹ جائیگا تحت دروگر حافظ صاحب نے کہا کہ آپ میں تو سو مردوں کی قوت ہے اور میں نے تو ابھی تمہاری بیعت بھی نہیں کی مجھ میں تو صرف ایک ہی مرد کی قوت ہے پھر آپ ہاتھ چھڑا نہیں سکتے۔ کہنے لگا کہ نہیں روحانی قوت ہی اور اُسنے حضرت مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پھر حضرت مولانا حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنی غلطیوں سے توبہ کی۔ پھر درخواست کی کہ دور دور کے لوگ بوجہ غربت یہاں حضور کے ہاں پہنچ نہیں سکتے مجھے اجازت ہو کہ میں بیعت لے لیا کروں حضرت خلیفۃ المسیح نے اس قسم کی بیعت کی اجازت دیدی۔ یہاں سے امرتسر جاکر لوگوں سے بیعت لینی شروع کردی کہ میں بحکم خلیفہ صاحب بیعت لیتا ہوں اور وہاں کہنے لگا کہ چونکہ مرزا صاحب مسیح موعود نے مجھے نہیں بھیجا تھا اسواسطے اُن کی عمر ۱۵ سال کم ہوگئی۔ کیونکہ اصل میں اُس کا جانشین میں تھا۔ نورالدین کا کوئی حق نہیں تھا اسواسطے لوگوں کو کہنے لگا کہ میں حضرت مولانا نورالدین صاحب کو خلافت سے معزول کرتا ہوں اور اس بارہ میں ایک کتاب بھی لکھ کر شائع کی ہے۔ اصل میں یہ شخص بوجہ فتورِ دماغ مجنون ہوگیا ہے اور اب بالکل گمنام و خاموش ہوگیا ہے

(۳۵) حال میں ایک اور شخص یورپ میں سے اٹھا ہے جس نے اول اول الہام ہونے کا دعویٰ کیا پھر کچھ عرصہ کے بعد کہنے لگا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ چنانچہ مانچسٹر گارڈین مسیح کاذب کی سرخی سے روس کے ایک جھوٹے پیغمبر کی حکایت شائع کرتا ہے۔ جس سے وہاں کے زمانہ جدید کے مذہبی پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ ایک راہب ہے جس نے اپنا نام اِن نوسنٹ یعنے معصوم تجویز کیا ہے۔ دراصل مولدویہ کا باشندہ ہے اور بالٹا کی خانقاہ تھوڈوسین میں رہتا تھا۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں اُسے ایک روز دفعتاً معلوم ہوا کہ تھوڈوسین لوئس کا نامی پادری جو سنہ ۱۸۴۵ء میں فوت ہوکر خانقاہِ تھوڈوسین میں مدفون ہوا تھا ولی تھا۔ چنانچہ اُس کی قبر اعجازی تصور کی گئی۔ اس حیرت انگیز انکشاف کی خبر شعلہ کی طرح نواح کے صوبہ بسارابیہ میں پھیل گئی اور دور دور سے زائرین آنے لگے۔ مقبرہ کی اعجاز نمائیوں مثلاً مریضوں کو شفا دینے۔ بُری روحوں کو بھگانے اور دیگر کرامتوں کا بھی خوب شہرہ ہوگیا۔ خانقاہ کے مہتممین نے افواہاتِ مذکور کو لوگوں کے رجوع اور آمدنی کا ذریعہ سمجھ لیا۔ ان نوسنٹ نے

اپنے انکشاف کی شہرت پر قناعت نہ کرکے عوام میں وعظ کرنا شروع کر دیا کہ دُنیا کا خاتمہ ہونے
والا ہے اور عنقریب قیامت آجائیگی۔ اس پر حکام خوف زدہ ہوئے۔ لیکن پھر بھی بہ توقع
آمدنی مداخلت سے باز رہے کیونکہ مواعظ کا ماحصل یہ نتیجہ تھا کہ لوگ نشر انجوری اور حقہ
کشی چھوڑ دیں اور تمام جائیداد بیچکر روپیہ خانقاہ پر چڑھا جائیں رفتہ رفتہ ان نوسنٹ کا
حوصلہ بڑھتا گیا اور اُس نے اپنے آپ کو جان بپٹسٹ اور پیغمبر ایلیا ظاہر کیا گویا کہ دونوں
نبیوں نے اس شخص میں حلول کیا تھا۔ نئی رسمیں ایجاد کیں اور جدید قاعدے مقرر کئے۔ اسکی
تابعین اکثر عورتیں تھیں غرضکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ عیسیٰ مسیح بن گئے۔ تب حکام نے
مداخلت کا ارادہ کیا۔ پہلے تو اعلیٰ مذہبی افسروں نے اِن نوسنٹ کو خانقاہ سے نکالنا
کافی سمجھا لیکن اس پر بھی وہ بالٹا میں رہکر منادی میں مصروف رہا مجبوراً ان نوسنٹ کو
روس کی ایک دور دراز خانقاہ میں جلاوطن کیا گیا۔ یہہ جھیل اونیگا پر ایک چھوٹی سی
خانقاہ موروم نامی تھی۔ نیز بادولیہ و بسارابیہ میں اس زندقہ کے انسداد کے لئے پادری
بھیجے گئے۔ کارروائی مذکور گذشتہ موسم گرما کے اختتام پر ظہور میں آئی مگر اس سے
کچھہ فائدہ مترتب نہ ہوا۔ مرید جوق جوق موروم جانے لگے۔ سینکڑوں خاندانوں نے
اثاث البیت بیچکر جھیل اونیگا کا رُخ کیا۔ چونکہ اونیگا انجیل کے لفظ اومیگا کے مشابہ تھا۔ اس
لئے لوگوں کے اعتقاد کو اور بھی تقویت ہوئی۔ سال کے ختم ہونے سے پہلے بسارابیہ میں
دہاقین عورتوں اور بچّوں کی اچھی بستی خانقاہ موروم کے قریب بس گئی۔ یہ لوگ سردی بھوک اور
دیگر صدہا تکالیف اُٹھا کر وہاں پہنچے تھے۔ اور حکام نے جھٹ اُن کے واپس بھیجنے کی
کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ دفعتاً ۱۹ فروری کو ان نوسنٹ معہ اپنے آٹھہ سو زن و مرد
و طفل تابعین کے غائب ہوگیا یہ لوگ برہنہ سر و برہنہ پا بلا گرم لباس و غذا و خوراک و روپیہ انجیل
کے منتر گاتے ہوئے سب سے قریب ترین ریلوے سٹیشن کی طرف چل پڑے جو ۲۲۵
میل کی مسافت پر تھا۔ ارادہ یہ تھا کہ ٹرین میں سوار ہو کر نیوزیون یعنی سیحون جدید خیالی مقام مقدس
کو روانہ ہو جائیں۔ یہ گروہ جب صوبہ ورجینل میں داخل ہوا تو سپاہیوں کا ایک دستہ اُن کو
ایک قریب ترین قصبہ میں لے گیا۔ جہاں یہ پولیس کی زیر حراست رکھے گئے۔ ۲۰ سے زیادہ
بچے اس سفر میں سردی اور دھوپ سے مرگئے اور قافلہ کے ۵۰ سے زائد زن و مرد جن کے

اعضا سردی سے ٹھٹھر گئے اُنکے اعضاے مذکور کاٹنے کے لئے ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ ان نوسنٹ پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ اس پر کفر اور زندقہ کے علاوہ سڈیشن کا الزام بھی لگایا گیا ہے کیونکہ وہ ظاہر کرتا ہے کہ روس میں اب اس کے سوا کوئی زار نہ ہوگا۔ اور چین اور جاپان کے سوا دنیا کے تمام بادشاہ اس کے ماتحت اور حلقہ بگوش ہونگے مگر اس کے بعد کوئی خبر نہیں آئی کہ اُن کا بالآخر کیا انجام ہوا +

(۳۶) ابھی تھوڑے دن ہوئے فرانس میں ایک شخص نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی نے اپنے رسالہ میں یوں اُس کا ذکر کیا ہے +

ماہ جنوری ۱۹۱۳ء میں ایک اور شخص پیدا ہوا جس نے پیرس دارالخلافہ فرانس میں دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ چنانچہ اخبار پیرس اس کی نسبت یوں رقمطراز ہے۔ یورپ میں ظہورِ مسیح کا مدت سے انتظار کیا جارہا ہے۔ آجکل کے قرائن اور آثار دیکھکر بعض ذی علم پادریوں کا خیال تھا کہ ظہورِ مسیح اسی زمانہ میں ہونا چاہیے۔ اس واسطے جب لوگوں نے سُنا کہ ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور وہ پیرس کے فلاں ہوٹل میں ٹھیرا ہوا ہے تو ہزاروں آدمی اُس کے دیکھنے اور اُس کی روحانیت سے فیضیاب ہونے کے لئے جوق جوق ہوٹل پر جمع ہوگئے۔ مدعی مسیحیت ہوٹل کے بالائی منزل میں تھے۔ اور کسی کو اُن تک جانے کی اجازت نہ تھی۔ مگر خلقت کا شوق اور اضطراب حد سے بڑھنے لگا۔ تو ہوٹل والا ڈرا کہ کہیں عوام لوگ مسیح کے کمرہ پر یورش کرکے آرائش کے سامان اور قیمتی اسباب کو خراب نہ کرڈالیں۔ اس واسطے مالکِ ہوٹل نے مدعی مسیحیت کی خدمت میں حاضر ہوکر التجا کی کہ برائے خدا دروازہ کھولئے یا بازار کے رخ برآمدے میں تشریف لائیے تاکہ ہزاروں آدمیوں کا جم غفیر جو میرے ہوٹل پر پڑا ہے آپ کی زیارت کرکے واپس جائے اور مجھ کو تشویش اور اندیشہ سے سبکدوشی ہو۔ مدعی مسیحیت نے یہ بات سُنکر کہا کہ لوگوں کو پکار کر کہہ دو کہ اے لو وہ دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے خوش ہو اور خوشی کی خبر پہنچا کہ دروازہ کھلیگا۔ ہوٹل والا یہ مژدہ لیکر باہر آیا اور خلقت کو برآمدے کے سامنے سڑک پر جمع ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ اُن عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں جوانوں کے غول کے غول غٹ کے غٹ برآمدے کے سامنے ہمہتن مشتاق ہوکر کھڑے ہوگئے کہ

یکا یک برآمدے میں ایک شخص نمودار ہوا جس کا چہرہ اور لباس حضرت مسیح علیہ السلام سے بہت مشابہ تھا۔ اس شخص کا برآمدے میں آنا تھا کہ خلقت نے نعرہ ہائے چیرز سے ہوٹل اور آس پاس کے مکانوں کو سر پر اٹھا لیا۔ مدعی مسیحیت کچھ دیر خاموش کھڑا رہا اور جب عوام کے چیرز کم ہوئے تو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور نہایت تقدس اور وقار کے انداز سے بولا میں غریبوں میں آیا ہوں اور غریب ہی مجھ کو پائینگے۔ ان الفاظ کو سنکر خلقت میں بڑا شور اٹھا اور دیوانہ وار نعرے بلند کرنے لگے۔ مگر دعوبدار مسیحیت اتنا فقرہ کہکر کمرہ کے اندر گھس گیا اور کواڑ بند کر لئے۔ پھر اس کے بعد آجتک کوئی خبر شائع نہیں ہوئی کہ اس کا کیا انجام ہوا۔ بہر حال اس کا بھی وہی حال ہوا جو اس کے دوسرے بھائیوں کا ہوا۔

(۳۷) دجال اکبر۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ ثَلٰثُوْنَ کَذَّابًا اٰخِرُهُمُ الْکَذَّابُ مَمْسُوْحُ الْعَیْنِ الْیُسْرٰی۔ رَوَاهُ اَبُوْ یَحْیٰی الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ یعنے قیامت نہیں ہوگی جب تک تیس کذاب نکل لیں ان میں سے سب سے آخر کذاب اکبر ہوگا جس کی بائیں آنکھ مدارد ہوگی۔ اس حدیث طویل کو ابو یحیے اور ابو نعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ سب سے آخری کذاب دجال ہے ہم آگے چل کر دکھلائینگے کہ اس دجال سے مراد ایک عظیم الشان جماعت ہے۔ جیسے لغت و حدیث نبوی سے ظاہر ہے۔ اور اس تمام بیان سے واضح ہے کہ حسب فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار عورتیں بھی ہو چکی ہیں جنہوں نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ اور باقی کذاب بھی جن کی کل تعداد تیس سے زائد کو پہنچ چکے ہیں۔ اب رہا ۷۰ کذابین کا حال سو یہ لفظ کثرت کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ تعداد ہی پوری ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۷۰ کذاب تو کیا لاکھوں بلکہ کروڑوں تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ اس کی تصدیق خود احادیث نبویہ سے ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ ثَلٰثُوْنَ کَذَّابًا مِنْهُمْ مُسَیْلِمَةُ وَالْعَنْسِیُّ وَالْمُخْتَارُ وَشَرُّ الْقَبَائِلِ الْعَرَبِ بَنُوْ اُمَیَّةَ وَبَنُوْ حَنِیْفَةَ وَالثَّقِیْفُ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَابْنُ	ابن ابی شیبہ اور ابن عدی نے زہری سے روایت کی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب نہ نکل لیں۔ انہی میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی اور مختار اور قبائل عرب

عَلیٰ یَ عَنِ النَّھْرِیِّ + | کے شریر لوگ بنی اُمیہ اور بنی حنیفہ اور ثقیف

کے لوگ ہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ +

اِس طرح بہت سی کتابیں کذابوں سے بھری ہوئی ہیں۔ دیکھو حجج الکرامہ و اقتراب الساعۃ وکتبِ تواریخ وغیرہ۔ پس واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد ۷۰ سے کثیر جماعت کذابین سے تھی۔ اور مشاہدہ نے دکھلا دیا ہے کہ لاکھوں کذاب دُنیا میں ہو چکے اور لکھو کھا اب بھی موجود ہیں +

لیکن کذابین بالا کے بیان سے روزِ روشن کی طرح ہویدا ہے کہ جنہوں نے نبی ہونا اور ملہم ہونا ظاہر کیا اور خدا اور رسول پر افترا کیا وہ بہت ہی جلد ہلاک ہوتے رہے ہیں صرف مہینوں یا دو چار سالوں کے اندر تباہ ہوگئے ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ مفتری کو کبھی اتنی مہلت ہرگز نہیں دیتا جتنی صادقوں اور راستبازوں کو دیتا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جس نے مسیح موعود اور مہدی معہود اور مجدد صدی چہاردہم و امامِ زمان ہونے کا دعویٰ کیا خدا کے فضل سے زائد از چھتیس برس اپنے دعویٰ پر قایم رہے۔ اور خدا کی طرف سے ملہم ہونا ۳۰ برس سے زیادہ عرصہ بیان کرتے رہے۔ لیکن اُن کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں آئی۔ باوجودیکہ تمام دنیا کے دشمنوں نے اُن کے ملیامیٹ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور اُن کی ترقی کے روکنے کے لئے کوئی حیلہ اور مکر نہیں جو ان قوموں نے اٹھا رکھا ہو۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا۔ اور خدائے قادر حی و قیوم کا مخفی ہاتھ اُس کی حفاظت کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو اس ضعیف انسان کی جو ہر وقت مرضوں کا شکار رہا ہی کیا حقیقت تھی کہ اس طرح دُنیا کے دنگل میں نکل کر چار دانگِ عالم میں پہلوانوں کی طرح للکارتا اور شیر کی طرح دھاڑتا ضرور اللہ تعالیٰ کا غیبی ہاتھ اُسکی مدد میں تھا۔ جس کی وجہ سے کوئی انسان بھی اُن کے مقابلہ کے لئے نہ نکلا۔ بلکہ اُن کا اس قدر رعب صفحۂ دنیا پر چھا گیا تھا کہ اُن کے سامنے آنا گویا موت کا سامنا تھا۔ پس یہی کافی دلیل ہے کہ وہ کذاب نہیں تھا بلکہ صادق اور مصدوق انسان تھا۔ اور بالضرور خدا کیطرف سے ملہم و منذر تھا وہ نبی تھا مگر غیر تشریعی بلکہ ظلی وہ جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام اور پورا متبع تھا۔ اُسی کی شریعت غرّہ پر رہنے والا تھا۔ وہ شریعت اسلامی کا شیدا تھا اور اُسی کو روزِ روشن کیطرح کرنا چاہتا تھا۔ کوئی نیا حکم نہیں لایا فقط صرف تجدید ہی اسکا منصب اعلےٰ تھا

سترھویں فصل

دربارہ علاماتِ ظہورِ مہدی ومسیح موعود علیہ السلام

ہم فصل گذشتہ میں دکھلا چکے ہیں کہ مہدی و مسیح ایک ہی شخص ہے جس کے آنے کی خبر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔اب ہم یہاں اس فصل میں دکھلاتے ہیں کہ جو جو علامات ظہورِ مہدی و مسیح علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و علمائے کبار نے بیان فرمائی ہیں وہ سب ظاہر ہو چکی ہیں اور ایک بھی باہر نہیں رہی۔ اور اُن علامات کی تصدیق کتب قدیمہ سے بھی ہوتی ہے دیکھو کتاب دانیال باب ۱۲+

پیشتر اس کے کہ ہم فہرستِ علاماتِ ظہورِ مہدی و مسیح علیہ السلام دیں اس امر کا جتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ گو قرآن کریم میں صراحتاً بیان نہیں کیا گیا کہ فلاں فلاں علامات ظہورِ مہدی و مسیح ہیں لیکن جب ہم قرآن کریم میں غور اور تدبر کرتے ہیں تو اُس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اخبار اُس میں مذکور ہیں وہ تین زمانہ کے لئے ہیں۔ ایک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے متعلق۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ماقبل انبیاء کے اخبار اور تیسرے آخری زمانہ کے اخبار۔ اور یہ ظاہر ہے کہ احادیث میں آخری زمانہ صرف مسیح علیہ السلام کا زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ لہذا جہاں آخری زمانہ کی طرف قرآن شریف نے اشارہ فرمایا ہے وہاں یقیناً یہی سمجھنا چاہیے کہ وہ مسیح کے زمانہ کی خبر ہے۔ اور نیز ان آیات قرآنی کی تائید کہ وہ مسیح کے زمانہ کے متعلق ہیں انجیل اور احادیث سے بھی ہوتی ہے جیسے کہ آگے ظاہر ہوگا+

وہ فہرست جس کے لکھنے کا ہم نے وعدہ کیا ہے حسب ذیل ہے:۔

(۱) لوگوں کا آخری زمانہ میں شریعت حقہ پر عملدرآمد نہیں رہیگا۔ اس کی تصدیق قرآن شریف کی آیت اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ سے ہوتی ہے جس کے معنے ہیں کہ اُسوقت کو یاد

رکھنا جبکہ سورج لپیٹ لیا جائیگا۔ یہ آیت مسیح کے زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ شمس سے ہمیشہ نبی کی تعلیم ہوتی ہے جس کے آنے سے جہالت اور غفلت کی تاریکی دُور ہو جاتی ہے اور اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی روشنی دنیا پر چمک اُٹھتی ہے۔ اس شمس سے یہ سورج مراد لینا صریح غلطی ہے کیونکہ اگر یہ سورج اپنی روشنی چھوڑ دے تو ساری دنیا ہی درہم برہم ہو جائے۔ لوگوں کی آنکھیں بے کار اور پیداوار زمین مفقود ہو جائے دنیا کا ایک کام بھی اسکے بغیر نہیں چل سکتا پھر دُنیا کیسے قایم رہ سکتی ہے اور یہ قرار دینا کہ اسکا وقوع قیامت کے روز ہوگا دور از قیاس ہے کیونکہ آیاتِ مابعد ظاہر کرتی ہیں کہ اسی دنیا میں اس کا ظہور ہوگا ورنہ جب سورج ہی نہیں رہیگا تو ستارے کیوں رہنے لگے اور اونٹ کیوں چھوڑے جانے لگے وغیرہ وغیرہ حالانکہ ان آیات سے ہویدا ہے کہ ستارے تو قایم رہینگے مگر دھندلے ہو جائینگے اور اونٹنیاں بھی رہینگی اور اونٹنیاں بھی کیسی دس ماہ کی باردار۔ اب ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب زمین و آسمان ہی نہیں رہیگا تو پھر یہ چیزیں کیسی رہ سکتی ہیں۔ لہذا یہ سمجھنا کہ آیت قیامت کے روز کی نسبت ہدایت کرتی ہے سراسر غلط ہے بلکہ یہی صحیح ہے کہ آخری زمانہ کی خبر دی گئی ہے کہ لوگ شریعت کو چھوڑ دینگے ایک سخت تاریکی اور غفلت کے پردوں میں ملفوف ہو جائینگے۔ اور ہر قسم کی بدعات اور ضلالت اور قسم قسم کا جور اور ظلم اور انواع و اقسام کے فتنے۔ جیسے قحط۔ وبا۔ طاعون طوفان ڈاکہ زنی وغیرہ صفحہ دُنیا پر چھا جائینگے۔ دیکھو کتاب تعطیر الانام صفحہ ۳۰۵ جس میں لکھا ہے۔ فَاِنْ رَاٰی السَّمَآءُ انْشَقَّتْ دَلَّ عَلَی الْبِدْعَةِ وَ الضَّلَالَةِ۔ اور اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ یہاں مسیح کا کوئی ذکر نہیں تو ہم آگے چل کر دکھا دینگے کہ ان آیات کا مسیح کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ ان امور کا ظہور قریب ظہور مسیح ہوگا +

اس کی تائید انجیل کی اس آیت سے ہوتی ہے "اُن دنوں کی مصیبت کے بعد تُرت اندھیرا ہو جائیگا" دیکھو متی باب ۲۴ ورس ۲۹۔ یعنے مسیح علیہ السلام کے نزول سے پہلے ایک ایسا خطرناک زمانہ ہوگا جسکو مصیبت اور دُکھوں کا زمانہ کہنا چاہئے۔ کیونکہ اُس وقت زمانہ کی ایسی حالت ہو جائیگی کہ شریعت اسلامی کا نام و نشان ہی نہیں رہیگا لوگ اپنے خیالات کے پابند ہونگے جس کی تصدیق سورہ فرقان کی اس آیت سے ہوتی ہے

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۔ یعنے قیامت کے
روز رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر کہیں گے کہ اے میرے
رب اس میری قوم نے اس قرآن شریف کو پس پشت ڈال دیا تھا میں ان سے بیزار ہوں
اسی کی تائید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

يَا اَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْعِلْمِ قَبْلَ
اَنْ يُّقْبَضَ الْعِلْمُ وَقَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ
قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُرْفَعُ الْعِلْمُ وَهٰذَا
الْقُرْاٰنُ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقَالَ اِيْ ثَكِلَتْكَ
اُمُّكَ وَهٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى بَيْنَ
اَظْهُرِهِمُ الْمَصَاحِفُ لَمْ يُصْبِحُوْا يَتَعَلَّقُوْنَ
بِالْحَرْفِ مِمَّا جَاءَتْ بِهٖ اَنْبِيَاءُهُمْ
اَلَا وَاِنَّ ذَهَابَ الْعِلْمِ اَنْ يَّذْهَبَ
حَمَلَتُهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ
وَالطَّبْرَانِیُّ وَاَبُو الشَّيْخِ فِیْ تَفْسِيْرِهٖ وَابْنُ
مَرْدُوْيَهٖ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ۔

احمد بن حنبل اور دارمی اور طبرانی اور ابو الشیخ
اپنی تفسیر میں اور ابن مردویہ ابی امامہ سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو علم کے قبض
اور اُٹھائے جانے سے پہلے علم کو حاصل
کرو۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علم کیسے اُٹھ جائیگا حالانکہ ہمارے
پاس یہ قرآن مجید موجود ہے۔ اس پر رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری ماں
تجھے پیٹے تو نہیں جانتا کہ یہود اور نصاریٰ
کے پاس بھی اُن کی اپنی کتب مقدسہ موجود
تھیں لیکن انہوں نے اُن باتوں سے جو انبیاء اُن کے پاس لیکر آئے تھے تعلق نہ رکھا
پس جان لو کہ علم کا چلا جانا یوں ہے کہ اس کا عملدرآمد چھوٹ جائے یہ بات تین دفعہ
فرمائی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۰۰ +

اس حدیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ایک ایسا
زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ قرآنی شریعت کو ترک کر دینگے اور اس پر کوئی عملدرآمد نہیں رہیگا
سو یہ بات اس زمانہ میں روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ قرآن شریف کے کسی حکم پر عملدرآمد
نہیں رہا۔ اور لوگوں نے اپنی خیالی شریعت قائم کر رکھی ہے۔ جو جی میں آیا کر گذرتے ہیں
اور دوسرے معنے ظاہری بھی ہو سکتے ہیں کہ عزت ورتبہ کا سورج گرہن ہوگا سو وہ بھی ہو لیا
حتیٰ کہ یورپ اور امریکہ کے منجم دیکھنے کے لئے آئے تھے اور سورج گرہن عبث تو نہیں ہوتا اس

میں بھی ایک راز ہوتا ہے یعنے یہ کہ وہ زمانہ کے فتن وغیرہ کی شہادت دیتا ہے +

(۲) علماء جو شریعت کے محافظ ہوتے ہیں وہ خود تاریکی عصیان اور ظلمت حب دنیا ونفس پرستی میں غرقاب ہو جائینگے جس کی تائید آیت وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ سے ہوتی ہے۔ نجوم سے مراد علماء ہیں۔ کیونکہ جیسے آسمانی ستارے سورج کی کرنوں سے روشنی پاکر منور دکھلائی دیتے ہیں اسی طرح علماء شریعت حقہ سے منور ہو کر لوگوں کے اندرون کو روشن کرتے ہیں۔ سو وہ بھی اس زمانہ میں جو قرب ظہور مہدی ومسیح علیہ السلام ہے طرح طرح کے اندھیروں میں گرفتار ہونگے اور روشنی دینا چھوڑ دینگے +

اور حدیث شریف اس کی اور بھی تصریح کرتی ہے۔ چنانچہ دیلمی اپنی کتاب میں صہیب سے یہ حدیث بیان کرتا ہے +

يَا صُهَيْبُ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ كَثِيْرٌ اُمَرَاؤُهُ قَلِيْلٌ فُقَهَاؤُهُ كَذَّابٌ خُطَبَاؤُهُ مُرَاءٍ قُرَّاؤُهُ يَتَفَقَّهُوْنَ فِيْ غَيْرِ الدِّيْنِ يَاْكُلُوْنَ الدُّنْيَا كَمَا يَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَلَا وَاِنَّ النَّارَ مَثْوٰىهُمْ وَبِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ مَنْزِلًا رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ صُهَيْبٍ +

دیلمی حضرت صہیب سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صہیب لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا کہ امراء تو کثرت ہونگے اور فقہا بہت تھوڑے ہونگے اور خطیب کذاب ہونگے وقاری لوگ ریاکار جو قرآن کو ترک کرکے۔ دین سے الگ اور اور باتوں میں تفقہ کرینگے اور دنیا کو اس طرح کھائینگے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے یاد رکھو کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کا ٹھکانہ برا ہی ہوا کرتا ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ +

دوسرا ظاہری طور پر بھی دیکھا جائے تو کئی ماہ تک ستارے منکدر رہے تھے جس کا بیان ہم آگے چل کر کرینگے +

(۳) پہاڑ اس زمانہ میں اڑائے جائینگے چنانچہ قرآن کریم کی آیت ذیل سے واضح ہے وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ یعنے مسیح کے ظہور کا زمانہ اس وقت ہوگا جب پہاڑ چلائے جائینگے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ کتنے بڑے پہاڑ اڑائے گئے اور اس میں سے بڑی بڑی سڑکیں نکالی گئیں اور ریلوے ان سڑکوں پر جاری کی گئیں۔ جنکو دیکھنا ہو وہ ان ملکوں میں جاکر بچشم خود ملاحظہ کرے کہ کس طرح پہاڑوں کو صاف کیا گیا ہے ہمالیہ سے اور ریلوے ٹرینیں دیں جو

اور دوسرے جبال سے بڑی بڑی سلطنتیں بھی مراد ہیں جو بہت ورنا بود کردی جائینگی۔ جہاں سے مغلوں کی سلطنت۔ جہاں سے تاتاریوں کی سلطنت۔ اور جہاں ہے ابرہیل کی سلطنت وغیرہ۔ الغرض اسلام کی سلطنتیں تباہ و برباد ہوتی چلی جارہی ہیں اور جو کچھ باقی ہیں بھی تو وہ معرض زوال میں ہیں گویا وہ چندروز کی مہمان ہیں پھر کس طرح تسلیم کرلیا جائے کہ یہ پیشگوئی اپنے پورے معنوں سے پوری نہیں ہوئی

(۴) ریلوے کا ہونا اور اونٹ کا بیکار ہونا

ایک پیشگوئی ہے کہ اس زمانہ میں اونٹ بیکار چھوڑ دیئے جاوینگے۔ اس کی خبر خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دی ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور جبکہ اونٹ بیکار چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے +

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَیَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَادِلًا فَلَیَکْسِرَنَّ الصَّلِیْبَ وَلَیَقْتُلَنَّ الْخِنْزِیْرَ وَلَیَضَعَنَّ الْجِزْیَۃَ وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا وَلَتَذْھَبَنَّ الشَّحْنَآءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَیَدْعُوَنَّ اِلَی الْمَالِ فَلَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ +

امام مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم کہ ابن مریم ضرور تم میں نازل ہوگا اور حکم عادل ہوکر آئیگا اور صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا اور چندے لگائیگا اور اونٹ بیکار چھوڑے جائینگے اور ان پر کوئی سواری نہیں کریگا اور دشمنی اور بغض اور حسد باہمی جاتا رہیگا اور وہ مال کی طرف بلائیگا مگر کوئی اس کو قبول نہ کریگا۔ دیکھو مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۱۶۷۔ مشکوٰۃ باب نزول مسیح و مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری جلد ۵ صفحہ ۲۱۲ +

اب دیکھو جب سے ریل گاڑی نکلی ہے تب سے اونٹوں کی کیسی بیقدری ہوگئی ہے کہ کوئی اونٹوں کو پوچھتا تک نہیں۔ اور زیادہ تر خوشی کی یہ بات ہے کہ جا ہی ہیں کہ وہ بہی ہے کہ مابین مکہ و مدینہ ریل بنائی جائے۔ چنانچہ تمام ممالک اسلامی میں اس کے لئے بڑے زور و شور سے چندے ہو رہے ہیں حتیٰ کہ سلطان عبدالحمید خان بادشاہ روم نے بھی اپنی گرہ سے ایک بھاری رقم عطا کی ہے۔ اب اس ریل کے جاری ہونے پر لاکھوں اونٹ بیکار ہوجائینگے جس سے اس پیشگوئی کی وضاحت کمالیت کو پہنچ جائیگی۔ وَالْحَمْدُ عَلٰی ذٰلِکَ اور اب

ریل دمشق سے مدینہ تک تو تیار ہو گئی ہے اور اب ما بین مکہ و مدینہ تیار ہو رہی ہے او عنقریب تمام عرب کے کناروں تک ریل جا لگی اور مکہ سے جدہ تک اور عدن سے مکہ تک۔

(۵) کمینے ادنیٰ درجہ کے لوگ امیر اور صاحب حکومت بنائے جائینگے چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ۔ ذلیل لوگ اٹھائے جائینگے یعنے بلند مرتبہ پر کئے جائینگے اس امر کی تصدیق کیسی ہو رہی ہے جو لوگ پچاس برس پہلے بڑے بڑے امیر اور شریف خاندانی تھے وہ اپنی بدکرداری اور شومیٔ اعمال سے ذلیل اور خوار ہو گئے۔ جس قدر اُن کی شرافت کے آثار تھے وہ سب زائل ہو گئے کوئی خوبی اُن میں پائی نہیں جاتی اور برخلاف اس کے جو ہماری آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے ذلیل اور قابل نفرت لوگ تھے علم حاصل کر کے بڑے بڑے صاحب رتبہ و صاحب املاک بن گئے اور اب وہ اُن پشتہا پشت کے خاندانی لوگوں کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہی لوگ رئیس اور لیڈر مانے جاتے ہیں +

(۶) اس زمانہ میں دریا خشک کئے جائینگے۔ اس کی خبر اللہ تعالیٰ اس آیت میں دیتا ہے وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔ دریا خشک کر دئے جائینگے۔ سو کون نہیں جانتا کہ چند سال پہلے دریا کس زور و شور سے چلتے تھے کہ کناروں سے باہر ہو کر میلوں تک آس پاس کی زمینوں کو سیراب کر دیتے تھے لیکن اب دیکھو تو دریا ہر وقت پایاب نظر آتے ہیں بلکہ سردیوں میں تو اس قدر خشک ہوتے ہیں کہ صرف ایک چھوٹی سی کھال کے برابر اُن کے پانیوں کی رفتار رہ جاتی ہے جس کو شک ہو تو بڑے بڑے دریاؤں کو جا کر دیکھ لے +

(۷) اس زمانہ کے مختلف ممالک کے لوگوں کا باہم میل جول بڑھ جائیگا جس کی تصدیق وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ سے ہوتی ہے جس کے معنے ہیں اس وقت لوگ باہم ملیں گے سو دیکھو کہ اس زمانہ میں جب سے سلیم سے کام لیا جاتا ہے آمد و رفت اور قطع منازل کے لئے کیسے کیسے سامان مہیا کر دئے گئے ہیں۔ دخانی جہاز اور ریلوے اس امر کے کیسے مؤید ہیں جن کی وجہ سے دنیا کے ایک کنارے کے لوگ دوسرے کنارے کے لوگوں سے بڑی آسانی سے مل سکتے ہیں۔ ورنہ ان موجودہ وسائل کے بغیر اس طرح سفر کرنا ناممکن تھا اور کبھی بھی اس پیشگوئی کا وقوع نہ ہوتا چنانچہ جن لوگوں نے شکاگو کی نمایش کو یا پیرس کی نمایش کو دیکھا ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کا کونسا گوشہ تھا جہاں کے لوگ وہاں جمع نہ ہوئے ہوں ؎

(۸) گورنمنٹ انگلشیہ

لکھا ہے کہ اس وقت ایسی گورنمنٹ ہوگی کہ چھوٹی چھوٹی بے گناہ لڑکیوں کے مارے جانے کی ممانعت اور تفتیش کرے گی جس کی تصدیق قرآن کریم کی آیت وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ سے ہوتی ہے۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جب سے گورنمنٹ برطانیہ کا اس ہندوستان میں تسلط ہوا ہے کیسا دختر کشی کا انتظام ہوا ہے۔ یہاں راجپوتوں میں بالخصوص اور اُن کی وجہ سے دیگر اقوام میں بھی یہ مرض عام پھیل گئی تھی۔ وہ لوگ اس خوف سے کہ ہم کسی دوسرے کے خسر کہلا کر ذلیل ہوں۔ اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے یا گاڑ دیتے تھے۔ کیونکہ اس ملک میں خسر عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے بلکہ یہاں تک قابل نفرت ہیں کہ ادنے سے ادنے آدمی بھی اپنے مد مقابل کو کہتا ہے کہ سُسرا ہوتا ہے یا سسرا ہوتا ہے حالانکہ خسر باپ کی جا بجا ہوتا ہے وہ ایسی عزت کا مستحق ہے جو عزت حقیقی باپ کی ہوتی ہے۔ یہ اسی گورنمنٹ کی برکت ہے کہ یہ گندی رسم دنیا سے اٹھ گئی اور اس بارے میں گورنمنٹ نے یہاں تک بندوبست کیا ہے کہ اگر کسی کے ہاں ناجائز طور سے حمل ہو جاتا ہے تو اس کی بھی حفاظت کرتی ہے اور بصورت زائل ہونے کے تفتیش کرتی اور ملزم کو سزا بھی دیتی ہے اس سے پہلے لاکھوں بچے اس ظلم کے ہاتھ سے ضائع ہو جاتے تھے۔

(۹) اُس زمانہ میں کتابوں اور اشتہاروں کی کثرت سے اشاعت ہوگی اسکی شہادت خود قرآن کریم کی اس آیت سے ملتی ہے۔ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ یعنے جب کتابیں اور رسالے پھیلائے جائینگے۔ تو وہ وقت مسیح کا زمانہ ہوگا۔ اب یہ امر بھی آفتاب عالمتاب کی طرح کیسا ظاہر و باہر ہے کہ ہر روز کس قدر کتابیں اور رسالہ اور اشتہارات اور اخبارات طبع ہو کر دنیا کے تمام اطراف میں شائع ہوتے ہیں کہ جن کا شمار کرنا ایک مشکل امر ہے صرف اس امر سے خیال ہو سکتا ہے کہ ملک جرمن میں گذشتہ سال ۱۸۱۴۳ کتابیں شائع ہوئیں اور امریکہ میں ۴۳۷۰ اور انگلینڈ میں ۱۰۹۱۲ اور یہ یاد رہے کہ فی کتاب ہزاروں۔ لاکھوں نسخوں میں شائع ہوتی ہیں یہ تو صرف تین ملک کا حال ہے اور وہ بھی صرف ایک سال کا اور اخبارات اور اشتہارات اس کے علاوہ ہیں [illegible] اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ [illegible] دنیا [illegible]

اس قدر کتابیں اور صحیفے زخیرہ شائع ہوتے ہونگے اس سے بڑھکر وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے میرے خیال میں اگر اسوقت تمام دنیا کے مطبوعہ ذخیرہ٭ کو جو اس زمانہ میں شایع ہوچکے

(۱۰) اس زمانہ میں آسمان سے برکات ظاہر ہونگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ۔ سورۃ التکویر رکوع ۱۔ یعنے جب آسمان کا چھلکا اتارا جائیگا۔ اس سے مراد یہ لینا کہ آسمان کا کوئی ٹکڑا اچھٹ کر زمین پر گر پڑیگا۔ بصریح باطل ہے کیونکہ آیت اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ اس کی تکذیب کرتی ہے۔ دیکھو سورۃ الملک رکوع ۱ پس اسکے یہ معنے تو نہیں ہوسکتے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس وقت سامان عیش و عشرت اس کثرت سے ہوجائینگے کہ لوگ دین کی طرف سے بالکل غافل ہوجائینگے۔ اور اسی وجہ سے ان پر آسمانی برکات یعنے سچے علوم اور سچے معارف اور الہامات و رویا صادقہ کا دروازہ بند ہوجائیگا پھر اللہ تعالیٰ کسی ایسے آدمی کو دنیا میں مامور و مبعوث کریگا جس کی انفاس قدسیہ سے آسمان کا پردہ جس کی وجہ نزول برکات بند تھا کھل جائیگا۔ چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ جب سے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کے وجود باجود کا ظہور ہوا ہے آسمان کا پردہ کیسا کھلا ہے کہ اب ادنے سے ادنے آدمی کو بھی رویا صادقہ و الہامات ہونے لگ گئے ہیں اور خود امام صاحب نے کیا کیا معارف و اسرار عالم پر ظاہر کئے ہیں کہ لوگ سنتے سنتے سیر ہوگئے ہیں

(۱۱) اس وقت جنگوں کے بڑے بڑے خطرناک سامان پیدا ہوجائینگے جس کی تصدیق قرآن کریم کی آیت وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ سے ہوتی ہے یعنی جس وقت آتش دوزخ بھڑکائی جائیگی سو کون نہیں جانتا کہ اس زمانہ میں آتشبازی کی ایسی ایسی ایجادیں ہوئی ہیں کہ لاکھوں آدمی توپوں کے ذریعہ آن کی آن میں تباہ و ہلاک ہوسکتے ہیں۔ زمانہ سابق میں کہاں اس قدر نقصان مال و جان ہوتا تھا۔ اب تو پانچ چھ میل بلکہ ۲۰ میل تک توپوں کے گولے ایسی مار کرسکتے ہیں کہ آدمی تو آدمی جہاں پڑتے ہیں زمین کو پھاڑ کر اڑا دیتے ہیں کوئی چیز ان سے بچ نہیں سکتی۔ اور اب تو ہوائی جہاز پیدا ہوگئے ہیں کہ جن کے ذریعہ بڑی بلندی سے دشمن پر گولے پھینکے جاتے ہیں ابھی تھوڑے روز ہوئے ہیں میں نے کسی اخبار میں پڑھا ہے کہ ایسا آتشگیر مادہ پیدا ہوا ہے کہ خود دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس زمانہ میں معاصی کا اسقدر گرم بازار ہوگا کہ جس کی وجہ سے دوزخ

٭ یعنی مطبوعہ کتب وغیرہ

[illegible]

+ [illegible]

بھڑکایا جاویگا اور بدکار اُن میں ڈالے جائینگے سو یہی اِس زمانہ میں ظاہر ہے بدکاری کا وہ زور و شور ہے کہ العیاذ باللہ
(۱۲) گو ہلاکت کے سامان تو اِس وقت کثرت سے ہوگئے لیکن ساتھ ہی ایک خوشخبری
بھی دی گئی ہے کہ اِس زمانہ میں بہشتی زندگی بھی پیدا ہو رہی ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ یعنے جنت قریب کی جائیگی۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بشارت
دی ہے کہ جب تم دیکھو کہ دوزخ کے سامان بکثرت پیدا ہوگئے ہیں اور بادشاہوں کو دیکھو
کہ اپنے دشمنوں کی ہلاکت کے لئے آتشیں یعنے دوزخی آلات زور شور سے مہیا کر رہے
ہیں یا فسق و فجور کی سخت گرم بازاری ہے اُس وقت منتظر ہو جاؤ کہ ایک ایسا شخص
تم میں پیدا ہوگا جو تمہیں امن و آرام کی زندگی کی طرف بلائیگا اور لڑائیوں اور تنازعات
کو آکر مٹا دیگا جس کی تصدیق الفاظ حدیث یَضَعُ الْحَرْبَ سے ہوتی ہے۔ یعنے
وہ آکر جنگوں اور لڑائیوں کی ممانعت کر دیگا اور ایسی تعلیم شائع کریگا جس سے باہم لوگوں
میں محبت اور الفت پیدا ہو اور اُن تمام ذرائع کو دُور کر دیگا جن سے امن عامہ میں خلل
واقع ہوتا ہے اور جن سے اخلاق رذیلہ پیدا ہو کر مخلوقات میں کینہ اور بغض ترقی پکڑتا
ہے۔ سو یہ بات بھی کیسی عیاں ہے کہ جب سے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کا اِس عالم میں ظہور ہوا ہے۔ جہاد شمشیری کا دروازہ قطعی بند کر دیا گیا ہے۔ اور
دنیا میں اُنہوں نے ایسی پاکیزہ اور عمدہ تعلیم شائع کی ہے کہ لوگوں کے باہم تباغض
و تحاسد کے پودے کٹتے چلے ہیں اور بجائے اُن کے موافقت و موانست کے بیج اُن
کے دلوں میں بوئے گئے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ ترقی کرتے کرتے عظیم الشان درخت
ہو کر مثمر ثمرات کثیرہ ہونگے۔ اور ایک ایسی حالت طاری ہو جائیگی جس کو بہشت سے
تعبیر کر سکتے ہیں +

(۱۳) جب مسیح علیہ السلام کا زمانہ قریب ہوگا تو اُس وقت تمام علماء ربانی دُنیا سے کوچ
کر چکے ہونگے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ الانفطار میں خبر دیتا ہے وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ
یعنی ستارے آسمان سے گر جائینگے۔ اس سے مراد بجز علماء ربانی اور کوئی معنے مراد
نہیں ہیں کیونکہ ستارے تو جسم دار چیزیں ہیں اور ایک ایک ستارہ زمین سے جسپر ہم بود و باش
رکھتے ہیں اور جو بظاہر اِس قدر وسیع معلوم ہوتی ہے کہ عوام تو کہہ دیتے ہیں کہ اس کی انتہا ہی

تو بھی معلوم نہیں بدرجہا بڑا ہے۔ اگر وہ گر پڑے تو ساری زمین اس سے تو جب جائے اور اس کے گرنے سے تمام پہاڑ اور درخت اور حیوانات و انسان سب کے سب مسل کر ریزہ ریزہ ہوجائیں۔ جب ایک ستارے کے گرنے سے اس قدر تباہی ہے کہ زمین پر کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی تو جہاں کل ستارے گر پڑیں تو پھر کتنی بڑی آفت ہے۔ زمین کے لئے ہی کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا۔ لہذا یہ خیال سراسر باطل ہے کہ کوئی ستارہ آسمان سے گریگا بلکہ یہی معنے ہیں کہ علماء ربانی جو شریعت انبیاء سے روشنی پاکر منور ہوتے اور آگے دیگر مخلوقات کو روشنی پہنچاتے ہیں وہ سب مرجائینگے اور کوئی عالم مخلوقات خدا کو فیض حقانی سے متمتع کرنے والا نہیں رہیگا۔ ایسے وقت میں امید کریں کہ اب وہ وقت آگیا ہے جو مسیح موعود کے نزول کا وقت ہے سو روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں ربانی عالم نادر

چنانچہ اس کی تصدیق انجیل متی باب ۲۴ ورس ۲۹ سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے اور ستارے آسمان سے گرجائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائینگی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔

اور حدیث نبوی علیہ الف الف سلام سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت آسمان کے نیچے جو علماء ہونگے وہ اَشَرُّ النَّاس ہونگے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے

يُوشِكُ اَنْ يَاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى عُلَمَاءُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَحُسَيْنُ ابْنُ حَسَنِ الْحَلِيْمِي عَنْ عَلِيٍّ

ابن عدی اور حسین بن حسن حلیمی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور بضرور لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا جبکہ اسلام کا نام ہی نام رہجائیگا اور قرآن بھی صرف رسمی طور سے پڑھا جائیگا کوئی شخص اس پر عمل کرنے والا نہیں رہیگا مسجدیں تو خوب آباد ہونگی مگر ان میں کوئی ہدایت کے ذریعہ نہیں ہونگے سو وقت کے علماء ایسے ہونگے کہ آسمان کے تلے ان سے بدتر کوئی مخلوقات نہ ہوگی جس قدر فتنہ و فساد برپا ہونگے سب انہی سے ہونگے اور ان کا وبال انہیں پر الٹ پڑیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ہفتم صفحہ ۱۹۰ [illegible]

پہنچ رہا ہے۔ اس وقت کے علماء تمام جہان کی مخلوقات سے بدترین ہیں۔ جس قدر فساد دُنیا
میں واقع ہو رہے ہیں وہ سب نااہل مولویوں کے ہاتھوں کے کرتوت ہیں۔ حلال کو
حرام اور حرام کو حلال بھی کر رہے ہیں۔ ایک جائز منکوحہ کو ناجائز منکوحہ ٹھہرانے اور
ناجائز عورت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ کن کن حیلوں اور مکروں سے مال کمانے اور لوگوں
کے ایمان ضائع کرتے ہیں۔ ہم اگر ان علماء کی تفصیل لکھنا چاہیں تو ایک بڑی کتاب بن
سکتی ہے لہٰذا ہم اختصار کو مدنظر رکھ کر چند مثالیں جو فی الحقیقت وقوع میں آچکی ہیں۔
سُناتے ہیں تاکہ ناظرین کو خوب سمجھ آجائے +

(۱) **حکایت**۔ میرے مخدوم میرے اُستاذ علامہ نورالدین صاحب قادیانی
حال خلیفۃ المسیح نے ایک دفعہ درس میں بیان کیا کہ ایک عالم کے پاس ایک جماعت
ایک لڑکی کو لیکر آئی کہ اس کا نکاح فلاں شخص سے کر دیں حالانکہ اُس کو علم تھا کہ اُس کا
ایک اور شخص سے نکاح پہلے ہو چکا ہوا ہے لیکن اُن میں سے ایک نے سامنے ایک روپیہ
نکال کر رکھ دیا کہ لو یہ روپیہ اور نکاح پڑھ دو۔ وہ مولوی صاحب روپیہ کو دیکھ کر بے اختیار ہو گئے
اور نکاح پڑھ دیا۔ جب اُس مولوی صاحب کو حضرت علامہ صاحب موصوف سے ملاقات
کا اتفاق ہوا تو علامہ موصوف نے زبانِ طعن کھول کر اُس کو ملامت کی کہ تو نے یہ کیا غضب
ڈھایا کہ ایک جائز منکوحہ کا نکاح دوسرے آدمی سے کر دیا۔ اُس نے کہا کہ بزرگو میں
کیا کرتا۔ ایک چڑیا کے برابر روپیہ نکال کر سامنے رکھ دیا گیا اگر میں نکاح نہ پڑھتا تو چڑیا کے
برابر روپیہ کیونکر حاصل کرتا۔ یہ حال ہے آجکل کے علماء کا جو ایک روپیہ پہ جان دیتے اور ایمان کھوتے ہیں

(۲) **حکایت**۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شہر میں جو دریائے ستلج کے کنارہ
پر واقع ہے ایک مولوی تھا جو بہت معمر ہو چکا تھا بعض آدمی اُس کے پاس ایک لڑکی
لائے کہ اس کے خاوند نے اس کی نسبت یہ الفاظ بولے ہیں آیا نکاح تو نہیں ٹوٹا۔
اُس نے کہا کہ لڑکی کو یہاں چھوڑ جاؤ ہم غور کر کے فتویٰ دینگے۔ وہ بیوقوف گنوار اُس لڑکی
کو چھوڑ کر چلے گئے وہ لڑکی نوجوان اور خوبصورت بھی تھی مولوی صاحب کے پسندِ خاطر
ہو گئی اُس کو ورغلا کر اپنی بیوی بنا لیا۔ سُنا ہے کہ مقدمہ بھی اُس پر ہوا تھا اور عدالت میں
مولوی کی سخت بےحرمتی بھی ہوئی تھی یہ نمونہ ہے آجکل کے مفتیوں کا +

(۳) ملک پنجاب میں ایک مشہور واعظ تھے۔ وہ دور دور تک وعظ کرنے کے لئے جاتے تھے
اور خوب کنگھی پٹی کرتے اور خوب کاجل آنکھوں میں ڈالکر ممبر پر بیٹھا کرتے۔ اور بڑی سریلی آواز میں
گایا کرتے جس طرح کھیوڑے رات کے وقت گایا کرتے ہیں۔ اور انکا یہ قاعدہ تھا کہ جہاں جس
شہر میں فروکش ہوتے تھے ایک مکان الگ لے لیتے تھے۔ اور جب خلوت میں تشریف
رکھتے تھے تو ہمیشہ در بستہ رکھتے تھے چونکہ جوان عورتیں سریلی آواز پر بہت مست ہوتی تھیں
بعض اُن کی خدمت کے لئے خلوت میں حاضر ہوتی تھیں۔ اور چند بار اس شیطنت کی وجہ
سے اُن کو ماریں بھی کھانی پڑیں مگر شیطان اُن کی گردن پر ایسا سوار تھا کہ وہ باز نہ آئے حتیٰ
کہ ایک دفعہ ایک جگہ سے کسی عورت کو نکالکر پنجاب کے ایک بڑے شہر میں لائے اور بیان
کیا کہ یہ میری بہن ہے کسی صاحب نے اُن کو ایک حصہ مکان کا خالی کر دیا اور وہ دونوں
بھائی بہن باہم ایک ہی جگہ رہتے اور خواہشہائے نفسانی کو پورا کرتے رہے۔ چند روز کے
بعد وارثان عورت تلاش کرتے کرتے وہاں آن پہنچے اور عورت کو پہچان لیا اور اُس خبیث
واعظ کو ایسا پیٹا کہ آدھ موا کر دیا مگر وہ شیطان کسی ایسی مٹی سے بنا تھا کہ ابھی تک توتوں
سے باز نہ آیا ؏

(۴) ایک مشہور مولوی کا ذکر ہے کہ انھوں نے وعظ کے ذریعہ ہزار روپیہ جمع کیا۔ اُن کا
یہ طریق تھا کہ وعظ کے وقت ظاہر کرتے کہ میں عظیم الشان مسجد بنوانا چاہتا ہوں۔ اس لئے سب
کو چاہیئے کہ اپنے مال سے امداد فرماویں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب وہ وعظ کر رہے تھے اُسوقت
مستورات کی ایک بہت بڑی جماعت حاضر تھی بیان کیا کہ جو عورت اپنے زیوروں کو اس کی
راہ میں نہیں دیگی وہ دوزخ میں جائیگی اور یہی زیور گرم کر کے اُس کے بدن کو جلائیں گے
اسپر حاضرین میں سے اکثر عورتوں نے اپنے اپنے مقدور کے موافق کچھ کچھ زیور اُتار کر
اُن کے آگے پھینک دیئے۔ ایک عورت نے اپنے پاؤں کی ایک پازیب دی تو مولوی صاحب
نے کہا کہ کیا اے عورت تو یہ چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں آگ میں جائے۔ اُس پر اُس
بیچاری عورت نے دوسرے پاؤں کی پازیب بھی اُتار کر دیدی۔ جب مولوی صاحب گھر گئے تو
اُن کی زوجہ نے جو اُس وعظ میں شریک تھی رو کر کہا کہ میرا کیا ہی حال ہوگا مجھے تو آپ نے کوئی
زیور نہیں دیا۔ تو مولوی صاحب نے اُسکو کہا کہ تو تو بڑی بھولی ہے۔ وعظ کی باتیں اور ہوتی

ہیں۔ اگر اس طرح کی باتیں وعظ میں نہ ہوں تو اس قدر مال کیونکر میسر ہو +

(۵) ایک قصبہ میں دو ملاں رہتے تھے انہوں نے باہمی اتفاق سے شہر کے دو حصے کر لئے کہ اس میں ہمارا تعلق اور اس میں تمہارا تعلق ہوگا تھوڑی مدت کے بعد ان میں تنازعہ ہوا کہ یہ تقسیم ٹھیک نہیں کیونکہ جو تمہارے حصہ کے لوگ ہیں وہ لمبے لمبے ہیں اور میرے حصہ کے لوگ چھوٹے قد کے ہیں۔ اس میں میرا بڑا نقصان ہے کیونکہ تم کو کفن بہت بڑا ملتا ہے اور میری طرف کے آدمی چھوٹے قد کے ہیں اس لئے ان کا کفن چھوٹا ہوتا ہے +

(۶) ایک بہت بڑے عالم کا ذکر ہے کہ ہر ایک قسم کے صدقات کو لے لیا کرتے تھے جب وہ مرے تو ایک بڑی رقم نقد ان کے ورثا میں تقسیم ہوئی مگر نہ انہوں نے کبھی حج کیا اور نہ کسی نے ان کو زکوۃ دیتے ہوئے دیکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ رقم متروکہ تیس ہزار سے زائد تھی +

(۷) ایک مولوی کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص اس کے پاس ایک فتویٰ پوچھنے آیا اس نے دو روپیہ بھی پیش کئے۔ الغرض مولوی صاحب نے اس کی مرضی کے موافق فتویٰ تراش کر دیدیا۔ دوسرے روز اس شخص کے مدمقابل حاضر ہوئے اور انہوں نے قدر روپیہ مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ مولوی صاحب نے ان شخصوں کو ان کی مرضی کے موافق فتویٰ تیار کر کے دیدیا اور آخر نوبت عدالت تک پہنچی عدالت میں مولوی صاحب نے بیان دیا کہ جیسی جیسی

(۸) ایک مولوی صاحب کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ جب وہابیت کا جن ان کی گردن پر سوار تھا تو ایک قوم کو جو باہم امن اور آشتی کے ساتھ زندگی بسر کر رہی تھی ایک دوسرے سے جدا کروا دیا حتےٰ کہ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے الگ ہوا۔ اور پکار اٹھے کہ یہ کام بدعت ہے۔ یہ کفر ہے۔ یہ شرک ہوا اور سب لوگ مشرک ہو رہے ہیں جب ان کی کارروائی نے شور برپا کر دیا تو لوگوں میں ایک ہلچل پیدا ہوئی علما کے کان کھڑے ہوئے سو وہ لگے ان پر کفر کا فتویٰ دینے۔ تو اس پر ان مولوی صاحب نے جو توحید کا دم بھرتے تھے بمشورہ چند صاحبان خود بہت سی انگوٹھیاں کھدوا کر اور ان پر بڑے بڑے نام کندہ کروا کر جو فتویٰ کسی مخالف کے نام پر ہوتا وہ سب مہریں اس پر لگا دی جاتیں اور دکھایا جاتا کہ دیکھو کس قدر علما نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ یہ حال ہے ان کے ایمان کا اور دیانت کا اور یہ دین کے پیشوا کہلاتے ہیں اور دلیل یہ تھی کہ جب دوسرے مفتی ایسا کرتے ہیں تو ہم کیوں ایسا نہ کریں +

(۹) ایک مولوی صاحب کا ذکر ہے کہ جب وہ تازہ علم پا کر ایک عظیم الشان شہر میں ایک مسجد کے امام مقرر ہوئے تو ایک مسلمان ڈپٹی صاحب نے اُن کی شہرت سنکر محض دین کی خاطر اُن کی دعوت کی مگر مولوی صاحب علاوہ علم کے تقویٰ کے انتہائی نقطہ تک پہنچے ہوئے تھے کہلا بھیجا کہ چونکہ تم حکام انگریزی کی ملازمت کرتے ہو اور تمہاری آمدنی جائز روپیہ سے نہیں ہے کیونکہ اس گورنمنٹ کا سارا کاروبار سود پر چلتا ہے۔ اس لئے میں آپ کی دعوت کو قبول نہیں کرسکتا۔ مگر خدا کی قدرت وہی عالم تھے اور وہی دعویٰ تقویٰ تھا۔ اور وہی انگریز تھے اور اُن کی کوٹھیاں تھیں اور مولیناچندہ ہوئے اور بوٹ پٹخاتے ہوئے آج یہاں تو کل وہاں مارے مارے پھرتے تھے کہ کہیں کوئی خطاب مل جائے اور آخر کامیاب ہوگئے کچھ مربے

(۱۰) ایک نوجوان عورت کا خاوند مرگیا تیسرے چوتھے روز ایک مولوی نے اس عورت کا ایک اور شخص سے نکاح کردیا حضرت مولینا المکرم واستاذنا المعظم علامہ نورالدین صاحب کو خبر ہوئی انہوں نے اُس مولوی کو ملامت کی کہ تم نے یہ کیا غضب ڈھادیا کہ عدت معینہ کے اندر نکاح کردیا۔ تو اُس نے جواب دیا۔ بابا جنتو ہم نے نکاح تو نہیں پڑھا۔ یہ تو ایک ڈھنگ لگا دیا ہے (ایک قسم کی بندش کردی ہے کہ کسی اور جگہ جاکر نکاح نہ کرے اور اُدھر ۹ ماہ کے اندر اُس کی اولاد پیدا ہوگئی۔ اُس عورت سے پوچھا گیا کہ تم نے عدت کی کیوں انتظار نہ کی تو اُس نے کہا میرا کیا بس چل سکتا تھا مولوی صاحب نے نکاح کردیا خاوند نے کہا کہ جب نکاح ہوچکا ہے تو پھر کیا اندیشہ ہے۔ تم میری جائز بیوی ہو+

الغرض علماء وقت کی حالت ناقابل بیان ہے۔ ہر قسم کے معائب و معاصی میں گرفتار ہیں دین کی عظمت اسلام کی غیرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی ان کو ذرہ بھی پرواہ نہیں اُن کو اپنے پیٹ اور اپنی نفس پروری کے سوا کچھ اور درکار ہی نہیں اور اس پیٹ کے لئے جو جو شرارتیں یہ کرتے ہیں ان کی نظیر کسی اور طائفہ میں نہیں پائی جاتی۔ خدا ان سے محفوظ رکھے یہ گروہ سب سے بڑھ کر خطرناک ہے ان کو دین کا ڈاکو ہو تو زیبا ہے+

(۱۴) اس زمانہ کے اولیاء بھی تو اسے باطنی میں کمزور ہونگے اور لوگ اُن کی ذات سے کچھ استفادہ حاصل نہ کرسکینگے۔ اس کی تصدیق انجیل متی باب ۲۴ ورس ۲۹ سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ چاند اپنی روشنی نہ دیگا یعنے اولیاء اللہ بھی اس قابل نہ رہینگے کہ لوگوں کو

جو طرح طرح کی خطاؤں اور گناہوں میں اسیر ہوں اپنے پاک انفاس کی برکت سے انہیں رہائی
دیں۔ سو یہ بات بھی کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اول تو کوئی اولیاء نظر ہی نہیں آتے اور اگر کچھ
ہیں بھی تو لوگ اپنی شومئے اعمال اور بدکاریوں کی وجہ سے اُن کی ذات سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے
بلکہ اُن کو مجنون اور پاگل سمجھتے ہیں۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۴۔ ورس ۲۹+

(۱۵) اُس وقت جبکہ مسیح موعود کا وقت قریب ہوگا نہریں جاری کی جائینگی اسکا ذکر
قرآن کی سورۃ الانفطار میں یوں ہے وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ یعنے جب نہریں جاری کیجائینگی
تو اُس وقت تم مسیح کی تلاش کرنا۔ سو یہ بات بھی روز روشن کی طرح ہویدا ہے۔ جس قدر
بڑے بڑے دریا ہیں اُن سب سے نہریں نکالی گئی ہیں اور اگر کوئی باقی ہے تو اُن سے بھی
نہریں نکالنے کی تجویزیں قرار پا چکی ہیں+

اگر کسی کو گمان ہو کہ بعض نہریں تو ایک مدت سے جاری ہیں تو پھر کیونکر خیال کیا جائے
کہ حال میں جو نہریں نکلی ہیں اُن کو مسیح کا نشان ٹھہرایا جاتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول
تو اس قسم کی کوئی نہر ہی نہیں جو زمین کی آبپاشی اور جنگلات کے آباد کرنے کے لئے بنوائی گئی ہو
صرف ایک نہر علی مردانخان نے مغلیہ خاندان کے زمانہ میں نکالی تھی وہ بھی ایک خاص تفرج
اور سیرگاہ کے لئے نہ کسی اور مقصد کے لئے۔ ایک نہر کا جاری ہونا کوئی نشان بھی نہیں ہو سکتا
کیونکہ قرآن مجید میں جمع کا لفظ آیا ہے سو ہم دکھاتے ہیں کہ جس قدر نہریں بڑے بڑے دریاؤں
سے نکالی گئی ہیں وہ اس مسیح موعود کی پیدائش کے بعد کھدوائی گئی ہیں+

حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت
سکھوں کے آخری وقت یعنی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے اور جس قدر بڑی نہریں ہیں جو
کئی لاکھ مربع اراضی کو سیراب کر رہی ہیں وہ سب کی سب اُن کے زمانہ تولد کے مابعد وقوع
میں آئیں۔ چنانچہ سب سے پہلی نہر جو آبپاشی کے لئے نکالی گئی وہ نہر گنگا ہے جو ۸ اپریل ۱۸۵۴ء
کو کھولی گئی تھی پھر اس کے بعد جمنا کی نہر جاری کی گئی۔ اس کے بعد [illegible] کی نہریں پھر
انہار ڈونہ۔ پھر آگرہ کی نہریں۔ پھر سرہند اور چناب کی نہریں۔ پھر ملتان کی نہریں۔ پھر
۱۱ اپریل ۱۸۵۹ء کو دوآبہ باری کی نہر نکالی گئی۔ پھر ۱۸۵۹ء کو سندھ کی نہر جاری کی گئی
پھر مدراس میں کچھ انہار نکالی گئیں۔ پھر ۱۸۶۱ء سے علاقہ بمبئی میں نہروں کے نکالنے کے

اور سب سے اخیر پنجاب میں انیسویں صدی کے اخیر حصہ میں قریباً تمام دریاؤں کی نہریں تجویز کی گئیں۔ اکثر جاری ہو چکی ہیں اور صرف ایک دریا کی نہر باقی ہے جو عنقریب شروع ہونیوالی ہے۔ دیکھو انسائیکلو پیڈیا مصنفہ بالفور صاحب جلد اول +

اس تمام بیان سے واضح ہے کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی کیسی صریح طور سے پوری ہوئی اور کیسا بڑا نشان ہے ورنہ کسی کے وہم و گمان میں بھی آسکتا تھا کہ تمام بڑے بڑے دریاؤں کو چیر کر ان کے پانیوں کو بڑے بڑے جنگلوں میں لیجا کر آباد کر دیا جاویگا۔ یہ علامت بھی عین انہی کے زمانہ حیات میں حرفاً حرفاً پوری ہوئی +

(۱۶) اس زمانہ میں وہ قومیں بھی روشنی عقل و تہذیب انسانی سے مستفید ہونگی جن پر ہمیشہ جہالت اور بے علمی کا گھٹا ٹوپ بادل چھایا رہا ہے اس کی تصدیق سورۃ الانفطار کی آیت وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ سے ہوتی ہے۔ جس کے معنے ہیں جب قبریں اٹھائی جائینگی یعنے وہ لوگ جو مردوں کی طرح قبروں کے اندر دبے ہوئے تھے اور کسی تہذیب کے آفتاب سے منور نہیں ہوئے تھے۔ اگر کسی کا یہ اعتراض ہو کہ یہاں تو قیامت کے روز سے مراد ہے۔ کیونکہ قیامت کے سوا کسی اور طرح مردے قبروں سے زندہ نہیں ہو سکتے۔ سو ہمارے خیال میں بھی یہ بات درست ہے کہ مردے ضرور قیامت کے روز ہی قبروں سے نکلینگے لیکن اس آیت کی ماقبل آیات سے ظاہر ہے کہ کل واقعات اسی دنیا ایک عظیم الشان زمانہ کی خبر دی گئی ہے جس میں اسی قسم کے مردوں کا ذکر ہے۔ انبیاء اور ان کے اظلال کے ذریعہ زندہ ہوا کرتے ہیں قبروں سے نکلیں گے۔ جس کی تشریح اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ۝ سے ہوتی ہے کیونکہ اس آیت میں جہال عرب کو مردے کہا گیا ہے اور رسول کو مخاطب کیا گیا ہے کہ جب تم انکو ہدایت کی طرف بلاتے ہو تو وہ پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں اور پھر آیت وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ اور بھی تصریح کرتی ہے کہ وہ ان کی موت ضلالت کی موت ہے جس کی وجہ سے وہ ایسے بےحس ہو رہے ہیں کہ وہ تمہاری بات کو سن ہی نہیں سکتے اور تمہاری بات تو وہی سن سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہی مسلمان ہیں ان آیات سے صریح یہ بات نکلتی ہے کہ جو اسکی آیتوں کو نہیں قبول کرتے وہ مردے ہیں اور جو قبول کرتے ہیں وہی حیات ابدی

پاتے ہیں۔ دیکھو سورۃ النمل رکوع ۶+

اس سے زیادہ اس امر کی وضاحت وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ سے ہوتی ہے کیونکہ یہاں بھی کفارِ مکہ کو کہا گیا ہے کہ یہ لوگ تو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں ان کو تو کیسے سنا سکتا ہے۔ اور یہ بات سچ ہے کہ جب تک انسان حق کے قبول کرنے کے لئے خود مائل نہ ہو اس کے سامنے خواہ کتنے دفتر کے دفتر پڑھ ڈالو اس کو ایک رائی کے برابر بھی اثر نہیں ہو سکتا۔ پھر ایسی حالت میں ان میں اور مردوں میں فرق ہی کیا ہوتا ہے اسی واسطے اہلِ مکہ کو مُردے قرار دیا گیا ہے+

علاوہ ازیں یہ محاورہ صرف قرآن کریم کا ہی نہیں بلکہ کل آسمانی کتابوں کا ہے۔ چنانچہ انجیل یوحنا باب ۶ ورس ۵۲ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے جس میں لکھا ہے اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اسکا لہو نہ پیو تو تم میں زندگی نہیں یعنے جب تک مجھ مسیح سے ایسی محبت اور الفت پیدا نہ کرو کہ گویا اس کا گوشت تمہارا گوشت اور اسکا خون تمہارا خون ہو جائے تب تک تم زندگی نہیں پا سکتے تم ہمیشہ کے لئے مردہ ہی رہو گے۔ پھر اسی کتاب کے اسی باب کی آیت ۵۷ اس کی اور بھی وضاحت کرتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے جس طرح سے کہ زندہ باپ نے مجھے بھیجا ہے اور میں باپ سے زندہ ہوں اسی طرح وہ بھی جو مجھے کھاتا ہے مجھ سے زندہ ہوگا اس آیت نے صاف بیان کر دیا کہ مسیح علیہ السلام نے یہودیوں کو پکار کر کہا کہ میں خدا کی طرف سے زندہ ہو کر آیا ہوں کیونکہ مجھ میں ایک تازہ روح پھونکی گئی ہے جس کی وجہ سے میں تمہارے درمیان کھڑا ہو کر بولتا ہوں۔ اسی طرح اگر تم لوگ میری باتوں کو سنو گے اور قبول کر کے اس پر عملدرآمد کرو گے تو تم میں بھی اسی قسم کی روحِ حیات پھونکی جائیگی اور پھر تم زندہ کہلانے کے قابل ہو گے

پس ان تمام آیات سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ اپنی پاک تعلیم اور پاک انفاس کی برکت سے مردہ دلوں کو زندہ کیا کرتے ہیں اس لئے آخری زمانہ میں بھی جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اس قسم کے لاکھوں بلکہ کروڑوں مُردے زندہ ہونگے اور اس کا اشارہ سورۃ الحج رکوع ۹ کی آیت وَھُوَ الَّذِیْ اَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ میں پایا جاتا ہے جس میں خبر دی گئی ہے کہ اے مسلمانو اور اے مکہ کے لوگو تم پہلے مردہ

تھے ہم نے اپنا رسول بھیج کر تم کو از سرِ نو زندہ کیا لیکن ایک وقت آنے والا ہے کہ تم پھر مر جاؤ گے اور تم شریعتِ اسلامی کو چھوڑ کر پھر غفلت اور جہالت کی قبروں میں مدفون ہو جاؤ گے اور اس کے بعد آخری زمانہ میں پھر مسیح موعود کو بھیج کر تمہیں زندہ کیا جاویگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آیت وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ فَتَدَبَّرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ

(۱۷) اُس وقت مختلف مذاہب اور مختلف الخیال لوگوں میں ایک تزلزل پیدا ہوگا۔ اس کی تصدیق قرآن کریم کی آیت اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا سے ہوتی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجودِ باجود دُنیا میں ظاہر ہوا ہے تب سے ہر قسم کے مذہبوں میں ایک ایسی حرکت و جوش پیدا ہوا ہے کہ گندہ سے گندہ اور ناپاک سے ناپاک مذاہب کے لوگ اپنے مذہب کی اشاعت اور ترویج دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے مذاہب کو مخلوقاتِ خدا کے آگے پیش کرتے ہیں جان توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہی مذہب پہلے بھی موجود تھے لیکن ان کی حالت ایسی خاموشی میں تھی کہ گویا صفحۂ دنیا پر اُن کا وجود ہی نہیں تھا لیکن اب یہ حالت ہے کہ صرف زبان ہی سے اُن مذاہب کی اشاعت نہیں کرتے بلکہ کتابوں اور رسالوں اور اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ بڑے زور کے ساتھ اشاعت کرتے ہیں۔ اگر ہم تاریخ دنیا کے ورق اُلٹ ڈالیں اور خوب غور اور فکر سے کام لیں تو ہمیں کہیں بھی پتہ نہیں چلتا کہ کبھی کسی زمانہ میں مذہبوں میں اس قدر جوش و خروش پیدا ہوا ہو جس قدر آجکل ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ صرف یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو برس پہلے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ تمام مللِ باطلہ ہلاک اور نابود ہونگے اور یہ پیشگوئی کیونکر پوری ہو سکتی جبتک کہ اُن مذاہب میں ہانڈی کی طرح یا موجزن دریا کی طرح جوش نہ ہولیتا اور اُن کی سطح پر حباب تیرتا ہوا دکھلائی نہ دیتا کیونکہ ان جوشوں کا نتیجہ حباب ہی ہوا کرتا ہے۔ اور حباب کا خاصہ ہے کہ تھوڑے وقت تک چہرہ دکھلا کر پھر آن کی آن میں معدوم ہو جاتا ہے اسی طرح جب تک ان مذاہب میں ایک جوش پیدا نہ ہوتا تو اُن کے وجود کی خبر عوام تک کیونکر معلوم ہو سکتی اور پھر پیشگوئی کو کھلے طور پر پورے ہوتے ہوئے کون تسلیم کرتا۔ لہذا ضروری تھا کہ دُنیا کے تمام مذاہب اپنے سچے یا جھوٹے اعتقادات لیکر میدان کو لتاڑتے ہوئے جلوہ نما ہوتے

اور یہ بات اٹل تھی +

اب ہم مختصر طور سے بطور نمونہ چند ایک مذاہب کا حال لکھتے ہیں کہ پہلے کیا تھے اور پھر حال میں کیا سے کیا ہو گئے لیکن پیشتر اس کے کہ ہم بعض کا حال لکھیں اول ضروری سمجھتے ہیں کہ اُن کی فہرست دیجائے تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو اور نام دیکھتے ہی اُن کی نظر میں اُن مذاہب کا نقشہ کھینچ جائے +

وہ فہرست یہ ہے:۔

(۱) مذہب یہودیت
(۲) مذہب نصرانیت
(۳) برہمو مذہب
(۴) آریہ مت
(۵) سکھ مذہب
(۶) جین مت
(۷) سناتن دھرم
(۸) شاکت کامت
(۹) مجوسی
(۱۰) دہریہ
(۱۱) نیچرلسٹ
(۱۲) تھیاسوفسٹ
(۱۳) شیعہ
(۱۴) وہابی
(۱۵) خوارج
(۱۶) سُنّی
(۱۷) بابی مذہب
(۱۸) بودھ مذہب
(۱۹) چکڑالوی
(۲۰) ویدانت
(۲۱) دیو سماج

یہ فہرست اُن مشاہیر مذاہب کی ہے جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں اور جنہوں نے باشندگانِ مذہب یہود وانِ دُنیا میں بڑا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے +

(۱) ممکن تھا کہ یہودی مذہب بھی مثل دیگر مذاہب کے مر جاتا۔ کیونکہ یہودیوں کے ہاں کتاب
مقدس یعنی توریت شریف اب تک موجود ہے لیکن چونکہ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے
حتمی وعدہ ہو چکا ہے کہ وہ آئندہ کبھی بھی سرسبز نہیں ہونگے بلکہ جہاں ہونگے ذلت اور خواری
کی مار کھاتے رہینگے۔ گو پہلے بھی کسی زمانہ میں حرمان نصیب قوم کو ذلت اور خواری کا سامنا
ہوا ہوگا لیکن جس قدر اس آیت قرآنی ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ
مِّنَ اللَّهِ کی تصدیق مسیح موعود کے زمانہ میں ہوئی ہے اس کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں
ثابت نہیں ہوتی۔ اگر آج ایک بادشاہ نے اُن کو اپنے ملک سے نکالا ہے تو کل دوسرے
نے ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ زار روس نے کئی لاکھ یہودیوں کو نہایت ذلت
کے ساتھ اپنے ملک سے بدر کر دیا ہے۔ اخبار میں چلا اٹھے ہیں۔ مگر اس بدقسمت قوم کی کوئی
دستگیری نہیں کرتا۔ اور کیوں کوئی دستگیری کر سکتا ہے جبکہ احکم الحاکمین اس کے تعقب میں ہے

(۲) عیسائیوں کا مذہب بھی اسوقت ایسا مذہب ہے کہ جس کی طاقت ظاہری کے سامنے
کوئی دوسرا مذہب ٹکا نہیں کھا سکتا کیونکہ یہ ایک شاہی مذہب ہے اور جس قدر عیسائی
قومیں ہیں اُن سب میں عیسائی بادشاہ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مذہب نصرانیت کو اس قدر زور
وشور حاصل ہے ورنہ فی الحقیقت ایک ایسا کچا اور کمزور مذہب ہے کہ توحید کی ایک ٹھیس سے
پاش پاش ہو سکتا ہے۔ اس مذہب نے سلطنت سے فائدہ اٹھا کر اس قدر ہاتھ پاؤں
پھیلائے ہیں کہ تمام روئے زمین پر اس کا دور دورہ ہے کوئی ملک کوئی شہر کوئی قریہ
نہیں جہاں اِن کے مشن قائم نہ ہوں۔ علاوہ اس کے کروڑہا کتابیں چھاپ کر گھر گھر میں
شائع کی ہیں جن کی تعلیمات کا یہ اثر ہوا ہے کہ مخلوقات خدا کے دلوں میں ایک بھاری
تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ جس کی تفصیل ہم دجال کی فصل میں چل کر کرینگے۔ اس مذہب
کا لب لباب تثلیث پرستی اور کفارہ ہے۔ تثلیث کیا ہے۔ باپ بیٹا اور روح القدس جو
الگ الگ خدا بھی ہیں اور پھر سب مل کر ایک خدا بھی ہیں۔ اور کفارہ یہ ہے کہ چونکہ خدا عادل
ہے اس لئے اُس کے عدل کا تقاضا یہ تھا کہ انسانوں کو سوا سزا دینے کے نہ چھوڑے
اور انسان چونکہ آدم کی اولاد تھے اور آدم گنہگار تھا اس لئے تمام بنی آدم گنہگار تھے وہ کسی
صورت میں گناہ سے بری نہیں ہو سکتے تھے اس لئے وہ سب کے سب قابل سزا تھے لیکن

اس کے رحم نے یہ تقاضا کیا کہ اپنے بیٹے کو دنیا میں سب کے لئے قربان کر دیا لیکن ہمارے خیال میں تو یہ بات نہیں آسکتی اور کوئی عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی کیونکہ اس صورت میں خدا نہ عادل رہتا ہے اور نہ رحیم کیونکہ مجرموں کو تو اُس نے چھوڑ دیا اور ایک بے قصور آدمی کو سزا دیدی ایسی کوئی نظیر دنیا کی مہذب سے مہذب گورنمنٹ بھی پیش نہیں کر سکتی کہ ایک قابل سزا آدمی کو جس نے قصور پر قصور کیا ہو رہائی دیدی ہو اور اُس کے بدلے کسی بے قصور آدمی کو اُن کے بدلے میں سزا دیدی ہو جب دنیاوی سلطنت ایسا نہیں کر سکتی تو آسمانی سلطنت ایسی لغو حرکت کی کیوں مرتکب ہونے لگی۔ غرضیکہ اس مذہب کی جان توڑ کوشش اسی میں ہے کہ جس طرح ممکن ہو ان اعتقادات کو معمورۂ عالم پر پھیلایا جائے اور ایک حد تک ان کو اس میں کامیابی بھی ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے منادی کرنیوالوں نے جب دیکھا کہ ہماری تعلیم سے چنداں اثر نہیں ہوتا تو مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام پر بڑے بڑے گندے پیرایوں میں حملات کرنے شروع کر دیئے اور اسلام اور پیغمبر اسلام کی توہین و تحقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا یہاں تک کہ اُس پاک اور مقدس اور امام المعصومین ذات کی تصویریں نہایت گندے گندے پیرایوں میں تصویر کھینچکر دکھانے لگے اور بڑی بڑی کمیٹیاں کر کے زمین کے کونے کونے میں گھسکر تثلیثی مذہب پھیلا رہے ہیں اور ہر سال نئی نئی تجاویز اور جدید در جدید مکر اور زر و زیر کو کام میں لاکر مخلوقات خدا کو اپنے پھندے میں پھنسانے کی کوشش بلیغ کر رہے ہیں۔ اور ہزاروں اور تماشوں اور باجوں اور روٹیوں اور روپیوں کے ذریعہ بچوں اور نوجوانوں اور بوڑھوں کو اپنے آبائی دین سے پھسلاکر اپنے دین میں داخل کر رہے ہیں اس مذہب کے کارکنوں نے اس قدر سرگرمی دکھائی ہے کہ جس کی نظیر ابتدائے دنیا سے اسوقت تک نہیں پائی جاتی +

(۳) برہمو لوگ ہیں جن کا بانی راجہ رام موہن رائے بہادر ہیں اور جس کا جلا دینے والا بابو کیشب چندر سین صاحب ہیں جنہوں نے انگریزی تعلیم سے فائدہ اٹھاکر اور انگریزی زبان کو کمال درجہ تک حاصل کر کے نو تعلیم یافتہ لوگوں میں خاصکر ہندوؤں کے بچوں میں اس جدید مخترعہ مذہب کو رواج دیا جو موجودہ تعلیم انگریزی اور فلسفہ یورپ سے متاثر ہوکر اپنے مذہب سے یک لخت دل برداشتہ ہو چکے تھے کیونکہ اُنکے آباؤ اجداد کی وہ چیزیں معبود بنی ہوئی تھیں جو اُن کے ارد گرد تھیں اور جو انسان اشرف المخلوقات

بدرجہا ذلیل ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اس مذہب کا قبول کر لینا دشوار نہیں تھا کیونکہ اُنکے اصول
نہایت صاف اور سادہ تھے اس لئے ہندو لوگ اس طرف مائل ہو گئے۔ اس گروہ نے
عقل کو اپنا امام بنا لیا اور تمام مذاہب میں جس قدر اخلاقی اور عمدہ باتیں تھیں جو اُن کی عقل میں
اچھی معلوم ہوئیں اُنکو اختیار کر لیا۔ اور سب بزرگان کی نرم نرم الفاظ سے تعریف بھی کر دی
اور کہہ دیا کہ بڑے بڑے مہاتما تھے۔ مگر چونکہ انسان تھے اس لئے بعض بعض غلطیاں بھی
اُن سے ہو گئیں۔ اور یہ سب بزرگ انبیا صرف اپنی عقل خداداد سے کام لیتے تھے کوئی
الہام یا کلام اُن کو خدا کی طرف سے نہیں ہوتا تھا اور نہ ہو سکتا ہے +

الغرض اس قسم کے اصول کو ہاتھ میں لیکر بابو کیشب چندر سین صاحب نے اپنی خداداد
فصاحت اور بلاغت کے ذریعہ جو زبان انگریزی میں اُن کو حاصل تھی ملک میں گھومتے ہوئے
اور جا بجا لیکچر دینے شروع کئے اور اسی طرح ہزارہا لوگوں کو اس جدید مذہب پر مائل کر لیا۔ اب
اس مذہب کی ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں سوسائٹیاں ہیں اور ہر ہفتہ میں پریچ
ہوتی اور لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس مذہب کو تمام مذاہب پر فوقیت دی جاتی ہے اور
رسالے چھاپے جاتے ہیں +

(۴) آریہ مذہب ہے۔ اسکا بانی پنڈت دیانند صاحب سرسوتی ہیں۔ یہ شخص بڑا
چالاک اور ہوشیار آدمی تھا۔ اسکو کسی قدر زبان سنسکرت سے بھی واقفیت تھی۔ اس نے جب
دیکھ لیا کہ ہندو لوگ عموماً سنسکرت سے ناآشنا ہیں اور جو معدودے چند واقف بھی ہیں وہ دنیا
کی موجودہ ترقی سے واقف نہیں اُس نے ان سب باتوں کو تاڑ کر تعلیم یافتہ ہندوؤں کو اس
طرف توجہ دلائی کہ صرف ہماری ہی کتاب وید پرمیشر کی کتاب ہے اور کوئی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف
سے نہیں ہے اور اس میں توحید ہے بت پرستی کہیں بھی موجود نہیں اور جو بت پرستی کے قائل
ہیں وہ ویدوں کی زبان سے بالکل ناواقف ہیں وہ اس کے غلط معنے کرتے ہیں۔ اور بارش
اور آندھی اور ریل اور تار اور غبارہ وغیرہ سب کی نیچرل فلاسفی اُس میں موجود ہے۔ الغرض
اس شخص نے ویدوں کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر ایسی باتیں نکالیں کہ کانشی جی کے پنڈت
جو سنسکرت میں ید طولیٰ رکھتے تھے سنکر ششدر رہ گئے۔ اور اس بزرگ پنڈت نے اسی پر
اکتفا نکر کے اسلام اور دیگر مذاہب پر بھی بڑے بڑے حملے شروع کر دیئے۔ اس شخص نے اپنے مذہب میں تو

ابلہ فریبی کو ہرنا تھا لیکن اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب پر اُس کا وار کیونکر چل سکتا تھا کیونکہ وہ
خود تو عربی سے محض نابلد تھا اور لاکھوں مسلمان گو اپنے مذہب سے گئے گذرے ہوئے تھے لیکن
عربی زبان سے اچھی طرح واقف تھے اُس کی اس کارروائی کو خوب تاڑ گئے۔ اس نے عیسائی
پادریوں کے اعتراضات جو اُنھوں نے محض شرارت سے اسلام اور پیغمبر اسلام پر کیے تھے لیکر
اور انہیں اور نمک مصالحہ لگا کر مسلمانوں کا دل دُکھانا شروع کر دیا جس نے دیکھنا ہو ستیارتھ پرکاش
کو ملاحظہ کرے۔ اور پھر یا تھا تنگ اندیش نوجوان ہندوؤں نے اسکو ایک بڑا زبردست ہتھیار سمجھکر
جگہ جگہ اسلام پر چلانا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے بزرگوں کو نہایت ناپاک الفاظ سے یاد کرنے
اور مسلمانوں کے بادشاہوں کے بعض مظالم پیش کر کے اپنی ناشائستہ قوم کو جوش دلانے لگا اور
ٹھان لی تھی کہ جس طرح ممکن ہو مسلمانوں کو اس ملک ہندوستان سے نکال دیا جائے اور ان کا نام
ونشان اس طرح سے مٹا دیا جائے کہ جس طرح سپانیوں کے مسلمانوں کا عیسائیوں کے ہاتھوں
سے ہوا تھا راقم الحروف نے بذات خود آریہ سماج میں متواتر جا کر اپنے کانوں سے سنا ہے نہ کسی غیر کی
الغرض انہی خیالات کی بنا پر شہر شہر اور قریہ بقریہ ان کی سماجیں قائم ہوئیں اور سکول کھولے
گئے اور اُسی قسم کی تعلیم ہونے لگی اور بڑے بڑے طرار منہ پھٹ سپدیشک کھڑے ہو گئے اور اسلام کی
طرف سے سب ہندوؤں کو نفرت دلانے لگے اور کتابیں اور اخباریں جاری کی گئیں۔

(۵) سکھ مذہب بھی ایک جدید مذہب ہے جس کے بانی بابا نانک صاحب ہیں* ہندوؤں
کے ہاں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچپن سے ہی مذہب کے لئے چن لیا تھا اسی لئے
وہ فقیروں اور جوگیوں کے پاس آتے جاتے تھے۔ جب بلوغت کو پہنچے اور اُن کو مذہبوں کی
چھان بین کا خیال پیدا ہوا تو سب مذاہب کے علماء و فقراء کے پاس جانے لگے۔ آخر مذہب
اسلام سے اُن کو ایسی انس ہو گئی کہ مسلمان علماء و فقراء کی صحبت کو ترجیح دیتے تھے اور دو دفعہ
حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ بغداد شریف میں گئے پھر سیر میں عبد الشکور سلمی ایک مشہور
ولی اللہ کی مزار پر چلہ کشی کرتے رہے۔ شہر ملتان میں بھی شمس تبریز ایک مشہور ولی کی مزار پر چلہ کیا
اور اُن کے مقام چلہ اور مسجد کے جہاں نماز پڑھتے تھے ابتک نشان باقی ہیں۔ اُن کے دست
مبارک کا پنجہ ابتک شاہ شمس تبریز کے مقبرہ کی بیرونی دیوار پر ثبت ہے جسکو راقم نے بچشم ہی
[illegible] خود دیکھا ہے۔ پھر ۱۲ سال تک ایک بزرگ شیخ فرید کی صحبت میں رہے

* [illegible]

پھر ایک مسلمان کی بیٹی سے شادی بھی کی تھی - یہ تمام واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ فی الحقیقت
مسلمان ہی تھے اور نہایت حکمت عملی سے اہل ہنود میں ریفارم کرتے رہے +

علاوہ بریں سب سے بڑا اور پختہ ثبوت اُن کے مسلمان ہونے کا یہ ہے کہ وہ اپنا پیراہن چھوڑ
گئے ہیں جسکو سکھ صاحبان چولہ صاحب کے نام سے موسوم کرتے ہیں اُس پر وہ وہ آیات
قرآنی درج ہیں جن سے اسلام کا خدا کی طرف سے ہونا اور تمام مذاہب پر ترجیح رکھنا اور خدا کا
وحدہٗ لا شریک ہونا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا رسول ہونا ثابت ہے جن سے
ہویدا ہے کہ بابا صاحب دین اسلام کے سچے عاشق اور شیدائی تھے اور اپنا پیراہن مبارک
بطور وصیت نامہ کے چھوڑ گئے - بابا صاحب کا یہی ایک نشان صفحہ دنیا پر ہے جس کی نسبت
کسی کو بھی شک و شبہ کی گنجایش نہیں - گو گرنتھ صاحب میں بہت سے مقامات پر اسلام اور
اسلام کی تعلیم کا بڑا ذکر ہے اور اکثر قرآن حمید کی آیات کا ترجمہ ہے مگر چونکہ وہ دو سو برس
کے بعد جمع کیا گیا ہے اس لیئے وہ بت پرستوں کی دست برد سے پورا محفوظ نہیں رہا بلکہ گورو
ارجن و گورو گوبند صاحب جو ایک بت پرست ہندو تھے اور جن کو دنیا اور دنیا کے اموال سے دلی محبت
تھی انہوں نے حکمت عملی سے ہر قسم کے جرایم پیشہ لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے بادشاہانِ
وقت کو بڑی بری پریشانی میں ڈالا اور آخر اپنی قوم کو لوٹ مار اور جنگجوئی کا عادی بنا دیا
اور بابا صاحب کی عارفانہ اور پاک تعلیم پر بالکل پانی پھیر کر اُن کے پیروان کو مسلمانوں کا دشمن
اور خدائے وحدہٗ لا شریک سے منہ موڑ کر خود تراشیدہ دیوتاؤں کا دلدادہ بنا دیا تھا اور اس طرح
بابا صاحب کی تعلیم کو بالکل اُلٹ پلٹ دیا تھا - اور چونکہ اس قوم میں عموماً جہالت تھی اس لیئے
ان میں ایک بھی ایسا شخص برآمد نہ ہوا جس نے گورو گوبند صاحب کی چالاکی اور چالبازی کو سمجھ کر
بابا صاحب کی تعلیم کو دوبارہ قایم رکھا ہو کیونکہ اُسنے بجائے مذہبی فرقہ کے پولیٹیکل فرقہ قایم کر دیا اور اصلاح مذہبی

الغرض بابا صاحب کی اصل غرض سے یہ قوم دور جا پڑی ہے اور پھر یہ لوگ بالکل ہی اُس
بت پرست قوم ہنود کے ساتھ جا ملے اور سکھ کہلانے اور جوڑا یعنے لمبے بال سر کے رکھنے
کے سوائے اُن میں اور اہل ہنود میں ایک بال کے برابر فرق نہیں رہا - اب ان کی شہرت صرف
بہادری کی وجہ سے ہے اور اکثر سکھ لوگ فوجوں میں بھرتی کیئے جاتے ہیں +

یہ لوگ بابا صاحب کے مذہب سے بالکل ناآشنا ہیں صرف اسلام سے نفرت دلانیوالی بانیاں یا

اشعار یاد کر رکھے ہیں جو بازاروں اور میلوں کے موقعہ پر بڑے جوش سے گایا کرتے تھے اور دوسرں کے مذہب پر کوئی تعرض نہیں کرتے تھے لیکن حال کے زمانہ میں اس قوم میں بھی مذہبی جوش پیدا ہوگیا ہے وہ بھی اپنے مذہب کو دیگر مذاہب دنیا پر ترجیح دینے کی کوشش کرتے ہیں اور گرنتھہ صاحب کو خدا تعالیٰ کی وحی ماننے لگ گئے ہیں اور ہر سال بڑے بڑے جلسے کرتے اور بڑے بڑے جلوس نکالتے ہیں اور ایک کالج بھی الگ کھول دیا ہے جس شخص نے جناب بابا نانک صاحب کا حال مفصل معلوم کرنا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ست بچن کا ملاحظہ کرے + ہماری تحقیق میں حضرت بابا نانک صاحب اسلام کے مجدد و مصلح تھے +

(۶) جین مت ایک پورا نا مذہب ہے جو مذہب بدھ کے ضعف کے وقت پیدا ہوگیا تھا۔ یہ لوگ دہریہ ہوتے ہیں کسی خدا کے قائل نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ انسان خود ترقی کرتا کرتا خود خدا بن جاتا ہے۔ اس مذہب کے دو گروہ ہیں ایک تو دھوں کا میلا کچیلا اور گندا پانی پیتے ہیں اور منہ اور ناک کو پارچات سے بند رکھتے ہیں کہ کہیں کوئی جاندار چیز اندر نہ چلی جائے اور دوسرا گروہ ہے کہ منہ کو تو بند نہیں رکھتے لیکن جب زمین پر چلتے ہیں تو خوب بچ بچ کر تاکہ کہیں کوئی کیڑا مکوڑا پاؤں کے نیچے دبکر نہ مرجائے یہ لوگ ہر قسم کے گوشت سے پرہیز کرتے ہیں اور پانی گرم کرکے پیتے ہیں تاکہ کوئی جانور اندر نہ چلا جائے۔ یہ گروہ بھی مثل دوسرے فرقوں کے خاموش تھا لیکن زمانہ حال میں ان کو بھی جوش ہوا ہے اور ان کے گرو جن کو پوج کہتے ہیں برابر ان لوگوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ رسالے چھپواتے اور اپنے مذہب کی ترویج میں سعی اور کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ شادی کرنا اور مثال بننا پاپ یعنے گناہ سمجھتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ جب تک انسان مجرد نہ ہو سر گیاش یعنے بہشتی نہیں ہوسکتا۔ راقم کو بھی اُنکے چند ایک پوجوں سے ملاقات کرنے اور اُنکے مذہبی اصول پر گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے +

(۷) سناتن دھرم یا مادہ پرست ایک بہت بڑی قوم ہندوستان کے تمام کونوں میں موجود ہے۔ اس قوم کا ابتدا سے کسی دوسرے مذہب سے تعرض نہیں تھا۔ یہ قوم ہر چیز کی پرستش کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ۳۳ کروڑ دیوتے پرستش کے لئے قائم کر رکھے ہیں۔ جو چیز دل کو اچھی لگی یا جسکو مفید پایا یا اپنے سے طاقتور پایا خدا بنا لیا۔ یہ قوم کسی دوسرے مذہب کو بھی قسم کا ضرر نہیں دیتی تھی۔ ہاں جب سے مسلمانوں نے عنان توجہ اس ملک کی طرف پھیری

اور بعض ہمدردی نوع انسان بادشاہوں نے ان کو اس ظلمت کدہ سے نکالنے کی کوشش کی
تو بعض پولیٹیکل وجوہ سے ان لوگوں کو مسلمانوں کی طرف سے ایسی نفرت دلائی گئی کہ ان کے ساتھ چھو
جانے کو بھی مذہب کی ایک جزو بنا دیا گیا اور دریائے سندھ سے اُس پار جانے کو اپنے
دھرم کا مٹ جانا قرار دیا گیا غرض اس حد تک ان کی کوشش تھی لیکن اس زمانہ میں
اس قوم کو بھی اس قدر سرگرمی پیدا ہو گئی ہے کہ اپنے مذہب کو دوسرے تمام مذاہب پر ترجیح دیتے
ہیں اور اپنی بت پرستی یا مادہ پرستی کے ثبوت اقلیدس کے طور پر پیش کرتے ہیں اور بڑے بڑے
رسالے نکالتے اور اخبار میں شائع کرتے ہیں اور ہر سال بڑی بڑی مجالس اور مجمع کرتے اور
اپنے مذہب کی صداقت ظاہر کرتے ہیں حتّٰی کہ امریکہ تک اُنکے لیکچرار جا کر تبلیغ کرتے ہیں +

(۸) شاکتک مت - یہ مت بھی سناتن دھرم کی ایک شاخ ہے جو زمانہ قدیم سے چلی آتی
ہے اس مت کو ایران کے مزدک فرقہ سے کمال درجہ تک مناسبت ہے - یہ مت ہمیشہ اپنی
کارروائی خفیہ کرتا چلا آیا ہے - لیکن آجکل ان میں بھی زور و شور ہے - ہر ہفتہ ان میں چکر
ہوتے ہیں - اس مت کی طرز عبادت تو وہی ہے جو عام مادہ پرستوں کی ہے اس اتنا فرق
ہے کہ مادہ پرست قومیں گوشت جانوران سے بہت پرہیز کرتے ہیں مگر شاکتک مت کے لوگ
جن کو بام مارگی بھی کہتے ہیں بیدھڑک حیوانوں کا گوشت کھاتے ہیں حتّٰی کہ انسان کے گوشت
سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور شراب اس کثرت سے پیتے ہیں کہ جس کی حد نہیں - خاص وقت
پر محرمات بھی ان کے لیے حلال ہیں - بلکہ قرب پرمیشر کا اعلیٰ ذریعہ سمجھتے ہیں - یہ مت بھی ہندوستان
کے تمام اضلاع میں پایا جاتا ہے اور اس میں راجہ اور مہاراجہ اور بڑے بڑے اُمراء
اہل ہنود بھی شامل ہیں جس شخص نے اس مذہب کی حقیقت مفصل معلوم کرنی ہو تو وہ کتاب
گپت پرکاش مصنفہ سنت پربھو دیال بھرو جی شرما جھنگ کا مطالعہ کرے ۔

(۹) مجوسی بھی ایک قوم ہے جو شمس پرست اور آتش پرست ہے - یہ مذہب بھی ہندوؤں
سے بہت ملتا جلتا ہے - اب یہ مذہب صرف پارسیوں تک محدود ہے جو ہندوستان
کی مغربی گھاٹ کے کنارے رہتے ہیں یہ لوگ شاہان اسلام سے ڈر کر یا حکماً جلا وطن ہو کر
اس ملک ہندوستان میں آکر آباد ہوئے - یہ لوگ دو خداؤں کے قائل ہیں ایک نیکی کا
خدا جس کو یزدان کہتے ہیں - اور ایک بدی کا خدا جس کو اہرمن کہتے ہیں اس قوم میں کوئی

چھوت نہیں - یہ لوگ مسلمانوں کا پکا ہوا کھا پی لیتے ہیں یہ لوگ نہ اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں
اور نہ جلاتے ہیں بلکہ ایک احاطہ کے اندر جو اسی غرض کے لئے مخصوص کیا ہوتا ہے مُردے
کو رکھ چھوڑتے ہیں جن کو گدیں آنکر کھا جاتی ہیں - یہ لوگ پہلے بڑے کمزور تھے لیکن بندرگاہ
پر سکونت رکھنے کی وجہ سے یہ لوگ تجارت پیشہ قوم بن گئے ہیں، اور اسی تجارت کی وجہ سے
بڑی آسودہ اور مالدار قوم ہوگئی ہے - انہوں نے اپنے مذہب کا غایت دنیا کمانا ہی
سمجھ رکھا ہے سب سے پہلے ہندوستان میں یہی قوم پیدا ہوئی ہے جس نے تھیٹر کی
کمپنیاں قایم کرکے روپیہ کمانے کا ڈھنگ نکالا - اور اس طرح سے اسلام کے نوجوانوں
اور نوخیز بچوں کو اس قابل نفرت کام کا شیدائی بنا دیا اور اس کی تاثیر صرف بچوں اور نوجوانوں
تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ اس اثر سے بیچارہ دلدادہ بھی محفوظ نہیں رہ سکا - بلکہ اُس کو بھی خود تھیٹر
قایم کرنا اور بذاتِ خود سوانگ بنکر سٹیج پر ایکٹ لینا پڑا اس غارتگر تماشہ نے خاندان کے
خاندان تباہ کر دیئے اور جس قدر اخلاقی بدیاں اس منحوس تماشے کی بدولت مخلوق خدا میں
پھیل گئی ہیں اس کی نظیر بہت ہی کم تاریخ کے ورقوں میں نظر آئیگی - گو ابتدا میں تھیٹر ایک
عمدہ بنا پر قایم ہوا تھا کہ اس ذریعہ سے ملکی اصلاح اور اخلاقی اور تمدنی نقص دُور ہوں لیکن
نتیجہ برعکس نکلا ہے ان لوگوں نے مذہبی پیشواؤں کو مذہب سپرد کر دیا اور روپیہ پیسہ سے اُنکی مدد کر دینا کافی سمجھتے ہیں

(۱۰) دنیا میں جسقدر آجکل دہریت کا زور ہے اس کی نظیر زمانہ سابق میں نہیں ملتی پیشتر
ازیں اگر کوئی دہریہ ہوتے بھی تو عام طور سے وہ اپنے خیالات کا اظہار نہیں کرتے تھے بلکہ
مخفی رکھنا مصلحت سمجھتے تھے لیکن آجکل اس جماعت نے اس قدر زور پکڑا ہے کہ بڑی بڑی
مجلسیں قایم کرکے اپنے خیالات کو برملا ظاہر کرنے اور تمام مذاہب آسمانی پر نکتہ چینی کرتے
اور ان کے پیروؤں کو خبطی اور بیوقوف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ کوئی خدا ہے اور
نہ ہی کوئی رسول ہے لوگوں نے اپنی طرف سے ڈر کر اور کمزوری محسوس کرکے انکو ایجاد کر لیا
ہے - ورنہ خدا کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ لوگوں کو شریعت کے زنجیروں میں قید کرے اور
اُن کی فطری آزادی کا ستیاناس کر دے - یہ گروہ اب دنیا میں بہت ترقی کر رہا ہے وجہ یہ
ہے کہ اکثر حصہ انسانوں کا حیوانات سے مشابہ ہے اور جس طرح جانور آزادی کو پسند کرتا
اور جنگلوں اور بیابانوں میں بے روک ٹوک پھرنا پسند کرتا ہے اسی طرح وہ انسان بھی جن پر

حیوانیت کا مادہ غالب ہورہا ہے لہذا اس آزادی کو پسند کرتے ہیں اور اسی واسطے وہ کسی گناہ کو گناہ نہیں سمجھتے۔ چنانچہ ایک دہریہ کا ذکر ہے کہ جب وہ گھر میں گیا اور دیکھا کہ اس کی زوجہ ایک غیر آدمی سے منہ کالا کر رہی ہے تو اس نے کچھ تعرض نہ کیا اور جب لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ کیا بیجا حرکت ہے آپ اس کا بندوبست نہیں کرتے تو اس نے بیدھڑک ہو کر کہا کہ ہم کہاں تک چمڑے کی رکھوالی کرتے پھریں۔ ہمارے نزدیک یہ کوئی بری بات نہیں ہے جورو نے اپنا دل خوش کر لیا اس میں ہمارا کیا نقصان ہے۔ الغرض دہریوں نے صرف زبانی ہی زبانی اپنے خیالات کا اظہار ہی نہیں کیا بلکہ وہ ہزارہا کتابیں اپنے دعوی کی تائید میں طبع کرا کر شائع کرتے اور اخبارات نکالتے ہیں +

(۱۱) دنیا میں نیچرپسٹ بھی ایک بڑا فرقہ ہے۔ یہ لوگ بھی دہریوں کے چھوٹے بھائی ہیں۔ یہ لوگ نیچر یعنے فطرت اللہ کو ہی اپنا ماوا و ملجا سمجھتے ہیں۔ اور ان کا اعتقاد ہے کہ جو کچھ فطرت اللہ میں مقرر ہو چکا ہے اب اس میں اللہ تعالی کا کوئی تصرف نہیں ہے۔ اور وہ بت کی طرح بیکار ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ اتفاقات زمانہ سے ہوتا ہے۔ اس اعتقاد کے لوگ صرف غیر مذاہب کے ہی لوگ نہیں بلکہ ایک بڑا حصہ مسلمانوں کا بھی اس ایمان کے غارتگر فرقہ میں شامل ہے یہ فرقہ بھی اپنی تعلیمات کو برملا پوری طاقت کے ساتھ شائع کر رہا ہے +

(۱۲) تھیاسوفسٹ ایک فرقہ ہے جو دنیا کے مختلف ممالک میں ہے وہ زیادہ تر ہندوستان کے قدیم جوگیوں کی باتوں کو رواج دیتا اور توجہ باطنی کو استعمال میں لاتا ہے۔ یہ فرقہ بھی قریب قریب دہریوں کے ہوتا ہے۔ اس مذہب کے مرد اور عورت وطن سے نکل کر بڑے بڑے شہروں میں جا کر پبلک جلسوں میں لیکچر دیتے ہیں +

علاوہ ان کے جس قدر روئے زمین پر قومیں ہیں وہ بھی اپنے اپنے خیالی مذہبی اصول کو ترویج دینے میں بڑی سرگرم ہیں خود مسلمانوں میں جس قدر فرقہ ہیں ان میں ایک جوش پیدا ہو رہا ہے خواہ کتنی غلطیاں ان کے مذہب میں گھسی ہوں مگر جس جس عقیدہ پر کوئی جما ہوا ہے اسی کو حق بجانب خیال کر کے دوسرے کو گمراہ اور حق سے دور سمجھتا ہے مثلاً سنی جن میں حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ اور اہل حدیث بھی ہیں جن کو وہابی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پھر ان میں کوئی چشتی ہے۔ کوئی قادری ہے۔ کوئی نقشبندی اور کوئی سہروردی

ہے۔ یہ سب ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے اور ایک دوسرے کی مخالفت میں اس قدر کتابیں اور
رسالے لکھتے ہیں کہ العیاذ باللہ ایک طومار کا طومار کھڑا ہو جاتا ہے۔ خاص کر وہابیوں اور حنفیوں
میں اس قدر عداوت اور دشمنی ہے کہ ایک دوسرے کو کافر اور بدعتی تصور کرتے اور ایک دوسرے
کی مساجد میں نماز ادا کرنا سخت گناہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ مار پیٹائی تک نوبت پہنچکر عدالتوں میں جاتے
اور حکام کو پریشان کرتے ہیں +

ادھر شیعہ اور خوارج ہیں جو سنیوں کو کافر اور گمراہ سمجھتے ہیں اور سنی ان کو ضال مضل قرار
دیتے ہیں اور یہ سب ایک دوسرے کے برخلاف بڑی بڑی کتابیں شائع کرتے ہیں۔ حال ہی
میں بہائی فرقہ پیدا ہوا ہے۔ جو ممالک اسلامی میں بڑی ترقی کر رہا ہے جن کے اصول قریب
قریب دہریوں کے ہیں +

اس وقت ہزارہا فرقے موجود ہیں جو علیحدہ آواز سے دنیا میں کھڑے ہو کر اپنے اپنے اصول کی
منادی کرتے پھرتے ہیں ہم نے صرف چند بڑے بڑے فرقوں کا ذکر کر دیا ہے اور باقیوں کو بوجہ
طوالت چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہم صرف لنگوٹی پوش فقیروں کے گروہوں کا ذکر لکھنا چاہیں تو ایک
مستقل کتاب بنجائے۔ غرض کوئی فرقہ نہیں ہے جو مذہبی رنگ میں جوش و خروش نہ کرتا ہو +

جب ہم تعلیم کی طرف دیکھتے ہیں تو ہر فرقہ کے لوگ جو علم کے نام سے بھی واقف نہ تھے تعلیم کے
لئے کھڑے ہو گئے ہیں اور مدارس جابجا قائم کر لئے ہیں۔ اس پہلو میں بھی ایک ہلچل پڑ رہی ہے
پھر جب ہم تجارت کی طرف غور کرتے ہیں اس میں بھی اس قدر ترقی ہے کہ جس کی حد نہیں
وہ لوگ جو کہ ایک کوس بھی باہر نکلنا موت کے برابر سمجھتے تھے اب دنیا کے اس کنارہ سے اس کنارہ
تک جاتے اور تجارتیں کرتے ہیں۔ اور کوئی چیز صفحہ دنیا پر ایسی نظر نہیں آتی جس کی تجارت
نہ ہوتی ہو حتےٰ کہ دنیا میں نہایت ردی سے ردی چیز ہڈیاں اور پاخانہ ہے وہ بھی اب بڑی
قیمت پاتے ہیں اور ان سے جہاز اور ریلیں بھری ہوئی آتی اور جاتی ہیں۔ اور جن لوگوں کو کبھی
بھی دوسرے قریب کے شہروں کے میوجات میسر نہیں آسکتے تھے اب دنیا کے جس حصہ کے
میوجات وغیرہ چاہیں منگوا کر کھا سکتے ہیں اسی طرح کتابوں اور دیگر اشیا کا حال ہے +

جب ہم فیکٹریوں اور ملوں پر غور کرتے ہیں تو انسان دیکھکر ششدر رہجاتا ہے کس قدر
مخلوق ان میں سرگرم ہوتی ہے اور کس قدر اشیا تیار ہوتی ہیں کہ انسان دیکھکر حیران رہجاتا ہے +

جب فوجی ڈیپارٹمنٹ کی طرف نظر اٹھاتے ہیں تو ایک قیامت کا نمونہ نظر آتا ہے۔ جس قدر جنگی سامان اور اوزار اور بارود ایجاد ہوئے ہیں اگر ان کا ذکر کیا جاوے تو بدن پر لرزہ آجاتا ہے دنیا کی کوئی سلطنت نہیں جس نے ان سامانہائے جنگ کو ترقی نہ دی ہو۔ اور اس وقت ایسے ایسے خطرناک اوزار پیدا کئے گئے ہیں کہ جن کے استعمال سے مضبوط سے مضبوط قلعے اور فصیلیں ایک آن کی آن میں نابود ہو سکتی ہیں اور مخلوقات خدا اس طرح تباہ ہو سکتی ہے جس طرح لاکھوں کروڑوں پرندوں کو ایک مکان میں بند کر دیا جاوے اور پھر آگ لگا دی جاوے +

پھر جب سول کے پہلو کو دیکھتے ہیں تو اس میں کیا کیا ایجادیں ہوئی ہیں جن سے کاروبار میں اعلیٰ درجہ کی سہولیت ہو گئی ہے +

پھر جب ہم لوگوں کی آمد و رفت دیکھتے ہیں تو عقل حیرت میں آجاتی ہے جس شخص کو دیکھنا ہو بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں اور بندرگاہوں میں جاکر دیکھ لے۔ زمین ہلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے +

الغرض دنیا کی جس قدر مخلوقات ہے ان سب میں ایک تزلزل ہو رہا ہے اور ایک عجیب حرکت ہو رہی ہے +

(۸) اس زمانہ میں زمین اپنے خزانے نکال ڈالیگی۔ اور زمینی مخلوقات اپنی اپنی خاصیتیں ظاہر کرینگی جس کو دیکھکر انسان حیرت میں آجائیگا کہ کیونکر خدا کی قدرت ظاہر ہو رہی ہے۔ اسکی تصدیق قرآن شریف کی آیت وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا سے ہوتی ہے جس کے معنے ہیں کہ زمین اپنے بوجھ نکال ڈالیگی اور انسان کہیگا کہ یہ کیا ہو گیا +

جب ہم دنیا پر غور کرتے ہیں تو واقعی زمین اور اس کی مخلوقات ہر پہلو سے ایک عجیب نظارہ قدرت دکھلاتی ہے کہ انسان بلاشک دریائے حیرت میں تیرنے لگتا ہے جدھر نگاہ کرو جس پہلو کو دیکھو سب میں ایک حیرت بخش نیرنگی معلوم ہوتی ہے +

خود زمین کو دیکھو تو ثابت ہوتا ہے کہ اس نے ہر قسم کے خزانے اگل ڈالے ہیں چنانچہ جو زمینیں صدیوں سے بیکار اور بنجر پڑی ہوئی تھیں وہ سب زرعی بنائی گئی ہیں اب اس قدر ان کی پیداوار ہوتی ہے کہ اگر غیر ممالک میں تجارت کا سلسلہ قائم نہ ہوتا تو کوئی ان کو اٹھا بھی نہ سکتا۔ اور بجائے ایسی زمین جن کی ایک پائی بھی قیمت نہیں پڑ سکتی تھی بلکہ لوگ مفت دیتے تو بھی کوئی قبول نہیں کرتا تھا یا اب وہی زمین ہے جس کی قیمت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں روپیہ

تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ کیا یہ زمین کے خزانے نہیں ہیں +

علاوہ اس کے زمین کی پیداوار جس قدر ہوتی ہے اُس کی قیمت پچاس سال پہلے کی نسبت آٹھ دس گنا بڑھ گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوگ بہت آسودہ حال ہو گئے ہیں +

پھر جس قدر کانیں اس تھوڑے سے عرصہ یعنے پچاس ساٹھ سال کے اندر معلوم ہوئی ہیں زمانہ سابق میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ سونے اور چاندی۔ لوہے اور تانبے۔ سیسے اور گندھک اور کیروسین آئل اور نمک اور نیلم اور زمرد اور یاقوت وغیرہ قیمتی اشیا کی کانیں حال ہی میں اس کثرت سے معلوم ہوئی ہیں کہ انسان ششدر حیران رہ جاتا ہے +

یہ تو وہ اشیا ہیں جو بلا واسطہ زمین سے پیدا ہوتی ہیں لیکن جو چیزیں بالواسطہ زمین سے نکلتی ہیں اُن کا شمار کرنا بھی مشکل ہے

جب ہم انسانی کمالات کو دیکھتے ہیں تو بحر حیرت میں رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ انسان نے ہر پہلو میں یعنے نیک اور بد پہلو میں بھی ترقی کی ہے اور بد پہلو میں بھی۔ ہم ہر پہلو میں الگ الگ مختصر حال لکھتے ہیں +

(۱) علمی پہلو پر جب غور کرتے ہیں تو جس قدر ان پچاس ساٹھ سال میں ترقی ہوئی ہے تاریخ دنیا کسی زمانہ سابق میں کوئی نظیر نہیں دکھلا سکتی۔ کوئی شاخ علوم ایسی نہیں پائی جاتی جس میں حیرت ناک ترقی نہ ہوئی ہو +

مثلاً (الف) جب ہم علم ادب کی طرف دیکھتے ہیں تو کیسے کیسے آسان اور سہولت آمیز قواعد نکلے ہیں جن کی پیروی سے انسان بہت جلد عالم اور ادیب ہو سکتا ہے +

(ب) علم لغت میں بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں +

(پ) علم صرف و نحو میں عجیب و غریب کتابیں نکلی ہیں جن کے مطالعہ سے انسان بہت اعلیٰ درجہ کا فائدہ اٹھا سکتا ہے +

(ت) علم طبعی میں جو ترقی ہوئی ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ اس علم پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں مدون ہو چکی ہیں +

(ٹ) ایسا ہی علم کیمسٹری میں بڑی ترقی ہوئی ہے اور اس علم میں بکثرت کتابیں لکھی گئی ہیں جس نے فن ڈاکٹری کو بڑی مدد دی ہے۔ اور جس قدر رنگ دنیا میں اس وقت ملتے

جاتے ہیں یہ اس علم کی برکت ہے کہ اس آسانی اور ارزانی سے غریب سے غریب شخص کو بھی مل سکتے ہیں۔ اور جس قدر دوائیں سریع الاثر اور صاف اور مصفا نظر آتی ہیں وہ سب اس علم کی بدولت ہیں۔ اور اسی علم کی بدولت الکٹریسٹی یعنی برقی پیدا ہوئی ہے۔ جس کے کرشمے دیکھکر انسانی عقل حیرت میں رہجاتی ہے آن کی آن میں ہزاروں کوسوں تک خبریں پہنچائی جاتی ہیں اور منگوائی جاتی ہیں اور حال ہی میں اس فن کا نتیجہ یہ ظاہر کرکہ بلا تار کے خبر رسانی ہو سکتی ہے +

(۶) علم طب میں نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی ترقی ہوئی ہے اور گذشتہ زمانوں میں کہیں خاص خاص مقام پر حکیم میسر آتا تھا۔ اب ہر جگہ ہر قریہ میں کثیر التعداد حکیم اور ڈاکٹر مل سکتے ہیں اور امراض کے معلوم کرنے کے لئے کیا کیا عجیب آلے اور ادویات پیدا کی گئی ہیں +

(۷) علم تشریح میں ایسی ایسی ترقی ہوئی ہے کہ معجزہ قرار دیں تو نامناسب نہیں یہانتک کہ اندر کے حالات اسی طرح معلوم کر سکتے ہیں جس طرح باہر کے حالات آنکھوں کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں +

(۸) علم فن جراحی میں بھی اعلیٰ درجہ کی ترقی پائی جاتی ہے حتیٰ کہ خطرناک رسولیوں اور پھوڑوں کو ایسی آسانی سے کاٹا اور چیرا جاتا ہے کہ انسان کو کچھ تکلیف ہی نہیں ہوتی۔ اور پھر نابینا کی آنکھ کو صفائی سے بنایا جاتا ہے کہ کچھ وقت معلوم نہیں ہوتی اور طرفہ یہ کہ درد بھی نہیں ہونے پاتا +

(۹) فن جہازرانی کی طرف دیکھو کہ ایک خدا کی عظمت و شان معلوم ہوتی ہے +

(۱۰) فن تجارت کو ملاحظہ کرو کہاں تک رونق دی گئی ہے۔ تاجر تمام روئے زمین پر بلا تکلف خرید و فروخت کر سکتے ہیں +

(۱۱) فنون جنگ کی طرف غور کرو کہانتک ترقی ہوئی ہے۔ کہ قلیل مدت میں اگر چاہیں دنیا کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ حال ہی میں آلہ پرواز نکلا ہے کہ جس پر سوار ہو کر دشمنوں پر اوپر سے گولے برسا سکتے ہیں۔ اور تباہ کر سکتے ہیں چنانچہ طرابلس میں اٹلی والوں نے اس سے بڑا کام لیا ہے مزید براں اس زمانہ کے سائنس والوں نے جو بجائے تخیلات کے واقعات کو پسند کرتے ہیں سچ مچ پانی میں آگ لگادی ہے چنانچہ حال ہی میں ایک جرمن فوجی افسر نے ایک مشتعل ہونیوالا مادہ ایجاد کیا ہے جو پانی سے چھوتے ہوئے بھڑک اٹھتا ہے اور پھر کسی کیمیاوی مادہ کی مدد سے بھی بجھ نہیں سکتا اور موجد کا دعویٰ ہے کہ ایسا ایجاد کردہ مادہ کسی جنگی جہاز پر پھینکا جائے تو فوراً اسے پارہ پارہ کر کے تباہ و برباد کر دیگا۔ جنگی سپرٹ والے دل جلوں اور تباہی پسند چھیچھوں

پھوڑنے والوں کو مبارک ہو +

(س) فنِ فوٹوگرافی یعنے فنِ تصویر کشی میں کیسی حیرت بخش ترقی ہوئی ہے جسکے ذریعہ سے بہت آسانی سے تصویر کھیچ سکتی ہے اور مانی اور بہزاد بھی اگر زندہ ہو کر آجاتے تو وہ بھی حال کے فنِ تصاویر کو دیکھ کر شرما جاتے +

(س) علمِ ہیئت کے متعلق بڑی بڑی جدید تحقیقات ہو کر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں +

(ش) علمِ نجوم میں بھی بڑی بڑی کتابیں قلمبند ہوئی ہیں +

(ص) علمِ طبقات الارض میں جسقدر تحقیقاتیں ہوئی ہیں اُن کے سُننے سے انسان ششدر رہجاتا ہے +

(ض) علمِ جرِ ثقیل میں نمایاں ترقی ہوئی ہے +

(ط) علمِ تواریخ میں بڑی ترقی ہوئی ہے +

(ظ) علمِ جغرافیہ میں علیٰ ہذا القیاس اس قدر ترقی ہے کہ اب دُنیا کا ایک کونہ بھی ایسا معلوم نہیں ہوتا جسکی تحقیقات نہ ہو چکی ہو +

(ع) علمِ ریاضی کو بھی کمال تک پہنچایا گیا ہے +

(غ) بوٹنی یعنے علمِ نباتات میں بھی حیرت بخش ترقی ہوئی ہے +

(ف) میٹیریولاجی یعنے علم کرہ ہوا میں ایک معجزہ نما ترقی ہوئی ہے جس کے ذریعہ سے انسان معلوم کرتا ہے کہ کہاں اور کس موقع پر آندھی یا بارش ہوگی +

(ق) علمِ الہیات پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں مدون ہوئیں +

(ک) علمِ کلام میں معتد بہ ترقی ظہور میں آئی +

(گ) فن کل سازی میں کیسی تعجب انگیز ایجادیں ہوئیں صرف ریلوے اور تار برقی بالخصوص فوٹوگریفی کی طرف ہی نگاہ کرو ایک معجزہ کا اثر رکھتی ہیں +

(ل) علمِ معدنیات میں کیا کیا اور کہانتک ترقی ہوئی +

(م) علمِ فلسفہ میں بڑی بڑی کتابیں معرض تحریر میں آئیں +

(ن) علمِ موجودات میں کیا کیا تفتیشیں کی گئیں +

(و) فونوگریفی یعنے علمِ آواز میں معجز نما ترقی ہوئی +

(۵) فن جراحی میں کیا کیا ایجادیں باعث ظہور میں آئی ہیں اور کس قدر نایاب اور مفید کتابیں چھاپی گئی ہیں جن کو ہر مرتبہ کا انسان آسانی سے حاصل کر سکتا ہے +

(۶) علم حیوانات میں کیسی استعداد کتابیں لکھی گئیں +

(۷) فن تعمیرات میں کیسی کیسی ایجادیں نکالیں +

غرض ہم کہاں تک علوم وفنون کا نام لیں جس قدر فنون و علوم ذہن میں آسکتے ہیں سب میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے +

(۲) جب دوسری طرف یعنے بدی کا پہلو دیکھتے ہیں تو اس میں انسان کا کمال پایا جاتا ہے مثلاً چوری قزاقی ۔ زناکاری ۔ نقب زنی ۔ رنڈی بازی ۔ قماربازی ۔ فریب بازی ۔ دھوکہ دہی ۔ جعلسازی وغیرہ کاروں میں انسان اس قدر چالاک اور مشاق ہوگیا ہے کہ جس کی نظیر زمانہ گذشتہ میں پائی نہیں جاتی +

(۳) سفر اس قدر بڑھ گیا ہے کہ انسان دیکھ کر متحیر ہو جاتا ہے کہ کس قدر مخلوقات ہر روز ریلوں اور جہازوں میں بیٹھ کر آمد و رفت کر رہی ہے ۔ سٹیشنوں اور بندروں پر جا کر معلوم ہوتا ہے کہ شہر کا شہر اُمنڈا چلا آتا ہے +

(۴) جب ہم کارخانوں کی طرف دیکھتے ہیں تو وہاں بھی ایک عجیب شور وغل سنائی دیتا ہے کس کثرت سے مشینیں چل رہی ہیں ۔ کہیں روئی صاف ہو رہی ہے ۔ کہیں سوت کت رہا ہے کہیں کپڑا بنا جا رہا ہے ۔ کہیں غلہ صاف ہو رہا ہے ۔ کہیں آٹا پس رہا ہے ۔ کہیں چمڑا رنگا جا رہا ہے ۔ کہیں بوٹ بن رہے ہیں ۔ کہیں کاغذات تیار ہو رہا ہے ۔ کہیں برف منجمد ہو رہی ہے ۔ کہیں کپڑے سیے جا رہے ہیں ۔ کہیں لکڑی چیری اور کاٹی جا رہی ہے ۔ کہیں لوہا ڈھل رہا ہے ۔ کہیں کلیں بن رہی ہیں ۔ غرض جس پہلو میں نظر کرو روئے زمین پر ایک تزلزل ہو رہا ہے +

(۵) جب ہم انسانی انتظام میں غور کرتے ہیں تو وہاں بھی انسان کی آنکھ خیرہ ہو جاتی ہے ۔ کیسے کیسے عجیب قوانین بنائے گئے ہیں کیسی صاف اور سیدھی سڑکیں بنائی گئی ہیں کس قدر مدرسے ہر قسم کی تعلیم کے لئے قائم کئے گئے ہیں ۔ کیا کیا محکمہ جات جاری کئے گئے ہیں +

(۶) وعظ اور لکچر بازی کا سلسلہ نہایت زوروں پر ہے ۔ کس طراری اور طلاقت لسانی سے سچ اور جھوٹ کو ملایا جاتا ہے الغرض زمین کی نسبت جسقدر وہم و گمان میں آسکتا تھا وہ سب

اس نے آگ ڈالا ہے اور پیشگوئی قرآن کریم کی پوری اور اتم معنوں میں پوری ہوگئی ہے +

دجّال اور اُسکا فتنہ

(۱۹) اس وقت دجال کا تسلط ہوگا۔ سو یہ بات بھی روز نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہے۔ اسوقت ایک عضو بھی ایسا نظر نہیں آتا جو دجال کے تسلط سے باہر ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ وجہ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ بھی دجال کی نسبت اپنی کلام میں خبر دیتا ہے کہ وہ ایک بڑا ہی نشان ہوگا۔ چنانچہ وہ آیت یہ ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ یعنے آسمانوں اور زمین کی خلق دجال کی خلق سے بڑھکر ہے۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ دجال بھی ایسی ایسی ایجادیں کریگا کہ لوگ حیرت میں آجائینگے۔ اگر کسی کو شک ہو کہ الناس کے لفظ سے دجال کیسے مراد ہوگیا۔ تو اس کے ثبوت میں ہم تفسیر معالم التنزیل کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ صاحب تفسیر مذکور اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں وَقَالَ قَوْمٌ اَكْبَرُ اَىْ اَعْظَمُ مِنْ خَلْقِ الدَّجَّالِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ يَعْنِىْ اَلْيَهُوْدُ الَّذِيْنَ يُخَاصِمُوْنَ فِىْ اَمْرِ الدَّجَّالِ۔ صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں کہ ایک قوم کہتی ہے کہ اَلنَّاسِ سے مراد دجال ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور وہ لوگ یہودی ہیں جو دجال کے بارہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔ دیکھو تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۷۸۲ وغیرہ تفاسیر +

اس کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ذیل ہے۔ وَهُوَ هٰذَا۔ رُوِىَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ اَكْبَرُ فِتْنَةً مِنَ الدَّجَّالِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ یعنے ہشام بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدم کی پیدائش اور قیامت کے درمیان کوئی ایسی خلق نہیں جو فتنہ کے رو سے دجال سے بڑی ہو۔ دیکھو تفسیر معالم صفحہ ۷۸۱۔ وکنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹ ومشکوٰۃ صفحہ ۴۸۷۔ وتفسیر حسینی قلمی ۷۸۲ +

ایک دوسری حدیث میں جو مسلم میں ہے لکھا ہے۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ

الدّجّال - یعنے عمران بن حصین سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ حضرت آدم سے لیکر قیامت تک دجال سے بڑھ کر کوئی امر نہیں ہے - دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۴ و مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۲۱ +

قرآن کریم اور حدیث سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ دجال کا فتنہ تمام فتنوں سے بڑھ کر ہوگا اور صرف یہی نہیں تمام انبیاء بھی اپنی اُمت کو دجال سے ڈراتے چلے آئے ہیں - چنانچہ حدیث میں آیا ہے +

اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَعِیْدِ الطَّاھِرِیْ اَنَا جَدِّیْ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَزَّارُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَکَرِیَّا النَّدَاخِرِیْ اَنَا اِسْحٰقُ الدَّبَرِیْ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیْ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ ذَکَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاُنْذِرُکُمُوْہُ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا اَنْذَرَہٗ قَوْمَہٗ لَقَدْ اَنْذَرَہٗ نُوْحٌ قَوْمَہٗ وَلٰکِنِّیْ سَاَقُوْلُ لَکُمْ فِیْہِ قَوْلًا لَمْ یَقُلْہُ نَبِیٌّ لِقَوْمِہٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ - رَوَاہُ الْبَیْھَقِیْ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیْ +

ابو سعید طاہری خبر دیتے ہیں کہ مجھے میرے دادا عبد الصمد بن عبد الرحمٰن بزار نے حدیث بیان کی اُس کو محمد بن زکریا نداخری نے اطلاع دی اسکو اسحق الدبری نے اُس کے آگے عبد الرزاق نے اُس کے پاس معمر نے زہری سے اُس نے سالم سے اُس نے ابن عمر سے روایت بیان کی کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جو اُس کی ذات کے لائق تھی کر کے دجال کا ذکر فرمایا اور کہا کہ میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو اُس سے نہ ڈرایا ہو چنانچہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا تھا لیکن میں تم کو اُس کے بارہ میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں کہی اور وہ یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا اور خدا تعالیٰ کانا نہیں ہے دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۵ +

اس حدیث سے ایسا تو ظاہر ہوتا ہے کہ دجال کوئی ایسی خطرناک چیز ہے جس سے تمام انبیاء ڈراتے چلے آئے ہیں اگر کوئی معمولی چیز ہوتی تو اس قدر خدا تعالیٰ اور اُس کے تمام انبیاء اور خاص کر افضل الرسل کو اتنی تاکید کرنے کی کیا ضرورت تھی +

لغتِ عرب و لفظ دجّال

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ فی الحقیقت دجال کیا چیز ہے۔ سو واضح ہو کہ لغتِ عرب میں دجال کے معنی گروہِ عظیمہ لکھا ہے۔ چنانچہ تاج العروس میں لکھا ہے اَلدَّجَّالُ مِنَ الدَّجَّالَةِ طَائِفَةٌ عَظِیْمَةٌ تَحْمِلُ الْمَتَاعَ لِلتِّجَارَةِ دجال لفظ دجالت سے نکلا ہے جس کے معنے ایک بڑے گروہ کے ہیں جو تجارت کے لئے مال لئے پھرتا ہو ٭

اقرب الموارد میں ہے۔ اَلدَّجَّالُ اَلرُّفْقَةُ الْعَظِیْمَةُ۔ اَلدَّجَّالَةُ اَلرُّفْقَةُ الْعَظِیْمَةُ تُغَطِّی الْاَرْضَ

غرض لسان العرب منتہی الارب صحاح جوہری۔ صراح۔ قاموس میں قریب قریب یہی مضمون ہے حتے کہ فارسی کی لغت غیاث اللغات میں بھی گروہِ عظیمہ لکھا ہے ٭

چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کے معنے کوئی نہیں بتائے صرف ایک لفظ بتا گئے ہیں جو زبان عربی کا ہے اور عربی لغت میں ایک گروہِ عظیمہ کے معنے بھی لکھے ہیں جن کی غرض درپردہ تجارت ہو۔ اور عمدۃ القاری جلد اول صفحہ ۴۸۶ میں لکھا ہے اَلدَّجَّالُ عَلٰی وَزْنِ فَعَّالٍ نَقَالَ الدَّجْلُ وَهُوَ الْکِذْبُ وَالتَّمْوِیْهُ وَخَلْطُ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ وَهُوَ کَذَّابٌ مُمَوِّهٌ خَلَّاطٌ ٭ یعنے دجال فعال کے وزن پر ہے لفظ دجل سے نکلا ہے جس کے معنے جھوٹ اور فریب اور حق کو جھوٹ کے ساتھ ملانے کے ہیں۔ پس دجال کذاب کو کہتے ہیں جو طرح طرح کی ملاوٹیں اور فریب کرتا ہو۔ یہ معنے بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ پھر لکھا ہے وَقَالَ اَبُو الْعَبَّاسِ سُمِّیَ دَجَّالًا لِضَرْبِهٖ فِی الْاَرْضِ وَقَطْعِهٖ اَکْثَرَ نَوَاحِیْهَا۔ یعنے ابو العباس کہتا ہے کہ اسواسطے دجال نام ہے کہ وہ زمین میں سفر کریگا اور وہ زیادہ تر حصہ اس کا قطع کریگا۔ سمیہ بمعنی ہر طرح ظاہر وَقَالَ ابْنُ دُرَیْدٍ سُمِّیَ بِهٖ لِاَنَّهٗ یُغَطِّی الْاَرْضَ بِالْجَمْعِ الْکَثِیْرِ مِثْلَ دِجْلَةَ تُغَطِّی الْاَرْضَ بِمَائِهَا۔ یعنی ابن درید کہتا ہے کہ اسواسطے دجال نام ہے کہ وہ بڑی جماعت سے زمین کو ایسی طرح ڈھانپ دیگا جس طرح دریائے دجلہ اپنے پانی سے زمین کو ڈھانپتا ہے۔ دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۴۴۳ ٭

قَالَ ثَعْلَبُ اَلدَّجَّالُ الْمُمَوِّهُ یُقَالُ سَیْفٌ مُدَجَّلٌ اِذَا طُلِیَ بِذَهَبٍ وَقَالَ ابْنُ دُرَیْدٍ کُلُّ شَیْءٍ غَطَّیْتَهٗ فَقَدْ دَجَّلْتَهٗ وَاشْتِقَاقُ الدَّجَّالِ مِنْ هٰذَا لِاَنَّهٗ یُغَطِّی الْاَرْضَ بِالْجَمْعِ الْکَثِیْرِ

ثعلب نے کہا کہ دجال کے معنے ملمع کرنیوالے کو کہتے ہیں اور مدجل اُس وقت بولا جاتا ہے جب سونے
بر ملمع کیا جائے اور ابن درید کہتا ہے کہ ہر ایک چیز جسکو میں نے ڈھانک دیا اُسکو میں نے دجل سے
کیا اور چونکہ دجال ایک کثیر جماعت کے ساتھ زمین کو ڈھانپ لیگا اسواسطے اُسکو دجال کہا گیا دیکھو
زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۲۵ - شرح مواہب لدنیہ +

اور تفسیر بوائع التنزیل جلد ۳ صفحہ ۴۶۳ میں لکھا ہے +

(۱) وجہ تسمیہ دجال - چونکہ آن ملعون بروئے عام زمین میگردد لہذا بدجال نامیدند + چونکہ وہ
(ب) از دَجَلَ الرَّجُلُ - چونکہ آن ملعون اکذاب کذابین است لہذا بدجال نامیدند + چونکہ وہ
(ج) از دَجَلَ الْاَرْضَ بمعنے قَطَعَهَا وَضَرَبَهَا - چونکہ آن ملعون نواحی زمین بقدم قطع کند
لہذا بدجال نامیدند + چونکہ وہ ملعون تمام اطراف زمین کو اپنے قدموں سے طے کریگا اسواسطے دجال نام رکھا گیا +
(د) از دَجَّالَةٌ بمعنے الرُّفْقَةُ الْعَظِيْمَةُ باشد چہ آن ملعون با جنود و رفیقہای عظیم و کثیر
مے باشد - لہذا بدجال نامیدند + چونکہ اُس ملعون کے لشکر و رفیق بہت بڑے ہونگے اسواسطے اُسکا نام دجال رکھا گیا
(ہ) از دجال بمعنے السرجین باشد چہ آن ملعون روئے زمین را بگشتن خود نجس مے سازد
یا باتباع او خلائق و بہایم و امواشی کثیر مے باشد بہر طرف کہ بگردد پُر از سرگینہائے آنہا را مے
سازد لہذا بدجال نامیدند + چونکہ وہ ملعون اپنے پھرنے سے زمین کو ناپاک کریگا اُسکے ناجد ار خلقت اور چارپائے اور
(و) از دَجَلَ الشَّیْءَ اِذَا مَوَّهَهُ وَطَلٰی وَغَطّٰی باشد چونکہ آن ملعون تلمیع و تمویہ تلبیس بسیار
مے کند لہذا بدجال نامیدند + چونکہ ملمع سازی فریب بازی بہت کریگا اسواسطے دجال کہلایا +
(ز) از دَجَّالُ الذَّهَبِ باشد چونکہ آن ملعون بدنیا میگردد کنوز طلا و نقرہ را با خود نمودار
میگرداند + چونکہ وہ ملعون دنیا میں پھریگا سونے اور چاندی کے خزانے دکھلاتا پھریگا اسواسطے دجال ہوا
(ح) از دَجَّالُ الْمَاءِ باشد چونکہ آن ملعون بکمال سحر خود با خود چشمہ ہائے آب و شیر
و عسل میگرداند لہذا دجال نامیدند + چونکہ وہ ملعون اپنے جادو کے کمال سے اپنے ساتھ پانی دودھ اور شہد کے
چشمے لئے پھریگا اسواسطے دجال نام رکھا گیا

دجال کون ہے

یہ بات مخفی نہ رہے کہ قوم فرنگ کے دو گروہ خاص ایسے ہیں جن پر دجالیت کا لفظ خوب
صادق ہے - ایک گروہ نو پادریوں کا ہے اور دوسرا فلاسفروں کا ہے - اور ان دونوں گروہوں کا سا

دارومدار تجارت پر ہے۔ جو گروہ در گروہ یعنے کمپنیاں بنکر ملک بملک کر رہے ہیں۔ اور انکا دو گروہ
الگ الگ مذاق کا ہونا خود قرآن کریم سے ظاہر ہے۔ چنانچہ سورۃ الکھف کی اول دس آیات اور
اخیر دس آیات اس بیان کی مصدق ہیں۔ اوّل دس آیات میں پادریوں کا ذکر ہے اور اخیر دس
آیات میں فلاسفروں اور مادہ پرست حکمار کا ذکر ہے۔ اول ہم پہلی دس آیات کو یہاں لکھتے ہیں+

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ
وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا
مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا۔ مَّاکِثِیْنَ فِیْهِ
اَبَدًا۔ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ۔ کَبُرَتْ
کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ۔ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ
اِلَّا کَذِبًا۔ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ
اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا۔ اِنَّا جَعَلْنَا
مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا۔ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا
جُرُزًا۔+

تمام حمد کا مستحق وہ اللہ ہے جو جامع جمیع صفات
حسنہ اور تمام سیئات سے منزہ ہے جس نے اپنے
بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب
اتاری ہے جس میں کسی قسم کی کجی نہیں رکھی اور وہ
ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والی ہے اس لئے کہ وہ اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ایک سخت عذاب کا ڈر سنائے
اور اُن مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات
کی خوشخبری سُنا دے کہ اُن کو نیک اجر ملیگا جس
میں وہ ہمیشہ رہینگے اور جن لوگوں نے اللہ کا بیٹا
قرار دیا ہے اُن کو ڈر سُنا دے۔ کیونکہ اُن کو اور
اُن کے باپ دادوں کو اس بارہ میں ذرہ بھی
علم نہیں۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو اُن کے مُنہ
سے نکلتی ہے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ سب جھوٹ ہے۔ اے رسول کیا تو ان لوگوں کے عظیم الشان
کارنامے دیکھکر اپنی جان کو غم میں بگلا دیگا۔ کہ وہ کیوں اس بات پر ایمان نہیں لاتے۔ ہم نے تو وہ
چیزیں جو روئے زمین پر ہیں اُن کے لئے زینت کا باعث بنائی ہیں تاکہ ہم معلوم کریں کہ کون اچھے
کام کرتا ہے اور پھر ہم تو اُن سب چیزوں کو ویران اور خشک میدان بنانے والے ہیں+

اِن آیات سے واضح ہے۔ کہ ایک ایسی قوم کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے جو خدا کا بیٹا ماننے والی
ہوگی۔ اور اُسکی پہچان یہ بھی بتائی ہے کہ اُنکے کام بڑے بڑے حیرت انگیز ہونگے۔ اور زمین کی ہر چیز
سے فائدہ اُٹھاتے اور اُن کو خوبصورت کرکے دکھلاتے ہیں۔ سو یہ بات آجکل پادریوں میں پائی
جاتی ہے اور اخیر آیات یہ ہیں+

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۔ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۔ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۔

کیا کافروں نے اب یہ سمجھ لیا ہے کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا دوست بنالیں۔ اس کی سزا تو یہ ہے کہ ہم ان کو آگ اور توپوں کے ذریعہ ہلاک کرینگے کیونکہ یہی چیزیں اُن کے لئے مہیا کی گئی ہیں کہدو کہ ہم بتا دیتے ہیں کہ کنکے کرتوت اکارت جائینگے سو واضح ہو کہ اُن کے کاروبار گھاٹے میں رہینگے جن کی ہمہ تن مصروفیت اِس مادی دُنیا پر لگی ہوئی ہے اور باوجود اس کے وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ عمدہ عمدہ صنعتیں نکالتے ہیں۔ یہ لوگ انہی باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نشانات اور اُس کے ملنے سے منکر ہوچکے ہیں۔ اِن کے سب اعمال بیکار ہو جائینگے۔ اور قیامتِ دُنیا کے روز اُن کی کچھ قدر نہ ہوگی۔

اِن آیات سے جو سورہ مذکورہ کے اول اور اخیر میں ہیں واضح ہو گیا ہے کہ دو الگ الگ گروہوں کا ذکر ہے ایک تو وہ جو خدا کا بیٹا قرار دیتا ہے اور زمینی یعنے فانی چیزوں کو خوبصورت دکھلاتے اور لوگوں کو مختلف پہلوؤں سے پھسلاتے ہیں۔ یہی صفات پادریانِ فرنگ میں پائی جاتی ہیں اور دوسرا گروہ وہ ہے جو اپنی عقل اور نیچر کو اپنا ہادی سمجھتا ہے اور اپنی صنعتکاری سے گویا کہتا ہے کوئی خدا نہیں ہے اور اس کا کل دارومدار اپنی تحقیقات پر ہے جس سے لوگ فریفتہ ہو کر دین سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔

ہاں اس پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ کیونکر مان لیا جاوے کہ جن اشخاص کا سورۂ کہف کی آیاتِ متذکرہ میں ذکر ہے اُن سے دجال ہی مراد ہے کیا نہیں ہو سکتا کہ کسی اور گروہ سے مراد ہو۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اِس اعتراض کو خود مخبرِ صادق علیہ الصلوٰة والسلام نے اپنے کلامِ معجز نظام سے خود حل کر دیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ

یعنے احمد بن حنبل و مسلم و ابوداؤد و نسائی نے ابو دردا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ کہف کی

اول دس آیتیں یاد کرے تو وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۴۳

اور دوسری حدیث میں ہے

مَنْ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ

یعنے ترمذی نے ابو درداء سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھیگا تو وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد اول صفحہ ۱۴۳

ایک تیسری حدیث ہے

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ كَمَا اُنْزِلَتْ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَقَامِهٖ اِلٰى مَكَّةَ وَمَنْ قَرَأَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اٰخِرِهَا ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَرْدُوْيَه وَالْبَيْهَقِيُّ وَالْحَافِظُ ضِيَاءُ الدِّيْنِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ

طبرانی نے معجم اوسط میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن مردویہ اور بیہقی اور حافظ ضیاء الدین نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص سورۃ کہف کو اس ہیئت میں جس طرح نازل ہوئی ہے پڑھے تو اس کے لئے مقام رہائش سے مکہ تک نور ہوگا اور جو سورہ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھے اور پھر دجال خروج کرے تو اسکا اس پر تسلط نہیں ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۱۴۴

اِن احادیث سے واضح ہو گیا کہ اِن آیات میں دجال کے خواص کا ذکر ہے جس کے واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً فرمایا کہ ان کو پڑھ لیا کرو تاکہ تم فتنہ دجال سے محفوظ رہو اگر انمیں کچھ مناسبت نہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فرمانا اُنکے جوامع الکلم کے منافی تھا اور یہی سر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر مسلمان اول اور آخر آیاتِ سورۃ مذکور پڑھ لیا کرے تاکہ وہ فتنہ و تسلطِ دجال سے محفوظ رہے اگر اِن میں کوئی تعلق دجال کا نہیں تھا تو پھر ایک سوچنے والے مومن پر اسکا کیا اثر پڑ سکتا تھا۔ جب کل قرآن حمید کے پڑھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے تو دجال سے بچنے کے لئے اِن آیات کو خاص کر لینا کچھ معنے رکھتا تھا اور وہ یہی کہ دجال دو صورتوں میں ظہور کریگا ایک یہ کہ مسیح کو خدا کا بیٹا قرار دیکر اور اس کو دنیا کے لئے کفارہ تجویز کر کے مخلوقات کو گمراہ کریگا۔ اور دوسری صورت میں یہ کہ طبعی تحقیقاتیں اور عجیب و عجیب صنعتیں ظاہر کر کے خدا تعالیٰ کی طرف سے روگردان کر دیگا۔ اِسی لئے اول اور آخر آیات

کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے +

۲- کیا دجال سب سے زیادہ خطرناک ہے

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ پادریوں اور فلاسفروں کے گروہ دجال ہیں تو اب دیکھنا ہے کہ کیا یہ گروہ ایسے خطرناک ہیں کہ ابتدائے دنیا سے قیامت تک اُن سے بڑھ کر کوئی چیز خطرناک نہیں ہو سکتی۔ سو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ دجال سب چیزوں سے خطرناک ہے واقعی سچ ہے کیونکہ مشاہدہ ظاہر کرتا ہے کہ دینِ اسلام پر جس قدر خطرناک اور لرزا دینے والے حملے اِن قوموں نے کئے اِس سے زیادہ کسی کے وہم وگمان میں بھی ہرگز نہیں آسکتے۔ فلاسفروں نے تو خُدا کی خدائی سے انکار کر دیا ہے اور اگر انکار نہیں تو شکوک وشبہات وجودِ باری میں ضرور پیدا کر دئے ہیں اور علمِ طبیعات کے ذریعہ ثبوت دیکر نو تعلیم یافتہ لوگوں کو جنہیں دین کی طرف سے بالکل ناواقفی اور جہالت ہوتی ہے دہریہ اور ملحد بنا دیا ہے چنانچہ منجملہ اُن فلاسفروں کے ایک ڈارون بھی ہے جس نے نسلِ انسانی کو بندروں کی اولاد ثابت کیا ہو اور بہت سے اس وقت وہ ڈاکٹر اور کیمسٹ ہیں جو ہر وقت اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ خدا کی مخلوقات کو جب چاہیں اور جس طرح چاہیں پیدا کر لیں اور اسی بنا پر پچکاری کے ذریعہ ایک شخص کی منی لیکر کسی عورت کے رحم میں داخل کر کے اولاد لینے اور ڈائنامیٹ کے ذریعہ بارش برسانے اور برقی وغیرہ کے ذریعہ مُردہ کو زندہ کرنے کے لئے شب وروز سعی کر رہے ہیں چنانچہ بارش کے برسانے اور اولاد لینے میں اُنکو کسی قدر کامیابی بھی ہوئی ہے اور ابھی حال ہی میں ایک شخص نے برقی کے ذریعہ بارش برسانے کا تجربہ کیا ہے۔ غرض وہ ایسی ایسی عجوبہ باتوں سے خدا کو اُس کی خدائی سے جواب دینا چاہتے ہیں +

دوسرا گروہ پادریوں کا ہے۔ اِس گروہ نے جس قدر اسلام کو ضرر پہنچایا اس کی نظیر تواریخ سے نہیں ملتی ہم تفصیلوار بیان کرتے ہیں +

(۱) اناجیلِ اربعہ کے ذریعہ جن میں انبیاء سابقین کو چور، بٹمار، ڈاکو وغیرہ اور اُن کی شریعت

کو یعنی اور غریب مریم کے بیٹے کو خدا کا بیٹا قرار دیا گیا ہے۔ اور اس تعلیم کے پھیلانے کے لئے اناجیل اربعہ کے ترجمہ ۷۰۰ زبانوں میں کیے گئے ہیں اور کروڑ در کروڑ طبع کروا کر مفت تقسیم کی گئی ہیں +

(۲) چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ذریعہ جو ہر ہفتہ میں لاکھوں طبع ہوتے اور جا بجا تقسیم کیے جاتے ہیں جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر نہایت گندے پیراؤں میں دکھلائی جاتی اور قرآنی تعلیم ظلم کی تعلیم قرار دی جاتی ہے جنکو پڑھکر دین سے بے خبر لوگ تذبذب میں پڑکر اُن کے پنجہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں +

(۳) اخباروں کے ذریعہ جن میں طرح طرح کے گندے اعتراض اسلام کی نسبت کیے جاتے ہیں

(۴) بازاروں میں کھڑے ہو کر وعظ کے ذریعہ۔ جن میں تمام انبیا اور کل بنی آدم کو گنہگار قرار دیکر صرف مسیح کو خدا کا بیٹا اور معصوم ظاہر کرتے اور کہتے ہیں کہ خُدا چونکہ عادل ہے اور عدل کا تقاضا یہی ہے کہ کل بنی آدم کو جنہوں نے آدم کی وجہ سے گناہ کو ورثہ پایا ہے۔ سزائے جہنم دی جائے مگر بیٹا نے رحم کھا کر اپنے باپ کو کہا کہ میں ان سب کے گناہ کا بوجھ اپنے سر لیتا اور اپنی جان قربان کرتا ہوں چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا پس جو مسیح پر ایمان لائے وہ ہر قسم کے گناہ سے بچ گیا یعنے اب اُسکو اختیار ہے جو چاہے کرے صرف مسیح پر ایمان لانا ہی کافی ہے۔ اِس کفارہ کے مسئلہ نے تمام اخلاقی محاسن کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اِسی جرأت سے یورپ ہر قسم کے معاصی میں گرفتار ہو گیا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ اب کل اقوام میں ان کی اس دجالیت کا ظہور پایا جاتا ہے +

(۵) خوبصورت اور سنہری جلدوں والی کتابوں کے ذریعہ جن میں اسلام اور دیگر مذاہب کی نسبت نہایت گندے اور ناپاک وساوس درج ہوتے ہیں +

(۶) مدرسے قایم کر کے اور تھوڑی فیس لگا کر تعلیم رواجی کا بہانہ سے اناجیل اربعہ کی تعلیم دیجاتی ہے جن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مسیح بنی آدم کے لئے قربانی ہوا +

(۷) وظیفہ دیکر نوجوان اور کم سمجھ طلباء کو مسیح کا گرویدہ بنا لیا جاتا ہے +

(۸) بعض اس قسم کے انعام مقرر ہیں جو اُن سوالات کے جواب دینے پر ملتے ہیں جو اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی نسبت نہایت ہی ناپاک اور سخت نفرت دلانیوالی تجویز کر کے بچوں کو زبان یاد

کرائے جاتے ہیں +

(۹) ہسپتال قائم کرکے بیچارہ اور غریب لوگوں کو جو بوجہ افلاس اور ناداری کے اُن کے شفاخانہ میں جاتے ہیں نہایت نرمی اور غمخواری کے طریق سے اُن کو اپنا گرویدہ بناکر انجیلی تعلیم کے مسایل آہستہ آہستہ اُن کے کانوں میں پہنچائے جاتے ہیں +

(۱۰) پورہاؤس یعنے غریب خانہ قایم کرکے غریب اور اپاہج لوگوں کو روٹی دیکر مسیح کا بندہ بنالیا جاتا ہے +

(۱۱) لاوارث یتیم بچوں کی پرورش اپنے ذمہ لیکر اُن کو پکا عیسائی تثلیث پرست بنالیا جاتا ہے

(۱۲) قحط سے فائدہ اُٹھاکر بیچارے قحط زدہ لوگوں کو اس اقرار پر امداد دی جاتی ہے کہ مسیح کے کفارہ پر ایمان لائیں +

(۱۳) بعض نادانوں کو یہ کہکر کہ دیکھو گورنمنٹ ہماری ہے ہم کیا سے کیا کروینگے پھندے میں لایا جاتا ہے حالانکہ گورنمنٹ برطانیہ کو مذہب سے کچھ بھی تعلق نہیں محض دھوکا دیا جاتا ہے +

(۱۴) بعض نادان یہ سمجھکر کر مشن کی خوبصورت مسّیں نکاح میں آجائینگی مذہب کا چولہ بدل لیتے ہیں

(۱۵) زنانہ سکولوں کے ذریعہ معصوم اور بے خبر لڑکیوں کو یسوع کی محبت اور اسلام سے نفرت دلائی جاتی ہے +

(۱۶) تعلیم اور دستکاری کے بہانہ سے شرفاء اسلام کے گھروں میں دخل پاکر اور آہستہ آہستہ نہایت پیار اور محبت کی باتیں بناکر اور تحفہ دے دیکر مسلمانوں کی سادہ لوح مستورات کو مشن کی عورتیں گھروں سے نکالکر لیجاتی اور کہیں کی کہیں پہنچاکر عیسائی بنالیتی ہیں +

(۱۷) کہیں مکتی فوج بناکر اور طرح طرح کے تماشے اور راگ رنگ دکھاکر سادہ لوحوں کو پھندے میں لایا جاتا ہے +

(۱۸) کہیں مولوی بنکر اور قرآن کریم کے مسائل سُناکر تعلیم اسلام سے نفرت دلائی جاتی ہے +

(۱۹) کہیں مسجد کے امام بنکر آہستہ آہستہ مذہب اسلام کی طرف سے وساوس پیدا کئے جاتے ہیں +

(۲۰) کہیں جوگیوں کے بھیس میں پھرتے مخلوقات خدا کو دام تزویر میں لاتے ہیں +

(۲۱) کہیں مندروں اور تیرتھوں پر ہندوؤں کے مقدس مقامات مثل ہردوار وغیرہ پر بیراگی

فقیروں کی شکل میں ڈیرہ لگا کر بیٹھتے اور رفتہ رفتہ عیسائی مذہب کی محبت دلوں میں بٹھاتے ہیں ۔

(۲۲) کہیں تھیٹروں کے ذریعہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی تصویر نہایت شرمناک پیرائے میں کھینچی جاتی ہے اور اس طرح اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف سے نفرت پیدا کیجاتی ہے ۔

(۲۳) کہیں عین مسلمانوں کی شکل اور لباس میں دو چار ملکر ریل کے کسی کمرہ میں جہاں مسلمانوں کی جماعت کو دیکھا بیٹھ کر اسلامی مسائل چھیڑ کر ایک کہنے لگتا ہے کہ اسلام کیسا پاک اور مقدس مذہب ہے مگر ہاں کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو واقعی نقصان پہنچاتی ہیں۔ اگر اسلام میں کثرت ازدواج نہ ہوتی تو کیا ہی خوب ہوتا اس سے ایسے بزرگ مذہب کو داغ لگ رہا ہے۔ دوسرے اُس کے ہمراہی کہنے لگتے ہیں کہ ہاں صاحب تم سچ کہتے ہو۔ غرض اس طرح سے بہت سے مسائل پیش کر کے سامعین کو اسلام کی طرف سے شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ یہ واقعہ بچشم خود دیکھا ہے۔

(۲۴) جنگلوں اور بیابانوں اور پہاڑوں میں پھر کر جہاں کسی کو گمراہ یا خرچ سے تنگ پایا۔ فوراً اُنکی تسلی و استمالت کر کے اُنکی حاجت براری کرتے ہیں اور اسطرح اُنکو اپنے دام میں لایا جاتا ہے ۔

(۲۵) کہیں حاجی بنکر اور تبرکات لیکر پھرتے ہیں اور کہیں مقدس بنکر دام تزویر میں لاتے ہیں ۔

(۲۶) کہیں ڈاکٹر بنکر اور کسی سخت مریض کو جو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہو یہ کہا کہ جب تک تم مسیح پر ایمان نہ لاؤ تم اس مرض سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتے تو وہ بیچارہ جان کی خاطر

(۲۷) کہیں مریضوں پر نوجوان اور خوبصورت مسیں خدمت اور نگرانی کے لئے مقرر کر کے مریض کی قے اور پاخانہ سے ذرہ بھی نفرت نہ کر کے ماں باپ سے زیادہ شفیق اور ہمدردی ظاہر کر کے مذہب مسیحیت کا شیدائی بنا لیا جاتا ہے ۔

(۲۸) کسی مفلس گرسنہ اور بیکار آدمی کو کسی اپنے آدمی پر جو اُن کے پھندے میں نہ آسکا ہو بلکہ اُن کے مشنریوں کی خرابیوں کو سمجھتا اور لوگوں کو آگاہ کرتا ہو کوئی سنگین مقدمہ برپا کرنے کے لئے یہ سکھلا کر کہ کہدے کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کے قتل کے لئے بھیجا ہے پاس رکھنے اور روٹی کھلانے کا اقرار کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا واقعہ ہم نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے ۔

ان کے سوا اور بھی ایسے طریق ہیں جن کے بیان کرنے سے شرم آتی ہے۔ لہذا ہم اُس سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ الغرض اس قوم نے کوئی حیلہ نہیں جو لوگوں کو بہکانے اور عیسائی بنانے میں اُٹھا رکھا ہو اور کوئی مکر و فریب نہیں جو اس قوم نے نہ برتا ہو۔ اگر تم ابتدا سے دنیا سے اس وقت تک

کی تاریخ دنیا کے ورق الٹ ڈالیں ہمیں ایک نظیر بھی ایسی نہیں ملیگی جیسی اس چالاک قوم نے پیش کی ہے۔ لاکھوں آدمی اپنے مذہب کا چولہ بدل کر عیسائیت کا جامہ پہن چکے ہیں اور کروڑہا ایسے آدمی ہیں اگرچہ عیسائی تو بظاہر نہیں ہوئے لیکن اُن کے خیالات وہی اُن کی طرز زندگی وہی اُن کے لباس وہی اُن کے عادات وہی اور جو باقی ہیں وہ بھی اُن کے اثر سے محفوظ نہیں کیونکہ ہم عموماً دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اپنے مذہب پر قائم اور اپنے مذہب میں تعصب اور جوش بھی دکھلاتے ہیں لیکن جھوٹ اور فریب سے ذرہ بھی نفرت نہیں رکھتے بلکہ اسی میں اپنی ہوشیاری اور عقلمندی سمجھتے ہیں۔ نہ اُمرا اس آفت اور فریب بازی سے بچے ہوئے ہیں نہ تاجر اور نہ دیگر پیشہ ور حتّٰی کہ مولوی اور سجادہ نشین بھی جو دین کے پیشوا اور ہادی کہلاتے ہیں وہ بھی ان فریبوں میں ایسے مشاق ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں ایسے چالاک کہ بعض اُنکے اُستاد پادری بھی اُنکے کارناموں سے شرما جاتے ہیں۔ عوام کا حال ہی نہ پوچھو۔ شاید بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جو زناکاری دغابازی شرابخوری سے پرہیز کرتے ہوں۔ غرض اس دجال کا تسلط سب کے قلوب پر پایا جاتا ہے اور دجال اپنی پوری حکومت کر رہا ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ اس کے پاس دولت بے شمار ہے جس کے خرچ کرنے سے اسکو ذرہ بھی دریغ نہیں۔ روپیہ کو پانی کی طرح بہایا جاتا ہے۔ کروڑہا روپیہ اسی کوشش میں ہر سال خرچ کیا جاتا ہے اور ہزارہا جانیں اسلام کے مٹانے اور کمزور کرنے کے لیے ضائع کی جاتی ہیں مگر ان کی سرگرمی میں ایک ذرہ بھی فرق نہیں آیا بلکہ روز بروز ترقی ہے چنانچہ چند سال کی رپورٹ مشن پیش کرکے ناظرین کو دکھلاتے ہیں کہ اس قوم کی کوشش اور سرگرمی کس حد تک ترقی کر رہی ہے +

مشن کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ دجالی گروہ بے ترتیب حالت میں نہیں بلکہ باقاعدہ طور سے جماعتیں بنکر اور الگ الگ ملک تقسیم کرکے جدا جدا ڈویژن قائم کرکے اپنے کام کو سرانجام دیتے ہیں اور جوں جوں اُن کو کامیابی ہوتی گئی ویسی ہی جماعتیں سال بسال ترقی کرتی گئیں۔ رپورٹ مشن ۱۸۷۳ء سے واضح ہے کہ ۱۸۷۳ء تک ۱۶ مشن قائم ہوچکے تھے سب سے پہلے ۱۶۶۱ء میں ایک سوسائٹی نیو انگلینڈ میں قائم ہوئی۔ پھر ۱۶۹۸ء میں ایک دوسری سوسائٹی قرار پائی پھر ۱۷۰۱ء میں۔ اور اس سوسائٹی نے ۱۷۰۵ء میں دو پادریوں زیگن بلگ اور پلیچو نامی کو ہندوستان میں روانہ کیا۔ اور پھر ۱۷۲۷ء میں ہندوستان جنوبی میں ڈینمارک کا مشن قائم ہوا۔

اور ۱۷۳۲ء میں موریوین مشن افریقہ میں بھیجا گیا ۱۷۶۹ء میں ویسلین مشن شروع ہوا اور ۱۷۹۲ء میں
بپٹسٹ مشنری سوسائٹی اور ۱۷۹۵ء میں لنڈن مشنری سوسائٹی اور ۱۷۹۶ء میں سکاچ مشنری
سوسائٹی اور ۱۷۹۷ء میں نڈرلنڈ سوسائٹی اور ۱۷۹۹ء میں ریلیجس ٹریکٹ سوسائٹی قائم ہوئیں اسی
سال میں یہ چرچ مشن سوسائٹی بھی قائم ہوئی۔ پھر ۱۸۰۴ء میں بائبل سوسائٹی مغربی افریقہ کے لیے قائم ہوئی
۱۸۰۸ء میں لنڈن جیوز سوسائٹی کی بنیاد پڑی ۱۸۰۹ء میں جیولینڈ مشن طے پایا اور ۱۸۱۰ء
میں امریکن بورڈ مشن قایم ہوا +

اس رپورٹ سے یہ بھی واضح ہے کہ اٹھارھویں صدی سے پہلے مشن کی کارروائیاں
بالکل غیر موثر اور ناکامیاب تھیں۔ بالآخر پادریوں میں ایک جوش پیدا ہوا اور ۱۲ اپریل ۱۷۹۹ء
کو لنڈن میں جمع ہوئے اور سب نے اسپر اتفاق کیا کہ انجیل کی منادی ازبس ضروری ہے تمام
وحشی اقوام میں اسکو رواج دیا جاوے اور اس سوسائٹی کی اصل غرض صرف مشرقی ممالک میں عیسائیت
پھیلانی تھی۔ اس سوسائٹی کی آمدنی ۱۸۰۱ء میں صرف ۹۱۱ پونڈ تھی لیکن سال زیر رپورٹ
یعنے ۱۸۷۳ء میں اس کی آمدنی ۱۵۶۴۳۰ پونڈ تک پہنچ گئی تھی +

لیکن جب ہم چرچ مشن سوسائٹی کی رپورٹ ۱۸۵۹ء کو دیکھتے ہیں تو انسان کو حیرت ہو جاتی
ہے کہ اس نے کس قدر ترقی کر لی ہے اور ہرگز انسان خیال نہیں کر سکتا کہ اس سے بڑھکر بھی کوئی ترقی
متصور ہو سکتی ہے کیونکہ اسکا دائرہ اسقدر وسیع ہو گیا ہے کہ اب کوئی گوشہ دنیا کا اس کے اثر سے باہر نہیں رہا
۱۸۰۴ء میں ملک سرالیون میں جو افریقہ کے مغربی کنارے پر ہے ایک مشن بھیجا گیا اور
۱۸۲۴ء تک ۵۳ مرد عورت اس مشن میں کام آئے +

۱۸۴۴ء میں یوروبا جو افریقہ کے مغربی کنارے پر ہے ایک مشن بھیجا گیا گو جانیں بہت
ضائع ہوئیں مگر انکی سرگرمی میں ذرہ فرق نہ آیا اور برابر کام پر لگے رہے +

۱۸۵۷ء میں نائگرہ میں جو براعظم افریقہ میں ایک وادی ہے جو دریائے نائگرہ کے
آسپاس واقع ہے ایک مشن بھیجا گیا جہاں گرمی کی شدت اور جنگلی اقوام اور وحشی درندوں کا نہایت
۱۸۴۴ء میں مشرقی افریقہ کی طرف بھی اس سوسائٹی کی توجہ منعطف ہوئی اور خط استوا کے
ممالک میں بھی مشن بھیجا گیا۔ اور مختلف مقامات پر مشن قایم ہو گئے +

۱۸۶۲ء میں ایک مشن بڑی کوشش کے بعد ملک مصر میں قایم کیا گیا گو ۱۸۱۵ء میں بھی ایک

مشن تعینات ہوا تھا مگر مسلمان ملکوں میں بجز خطر جان کے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ لیکن جب گورنمنٹ انگریزی
کا رعب اس ملک مصر پر قایم ہوا تو پھر مشن والوں کو بھی جرأت ہوگئی اور بالاآخر اپنے کام میں مصروف ہوگئے

۱۸۵۱ء میں صوبہ فلسطین میں مشن قایم ہوا۔ اول یروشلم میں پھر رفتہ رفتہ دیگر مقامات میں قایم
ہونے گئے یہانتک کہ ملک میں عیسائیت کا بڑا اثر پیدا کر دیا گیا +

۱۸۷۵ء میں ملک ایران میں مشن قایم ہوا۔ چنانچہ جلفا۔ کرمان۔ بغداد تک اسکا دورہ ہوگیا

۱۸۱۶ء میں صوبہ بنگالہ میں مشن قایم ہوا۔ کلکتہ اور بردوان سے نکل کر اضلاع گرد و جوار تک
مشن قایم ہوگئے اور اب تو تمام صوبہ بھر میں انکا اثر ہے اور جا بجا مشن قایم ہیں +

۱۸۱۳ء میں ممالک مغربی و شمالی میں مشن کا ظہور ہوا۔ الہ آباد سے شروع ہوکر تمام علاقہ میں
مشن قایم ہوگئے +

۱۸۵۰ء میں صوبہ ہائے وسطی میں دجال کا ظہور ہوا۔ چنانچہ جبل پور۔ مردارا۔ مانڈلہ۔ مرجھا
دیوزی۔ کھرواڑہ تک مشن قایم ہوگئے +

۱۸۵۲ء میں پنجاب میں مشن مقرر ہوا۔ چنانچہ امرتسر۔ مجیٹھہ۔ جنڈیالہ۔ اٹاری۔ اجنالہ۔ بٹالہ۔ فتحگڈھ
نارووال۔ باوڑوکے۔ ترنتارن۔ کلارک آباد۔ لاہور۔ کوٹ گوال۔ شملہ۔ کانگڑہ۔ دھرمسالہ۔ پنڈدادنخاں
ملتان۔ ڈیرہ غازیخان۔ ڈیرہ اسمعیلخان۔ ٹانک۔ بنوں۔ پشاور۔ کشمیر۔ کوئٹہ تک اس دجال کا
دور دورہ ہوگیا اور اب تو کل پنجاب میں کوئی شہر کوئی گانوں نہیں جہاں انکے مشن قایم نہ ہوں +

۱۸۵۵ء میں ملک سندھ میں مشن مقرر ہوا۔ اور کراچی۔ حیدرآباد۔ سکھر میں بھی مشن قایم ہوگئے +

۱۸۲۰ء میں بمبئی اور ہند غربی میں مشن روانہ ہوا۔ چنانچہ بمبئی اور آسپاس کے کل اضلاع
میں مشن محیط ہوگئے +

۱۸۱۴ء میں مدراس اور ہند جنوبی میں مشن کا ظہور ہوا۔ اور رفتہ رفتہ بڑے بڑے شہروں
میں مشن قایم ہوگئے اور اب تو مدراس کے ایک ایک گانو میں مشن قایم ہیں اور لاکھوں باشندے عیسائیت
قبول کرلی اور عیسائی ہوگئے

۱۸۱۶ء میں ٹراونکور اور کوچین میں مشن قایم ہوا اور رفتہ رفتہ تمام علاقہ میں مشن قایم ہوگئے +

۱۸۱۸ء میں جزیرہ سیلون میں مشن قایم ہوا اور پھر کل جزیرہ پر مشن پھیل گئے +

۱۸۵۶ء میں جزیرہ موریشس میں مشن قایم ہوا۔ چنانچہ روز بیلی۔ پلے سانگی۔ بیوبسین۔
پورٹ لوئیس۔ موکا تک مشن بنائے گئے +

۱۸۵۰ء میں چین جنوبی میں مشن قایم ہوا سب سے اول صوبہ خان تنگ کے علاقہ ہانگکانگ میں مشن کی بنیاد ڈالی گئی پھر کل علاقہ میں مشن قایم ہوئے گئے +

۱۸۴۴ء میں وسط چین میں مشن تجویز ہوا۔ چنانچہ صوبہ کیانگ سو کے علاقہ شنگھائی میں اور صوبہ چہکیانگ کے علاقہ ننگپور میں اور بعد ازاں کل علاقہ میں مشن تجویز کیے گئے +

۱۸۵۹ء میں چین غربی میں مشن روانہ ہوا۔ چنانچہ مینچو سنٹو مینچوہ۔ انسین۔ چونگبا نہسوٹن تک مشنوں کی بنیاد قایم کی گئی +

۱۸۶۹ء میں جاپان کے ملک میں مشن تجویز ہوا۔ چنانچہ اوساکہ۔ اوٹارو تک مشن قایم ہو گئے +

۱۸۱۴ء میں جزیرہ نیوزیلینڈ میں مشن تجویز ہوا۔ اور پھر کل علاقہ میں مشن قایم ہو گئے +

۱۸۲۲ء میں ملک کناڈا کے شمال مغربی حصہ میں مشن قایم ہوا۔ چنانچہ صوبہ روپرٹس لینڈ کے علاقہ اور صوبہ ساسکیچیوان اور گیلبگری کے علاقہ اور صوبہ اتھاباسکا کے علاقہ اور صوبہ میکنزی ریور کے علاقہ کے بڑے بڑے شہروں میں اور صوبہ سلکرک کے علاقہ میں مشن قایم کیے گئے +

۱۸۵۶ء میں برٹش کولمبیا میں مشن قایم ہوا اور پھر رفتہ رفتہ تمام ملک میں کثرت مشن ہو گئے غرض کوئی شہر کوئی گانوں ایسا نہیں جو اس دجال قوم کی دست برد سے محفوظ ہو جا بجا مدرسے اور کالج قایم کیے گئے ہیں۔ بڑے بڑے مقامات میں سپتال جاری کیے گئے۔ پورہاوس بنائے گئے۔ ان لوگوں کے مردان کی عورتیں رات دن بڑی گرمجوشی سے اس دھندے میں لگی ہوئی ہیں کہ دنیا پر صلیبی مذہب کے سوا کچھ دکھلائی نہ دے +

جیسے حکمران گورنمنٹ ایک انتظام کے ساتھ ملک پر بندوبست کرتی ہے اسی طرح اس قوم نے بھی بندوبست کیا ہوا ہے۔ بشپ اور آرک بشپ خاص خاص صوبہ ملک میں مقرر ہوتا ہے پھر اُن کے نیچے کلرجی ہیں اور دیگر عہدہ دار ہوتے ہیں۔ اور تمام مقامات پر بڑے انتظام کے ساتھ کارروائی کی جاتی ہے اور کوئی بے ترتیبی اور بدنظمی نہیں ہوتی +

جس قدر مشن اوپر بیان کیے گئے ہیں یہ صرف چرچ مشن سوسائٹی کے ہیں۔ علاوہ اس کے بیسیوں ایسی سوسائٹیاں ہیں جو اسی سرگرمی اور ایسے ہی انتظام کے ساتھ دنیا پر پھیلی ہوئی ہیں۔ مثلاً امریکن مشن۔ سکاچ مشن۔ میتھوڈسٹ۔ پرسبی ٹیرین۔ رومن کیتھلک۔ کلیسائی یونان وغیرہ وغیرہ جو شب و روز تمام مذاہب کے لوگوں کو مسیحیت کے لیے تیار کرتے ہیں +

اِن کے سالانہ جلسے عظیم الشان ہوتے ہیں جن میں ہزاروں پادری اور بشپ اور لارڈ بشپ جمع ہوتے ہیں اور ریزولیوشن پاس کرتے ہیں اور پھر ان کو تمام مشنوں میں رواج دیا جاتا ہے +

چرچ مشن سوسائٹی کا مربی لارڈ آرک بشپ آف کنٹربری ہے +

پریزیڈنٹ رائٹ آنریبل سر جان ایچ کیناڈی صاحب بہادر - بارٹ - ایم - پی ہیں +

وائس پریزیڈنٹ ۱۷۶ ہیں - آنریری سکرٹری ۷۶ ہیں جو مختلف اضلاع میں مقیم ہیں +

آنریری لائف گورنر ۹۸ ہیں +

آنریری لائف ممبر ۴۶ ہیں +

لائف گورنر ۱۴۴۸ ہیں +

کل یورپین ولیسی پادری جو اس چرچ کی طرف سے دنیا میں مشنریوں کا کام کر رہے ہیں ۶۶۹۳ ہیں جن میں سے ۱۷۴۲ مس ہیں یعنے عورتیں ہیں - جو نہایت سرگرمی سے اُس طریق پر کارروائی کر رہی ہیں جو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے +

اِن کی اس کارروائی سے لاکھوں مرتد ہو چکے ہیں صرف سال زیر رپورٹ میں صرف اس ایک ہی مشن کے ذریعہ دو لاکھ تین ہزار سات سو آدمی نو اصطباغ لے چکے ہیں اور ۲۹۴۰۹ عنقریب اصطباغ پانے والے ہیں کل ۲۳۳۱۱۰ ہوئے جن میں سے صرف ہندوستان سے ایک لاکھ ستائیس ہزار پانچسو ستائیس ہیں جس سے عیاں ہے کہ جس قدر فتنہ مذہبی ہندوستان میں اس قوم نے برپا کیا ہے اس کی نظیر کسی دیگر حصہ زمین میں نہیں پائی جاتی +

علاوہ ازیں اس انگلینڈ چرچ کے دو ہزار ایک سو اکہتر مدرسے ہیں جن میں بانوے ہزار آٹھ سو چار طلباء ہیں اور ان میں چھبیس ہزار تین سو ستاون لڑکیاں ہیں جو انجیل اور صلیب پرستی کی تعلیم پاتی ہیں +

یہ تو ظاہر ہے کہ اگر یہ کل کے کل عیسائی نہ بنے تو بھی اُن کے نیم عیسائی ہونے میں تو کلام ہی نہیں کیونکہ بیچارے معصوم اور بے خبر ننھے ننھے بچّوں کو دین کی خبر ہی کیا ہوتی ہے جب ابتدا ہی سے اُن کو عیسے یسوع جیسے بول تیرا گیا لگیگا مول نوکِ زبان کرایا جاتا ہے اور تمام بزرگانِ دین خصوصاً سرتاجِ انبیاء فخرِ رسل و خاتم النبیین و شفیع المذنبین کی نسبت ایسے ایسے گندے خیالات جمائے جاتے ہیں کہ جن کے سُننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور

اس طرح وہ اس معصوم جماعت کی طرف سے متشکک و مذبذب ہو کر ملحدوں بے دینوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں +

مزید براں پانچ لاکھ چھ سو چوہتر آدمی اُن کے ہسپتالوں میں علاج کے لیئے داخل ہوئے اور صلیبی تعلیم اُن کے کانوں میں پہنچائی گئی ہے +

اب جب ایک سوچنے والا زیرک انسان بنظرِ امعان دیکھیگا تو وہ بے اختیار بول اُٹھیگا کہ ابتدائے دنیا سے اس وقت تک مذہبی پیرایہ میں اس زور و شور کے ساتھ کوئی قوم نہیں کھڑی ہوئی جیسی کہ پادریوں کی قوم۔ کیا اب بھی اِن کے دجال ہونے میں کچھ شک رہ سکتا ہے۔ جس قدر فتنہ اِس قوم نے مذہبوں میں ڈالا ہے کوئی اُس کی نظیر نہیں بتا سکتا یہی تو وجہ ہے کہ تمام انبیاء اور خصوصاً فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلوٰۃ اللہ وسلامہ نے اپنی امت کو سخت ڈرایا کہ دجال ایک ایسی قوم ہوگی جس کا اثر تمام دلوں پر پڑیگا تم خبردار رہنا۔ اگر یہ قوم نہیں تو پھر کوئی بتائے کہ دجال اس سے بڑھ کر کیا کارروائی کر سکتا ہے کیا مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی مَا بَیْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اَمْرٌ اَکْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ یعنے آدم کی پیدائش سے لیکر تا قیامت دجال کے معاملہ سے بڑھ کر کوئی معاملہ نہیں۔ اپنے پورے معنوں میں ثابت نہیں ہوتی +

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حدیث میں تو صرف ایک شخص ثابت ہوتا ہے اور یہ لوگ تو جماعتوں کی جماعتیں ہیں کیونکر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ لوگ دجال ہیں سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ لغت میں دجال کے معنے جماعت کے لکھے ہیں اور اگر حدیث میں واحد شخص ذکر کیا گیا ہے تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جنس میں سے ایک فرد کا ذکر کر دیا جاتا ہے اور مراد اُس سے کل افرادِ جنس ہوتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں سات سال کی ایک بال دکھلائی گئی اور مراد اُس سے زمانہ مصر کی کل سات سال کی بالیں لی گئیں جو کروڑ در کروڑ تھیں +

اسی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کو دجال قرار دیدیا تھا کیونکہ اُن صفات میں سے جو دجال کی نسبت بیان کی جاتی ہیں کچھ صفات اُسمیں مشابہ تھیں جس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ معمولی قسم کے انسانوں میں سے دجال ہوگا۔ اور

صرف اپنے ہتھکنڈوں اور کرتبوں کی وجہ سے پہچانا جائیگا۔ سو کون نہیں جانتا کہ جس قدر کرتب
اس قوم نے دکھائے ہیں ابن صیاد کے کرتبوں سے کہیں بڑھکر ہیں بلکہ اگر ابن صیاد
اس وقت ہوتا تو ان پادریوں اور طبیبوں کی کارستانیاں دیکھکر مارے شرم کے پگھل
جاتا اور اپنے کل کرتوت بھول جاتا +

۳۔ دجال ایک تنہا نہیں بلکہ ایک جماعت ہے

ہم لفظ دجال کے معنے لغت عرب سے دکھا چکے ہیں کہ ایک طائفہ عظیمہ یعنے ایک بھاری گروہ
کو کہتے ہیں مگر ہم اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے
دکھاتے ہیں کہ وہ بھی دجال کو ایک جماعت ہی تصوّر کرتے تھے دیکھو حدیث ذیل:۔

يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالٌ يَخْتِلُونَ
الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ
الضَّأْنِ مِنَ اللِّينِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى
مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّيَابِ
يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَبِي يَغْتَرُّونَ أَمْ
يَجْتَرِءُونَ حَتّٰى حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولَئِكَ
مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانَ
رَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ +

نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ آخری
زمانہ میں دجال نکلیگا وہ جماعت ہوگی جس کے
لوگ دنیا کو دین کے ساتھ ملائینگے اور لوگوں کو دین
کے بارہ میں بکریوں کی کھال میں دکھلائی دینگے
یعنے بظاہر مسکین اور غریب طبع ہونگے ان کی
زبانیں شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہونگی اور ان کے
دل بھیڑیوں کیسے ہونگے اللہ تعالیٰ کہیگا کیا میرے
ساتھ دھوکہ کرتے ہیں یا میری ذات پر جرأت
کرتے ہیں مجھے ان پر اس قدر غصہ ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ انہی میں سے میں ایک فتنہ برپا کرونگا
جس سے ان کے دانا سے دانا بھی حیران رہجائینگے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۲۔

اب اس حدیث سے صاف واضح ہوگیا کہ دجال سے مراد ایک جماعت ہے جو مکر و فریب سے
کارروائی کریگی بظاہر بڑے رحیم و کریم اور بڑی ہی میٹھے ہونگے مگر باطن میں درندوں سے کم نہ ہونگے
سو کون نہیں جانتا کہ یہ صفات پادریان و فلاسفران فرنگ میں من کل الوجوہ پائی جاتی ہیں +
علاوہ بریں دجال کو صرف ایک شخص قرار دینا اور پھر کل دنیا پر اس کا تسلط ہونا قرین قیاس
نہیں کیونکہ ایک شخص اکیلا کیونکر کل مخلوقات پر مسلط ہو سکتا ہے۔ حالانکہ سرور عالم فخر بنی آدم علیہ الصلوٰۃ

والسلام جو تمام مخلوقات میں افضل تھے وہ تو ساری دُنیا پر مسلط نہ ہو سکے یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک کافر اور وہ بھی ناقص الخلقت تمام جہانوں پر حکمران ہو جائے اور پھر حکومت بھی ایسی کہ کل خدائی ہی اُس کے قبضۂ قدرت میں آجائے اور خدا تعالیٰ جو خالق کل شئی ہے ایک عاجز ناتوان ہو کر بیکار رہجائے اور دجال ہی حی وقیوم وہی شافی وہی خالق وہی رازق وہی مینہہ برسانے والا۔ وہی کھیتوں کو ہرا بھرا کرنے والا۔ وہی دریاؤں کو چلانے والا۔ وہی عزت دینے والا وہی ذلت دینے والا تسلیم کر لیا جائے غرض کوئی صفت من صفات اللہ نہ ہوگی جو اُس میں نہ پائی جاتی ہو۔ اور تعجب پر تعجب کہ یہی اعتقاد اس زمانہ کے علما بھی رکھتے ہیں حالانکہ ان نادانوں کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ جب دجال اس قدر خدائی طاقت رکھتا ہے تو پہلے اپنی آنکھ ہی کو کیوں درست نہیں کر لیتا اور یہ لوگ مانتے ہیں کہ وہ کانا یعنے یک چشم ہوگا۔ جب وہ اپنی آنکھ درست کرنے پر قادر نہیں تو وہ دوسروں کو کیونکر زندہ کر سکتا ہے ⁂

۴۔ قرائن قویہ اس بارہ میں کہ احادیث میں جسقدر صفاتِ دجال ہیں وہ سب اس قوم میں پائی جاتی ہیں

اب ہم دیگر قرائنِ قویہ سے ثبوت دیتے ہیں کہ جس قدر احادیث میں دجال کی صفات آئی ہیں وہ سب اسی قوم میں پائی جاتی ہیں ⁂

(۱) اول وقت بتایا گیا ہے کہ دجال کب نکلیگا چنانچہ حدیث سے واضح ہے :-

وقت خروج دجال اکبر کا علم

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنیٰ عَلَیْہِ وَصَلّٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مَعَاشِرَ النَّاسِ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ یَقُوْلُہَا ثَلٰوثَ مَرَّاتٍ۔ فَقَامَ اِلَیْہِ صَعْصَعَۃُ بْنُ صَوْحَانَ الْعَبْدِیُّ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَتیٰ یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَقَالَ مَہْ یَا صَعْصَعَۃُ قَدْ عَلِمَ اللّٰہُ مَقَامَکَ وَسَمِعَ کَلَامَکَ مَا الْمَسْئُوْلُ	ابن المنادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ علی نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا۔ اوّل اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ پڑھی اور پھر تین دفعہ کہا کہ اے لوگو پیشتر اس کے کہ میں تم سے رخصت ہو جاؤں مجھ سے کچھ پوچھ لو۔ اسپر صعصعہ بن صوحان عبدی کھڑا ہوا اور اُسنے کہا کہ اے امیر المومنین دجال

بأعلم بذلك من السائل ولكن لذلك
علامات وأسباب وهنات يتلو بعضهن
بعضا كحذو النعل بالنعل في حول واحد
ثم إن شئت أنبأتك بعلامته فقال
عن ذلك نبئنا يا أمير المؤمنين قال
فاعقد بيدك يا صعصعة ما أقول لك إذا أمات الناس
الصلوات وأضاعوا الأمانات وكان [illegible]
فأمراؤهم فجرة ووزراؤهم خونة
وأعوانهم ظلمة وقراؤهم فسقة وظهر
الجور وفشا الزنا وظهر الربا وقطعت الأرحام
واتخذت القينات وشربت الخمور
ونقضت العهود وضيعت الحسنات
وتوانى الناس في صلوة الجماعات وزخرفوا
المساجد وطولوا المنابر وحلوا المصاحف
وأخذوا الرشا وأكلوا الربا واستعملوا
السفهاء واستخفوا بالدماء وباعوا الدين
بالدنيا واتجرت المرأة مع زوجها حرصا
على الدنيا وركب النساء على المنابر تشبهن
بالرجال وتشبه الرجال بالنساء وكان السلام
بينهم على المعرفة وشهد شاهدهم
من غير أن يستشهد وحلف من قبل
أن يستحلف ولبسوا جلود الضأن على
قلوب الذئاب وكانت قلوبهم أمر
من الصبر وألسنتهم أحلى من العسل

سب بتلاؤنگا اس پر حضرت علی نے جواب میں کہا اے
صعصعہ رحمہ اللہ تعالیٰ میرے مقام کو جانتا اور
میری کلام کو سنتا ہے اور معلوم رہے کہ مسئول عنہ
سائل سے زیادہ اس بارہ میں نہیں جانتا
لیکن وہاں کے بارہ میں کہ وہ کب ظاہر ہوگا کچھ
علامتیں اور نشان اور اسباب ہیں بعض بعض کو
ظاہر کریں گے اور ایک ہی مدت میں یکے بعد دیگر
واقع ہوں گے پھر اگر تم چاہو تو میں اس کی علامت
تم کو بتا دونگا اس نے کہا کہ یا امیر المومنین
بتا اس بارے میں پوچھتا ہوں حضرت علی نے
کہا کہ اپنے ہاتھ کو بند کرو اور جو کچھ میں کہوں اس کو
یاد رکھو سو واضح ہو کہ حال اس وقت کھلیگا جب
دیکھو کہ لوگوں نے نماز کو ترک کر دیا اور امانتوں
کو ضائع کر دیا اور ان کے حکم میں ضعف آگیا اور ظلم
اور جھوٹ کہا جاتا ہو اور امیر لوگ فاسق فاجر ہوں اور
وزیر خائن پیشہ ہوں مددگار ظالم ہوں اور قاری
فاسق ہوں اور ظلم اور تعدی پیدا ہوا اور زنا کھلا
ہوتا ہو سود کا عام رواج ہوا اور قطع رحمی بہت
ہو اور گانیوالی رنڈیاں رکھی جائیں۔ شراب
پی جاتی ہو اور پیمان توڑے جاتے ہوں
اور نیکیاں ضائع کیجاتی ہوں اور لوگ جماعت کے ساتھ
نماز پڑھنے میں سستی کرتے ہوں مسجدیں سجائی جاتی
ہوں اور لمبے چوڑے ممبر کھڑے کیے جاتے ہوں
اور قرآن کریم آراستہ کیے جاتے ہوں اور رشوت

وَسَتَرَ اِيْرُهُمَا اَنْتَنُ مِنَ الْجِيْفِ وَالْقُمْسِ
التَّفَقُّهُ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاُنْكِرَ الْمَعْرُوْفُ وَعُرِفَ
الْمُنْكَرُ فَالنَّجَا النَّجَا وَالْوَحَا الْوَحَا اَلَا نِعْمَ السَّكَنُ
حِيْنَئِذٍ عُبَّادَانُ اَلنَّائِمُ فِيْهَا كَالْمُجَاهِدِ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهِيَ اَوَّلُ بُقْعَةٍ اٰمَنَتْ بِعِيْسٰى
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى
النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ اَحَدُهُمْ يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ
تِبْنَةً فِيْ لَبِنَةٍ مِنْ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ عُبَّادَانَ
فَقَامَ اِلَيْهِ الْاَصْبَغُ بْنُ نُبَاتَةَ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنِ الدَّجَّالُ قَالَ صَافِيْ بْنُ
صَائِدٍ اَلشَّقِيُّ مَنْ صَدَّقَهٗ وَالسَّعِيْدُ مَنْ
كَذَّبَهٗ اَلَا اِنَّ الدَّجَّالَ يَطْعَمُ الطَّعَامَ وَيَشْرَبُ
الشَّرَابَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى
يَتَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ اَلَا اِنَّ الدَّجَّالَ لَحِمُوْلَتُهٗ اَرْبَعُوْنَ
ذِرَاعًا بِالذِّرَاعِ الْاَوَّلِ تَحْتَهٗ حِمَارٌ اَقْمَرُ
طُوْلُ كُلِّ اُذُنٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثَلَاثُوْنَ ذِرَاعًا
مَا بَيْنَ حَافِرِ حِمَارِهٖ اِلَى الْحَافِرِ الْاٰخَرِ مَسِيْرَةُ
يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ تَنْطَوِيْ لَهُ الْاَرْضُ مَنْهَلًا مَنْهَلًا وَيَتَنَاوَلُ
السَّحَابَ بِيَمِيْنِهٖ وَيَسْبِقُ الشَّمْسَ اِلٰى مَغِيْبِهَا
يَخُوْضُ الْبَحْرَ اِلٰى كَعْبَيْهِ اَمَامَهٗ جَبَلُ دُخَانٍ
وَخَلْفَهٗ جَبَلٌ اَخْضَرُ يُنَادِيْ بِصَوْتٍ لَهٗ يُسْمِعُ
بِهٖ مَا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ اِلَيَّ اَوْلِيَائِيْ اِلَيَّ اَوْلِيَائِيْ
اِلَيَّ اَحِبَّائِيْ فَاَنَا الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِيْ
قَدَّرَ فَهَدٰى اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ

بیچا ئی اور سود کھایا جاتا ہو۔ کمینے اور کم عقل عامل
بنائے جاتے ہوں اور خون کرنا ہلکی بات سمجھا جاتا ہو۔
اور دین کو دنیا سے بیچتے ہوں اور دنیا کی حرص
ہیں آگر عورت اپنے خاوند کی تجارت میں شریک
ہوتی ہو اور عورتیں ممبر و منبر پر چڑھکر لکچر دیتی ہوں اور مرد عورتوں
کی شکل اختیار کریں اور مرد عورتوں کے مشابہ ہوں اور سلام صرف جان
پہچان پر ہوتا ہو اور گواہ بغیر طلب گواہی کے گواہی
دے اور بغیر طلب قسم کے قسم کھائے۔ اور انسان
ایسی صورت بنالیں کہ بظاہر بکری جیسا نرم ہو لیکن
باطن میں بھیڑیا جیسا دل ہو۔ انکے دل ایلوے سے بھی
زیادہ کڑوے ہونگے اور ان کی زبانیں شہد
سے زیادہ میٹھی ہونگی اور ان کی چھپی باتیں مردار
سے زیادہ بدبودار ہونگی اور دین کے سوا اور باتوں
میں تفقہ اور غور ہوگی اور نیک باتیں بری اور بری
باتیں نیک سمجھی جائینگی۔ اس وقت خرابی ہی
خرابی ہوگی جن سے بچنا ضروری ہے اس وقت
اچھا مکان عبادان ہوگا۔ جس میں سونے والا
مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہوگا اور وہ پہلا
مقام ہے جہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی ناصری
پر ایمان لائے تھے۔ لوگوں پر ضرور ضرور ایسا زمانہ
آئیگا کہ ہر ایک کہیگا کاش میں عبادان کے
مکانوں کی اینٹوں کے ذرات ہوتا۔ پھر اصبغ
بن نباتہ اٹھا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین دجال
کون ہے انہوں نے کہا کہ صافی بن صائد۔ جو

لَيْسَ بِرَبِّكُمْ كَذَلِكَ أَلَا وَإِنَّ الدَّجَّالَ أَكْثَرُ
أَشْيَاعِهِ وَأَتْبَاعِهِ الْيَهُودُ وَأَوْلَادُ الزِّنَا
يَقْتُلُهُ اللّٰهُ تَعَالَى بِالشَّامِ عَلَى عَقَبَةٍ يُقَالُ لَهَا
عَقَبَةُ أَفِيقٍ لِثَلَاثِ سَاعَاتٍ يَمْضِينَ مِنَ
النَّهَارِ عَلَى يَدَيْ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ بَعْدَ ذَلِكَ
خُرُوجُ الدَّابَّةِ مِنَ الصَّفَا مَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ
بْنِ دَاوُدَ وَعَصَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ فَتَنْكُتُ
بِالْخَاتَمِ جَبْهَةَ كُلِّ مُؤْمِنٍ هَذَا مُؤْمِنٌ حَقًّا حَقًّا
ثُمَّ تَنْكُتُ بِالْعَصَا جَبْهَةَ كُلِّ كَافِرٍ هَذَا كَافِرٌ حَقًّا
حَقًّا أَلَا وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ حِينَئِذٍ يَقُولُ لِلْكَافِرِ
وَيْلَكَ يَا كَافِرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْنِي
مِثْلَكَ وَحَتَّى أَنَّ الْكَافِرَ لَيَقُولُ لِلْمُؤْمِنِ
طُوبَى لَكَ يَا مُؤْمِنُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَكَ
فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا لَا تَسْأَلُونِي عَمَّا بَعْدَ
ذَلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَهِدَ إِلَيَّ أَنْ أَكْتُمَهُ رَوَاهُ ابْنُ الْمُنَادِي

شخص اُس کی تصدیق کریگا وہ شقی ہے اور جو
اُس کی تکذیب کریگا وہ سعید ہے۔ خبردار دجال
کھانا کھائیگا اور شراب پیئیگا اور بازاروں میں
چلا کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ اُس سے محفوظ رکھے
اور دجال کا طول بہ چالیس گز ہے جو اول اول
تھا اُس کے نیچے سفید گدھا ہوگا اور اُس کے
دونوں کانوں کے درمیان تیس گز کا فاصلہ
ہوگا اور اُس کے کھر یعنے قدم اول سے دوسرے
قدم تک ایک رات دن کے سفر کے برابر ہوگا
(مراد ایک سٹیشن سے دوسرے سٹیشن تک
ہے) زمین اُس کے ذریعہ سے بآسانی طے ہوگی
بادل اُس کے دائیں طرف رہا کریگا اور سورج
کو اُس کے غروب کے مقام سے پیچھے چھوڑ جائیگا
سمندر میں اپنے ٹخنوں تک غوطہ زن ہوگا۔
اُس کے آگے دھوئیں کا پہاڑ اور اُس کے پیچھے
سبز پہاڑ ہوگا۔ وہ آواز نکالیگا جو زمین کے دونوں
کناروں تک کے لوگوں کو سنائی دیگا اور وہ آواز یہ ہوگا کہ اے پیارو اے دوستو میرے پاس
آؤ میں وہ ہوں جس نے پیدا کر کے ٹھیک ٹھاک کیا اور جس نے اندازہ کر کے ہدایت کی راہ بتائی
اور میں ہی تمہارا بڑا رب ہوں۔ اللہ کا دشمن جھوٹ کہیگا۔ وہ تمہارا رب نہیں یہ یاد رکھو دجال
کے بہت سے گروہ ہونگے اور اُس کے تابعدار یہودی اور ولدالزنا ہونگے۔ اللہ تعالیٰ اُسکو شام
میں ایک ٹیلے پر جس کو افیق کہتے ہیں دن کے تین ساعت میں عیسیٰ بن مریم کے ہاتھ سے قتل
کرائیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۶ و ۲۶۷؎

اس حدیث سے بخوبی واضح ہوگیا کہ حضرت علی نے دجال کے وقت ظہور کی علامات
بتاوی ہیں جو اوپر بیان ہوچکی ہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کیا نمازوں کو لوگوں نے ترک نہیں کردیا

اور جو پڑھتے بھی ہیں تو گویا وہ اس طریق پر پڑھتے ہیں جس طریق پر پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمل کر کے دکھایا تھا نہیں ہرگز نہیں بلکہ رسم و عادت کے طور پر پڑھتے ہیں۔ خدا ئے علیم و خبیر کی کچھ عظمت دل میں نہیں ہوتی اور نہ جانتے ہیں کہ ہمارے منھ سے کیا نکل رہا ہے۔ یہ تو نمازوں کا حال ہے۔ اب امانت کی سنیئے۔ آجکل کے زمانہ میں امانت عنقا ہو رہی ہے۔ بیوی کو اپنے خاوند پر اور خاوند کو اپنی بیوی اور اولاد پر بھروسہ نہیں کہ کوئی امانت محفوظ رہے۔ اوروں کا ذکر ہی جانے دو +

اللہ کے حکم پر حضرت یہاں تک آگیا کہ کسی حکم خدا کی قدر نہیں رہی بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے نفس کی تمنیات اور خواہشات کو مقدم سمجھتا اور اپنی اغراض دنی کی پیروی کرنا سب سے ضروری اور اہم خیال کرتا ہے جس قدر قرآن کریم میں احکام ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا دکھلائی نہیں دیتا جس کی تعظیم و تکریم ہوتی ہو +

ظلم کا یہ حال ہے کہ جس کی حد نہیں ایک ایک ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی جہاں بس چلے ظلم اور حق تلفی کے بغیر رہ نہیں سکتا حق اللہ اور حق العباد کی ایک رائی کے برابر بھی وقعت نہیں پائی جاتی۔ باوجود ان سب باتوں کے مجلسوں میں ہمجنسوں کے آگے فخر کیا جاتا ہے +

اُمرا کے فسق و فجور کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ میں قریباً تمام ہندوستان میں پھرا۔ مجھے اب تک کوئی ایسا امیر نہیں ملا یا کم از کم نہیں سنا جو فسق کے الزام سے بری ہو۔ نہایت دلیرانہ طور سے فسق کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ بلکہ طرز زندگی ظاہر کرتی ہے کہ گویا یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم پیدا ہی اسی غرض کے لئے ہوئے ہیں اور ہمارا کوئی فرض ہی نہیں۔ گویا عیاشی انکے لئے ہے اور وہ

وُزرا کا حال سنیئے۔ جہاں تک اس زمانہ کے بادشاہ یا نواب ہیں آئے دن یہی سنا جاتا ہے کہ فلاں وزیر نے اپنے آقا سے بیوفائی کی اور فلاں نے فلاں قوم سے انعام و پیہ لیکر بادشاہ یا نواب یا راجہ سے غداری کی۔ یہ امر بھی روز روشن کی طرح اظہرمن الشمس ہے +

ارکین سلطنت کا حال بھی ناقابل ذکر ہے۔ ہر ایک خائن پیشہ اور غدار طینت معلوم ہوتے ہیں۔ بڑی جرأت سے ظلم کرتے اور سلطنتوں کو تباہ و برباد کرتے اور بھاری بھاری رشوتیں لیکر دوسرو ں

قاریوں کا یہ حال ہے کہ زناکاری اور لواطت کو اپنا ضروری پیشہ سمجھتے ہیں۔ آئے دن یہی سنا جاتا ہے کہ فلاں حافظ صاحب یا فلاں قاری صاحب۔ فلاں حافظ صاحب زنا کرتے ہوئے

یا اعمال ہی میں مبتلا دیکھے گئے ٭

زناکاری کی کوئی حد نہیں رہی زنا اس کثرت سے عام ہو گیا ہے کہ گلی کوچوں میں بیٹھا گذرنا مشکل ہو گیا ہے بہت ہی کم ایسے خدا کے بندے نکلیں گے جو بیان کے اس ناگوار فعل سے بچے ہوئے ہوں ورنہ تمام طبائع اس فعل قبیح کی طرف لگی ہوئی ہیں اور آنکھ کا زنا تو شیر مادر کی طرح حلال سمجھا جاتا ہے شاید ہزار میں سے ایک بزرگ ایسا ہو جو آنکھ کے زنا سے محفوظ ہو بڑے بڑے مدعیان دین و پیشوایان دین

سود کی نسبت بھی جہاں تک دیکھا جاتا ہے عام رواج ہو گیا ہے اور قوموں میں تو سود کی کوئی ممانعت ہی نہیں اور صرف مسلمانوں ہی کو اس کی سخت ممانعت تھی یہاں تک کہ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَشَاہِدَیْہِ وَکَاتِبَہٗ۔ اَخْرَجَہٗ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمَذِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سود کے دینے والے اور لینے والے اور گواہوں اور کاتب پر لعنت ہے۔ دیکھو تیسیر الوصول الی جامع الاصول مطبوعہ مطبع نولکشور جلد اول صفحہ ۴۱ مگر پھر بھی ربا کا استعمال اس کثرت سے ہو گیا ہے کہ کوئی بھی بچا ہوا نہیں معلوم ہوتا اور جو بچے بھی ہوئے ہیں تو ان پر رسول اللہ صلعم کی اس حدیث کی صداقت ضرور ہوتی ہے کیونکہ دخان کسی نہ کسی وجہ سے تو ضرور پہنچتا ہے

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی اَحَدٌ اِلَّا اٰکِلُ الرِّبٰوا فَمَنْ لَمْ یَاْکُلْہُ اَصَابَہٗ مِنْ بُخَارِہٖ اَخْرَجَہٗ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَہ

ابو داؤد اور نسائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی بھی باقی سود کھانے سے نہ بچیگا اور اگر کوئی نہ کھائیگا تو بھی اس کا بخار تو اس کو ضرور پہنچیگا۔ دیکھو کتاب مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۲۴۵ ٭

سو یہی حال اس وقت ہے جتنے نظر آتے ہیں سود لینے والے یا سود دینے والے ہی نظر آتے ہیں اگر ایسے نہیں تو ایسے محکموں میں ملازم ہیں جن کا کل کاروبار سود پر چلتا ہے جس سے ایک فرد بشر بھی بچا ہوا معلوم نہیں ہوتا ٭

رحم کا تعلق ماں اور اس کے رشتہ داروں اور بیوی اور اس کے رشتہ داروں سے ہوتا ہے اور حدیث میں ان ہی متعلقین کی طرف اشارہ ہے کہ ان سے قطع تعلق نہیں کیا جاتا ہے۔

لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگ ماؤں سے بہنوں سے اور ان کے جس قدر رشتہ دار ہوتے ہیں
اُن سب سے تعلقات توڑ چکے ہیں۔ اور ایسا ہی حال بیوی کے متعلقین سے ہے۔ اگر ماں یا بیوی
اپنے ماں باپ یا بھائی بہن یا کسی رشتہ دار کو کوئی چیز دینی چاہے تو گھر کا گھر مخالفت پر آمادہ
ہو جاتا ہے کہ گھر کو لوٹ کر اپنے میکے کو بھر رہی ہے۔ الغرض سسرال وغیرہ کی سخت بیقدری
اور بے عزتی ہو رہی ہے حتی کہ لفظ سُسر و یا سالہ بڑی حقارت سے لیا جاتا ہے بلکہ گالی کے
مقام پر بولا جاتا ہے حالانکہ یہی رشتہ دار تھے جن سے نہایت محبت کے تعلقات بڑھانے چاہیے تھے+
گانے والیوں کا وہ زور شور ہے کہ غریب سے غریب آدمی بھی جس کا گذارہ مزدوری پر
ہو اپنے بیٹے کے تولد یا ختنہ یا شادی کے موقعہ پر کم از کم ایک رنڈی تو ضرور بلاتا ہے۔ اور
جوں جوں حیثیت زیادہ ہو اسی قدر زیادہ طوائفیں بلائی جاتی ہیں۔ اس سے مولوی لوگ
بھی بچے نہیں۔ الا ما شاء اللہ۔ اور جس قدر عزت اور تعظیم ان بدکار فساق عورتوں کی ہوتی
ہے اتنی نہ کسی بزرگ پیر و مرشد کی ہوتی ہے اور نہ ماں باپ کی+
شراب خوری کی یہ حالت ہے کہ ہر شہر بلکہ ہر گاؤں میں بکثرت شراب کی دکانیں کھل گئی ہیں
اور گلی کوچوں میں شراب پی کر لوگ بدمست پھرتے ہیں۔ اور چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے
ادنیٰ اقسام کی شرابیں سینکڑوں قسم کی پیدا ہو گئی ہیں اس لئے ہر منصب کا آدمی بآسانی
اُسکو خرید کر اُسکو استعمال کرتا ہے اگر صرف ہندوستان کی شراب خوری کا اندازہ لگایا جاوے
تو ایک ماہ میں کروڑ سے کم قیمت کی شراب نہیں خرچ ہوتی۔ خفیہ طور سے نہیں پی جاتی
علانیہ سر بازار اور مجمعوں میں بوتلوں کی بوتلیں انڈیلی جاتی ہیں+
عہد شکنی کا یہ حال ہے کہ اِدھر عہد ہوا اُدھر توڑ دیا گیا اور ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں
کی جاتی ذرہ اپنا کام نکلا اور جھٹ پیمان توڑا۔ یہاں تک کہ باپ کو بیٹے پر اور بیٹے کو باپ پر
بھروسہ نہیں۔ اور اراکین سلطنت کا تو حال ہی نہ پوچھو۔ بات بات پر عہد شکنی ہو رہی ہے+
تقسیموں کا یہ عالم ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ بات پر بے ایمانی کی جاتی ہے۔ اور ٹھیک طور پر تقسیم
نہیں ہوتی خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ تقسیم میں بھی رعایت اور خیانت کیجاتی ہے+
جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تو درکنار نمازیں ادا نہیں کرتے اور جو کرتے بھی ہیں تو
اسی کو غنیمت سمجھ لیتے ہیں کہ گھر ہی میں نماز پڑھ لیں اور اگر کہیں مسجد کے پاس سے گذر بھی ہو گیا

تو بھی جو جماعت کی انتظار نہ کرکے فوراً جلدی جلدی ٹکریں لگائیں اور بھاگ کھڑے ہوئے۔

مسجدوں کے سجانے کا یہ حال ہے کہ جن لوگوں کو کبھی مسجد کے اندر گذر بھی نہ ہوا ہو وہ مولود خوانی یا کسی اور تقریب پر وہ وہ آراستگی اور پیراستگی کرتے ہیں کہ بادشاہوں کے گھروں کو مات کیا جاتا ہے ہزارہا جھاڑ و فانوس روشن کئے جاتے اور مومی بتیاں جلائی جاتی ہیں اور مطلا و براق چوکھٹے دیواروں پر چسپاں کئے جاتے اور خوبصورت اور بیش بہا کپڑے نصب کئے جاتے اور درخت مصنوعی نہایت خوش وضع جابجا لگائے جاتے ہیں اور شربت کے مٹکے رکھے جاتے اور چائیں پلائی جاتی ہیں۔ خوش آواز سے خوش آواز گانے والے بلائے جاتے ہیں اور ہر قسم کے زن و مرد شریک مجلس ہو کر مسجدوں کو بارونق بنایا جاتا ہے۔

ممبروں کا یہ حال ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی مسجد میں بھی ممبر دکھلائی دیتے ہیں۔ اور بڑے بڑے ممبر تیار کئے جاتے ہیں حتّٰے کہ بعض مساجد میں سنگ مرمر کے ممبر نظر آئینگے۔

قرآن کریم کی تعلیم پر تو ذرہ عمل نہیں لیکن کوئی گھر نہیں جس میں دو چار قسم کے قرآن شریف نہ ہوں اور ان پر بڑے بڑے خوبصورت غلاف چڑھائے نہ جاتے ہوں اور ان کی بھی سنہری و روپہری جلدیں بندھوائی جاتی ہوں۔

رشوت کا اس قدر بازار گرم ہے کہ ادنیٰ چپراسی سے لیکر اعلیٰ عامل اپنی اپنی حیثیت کے بموجب رشوت لینا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ بہت ہی تھوڑے ہیں جو اس سے پرہیز کرتے ہیں اگر سلطنت کی طرف سے سخت دھمکی نہ ہوتی تو پھر خدا جانے کہاں تک نوبت پہنچتی لیکن اور سلطنتوں میں ایسا بندوبست نہیں وہاں تو اندھیر پڑا ہوا ہے۔ یہ گورنمنٹ برطانیہ کی نیک نیتی اور عالی حوصلگی ہے کہ رشوت ستانی کو نظر حقارت سے دیکھتی ہے۔ رشوت ستانی کے عجیب و غریب طریقے ایجاد کئے گئے ہیں کہیں کسی دوائی کے بہانہ سے پڑیوں میں روپیہ دیا جاتا ہے۔ کہیں کہہ دیا کہ ہمارے گھر میں سو پچاس من غلہ پہنچا دو۔ کہیں بھوسہ کہیں لکڑیوں کے گڈے طلب کر لئے۔ کہیں کہہ دیا کہ اتنے من گھی خرید دو۔ کہیں کوئی گھوڑا یا گائے طلب کر لی غرض جس پہلو سے آسانی دیکھی کر کرا لیا کہیں قرضہ کے طور پر لمقدر روپیہ ہی منگوا لیا۔

عاملوں کا یہ حال ہے کہ اگر کل اُس کی ماں چکی پیس کر اور چرخہ کات کر اور لوگوں کی چھند گداری کرکے اُس کی پرورش کرتی تھی تو آج وہ تعلیم حاصل کرکے اعلیٰ مراتب پر پہنچ کر حکومت کی کرسی

پر مچا ہے۔ہزار ہا لکہ لکھو کہا اس قسم کے لوگ پائےجاتے ہیں ۔ برخلاف اسکے شاہوں اور امیروں کی اولاد
اب افلاس و تنگدستی میں گرفتار در بدر پھرتی ہے یا وہ ادنے سے ادنی خدمت پر مامور ہو کر نہایت
ذلت اور خواری کے ساتھہ روزگار بسر کر رہے ہیں۔اور عاملوں کی نظرت میں چونکہ کمینگی اور
سفلہ پنی کوٹ کوٹ کر بھری ہے اِس لئے جہانتک اُن سے ہوسکتا ہے شرفا کو ذلیل کرنے میں
کوئی فروگذاشت نہیں کرتے اور جہانتک ممکن ہے نیش زنی کرتے اور تصدیعہ دیتے ہیں +

خون کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کی جاتی ہے۔اِس سے دو مفہوم سرزد ہوتے ہیں۔ یعنے یا تو
شریفوں کی بیقدری کیجاتی ہے یا قتل بیدریغ کیا جاتا ہے اور کچھ بڑی بات نہیں سمجھی جاتی۔ یہ
دونوں باتیں عیاں ہیں۔ نہ شرفا کی قدر و منزلت ہے اور نہ ہی خون کی پرواہ کیجاتی ہے۔گاجر
مولی کی طرح انسان ذبح کردیا جاتا ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ دو دو روپیہ کے لئے انسان کی
جان لینے میں کوئی دریغ نہیں کیا گیا۔نہایت بیرحمی سے ادنی ادنی تحریک پر خونریزی کیجاتی ہے

دین فروشی کا یہ عالم ہے کہ اس وقت ایک مفتی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ بغیر معاوضہ لئے فتویٰ
دیتا ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ ابھی تھوڑی سی نذر پیش کردو۔ پھر مرضی کے موافق فتویٰ لیلو۔ جہاں کہیں
کسی فاسق سے فاسق نے بھی دعوت کردی اور خوب حلوا پلاؤ پکا کر کھلا دیا تو اُس کی کل کمائی خواہ وہ
چوری کی ہو یا رشوت کی یا سود کی یا کسی اور ناجائز طریقے سے ہو سب حلال اور طیب ہوجاتی
ہے۔ بالخصوص کوئی رنڈی طلب کرے تو اُس کی دعوت پر اس طرح بھاگتے ہیں جیسے گدھ
کسی مُردار پر۔ جہاں کہیں سے چند پیسے ملنے کی امید ہو تو وہاں خواہ کتنا ہی فسق و فجور کا ارتکاب
ہو رہا ہو امر بالمعروف سے زبان کو مہر سکوت لگا لینگے اور ہرگز مُنہہ سے کچھ نہ کہیں +

عورتوں کا مردوں کی تجارت میں شریک ہونا بھی عیاں ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں
جاکر دیکھہ لو ہر چیز میں عورتیں مردوں کے ساتھہ شریک تجارت ہو رہی ہیں اور ہر طرح کی خرید و فروخت
بذات خود کر رہی ہیں +

مستورات کا ممبروں پر چڑھنا اور لکچر دینا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کیثر عورتیں ممبر
کی جگہ پر کھڑی ہو کر مردوں کو لکچر سناتی ہیں اور اپنی جادو بیانی سے مخلوقات کو محو کرتی پھرتی ہیں
مسز بیسنٹ۔ رما بائی۔ قرۃ العین اس کی کافی دلیل ہیں آرہوں۔ برہموں اور سکھوں کی سبھاؤں
بہت سی عورتیں مردوں کا بھیس بدلکر اور مرد عورتوں کا بھیس بدل کر تماشوں اور تھیٹروں

میں سوانگ بھرتے اور گلی کوچوں میں گاتے بجاتے پھرتے ہیں +
سلام جان پہچان پر ہی ہوتا ہے۔ خواہ کیسا ہی بزرگ سے بزرگ پاس سے گذرے ممکن نہیں کہ بصورتِ عدم واقفیت سلام کیجائے۔ اور بزرگوں اور مولویوں کا یہ حال ہے کہ وہ بھی جہاں پہچان اور سابقہ معرفت کے بغیر سلام نہیں کہینگے اور اگر کہیں جان پہچان بھی ہو تو بھی اس بات کی خواہش کرینگے کہ لوگ ہمیں سلام کریں خود ابتداے سلام کو گویا حرام سمجھتے ہیں +
شہادت کا یہ حال ہے کہ بغیر ضرورت یا بغیر طلبی گواہی سے کئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں طلب بھی کریں تو کتمان شہادت کیجاتی ہے۔ ہرگز سچی گواہی نہیں دیتے ایسا ہی حال قسموں کا ہے کہ بغیر ضرورت کے ادنیٰ ادنیٰ بات پر قسم کھائی جاتی ہے۔ اور پھر اُن کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی جاتی +
تہذیبِ زمانہ کی وجہ سے لوگ بظاہر بڑے نرم دل اور حلیم معلوم ہوتے ہیں لیکن جب کوئی کام آن پڑتا ہے تو بھیڑیوں کی طرح پھاڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ عموماً یہی حالت ہو رہی ہے جو زبان ایک لحظہ پہلے نہایت شیریں اور میٹھی تھی اب ایسی کڑوی اور درشت ہو جاتی ہے کہ گویا اس میں خوش خلقی کا نام و نشان تک نہیں +
یہ بات بھی طشت از بام ہے کہ لوگ ہزاروں میل کا سفر کر کے دُنیاوی علوم کے حاصل کرنے اور ہزارہا روپیہ صرف کرنے میں کچھ تامل نہیں کرتے اور بڑے بڑے بزرگوں کی اولاد منطق اور فلسفہ میں جو ایمان کے غارتگر ہوا کرتے ہیں خیالات بیہودہ باتوں میں عمریں بسر کر دیتے ہیں لیکن قرآن کریم اور احادیثِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کبھی بھی غور نہیں کرتے۔ صرف دنیوی علوم عالیہ کو پڑھکر فضیلت کی دستار حاصل کرنا مقصود بالذات ہوتا ہے۔ دین کی خدمت گذاری کی ذرہ پرواہ نہیں۔ قرآن اور حدیث کو علوم عالیہ میں داخل ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اگر کوئی قرآن کریم بڑی عمر میں پڑھتا ہو تو اُس کو کند ذہن اور احمق خیال کرتے ہیں کیونکہ وہ خود تو بچپن کے زمانہ میں قرآن کو پڑھ لیتے ہیں جبکہ سوچنے اور سمجھنے کی پوری عقل ہی نہیں ہوتی اور جب کچھ سمجھ آئی تو صرف نحو اور منطق فلسفہ میں ساری کوشش خرچ کر دیتے ہیں میں تمام ہندوستان میں پھرا مجھے سوائے قادیان کے کسی جگہ بھی ایک عالم نہیں ملا جو قرآن کریم پر تدبر و تفکر کرتا ہو۔ سب نے انہی تراجم پر جو صدی پہلے شاہ رفیع الدین صاحب یا شاہ عبدالقادر صاحب نے کیا تھا اکتفا کر لیا اور

فارغ ہو بیٹھے۔ یا چند قصّے کہانیوں سے بھری ہوئی تفسیریں دیکھ لیں اور عالم بن گئے۔ ان انھوں کو اتنا بھی نہ سوجھا کہ اگر کسی خاص زمانہ کی تفسیر کافی ہوتی تو پھر ہر صدی میں کیوں اس قدر تفسیریں لکھی گئیں۔ صرف ابتدائی تفسیریں کافی سمجھی جاتیں۔ لیکن اگر یہ لوگ دینی تعلیم پر غور اور خوض کرنے والے ہوتے تو دجّال کیوں کر آ سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کیونکر پوری ہوتی۔ لہٰذا اشد ضروری تھا کہ اس زمانہ میں علماء کی ایسی ہی حالت ہوتی تاکہ مسیح موعود آتا۔

اب جبکہ ان تمام امور متذکرہ بالا کا عین حدیث نبوی کے مطابق ظہور ہو رہا ہے اور ایک امر بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت کہہ سکیں کہ ابھی اس کا وقوعہ نہیں ہوا۔ اور یہ باتیں آجکل ہی نہیں بلکہ ایک صدی کامل ہو چکی ہے جب سے ان کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اب کوئی ہے کہ ان کا انکار کرے۔ جب ان باتوں کا وقوع حق الیقین تک پہنچ چکا ہے تو پھر دجال کے وجود سے کیوں انکار کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے دجال کا موجود ہونا ضروری ہے

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے دجال کا موجود ہونا ضروری ہے چنانچہ حدیث ذیل سے واضح ہے۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلدَّجَّالُ قَبْلَ عِیْسٰی اَوْ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ قَالَ الدَّجَّالُ ثُمَّ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ ثُمَّ لَوْ اَنَّ رَجُلًا اَنْتَجَ فَرَسًا لَمْ یَرْکَبْ مُھْرَھَا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ رَوَاہُ نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ۔

نعیم بن حماد نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا دجال پہلے ہوگا یا عیسیٰ۔ فرمایا اول دجال ہوگا پھر عیسیٰ بن مریم۔ پھر اگر کسی شخص کی گھوڑی بچہ دیگی تو بچہ پر سواری نہیں کرنے پائیں گے کہ قیامت برپا ہوگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۱۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ اول دجال کا ہونا ضروری ہے اور ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ ایک مدت پہلے دجال دنیا پر مسلط ہو چکا ہے۔

۶- دجّال کس سمت سے نکلیگا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کے نکلنے کی سمت بھی بتا دی تھی چنانچہ حدیث ذیل اس کی تصدیق کرتی ہے +

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ ھٰھُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ +

ابن عمر سے روایت ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جبکہ وہ مشرق کی طرف رُخ کئے ہوئے تھے کہتے ہوئے سُنا کہ دجّالی فتنہ اُس جگہ سے جہاں شیطان کی قرن یعنی سورج نکلتا ہے پیدا ہوگا۔ دیکھو عمدۃ القاری جلد ۱۱ صفحہ ۳۵۳

ایران ہندوستان اور چین ہی عرب کے مشرق کی طرف ہیں جس قدر فتنے ان لوگوں نے ان ممالک میں کئے ہیں اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی چنانچہ ہم پیچھے دکھا چکے ہیں کہ جس قدر زور ان ممالکِ مشرقی میں ہے مغرب یا شمال یا جنوب کے کسی ملک میں ثابت نہیں ہوتا۔ اور وہ جو تمیم داری کی حدیث میں آیا ہے کہ دجال کو کسی مغربی جزیرہ میں بند دیکھا۔ یہ بات بالکل صحیح ہے واقعی دجال بوجہ ضعف و کمزوری اُس وقت ایک جزیرہ میں بند تھا جو مغرب کی طرف ہے لیکن جب وہ کھلا تو اُس نے اپنا سر مشرق میں دکھلایا۔ چنانچہ میں دکھلا چکا ہوں کہ جس قدر طاقت اور زور ممالکِ مشرقی میں دجال نے کیا ہے اس کی نظیر کسی ملکِ غربی میں نہیں پائی جاتی اور اُسی حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرما دیا کہ وہ مشرق کی طرف ہے۔ اب ایران کا حال جو دجال نے کیا ہے وہ کس سے مخفی ہے۔ فغفورِ چین سے جو سلوک اس دجال نے کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور اس وقت جو سلطان ٹرکی سے کر رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اب یہ آخری حملہ ہے جو دجال نے کیا ہے اور اب اس کے بعد خدا تعالیٰ کا دستِ قدرت ظاہر ہونے والا ہے جو چند سال کے اندر ظاہر ہو کر رہیگا۔ اور دجال اپنے کیفر کردار کو پہنچیگا +

۷- حلیۂ دجال

دجال کا حلیہ بھی بتا دیا گیا ہے تا اس کو انسان پہچان سکے کہ وہ کس صورت شکل کا ہے سو

واضح ہو کہ حلیہ میں چند امور پر الگ الگ بحث ہو گی تاکہ ناظرین کو پڑھنے میں آسانی ہو +

(الف) دجال کے سر پر اس طرح بال ہونگے جیسے درخت پر شاخیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ حدیث ذیل سے اس کی تائید ہوتی ہے +

اَلدَّجَّالُ جَعْدٌ هِجَانٌ اَقْمَرُ كَاَنَّ رَأْسَهُ غُصْنُ شَجَرَةٍ مَطْمُوْسٌ عَيْنُهُ الْيُسْرٰى وَالْاُخْرٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ عَبْدُ الْعُزّٰى ابْنُ قَطَنٍ فَاِمَّا هَلَكَ الْهُلَّكُ فَاِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ +

طبرانی اور احمد اور ابو داؤد طیالسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے دجال کے بال گھونگر والے ہیں سفید اونٹ کی طرح چلنے والا گویا کہ اس کا سر درخت کی شاخ ہے۔ اُس کی بائیں آنکھ اندھی ہے اور دوسری انگور کے دانہ کی کیسی ہے جو نکلا ہوا ہو اور زیادہ تر عبد العزی ابن قطن کے مشابہ ہے۔ لیکن جس نے ہلاک ہونا ہے وہ ہلاک ہی ہوگا کیونکہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹ +

اس مضمون کی تائید اور حدیث سے بھی ہوتی ہے +

اَلدَّجَّالُ فَيْلَمَانِيٌّ اَقْمَرُ هِجَانٌ اِحْدٰى عَيْنَيْهِ قَائِمَةٌ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ كَاَنَّ شَعَرَاتِ رَأْسِهٖ اَغْصَانُ شَجَرَةٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ +

احمد بن حنبل نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال ہاتھی کی طرح مضبوط سفید رنگ۔ اونٹ کی طرح ثابت قدمی سے چلنے والا اور اس کی ایک آنکھ ستارہ کی طرح چمکنے والی ہے اور اس کے سر کے بال درخت کی شاخوں کی طرح ہیں۔ الی آخرہ۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹

اس سے صاف واضح ہے کہ پادریوں کے سر کے بال اُسی طرح دیکھنے میں آتے ہیں جس طرح احادیث میں مذکور ہے +

(ب) آنکھ سے کانا ہوگا۔ چنانچہ حدیث ذیل اس کی مصدق ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس نے

وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَ فَ رَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اپنی امت کو کانے دجال سے جو بڑا جھوٹا بولنے والا ہے نہیں ڈرایا۔ تم خبردار رہو کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اس کی دو آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۴۸۷ +

اس مضمون کی دوسری حدیث یہ ہے +

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهٖ نَبِیٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ یَجِیْءُ مَعَهٗ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِیَ النَّارُ وَاِنِّیْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ +

ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں دجال کی نسبت ایک ایسی بات سناتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں سنائی اور وہ یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا اور وہ ضرور آئیگا اور اس کے ساتھ جنت اور نار کی مثال کچھ ہوگا جسکو وہ کہیگا کہ وہ جنت ہے وہ حقیقت میں نار ہوگی اور میں تمہیں اس سے اسی طرح ڈراتا ہوں جس طرح نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ اس حدیث کو بھی بخاری اور مسلم دونوں نے بیان فرمایا ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۷ +

(ت) ایک روایت میں ہے کہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا چنانچہ حدیث ذیل سے اسکی تصدیق ہوتی ہے +

اُرَانِی اللَّیْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَیْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِیَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰی رَجُلَیْنِ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ الْمَسِیْحُ بْنُ مَرْیَمَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِیَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِیْلَ الْمَسِیْحُ الدَّجَّالُ

مالک اور احمد بن حنبل اور بخاری نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کعبہ کے نزدیک ایک رات کو رویا میں دکھلایا گیا کہ ایک آدمی گندمی رنگ خوبصورت ہے ان لوگوں سے جو تم گندمی رنگ دیکھتے ہو۔ اور اس کے سر کے بال کانوں تک جیسے تم دیکھا کرتے ہو لٹکتے ہوئے ہیں اور ان پر کنگھی کی ہوئی ہے اور ان سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں دو آدمیوں

رَوَاہُ مَالِکٌ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَالْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ +

پر تکیہ کئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔ جواب ملا کہ وہ مسیح ابن مریم ہے۔ پھر میری نظر ایک شخص پر پڑی جس کے بال گھنگر والے ہیں اور اُس کی داہنی آنکھ کانی ہے اور ایسی معلوم ہوتی ہے گویا انگور کا دانہ ہے جو باہر نکلے پڑتا ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے کہا گیا کہ مسیح الدجال ہے دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۱ +

(ث) دوسری حدیث میں ہے کہ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے

اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ الْعَیْنِ الْیُسْرٰی جَفَالُ الشَّعْرِ مَعَہٗ جَنَّۃٌ وَنَارٌ فَنَارُہٗ جَنَّۃٌ وَجَنَّتُہٗ نَارٌ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ حُذَیْفَۃَ

دجال بائیں آنکھ سے کانا ہے اور اُس کے بال گھنے ہیں اُس کے ساتھ جنت اور آگ ہی اسکو احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے حذیفہ سے بیان کیا ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۴

اِن احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیثوں میں دجال کا یک چشم ہونا پایا جاتا ہے اور بعض میں ہے کہ داہنی آنکھ سے اور بعض میں بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ واقعی وہ ظاہری آنکھوں سے اندھا ہوگا یا کچھ اور مراد ہے۔ ہماری رائے میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُس کی بصیرت نہیں ہوگی اور وہ دل کی آنکھوں سے اندھا ہوگا اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ اُس کی داہنی آنکھ یا بائیں آنکھ یا دونوں ناقص مان لی جائیں کیونکہ دل کی آنکھوں کی ہی وجہ سے اِنسان حق پاسکتا اور قبول کر سکتا ہے جب اُس کی بصیرت ہی نہ ہو تو کیا حاصل کر سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا میں دونوں قسم کے دجال جن کا آجکل ظہور ہے اس قسم کی بصیرت سے محروم ہیں۔ وہ دجال جو فلاسفروں کی صورت میں ہے اُن کی تو ایک ہی آنکھ اندھی معلوم ہوتی ہے یعنے دین کی آنکھ اب یہ اختیار ہے کہ خواہ اُسکو داہنی آنکھ سے کانا مان لو یا بائیں آنکھ سے۔ کیونکہ وہ بہرحال دین کی آنکھ مطلق نہیں رکھتا بلکہ دین کو ایک لغو اور بیہودہ اور حماقت کا موجب سمجھتا ہے لیکن اُس کی دوسری آنکھ یعنے دُنیا کی آنکھ ایسی تیز ہے کہ اُس نے عجیب و غریب صنائع بدائع پیدا کر کے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بالکل غافل کر دیا ہے۔ بلکہ لوگ ان کی ایجادات کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر یا کم از کم مذبذب یا متشکک ہو گئے ہیں اور ہم اس واقعہ کو ان آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کیا فوٹوگرافی۔ فونوگرافی۔ ہیلیوگرافی۔ گراموفون۔ تار برقی۔

ریلوے ۔ فن جراحی ۔ فن ٹائپ ۔ اور طرح طرح کی مشینیں اس امر کی شاہد ناطق ہیں پس جب ہم دُنیا کی تمام شاخوں پر بہ نظر امعان دیکھتے ہیں تو ایک حیرت ناک سین نظر آتا ہے اور انسان کے منہہ سے بے اختیار نکل پڑتا ہے کہ کیا یہ انسانی صنعتیں ہیں جس نے دُنیا کو ایک حیرت اور تعجب کے بحر میں ڈال رکھا ہے لیکن جب ہم انہی کے دینی پہلو کی طرف توجہ کرتے ہیں تو وہاں صاف چٹیل بیدان نظر آتا ہے ان میں سے کسی کو بھی دین کی لگن نہیں ۔ لگن کیا اُس طرف خیال تک نہیں بلکہ دینداروں کو پاگلوں اور احمقوں کی جماعت قرار دیتے ہیں پس پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کہ دجال کی آنکھ کانی ہوگی فرنگستان کے طبعی والوں پر کیسی صادق آرہی ہے +

دوسری قسم کا دجال یعنے مذہبی گروہ

دوسری قسم کا دجال وہ ہے جو دینی بصیرت سے بے بہرہ ہے ۔ وہ تو دین اور دُنیا دونوں سے محروم ہے ۔ کیونکہ یہ گروہ تو دُنیا کی صنعتوں کی عقل ہی نہیں رکھتا ۔ اِس لئے دُنیا کے پہلو سے محض عاری اور تہیدست ہے اور رہا دین کا پہلو سو اُس میں بھی یہ ناقص ہے ۔ کیونکہ وہ ایک غریب بیکس عورت کے رحم سے نکلے ہوئے بچہ کو جو شکم مادر میں بچوں کی طرح خون حیض سے پرورش پاکر اور ۹ ماہ اُس تنگ وتاریک کوٹھری میں اسیر رہکر جس میں تمام بنی آدم کے بچے رہتے ہیں باہر آیا اور پھر بچپن سے لیکر جوانی تک معمولی انسانوں کی طرح روٹی کھاتا اور پانی پیتا اور ہگتا ۔ موتتا ۔ ہنستا ۔ روتا ۔ محنت کرتا ۔ ماریں کھاتا تھا ۔ اور وہ تمام حوائج ضروریہ کا محتاج انسان تھا خدائے قادر مطلق مان لیا ۔ اور اُس کو خالق و مالک تصور کرکے اُسی کی عبادت کرنی شروع کردی اور تعجب یہ کہ اُسی کو خدا کا بیٹا بھی تسلیم کرلیا اور پھر اس پر اکتفا نہیں کی بلکہ اُسی کو خود خدا ہی قبول کرلیا ۔ بیٹا تو اس لئے مانا کہ باپ کا عدل قایم رہے اور وہ اسیلئے دُنیا میں آیا تاکہ دُنیا کے گناہ خود اُٹھائے اور اہل دُنیا کو عذاب سے چھڑائے ۔ چنانچہ وہ آیا اور دُنیا کے لئے صلیب پر پھانسی پاکر پھر باپ کے پاس عرش پر جا بیٹھا اور کہتے ہیں کہ اصل میں خود خدا ہی تھا جو انسان بنکر آیا اور اس طرح پھانسی پاکر تمام اپنی مخلوق کے گناہوں کو اپنی گردن پر اُٹھاکر تین دن دوزخ میں رہا پھر عرش بریں پر تشریف لے گیا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی عقل ہے کہ اُس عاجز کو جو یہودیوں کے ہاتھوں سے ماریں کھاتا رہا اور اُس کے مُنہہ پر تھوکا گیا اور جو صلیب پر چڑھایا گیا ۔

کیسے خدا کا بیٹا یا خدا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ صلیب سے پہلے رات بھر دردناک طور سے دعائیں
مانگتا رہا کہ اے باپ جس طرح ہو سکے یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے اور پھر صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتنی
پکارتا ہوا جان بحق ہوا۔ اگر وہ رحم کے تقاضا سے باپ کے عدل کو قائم رکھنے کے لئے بطیب
خاطر دنیا کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے آیا تھا تو پھر وہ کیوں چلایا۔ اور کیوں اس
پھانسی سے بچنے کی دعائیں کیں۔ اور اگر خود خدا تھا تو پھر کس باپ کو پکارتا تھا اور پھر دنیا کا
کارخانہ ان تین دن میں کیونکر چلا جبکہ خدا پھانسی کے لئے آیا اور پھر پھانسی پاکر قبر اور پھر دوزخ
میں رہا اور جب خدا محبت ہے تو پھر اپنی جان کے لئے کیوں مغموم ہوا اور کیوں دعائیں کرتا
رہا اور دعائیں کس سے مانگتا تھا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بطیب خاطر نہیں آیا تھا۔ یہ
صرف اس کم عقل گروہ نے ایسا عقیدہ خود بخود پیدا کر لیا ہے۔ اور پھر جب ہم غور کرتے
ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی اس طرح سے بھی اللہ تعالیٰ کا عدل قائم نہیں رہ سکتا ہے
ہمیں تو تعجب آتا ہے کہ ان کا خدا بھی کیسا عقلمند خدا ہے کہ عادل ہو سکتا ہے اور نہ بھی ظالم ثابت
ہوتا ہے کیونکہ اس نے ایک بیگناہ معصوم کو بلاوجہ پکڑ کر سزا دیدی اور کروڑہا گنہگاروں کو بلاوجہ
معاف کر دیا اور پھر وہ بیٹا بھی کیسا لائق ہے کہ جس نے رحم کے تقاضے میں باپ کو ظالم ترین
ثابت کیا اور خود عدل سے محروم رہا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ باپ تو رحیم ثابت نہیں ہوتا اور بیٹا
عادل ثابت نہیں ہوتا۔ پھر معلوم نہیں کہ کس بھروسے پر یہ لوگ ایسے ناپاک اور گندے عقیدے
پر جمے ہوئے ہیں جس نے انسانی اخلاق کا ستیاناس کر دیا ہے اور اسی جرأت سے لوگ
ہر قسم کے معاصی میں گرفتار ہو گئے ہیں اور ناگفتنی اور ناکردنی گناہوں اور جرموں کو ایسے
بیدھڑک کرتے ہیں کہ گویا ان کو کوئی خوف ہی نہیں رہا۔ حالانکہ وہ اسی دنیا میں سزائیں بھی
پاتے ہیں۔ اگر مسیح نے ان کو پاک کر دیا تھا تو اول تو وہ ان جرائم کے مرتکب ہی نہ ہوتے
اور جب ہوتے تھے تو بھی وہ اس سزا سے جو جرم کے لئے مخصوص [illegible] لیکن مہذب گورنمنٹ
بلکہ اسی قوم کی گورنمنٹ ان کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری کہانی
کفارہ بے بنیاد اور فضول ہے ۔

جب ہم دنیا کی مہذب سے مہذب گورنمنٹ کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک مثال بھی اس
قسم کی نہیں ملتی کہ کسی مجرم کو کسی کے جرم کی [illegible] کہ خود مجرم کو [illegible]

تصدیق ہو چکی ہو رہائی دیگر کسی بیگناہ شخص کو اُس مجرم کے بدلہ میں سزا دی ہو۔ بلکہ اگر کوئی گورنمنٹ ایسا کرے بھی تو وہ ظالم ترین گورنمنٹ متصور ہو اور یہی وجہ ہے کہ کوئی ظالم سے ظالم گورنمنٹ بھی ایسا نہیں کرتی پھر وہ احکم الحاکمین جو ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے اور قدوس اور سبوح خدا ایسا کب گوارا کرتا ہے۔ لہذا یہ سب باتیں ان کی اپنی بیوقوفی سے پیدا ہوئی ہیں +

جب ثابت ہو گیا کہ انکا عقیدہ ایسا بیہودہ اور نادانی کا عقیدہ ہے اور دنیا کی ایجادات میں بھی ان کو کوئی حصہ نہیں تو بلاشک دونوں آنکھوں سے اندھے ہیں اور یہ بات روز روشن کی طرح ہویدا ہے پھر کون انکار کرسکتا ہے کہ یہ پادری دوسری قسم کے دجال نہیں ہیں۔ اور اُن کی دجالیت اُن کی اسی کارروائی سے ثابت ہے جنھنے دنیا کے تمام مشنوں سے ظاہر کی ہے اور وہ لوگ جن کے مذہب کی بنیاد پادری پر ہو اور پھر وہ جان و مال کو اُس کی حمایت میں صرف کرکے طرح طرح کے حیلوں اور مکروں اور مکروہ اور قابل شرم چالوں سے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلاویں جس کی نظیر آغاز دنیا سے اسوقت تک نہ ملے اندریںصورت پھر بھی دجال نہیں تو پھر اور کون ہوسکتا ہے

(ج) اُس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا۔ چنانچہ حدیث ذیل اس کی مصدق ہے +

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَہٗ اَعْوَرَ الْکَذَّابِ اَلَا اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرٍ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ ک ف ر مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

بخاری اور مسلم نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی بھی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی اُمت کو کانے دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور

اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہوگا۔ دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۹۔ و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۵ +

(ح) اُس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوگا۔ چنانچہ حدیث ذیل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے

اَلدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَیْنِ الْیُسْرٰی عَلَیْہَا ظُفْرَۃٌ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ کَافِرٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ اَنَسٍ

حضرت احمد بن حنبل نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ دجال کی بائیں آنکھ خراب ہوگی جس پر ناخنہ ہوگا اور اُس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا

دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۷ +

(ج) جو کچھ اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا اُس کو ہر مومن پڑھ لیگا۔ جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

مَا بُعِثَ اللّٰہُ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَہُ الدَّجَّالَ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اَلَا وَاِنَّہُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ کَافِرٌ یَقْرَءُہٗ کُلُّ مُؤْمِنٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ +

احمد بن حنبل اور بیہقی اور ابو داؤد اور ترمذی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھیجا اُس نے اپنی اُمت کو کانے اور پرلے درجہ کے جھوٹ بولنے والے دجال سے ڈرایا اور فرمایا کہ یاد رکھو دجال کانا ہوگا۔ اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اُس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جسکو ہر مومن پڑھ لیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۵

(د) دجال کی ناک نوکدار ہوگی۔ چنانچہ حدیث ذیل سے جو احمد بن حنبل اور ترمذی نے ابی بکرہ سے بیان کی ہے ہوتی ہے کَانَ اَنْفُہٗ مِنْقَارٌ۔ یعنے اُس کی ناک چونچ کیسی ہوگی۔ اب ظاہر ہے کہ فرنگستان کے طبیبوں اور پادریوں کی ناک چونچ کی طرح ہی ہوتی ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۵ +

اب ان احادیث سے واضح ہے کہ دجال کی پیشانی پر کفر یا کافر کا لفظ لکھا ہوگا جسکو ہر مومن پڑھ لیگا بلکہ صحیحین کی ایک اور حدیث میں لکھا ہے کہ پڑھے اور غیر پڑھا بھی اُس کو پڑھ لیگا۔ دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۷ +

اب اگر اس سے مراد یہی ہے کہ ظاہری طور پر لکھا ہوا ہوگا تو اُن احادیث پر جو ابن صیاد کی نسبت آئی ہیں کیا کہنا پڑیگا۔ حالانکہ وہ بھی بالکل صحیح حدیثیں ہیں اور جن پر کسی قسم کی جرح نہیں ہوئی ہے۔ اور پھر باوجود اس کے ابن صیاد نہ تو بظاہر کانا تھا اور نہ اندھا اور نہ اُس کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا تھا۔ اور نہ کافر کا لفظ مکتوب تھا۔ پھر بھی اُسکو دجال موعود تسلیم کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ ابن عمر اور حضرت عمر اور محمد بن المنکدر اور جابر نے ابن صیاد ہی کو دجال اکبر مانا ہے۔ چنانچہ ابن المنذر کی طویل حدیث میں جسکا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں حضرت علی نے بجواب سوال اصبغ بن نباتہ فرمایا تھا۔ قَالَ صَافِیْ بْنُ صَائِدٍ الشَّقِیُّ یعنے صافی بن صائد شقی ہے اور اسی کو ابن صیاد بھی کہتے ہیں +

ابن صیاد دجال موعود خیال کیا گیا تھا

اور حضرت عمر وغیرہ کی نسبت حدیث ذیل سے واضح ہے۔ کہ اسی ابن صیاد ہی کو دجال موعود کہتے تھے +

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰی ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

امام بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ محمد بن منکدر نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ کو اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہوئے سنا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے میں نے کہا کہ تو اللہ کی قسم کھاتا ہے۔ اُس نے جواب کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں جبکہ میں نے حضرت عمر کو اسی بات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھاتے ہوئے سنا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نفی نہیں کی۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۷ +

اور ابن عمر کی نسبت اس حدیث سے تصدیق ہوتی ہے :-

عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِیْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ

یعنے ابو داؤد اور بیہقی نے کتاب بعث والنشور میں حضرت نافع سے روایت کی ہے کہ ابن عمر کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم کچھ شک نہیں کہ مسیح الدجال ابن صیاد ہی ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ باب الدجال

پھر حدیث ذیل سے واضح ہے کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابن صیاد کے دجال معہود ہونے میں کچھ خیال ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے +

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِّیْ فَاَقْتُلُ ابْنَ صَيَّادٍ قَالَ اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهٗ اِنَّمَا صَاحِبُهٗ عِيْسَی بْنُ مَرْيَمَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعَهْدِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَحَافِظُ ضِيَاءُ الدِّيْنِ الْمَقْدِسِيُّ +

احمد بن حنبل اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ ابن صیاد کو قتل کر ڈالوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد ہی دجال معہود ہے تو تو اس کا

قاتل نہیں کیونکہ اُس کا صاحب تو عیسےٰ بن مریم ہے اور اگر وہ نہیں تو تجھے لائق نہیں کہ تو ذمی آدمی کو قتل کرے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

اس مضمون کی حدیث مسلم میں بھی ہے اور وہ یہ ہے +

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ عُمَرَ اِسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَتْلِ ابْنِ صَیَّادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْہُ فَاِنْ یَکُنِ الَّذِیْ تَخَافُ فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ قَتْلَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ +

مسلم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ عمر نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ابن صیاد کے قتل کی اجازت مانگی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے۔ اگر یہی دجال ہے جس سے ہم خوف کھاتے ہیں تو تو ہرگز اس قتل پر قادر نہیں ہو سکتا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ بہت سے صحابہ اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ابن صیاد کی نسبت یقین ہو گیا تھا کہ یہی دجال ہے لیکن حضرت عمر کو اس وجہ سے روک دیا کہ اگر وہی ہے تو اس کے لئے حضرت عیسےٰ مقرر ہیں لیکن نتیجہ تو صاف یہ نکلتا ہے کہ ابن صیاد ایک معمولی انسان مثل دیگر انسانوں کے تھا اور نہ وہ کانا تھا اور نہ اس کی کسی آنکھ میں کچھ نقص تھا اور نہ اس کی پیشانی پر ک۔ف۔ر یا کافر کا لفظ لکھا ہوا تھا اگر لکھا ہوا ہوتا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کو کیوں روکتے حالانکہ یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے زمانہ میں نکلا تو میں اُس کا مقابلہ کرونگا ورنہ ہر مومن اُس کے مقابلے کے لئے تیار رہیگا چنانچہ حدیث ذیل سے اسکی تصدیق ہوتی ہے +

غَیْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِیْ عَلَیْکُمْ اِنْ یَخْرُجْ وَاَنَا فِیْکُمْ فَاَنَا حَجِیْجُہٗ دُوْنَکُمْ وَاِنْ یَخْرُجْ وَلَسْتُ فِیْکُمْ فَامْرُؤٌ حَجِیْجُ نَفْسِہٖ وَاللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ +

دجال کے سوا تمہارے لئے کوئی زیادہ خوفناک چیز نہیں ہے۔ اگر وہ نکلے اور میں تم میں موجود ہوں تو اُس کا مقابلہ میں کرونگا۔ اور اگر وہ ایسے وقت میں کہ میں موجود نہیں ہوں گا نکلے تو ہر آدمی اپنے نفس سے اُس کا مقابلہ کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر حال میں ہر مسلمان کا نگہبان ہے۔ اس کو احمد بن حنبل اور مسلم اور ترمذی نے نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے +

اگر وہ معمولی انسان سے زیادہ کوئی چیز ہوتی تو ہر مسلمان اُس کا مقابلہ کیونکر کر سکتا۔ اور وہ بات

کہ اس کا قد چالیس گز کا ہوگا صریحاً غلط نکلا۔ بلکہ اُس کی تاویل یہ ہوگی کہ وہ اپنے مکر و فریب میں کمال درجہ تک پہنچیگا۔ کیونکہ چالیس کا عدد انسانی عمر کے کمال ترقی کی انتہائی حد ہے۔ جب اُس سے گذرتا ہے تو ضعف اور کمزوری کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۱ +

جب آنکھ پیشانی اور قد کی کوئی بات جو بظاہر الفاظ احادیث سے واضح ہے ابن صیاد میں نہیں پائی جاتی تھی ۔ اور باوجودیکہ حضرت عمرؓ جیسے بزرگ صحابی بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اللہ کی قسم سے مؤکد کرکے قسم کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال موعود ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی تسلیم کرلیں تو صاف مستنبط ہوا کہ اُن الفاظ کے کوئی روحانی معنے ہیں ۔ اور پھر یہی معنے ہونگے کہ آنکھ کے کانے سے مراد دین کی پہلو سے ناقص ہوگا اور پیشانی پر کافر کے لفظ سے مراد یہ ہو کہ وہ ازلی اور ابدی کافر ہوگا اُس کو کوئی تعلیم اثر نہیں کریگی اور یہی وجہ ہے کہ ہر مومن اُس کو دیکھ کر پہچان لیگا اور قد کی کلانی سے مراد ہے کمالِ عروج کو پہنچیگا۔ اور یہ تینوں باتیں پادریوں اور فرنگستان کے صبغی والوں میں پائی جاتی ہیں ۔ پھر کیونکر انکار ہوسکتا ہے کہ وہ دجال نہیں +

اور وہ جو لکھا ہے کہ انگور کی طرح اُس کی آنکھیں ہونگی سو یہ بات بھی مشاہدہ کے اندر آتی ہے کہ اس قوم کے کل افراد کی آنکھیں انگوری رنگ کی ہیں ۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہاں تاویل کیوں نہیں کیجاتی ۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی لازمی نہیں کہ ہر ایک بات کی تاویل کی جاوے ہم ابتدا میں رویا اور مکاشفات کے متعلق پوری بحث کرچکے ہیں کہ بعض حصہ بجنسہ وقوع میں آتا ہے اور بعض کی تاویل ہوتی ہے +

(ذ) دجال جسیم و سُرخ رنگ ہوگا ۔

حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ دجال جسیم و سُرخ رنگ باشد و در روایتے سفید رنگ املق و در حدیث عبد اللہ بن مغفل آمدہ ہے کہ گندم گون است

کہ دجال بھاری جسم والا اور سُرخ رنگ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ سفید رنگ اور ابلق ہوگا اور عبد اللہ بن مغفل کی حدیث میں گندم گون لکھا ہے

جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

مَا اَهْبَطَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَى الْاَرْضِ مُنْذُ خَلَقَ اٰدَمَ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ فِتْنَةً اَعْظَمَ

طبرانی نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روئے

مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَقَدْ قُلْتُ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ اَحَدٌ قَبْلِيْ اِنَّهُ اٰدَمُ جَعْدٌ مَمْسُوْحُ عَيْنِ الْيُسْرٰى عَلٰى عَيْنِهِ ظُفْرَةٌ غَلِيْظَةٌ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ اِلٰى اٰخِرِهٖ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ۔

آفرینش آدم علیہ السلام سے تا قیام قیامت دجال سے زیادہ خطرناک فتنہ زمین پر نازل نہیں کیا اور میں نے اُس کے بارے میں ایسی بات بتائی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں بتائی۔ دجال گندم گون ہے اُس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہے اور اُس کی آنکھ پر موٹا ناخنہ ہے اندھوں اور برصوں کو اچھا کریگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹

دوسری حدیث میں یوں آیا ہے:۔

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَاْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ مِنْهُ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت میں سویا ہوا تھا تو کیا دیکھتا ہوں خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہوں۔ اچانک ایک آدمی بڑا گاڑھی جو گندم گون تھا اور اُس کے سر کے بال کانوں تک لٹکے ہوئے تھے اور دو آدمیوں کے درمیان تھا اُس کے سر سے پانی ٹپکتا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے تو جواب ملا کہ ابن مریم ہے پھر میں آگے چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص سرخ رنگ بھاری جسم والا ہے جس کے سر کے بال گھونگر والے ہیں اور آنکھ سے کانا ہے گویا اُس کی آنکھ انگور کی طرح جو باہر نکلے پڑی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے جواب ملا یہ دجال ہے اور اس کی مشابہت زیادہ تر ابن قطن سے تھی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۲۶

(۳) دجال سفید داغدار ہوگا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ سفید داغدار ہوگا۔ اور عبداللہ بن مغفل کی حدیث میں آیا ہے کہ گندم گون ہوگا۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۱۰۴

ان تمام روایات سے واضح ہوتا ہے کہ علیہ دجال میں اختلاف ہے اگر ایک شخص سے مراد ہوتی تو کیونکر ممکن تھا کہ ایک ہی شخص کے مختلف رنگ بتائے جاتے فی الحقیقت چونکہ جماعت سے مراد تھی اس لئے جماعت میں سے کسی کا سفید رنگ اور کسی کا سرخ رنگ اور کسی کا گندمی

رنگ بتایا گیا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف وقت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کشفی دجال کی مختلف صورت دکھلائی گئی ہے اور چونکہ یہ سب باتیں مشاہدہ میں آرہی ہیں اس لئے یہ سب روایات صحیح ہیں۔ کون انکار کرسکتا ہے کہ پادری لوگ مختلف رنگ کے نہیں پائے جاتے +

(ز) دجال کی عمر کیا ہوگی +

سو واضح ہو کہ بعض روایات میں ہے کہ دجال جوان ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ بوڑھا ہوگا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں پس وے مردے جوان باشد و در روایتے آمدہ کہ پیر باشد یعنے دجال جوان ہوگا اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ بوڑھا ہوگا۔ در اشاعہ گفتہ سند این ہر دو قول صحیح است یعنے کتاب اشاعہ میں جو امام سیوطی کی کتاب ہے لکھا ہے کہ ان ہر دو اقوال کی سند صحیح ہے۔ جب دونوں باتیں صحیح ہیں تو صاف معلوم ہوا کہ دجال ایک ہی نہیں بلکہ کئی ہیں کہ بعض بوڑھے ہونگے اور بعض جوان اور مشاہدہ اس بات کا شاہد ہے کہ واقعی یہ دونوں روایات بالکل سچی ہیں جن میں ذرہ بھی خلاف نہیں +

۸۔ دجال کے ساتھ دوزخ و بہشت اور اُنکی حقیقت

ایک روایت میں ہے کہ دجال کیساتھ جنت و نار کی سی چیز ہوگی۔ چنانچہ حدیث ذیل سے اسکی تائید ہوتی ہے

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهٖ نَبِیٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ يَجِیْءُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِیَ النَّارُ وَاِنِّیْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ	بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو دجال کی بابت ایسی خبر سناؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہ سنائی ہو۔ یاد رکھو وہ کانا ہے اور جب وہ آئیگا تو اس کے ہمراہ جنت اور نار کی مثال ہوگی جسکو وہ جنت کہیگا وہ آگ ہوگی اور میں تمہیں

اُسی طرح ڈراتا ہوں جس طرح نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ مشکوۃ صفحہ ۴۷۳ +

(ب) دوسری روایت میں ہے کہ اُس کے ہمراہ پانی اور آگ ہوگا چنانچہ وہ روایت یہ ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	مسلم اور بخاری نے حذیفہ سے روایت کی ہے

قَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ یَخْرُجُ وَاِنَّ مَعَهٗ مَاءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ اَعْذَبُ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْیَقَعْ فِی الَّذِیْ یَرَاهُ نَارًا فَاِنَّهٗ مَاءٌ عَذْبٌ طَیِّبٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَیْنِ عَلَیْهَا ظَفَرَةٌ غَلِیْظَةٌ مَكْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ كَافِرٌ یَقْرَؤُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَّغَیْرُ كَاتِبٍ +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال خروج کریگا اور اُس کے ساتھہ پانی اور آگ ہوگی اور جب لوگ پانی کو دیکھینگے تو وہ فی الحقیقت جلانے والی آگ ہوگی اور وہ چیز جسکو لوگ آگ معلوم کریں گے وہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا پس جب کسی کو تم میں ایسا اتفاق ہوجائے تو چاہیے کہ اُس چیز میں پڑے جو آگ دکھلائی دیتی ہو کیونکہ وہ میٹھا اور عمدہ پانی ہے۔ اور مسلم نے اس قدر اور زیادہ کیا ہے کہ دجال کی آنکھ مٹی ہوئی ہے جسپر سخت ناخنہ ہوگا اور اُس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا جسکو پڑھا ہوا اور اَن پڑھ بھی پڑھ لیگا۔ دیکھو مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۳ +

(ف) ایک اور روایت میں ہے کہ دجال کے ہمراہ دو نہریں ہونگی ایک نہر پانی کی اور ایک نہر آگ کی چنانچہ حدیث ذیل اس کی موید ہے +

لَاَنَا اَعْلَمُ بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ مِنَ الدَّجَّالِ مَعَهٗ نَهْرَانِ یَجْرِیَانِ اَحَدُهُمَا رَاْیَ الْعَیْنِ مَاءٌ اَبْیَضُ وَالْاٰخَرُ رَاْیَ الْعَیْنِ نَارٌ تَاَجَّجُ فَاَمَّا اَدْرَكَنَّ وَاحِدٌ مِّنْكُمْ فَلْیَاْتِ النَّهْرَ الَّذِیْ یَرَاهُ نَارًا ثُمَّ لْیُغَمِّضْ ثُمَّ لْیُطَاْطِئْ رَاْسَهٗ فَیَشْرَبُ فَاِنَّهٗ مَاءٌ بَارِدٌ وَاِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَیْنِ الْیُسْرٰی عَلَیْهَا ظَفَرَةٌ غَلِیْظَةٌ مَكْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ كَافِرٌ یَقْرَؤُهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَّغَیْرُ كَاتِبٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ حُذَیْفَةَ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ مَعًا +

احمد بن حنبل اور بیہقی اور ابوداؤد نے حذیفہ اور ابو مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور میں اُن لوگوں کو جانتا ہوں جو دجال کے ساتھہ ہونگے اس کے ساتھہ دو جاری رہنے والی نہریں ہونگی۔ ایک تو بظاہر آنکھوں میں سفید پانی کی اور دوسری بظاہر شعلہ مارتی ہوئی آگ ہوگی پس جس کو تم میں سے اُن تک پہنچنے کا اتفاق ہو تو چاہیے اُس نہر پر جائے جسکو آگ دیکھتا ہے پھر کرلی کرے پھر اپنے سر پر ڈالے اور پی لے کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہے اور دجال کی بائیں آنکھ بگڑی ہوئی ہوگی جس پر غلیظ

ناخنہ ہوگا اور اُس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوگا جس کو ہر مومن لکھنے والا اور نہ لکھنے والا بھی پڑھ لیگا۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۵ +

اِس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر بھی نہریں ہونگی۔ یہ حدیث طبعی والوں کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ پانی اور آگ کی نہریں ان کے ساتھ ضرور ہوتی ہیں چنانچہ بڑے بڑے دریاؤں کو ملاحظہ کریں اور بڑی بڑی نہروں میں آگ کے کارخانوں کو دیکھیں ان کی پوری تصدیق ہو جائیگی

(ب) اور ہمارے اِن معنوں کی تائید خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی ہے۔ چنانچہ حدیث ذیل اس کی مصدق ہے :-

كَيْفَ بِكُمْ اِذَا ابْتُلِيتُمْ بِعَبْدٍ قَدْ سُخِّرَتْ لَهُ اَنْهَارُ الْاَرْضِ وَثِمَارُهَا فَمَنِ اتَّبَعَهُ اَطْعَمَهُ وَاَكْفَرَهُ وَمَنْ عَصَاهُ حَرَمَهُ وَمَنَعَهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَعْصِمُ الْمُؤْمِنَ يَوْمَئِذٍ بِمَا عَصَمَ بِهِ الْمَلَائِكَةَ مِنَ التَّسْبِيحِ اِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ وَغَيْرِ كَاتِبٍ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ	طبرانی نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم ایک آدمی کے سبب سے ابتلا میں پڑو گے کیونکہ اُس کے واسطے زمین کی نہریں اور پھل مسخر کر دئے گئے۔ جسکو وہ غلہ دیگا اُسکو کافر بناویگا اور جو اُس کی نافرمانی کریگا تو روٹی اُسپر حرام کریگا اور روک رکھیگا۔ اللہ تعالیٰ

مومنوں کو اُس دن محفوظ رکھیگا۔ جس طرح ملائکہ کو تسبیح کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اُسکی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا جسکو لکھا ہوا اور ان پڑھ بھی پڑھ لیگا +

پس صاف واضح ہے کہ دریاؤں سے نہریں کن لوگوں نے نکالی ہیں اور کن کے قبضہ تصرف میں ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹ +

(ج) ایک اور روایت میں ہے کہ اُس کے ہمراہ دو وادیاں ہونگی ایک وادی تو جنت ہے اور دوسری وادی آگ ہے چنانچہ حدیث ذیل اس کی مصدق ہے +

اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَهُوَ اَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُسْرٰى بِعَيْنِهِ الْيُمْنٰى ظَفَرَةٌ غَلِيظَةٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ يَخْرُجُ مَعَهُ وَادِيَانِ اَحَدُهُمَا جَنَّةٌ	طبرانی اور احمد اور بغوی اور ابو داؤد طیالسی اور حاکم نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نبی مجھ سے پہلے گذرا ہے اُس نے اپنی اُمت کو دجال سے ڈرایا

وَالْاٰخَرُ نَارٌ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ وَاَحْمَدُ وَالْبَغَوِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ الطَّیَالِسِیُّ وَالْحَاکِمُ عَنْ سَفِیْنَۃَ

ہے اور دجال بائیں آنکھ سے کانا اور اُس کی بائیں آنکھ میں موٹا ناخنہ ہے اور اُس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہے جب وہ نکلیگا تو اُس کے ہمراہ دو وادیاں بھی ہونگی جن میں سے ایک تو جنت ہے اور دوسری دوزخ ہے الی آخرہ۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۷+

(۴) دجال کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ چنانچہ حدیث ذیل سے واضح ہے :-

مَا شُبِّہَ عَلَیْکُمْ مِنْہُ یَعْنِی الدَّجَّالَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ یَخْرُجُ فَیَکُوْنُ فِی الْاَرْضِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا یَرِدُ مِنْہَا کُلَّ مَنْہَلٍ اِلَّا الْکَعْبَۃَ وَبَیْتَ الْمَقْدِسِ وَالْمَدِیْنَۃَ اَلشَّہْرُ کَالْجُمُعَۃِ وَالْجُمُعَۃُ کَالْیَوْمِ وَمَعَہٗ جَنَّۃٌ وَنَارٌ فَنَارُہٗ جَنَّۃٌ وَجَنَّتُہٗ نَارٌ مَعَہٗ جَبَلٌ مِنْ خُبْزٍ وَنَھْرٌ مِنْ مَاءٍ یَدْعُوْ بِرَجُلٍ لَا یُسَلِّطُ اللّٰہُ اِلَّا عَلَیْہِ فَیَقُوْلُ مَا تَقُوْلُ فِیَّ فَیَقُوْلُ اَنْتَ عَدُوُّ اللّٰہِ الدَّجَّالُ الْکَذَّابُ فَیَدْعُوْا بِمِنْشَارٍ فَیَضَعُہٗ حَذْوَ رَاْسِہٖ فَیَشُقُّہٗ حَتّٰی یَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یُحْیِیْہِ فَیَقُوْلُ مَا تَقُوْلُ فِیَّ فَیَقُوْلُ وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ اَشَدَّ بَصِیْرَۃً مِنِّیْ فِیْکَ اَلْاٰنَ اَنْتَ عَدُوُّ اللّٰہِ الدَّجَّالُ الَّذِیْ اَخْبَرَنَا عَنْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَھْوِیْ اِلَیْہِ بِسَیْفِہٖ فَلَا یَسْتَطِیْعُہٗ فَیَقُوْلُ اَخِّرُوْہُ عَنِّیْ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ +

طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجال کا حال تم پر مشتبہ نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اعور نہیں ہے۔ وہ نکلیگا اور زمین میں چالیس روز ٹھہریگا اور بجز کعبہ شریف اور بیت المقدس اور مدینہ کے زمین کی ہر گھاٹ پر وارد ہوگا۔ اُس کے وقت میں مہینہ ہفتہ کا ہوگا اور ہفتہ مثل ایک دن کے اور اُس کے ساتھ جنت اور دوزخ بھی ہوگا لیکن اُس کا جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگا اور اُس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ الی آخرہ دیکھو کنز العمال۔ جلد ۷ صفحہ ۱۹۹+

(خ) اور یزید بن ہارون کی روایت میں آیا ہے کہ دجّال کے ساتھ طعام اور شراب ہوگا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ دجال کے ہمراہ روٹیوں کا پہاڑ اور گوشت اور پانی کی نہر ہوگی دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۰ +

اِن تمام روایات سے اختلاف ثابت ہوتا ہے جس سے صاف مترشح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف اوقات میں دجال کے مختلف تمثلات دِکھلائے گئے ہیں ورنہ اِس قدر اختلاف کیوں بیان فرماتے اگر کوئی نادان ان کے ظواہر الفاظ پر جمکر کہے کہ فلاسفروں اور پادریوں کے پاس کہاں جنّت اور دوزخ ہے یا کہاں اُن کے ساتھ ساتھ بہشت اور دوزخ کی نہریں چلتی ہیں یا کہاں اُن کے ہمراہ وادیاں ہیں تو اُسکا ایسا سوال کرنا اُسکی حماقت کی دلیل ہوگی کیونکہ ہم نمبر ۴ الف میں دکھا چکے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکے ہمراہ جنّت اور دوزخ کی مثال کوئی چیز ہوگی اور بعض احادیث میں تمثال الجنۃ والنار آیا ہے اگر انکو تمثیلی صورت میں قبول نہ کریں تو پھر ماننا پڑیگا کہ دجال ایسا زبردست ہے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ سے بھی دوزخ اور بہشت چھین کر اپنے قبضۂ تصرف میں کر لئے ہیں حالانکہ ایسا خیال کرنا کفر اور شرک ہے +

چنانچہ ابن حبان کہتے ہیں کہ دجال خوار تر ہے اور کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ خدائی صفات ایسی ذلیل مخلوق میں پائی جائیں۔ ہاں دیکھنے میں ایسا دکھائی دیگی لیکن حقیقت میں وہ کچھ بھی نہ ہونگی۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۰ +

اور پھر حدیث حذیفہ میں ہے

يَخْرُجُ الدَّجَّالُ وَمَعَهٗ نَهْرٌ وَنَارٌ فَمَنْ دَخَلَ نَهْرَهٗ وَجَبَ وِزْرُهٗ وَحُطَّ اَجْرُهٗ وَمَنْ دَخَلَ نَارَهٗ وَجَبَ اَجْرُهٗ وَحُطَّ وِزْرُهٗ ثُمَّ اِنَّمَا هِيَ قِيَامُ السَّاعَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالْحَاكِمُ عَنْ حُذَيْفَةَ

الفاظ وزر اور اجر ظاہر کرتے ہیں کہ ظاہری نہر اور آگ مراد نہیں ہے بلکہ کچھ معنوی باتیں ہیں جن کا بوجھ اور اجر داخلین پر ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جو دجال کے ساتھ تعلق پیدا کریگا اُسکو اسکا نتیجہ بھگتنا پڑیگا۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۴۴

اور پھر عجیب بات ہے کہ دجّال جس کو جنّت بتلاتا ہے اُس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دوزخ اور جس کو دوزخ بتلاتا ہے اُسکو مخبر صادق علیہ السلام بہشت ظاہر کرتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دجال لوگوں کو آسائش اور آرام اور عیش و عشرت کے سامان پیش کریگا

جسکو دوسرے لفظوں میں بہشت کہہ سکتے ہیں اور جسکو لوگ دیکھ کر لالچ میں آجا ئینگے اور اُن کے دامِ تزویر میں گرفتار ہوکر وارث دوزخ ہوجا ئینگے۔ اور جو اپنی بھوک اور پیاس اور افلاس کیحالت کو جس کو دوسرے لفظوں میں نار کہہ سکتے ہیں پسند کرکے دجال کے پیش کردہ جنت کو لات مار کر ہٹا دیگا وہ فی الحقیقت وارثِ بہشتِ حقیقی ہوگا۔ اور اس کی تصریح نمبر ۵ کی مد ج سے بخوبی ہوتی ہے کیونکہ اُس میں ہے کہ دجال کے ہمراہ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ اور مشاہدہ ظاہر کرتا ہے کہ فی الحقیقت عیشت کے سامان اس زمانہ میں اسی دجال کے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہیں کھانے کو دیں اور پانی پلائیں۔ اور جسکو چاہیں بھوکا پیاسا رکھیں۔ وائرورس کی طرف غور کرو جو قریبًا تمام بڑے بڑے شہروں میں جاری ہیں اور روٹیوں کی نسبت مشنریوں کے اخراجات ملاحظہ کرو بخوبی پتہ لگ جائیگا کہ ضرور ضرور اُن کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ بھی ہیں ہم نے پہلے دکھایا ہے کہ مشنریوں کی بیسیوں جماعتیں ہیں جو مخلوقاتِ خدا کو صلیب کی طرف بلاتی ہیں اگر اُن سب کی رقوم کو لکھا جائے جو وہ خرچ کرتے ہیں تو انکی مقدار دنیا کی چند زبردست سلطنتوں کی آمد کے برابر ہو جاتی ہے۔ ہم صرف چرچ مشن سوسائٹی کی تعداد دکھاتے ہیں جس سے باقیوں کی رقوم کا اندازہ معلوم ہو سکتا ہے۔ رپورٹ ۱۸۹۷ء سے جو لنڈن کی چرچ مشن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوئی ہے اُس میں صرف ۱۸۹۶ء کے اخراجات قریبًا ۵۰ لاکھ روپیہ کے ہیں۔ اور یہ رقوم صرف فرقہ پروٹسٹنٹ کی ایک شاخ کی طرف سے ہے حالانکہ اور بھی بکثرت پروٹسٹنٹ جماعتیں ہیں جو الگ طور سے اپنی آمد و خرچ رکھتی ہیں۔ اور پھر رومن کیتھلک گروہوں کے اخراجات اُن سے بھی بڑھ کر ہیں کیونکہ اس مذہب کے عیسائی دنیا میں بکثرت ہیں +

علاوہ اِن اخراجات کے جو وہ اپنے فنڈوں سے خرچ کرتے ہیں حکامِ وقت سے بھی جو انہی کے ہم مذہب ہیں لوگوں کو ملازمت کے طمع سے اپنے مذہب میں لاکر اُن کی شکم پری کا بندوبست کرادیتے ہیں اور اگر ظاہر پر بھی حمل کریں تو کیا گڈز ٹرینیں یعنے مال گاڑیاں جن میں غلے بھرے ہوئے ہوتے ہیں کیا یہ روٹیوں کے پہاڑ نہیں تو اور کیا ہیں۔ کیا ناظرین کو مال گاڑیں پہاڑ کی صورت میں نظر نہیں آتیں ضرور پہاڑ سی نظر آتی ہیں جس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ پس بخوبی واضح ہے کہ ان کے پاس روٹیوں کے پہاڑ بھی ہیں +

مزید براں کلوں کے ذریعہ ڈبل روٹیاں اور بسکٹ اور خوردنی اشیاء اس کثرت سے تیار کی

جاتی ہیں کہ اگر اُن کو جمع کیا جاوے تو ایک پہاڑ ہی بن جاتا ہے۔ اس سے بھی مضمون حدیث کی تصدیق ہوجاتی ہے غرض ہر طرح سے ان کا دجال ہونا پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے +

پھر جب ہم اور بھی نظر وسیع سے دیکھتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ پانی اور آگ ہی دو چیزیں اس قوم کے پاس ہیں جس سے اُن کے کل کاروبار کا انحصار ہے۔ کوئی دریا نہیں ہے جس سے نہریں نہ نکالی ہوں اور جہاں انکو چاہتے ہیں اُن کو لیجاتے ہیں۔ پھر دریاؤں کے علاوہ بکثرت کنوئیں نکال کر پمپ کے ذریعہ گلی کوچوں میں بلکہ جس مکان میں چاہیں پانی پہنچاتے ہیں اور ساتھ ہی آگ سے کام لیا جاتا ہے۔ جب تک آگ کے ذریعہ انجن نہ چلائے جائیں تو پانی کنوؤں سے نہیں نکل سکتا۔ اور دُنیا میں جس قدر بڑے بڑے کارخانہ ہیں۔ مثلاً سوت کاتنے روئی کے صاف کرنے۔ کپڑے بُننے۔ بوٹ بنانے۔ آٹا پیسنے۔ آہنی آلات تیار کرنے بسکٹ وغیرہ پکانے لکڑی کاٹنے اور چیرنے۔ ریلوں کے چلانے۔ برقی پیدا کرنے اور اُس کے ذریعہ گاڑیاں چلانے۔ سڑکوں پر روڑ کوٹنے گیس پیدا کرنے۔ اور اُن کے ذریعہ بازاروں اور سٹیشنوں پر روشنی بہم پہنچانے قسم قسم کی ادویات کو ترکیب دینے۔ جہازوں اور کشتیوں کے چلانے۔ ٹریموے کے دوڑانے۔ کتابوں کے چھاپنے۔ آہنی پرزوں کے ڈھالنے۔ کاغذوں کے بنانے وغیرہ وغیرہ ان سب میں آگ اور پانی ہی کا استعمال ہے۔ اور جس تیزی سے چیزیں تیار کی جاسکتی ہیں اس کی کوئی حد نہیں۔ انسان تو دیکھ کر مارے حیرت کے ششدر رہجاتا ہے پھر کیونکر نہ تسلیم کریں کہ اس قوم کے ساتھ آگ اور پانی نہیں ہے +

مزید یہاں کوئی پادری یا کوئی طبی دان ایسا نہیں پایا جاتا جس کی کوٹھی کے گرداگرد باغ نہ ہو۔ یہ بھی ایک جنت ہے اور جنت کہتے بھی ہیں درختوں کے جھنڈ کو۔ ہر ایک کے مکان کے ساتھ باغ چھوٹا یا بڑا ضرور ہوتا ہے اور یہ سب کچھ عیسائی زندگی کا لازمہ ہے اور یہ لوگ عموماً اُن کو پھولوں میں رہتے ہیں جن کے گرد اگر باغ ہوں اگر کہیں باغ نہ بھی ہو تو بھی کچھ نہ کچھ گملے ضرور ہونگے +

اور اگر اور بھی نظر وسیع سے دیکھیں تو بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہاں ان لوگوں کا گذر ہو وہاں انکا ضرور باغوں اور درختوں کا لگانا ایک بھاری نشان ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ جہاں یہ گئے ہوں اور وہاں باغوں اور درختوں سے وہ جگہ خالی رہی ہو۔ اور پھر آگ کا جال کر دیا سلائی کے کارخانے جاری کر کے دیا سلائی کے بکس کثرت سے تیار کر کے ممالک مختلفہ میں بہم پہنچا تے ہیں کہ کوئی دنیا

کا قطعہ نہیں جہاں دیا سلائی موجود نہ ہو حتےٰ کہ وحشی سے وحشی قومیں بھی اس سے محروم نہیں اور لیمپ اور بجلی سے جو آگ پیدا کی گئی ہے وہ اس کے علاوہ ہے پس اسی قوم کا یہ نتیجہ ہے کہ آگ کو تمام جگہ لے گئے ہیں۔ پھر کیونکر نہیں کہہ سکتے کہ یہ دجال نہیں +

اگر ہم اس میں اور بھی وسعت دیں تو دجال کے بہشت اور دوزخ کا پورا پتہ لگ جاتا ہے یعنے واقعی جیسے حدیث میں آیا ہے دجال جنّت اور دوزخ کو ہمراہ لئے پھرتا ہے اور وہ یوں ہے کہ دجال تمام بنی آدم کو آدم کی اولاد ہونے کی وجہ سے گنہگار قرار دیتا ہے اور دلیل پیش کرتا ہے کہ حضرت آدم اپنے اللہ کی نافرمانی کرنے سے گنہگار رہوا اس لئے وراثتاً اس کی اولاد کو بھی گناہ کا حصہ ملا۔ لہذا کوئی بنی نوعِ انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ لا بد اُسکو گناہوں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے حتّٰی کہ کوئی مرسل اور کوئی نبی بھی بوجہ اولاد ہونے آدم علیہ السلام کے گناہ سے بری نہیں بلکہ برملا اُن کو بٹ مار اور زانی وغیرہ وغیرہ ظاہر کرتے ہیں اور اُدہر چونکہ خدا عادل ہے اِس لئے اُس کے عدل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کل اولاد آدم کو دوزخ میں ڈالے۔ مگر خدا کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عیسےٰ بن مریم ہے اُس نے یہ دیکھ کر کہ باپ تو کسی صورت میں بتقاضائے عدل عذاب دینے سے ٹل نہیں سکتا تو اُس نے باپ کو کہہ دیا کہ تو مجھے اِن سب کے گناہوں کے بدلے پھانسی دیدے اور ان کو سزا سے معاف رکھ۔ باپ نے اِس بات کو قبول کر کے بیٹے کو پھانسی دیدیا اور اُس کو تین روز تک دوزخ میں رکھ کر پھر زندہ کر کے آسمان پر اُٹھا لیا اور اب وہ اُس کے داہنی طرف عرش پر بیٹھا کل زمین و آسمان کی حکومت کر رہا ہے۔ اب جو کوئی اُسپر ایمان لائے تو وہ ہر قسم کے دکھوں اور دردوں سے بچ جائیگا اور ضرور ضرور بہشت میں جائیگا اور جو مسیحؑ پر ایمان نہیں لائیگا اپنے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیگا +

اِسی کی طرف احادیث میں اشارہ ہے کہ اُس کے ساتھ دوزخ اور بہشت ہونگے۔ ورنہ یہ کب ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوزخ اور بہشت کو اپنے قبضۂ تصرف میں رکھتا ہو۔ اس سے تو خدا تعالیٰ کی کسرِ شان ہے۔ مگر اگر غور سے دیکھو تو اسی وجہ سے دجال کا کانا یا اندھا ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ جب ہم اُس کے اُس خدا کے بیٹے کی زندگی کی طرف دیکھتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ معمولی آدمیوں کی طرح اُس کا تولد و تعلیم و تربیت ہوئی۔ کیونکہ وہ ایک کنواری کے پیٹ میں

داخل ہوا اور ۹ ماہ تک اُس کا خون حیض کھا کر باہر نکلا اور حسب معمول آدمزادوں کی طرح دودھ
پیتا اور پاخانہ پیشاب کرتا رہا۔ اور ماں کو بھی زانیہ اور اپنے آپ کو ولدالزنا کہلوایا۔ اور پھر اپنے
باپ یوسف نجار کے پاس جس کے ساتھ اُس کی ماں نے بالآخر نکاح کر لیا تھا نجاری کا کام
بھی سیکھتا رہا۔ اور یہودیوں کے طعن و لعن سے تنگ آ کر مصر میں چلا گیا جہاں وہ کچھ تعلیم پاتا رہا
جب تیس برس کا ہوا تو دعویٰ نبوت کر دیا اور اپنے آپ کو داؤد کا بیٹا ظاہر کر کے شاہزادگی کا
لقب اختیار کیا۔ اور یہودیوں کو کہا کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاؤ گے تو دوزخ میں جاؤ گے
مگر یہودیوں کے علماء و فقراء نے اتفاق کر کے اُس کو کافر قرار دیا اور بغاوت کا اتہام دیکر حکام
وقت کی مدد سے اُس کو پھانسی دلوا کر وہ کامیاب ہوئے اور اُدھر مسیح علیہ السلام کو اپنی
موت کا اتنا شدید غم تھا کہ سولی سے پہلے رات بھر نہ سویا اور خود بھی دعا کرتا رہا اور اپنے حواریوں
سے بھی دعا کرواتا رہا کہ کسی طرح یہ موت کا پیالہ ٹل جائے۔ اور پھر جب صلیب پر چڑھایا گیا تو وہاں
بھی ایلی ایلی لما سبقتنی پکارتا ہوا حسب اقرار عیسائیان جان بحق ہوا +

اب نادان اندھے کیلئے دجال سے پوچھنا چاہیئے کہ اگر وہ رحم کھا کر مخلوقات کو عذاب سے
چھڑانے آیا تھا تو پھر اسے تو کسی غریب عورت کے پیٹ میں داخل ہونے کی ضرورت ہی
کیا تھی اور پھر پیدا ہو کر عاجز ناتوانوں کی طرح دنیا میں مارے مارے کیوں پھرتا رہا۔ اور جن کے
چھڑانے اور نجات دلوانے کے لئے آیا تھا۔ انہیں لوگوں نے ہی اُس کو پھانسی دلوا دیا۔
اور اگر اُس کا پھانسی پانا اُس کا اپنا ہی مدعا تھا تو پھر موت سے کیوں ڈرا اور کیوں بچنے کے
لئے چلاتا اور دعا مانگتا رہا۔ اور پھر جب وہ خود عاجز ناتوانوں کی طرح صلیب پر چلاتا چلاتا مر گیا
تو اب دوسروں کو اُس سے کیا امید نجات ہو سکتی ہے۔ باوجود ان تمام باتوں کے یہ دجال
لوگوں کو بہکانے میں کس جانفشانی سے کوشش کر رہے ہیں اور پھر کہتے پھرتے ہیں کہ بہشت
جس نے لینا ہو وہ ہمارے پاس موجود ہے اور جو مسیح کے کفارہ پر ایمان نہیں لائیگا وہ دوزخ
میں جائیگا۔ پھر کیونکر ان کو دجال نہیں کہہ سکتے الفاظ وادیان اور نہران ظاہر کرتے ہیں کہ
نار اور جنت کی وسعت اور کثرت ہوگی ورنہ آگ کی نہر بھی کبھی ہو سکتی ہے۔ اور نہ آگ کی وادی
ہو سکتی ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ دجال کے ساتھ چلتی پھرتی ہونگی۔ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔
ہاں اگر یہ مان لیں کہ جہاں جہاں دجال کا گذر اور قیام ہوگا وہاں باغات بھی موجود ہو جاتے ہیں

اور آگ کے کارخانہ بھی تو اس میں کسی قسم کی جھجھ نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بات مشاہدہ میں بھی آ رہی ہے کیا دیا سلائی کے بکس آگ کی وادی سے کم ہیں +

۹۔ دجال کا گدھا اور اُس کی حقیقت

دجال کے ساتھ ایک گدھا بھی ہوگا۔ چنانچہ حدیث ذیل سے اسکی تصدیق ہوتی ہے

یخرج الاعور الدجال من یہودیۃ اصبہان لم یخلق لہ عین والاخری کانہا کوکب ممزوجۃ من دم یشوی فی الشمس شیئا ینتاول الطیر من الجو لہ ثلاث صیحات یسمعہا اہل المشرق والمغرب لہ حمار ما بین عرض اذنیہ اربعین باعا یطاکل منہل فی کل سبعۃ ایام یسیر معہ جبلان احدہما فیہ اشجار وثمار وماء واحدہما فیہ دخان ونار یقول ہذہ الجنۃ وہذہ النار رواہ الحاکم وابن عساکر عن ابن عمرو +

حاکم اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلیگا اور اُس کی آنکھ پیدا ہی نہ ہوئی ہوگی اور اُس کی دوسری آنکھ ستارہ کی سی ہوگی جس میں خون ملا ہے۔ سورج میں کوئی چیز بھونیگا اور اُڑتے ہوئے جانور کو پکڑ لیگا تین آواز ہونگی جسکو مشرق والے اور مغرب والے سن لینگے اُس کا ایک گدھا ہوگا۔ جس کے دو کانوں کے درمیان چالیس باغ کا عرض ہوگا ہر گھاٹ کو ہر ہفتہ میں طے کریگا اور اُس کے ساتھ دو پہاڑ ہونگے ایک میں تو درخت اور پھل اور پانی ہوگا اور دوسرے میں دھواں اور آگ دجال کہیگا کہ یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۰ +

اس حدیث سے بخوبی واضح ہے کہ دجال کا ایسا گدھا ہوگا جو بہت ہی تیز رو ہوگا اور ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کریگا اور ہم دیکھتے ہیں کہ کراچی سے کلکتہ تک اور مدراس سے پشاور تک ایک ایک ہفتہ میں کل سٹیشنوں کو طے کرتا ہے۔ جسکو شک ہو ریلوے ٹائم ٹیبل اوقات کے نقشوں کو ملاحظہ کرے اور پھر اُس گدھے کی تعریف میں یہ بھی لکھا ہے کہ اُس کے ہمراہ دو پہاڑ ہونگے۔ واقعی جس قدر گاڑیاں اُس کے ساتھ ہیں وہ پہاڑ ہی کی شکل میں دکھلائی دیتی ہیں اور فی الحقیقت اُن گاڑیوں میں درختوں کے پودے میوہ جات اور پانی بھی ہوتا ہے اور انجن اور اُس کے ساتھ کی گاڑی میں آگ اور آگ کا سامان اور دھواں بھی ہوتا ہے

عجب نادان کہتے ہیں کہ ریل دجال کا گدھا نہیں اور طرفہ یہ کہ ہر ریلوے میں دو ہی گارڈ
ہوتے ہیں جو اشاروں سے گاڑی کو چلاتے ہیں۔ اور واقعی ایک گارڈ ریلوے کی اگلی گاڑی
میں اور ایک اُس کی پچھلی گاڑی میں ہوتا ہے جب دونوں کا اتفاق ہوتا ہے تو گاڑی چلتی ہے
اور اگر دونوں گارڈوں کے درمیانی فاصلہ کو ناپا جائے تو ۴۰ یا ۷۰ باع سے کم نہیں
ہوتا۔ باع کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کو۔ اگر کسی کو شک ہو تو ناپ کر دیکھ لے

حمار کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں بولا

اول حمار یعنے گدھے کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں بولا اونٹ یا گھوڑا کیوں
نہ کہا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے صحابہ کو سمجھانے کے لیے بطور مثال بیان کیا ہے کیونکہ
گدھا بوجھ لادنے اور سواری دینے میں کام آتا ہے ایک تو اس وجہ سے حمار کا لفظ استعمال کیا
دوم۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ گدھے کی آواز بہت مکروہ ہوتی ہے اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ
لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ اس کی مصدق ہے۔ اور چونکہ ریل کی آواز بھی جب چلنے لگتی ہے سخت مکروہ
ہوتی ہے اور بالکل ایک گدھے کی آواز کی طرح مکروہ ہوتی ہے اس لیے اُسکو حمار کے لفظ سے
تعبیر کیا گیا۔

دیگر علما بھی ریلوے کو خر دجال کہتے ہیں

ریل کو خر دجال کہنا صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ بہت سے بزرگوں نے اُسکو خر دجال
ہی تسلیم کیا ہے چنانچہ (۱) حکیم محمد حسن صاحب امروہی منتخب تفسیر غایت البرہان میں بصفحہ ۴۳ لکھتے ہیں
علیٰ ہذا خر دجال ریل کا حال ہے۔ جو حسب حدیث ایک دن میں ایک ماہ کی راہ جاتی ہے اور
آگ اور پانی اس میں ہے اور دوزخ اور بہشت بھی۔

(۲) مولوی ابو الحسن حسن کاکوری لکھتے ہیں اور روایات احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ
دجال مع خدم وحشم وساز وسامان پھیرا کریگا تو ضرور ہوا کہ تمام لشکر کو ایسی سواری باد رفتار
ہوگی کہ اس شیطانی دوڑ کے برابر پہنچ سکے پھر ایسا مرکب دنیا میں نظر نہیں آتا کہ اس سامان
فرعونی اور لشکر شیطانی کو ہمرکاب پہنچا دے بجز ریلوے کے۔ اور ریل ہی کو ابر برباد سے مشابہت
صوری بدرجہ اولے ہے کیونکہ پچاس ساٹھ گاڑی کہاں ایک جسم ہو کر مانند بادل کے دوڑتی
ہیں اور چال اس گاڑی کی حسب ارشادِ رسول مقبول ہوا کی چال ہے۔ کس واسطے کہ

ہندوستان کی گاڑی کو ابھی بہت تیز چلائی نہیں جاتی بلکہ تیس میل ایک ساعت میں جاتی ہے اور ولایت میں حسب بیان اہل فرنگ ساٹھ میل جاتی ہے اور اب ایسی کلیں ایجاد ہوئی ہیں کہ اس سے تیز تر ہو جاوے۔ بالجملہ یہ گاڑی ریلوے بھی گویا آثار قیامت سے ہوئی۔ دیکھو تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو بار دوم سنہ ۱۸۸۶ء مصنفہ مولوی ابوالحسن حسن کاکوروی صفحہ ۴۷، ۴۷ و ۴۸۔

(۳) صاحب کواکب دریہ لکھتے ہیں۔ دجال کے ساتھ خر اقمر یعنے ریل ہند ہوگی جس میں جنت یعنے آرام والی شے درجہ اول کی گاڑی و آگ پانی ہے معہ بہت کچھ سامان کے دیکھو کواکب دریہ صفحہ ۱۵۷۔

(۴) پھر وہی بزرگ صفحہ ۱۶۲ پر لکھتے ہیں۔ اس عرصہ میں اصفہان سے تا دمشق ریل جاری ہو جاویگی جو خر دجال سے عبارت ہے جس میں آگ و پانی ہے۔ جنت مثال درجہ اعلی کی گاڑیاں ہیں جن میں سارا سامان ضروری رہتا ہے اور دوزخ درجہ ادنی کی گاڑیاں ہیں

خر دجال آگ اور پانی کے ذریعہ چلیگا

حدیث ذیل سے پوری تصدیق ہوتی ہے۔

عَنْ رَافِعِ ابْنِ بِشْرِ السَّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ يُوْشِكُ اَنْ تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ حَبْسِ سَيْلٍ تَسِيْرُ سَيْرَ بَطِيْئَةِ الْاِبِلِ تَسِيْرُ بِالنَّهَارِ وَتُقِيْمُ بِاللَّيْلِ تَغْدُوْ وَتَرُوْحُ يُقَالُ غَدَتِ النَّارُ اَيُّهَا النَّاسُ اُغْدُوْا قَالَتِ النَّارُ اَيُّهَا النَّاسُ فَقِيْلُوْا رَاحَتِ النَّارُ اَيُّهَا النَّاسُ فَرُوْحُوْا مَنْ اَدْرَكَتْهُ اَكَلَتْهُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَغَوِيُّ وَالْبَاوَرْدِيُّ وَابْنُ قَانِعٍ وَابْنُ حَبَّانَ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ

احمد بن حنبل اور ابو یعلی و بغوی اور باوردی اور ابن قانع اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم اور ابونعیم اور بیہقی نے رافع بن بشر اسلمی سے روایت کی اس نے اپنے باپ سے کہ قریب ہے کہ پانی کے بند کرنے سے ایک قسم کی آگ نکلیگی جو اونٹ کی سی رفتار کریگی اور دن کو چلیگی اور رات کو قیام کریگی صبح کو بھی چلیگی اور شام کو بھی چلیگی یعنی ہر وقت چلیگی، اور پکار ہوگی کہ ای لوگو وہ دن کو چلنے لگی تم بھی تیار ہو جاؤ پھر آواز ہوگی دوپہر کو چلی تم بھی چلو پھر شام کو چلیگی تم بھی چلو۔ اور وہ جسکو گھیر لیگی کھا جائیگی۔ دیکھو کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۵۔

اس حدیث میں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ریل گاڑی کا فوٹو کھینچ دیا ہے اور اُس کا گھنٹی بجنا اور لوگوں کو خبردار کر دینا کہ ریل تیار ہے تم بھی تیار ہو جاؤ۔ اور نیز ریلوں کی تعداد بتادی کہ بعض مقامات پر دو دفعہ یعنے صبح و شام ریلوے چلتی ہے اور بعض میں تین دفعہ اور اس سے زیادہ کہیں کہیں ہوتی ہیں اس لئے صرف کثرت وقوعہ کا ذکر فرما دیا ہے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے +

چہارم۔ حدیث مذکرہ بالا سے واضح ہے کہ گدھے یعنے ریلوے کے چلنے کے وقت بھی بتائے گئے ہیں۔ اور کون نہیں جانتا کہ انجن میں پانی بند کر کے آگ دی جاتی ہے اور جب پانی سو درجہ تک گرم ہو جاتا ہے تو اُس سے بھاپ پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے زور سے وہ چلتی ہے اور گھنٹی بجتی ہے تاکہ مسافر ٹکٹیں خرید لیں اور جو پلیٹ فارم کے اندر چلا جاتا ہے ریلوے اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے اور صبح و شام دوپہر غرض ہر وقت ریلوے کی سواری بپابندی وقت میسر ہو جاتی ہے +

پنجم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے گھنٹی یا سگنل دیا جائیگا چنانچہ جب ریل دوسرے سٹیشن سے چلتی ہے تو پھر گھنٹی بجتی ہے جس سے لوگ آگاہ ہو کر ٹکٹ خریدتے ہیں +

ششم اس حدیث سے یہ بھی واضح ہے کہ جس قدر آدمی اُس میں بیٹھ جائینگے سب کی سمائی ہو جائیگی یعنے سب ٹکٹ والوں کو اُس کے اندر جگہ مل جائیگی۔ گویا اس طرح سب کو کھائیگی +

ہفتم۔ ریلوے انجن کے بدلنے کا فاصلہ بتایا گیا ہے

حدیث ابن المنادی میں جو حضرت علی کی روایت سے ہے یہ بھی درج ہے کہ دجال کا گدھا ایسا ہوگا کہ اُس کے چلنے کے مقام سے ٹھہرنے کے مقام تک دن اور ایک رات کا سفر ہوگا یعنے جتنا ایک آدمی رات اور دن میں سفر کرے اتنا ہوگا۔ چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ مَا بَیْنَ حَافِرِ حِمَارِہٖ اِلَی الْحَافِرِ الْاٰخَرِ مَسِیْرَۃُ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ اُسکے گدھے کے سم سے دوسرے سم تک ایک رات دن کا فاصلہ ہوگا۔ واضح رہے کہ ایک سٹیشن سے دوسرے سٹیشن تک جہاں انجن کو بدلنا پڑتا ہے قریب تیس۳۰ چالیس۴۰ کوس کے فاصلہ ہوتا ہے جس کو انسان ایک دن اور رات میں طے کر سکتا ہے +

ہشتم۔ بادل سے بھی تیز ہوگی۔ پھر اسی حدیث میں دجال کے گدھے کی یہ بھی تعریف ہے کہ اتنا تیز چلیگا کہ سیدھا بادل سے جو دور دکھائی دیگا جا کر مل جائیگا چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں یَتَنَاوَلُ السَّحَابَ بِیَمِیْنِہٖ وَیَسْبِقُ الشَّمْسَ اِلٰی مَغِیْبِہَا۔ بادل کو اپنے داہنے ہاتھ سے جا لیگا اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کہیں کا کہیں چلا جائیگا۔ پس کون نہیں جانتا کہ ریلوے گاڑی اتنی سرعت سے چلتی ہے کہ بادلوں کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔ اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے کہیں کی کہیں چلی جاتی ہے +

نہم۔ اس کا گدھا صرف خشکی پر ہی نہیں چلیگا بلکہ سمندر میں بھی اپنی پوری رفتار سے چلیگا۔ چنانچہ الفاظ حدیث حسب ذیل ہیں یَخُوْضُ الْبَحْرَ اِلٰی کَعْبَیْہِ۔ یعنے سمندر میں ٹخنوں تک غوطہ لگائیگا۔ جن لوگوں نے بندرگاہوں کا معائنہ کیا ہوگا اور دخانی جہازوں اور اگنبوٹوں میں سیر کی ہوگی تو ان پر بخوبی روشن ہے کہ انجن جہاز یا کشتی دخانی کا ایک حصہ پانی میں ہوتا ہے۔ اور جس طرح ریلوے انجن خشکی پر چلتا ہے اسی طرح انجن جہاز سطح سمندر پر چلتا ہے مگر کسی قدر پانی کے اندر رہکر

دہم۔ دجال کے گدھے کے آگے اور پیچھے دھوئیں کا پہاڑ ہوگا۔ دجال کے گدھے کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے کہ اس کے آگے آگے ایک دھواں کا پہاڑ اور پیچھے بھی ایک پہاڑ ہوگا جو حدیث کے الفاظ ذیل سے ہویدا ہے اَمَامَہٗ جَبَلُ دُخَانٍ وَخَلْفَہٗ جَبَلُ دُخَانٍ۔ جن لوگوں نے ریلوں اور جہازوں کو چلتے ہوئے دیکھا ہے ان کو معلوم ہے کہ انجن چونکہ آگے آگے ہوتا ہے اس سے بکثرت دھواں نکلتا ہے جو آسمان میں بلند ہو کر ایک پہاڑ سا دکھلائی دیتا ہے اور جب دھواں ہوا میں منتشر ہو کر ریلوے یا جہاز کے پیچھے ہو جاتا ہے تو سیاہ پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتا ہے

یازدہم۔ وہ گدھا ایک آواز کریگا جو دور دور تک سنائی دیگی۔

اس آواز سے مراد وہ آواز ہے جبکہ وہ میل ڈیڑھ میل کے فاصلہ سے آواز دیتا ہے یا چلنے سے پہلے وسل کرتا ہے کہ خبردار ہو جاؤ میں چلنے کو تیار ہوں یا غالباً اس گھنٹی سے مراد ہے جو چلنے سے پہلے تین دفعہ بجائی جاتی ہے گویا وہ ان لوگوں کو جو اس میں سوار ہونے کے لئے منتظر ہوتے ہیں آگاہ کر دیتا ہے کہ سوار ہو جاؤ ورنہ پیچھے رہ جاؤ گے چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ یُنَادِیْ بِصَوْتٍ لَّہٗ یَسْمَعُ بِہٖ مَا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ اِلَیَّ اَوْلِیَائِیْ اِلَیَّ اَوْلِیَائِیْ اِلَیَّ اَحِبَّائِیْ پس

صاف واضح ہے کہ یہ باتیں ریل گاڑی میں پائی جاتی ہیں۔ پھر اگر اسکو دجال کا گدھا نہ مانا جائے تو بتاؤ کہ ایسی عظیم الشان بے نظیر گاڑی کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور کہاں دی ہے۔ اور یہ تو سب مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اس مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک کی خبریں دیدی ہیں۔ اگر دجال کے گدھے کے علاوہ وہ کوئی اور چیز ہے تو بتاؤ کہ اُس کی اطلاع کس حدیث میں ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۷+

۱۰۔ دجال کا کھانا پینا اور بازاروں میں پھرنا

دجال کی ایک علامت یہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے وہ کھانا کھایا کریگا اور شراب پیا کریگا اور بازاروں میں پھرا کریگا۔ چنانچہ حدیث ابن منادی میں آیا ہے اَلَا اِنَّ الدَّجَّالَ یَطْعَمُ الطَّعَامَ وَیَشْرَبُ الشَّرَابَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یعنے دجال کھانا کھائیگا شراب پیئیگا اور بازاروں میں چلیگا اور اللہ تعالیٰ ان باتوں سے بلند تر ہے۔ اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ جو خود حوائج انسانی کا محتاج ہے اُس میں خدائی صفات کیونکر آسکتی ہیں۔ تُف ہے اُن لوگوں کی عقلوں پر کہ جو اُن کے افعال مجازی کو حقیقت پر حمل کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب باتیں جو حدیث میں آئی ہیں زمانہ حال کے صبیوں اور پادریوں پر صادق آتی ہیں+

۱۱۔ دجال کے ہمراہ یہودی خصلت لوگ اور ولد الزنا ہونگے

دجال کی یہ بھی علامت ہے کہ اُس کے ساتھی اور پیرو یہود اور ولد الزنا ہونگے۔ چنانچہ اس کی تصدیق حدیث ابن المنادی کے الفاظ ذیل سے ہوتی ہے اَلَا اِنَّ الدَّجَّالَ اَکْثَرُ اَتْبَاعِہٖ الْیَہُوْدُ وَاَوْلَادُ الزِّنَا دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۷۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ پادریوں کے ساتھ یہودی خصلت انسان ہیں جنہوں نے محض نفس پرستی اور شکم پروری کو مقدم رکھ کر دین و ایمان سے ہاتھ دھو لیا ہے اور اکثر ایسے لوگ بھی یقیناً ہیں جو زنا سے پیدا ہوتے ہیں اور جن کو اُن کی بدکار مائیں چرچ کراسٹروں یا پارکوں میں چھوڑ کر چلی جاتی ہیں جہاں سے پادری لوگ اُٹھا کر لیجاتے اور پرورش کرتے ہیں۔ جس نے تحقیقات کرنی ہو وہ مسٹر برنا آف دی کورٹ آف لنڈن و پیرس یعنے اسرار دربار لنڈن و پیرس دیکھے۔ اس سے پوری تصدیق ہو سکتی ہے+

۱۲۔ دجال کے ساتھ عورتیں اور مسکین ہونگے

دجال کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اُن کے ساتھ عورت ہوگی جو دجال سے پہلے ہر گاؤں میں پھر جائیگی۔ چنانچہ حدیث ذیل سے اس کی تائید ہوتی ہے:۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ مَعَ الدَّجَّالِ اِمْرَأَۃٌ یُقَالُ لَھَا اللُّبَیْبَۃُ لَا یُوَمُّ قَرْیَۃً اِلَّا سَبَقَتْہُ اِلَیْھَا فَتَقُوْلُ ھٰذَا الرَّجُلُ دَاخِلٌ عَلَیْکُمْ فَاحْذَرُوْہُ رَوَاہُ نَعِیْمُ بْنُ حَمَّادٍ فِی الْفِتَنِ +

یعنے نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ دجال کے ہمراہ ایک عورت ہوگی جسکو لبیبہ کہتے ہیں جس قریہ میں دجال جائیگا اُس سے پہلے وہ عورت پھر آئیگی اور بتادیگی کہ یہاں تو یہ آدمی تم پر داخل ہونے والا ہے اس سے بچیو۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ پادریوں کے ساتھ مسیں ہوتی ہیں جو گاؤں بگاؤں پھرا کرتی ہیں اور یہ عورتیں اپنی کارروائی سے اہل دیہہ کو متنبہ کردیتی ہیں کہ اب اس کے بعد پادری بھی آنے والا ہے جو اپنا مشن آکر قایم کریگا اور اپنا مضبوط قدم جمائیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۴ +

۱۳۔ دجال کے ساتھ ایک جساسہ بھی ہوگی

چنانچہ حدیث تمیم داری میں آیا ہے:۔

فَدَخَلُوا الْجَزِیْرَۃَ فَلَقِیَتْھُمْ دَابَّۃٌ اَھْلَبُ کَثِیْرُ الشَّعْرِ لَا یَدْرُوْنَ مَا قُبُلُہٗ مِنْ دُبُرِہٖ مِنْ کَثْرَۃِ الشَّعْرِ فَقَالُوْا وَیْلَکِ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَۃُ قَالُوْا وَمَا الْجَسَّاسَۃُ قَالَتْ اَیُّھَا الْقَوْمُ انْطَلِقُوْا اِلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ فِی الدَّیْرِ فَاِنَّہٗ اِلٰی خَبَرِکُمْ بِالْاَشْوَاقِ۔ اِلٰی آخِرِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ قَیْسٍ

احمد بن حنبل اور مسلم اور طبرانی نے فاطمہ بنت قیس سے روایت کی ہے کہ اہل کشتی جزیرہ میں داخل ہوئے تو اُن کو ایک جانور پیش آیا جس کے بہت ہی بال تھے اور بالوں کی کثرت کی وجہ سے اُس کا سامنا اور پیچھا نہیں دکھلائی دیتا تھا اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ جساسہ ہوں اُنہوں نے کہا کہ کون جساسہ۔ اُس نے کہا اے لوگو اُس شخص کی طرف چلو جو فلاں گرجے میں ہے اور وہ تمہاری خبر سننے کا بڑا مشتاق ہے۔ اِس حدیث سے واضح ہے کہ دجال کے ساتھ ایک عورت بھی ہوگی جو جاسوسی کا کام دیگی۔ چنانچہ پادریوں کے ساتھ عورتیں ہیں جو لوگوں کے گھروں میں بہ حیلے پاد سنکاری کے بہانے سے مسلمانوں کی عورات کے دلی بھید کو ابتدا نکال کر دجال میں لیجا!!

ہیں۔ کیا کوئی انکار کرسکتا ہے؟ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۵ +
ابن ماجہ کے حاشیہ صفحہ ۲۶۳ میں ابوالحسن محمد بن عبدالہادی نزیل مدینہ منورہ مشہور بسندھی جساسہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ اَلْجَسَّاسَۃُ قِیْلَ تَجَسَّسُ الْاَخْبَارَ فَتَاْتِیْ بِھَا الدَّجَّالَ یعنے جساسہ وہ ہے جو ملک اور شہروں سے خبریں مخفی لاکر دجال کو بتایا کریگی۔ اور سب لوگ جانتے ہیں کہ مسیں جو لوگوں کے گھروں میں جاتی ہیں وہ راز کی خبریں دجال کو جاکر بتاتی ہیں

۱۴۔ دجال کا عقیدہ کیا ہوگا

دجال کا عقیدہ بتایا گیا ہے کہ وہ کونسے عقائد رکھتا ہوگا چنانچہ سورۃ الاخلاص میں اسکا حال مائل دول بتایا گیا ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔ یعنے اے رسول کہدے کہ اللہ ایک ہے اور وہ بےنیاز ہے نہ اُس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اُس کے برابر کا کوئی ہے۔

اِس سورۃ شریف میں اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی ہے کہ آخری زمانہ میں کوئی ایسا فتنہ برپا ہونے والا ہے کہ جس کی وجہ سے لوگ سخت ابتلا میں پڑینگے اور یقیناً وہ فتنہ دجال ہی تھا جس سے بہت ڈرایا گیا تھا تو اس واسطے اس سورہ میں دجال کی پہچان کے لئے اُمّت کو آگاہ کردیا گیا کہ دجّال کا یہ عقیدہ ہوگا کہ خدا کو واحد نہ مانیگا بلکہ یہ کہیگا خدا کا بیٹا ہے اور خدا مخلوق بنکر آیا ہے اور وہ خود خدا کے برابر ہے۔ سو یہ بات ان پادریوں میں صاف عیاں ہے پھر کیونکر دجال نہیں ہوسکتے +

پھر خدائے علیم و حکیم نے مابعد کی سورتوں میں ظاہر بھی کردیا کہ ضرور سورۃ اخلاص دجال کے بارہ میں ہے کیونکہ ان میں دجال سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے دیکھو سُوْرَۃُ الْفَلَقِ و سُوْرَۃُ النَّاسِ جن میں ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ مَلِكِ النَّاسِ ۔ اِلٰهِ النَّاسِ ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔

(۱۵) دجال بجز مکّا اور مدینہ کے تمام روئے زمین پر پھیل جائیگا۔ جیسے اِس حدیث سے ظاہر ہے

لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ اَنْقَابِهَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ حَافِّيْنَ تَحْرُسُهُمَا اِلٰى اٰخِرِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ اَنَسٍ ؛

امام بیہقی اور نسائی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ مکہ و مدینہ کے سوا کوئی شہر نہیں جس پر دجال کا گذر نہ ہوگا اور کوئی سوراخ نہیں جس پر فرشتے متعین نہ ہوں اور ان دونوں مبارک شہروں کی گرد اگرد حفاظت نہ کرتے ہوں دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۴۹

اس حدیث سے واضح ہے کہ دجال تمام روئے زمین پر پھر جائیگا اور ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کے ہم مشرب پادری لوگ دنیا کے کل ملکوں میں پھر چکے ہیں جس سے صاف عیاں ہے کہ یہی لوگ دجال ہیں اور دجال اکبر یعنے روس ورومانے بادشاہ نے ایک ایسے جنگ کی بنیاد قائم کی ہے کہ جس کی آگ کل روئے زمین پر پھیلنے والی ہے

یہ خیال صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ اب تو اور لوگ بھی فرنگستانیوں کو دجال ماننے لگ گئے ہیں چنانچہ منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار اپنے روزانہ پیسہ اخبار کے پرچہ میں روسی لوگوں کے بارہ میں لکھا ہے۔ وہو ہذا :

مشہد کا خزانہ دجال لے گیا

مشہد کے حادثہ جانکاہ سے نہ صرف شیعہ بھائیوں کے کلیجے میں ناسور پڑ گئے اور ان کے شیشہ دل چور چور ہو گئے بلکہ تمام سارے مسلمانوں کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور ان کے واقعات جگر اور زخمی دل مجروح اور متالم ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مقدس مزار کے بیت المال میں کروڑوں روپیہ نقد اور انمول اشیا جواہر سونے کی اینٹیں۔ دروازے چوکھٹ مرصع اور طلائی ظروف جن کے آبدار [illegible] جواہر جڑے پڑے تھے۔ آخر یہ مال روسیوں کے ہتھے چڑھا۔ دیکھو روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۱ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۴ کالم ۲ ؛

اور مولوی حمید الدین صاحب والد منشی [illegible] ایڈیٹر رسالہ [illegible] بہاؤ الدین رسالہ صوفی ماہ جون ۱۹۱۲ء پنڈی بہاؤ الدین میں [illegible] لکھتے ہیں وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ [illegible] الْحَمْدُ لِلّٰهِ [illegible] سے ان [illegible] جنہوں نے کہا کہ خدا نے بیٹا

بنایا ہے۔ یہ آیت چابی ہے اس امر کی تفہیم کے واسطے کہ ان دس آیتوں کے پڑھنے سے آدمی دجال کے فتنے سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ اس آیت شریفہ میں ظاہر ہے کہ جس قوم کے فتنے سے بچنے کے واسطے اس قدر تاکید کی گئی ہے وہ ایسی قوم ہے جس کا دعویٰ ہو کہ خدا کا ایک بیٹا ہے ظاہر ہے کہ وہ قوم مسیحی قوم ہے جس نے بڑے زور و شور سے اسکا دعویٰ کیا ہے کہ کوئی شخص جسکو وہ یسوع کہتے ہیں اور جسکا یہ نام کہیں قرآن شریف یا احادیث میں نہیں آیا خدا کا بیٹا تھا اور خود خدا ہونے کا مدعی تھا۔ آجکل یورپ اور امریکہ کے عیسائی اُس کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ خود ان کے عقیدہ رہیں بلکہ سارے زور اور طاقت اور ہر طرح کے حیلے اور کوشش کے ساتھ اس امر کے درپے ہیں کہ ساری دنیا میں اس شرک اور کفر کا گند پھیلائیں سو اسی واسطے ان کی یہ کارروائی تمام دنیا کے لئے ایک فتنہ عظیم اور سخت مصیبت و ابتلا کا رنگ پکڑ رہی ہے۔ ان کے اس عقیدہ کو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں اور بھی کھول کر بیان فرمایا ہے کہ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ اُن کے پاس ایسا دعویٰ کرنے میں کوئی علم نہیں اور نہ سائنس کے رو سے اور نہ کسی دلیل سے ثابت کر سکتے ہیں کہ یسوع خدا کا بیٹا تھا۔ اس آیہ شریفہ میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ دجال دنیوی رنگ میں اور اپنے دوسرے کاروبار میں بڑا علم و عقل والا ہوگا اور بڑی بڑی تحقیقاتیں کریگا اور علم کے زور سے نئی نئی باتیں دریافت کریگا لیکن الوہیت یسوع کے ثابت کرنے میں عاجز رہیگا اور مقابلہ کے وقت صاف اقرار کریگا کہ الوہیت یسوع کا مسئلہ کوئی عقل کی بات نہیں یہ صرف مان لینے کی بات ہے۔ دیکھو سارے تمام بڑوں کی گواہی ہے کہ یسوع خدا تھا اور خدائی کا کام کرتا تھا پھر آگے چل کر دوسری جگہ لکھا ہے کہ جس طرح حدیثوں سے ثابت ہے کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیتوں کا پڑھنا فتنہ دجال سے نجات کا موجب ہے اسی طرح آخری آیات سورہ مذکور پڑھنا بھی فتنہ دجال سے نجات کا باعث ہے۔ غرضکہ جن کا ذکر اس سورہ شریفہ کی ابتدا میں ہے انہی کا انتہا میں بھی ہے۔ ان آیات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دجال کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو اپنا داتا قرار دیا۔ ان کی ساری کوششیں اسی دنیا کی زندگی میں خرچ ہو گئی ہیں۔ دیکھو کیسی ایجادیں ہو رہی ہیں مگر وہ تمام جسمانی راحتوں سے متعلق ہیں۔ روحانیات سے ان کو کچھ بھی بہرہ نہیں۔ اس قوم نے کار ہائے

کو وہ جس وبا ہے کہ باید و شاید پیہاری کا پیشہ کیا ذلیل تھا مگر اس نے پیسے کی کلوں نے اُسے کیسا معزز بنا دیا کہ آج بڑے بڑے معززوں اور امراء اور شرفاء کے طبقہ میں داخل ہیں۔ لوہار بھی کمین ہی سمجھے جاتے تھے مگر جو اعزاز و اکرام آئرن ورکس والے رکھتے ہیں محتاج بیان نہیں۔ جراحی حجاموں کے سپرد تھی مگر اب سرجن کہلاتے ہیں۔ جولاہے بھی ذلیل تھے مگر اب یہ پیشہ ایسا معزز ہو گیا ہے کہ وہ لوگ اب ملکوں کو خرید کر سکتے ہیں یہ سب آیات اشارہ کرتی ہیں کہ دجال کاریگروں کی ایک قوم کا نام ہے۔ دجال کے معنے لغت میں یہ ہیں (۱) تاجروں کی ایک بڑی جماعت۔ (۲) ایسے لوگ جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ

دجال کے لغوی معنوں کے اعتبار اور سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات مذکورہ بالا میں غور و تدبر کرنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یورپ اور امریکہ کی مسیحی اقوام دجال ہیں اور ان کا فتنۂ عظیم یہ ہے کہ اسلام کو جو توحید پھیلانے والا مذہب ہے مستاصل کریں قرآن کریم کو جو تمام اسلام کا دارومدار ہے نیست و نابود کریں اور مسلمانوں کو جو موحد قوم ہے قلع قمع کریں۔

یہ صوفی رسالہ ہے جو بنڈی بہاؤالدین سے نکلتا ہے اس رسالہ کا اصل موضوع یہ ہے کہ جو صوفیائے کرام پہلے گذرے ہیں اُن کے حالات لوگوں کے آگے پیش کر کے موجودہ تصوف کے دم بھرنے والوں کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اس کا مضمون نگار کھلے الفاظ میں یورپین و امریکن اقوام کو دجال قرار دیتا ہے۔ دیکھو بدر مورخہ ۵ رجون سنہ ۱۹۱۲ء

۲۰۔ یاجوج ماجوج

قرآن مجید و احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے واضح ہے کہ یاجوج ماجوج مسیح کے آنے سے پہلے تمام روئے زمین پر مسلط ہونگے اور اُن کی موجودگی میں کوئی بھی حکومت نہیں ہوگی جو اُن سے سربلندی میں فخر کر سکے۔ اور نہ کوئی اہل صنعت و حرفت ہوگا جو اپنی صنعت اور حرفت میں اُن کی برابری کر سکیگا۔ اور نہ کوئی مدبر ایسا مدبر ہوگا جو اُن کی تدبیر سے گوئے سبقت لیجا سکیگا نہ کسی کے پاس سامان جنگ ایسا ہوگا جو اُن کے سامان جنگ کا مقابلہ کر سکیگا غرض ہر پہلو سے مخلوقات اُن کے سامنے عاجز ہو جائیگی جس کی تصدیق آیت ذیل سے ہوتی ہے۔

حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ - اور جب یاجوج ماجوج
آزاد کر دیے جائینگے تو وہ ہر بلندی سے اُتر پڑینگے - دیکھو سورۃ الانبیاء رکوع ۷ - پارہ ۱۷ +
اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسکی اور بھی وضاحت کرتی ہے اور وہ یوں ہے

یُفْتَحُ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ فَیَخْرُجُوْنَ عَلَی النَّاسِ
کَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ
فَیَغْشَوْنَ النَّاسَ وَیَنْحَازُ الْمُسْلِمُوْنَ عَنْهُمْ
اِلٰی مَدَائِنِهِمْ وَحُصُوْنِهِمْ وَیَضُمُّوْنَ اِلَیْهِمْ
مَوَاشِیَهُمْ وَیَشْرَبُوْنَ مِیَاهَ الْاَرْضِ حَتّٰی
اَنَّ بَعْضَهُمْ لَیَمُرُّ بِالنَّهْرِ فَیَشْرَبُوْنَ مَا فِیْهِ
حَتّٰی یَتْرُکُوْهُ یَبَسًا حَتّٰی اَنَّ مَنْ بَعْدَهُمْ لَیَمُرُّ
بِذٰلِکَ النَّهْرِ فَیَقُوْلُ قَدْ کَانَ هٰهُنَا مَاءٌ مَرَّةً
حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اِلَّا اَحَدٌ
فِیْ حِصْنٍ اَوْ مَدِیْنَةٍ قَالَ قَائِلُهُمْ هٰؤُلَاءِ
اَهْلُ الْاَرْضِ قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ بَقِیَ اَهْلُ
السَّمَاءِ ثُمَّ یَهُزُّ اَحَدُهُمْ حَرْبَتَهُ ثُمَّ یَرْمِیْ
بِهَا اِلَی السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ اِلَیْهِ مُخْتَضَبَةً دَمًا لِلْبَلَاءِ
وَالْفِتْنَةِ فَبَیْنَمَا هُمْ عَلٰی ذٰلِکَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ
دُوْدًا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ کَنَغَفِ الْجَرَادِ الَّذِیْ
یَخْرُجُ فِیْ اَعْنَاقِهِ فَیُصْبِحُوْنَ مَوْتٰی لَا یُسْمَعُ
لَهُمْ حِسٌّ فَیَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ اَلَا رَجُلٌ
یَشْرِیْ لَنَا نَفْسَهُ فَیَنْظُرَ مَا فَعَلَ هٰذَا الْعَدُوُّ
فَیَتَجَرَّدُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ مُحْتَسِبًا نَفْسَهُ قَدْ اَوْطَنَهَا
عَلٰی اَنَّهُ مَقْتُوْلٌ فَیَنْزِلُ فَیَجِدُهُمْ مَوْتٰی
بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ فَیُنَادِیْ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ

احمد بن حنبل اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم
ابو سعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج کھول
دیے جائینگے اور وہ لوگوں پر موجب آیت اللہ
من کل حدب ینسلون خروج کرینگے اور
لوگوں کو اپنے ماتحت کر لینگے اور مسلمان ان سے
الگ اپنے شہروں اور قلعوں میں پناہ لیں گے
اور وہ انکے مواشیوں پر اپنا قبضہ کر لینگے اور
نہروں کا پانی پی جائینگے یہاں تک نوبت پہنچیگی
کہ ان میں سے کوئی ایک نہر کے پاس جائیگا اور جو کچھ
پانی نہر میں ہوگا پی جائیگا اور نہر خشک ہو جائیگی
اور پھر ان کے بعد کوئی اور گذریگا تو کہیگا کہ یہاں
کبھی پانی ہوتا تھا اور جب کوئی آدمی بھی باقی
نہیں رہیگا جز وہ جو تحت میں لاویں تو پھر وہ انکا
مواخذہ کرینگے جو قلعہ یا شہر میں پناہ گیر ہونگے
ان میں سے پھر ایک شخص کہیگا کہ یہ تو زمینی لوگ
ہیں ان سے فراغت ہو گئی اب آسمان والے
باقی رہ گئے ہیں - اس کے بعد ان میں سے ایک
ہتھیار تیار کر کے آسمان کی طرف پھینکیگا یعنے
آسمانی اجرام میں خوض اور غور کریگا یا ان امور
میں دخل دیگا کہ جن کو آسمان سے تعلق ہے جیسے

الا انتم وان الله عز وجل وعدنی کذا لغو عدی فاکلهم یموتون من مکانهم وتمشی ویسمنون مما یشبعهم فما یکون لها رعی الا لحومهم فتشکر عنه کاحسن ما شکرت عن شیء من النبات اصابته قط رواه احمد وابن ماجه وابن حبان والحاکم عن ابی سعید۔

بارش وغیرہ اور وہ خون آلودہ ہوکر آئیگا۔ دیکھئے ان میں ان کو کسی قدر کامیابی ہوگی) الی آخرہ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۰۲

آیت کلام اللہ و حدیث رسول اللہ صلعم سے ظاہر ہے کہ یاجوج ماجوج تمام روئے زمین پر غالب آجائینگے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ابھی سوائے روس و [illegible] کے یورپ اور کوئی قوم روئے زمین پر پھیلی ہوئی نہیں ہے جن پر کلمات کلام اللہ و احادیث رسول اللہ صادق آئیں۔ اور ہمارے خیال میں یقیناً یہی وہ قومیں ہیں جنہوں نے ہر پہلو سے مخلوقات خدا کو گھیر لیا ہے کوئی ریاست نہیں کوئی ملک نہیں جن پر ان اقوام کا تسلط نہ ہو کوئی صنعت نہیں کوئی حرفت نہیں کوئی تدبیر نہیں کوئی حکمت نہیں جو ان کی صنعت اور حرفت اور تدبیر اور حکمت کا مقابلہ کرسکے غرض ہر قسم [illegible] جس کا وہم و گمان میں بھی تصور ہوسکتا ہو وہ اب سب انہی کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اس زمانہ کے علماء ان کو یاجوج و ماجوج قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ وہ کسی ایسے قطعہ و مقام میں بستے ہیں کہ جہاں انسانی قدم نہیں جاسکتا اور کہتے ہیں کہ ان کے بڑے بڑے لمبے قد ہیں اور ان کے کان اتنے بڑے ہیں کہ ایک کان نیچے اور ایک کان اوپر اوڑھتے ہیں اور سمندر میں کھڑے ہوکر مچھلی آسمان پر بھون لیتے ہیں اور ان کی اولاد اس کثرت سے ہوتی ہے کہ جب ایک مرتا ہے تو ہزار بچہ چھوڑ جاتا ہے۔ الغرض اس قسم کی باتیں کہہ کر جہالت کا ثبوت دیتے ہیں۔ ان نادانوں کو اب تک معلوم نہیں کہ اس زمانہ میں چپہ چپہ زمین ناپی گئی ہے اور کوئی جنگل و بیابان اور کوئی دریا و سمندر اور کوئی پہاڑ کی غار و کھوہ باقی نہیں رہی جہاں انسان کی رسائی نہ ہوئی ہو۔ تمام جغرافیہ اور تمام کرہ ارض ان تمام باتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور پھر ان نادان ملاؤں کی عقل و فکر پر تعجب ہے کہ وہ یاجوج ماجوج کے قد پہاڑ کے برابر اونچے بیان کرتے ہیں جن کے کان بھی اس قدر طویل کہ بستر اور رضائی کا کام دیتے ہیں

اور پھر کثرت اتنی کہ جس کی حد نہیں لیکن وہ کہیں ہیں اس کا پتہ نہیں دے سکتے کہ وہ کہاں اور کس ملک میں ہیں۔ ہزارہا سیاح مارے مارے جنگلوں۔ بیابانوں اور سمندروں اور پہاڑوں میں پھرتے ہیں ان کو کہیں بھی نظر نہ آئے۔ حالانکہ اس وقت تک ایسی ایسی مخلوقات کا پتہ لگا ہے کہ پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی اور اب تو قطب شمالی و قطب جنوبی کے حالات مفصل کھل گئے ہیں جہاں آدمزاد کا کوئی نشان نہیں پھر ہم کیونکر تسلیم کریں کہ ابھی تک دنیا کا کوئی گوشہ انسانی دخل سے مخفی و محفوظ ہو۔ حاشا وکلا ٭

اب ہم ذیل میں دکھاتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کون ہیں۔ کن کی اولاد ہیں۔ کہاں رہتے تھے اور کہاں سے کہاں چلے گئے۔ ہمارا بیان لغت عرب۔ توریت شریف۔ قرآن کریم۔ احادیث نبویہ اور جغرافیہ دانان و دیگر محققین سے مؤید ہوگا ہم صرف ان جاہل مدعیان علم کی طرح خیالی اور بے بنیاد ڈھکوسلوں سے کام نہیں لینگے بلکہ پورے پورے ثبوت پیش کرینگے جن سے ان کو بجز تسلیم کرنے کے کچھ چارہ نہیں رہیگا ٭

اول۔ یاجوج و ماجوج کا مخرج

واضح ہو کہ یاجوج ماجوج لفظ اج یا اجیج سے نکلا ہے جس کے معنے پانی اور آگ کے ہیں۔ چنانچہ اقرب الموارد میں جو لغت کی بہت بڑی کتاب ہے یوں لکھا ہے۔ اَلْیَاجُوْجُ ذُکِرَ فِیْ تَرْجَمَۃِ اَجَّ وَیَاجُوْجُ اَوْ یُقَالُ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ عَلَمَانِ۔ دیکھو اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۴۹۲۔ پھر اسی لغت میں لکھا ہے اَجَّتِ النَّارُ اَجِیْجًا تَلَھَّبَتْ یعنے آگ روشن ہوئی اور بھڑکی۔ اَجَّ الْمَاءُ اُجُوْجًا۔ پانی موجزن ہوا ٭

اور کتاب معجم البلدان یاقوت حموی میں بذیل سد یاجوج و ماجوج لکھا ہے ٭

قِیْلَ اِنَّ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَبْنَا یَافِثَ بْنِ نُوْحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُمَا قَبِیْلَتَانِ مِنْ خَلْقٍ۔ وَھُمَا اِسْمَانِ اَعْجَمِیَّانِ وَاشْتِقَاقُ مِثْلِھِمَا مِنْ کَلَامِ الْعَرَبِ یَخْرُجُ مِنْ اَجَّتِ النَّارُ وَمِنَ الْمَاءِ الْاُجَاجِ وَھُوَ

کہتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وہ مخلوقات میں سے دو قبیلے ہیں اور وہ دو عجمی نام ہیں اور اسی طرح ان کا اشتقاق کلام عرب میں نکلی ہے۔ اور وہ نکلتا ہے اجّ اور اجاج سے جیسے کہتے ہیں آگ

شدید الملوحة المحرق من ملوحته ویکون التقدیر یفعول ومفعول ویجوز ان یکون یاجوج فاعولا وکذلک ماجوج

روشن ہوئی اور پانی موجزن ہوا اور وہ سخت آگ کی گرمی سے سخت احتراق پاکر جوش مارتا ہے اور اس کی تقدیر یفعول اور مفعول بھی ہوتی ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ یاجوج فاعول ہو اور ایسا ہی ماجوج کا حال ہے دیکھو معجم البلدان یاقوت حموی باب السین والدال صفحہ ۴۴

پس ثابت ہوا کہ یاجوج ماجوج ایسی قومیں ہونگی جو آگ اور پانی سے زیادہ تر کام لینگی اور اس کی تصدیق قرآن کریم کی سورۃ تبت کی آیت تبت یدا ابی لھب وتب سے ہوتی ہے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ صاحب شعلہ بھی یاجوج ماجوج قوم ہے اور قرآن کے اخیر میں اس قوم کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ وہ قوم شعلہ والی ہے یعنی آگ سے کام لینے والی اور پھر اگلی سورت میں ان کی اعتقادی حالت بھی جتلادی ہے تاکہ لوگ شک و شبہ میں نہ پڑیں کہ کیونکر ابی لہب یاجوج ماجوج ہوسکتے ہیں۔ اسلئے فرمایا۔ قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ یعنے وہ قوم ایسی ہے کہ اللہ کو واحد نہیں مانیگی اور نہ اللہ تعالیٰ کو بے نیاز سمجھیگی بلکہ اپنی عقل و دانائی کو اپنا کارساز سمجھیگی اور کہیگی کہ اس کا معبود خدا کا بیٹا ہے اور اس کی ماں بھی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو وحی کی کہ امت کو سنادے کہ آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی کہ جن کا مذکورہ بالا اعتقاد ہوگا اس لئے اس امت کے لوگوں کو چاہئیے کہ وہ قطع رکھیں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہر قسم کی احتیاج سے پاک اور بے نیاز ہے اس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ خود کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کی کوئی بیوی وغیرہ ہے۔ غرضیکہ اس سورۃ نے بخوبی ظاہر کر دیا کہ شعلے سے کام لینے والی قوم اپنے اعتقاد کی پابند ہوگی جس کی مذمت اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے اور پھر آخری دو سورتوں میں جنہے معوذتین کہتے ہیں انسے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے پس ثابت ہے کہ یہ صفات بجز روسیوں اور فرنگیوں کے کسی میں نہیں پائی جاتیں اسلئے یہی قومیں یاجوج ماجوج ہیں۔

کتاب اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۱۵ پر ہے

یاجوج وماجوج امتان عظیمتان من الترک

یاجوج و ماجوج ترکوں میں سے دو بڑے گروہ ہیں۔

اور تاج العروس میں لکھا ہے۔

یَاجُوجُ وَمَاجُوجُ قَبِیْلَتَانِ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالیٰ ۔ | یاجوج ماجوج خدا کی مخلوق میں سے دو قبیلے ہیں۔ دیکھو تاج العروس صفحہ ۳ ۔ جلد ۲۔

دوم ۔ یاجوج ماجوج آدم کی اولاد ہیں یا کوئی اور مخلوق ہے

اب ہم یہ بھی دکھلاتے ہیں کہ آیا یاجوج ماجوج آدم کی اولاد ہیں یا بقول دیوانِ زمانہ کوئی ایسی مخلوق ہے جو ان آدمیوں سے نرالی ہو کیونکہ وہ ان کے قد و قامت اور کان وغیرہ ایسے بیان کرتے ہیں جو بنی آدم میں ثابت نہیں ہوتے لہٰذا ضروری ہوا کہ دکھلایا جائے کہ وہ کس کی اولاد ہیں۔

واضح ہو کہ یاجوج ماجوج ہماری ہی طرح انسان ہیں جو حضرت آدم کی اولاد ہیں جس کی تصدیق اس حدیث نبویہ سے ہوتی ہے۔

اِنَّ یَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِنْ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَوْ اُرْسِلُوْا اَفْسَدُوْا عَلَی النَّاسِ مَعَایِشَھُمْ وَلَنْ یَّمُوْتَ مِنْھُمْ رَجُلٌ اِلَّا تَرَکَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ اَلْفًا فَصَاعِدًا وَاِنَّ مِنْ وَّرَائِھِمْ ثَلٰثَ اُمَمٍ تَاوِیْلَ وَتَارِیْسَ وَمُنْسَکَ رَوَاہُ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ فِی التَّفْسِیْرِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ مَرْدُوْیَہ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الْبَعْثِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔ | یعنے عبد بن حمید تفسیر میں اور ابن منذر اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی بعث میں حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ یاجوج اور ماجوج آدم کی اولاد ہیں۔ الی آخرہ

دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۴۴

پس ثابت ہوا کہ یاجوج ماجوج آدم زاد ہیں اور یافث بن نوح کی ذریت سے ہیں چنانچہ توریت کتاب پیدائش باب ۱۰ درس ۲ میں لکھا ہے یافث کے بیٹے جمر اور ماجوج اور مادی اور یاوان اور توبل اور مسک اور تیراس۔ اور انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۴ میں لکھا ہے کہ یوسی فس اور جیروم کے نزدیک شمالی جانب کی اقوام ہیں اور استراخان کے ضلع میں یہ قصہ مشہور ہے کہ یاجوج اور ماجوج جو زبردست قومیں تھیں جن کو ذوالقرنین نے مغلوب کر کے کوہ قاف کے اس پار جلا وطن کر دیا تھا اور وہ اب تک وہاں پر قید ہیں یہ آخر کار خروج کر کے جنگ اور

دنیا کو تباہ کریگی اور ریگول کہتا ہے کہ یاجوج ماجوج اُس زبردست قوم کے پس ماندگان ہیں جو دیودوں کی نسل سے تھے۔ اور انہی میں سے دو اشخاص کو پکڑ کر لنڈن میں لائے تھے اور وہ دربان بنائے گئے تھے۔ دیکھو انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۲۸۷ +

حکیم مولوی محمد حسن امروہی لکھتے ہیں کہ آرمینی و جرمنی و فرانسیسی تجرمہ بن گومر بن یافث کی اولاد ہیں دیکھو تلخیص التاریخ صفحہ ۶۲ +

اور ماجوج کی نسبت بھی وہ لکھتے ہیں کہ ماجوج یافث کا بیٹا تھا۔ دیکھو تلخیص التاریخ صفحہ ۶۲

سوم۔ یاجوج ماجوج کا اصلی مسکن

یہ تو ثابت ہو گیا کہ یاجوج ماجوج حضرت آدم کی اولاد ہیں اور نوح علیہ السلام کی بہت ہی قریبی نسل ہیں لیکن ابتک ہم نے نہیں بتایا کہ اول اُن کی رہائش کہاں تھی اور پھر رفتہ رفتہ کہاں تک ان کی سکونت ہوئی سو واضح ہو کہ ابتدا میں یہ لوگ چینی تاتار کے حصہ مانچوریا سے لیکر کوہ یورال تک سکونت رکھتے تھے اور یہ ایک ایسی قوم تھی کہ اپنی حدود ملک سے نکل کر آس پاس کے ممالک پر یورش کر کے باشندگان کو لوٹ گھسوٹ سے ہمیشہ پریشان کرتے تھے۔ چنانچہ (۱) مسٹر ولیم سونٹن کی تاریخ قدیم و جدید دنیا میں لکھا ہے کہ ہم ابھی دکھلا چکے ہیں کہ تمام بڑے بڑے یورپین لوگوں کے آبا و اجداد فی الاصل ایشیائے مغربی سے آئے تھے۔ دیکھو تاریخ انگریزی مذکور صفحہ ۵ +

(۲) علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں لکھتے ہیں

وَيَتَّصِلُ فِي الْجُزْءِ الْعَاشِرِ كُلِّهِ إِلَى جَبَلِ قُوقِيَا آخِرَ الْجُزْءِ شَرْقًا وَعَلَى قِطْعَةٍ مِنَ الْبَحْرِ الْمُحِيطِ هُنَالِكَ وَهُوَ جَبَلُ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهٰذِهِ الْأُمَمُ كُلُّهَا مِنْ شُعُوبِ التُّرْكِ

اور مشرق کی طرف کل جزء عاشر سے لیکر کوہ قوقیا تک آخری جزء کے متصل ہے اور کچھ بحر محیط کے ایک قطعہ پر واقع ہے اور یہی کوہ یاجوج و ماجوج ہے اور یہ کل لوگ ترکوں کی شاخیں ہیں۔ دیکھو مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مطبع الازہر بہ مصر صفحہ ۴۴ +

اور علامہ مذکور دوسری جگہ اسی مقدمہ میں لکھتا ہے +

وَفِي الْجُزْءِ التَّاسِعِ مِنْ هٰذَا الْإِقْلِيمِ فِي الْجَانِبِ

کہ اس اقلیم کے نویں حصہ کے ایک گوشہ میں غربی

مِنْهُ بِلَادُ خَفْشَاخٍ وَهُمْ قِفْجَقُ يَجُوزُهَا جَبَلُ قُوقَيَا۔ حِيْنَ يَنْعَطِفُ مِنْ شِمَالِهِ عِنْدَ الْبَحْرِ الْمُحِيْطِ وَيَذْهَبُ فِيْ وَسْطِهِ إِلَى الْجَنُوْبِ بِانْحِرَافٍ إِلَى الشَّرْقِ فَيَخْرُجُ فِي الْجُزْءِ التَّاسِعِ مِنَ الْإِقْلِيْمِ السَّادِسِ وَيَمُرُّ مُعْتَرِضًا فِيْهِ وَفِيْ وَسْطِهِ هُنَاكَ سَدُّ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ وَفِي النَّاحِيَةِ الشَّرْقِيَّةِ مِنْ هٰذَا الْجُزْءِ أَرْضُ يَاجُوْجَ وَرَاءَ جَبَلِ قُوْقَيَا عَلَى الْبَحْرِ قَلِيْلَةُ الْعَرْضِ مُسْتَطِيْلَةً أَحَاطَتْ بِهٖ مِنْ شَرْقِهٖ وَشِمَالِهٖ

خفشاخ ہیں جنکو فی الاصل خفجاق کہتے ہیں اور اُن پر سے قوقیا پہاڑ جسکو کوہ یورال کہتے ہیں گزرتا ہے جہاں وہ بحر محیط کے پاس سے ہوکر بجانب شمال مشرق مڑتا ہے۔ اور وہ پہاڑ اُس جگہ سے اقلیم ششم کے نویں حصہ تک چلا جاتا ہے اور یہیں سے وہ موڑ کھاتا ہے اور اسی جگہ اس کے وسط میں یاجوج ماجوج کی دیوار ہے جسکا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور اس حصہ کے شرقی کنارے میں یاجوج کا ملک ہے جبل قوقیا کے پرے ایک بحیرہ ہے جو قلیل العرض اور مستطیل وضع کا ہے جو مشرق اور شمال کی طرف سے کوہ مذکور سے محیط ہے۔ دیکھو مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۷ +

(۳) محمد اکبر ارزانی اپنی کتاب مفرح القلوب میں لکھتے ہیں جیساکہ ترجمہ اکسیر القلوب والے نے لکھا ہے فتح بیج اقلیم چھٹی کے۔ ابتدا اس کی مشرق سے ہے اور شمالی دیار یاجوج و ماجوج کے اور بلاد خاقان اور کیماک اور اسفیجاب کے گذرتا ہے بعد اُس کے بعضے نواحی خوارزم سے اور حوالی ختلان سے شمال قسطنطنیہ کے اور ہیکل الزہرہ اور اندلسی کے گذر کر بحیرہ اعظم میں منتہی ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ چھٹی اقلیم کو شمال ملک یاجوج ماجوج اور بلادِ خاقان وغیرہ کے قرار دیتا ہے اور ظاہر ہے بلادِ خاقان ممالک چین کو کہتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منگولیا اور تبت یا مسکن یاجوج و ماجوج ہے۔ دیکھو اکسیر القلوب ترجمہ مفرح القلوب صفحہ ۱۹۱ +

اور اسی صفحہ پر لکھا ہے یاجوج ماجوج ایک قوم ہیں بہت کہ انتہے زمین مشرق میں رہتے ہیں اُس پار سد سکندر ہے +

(۴) اور ابو ریحان بیرونی اپنی کتاب آثار باقیہ میں یاجوج ماجوج کے متعلق یوں لکھتا ہے

فَأَمَّا الرَّدْمُ الْمَبْنِيُّ بَيْنَ السَّدَّيْنِ فَإِنَّ ظَاهِرَ الْقِصَّةِ فِي الْقُرْآنِ ...

اگر ردم مبنی ہے دو دیواروں کے مابین اور جو قرآن کریم میں سد یاجوج ماجوج ...

مِنَ الْاَرْضِ وَقَدْ نَطَقَتِ الْكُتُبُ الْمُشْتَمِلَةُ عَلٰى ذِكْرِ الْبِلَادِ وَالْمُدُنِ كَجُغْرَافِيَا وَكُتُبِ الْمَسَالِكِ وَالْمَمَالِكِ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَعْنِيْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ هُمْ صِنْفٌ مِنَ الْاَتْرَاكِ الْمَشْرِقِيَّةِ السَّاكِنَةِ فِيْ مَبَادِي الْاِقْلِيْمِ الْخَامِسِ وَالسَّادِسِ

ہے اُس کی نسبت قرآن مجید میں موضع و محل نہیں بتلایا گیا کہ وہ کہاں واقع ہے مگر ان ایسی کتابوں میں جن میں بلاد اور شہروں کا ذکر ہے یعنے جغرافیہ اور کتب تواریخ میں جن میں لکھا ہے کہ یہ گروہ یعنے یاجوج و ماجوج اُن ترکوں کی ایک قسم ہے جو اقلیم پنجم و ششم کے مشرق میں رہتے ہیں دیکھو کتاب آثار الباقیہ ابوریحان بیرونی مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء صفحہ ۴۱ +

اور مسٹر ٹلبھرج اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں۔ یہ لوگ صرف اُسی جرگہ کے بزرگ نہ تھے جو بعد ازاں وہاں سے ہند میں چلا آیا اور ہندو کہلایا بلکہ اہل فرنگ جو وہاں سے جاکر یورپ میں آباد ہوئے اور پارسی جو فارس میں جاکر بسے ان سب کے بزرگ بھی وہی تھے۔ دیکھو صفحہ ۹ تاریخ مذکور

اور صاحب تلخیص التواریخ لکھتا ہے۔ ماجوج ابتدا ؑ شمالِ بخارا و مشرقِ بحرِ اخضر میں جہاں اب بحیرہ ہے بسا تھا جہاں خلیج دہارہ و ہابواہ و نہر جوران تھی جہاں جوزانہ دگوزانہ شہر ابتک موجود ہیں اُس کی اولاد مشرق میں تاچین تک اور مغرب میں تا جنوب و شمال جرمن و شمالیں فرانس و نارمنڈی تک پھیل کر ۱۵ - ۲۰ قبیلے ہوگئے۔ دیکھو تلخیص التواریخ صفحہ ۶۳ +

صاحب معالمات الاسرار فی مکاشفات الاخبار اپنی کتاب میں بصفحہ ۸۶ لکھتا ہے +

پس باید دانست کہ در خاتمہ روضۃ الصفا در بیانِ اقالیم اقلیمِ چہارم را مینویسد کہ اقلیم چہارم از شرق بشمال بلادِ چین گذشتہ بہ تبت گذر کردہ از بلادِ خرخیز و خطا و چین و جبالِ کشمیر و بلور و بدخشاں و جنوب بلادِ یاجوج و ماجوج گذشتہ بغرب رفتہ و در بیانِ اقلیم ششم مینویسد کہ مبداء اش از شرق بو بشمالِ بلادِ یاجوج و ماجوج گذر کردہ بغرب رفتہ و باین حیثیت آنچہ در شاہنامہ ممالک باختر یعنے بخارا یاجوج و ماجوج را نوشتہ است صحیح میشود کہ او

پس جاننا چاہیئے کہ صاحب روضۃ الصفا کتاب مذکور کے خاتمہ میں جو اقلیموں کے بیان میں ہے اقلیم چہارم کی نسبت لکھتا ہے کہ اقلیم مذکور شمال مشرق کی جانب بلادِ چین سے گذر کر تبت تک گئی ہے اور بلادِ خرخیز و خطا و چین و کوہ ہائے کشمیر و بلور و بدخشان سے بلادِ یاجوج ماجوج کے جانب جنوب مغرب تک پہنچی ہے۔ اور اقلیم ششم کے بیان میں لکھتا ہے کہ اُسکا ابتدا مشرق سے شمال کو بلادِ یاجوج و ماجوج سے گذر کر مغرب

شان روس وغیرہ اند کہ اصل ممالک شان از شمال
ممالک باختر اند کہ خراسان را میگویند چنانکہ در
غیاث اللغات است و ممالک روس و ترک باہم
آمیختہ سرحد واند وحدود ترکستان مغربی باذربیجان
کہ در شمال ومغرب فارس است باہم یکجا اند آرمینہ
متصل کوہ قاف با حدود آذربیجان آمیختہ کہ بالفعل
آمد ورفت روس در فارس از انجا دریافت میشود
ومابین آذربیجان وآرمینہ مطابق تفسیر بیضاوی
ذوالقرنین درکوہ مذکور بفاصلہ سی میل سدّے
بستہ است وقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ است
کہ ترک را ترک بآن وجہ میگویند کہ از مابین بست
ودو قبیلہ یاجوج وماجوج اینہا را گذاشتہ باقی
سد بستہ شدہ +

تک چلی گئی ہے اور اس صورت میں وہ جو اُس
میں تین ممالک باختر یعنی بخارا کی نسبت لکھا ہے
کہ وہ یاجوج ماجوج کے ہیں صحیح معلوم ہوتا ہے
کیونکہ وہ ممالک روس وغیرہ ہیں کہ فی الاصل اُنکے
ملک ممالک باختر کے شمال میں ہیں اور ممالک باختر
کو خراسان کہتے ہیں چنانچہ غیاث اللغات میں
لکھا ہے روس اور ترک کے ملک باہم ملے ہوئے
ہیں اور اُن کی سرحد ایک ہے اور ترکستان کی
حدود جو باذربیجان کے مغرب کو ہے اور جو فارس
کے شمال مغرب میں ہے باہم ملی ہوئی ہیں اور آرمینہ
کوہ قاف کے متصل حدود آذربیجان سے ملتی ہے
کہ جہاں سے آجکل روس کی آمد ورفت فارس
میں ہوتی ہے اور حسب تحقیقات صاحب بیضاوی
آذربیجان اور آرمینیہ کے درمیان ذوالقرنین نے پہاڑ مذکور میں تیس میل کے فاصلہ پر ایک دیوار
بنائی تھی اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ترک کو اس وجہ سے ترک کہتے ہیں کہ بائیس
قبائل یاجوج وماجوج سے اُن کو چھوڑ دیا گیا تھا اور باقی تمام کیلئے ایک دیوار بنا دی گئی تھی۔ دیکھو
تفسیر معالم الاسرار صفحہ ۶۰ +

اور کتاب معجم البلدان یاقوت حموی جلد ۲ صفحہ ۳۲۸ میں لکھا ہے +

وفی کتاب اخبار الفرس ان افریدون
لما قسم الارض بین ولدہ جعل لسلم
وھو الاکبر بلاد الروم وما والاھا من المغرب
وجعل لولدہ توج وھو الاوسط الترک
والصین ویاجوج وماجوج وما یضاف الی
ذلک فسمیت الترک بلادھم توران باسم

اور کتاب اخبار الفرس میں لکھا ہے کہ فریدون نے
جب زمین اپنے بیٹوں میں تقسیم کی تو اپنے بڑے
بیٹے سلم کو مغرب کی طرف سے روم اور جو اُس کے
متعلق تھے دیئے اور منجھلے بیٹے توج کو ترکستان
اور چین اور ارض یاجوج ماجوج اور جو اس کے
مضافات میں ممالک تھے عطا کئے۔ اور ترکوں نے

مَلَکَھُمْ تُوْجَ وَجَعَلَ الْاَصْغَرَ وَھُوَ اِیْرَجُ اِیْرَانَ بُشَہْرٍ وَقَدْ بَسَطْتُ الْقَوْلَ فِیْ اِیْرَانَ شَہْرٍ	اپنے بلاد کا نام اپنے بادشاہ کے نام پر تُوران رکھ لیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے ابرج کو وہ ملک

دیا جواب ایران کے نام سے مشہور ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ چین اور ترکستان یعنے توران کے شمالی حصے میں جسکو منگولیا کہتے ہیں یاجوج ماجوج کا ملک تھا۔ معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ +

یہی سبب ہے کہ ایک طرف سے چین والوں نے بھی ایک بہت بڑی دیوار جو ۱۲ سو میل لمبی ہے اور بہت اونچی ہے اُن کی روک کے لئے بنائی تھی اور دوسری طرف سے یعنے کوہ یورال اور جھیل کیسپین کے مابین بمقام دربند ایک دیوار ۳۰ میل لمبی ایک مادی بادشاہ کیقباد نے جس کا لقب ذوالقرنین تھا انہی یاجوج ماجوج کی روک تھام کے لئے بنائی تھی چنانچہ قرآن کریم نے بھی اِس قصہ کو مختصر طور سے ذکر فرمایا ہے۔ اور وہ یوں ہے:-

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝	جب ذوالقرنین دو آڑ کے درمیان پہنچا تو اُن کے ورے ایک قوم کو پایا کہ وہ بات کو سمجھ نہیں سکتی تھی اُس قوم کے لوگوں نے کہا کہ ای ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج اس ملک میں فساد آکر کرتے ہیں۔ ہم آپ کے لئے کچھ خراج اس شرط پر مقرر کر دیتے ہیں کہ آپ ہمارے اور اُن کے درمیان ایک دیوار بنا دیں ذوالقرنین نے جواب میں کہا کہ جو کچھ میرے رب نے دیا ہوا ہے وہی کافی اور بہتر ہے۔ تم محنت میں میری مدد کرو تمہارے اور اُن کے درمیان ایک روک بنا دیتا ہوں۔

مجھے لوہے کے ٹکڑے لا دو اور جب بنتے بنتے پہاڑ کی دو چوٹیوں تک پہنچ گئی تو فرمایا کہ اب آگ گرم کرو اور جب وہ آگ تیار ہوگئی کہا میرے پاس لاؤ تاکہ میں اُس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالدوں جب وہ دیوار اس طرح تیار ہوچکی تو یاجوج ماجوج اُس دیوار پر نہ تو چڑھ سکے اور نہ اس میں نقب لگا سکے۔ دیکھو سورۃ کہف رکوع ۱۱- پارہ ۱۶ - ۲۵ ء و اقعہ ۳۲۵ برس قبل مسیح علیہ السلام کے ہوا۔ +

قرآن کریم سے اتنا تو پتہ چلا کہ ذوالقرنین مادی نے ایک دیوار یاجوج ماجوج کی روک کے لئے

دو پہاڑوں کے درمیان اقوام تار اومنسک کی درخواست پر بنائی تھی۔ دیکھو مجمل التاریخ صفحہ ۲۴۷
وہ دیوار کوہ یورال کے ایک درہ میں جو ۳۰ میل کا تھا بنائی تھی اور اب وہ دربند کے
نام سے مشہور ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ آرمینیا اور آذربیجان کے وسط میں بارہ دربند بنا کے
اور پلونہ کے شمال میں کئی قلعے محکم کھڑے کیے جس سے ان قوموں سے خوب حفاظت ہوگئی
اور معجم البلدان یاقوت حموی میں لکھا ہے +

رُوِیَ عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّهٗ قَالَ سَارَ ذُو الْقَرْنَیْنِ اِلٰی نَاحِیَةِ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ فَنَظَرَ اِلٰی اُمَّةٍ صُهْبِ الشُّعُوْرِ زُرْقِ الْعُیُوْنِ فَاجْتَمَعَ اِلَیْهِ مِنْهُمْ خَلْقٌ کَثِیْرَةٌ قَالُوْا لَهٗ اَیُّهَا الْمَلِكُ الْمُظَفَّرُ اَنَّ خَلْفَ هٰذَا الْجَبَلِ اُمَمًا لَا یُحْصِیْهِمْ اِلَّا اللّٰهُ وَقَدْ اَخْرَبُوْا عَلَیْنَا بِلَادَنَا یَاْکُلُوْنَ ثِمَارَنَا وَزُرُوْعَنَا قَالَ وَمَا صِفَتُهُمْ۔ قَالُوْا قِصَارٌ صُلْعٌ عِرَاضُ الْوُجُوْهِ قَالَ وَکَمْ صِنْفُهُمْ قَالُوْا هُمْ اُمَمٌ کَثِیْرَةٌ لَا یُحْصِیْهِمْ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ وَمَا اَسَامِیْهِمْ قَالُوْا اِمَّا مَنْ قَرُبَ مِنْهُمْ فَهُمْ سِتُّ قَبَائِلَ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَتَاوِیْلُ وَتَارِیْسُ وَمَنْسَكُ وَکُمَارِیْ وَکُلُّ قَبِیْلَةٍ مِنْهُمْ مِثْلُ جَمِیْعِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنَّا بَعِیْدًا فَاِنَّا لَا نَعْرِفُ قَبَائِلَهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ قَبِیْلَةً وَاحِدَةٌ کَانَتْ خَارِجَةَ السَّدِّ لَمَّا رَدَمَهٗ ذُو الْقَرْنَیْنِ فَسَلِمُوْا	امام شعبی سے روایت ہے کہ ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج کی طرف گیا اور ایک قوم کو دیکھا جن کے بال بھورے سنہری مائل اور آنکھیں نیلی سبزی مائل تھیں اور اُنکے پاس ایک کثیر جماعت جمع ہوئی اور ان کو کہا اے بادشاہ مظفر و منصور اس پہاڑ کے پیچھے قومیں رہتی ہیں جن کا شمار خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اُنہوں نے ہمارا ملک ویران وتباہ کر دیا ہے اور ہمارے باغوں کے پھلوں اور کھیتوں کو کھا جاتے ہیں۔ فرمایا کہ ان کا کیا حلیہ ہے اُن لوگوں نے کہا کہ پست قد ٹھری گنجی ہوئی اور چوڑے منہ والے ہیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا کہ اُن کے کتنے اقسام ہیں اُنہوں نے کہا کہ اُن کی بہت سی قومیں ہیں جنکا شمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا فرمایا کہ ان کے نام کیا ہیں اُنہوں نے کہا کہ جو ہمارے قریب رہتے ہیں وہ چھ قبیلے ہیں۔ یاجوج ماجوج تاویل وتاریس ومنسک وکماری اور ان سب قبائل کے

لوگ اس ملک کی تنگی طرح ہیں اور جو ہم سے دور ہیں ہم اُن قبائل کو نہیں جانتے اور بعضوں نے کہا
کہ یاجوج ماجوج بائیس قبیلے ہیں۔ ایک قبیلہ اُن میں سے اُس دیوار کے باہر رہتا تھا جب ذوالقرنین نے

دیوار قایم کی تھی اور وہ سلامت رہا۔ دیکھو معجم البلدان جلد ۶ صفحہ ۴۸ و ۴۹۔

چہارم ۔ حلیہ یاجوج و ماجوج

جب حدیث نبوی اور توریت اور تواریخ سے ثابت ہوگیا کہ یاجوج ماجوج ترکوں کے بھائی ہیں تو ساتھ ہی فیصلہ ہوگیا کہ اُن کے قدوقامت اور کان وغیرہ بھی ترکوں کے برابر ہونگے سو ترک تو ہم لوگوں نے بچشم خود دیکھ لیے ہیں اُن کے قدوقامت معمولی انسانوں کے سے ہیں اگر معمولی انسانوں سے بڑھ کر کوئی بات بھی اُن میں ہوتی تو ہزارہا اخباروں میں ان کا ذکر شائع ہوتا۔ اور جن لوگوں نے ترکوں کو نہیں دیکھا وہ بھی اُن کے حالات سے آگاہ ہو جاتے۔ بالخصوص آجکل جو ترکوں کا بادشاہ تخت نشین ہے یعنے عبدالحمید خانصاحب وہ مسلمانوں میں بوجہ دیندار ہونیکے ہر دلعزیز ہیں اور اب تو محمد خامس بادشاہ ہے۔ اِن کی عکسی تصاویر اکثر گھروں میں موجود ہیں ہمیں ان کے ناک کان وغیرہ معمولی انسانوں جیسے نظر آتے ہیں۔ پھر اب بھی اگر کوئی کہے جائے کہ یاجوج ماجوج کے بڑے بڑے لمبے کان ہیں تو اُن کی حماقت کی پوری دلیل ہوگی۔ اصل میں یہ لوگ پیشگوئیوں اور استعارات کے علم سے محض نابلد ہیں ورنہ وہ کبھی بھی اتنی جسارت نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ لمبے کانوں سے مراد دُور دُور کی خبریں معلوم کرنے والے مراد ہیں اور یہ امر ترکوں اور یورپین اقوام پر صادق آتا ہے ہر جگہ جاسوس رکھے ہوئے ہیں جو ذرہ ذرہ کی خبریں متواتر پہنچاتے رہتے ہیں بلکہ تاریں ایجاد ہوگئی ہیں جن کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں کی خبریں آن کی آن میں پہنچائی جاتی ہیں خواہ انسان سویا ہوا ہو تو بھی اور اگر جاگتا ہو تو بھی خبریں بلا روک ٹوک پہنچ جاتی ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ ایک کان اوپر اور ایک کان نیچے اوڑھ کر سوتے ہیں اور بڑے بڑے قدد سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے بہادر اور طاقتور ہونگے کہ دشوار گذار پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں کے ناقابل گذر میدانوں کو چیرتے ہوئے چلے جائینگے اور کسی مصیبت کو مصیبت نہ سمجھینگے۔ اور اُن کے عزم پہاڑوں کی طرح مضبوط ہونگے۔ سو ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ یہ لوگ کیسے بہادر ہیں اور اُن کے ارادے کیسے مضبوط ہیں کہ نہ اُن کو کوئی پہاڑ روک سکتا ہے نہ دریا جس بات کو کرنا چاہتے ہیں اسکو کیے بغیر نہیں چھوڑتے ؛

چنانچہ صاحب تفسیر معالمات الاسرار فی مکاشفات الاخیار مطبوعہ مطبع رضوی ۱۳۱۹ء لکھتے ہیں

وآنچہ در آثار نسبت قدِ شان مذکور ست بطور مجاز و مبالغہ است نہ باعتبار حقیقت کہ بعض نادانہا بدان طرف مے روند۔ چون در اصل یک قوم از ایشان بسیار قد آور و قوم دیگر خُرد اندام اند کہ در ہندی آنرا بونہ گویند ہمیں وجہ این مجاز مستعمل است +

اور وہ جو آثار میں یاجوج ماجوج کے قد وغیرہ کا ذکر ہے وہ بطور مجاز مبالغہ ہے نہ بطور حقیقت جیساکہ بعض نادان کم عقل لوگ خیال کرتے ہیں۔ چونکہ اصل میں ایک قوم بڑی قد آور اور دوسری چھوٹے قد کی ہے جسکو ہندی میں بونہ کہتے ہیں اس لئے بطور مجاز ایسے الفاظ بولے گئے۔ دیکھو مقدمہ تفسیر معالمات الاسرار صفحہ ۲۰ +

پنجم۔ اخلاقِ یاجوج ماجوج

اس جگہ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کی نسبت دکھلائیں کہ اُن کے اخلاق کیسے ہیں اور پھر جن قوموں کو ہم پیش کرینگے کہ یہ یاجوج ماجوج ہیں وہ اخلاق اُن میں پائے جاتے ہیں کہ نہیں۔ تاکہ غور کرنیوالوں کو اُن کی پہچان میں آسانی ہو جائے۔ سو واضح ہو کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے خصائل و اخلاق کا ذکر فرما دیا ہے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے:۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ الْقُرَشِيُّ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو أَبْصِرْ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ إِنَّ فِيهِمْ لَخِصَالًا

میرے پاس عبدالملک بن شعیب بن لیث نے اُس کے پاس عبداللہ بن وہب نے اُس کے پاس لیث بن سعد نے اُس کے پاس موسیٰ بن علی نے اُس نے اپنے باپ سے روایت بیان کی کہ مستورد قرشی نے عمرو بن عاص کے پاس بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ جب قیامت قایم ہوگی تو نصاری لوگ لوگوں سے زیادہ ہونگے عمرو بن عاص نے کہا کہ جو تو کہتا ہے بصیرت سے

اَرْبَعًا اَنَّھُمْ اَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ وَاَسْرَعُھُمْ اِفَاقَةً بَعْدَ مُصِيْبَةٍ وَاَوْشَكُھُمْ كَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَخَيْرُھُمْ لِمِسْكِيْنٍ وَيَتِيْمٍ وَضَعِيْفٍ وَخَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيْلَةٌ وَاَمْنَعُھُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوْكِ ٭

بیان کر اُس نے کہا کہ میں ہی بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ فرمایا کہ اگر تو اس بات کا ذکر کرے تو یاد رکھ کہ اُن میں چار خصلتیں ہیں ایک یہ کہ فتنہ کے وقت حلیم ترین انسان ہیں دوم مصیبت کے بعد وہ آرام طلبی کے لئے زیادہ جلدی کرنے والے ہیں۔ اور سوم بڑے شکی مزاج ہیں کہ بار بار شک کرتے ہیں اور چہارم یہ کہ جو اُن میں مسکین اور یتیم اور ضعیف ہیں وہی اچھے ہیں اور پانچویں بات اُن میں عمدہ حسن اور خوبصورتی ہے اور وہ بادشاہوں کو اُن کے ظلم سے روکنے والے ہیں۔ دیکھو کتاب معجم البلدان یاقوت حموی ٭

یہ پانچ خصائل و اخلاق یورپین قوموں میں روز روشن کی طرح ظاہر ہیں جن لوگوں کو ان حالات پر غور کرنے کا موقع ملا ہے وہ بخوبی تصدیق کر سکتے ہیں کہ یہ پانچوں اوصاف اقوامِ فرنگستان میں پائے جاتے ہیں اور کوئی انکار نہیں کر سکتا ٭

ششم یاجوج ماجوج کونسی اقوام ہیں

ہم یاجوج ماجوج کا مخرج اور مسکن و اخلاق وغیرہ مفصل بتا چکے ہیں جن کے پڑھنے کے بعد اس امر کی شناخت کی کوئی دقت اور اشکال نہیں رہتا اور انسان تمام پہلوؤں پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ فی الحقیقت اِن صفات کے محل و مصداق صرف یورپین ہی اقوام ہو سکتی ہیں۔ اور بلاشک یہی لوگ یاجوج ماجوج ہیں۔ اور ترک بھی انہیں میں سے ہیں۔ چنانچہ حدیثِ ذیل سے اس کی پوری تصدیق ہوتی ہے ٭

وُلِدَ لِنُوْحٍ ثَلٰثَةٌ سَامٌ وَحَامٌ وَيَافِثُ۔ فَوُلِدَ لِسَامٍ الْعَرَبُ وَفَارِسُ وَالرُّوْمُ۔ وَالْخَيْرُ فِيْھِمْ وَوُلِدَ لِيَافِثَ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَالتُّرْكُ وَالصَّقَالِبَةُ وَلَاخَيْرَ فِيْھِمْ وَوُلِدَ لِحَامٍ بَرْبَرُ وَالْقِبْطُ وَالسُّوْدَانُ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ

ابن عساکر نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح کے تین بیٹے تھے ایک سام دوسرا حام اور تیسرا یافث۔ سام کی اولاد عرب اور فارس اور روم ہیں جن میں خیر و برکت ہے اور یافث کی

اولاد یاجوج ماجوج اور ترک او صقالبی ہیں اور | عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ +
ان میں خیر و برکت نہیں۔ اور حام کی اولاد بربری قبطی اور سوڈانی ہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶
لیکن یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ ان میں سے اسلام لائے وہ یاجوج ماجوج
سے علیحدہ کیے گئے اور ان کا نام ترک اس لیے ہوا کہ وہ یاجوج ماجوج سے خارج کیے گئے
چنانچہ حدیث میں ہے۔ تُرِکَ مِنْ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ۔ یعنے ترک یاجوج ماجوج سے ترک
کئے گئے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۹ +

جب ثابت ہو گیا کہ ترک بھی یاجوج ماجوج سے ہیں تو اب کون انکار کر سکتا ہے کہ اقوام
یوروپ یاجوج ماجوج نہیں۔ مگر ہم اس پر قناعت نہیں کرتے بلکہ شہادتیں پیش کرتے ہیں
جن سے اقوام یوروپ کا یاجوج ماجوج ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اول جب ہم توریت شریف
کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہاں صاف الفاظ میں لکھا پاتے ہیں کہ روس وغیرہ یاجوج اور
انگریز وغیرہ ماجوج ہیں۔ چنانچہ حزقیل نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ اے جوج روس اور مسک
اور توبل کے سردار میں تیرا مخالف ہوں۔ دیکھو کتاب حزقی ایل باب ۳۸ ورس ۳۔ اس آیت
سے واضح ہے کہ روس کو یاجوج کہا گیا ہے۔ اور اس کی شناخت کے لیے صاف صاف
الفاظ میں بتلا دیا گیا ہے کہ روس کون ہے۔ یعنے روس صرف وہی ہے جو مسک جسکو آجکل
ماسکو کہتے ہیں اور توبل کا جس کو آجکل توبالسک کہتے ہیں سردار یعنے بادشاہ ہے۔ اور
تمام جغرافیہ کے جاننے والے بخوبی واقف ہیں کہ ماسکو روس مغربی یعنے یورپین روس کا
دار الخلافہ تھا اور توبالسک روس شرقی یعنے ایشیائی روس کا اب تک دار الخلافہ ہے۔ اور
اب ان حالات کے رو سے کس کو کلام ہو سکتا ہے کہ روس یاجوج نہیں +

اب ماجوج کی نسبت سنو۔ حزقیل نبی کی کتاب میں لکھا ہے "اور میں ماجوج پر اور ان
پر جو جزیروں میں بے پرواہی سے سکونت رکھتے ہیں۔ ایک آگ بھیجونگا دیکھو حزقی ایل باب ۳۹
ورس ۵ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ انگریزوں اور ان کے ہم قبیل لوگوں کو ماجوج کہا
گیا ہے جیسے امریکن و آسٹریلین وغیرہ اور کیسی وضاحت کردی گئی ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو
جزیروں میں بڑے امن اور بےفکری کے ساتھ گویا بے پرواہ بستے ہیں۔ اب بتلاؤ کون شک کر سکتا
ہے کہ انگریز وغیرہ ماجوج نہیں +

مزید برآں لنڈن کے بڑے مشہور مکان معروف بہ گلڈ ہال میں قدیم زمانہ کے دو پتھر کے
بت رکھے ہیں جو یاجوج اور ماجوج کی تصویریں ہیں اور جن پر لکھا ہے گاگ اور میگاگ یعنے
یاجوج وماجوج اور اُن کا مفصل حال اور اُن کے فوٹو کی تصویریں ایک انگریزی کتاب
موسوم بہ اے گائیڈ ٹو گلڈ ہال میں لکھا ہے دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۶۲ و ۶۶ تصاویر کے دیکھنے
اور حالات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی قسم کے جنگلی اور پہاڑی لوگ ہیں جن کی شکلوں
میں وحشیانہ پن اور درندگی پائی جاتی ہے اور معمولی قد کے انسان ہیں اور کوئی نرالا پن
اُن میں نہیں پایا جاتا ہے۔ اور حالات میں لکھا ہے کہ وہ انگریزوں کے آبا و اجداد تھے
اور زمانہ گذشتہ میں لارڈ میر کے تہوار کے دن اُن کا جلوس نکالا جاتا تھا کیونکہ وہ بڑے
بہادر جنگ آور سمجھے جاتے تھے اور انہیں لوگوں نے ہی جزیرہ برطانیہ کے اصلی باشندوں
پر حملہ کر کے اُن کو شکست دیا تھا اور اُن فتحمندوں کے بُت پتھروں میں کندہ کر کے بطور
یادگار اب تک لنڈن کے گلڈ ہال میں موجود ہیں۔ پس وہ روایات جو ان کے قد وغیرہ کے
متعلق لکھی ہیں بالکل غلط قرار دی جاوینگی کیونکہ واقعات کا کون انکار کر سکتا ہے یا اگر انکو
صحیح مانا جاتا ہے تو اُن کی تاویل کی جاویگی جو اُن کے بڑے بڑے کارناموں کی طرف اشارہ ہیں
ہوگی۔ کیونکہ ان اقوام کے کارخانوں پر شور کرنے اور اُن کی ایجادوں کو مد نظر رکھنے سے
انسانی عقل ششدر رہ جاتی ہے اور بے اختیار زبان سے نکلتا ہے کہ یہ انسان کا کام نہیں
اور گاگ اور میگاگ کو جوج اور ماجوج ماننا کوئی تعجب انگیز بات نہیں کیونکہ جب ایک لفظ
دوسری زبان میں جاتا ہے تو کچھ نہ کچھ تغیر ہوتا ہے اور انگریزی حرف جی تلفظ میں بجائے جیم
کے بعض اوقات کاف کی آواز دیتا ہے۔ یہاں لفظ گاگ میں جو دو جیمیں آئی ہیں وہ عربی
میں جیم کی آواز دیتی ہیں اس لئے جوج بولا جاتا ہے ایسا ہی میگاگ کو عربی زبان میں ماجوج
پڑھا گیا ہے۔ جو لوگ علم اللسان سے واقف ہیں وہ اسکو بخوبی جانتے ہیں زیادہ تشریح کی
ضرورت نہیں۔ آپ لوگ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ تورانیہ چین اور روس کے درمیان پہاڑیں
اور راہوں کی روک تھام کے لئے بہت سی دیواریں بنائی گئی ہیں جب اُنکے کی طرف آنے کے
رستے تمام مسدود کئے گئے تو یہ اقوام نچلی بیٹھنے والی نہ تھیں انہوں نے مغرب کی طرف بڑھنا
شروع کیا اور کوہ یورال سے عبور کر کے ان ممالک میں جا بسیں اگا یا جنکو اب براعظم یورپ

کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ پچیس ۲۵ قبائل میں منقسم ہوگئیں جو حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ سویڈش۔ ۲۔ نارویجین۔ ۳۔ ڈینش۔ ۴۔ سکاچ۔ ۵۔ انگلش۔ ۶۔ آئرش۔ ۷۔ ویلز۔ ۸۔ پولش ۹۔ پرشین ۱۰۔ جرمن۔ ۱۱۔ بلجیم۔ ۱۲۔ ڈچ۔ ۱۳۔ نارمن۔ ۱۴۔ آسٹریلین۔ ۱۵۔ کاسک۔ ۱۶۔ اسپیڈینز ۱۷۔ پورچوگیز۔ ۱۸۔ آئیسلنڈرز۔ ۱۹۔ فرنچ۔ ۲۰۔ اٹالینز۔ ۲۱۔ سوئٹزرز۔ ۲۲۔ گریک۔ ۲۳۔ ہسپانیز ۲۴۔ اشینز۔ ۲۵۔ ترک۔ یہی قومیں ہیں جو تمام یوروپ امریکہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر ہماری تحقیقات پر شک ہو تو حکیم محمد حسن امروہی کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیں اُن سب میں ان اقوام کا ذکر کیا گیا ہے خاصکر تلخیص التاریخ صفحہ ۶۴۔ اور انگریزی کتابوں سے اسکی تصدیق کرلو۔ علاوہ اس کے خواجہ حسن نظامی صاحب دبیر حلقۂ نظام المشائخ لکھتے ہیں کہ یاجوج ماجوج بالاتفاق اہل دانش کی رائے میں روس و جرمن کی قومیں ہیں۔ دیکھو کتاب الامر صفحہ ۳۸ مطبوعہ مطبع روزبازار اسٹیم پریس امرتسر۔ گو خواجہ صاحب نے محض خوف یا خوشامد کی وجہ سے انگریزوں کا نام نہیں لیا مگر وہ انگریزوں کو ان میں شمار کرنے سے انکار نہیں کرسکتے گو مصلحتاً انہوں نے انکا ذکر نہیں کیا +

ہفتم۔ یاجوج ماجوج کا خروج

قرآن کریم سے اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں یاجوج ماجوج خروج کرینگے۔ مگر تاریخ نہیں بتائی گئی کہ کب خروج کرینگے جیسے کہ آیت کریمہ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا سے ظاہر ہے یعنے جب میرے رب کا وعدہ آجائیگا تو دیوار ٹکڑے ٹکڑے کردیگا اور اللہ کا وعدہ حق ہے جس میں ذرہ بھی خلاف نہیں۔ دیکھو سورۃ الکہف رکوع ۱۱ پارہ ۱۶ +

اب ہم دکھاتے ہیں کہ وہ وعدہ کب پورا ہونا تھا۔ سو واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں ایک دفعہ یوں فرمایا ہے کہ جب قسطنطنیہ فتح ہو جائیگا اُس کے بعد یاجوج ماجوج خروج کرینگے۔ دیکھو حدیث ذیل:۔

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوْجُ	معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آبادیں تباہ و خراب ہوجائینگی ایک تو بیت المقدس اور دوسری یثرب۔ یثرب سے

الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِيْنِيَّةِ وَفَتْحُ قُسْطَنْطِيْنِيَّةَ خُرُوجُ الدَّجَّالِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُد	تو خون مصائب ہوگا اور جب مصائب نکل پڑیگی تو پھر قسطنطنیہ فتح ہوگا اور بعد فتح قسطنطنیہ کے دجال کا خروج ہوگا - دیکھو ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۴

اس کی تصدیق کافی طور سے تاریخ عالم سے ہوتی ہے چنانچہ قسطنطنیہ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد ثانی کے ہاتھ سے فتح ہوا دیکھو تاریخ قدیم وجدید ولیم سوئن صاحب صفحہ ۲۰۷ - اور سب سے اول پرتگیزوں نے جہاز رانی میں کمال پیدا کر کے ۱۴۹۶ء میں ایک جہاز زیر نگرانی مسٹر واسکوڈی گاما ہند کی طرف روانہ کیا اور ۱۵۰۵ء میں سٹرال بوکرک کو نائب مقرر کیا جس نے آنکر گوا فتح کر کے بہت سے مقامات پر اپنا تسلط جمالیا - دیکھو تاریخ التصریح صفحہ ۱۲۷ +

پس اس پیشگوئی کا پورا وقوعہ ہوگیا - یہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے الگ ہے جو سدّ ذوالقرنین کے توڑنے کی نسبت ہے +

اور پھر ایک اور موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یاجوج ماجوج سدِ ذوالقرنین توڑ کر آگے بڑھینگے - اور ایک ہزار سال کے بعد کھول دیے جاینگے - چنانچہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے ایک ہزار سال کی تصدیق کر دی - حدیث مذکور یہ ہے +

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاُصْبُعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ	زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور جزع فزع کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ عرب کے لئے افسوس ہے کیونکہ وہ شر قریب ہوگیا ہے جو دیوار یاجوج اور ماجوج کے ٹوٹنے سے ایک دن اُن کو پہنچنے والا ہے اور اپنی ابہام اور اُس کے ساتھ کی انگلی کو حلقہ کی صورت میں کر کے کہا کہ اس طرح - میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ کیا ہم ہلاک ہو جاینگے - حالانکہ ہم میں صالح لوگ موجود ہونگے - فرمایا ہاں یہ اس وقت ہوگا جب خبث بکثرت ہوگا - بخاری اور مسلم کا اس پر اتفاق ہے - دیکھو مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۴۸ و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۴ و مسند امام احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۴۲۸ - اس حدیث سے واضح ہے

کہ ابہام کو اُس کے ساتھ کی انگلی سے حلقہ بنانے سے ۱۰ کا عدد نکلتا ہے جو دس صدی مراد ہے +

اور صاحبِ تفسیر معالمات الاسرار فی مکاشفات الاخیار مطبوعہ مطبع رضوی دہلی بصفحہ ۹۰۸ لکھتے ہیں +

و در روایت ابن ماجہ عقدِ عشر است و ابن بفہم راویان است مگر این قدر ضرور راست کہ حلقہ ابہام باسبابہ فرمود خواہ از دستِ راست خواہ از دستِ چپ اگر مطابق انجیل بظاہر از دستِ چپ است کہ بہزار اشارت است

اور ابن ماجہ کی روایت میں دس کی گرہ یعنے حلقہ ہے اور یہ راویوں کی سمجھ پر ہے مگر اتنا ضرور ثابت ہے کہ حلقہ ابہام کا سبابہ کے ساتھ کیا گیا تھا خواہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے خواہ بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے مگر انجیل کے مطابق تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے حلقہ فرمایا تھا کہ جس سے ہزار کا اشارہ ہے +

جب ہم عیسائیوں کی مقدس کتاب میں غور کرتے ہیں تو وہاں بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ کے بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند جب دنیا پر مسلط ہوگا اُس کے ایک ہزار سال بعد شیطان بند رہیگا تاکہ وہ یاجوج ماجوج کو نہ اُکسائے اور جب ایک ہزار سال منقضی ہوگا تب وہ شیطان چھوٹ جائیگا اور یاجوج ماجوج کی قوموں کو برانگیختہ کریگا تاکہ دنیا میں جاویں اور مسلط ہو جاویں۔ ہم بجنسہ مکاشفاتِ یوحنا کی اصل عبارات نقل کر دیتے ہیں تاکہ ناظرین کو زیادہ یقین ہو اور واضح ہو جائے کہ مخبرِ صادق کی پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری ہوئی ہیں +

یوحنا حواری باب ۲۰۔ ورس ۱ لغایت ۵ میں فرماتا ہے "پھر میں نے ایک فرشتہ کو آسمان سے اُترتے ہوئے دیکھا جس کے ہاتھ میں اتھاہ کوئی کی کنجی اور ایک بڑی زنجیر تھی اور اُس نے اُس اژدہے کو جو پرانا سانپ ہے یعنے ابلیس اور شیطان کو پکڑا اور ہزار برس تک جکڑ دیا اور اُس کو اُس اتھاہ کوئے میں ڈالا اور اُسے بند کر دیا اُس پر مہر کر دی کہ وہ آگے لوگوں کو دغا نہ دے جب تک کہ ہزار برس تمام نہ ہوں" +

پھر باب ۲۰ ورس ۳ لغایت ۱۹ میں ہے "اور جب ہزار سال ہو چکینگے شیطان اپنی قید سے چھوٹیگا اور نکلیگا تاکہ اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنے جوج و ماجوج کو فریب دے اور اُنھیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔ وے شمار میں سمندر کی ریت کی مانند ہیں اور وے زمین کی وسعت پر چڑھ گئے اور اُنھوں نے مقدسوں کی چھاونی اور عزیز شہر کو گھیر لیا۔ تب

آسمان پر سے خدا کے پاس سے آگ اُتری اور ان کو کھا گئی" +

حدیث اور مکاشفات یوحنا سے صاف ظاہر ہوگیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار سال تک یاجوج ماجوج اسلامی ممالک پر نہیں آسکینگے۔ بعد ایک ہزار سال کے شیطان یعنی دجال خروج کریگا اور تمام ممالک میں پھر کر آخر کو یاجوج اور ماجوج کو ملکوں کے حالات سے آگاہ کرکے اُن کو اُکسائیگا۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ چنانچہ روس اور انگریز اور دیگر اقوام یوروپ نے جب مسلمانوں کو عیاشی وغیرہ میں مبتلا پایا تو اپنے ملکوں سے تاجروں کی صورت میں سولھویں صدی عیسوی مطابق گیارھویں صدی ہجری میں نکل کھڑے ہوئے اور رفتہ رفتہ پولٹیکل دخل پاکر تمام ممالک اسلامی پر مسلط ہوگئے +

"تاریخ ہند مصنفہ مسٹر لیتھبرج میں لکھا ہے اس کے بعد راس امید کے سیدھے رستے سے انگریزوں کا اوّل بیڑا ہند کی طرف ۱۵۹۱ء میں روانہ ہوا۔ اس کا سردار لین کاسٹر تھا دیکھو صفحہ ۱۳۹۔ تاریخ مذکور +

اور چونکہ عرب میں سنہ ہجری کا استعمال ہوتا چلا آتا ہے اور اس کا حساب قمری ہوتا ہے اور فرنگستان و ہندوستان میں سنہ عیسوی کا استعمال ہے جو شمسی ہوتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ سنہ شمسی و قمری میں ۳۶ سال کے بعد ایک سال کا فرق ہوتا ہے اس لیے اس حساب کو مدنظر رکھ کر ۱۵۹۱ء سے جو تصنیف کتاب کا سنہ ہے ۱۵۹۱ء کو جو دجال یعنے کمپنی انگریزی کا سنہ ہے منہا کردیں تو ۳۰۸ برس باقی رہتے ہیں۔ جب اس باقی ماندہ رقم کو ۳۶ سال پر تقسیم کردیں تو قریب ۹ سال کے برآمد ہوتے ہیں۔ اور چونکہ ۳۰۸ سال شمسی تھے تو جب ان نو سال کو جو فرق مابین سالہائے شمسی و قمری ہے اس میں جمع کردیں تو ۳۱۷ سال قمری ہوجائینگے اور اس وقت سنہ ہجری ۱۳۱۷ھ ہے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کتب عہد عتیق کے رو سے خروج دجال کی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد خبر دی گئی ہے تو جب ایک ہزار میں ۳۱۷ جمع کردیں تو ۱۳۱۷ ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ سنہ ہجری جو اس وقت ہے ۱۳۱۷ھ ہے پس کیسے صاف طور سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی عین اپنے وقت پر پوری ہوئی جس میں ذرا بھی شک کو گنجایش نہیں + نوٹ:۔ یہ وہ حساب ہے جو ایڈیشن اول کے وقت تھا +

ایسا ہی ادھر تو انگریز۔ ڈچ اور فرانس بڑھے۔ دوسری طرف وسط ایشیا سے روس بڑھا اور اول الذکر نے ہندوستان و برہما و افغانستان و بلوچستان وغیرہ پر اپنا سکہ بٹھا لیا اور موخر الذکر نے تمام تاتار اور ترکستان کا ملک ہضم کر لیا اور فارس پر اپنا پورا اثر جما لیا اور چین کو سب اقوام یورپ نے بلکہ حصہ بخرا کر لیا۔ اور افریقہ اور امریکہ اور سمندر کے کل جزائر انہی اقوام کے قبضہ میں آ گئے۔ اور ملک بربر میں جرمنوں فرانسیسیوں اور اٹالین قوموں کا تسلط ہو گیا۔ اب کوئی قطعہ باقی نہیں رہا جس پر ان اقوام کا تسلط و تصرف نہ ہو۔ یاد رہے کہ ۱۵۹۱ء وہ تاریخ ہے جس سد ذوالقرنین کے ٹوٹنے کی مخبر صادق علیہ السلام نے خبر دی تھی جو ہو بہو وقوع میں آیا۔ اب ان واقعات کو کون جھٹلا سکتا ہے +

ہشتم۔ یاجوج ماجوج کب تباہ ہونگے

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے قرآن کریم بھی انہی الفاظ حدیث و مکاشفات یوحنا کی حرف بحرف تصدیق کرکے یاجوج ماجوج کی تباہی کا ذکر کرتا ہے دیکھو آیات وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۔ یعنے یاجوج اور ماجوج کو ہم نے اُن دنوں میں (یعنے ہزار سالہ وعدہ کے بعد) ایک دوسرے پر چڑھائی کرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے پھر ایک وقت بگل بجایا جائیگا اور یقیناً یقیناً اُنکو ایک جگہ جمع کیا جائیگا اور پھر اُس روز اُن کفار پر جہنم پیش کیا جائیگا۔ دیکھو قرآن کریم۔ سورۃ کہف۔ رکوع ۱۱ +

علاوہ ازیں ہم پہلے دکھا چکے ہیں کہ آیت حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے تمام سلطنتوں و ریاستوں پر غالب آنے کی خبر دی ہے اور ان آیات میں باہم لڑائی کرنے کی خبر دی ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ آگ کے ذریعہ اُن کو ہلاک کیا جائیگا اور اسی کی تائید میں سورۃ تبت کی یہ آیات ہیں۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۔ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۔ یعنے آگ سے کام لینے والی قوم کے ہاتھ تباہ ہو گئے اور برباد ہو گئے کیونکہ اُس کو مال اور منال اور تدبیروں نے کچھ امداد نہ دی اور وہ عنقریب شعلے مارنیوالی آگ میں ڈالی جائیگی +

اب ہم اس جگہ پر اور واضح کرنے کے لئے کہ یہ ساری باتیں یاجوج ماجوج کی ابتدائی ترقی

اور انتہائے نتیجہ کی نسبت ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا میں یہ قومیں تمام روئے زمین پر مسلط ہو جائیں گی اور آخر ایک جگہ جمع کی جائینگی جہاں آگ اور وباء کے ذریعہ ہلاک ہونگی چنانچہ حزقیل نبی کی کتاب باب ۳۹ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور حدیثوں میں اُن کی جنگوں اور اُنکی تباہی کا پورا پورا فوٹو کھینچا ہوا ہے۔ اِن کی تباہی ملک شام میں ہوگی جہاں یہ سب ایکدفعہ ہی کر جمع ہونگے اور کل روئے زمین پر ایک تزلزل واقع ہوگا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب آن پہنچا ہے کیونکہ اقوام یورپ کی متفقہ کارروائیاں ظاہر کر رہی ہیں کہ پیشگوئی جو تمام کتب میں بالاتفاق پائی جاتی ہے پوری ہونیوالی ہے چنانچہ حزقیل باب ۳۸ و ۳۹ میں اُن کی بربادی ہلاکت کے مفصل حالات درج ہیں۔ اور وقت بالکل قریب آگیا ہے۔ بلکہ شروع ہو گیا ہے اور ہم میں سے لاکھوں کروڑوں آدمی زندہ ہونگے جو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینگے ؛

باوجود اِن واقعات یقینیہ کے پھر بھی اگر کوئی انکار کرے کہ اہل یورپ یاجوج ماجوج نہیں تو یہ اُنکی حماقت اور جہالت کی قوی دلیل ہوگی لاریب یہی قومیں ہیں جن کا مسیح کے زمانہ میں موجود ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے ؛

۲۱۔ کسوف وخسوف در ماہ رمضان

مسیح موعودؑ کے ثبوت دعویٰ کے لیئے ماہ رمضان میں کسوف خسوف ہوگا۔ جس کی تائید میں اللہ تعالیٰ اپنی کلام پاک میں یوں فرماتا ہے۔ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ه يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ه یعنی جب آنکھ چوندلا جائیگی اور چاند کو گہن لگیگا اور سورج اور چاند جمع کیئے جائینگے کیونکہ سورج کو گہن جب ہی لگا کرتا ہے جب چاند سورج اور زمین کے درمیان حائل ہو جاتا ہے گویا چاند اور سورج جمع ہو جاتے ہیں۔ جب ایسا وقت ہوگا تو انسان کو اُس روز کوئی مفر نہیں ہیگا سوایسا ہی ہوا ؛

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف وخسوف کی نسبت یوں فرمایا ہے :-

حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْاَصْطَخْرِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ ثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيْشَ	علی الباقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں اور جب سے آسمان زمین

ثنا یونس بن بکیر عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق اللّٰہ السمٰوٰت والارض۔

پیدا ہوا ہے اُن کا وقوعہ نہیں ہوا ایک یہ کہ ماہ رمضان میں چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات کو گہنا جائیگا۔ اور سورج کو بھی اُنہی مقررہ دنوں میں سے درمیان کے دن گہن ہوگا اور ایسا جب سے آسمان وزمین کی پیدائش سے نہیں ہوا۔

دیکھو سنن دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی

یہ ثبوت صرف اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں ہی نہیں بلکہ اہل تشیعہ کی کتب معتبرہ میں بھی ملتا ہے چنانچہ الشیخ السعید ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اپنی کتاب اکمال الدین تمام النعمہ فی اثبات الغیب کشف الحیرہ میں حدیث ذیل نقل فرماتے ہیں:۔

حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا الحسین بن الحسن الابان عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن یحیی الحلبی عن الحکم الخیاط عن محمد بن ھمام عن ورد عن ابی جعفر علیہ السلام قال اٰیتان تین بین یدی ھذا الامر خسوف القمر وکسوف الشمس لخمسۃ عشر لم یکن ذالک منذ ھبط اٰدم علیہ السلام الی الارض فعند ذالک یسقط حساب المنجمین۔

ہمارے پاس محمد بن حسن اُس کے پاس حسین بن حسن ابان نے اُس کے پاس حسین بن سعید نے اُس کے پاس نضر بن سوید نے اُسکے پاس یحیٰی حلبی نے اُسکے پاس حکم خیاط نے اُس کے پاس محمد بن ہمام نے اُس کے پاس ورد نے اُن کے پاس ابی جعفر علیہ السلام نے بیان کیا کہ اس امر کے پہلے چاند گرہن و سورج گرہن کے دو نشان ہیں جو دس حجت کے برابر ہیں اور جب سے آدم علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے ہیں تب سے ایسا نہیں ہوا اور اُس سے منجموں کا حساب ساقط ہو جائیگا کیونکہ آدم سے لیکر اس وقت تک اس قسم کے خسوف و کسوف کے ثبوت دینے میں عاجز آجائینگے دیکھو اکمال الدین صفحہ ۳۶۸

اب ظاہر ہے کہ جو خسوف کسوف ۱۳۱۱ ہجری میں ماہ رمضان کے اندر ہوا ہے باوجودیکہ تمام قوموں کے منجموں نے زور لگایا مگر کوئی چاند گرہن و سورج گرہن اس قسم کا کہ مدعی مہدویت موجود ہو اور پھر واقع ہوئے ہوں ابتدائے آفرینش سے ۱۳۱۱ ہجری تک ثابت نہیں کرسکے جس سے روایات

مذکورہ بالا کی کیسی بڑی تصدیق ہوتی ہے اور جو لوگ ماہ رمضان میں خسوف و کسوف کا ثبوت دیتے ہیں وہ اسکی ساتھ کسی دعویدار مہدویت کا ثبوت نہیں دیتے ؛

قرآن اور حدیث سے ظاہر ہے کہ چاند اور سورج گرہن کا ماہ رمضان میں ہونا مہدی اور مسیح کی ایک بڑی نشانی قرار دیگئی ہے اور یہی تو سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں بڑے زور شور سے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ابتدائے دنیا سے اُس وقت تک کہ جبکہ مدعی مہدیت پیدا ہوئے کبھی بھی یہ عجوبہ واقع نہ ہوگی۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ لیکن مخالف مولویان نے جب دیکھا کہ اب تو کام ہاتھ سے جاتا ہے تو حسد اور کینہ کی آگ سے اندھے ہوکر بلاسوچے سمجھے بول اُٹھے کہ حدیث میں لکھا ہے کہ رمضان کی پہلی رات ہوگی جب چاند گہن ہوگا اور رمضان کی پندرھویں کو سورج گہن ہوگا۔ اور یہ گہن تو تیرھویں اور اٹھائیسویں رمضان کو ہوئے۔ ان عقل کے اندھوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چاند گہن اور سورج گہن کیلئے قانون مقرر کیا ہوا ہے اور وہ اس سے بموجب آیت وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ کے ایک ذرہ بھی تجاوز نہیں کر سکتے۔ دیکھو سورۃ یس ع۔ پارہ ۲۳۔ پس ظاہر ہے کہ سورج اور چاند کیلئے اللہ تعالیٰ نے ضوابط بنادیئے ہیں جنکے مطابق وہ فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہیں اگر ان لوگوں کو قرآن کریم پر خوض اور غور کرنیکا مادہ نہیں تھا تو قانون قدرت پر جو خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب ہے جس طرح آسمانی کتابیں اُسکی قولی کتابیں ہیں نگاہ کرتے اور اگر خود اتنی بھی عقل نہیں رکھتے تو ان لوگوں کے مشاہدات و تجارب صحیحہ کا مطالعہ کرتے جنہوں نے ابتدائے آفرینش دنیا سے اسوقت تک بڑی بڑی تحقیقاتوں کے بعد کتابیں لکھی ہیں اور انہوں نے ثابت کیا ہے کہ چاند گہن کے لیئے قانون قدرت میں صرف تین راتیں مقرر ہیں یعنی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں اور سورج گہن کیلئے ۲۷ ویں ۲۸ ویں ۲۹ ویں جب انپر واضح ہوجاتا کہ یہ ہر دو اجرام سماوی کے گہن کی یہ تاریخیں ہیں جنکے بغیر انکا گہن ممکن ہی نہیں۔ تو پھر اس حدیث کے مضمون پر غور کرکے دیکھ لیتے کہ انکی مقررہ تاریخوں میں سے کس کس تاریخ پر چاند اور سورج کا گہن ہوا۔ تو وہ صحیح نتیجہ تک پہنچ جاتے۔ لیکن اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اگر وہ ذرہ سی بھی توجہ کرتے تو اُن پر کھل جاتا کہ مخبر صادق کے الفاظ حدیث تیرہ سو برس کے بعد کیسے صادق آئے کہ چاند گرہن مقررہ راتوں میں سے پہلی رات کو ہوا یعنی

تیرھویں رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ ہجری کو۔ اور سورج گرہن مقررہ دنوں میں سے درمیانہ روز یعنی اٹھائیسویں رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ ہجری کو ہوا۔ اس پر چاہیئے تھا کہ سجدات شکر بجا لاتے اور صدقات ادا کرتے مگر یا تو جہالت کی وجہ سے۔ یا بغض اور حسد کی وجہ سے وہ کچھ بھی نہ کر سکے ۔

چاندگرہن اور سورج گرہن حسب تواریخ قانونِ قدرت ہوتا ہے

اگر یہاں کوئی اعتراض کرے کہ کیا خدا کو طاقت نہیں کہ معجزہ کے طور پر قانون قدرت بدلکر رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور پندرھویں روز کو سورج گرہن کر دے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سراسر دھوکا ہے۔ ہم پیشتر اسکے کہ لغت کی طرف توجہ دلاویں ہم ایک مستند اور مسلم الثبوت علامہ یعنی شیخ الاسلام ابن حلیم بن تیمیہ الشہیر با بن تیمیہ کی رائے ظاہر کرتے ہیں جو چاند گرہن و سورج گرہن کی تاریخوں کے متعلق اپنی کتاب میں شائع کر چکے ہیں۔ وہو ہذا ۔

وَكُسُوفُ الشَّمْسِ اِنَّمَا يَكُوْنُ وَقْتَ اِسْتِسْرَارِ الْقَمَرِ اٰخِرَ الشَّهْرِ وَخُسُوْفُ الْقَمَرِ اِنَّمَا يَكُوْنُ لَيَالِيَ الْاِبْدَادِ اَلثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ كَمَا اَنَّ الْهِلَالَ قَدْ يَكُوْنُ لَيْلَةَ الثَّلَاثِيْنَ اَوِ الْحَادِيْ وَالثَّلَاثِيْنَ هٰذَا الَّذِيْ اَجْرٰى اللّٰهُ بِهٖ عَادَتَهٗ فِيْ حَرَكَاتِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَمَا ذَكَرَهٗ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ مِنْ تَقْدِيْرِ اجْتِمَاعِ الْكُسُوْفِ وَصَلٰوةِ الْعِيْدِ فَهٰذَا لَمْ يَنْقُلْهُ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَا ذَكَرَهٗ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ لَا اَحْمَدُ وَلَا غَيْرُهٗ ۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں سورج گرہن چاند کے بے روشن ہونے یعنی آخری حصہ ماہ میں ہوتا ہے اور چاند گرہن روشن راتوں یعنی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں رات کو ہوتا ہے جیسے ہلال تیس یا اکتیس کو ہوا کرتا ہے۔ یہی عادت اللہ سورج اور چاند کی حرکات کے متعلق جاری ہے اور بعض فقہاء نے جو اجتماع کسوف وصلوٰۃ عید کے متعلق تقریریں لکھی ہیں وہ کسی صحابی سے ثابت نہیں اور نہ اکثر علماء نے اسکا ذکر کیا ہے اور نہ احمد بن حنبل وغیرہ سے کچھ ثبوت ہے۔ دیکھو کتاب التعارض بین العقل والنقل صفحہ ۲۴۲۔

نواب صدیق حسن خانصاحب لکھتے ہیں :۔

گویم خسوفِ قمر نزد اہلِ نجوم متقابلِ شمس بہیئت مخصوص میشود و در غیر تاریخ سیزدہم چہاردہم و پانزدہم اتفاق نمی افتد۔ وہمچنیں کسوف شمس

میں کہتا ہوں کہ اہل نجوم کے نزدیک سورج کے مقابلہ میں چاند گرہن خاص ہیئت پر پڑتا ہے اور سوائے تیرھویں۔ چودھویں اور پندرھویں تاریخوں کے چاند گرہن نہیں ہو سکتا اور ایسا ہی

نزد اقتران قمر بشکل خاص در غیر تاریخ بست و ہفت و بست و ہشت و بست و نہم نے افتد پس وقوع ایں ہر دو در ماہ واحد در غیر تواریخ مذکورہ مخالف حساب نجوم است ؛

سورج گرہن چاند کے قریب آجانیکے وقت خاص شکل میں سوائے ستائیسویں، اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخ کے نہیں ہوتا پس ان ہر دو کا وقوع ایک ہی ماہ میں مذکورہ بالا تاریخوں پر قبول کرنا حساب نجوم کے خلاف ہے۔

(... الکرامہ فی آثار القیامہ ۳۴۴)

لفظ قمر و ہلال و لغت عرب

اگر ابن تیمیہ جیسے علامہ اور نواب صدیق حسن خانصاحب کی بات پسند خاطر نہ تھی تو لغت عرب و محاورہ عرب پر توجہ کی ہوتی۔ اے نادانو! کیا تم نہیں جانتے کہ اہل عرب میں قمر کا استعمال کب ہوتا ہے سو واضح ہو اہل عرب کے ہاں قمر کا لفظ چوتھی یا ساتویں رات سے استعمال ہوتا ہے اُس سے پہلے ہلال کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ہلال کی راتوں میں قمر کا لفظ مُنہ سے بولیں۔ پس اگر یہاں اوّل شب رمضان کو چاند گرہن ہونا تھا تو قمر کا لفظ عرب کے افصح الفصحاء و ابلغ البلغاء کے مُنہ سے جن کو جوامع الکلم دیئے گئے ہیں ہرگز نہ نکلتا بلکہ ہلال کا لفظ صادر ہوتا۔ کیا وہ انسان جو فخر کے طور سے ... جوامع الکلم بیان فرماوے لغت عرب اور محاورہ عرب کے خلاف کوئی کلمہ نکال سکتے تھے ہرگز نہیں ؛

لغت عرب میں لکھا ہے یُسَمّٰی هِلَالًا لِلَیْلَتَیْنِ اَوْ اِلٰی ثَلَاثٍ اَوْ اِلٰی سَبْعٍ اللَّیْلَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ الشَّهْرِ وَفِیْ غَیْرِ ذٰلِكَ قَمَرًا۔ دیکھو اقرب الموارد۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۳۹۹ ؛

صحاح جوہری میں لکھا ہے۔ اَلْهِلَالُ اَوَّلَ لَیْلَةٍ وَالثَّانِیَةِ وَالثَّالِثَةِ وَالْقَمَرُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَیَالٍ اِلٰی اٰخِرِ الشَّهْرِ حَتّٰی قَمَرُ الْبَیَاضَةِ۔ یعنی پہلی اور دوسری اور تیسری رات تک ہلال کہتے ہیں اور تیسری رات کے بعد سے اخیر ماہ تک قمر اور قمر بوجہ روشن ہونے کے کہتے ہیں ؛

لسان العرب میں قمر کے لفظ کی نسبت لکھا ہے۔ هُوَ بَعْدَ ثَلٰثِ لَیَالٍ اِلٰی اٰخِرِ الشَّهْرِ یعنی قمر تین رات کے بعد سے اخیر مہینے تک بولا جاتا ہے ؛

جن علماء نے اس حدیث کا ترجمہ رمضان کی پہلی رات اور پندرھویں رات کا کیا ہے انہوں

نے سخت غلطی کھائی ہے کیونکہ وہ علم ہیئت سے محض نابلد ہیں انکا ترجمہ قابل حجت نہیں ہوسکتا۔

بعض علماء جب اس تقریر سے عاجز ہوجاتے ہیں تو پھر یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ حدیث ہی ضعیف ہے۔ اوّل تو یہ بات انکی سراسر بے بنیاد ہے۔ امام دار قطنی جو اوّل درجہ کے نقادِ فنِ احادیث ہیں اور جو صحاح ستہ تک کی حدیثوں پر جرح کئے بغیر نہیں رہے وہ کیونکر بحالت ضعیف ہونے حدیث ہذا کے خاموش رہتے۔ انکا سکوت ہی اس امر پر دال ہے کہ وہ ضرور صحیح حدیث ہے۔ اس بحث کو فاضل امروہی نے سواء السبیل حصہ دوم میں بسط کے ساتھ لکھا ہے جس نے مفصل دیکھنا ہو اسکو پڑھے۔

علاوہ بریں اصول حدیث میں یہ امر مسلم ہے کہ جس حدیث میں اجتہاد کو دخل نہ ہو اور پھر اُس کو کوئی صحابی یا اہل بیت روایت کرے تو وہ صحیح اور مرفوع حدیث کے حکم میں ہوگی لہٰذا حدیث زیر بحث ایک پیشگوئی ہے جس میں کسی انسانی اجتہاد کا دخل نہیں اگر اُس میں کسی اسناد کا ضعف بھی ہو تو بھی اُس کی صحت میں کلام نہیں ہوسکتا پس بلاشک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلی ہوئی ہے اور جب تیرہ سو برس کے بعد اُسکا وقوعہ بھی اسی طرح ہوگیا جس طرح بیان کیا گیا تھا تو اُس کے پختہ اور صحیح ہونے میں کس کو کلام ہوسکتا ہے۔ بلکہ وہ تو اصح الاحادیث میں داخل ہے۔

تعجب تو یہ ہے کہ جب تک اس کا وقوعہ نہیں ہوا اور اُسکا مصداق پیدا نہیں ہوا تھا تب تک یہ حدیث برابر کتابوں میں درج ہوتی رہی اور منبروں پر پڑھی جاتی رہی اور جبکہ ایک مدعی نے میدان میں نکلکر کہا کہ یہ نشان جو حدیث میں میری نسبت تھا پورا ہوگیا اب تم کو میرے ماننے میں کیا عذر ہے تو جھٹ ضعیف ہونے کا اعتراض کر دیا۔ حالانکہ سُنّی۔ شیعہ۔ حنفی۔ وہابی سب اپنی کتابوں میں اس حدیث کو مہدی کا نشان قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ علامہ شیخ احمد شہاب الدین بن حجر الہیتمی فتاوی حدیثیہ میں لکھتے ہیں:۔

عَنْ عَمرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عَلَامَةَ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ اَنْ يُخْسَفَ بِجَيْشٍ فِي الْبَيْدَاءِ وَلَمَّا جَاءَ عَنْ اَكَابِرِ اَهْلِ الْبَيْتِ فِيهِ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَانِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہدی کے نکلنے کی علامت یہ ہے کہ میدان میں ایک لشکر خسف ہوگا اور اکابر اہل بیت سے جن میں محمد بن علی بھی ہیں یہ بات آئی ہے ہمارے

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ یَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ٭

مہدی کیلئے دو نشان ہیں جو آسمان اور زمین کی پیدائش سے لیکر آجتک نہیں ہوئے ایک تو ماہ رمضان کے اندر چاند کا اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات کو گرہن ہونا اور سورج کا اپنے مقررہ دنوں میں سے درمیانی دن میں کسوف ہونا اور یہ ابتدائے آفرینش آسمان وزمین سے واقع نہیں ہوئی۔ دیکھو فتاوی حدیثیہ علامہ مذکور مطبوعہ مصر صفحہ ۳۱ و بہ تبدیل الفاظ اکمال الدین و تمام النعمۃ میں بصفحہ ۳۶۸ ایسا ہی لکھا ہے ٭

مولوی حافظ محمد صاحب لکھوکے والے اپنی کتاب احوال الآخرۃ میں مہدی کی علامات میں نظم میں لکھتے ہیں ٭

تیرھویں چن ستیویں سورج گرہن ہوسی اس سالے ٭ اندر ماہ رمضان دے لکھیا اک روایت والے

یعنی اس سال ماہ رمضان کے اندر تیرھویں شب کو چاند گرہن ہوگا اور ستائیسویں کو سورج گرہن یہاں کسی قدر ترجمہ حدیث میں ان سے بھی غلطی ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مولوی محمد رمضان کی کتاب سے لیا ہے جنہوں نے نصف کے لفظ پر غور نہیں کی یا انکو علم ہیئت سے آگاہی پوری نہ تھی۔ غالباً وہ چھبیس ستائیس اور اٹھائیس کو سورج گرہن مانتے ہونگے اسی واسطے ستائیس کو اختیار کیا ورنہ یہ لوگ اس حدیث کے سمجھنے میں بہت قریب پہنچ گئے تھے۔ مولوی حافظ محمد صاحب فرقہ اہل حدیث یعنی وہابیہ میں سے تھے ٭

مولوی محمد رمضان اپنی کتاب آخر گت میں لکھتے ہیں :-

کہیں ہیں کہ اس سال رمضان میں ٭ سورج چاند کی گہن دونوں سنیں

پہل تیرھویں چاند کا گہن ہو ٭ ستائیسویں گہن سورج کا ہو

مولوی محمد رمضان صاحب حنفیوں کے بڑے مستند علماء تھے جو بوہروں کے ہاتھ سے حج کو جاتے ہوئے راستہ میں قتل کیئے گئے تھے۔ دیکھو آخری گت مصنفہ رمضان شاہ صاحب مطبوعہ مطبع مجتبائی ۱۲۷۸ ہجری معلوم نہیں کہ آیا مطبع میں بوقت چھاپنے کے بجائے اٹھائیس ستائیس لکھا یا گیا ایک اور بزرگ کا شعر ہے جس نے کسوف وخسوف کا سنہ بتادیا ہے اور یہ شعر بہت ہی مشہور ہے اور عام طور پر بزبان زدِ خلائق ہے ٭

در سنِ غاشی دو قران خواہد بود ٭ از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

غاشی کے اعداد بحساب ابجد ۱۳۱۱ ہوتے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ کسوف و خسوف ۱۳۱۱ھ ہجری میں ہوا تھا۔ شیعوں کی کتابوں میں یہ حدیث آئی ہے گر وہ بھی ترجمہ غلط کرتے ہیں اس لیئے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں۔

نواب صدیق حسن خانصاحب نے حجج الکرامہ میں اور نورالحسن خانصاحب نے اقتراب الساعہ میں اور دیگر بہت سے علماء نے اپنی کتابوں میں اس حدیث کو مہدی کی نشانی ٹھہرایا ہے مگر ہم بوجہ طوالت درج نہیں کرتے ۔

مزید براں اگر انسان اس غلط ترجمہ پر جسپر آجکل کے علماء زور دیتے ہیں ذرہ سی بھی غور کرے تو بالکل قابل مضحکہ بات ٹھیرتی ہے کیونکہ پہلی رات کو ہلال اول تو دکھائی ہی مشکل سے دیتا ہے اگر اسکو گرہن لگے تو کون مان سکتا ہے اور کسکو نظر آسکتا ہے کہ گہن لگا ہوا۔ اگر ہلال ۲۹ تاریخ کے بعد کا ہو جس کی تلاش میں صرف تیز نظر آدمی پیچھے پڑکر مشکل سے دیکھ سکتے ہیں تو پھر بحالت خسوف وہ کیا نظر آسکتا ہے اور اگر مہدی موعود اصلی جو اُن کے ذہن میں ہو وہ بھی نکل آوے تو اُسکو ایسی حالت میں کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے جبکہ پہلی رات کا گہن محسوس ہی نہیں ہو سکتا اور اگر کامل ماہ کے بعد ہلال نکلے اور اُسکو گہن ہو تو وہ بھی نظر نہیں آسکتا۔ تو ایسی حالت میں رمضان کا روزہ بھی ضائع جائیگا کیونکہ شبہ پیدا ہوگا کہ شاید آجکل ۲۹ دن تھے اسواسطے ہلال دکھلائی نہیں دیا۔ پس ہر حالت میں نقصان ہی نقصان ہے ۔

علاوہ اسکے صرف اسلامی کتب میں اس کا تذکرہ ہی نہیں بلکہ انجیل میں بھی مسیح کی آمد ثانی پر سورج گرہن اور چاند گرہن کی علامت بتلائی گئی ہے۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے۔ اُن دنوں کی مصیبت کے بعد ترت سورج اندھیرا ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائینگی تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۴ ورس ۲۹ لغایت ۳۰ ۔

پھر کتاب یسعیاہ نبی باب ۳ ورس ۱۰ میں لکھا ہے " اور سورج طلوع ہوتے ہی اندھیرا ہو جائیگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا ۔

ان آیات انجیل و توریت سے بھی بخوبی ظاہر ہے کہ مسیح کی آمد ثانی پر سورج گرہن اور چاند گرہن ہونگے

الغرض یہ پیشگوئی قرآن حمید اور حدیث نبویہ اور اقوال آئمہ و علماء متاخرین و توریت و انجیل سے مہدی اور مسیح کی نسبت پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور اُس کے وقوعہ نے اُسکی صداقت پر مُہر لگا دی ہے پھر کیونکر شک و شبہ ہو سکتا ہے +

۲۲- دابۃ الارض

ایک علامت یہ ہے کہ دابۃ الارض نکلیگا جیسے کہ آیت ذیل سے ظاہر ہے

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ٥

یعنے جب فرد جرم اُن پر ہو چکا اور ہم نے دابۃ الارض اُن کے لیئے کھڑا کر دیا جو اُن سے ہمکلام ہو گا یہ اسواسطے اُن کے لیئے سزا مقرر کی گئی ہے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ جب لوگ کسی مامور من اللہ کی تکذیب میں پختہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ پھر ان لوگوں کے جو نیک کہلاتے ہوں ہم نشین و ہم پیالہ و ہم نوالہ یا ناصح یا مشیر ایسے لوگ مقرر کر دیتا ہے جو گندے اور ناپاک ہوتے ہیں اور زمینی عقل اور زمینی خصلت اور پست خیالات رکھتے ہیں اور اُن کو آسمان سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ تاریخ گواہی دیتی ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور پھر یہودیوں اور نصاریٰ نے حضرت اقدس افضل الرسل و خاتم النبیین کی تکذیب کی تو اُن لوگوں کے مشیر و صلحکار گندی فطرت کے لوگ ہی ہوئے تھے + سورہ نمل رکوع ۶ +

اور جہانتک ہم قرآن کریم میں غور کرتے ہیں تو صرف دو جگہ پر یہ لفظ ملتا ہے ایک تو اسی آیت میں اور دوسرا حضرت سلیمان کے بیٹے کی نسبت استعمال کیا گیا ہے دونوں جگہ نیک اور عمدہ معنوں میں استعمال نہیں ہوا آیت زیر بحث میں ظاہر ہے کہ گندے اور ناپاک آدمی ہم نشین یا ناصح کئے جاتے ہیں اور دوسری آیت یہ ہے فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ یعنے جب سلیمان علیہ السلام کو ہم نے وفات دی تو اس کی موت کو ایک دابۃ الارض نے جتلا دیا جس نے اُس کے عصا کو کھا لیا + دیکھو سورہ سبا رکوع ۱

یہ ظاہر ہے کہ لغت عرب میں عصا کے معنے جماعت اور حکومت کے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت

سلیمان کی وفات کے بعد اُسکا بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا۔ جو بالکل زمینی کیڑا تھا اور اُس کو آسمان سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اِس لئے اُس نے اپنے باپ دادوں کی ساری کمائی کو زائل اور اُنکی جماعت اور حکومت کو برباد کر دیا۔ دیکھو ۲ تواریخ باب ۱۱ و ۱۲+

صرف قرآن کریم سے ہی اِس کے بُرے معنے ظاہر نہیں ہوتے بلکہ حدیث سے بھی ایسا ہی نکلتا ہے۔ دیکھو حدیث ذیل:-

عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ إِنَّ دَابَّةَ الْأَرْضِ تَأْكُلُ بِفِيهَا وَتُحْدِثُ مِنْ اِسْتِهَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَشْهَدُ أَنَّكَ تِلْكَ الدَّابَّةُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ قَوْلًا شَدِيدًا رَوَاهُ عُقَيْلٌ +	عقیل نے عاصم بن حبیب بن صہبان سے روایت کی ہے کہ اُس نے حضرت علی کو منبر پر کہتے ہوئے سُنا کہ دابۃ الارض اپنے مُنہہ سے کھائیگا اور مقعد سے بات کریگا۔ اُن کو ایک شخص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دابہ ہے جسپر حضرت

علی نے اُسکو گالی دی یا برا بُرا کہا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۹+

پس ظاہر ہے کہ اگر دابۃ الارض نرے اچھے معنوں میں ہوتا تو حضرت علی کیوں کہتے کہ وہ مُنہہ سے کھائیگا اور پاخانہ کے رستہ سے بات کریگا۔ اور پھر خود حضرت علی دوسرے شخص کے کہنے پر کہ دابۃ الارض تو ہے کیوں خفا ہوتے پس ظاہر ہے کہ دابۃ الارض خراب معنوں میں مستعمل ہوا ہے+

اور اِس بارہ میں یہ قصہ جو مشہور ہے کہ قیامت کے پہلے صفا پہاڑ پھٹ جائیگا اُس میں سے ایک جانور نکلیگا جو لوگوں سے باتیں کریگا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور جھوٹے منکروں کو الگ الگ کر دیگا۔ یہ ایک واہی تباہی قصہ ہے جسکی کسی قرآنی آیت سے تصدیق نہیں ہوتی البتہ بعض احادیث اِس بارہ میں آئی ہیں جن کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے اب ہم اُن احادیث کو نقل کرتے ہیں اور اُن پر بحث کرتے ہیں+

(۱) بِئْسَ الشِّعْبُ جِيَادٌ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ فَتَصْرُخُ ثَلَاثًا فَيَسْمَعُهَا مَنْ بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ +	طبرانی ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جیاد کی غار بُری ہے کیونکہ دابہ اُس سے نکلیگا اور تین چیخ ماریگا کہ اُس کی آواز مشرق و مغرب تک سنائی دیگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۴+

(٢) تَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَمَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ وَعَصَى مُوسٰى فَتَجْلُوْا وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصٰى وَتَخْطِمُ اَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ حَتّٰى اَنَّ اَهْلَ الْخِوَانِ لَيَجْتَمِعُوْنَ فَيَقُوْلُ هٰذَا مُؤْمِنٌ وَيَقُوْلُ هٰذَا كَافِرٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه وَالْحَاكِمُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؏

احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ دابہ خروج کریگا اور اُس کے ساتھ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ اور مومن کے چہرہ کو عصا سے نشان کریگا اور انگوٹھی کے ساتھ کافر کی ناک پر مہر لگائیگا یہانتک کہ لوگ گھروں سے نکل کر ایک جگہ جمع ہونگے اور وہ کہیگا کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۴

(٣) مَثَلُ اُمَّتِيْ وَمَثَلُ الدَّابَّةِ حِيْنَ تَخْرُجُ كَمَثَلِ حِجْرٍ بُنِيَ وَرُفِعَتْ حِيْطَانُهُ وَسُدَّتْ اَبْوَابُهُ وَطُرِحَ فِيْهِ مِنَ الْوَحْشِ كُلِّهَا ثُمَّ جِيْئَ بِالْاَسَدِ فَطُرِحَ وَسْطَهَا فَارْتَعَدَتْ وَاَقْبَلَتْ اِلَى النَّفَقِ يَلْحَسْنَهُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ كَذٰلِكَ اُمَّتِيْ عِنْدَ خُرُوْجِ الدَّابَّةِ لَا يَفِرُّ مِنْهَا اَحَدٌ اِلَّا مَثَلَتْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَهَا سُلْطَانٌ مِنْ رَبِّنَا عَظِيْمٌ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ سَلْمَانَ ؏

میری اُمت اور دابہ کی مثال جبکہ وہ خروج کریگا اُس مکان کی طرح ہے جو بنایا جاوے اور اُس کی دیواریں بلند اور دروازے بند کئے جائیں اور اُس میں جانور ہر قسم کے چھوڑے جائیں پھر اُس میں شیر چھوڑ دیا جائے اور وہ جانور اُس سے بھاگیں اور نہ متردد ہوں بلکہ ہر طرف سے اُس کے ساتھ میل کریں یہی حال میری اُمت کا دابہ کے خروج کے وقت ہوگا اُس سے کوئی نہیں بھاگیگا مگر تیرے جیسا انسان اُس کے سامنے سے چلا جائیگا اور اُس دابہ کو ربِ عظیم کی طرف سے ایک دلیل بڑی ملی ہوئی ہوگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۴

اِن احادیث سے واضح ہے کہ دابۃ الارض کے معنے اچھے نہیں لئے گئے ہاں دوسری حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر وہ مقدس ہوگا کہ کوئی انبیاء کے نشان رکھتا ہوگا جس کی وجہ سے کسی کو کافر اور کسی کو مومن قرار دیگا۔ لیکن تیسری حدیث سے ہویدا ہے کہ فی الاصل وہ بکریوں میں بھیڑیا ہوگا۔ گو بعض باتیں اُس کی اچھی بھی ہونگی لیکن چونکہ وہ فی الاصل زمینی کیڑا ہے جسکو آسمان سے کچھ واسطہ نہیں اِس لئے وہ مسلمانوں کے اخلاق اور عادات کو تباہ ہی کیا کریگا۔ گو لوگ اُن کو اچھا سمجھینگے اور اُن سے محبت رکھینگے ؏

اب ناظرین خود سوچ سکتے ہیں کہ یہ صفات کن لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ کیا یہ بات کسی مخفی

ہے کہ اِن صفات سے موصوف زمانہ حال کے واعظ ہیں جو لمبے لمبے عصا اور خوبصورت انگوٹھیاں پاس رکھتے ہیں اور جا بجا وعظ کرتے اور بعض کو کافر اور بعض کو مومن کا فتویٰ دیکر مُہریں ثبت کرتے ہیں۔ اور عموماً لوگ اُن کو نیک سمجھ کر اُن سے محبت کرتے اور اُن سے میل جول رکھتے ہیں لیکن آخری حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلمان فارسی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تیرے جیسے اُن سے الگ ہونگے۔ یہ اس بات کی طرف صریح اشارہ ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص اُس زمانہ میں پیدا ہوگا جو اُن لوگوں سے خود بھی پرہیز کریگا اور اُن کی ساری قلعی کھول دیگا کیونکہ واعظوں کے پاس ایک غالیہ عظیم ہوگا اور وہ اس وجہ سے کہ بظاہر قرآن کریم اُن کی بغلوں میں ہوگا اور اس وجہ سے اُن کو گویا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک پشت پناہ ہوگی۔ سو الحمد للہ کہ اہلِ فارس ہی نے اِن کی قلعی آنکر کھولی ہے +

پس صاف ثابت ہے کہ دَابَّۃُ الْاَرْضِ اچھے معنوں میں نہیں آتا اور وہ جو بعض روایات میں آتا ہے کہ اُس کا سر شیر کا ہوگا اور بدن چیتا کا اور پاؤں اونٹ کے وغیرہ وغیرہ۔ یہ تو اُس کی مختلف اخلاقی صفات کے فوٹو ہیں جو مختلف اوقات میں اُن سے ظاہر ہونگے اور صرف دابہ کے لفظ سے ایک جانور سمجھ لینا نادانی پر دال ہے ورنہ دابہ کا لفظ کل ذی روح کے لیے آتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَمَا مِن دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا یعنے روئے زمین پر ایک بھی جاندار چیز نہیں جسکا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ نہ رکھا ہو۔ کیا یہاں بھی چار پاؤں والے جانور کو ہی دابہ قرار دو گے۔ ہرگز نہیں پھر کیوں حدیث کے ایسے معنے کرتے ہو جو قرآن کے خلاف ہوں +

حدیث شریف میں دابۃ الارض کے مقابل دابۃ الجنۃ آیا ہے اور وہ ہر حال میں نیک معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث ذیل سے اسکی تصدیق ہوتی ہے +

یَا عُمَرُ ھَلْ رَاَیْتَ دَابَّۃَ الْجَنَّۃِ تَاْکُلُ الطَّعَامَ وَتَشْرَبُ الشَّرَابَ وَتَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ھٰذِہٖ دَابَّۃُ الْجَنَّۃِ وَاَشَارَ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ طَالِبٍ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحُمَقِ +	طبرانی نے عمرو ابن الحمق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کیا تو نے دابۃ الجنۃ کو دیکھا ہے کہ کھانا کھاتا اور پانی پیتا اور بازاروں میں چلتا ہے اور وہ دابۃ الجنۃ یہ شخص ہے یعنے علی بن طالب۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ دابۃ الارض کے مقابل لفظ دابۃ الجنۃ ہے۔ اور اول بُرے معنوں میں اور دوسرا اچھے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں واعظوں اور لکچراروں کی کس قدر کثرت ہے جو محض دنیا کمانے اور لوگوں کو باہم لڑانے اور پھوٹ ڈلوانے یا اپنی شہرت بڑھانیکے لئے مارے مارے پھرتے ہیں

علاوہ اس کے دابۃ الارض سے مراد طاعون کا کیڑا بھی ہے جو زمین ہی سے پیدا ہوا ہے اور جاندار چیزوں کو کاٹتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتے ہیں تکلمہم کے معنے اُنہیں کاٹیگا یا دکھ دیگا سو ظاہر ہے کہ جب دنیا میں بدکاری حد درجہ کو بڑھ گئی ہے اور حجت پوری ہو کر فرد جرم لگ چکا تو جب وعدہ خداوندی لازمی تھا کہ طاعون سزا کے لئے مسلط ہوتا اور سچوں جھوٹوں میں تمیز کر دیتا سو ایسا ہی ہوا

۴۳ صلیب پرستی کا دنیا پر زور

ایک نشان یہ ہے کہ جب مسیح آئیگا تو اُس وقت صلیب پرستی کا بڑا عروج ہوگا چنانچہ حدیث ذیل سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْحَرْبَ رَوَاہُ الْبُخَارِیْ

امام بخاری ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابن مریم حکم عدل ہو کر تم میں مامور ہوگا اور صلیب کو پامال اور خنزیر کو قتل کریگا اور جنگ و جدال کو اُٹھا دیگا

دیکھو کتاب صحیح بخاری صفحہ ۴۹۰ مطبوعہ مطبع احمدی:۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ صلیب پرستی اس زور و شور سے دنیا میں ہوگی کہ جس کے فرد کرنے کے لئے مسیح کا ایک اہم اور اعلیٰ فرض قرار دیا گیا ہے سو یہ امر بخوبی نظر آرہا ہے کوئی حصہ دنیا کا باقی نہیں جہاں صلیب موجود نہ ہو بلکہ عیسائیوں کا ازراز دراصل بات پر ہے کہ تمام مخلوقات کو صلیبی مذہب پر لایا جائے اور یہی وجہ ہے کہ مسیح آخرالزمان کے سپرد یہ ڈیوٹی کی گئی۔ ورنہ صلیب کا وجود خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا جس کی تصدیق وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ سے ہوتی ہے اگر کسر صلیب سے یہ مراد تھی کہ وہ صلیب جو دو لکڑیوں کے باہم ملانے سے بنائی جاتی

ہے اُسی کو توڑ دیا جائیگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منگوا کر کیوں نہ توڑ ڈالی اور جب ہم اِس وقت غور کرتے ہیں تو کروڑہا بلکہ ارب کھرب صلیبیں دُنیا میں موجود ہیں اگر بفرض محال مسیح نے صرف ایک صلیب لیکر توڑ ڈالی تو اُس سے کیا فائدہ اور اگر اِس کے یہی حقیقی معنے ہیں تو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اس قسم کی صلیبیں بطور خود توڑ سکتے ہیں کیا اس سے وہ کسر صلیب ہوجاتی جو حدیث کا عین منشا ہے ہرگز نہیں تو پھر اس کے یہ معنے نہیں بلکہ اس کے معنے اصلی اور حقیقی یہ ہیں کہ عیسائی مذہب کا جس کی بنا صلیب پر ہے براہین قاطعہ و حجج ساطعہ سے ایسا بطلان کیا جائیگا کہ بالکل اُس مذہب کے بخئے اُدھیڑ دیئے جائینگے اور اس قدر صلیبی مذہب کی کمزوری دکھلا دیجائیگی کہ پھر کوئی شخص بھی اس طرف عزت اور رفعت کی نگاہ سے نہ دیکھیگا بلکہ ایسے بودے اور لایعقل عقیدے پر نفرت کی نگاہ سے دیکھیگا۔ اس بارہ میں صرف ہماری ہی رائے نہیں بلکہ اس باب میں شارحین حدیث کی بھی یہی رائے ہے جو ہم بجنسہ درج کرتے ہیں تاکہ اس زمانہ کے علماء کی جہالت ثابت ہو اور پھر ان کا کوئی عذر نہ رہے +

امام محمد بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری میں زیر الفاظ فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ لکھتے ہیں اَیْ یُبْطِلُ دِیْنَ النَّصْرَانِیَّۃِ بِاَنْ یَکْسِرَ الصَّلِیْبَ حَقِیْقَۃً وَّیُبْطِلُ مَا یَزْعَمُہُ النَّصَارٰی مِنْ تَعْظِیْمِہٖ یعنے کسر صلیب کے یہ معنے ہیں کہ دین نصاریٰ کو باطل کریگا تاکہ حقیقۃً صلیب ٹوٹ جائے اور نصاریٰ جس امر کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ بالکل باطل ہوجائے دیکھو فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۳۵۶ +

نواب قطب الدین خان اپنی کتاب مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں یکسر الصلیب کے نیچے لکھتے ہیں یعنے باطل کرینگے دین نصرانیت کو پھر آگے چلکر لکھتے ہیں مقصود باطل کرنا نصرانیۃ کا اور مٹانا احکام اور آثار اُس کے کا اور حکم کرنا ساتھ شرایع دین اسلام کے ہے دیکھو مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۸۴ +

جب ثابت ہوگیا کہ کسر صلیب کے معنے بطلان مذہب نصرانیۃ ہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ جس قدر صلیبی مذہب کی خبر حضرت مرزا صاحب نے لی ہے ابتدائے اسلام سے آجتک اس کی ایک نظیر بھی نہیں ملتی ہاں یہ ہم جانتے ہیں کہ بعض علماء نے ردّ نصاریٰ میں رسالے لکھے اور مباحثات کئے لیکن اُن کا اثر مذہب نصاریٰ پر ایک ذرہ بھی نہیں ہوا بلکہ اُن کی اس قدر جرأت بڑھ گئی کہ اُلٹا اسلام پر خطرناک حملے کرنے لگے۔ لیکن جب سے حضرت مسیح موعود نے قلم اُٹھایا ہے نوبت

نصاریٰ کی کمریں ٹوٹ گئیں ہیں اور کوئی پادری اُنکے مقابل میں کھڑے ہونے کی جرأت نہیں کرسکتا اور جب سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ وہ وہاں سے بچکر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں یعنے بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبایل کی ہدایت و تبلیغ کے لئے حسب وعدہ توریت گلیل سے ہوتے ہوئے نصیبین کی راہ سے افغانستان آئے اور پھر وہاں پر تبلیغ کا کام پورا کرکے تبت و کشمیر میں گئے اور ۱۲۰ برس عمر پاکر شہر سری نگر میں فوت ہو گئے اور اُن کی قبر اب تک محلہ خان یار میں موجود ہے تب ہی سے عیسائیوں کے گھروں میں ماتم پڑ گیا ہے اور عنقریب ہے کہ اس ایمان کے غارتگر عقیدہ کا دنیا سے ستیاناس ہو جائے +

۲۴۔ مسیح علیہ السلام کا خنزیر کو قتل کرنا

ایک علامت یہ ہے کہ مسیح آن کر خنزیر کو قتل کریگا جیسے کہ حدیث بخاری کے لفظ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ سے واضح ہے یہاں خنزیر سے مراد خصلت انسان سے ہے نہ جنگلی سور سے کیونکہ جنگلی سور یا پالتو سور دنیا میں اس کثرت سے ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے اگر ایک آدھ سور کو آنکر قتل کر دیا تو اس سے کیا خوبی ہو سکتی ہے جنگلی اقوام ہزارہا سو قتل کرتی پھرتی ہیں اور پھر یوروپ میں لاکھوں سور ہر روز کھانے کے لئے قتل کئے جاتے ہیں اگر مسیح نے کسی سور کو قتل کر دیا تو پھر کیا خوبی ہوتی - بعض علماء یہ معنے کرتے ہیں کہ اُن کی حرمت کا حکم دینگے سو یہ امر بھی کوئی فخر کے قابل نہیں قرآن کریم میں پہلے ہی سے اُس کی حرمت ثابت ہے دیکھو آیت وَحُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ پارہ ۶ سورۃ المائدہ رکوع ۵ پس اس کے معنے یہ نہیں جو اس وقت کے اکثر علماء کرتے ہیں بلکہ اس کے اصلی اور حقیقی معنے یہ ہیں کہ ایسے انسان جن کی خصلت خنزیر والی جیسی ہوگی +

پیشتر اس کے کہ ہم اس کی تفصیل کریں کہ وہ کون لوگ ہیں اس امر کا جتنا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ خنزیر کی کیا خصلت ہوتی ہے سو واضح ہو کہ سب سے بُری خصلت خنزیر کی یہ ہوتی ہے کہ وہ نجاست خور ہوتا ہے دوسری یہ کہ وہ پرلے درجے کا بے غیرت ہوتا ہے تیسرا یہ کہ وہ سخت ناعاقبت اندیش ہوتا ہے اور اپنے دشمن پر سیدھا تیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور اپنے بچاؤ کا خیال نہیں کرتا +

اب ہم دکھاتے ہیں کہ دنیا میں وہ کون سے لوگ ہیں جنکو خنزیر سے مشابہت تامہ ہے سو واضح

ولائیح ہوگئی وہ قوم ہندوؤں میں سے بعض ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جن کو اہل اسلام سے جو فاتح
قوم تھی خاص عداوت اور کینہ ہوگیا جس کی وجہ سے وہ لگے اُن سے ظلم اور عداوت کرنے۔ اور
جا بجا قومی سماجیں قایم کرکے اپنی قوم کو مسلمانوں کی نسبت نفرت شدید دلانے ۔۔۔ اور اس
طرح مسلمانوں کے خون کے سخت پیاسے ہوگئے اور چونکہ ناعاقبت اندیشی کا مادہ ان میں کوٹ
کوٹ کر بھرا تھا اس لئے انکو یہ نہ سوجھا کہ حکومت و ملک کسی کا دائمی ملک نہیں جب وہ خود اس
ملک کے اصلی باشندہ نہیں تھے بلکہ ممالک غیر سے آئے تھے تو انہیں صرف اس وجہ سے کہ ہم نے
آنکر اس ملک کو اُن سے فتح کر لیا تھا اور صدیوں تک اس ملک پر ہماری حکمرانی رہی تھی کیا حق
حاصل ہو سکتا ہے جبکہ وہ خود اصلی باشندوں کی طرح مفتوح ہوگئے اور حکومت اُن کے ہاتھ سے
جاتی رہی سچ ہے جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس پس اس بنا پر کہ مسلمان ہندوستان میں آکر یوں
مالک ہوگئے عداوت کرنا محض نادانی ہے مسلمانوں نے تمہارا بگاڑا ہی کیا تھا تم نے اصلی باشندوں
کو غلام بناکر ذلیل سے ذلیل کام اُن سے لیتے رہے یا اُن کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھگا کر اُن
کے مال و دولت پر متصرف ہوگئے اور قومیت کے لحاظ سے اُن کو شودر قرار دیکر اُن کے کل حقوق
زایل کردیئے لیکن برخلاف اس کے مسلمانوں نے تم کو اصلی حالت میں رہنے دیا بلکہ بڑے بڑے
ملکی و قومی عہدہ آپ کو دیئے اور اگر تم میں سے کچھ مسلمان بھی ہوئے تو اُن کو ہر طرح سے اپنی سوسائیٹی
میں لے لیا باہم مناکحت روا رکھی پھر بتاؤ مسلمانوں نے تمہارا کیا بگاڑا اب اس کا بدلہ یہ دینے
لگے کہ جب مسلمان اپنے اعمال بد کی وجہ سے ایک اور زبردست قوم کے مطیع ہوگئے اور اپنی حکومت
کھو بیٹھے۔ تو تم نے بجائے اس کے کہ مسلمانوں کے ساتھ ٹھیک برتاؤ کیا ہوتا اُلٹے احسان
فراموش بنکر غریب مسلمانوں کو ایذا دینے پر کمر بستہ ہوگئے پس یہ ناعاقبت اندیشی نہیں تو اور کیا
رہا ان کی بے غیرتی کا حال سو افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ صفحہ ہستی پر کوئی وحشی سے
وحشی قوم بھی ایسی نظر نہیں آتی جو اپنی منکوحہ جائز عورتوں کو اپنی موجودگی میں دوسرے غیر کے
سپرد کرکے بڑی خوشی سے اس کی ہمبستری کو روا رکھے اور اُس کے نطفہ سے اولاد حاصل
کرکے اپنی اولاد اور اپنی جائداد کی وارث جائز قرار دے یہ مانا کہ یہ اجازت ان کو اپنے مذہب
کے رو سے حاصل ہے۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ تعلیم اخلاقی کیسی ہے +
چنانچہ جناب سوامی پنڈت دیانند صاحب سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش سے ذیل میں ان کی تعلیم

کی تفسیر جس میں نیوگ کا ذکر ہے مفصل تحریر کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو پوری آگاہی ہو +

جب بیاہ کئے ہوئے مرد کو کوئی کنواری لڑکی اور بیوہ عورت کو کوئی کنوارا مرد پسند نہ کریگا تب مرد اور عورت کو نیوگ کرنے کی ضرورت ہوگی اور یہی دھرم ہے کہ جیسے کے ساتھ ویسے ہی کا رشتہ ہونا چاہیئے دیکھو ستیارتھ پرکاش ترجمہ پنڈت رمل داس جی و لالہ آتما رام جی مطبوعہ مطبع آریہ پتر کا لاہور دفعہ ۱۲۸ +

عبارت بالا سے ہویدا ہے کہ جب جائز طور سے نکاح کی کوئی صورت پیدا نہ ہوسکے تو پھر اجازت ہے کہ مرد غیر عورت سے اور عورت غیر مرد سے جو باہم ایک دوسرے کو پسند کریں نیوگ کا تعلق کریں یہاں پر صرف رنڈوا مرد اور رانڈ عورت تک نیوگ محدود ہے لیکن ناظرین کو اس سے یہ خیال نہیں کرلینا چاہیئے کہ بس نیوگ کا خاتمہ ہوگیا ہے نہیں بلکہ ہم دکھاتے ہیں کہ وید خاوند والی عورتوں کو بھی نیوگ کی اجازت دیتا ہے +

چنانچہ اسی کتاب میں لکھا ہے جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہوسکیگی تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے لیکن اُس بیاہے مہاشی خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر تولد اولاد کے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے مالک آپ تولد اولاد کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجیئے دیکھو ستیارتھ پرکاش ترجمہ مذکورہ بالا صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵ - اس شلوک میں مریض خاوند اور مریضہ عورت کو نیوگ کی اجازت ہے حالانکہ انسان کو بسا اوقات امراض لاحق ہو جاتے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد جلد یا دیر سے شفا بھی حاصل ہوجاتی ہے لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا کہ یہ کیونکر گوارا کر لیا جاتا ہے کہ اپنی عورت کو غیر مرد کے پاس اولاد لینے کے لئے بھیجا جائے اور جب دوسرے خاوند سے محبت ہوجائے تو برخلاف نیچر پہلے خاوند سے کیونکر محبت رکھ سکتی ہے +

اِس سے بڑھ کر اور غضب کی بات سنو کہ صرف مریض ہی تک نیوگ محدود نہیں کیا گیا بلکہ تجارت پیشہ مردوں اور بہادر سپاہیوں اور کل طالب علموں کی عورتوں کو عام اجازت ہے کہ

اِن کے پیچھے اولاد حاصل کریں کیونکہ وہ جائز اولاد سمجھی جائیگی چنانچہ بحوالہ شلوک منوسمرتی پنڈت دیانند صاحب لکھتے ہیں اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو بیاہی عورت آٹھ برس اور اگر علم و نیکنامی کے لئے گیا ہو تو چھہ برس اور دولت وغیرہ بھوگ کے لئے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کرکے پھر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے دیکھو صفحہ ۵ ۱۵ کتاب مذکور +

گو شلوک مذکورہ بالا میں ایک مدت انتظار ظاہر کی گئی ہے لیکن آگے ہم دکھاتے ہیں کہ بعض حالت میں انتظار کی بھی ضرورت نہیں اگر خاوند نے کسی مصلحت سے کبھی اپنی جورو کو سخت سُست کہہ دیا ہو تو فوراً اُس کو چھوڑ کر دوسرے آدمی سے نیوگ کرسکتی ہے چنانچہ اس کی تصدیق منتر ذیل سے ہوتی ہے اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیئے کہ اُسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرکے اُس بیاہے خاوند کی وارث اولاد کرے اور ایسا ہی جو بدکلام بولنے والی عورت ہو تو جلدی ہی اُس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے دیکھو ستیارتھ پرکاش مترجمہ صفحہ ۱۵۵ دفعہ ۱۴۰-اس عبارت میں کتنی بڑی گنجایش ہے کہ اگر کسی عورت یا مرد نے بدکلامی کی تو جھٹ دوسری عورت یا مرد سے اُنکو تعلق دہستی کا مل سکتا ہے کیونکہ بسا اوقات خاوند عورت میں شکر رنجی ہو جایا کرتی ہے یا فطرتاً کسی کے مزاج میں تیزی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ناراضگی ہو ہی جاتی ہے تعجب کہ خاوند تو اُس سے ناراض ہو اور عورت اُسکے سامنے دوسرے خاوند سے اولاد حاصل کرکے اُس کی جائداد کو بھی لوٹتی ہے +

یہ حوالے ہم نے صرف اُسی کتاب سے دیئے ہیں جو بڑی کوشش کے بعد ترمیم کرکے دنیا میں پیش کی گئی ہے اور جو اس کتاب سے پہلے دو ترجمہ ہوکر شائع ہوئے ہیں اُن میں حاملہ عورتوں کو بھی نیوگ کی اجازت ہے یہاں اس امر کو بھی ظاہر کئے دیتے ہیں کہ بموجب تعلیم وید ایک ایک عورت گیارہ آدمیوں سے نیوگ کرسکتی ہے چنانچہ وید کا منتر جس سے مسئلہ مذکور پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے حسب ذیل ہے اے عورت تجھ کو جو تیرا پہلا بیاہا خاوند ملتا ہے اس کا نام کنوار پن وغیرہ اوصاف والا ہونے سے سوم ہے جو دوسرا نیوگ سے ہوتا ہے وہ گندھرو ہے ایک عورت سے ہمبستری ہو چکنے سے گندھرو جو دو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوتا ہے وہ بہت حرارت رکھنے سے اگنی نام والا اور جو تیسرے چوتھے سے لیکر گیارھویں تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہیں

وے منش نام سے موسوم ہوتے ہیں +
جیسے عورت گیارہ بیرج داتوں سے بھوگ کر سکتی ہے ایسا ہی مرد بھی گیارہ عورتوں سے تعلق زن وشوی پیدا کر سکتا ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۳ دفعہ ۱۴۹ +
غرض اِس قسم کے انسان بھی ہندوستان کے باشندوں میں ہیں جنکو خنزیر سے مناسبت ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے حدیث میں خنزیر کا لفظ آیا سو کون نہیں جانتا کہ اِس صفات کا کامل نمونہ ایک پنڈت تھا جو حسب الفاظ رسول خدا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام اس امام کی دعا سے قتل ہوا کیونکہ عیسائیوں کے گندے اعتراض اِسی نے لئے اور نجاست خور ہوا تا عاقبت اندیشی ایسی کہ مدت سے باہم ملکر رہنے والی قوموں میں عداوت قایم کرادی اور شب و روز نیوگ کی ترویج کی سعی اِس پنڈت صاحب نے کی یہ یاد رہے کہ اس سے ہماری منشا کسی کے دل دکھانے کی نہیں صرف جیسے اور پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی نسبت بعض واقعات کو مصداق ٹھہرایا ہے ایسا ہی اِس واقعہ کو نہ کہ کسی قوم یا شخص کی ذات پر توہین کی غرض سے اس کو درج کیا گیا ہے +

۲۵۔ جہاد نہ ہوگا

ایک علامت یہ کہ مسیح مذہبی جنگ کو دنیا سے اُٹھا دیگا جیسے کہ حدیث بخاری کے الفاظ یَضَعُ الْحَرْبُ سے واضح ہے سو یہ امر بھی روز روشن کی طرح ہویدا ہے کیونکہ اس وقت مذہبی آزادی ہے ہر ایک شخص بڑی آزادی کے ساتھ جس طرح چاہئے بلا روک ٹوک اپنے مذہب کی اشاعت کر سکتا ہے جب امر واقعہ یہ ہے تو پھر کیونکر ایسی حالت میں جہاد روا رکھا جا سکتا ہے مگر ناسمجھ خونی مولوی جو اس وقت کے علما کہلاتے ہیں ہر حالت میں خواہ اُن کے دین میں کتنا ہی امن و امان ہو کفار کے ساتھ جہاد کرنا ضروری سمجھتے اور ان کا خون گرانا کار ثواب جانتے اور اُن کے مالوں کو زبردستی سے چھیننا یا سرقہ سے قبضہ میں لانا شیر مادر خیال کرتے ہیں جتنے کہ بادشاہ وقت سے بھی اڑے وقت پر بھی لڑائی کرنا جائز سمجھتے ہیں حالانکہ حکام وقت کی اطاعت اور تابعداری کا مسلمانوں کو کسقدر تاکیدی حکم دیا گیا ہے لیکن یہ علما جن کو دین کے راہزن کہیے یا ڈاکوؤں کی آڑ میں جہلا کو ورغلا کر بے قصور اور بے گناہ آدمیوں کو مروا ڈالتے ہیں اور ما

ایسے قاتلوں کو غازی کا خطاب دیتے ہیں ناحق اسلام کو داغ لگاتے اور بدنام کرتے ہیں لہذا مسیح کا یہ بھی ایک بھاری نشان تھا کہ اس قسم کے جہاد کو دنیا سے اُٹھا دیگا سو انہوں نے متواتر تحریروں سے اس امر کا بڑے شد و مد سے تصفیہ کر دیا کہ اب اس زمانہ میں بحالت موجودہ ہرگز جہاد جائز نہیں بلکہ ایسا ارتکاب کرنے والا خدا تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہے اس امر کی تصدیق قرآن کریم کی آیت حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا۔ سے بھی ہوتی ہے کیونکہ اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ اس کا مصداق مسیح کا زمانہ ہے جس میں جنگ وجدال بند ہو جائیگا مگر ہم صرف مفسرین کی بات پر ہی اس آیت کے معنے کو محدود نہیں کرتے بلکہ ہم حدیث سے بھی دکھلاتے ہیں کہ یقیناً یقیناً اس آیت کا مصداق مسیح علیہ السلام کا ہی زمانہ ہے جس کا بھاری فرض ہے کہ جہاد کے غلط مفہوم کو اُٹھا وے چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہیں وَتُمْلَأُ الْاَرْضُ مِنَ السِّلْمِ كَمَا يُمْلَأُ الْاِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا یعنے ملک میں امن قایم ہو جائیگا جس طرح برتن بھرا ہوا ایک امن کی حالت میں ہو جاتا ہے اور کچھ آواز نہیں نکالتا اور جنگ کے ہتھیار سب رکھ دیئے جائینگے کوئی اُن کو استعمال نہیں کریگا۔ دیکھو کنز العمال جلد صفحہ اس سے صاف واضح ہو گیا کہ مسیح کے زمانہ میں مذہبی جنگ نہیں ہوگی اور نہ ہتھیاروں کی ضرورت پڑیگی +

اس حدیث کے الفاظ سے اور بھی جنگ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے چنانچہ وہ الفاظ یہ ہیں۔ وَيَكُوْنُ الْفَرَسُ بِالدَّرَيْهِمَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا يُرْخِصُ الْفَرَسَ قَالَ لَا تُرْكَبُ لِحَرْبٍ اَبَدًا یعنے گھوڑے درہموں کے نرخ آئینگے اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھوڑے کیوں ارزاں ہو جائینگے فرمایا کہ جنگ کے لئے ان پر سواری نہیں کیجائیگی۔ دیکھو کنز العمال جلد صفحہ +

اس کی تائید بڑی وضاحت سے حدیث ذیل سے ہوتی ہے جو مسند احمد میں آئی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ	امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ سے اُس نے اپنے باپ سے اُس نے محمد بن جعفر سے اُس نے ہشام بن حسان سے اُس نے محمد سے اُس نے ابو ہریرہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

يَلْقٰى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ +

علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ جو شخص تم میں سے زندہ رہا وہ عیسےٰ بن مریم سے ملاقات کریگا جو امام مہدی اور حکم عدل ہوگا صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا اور جزیہ لیا کریگا اور اُس کے زمانہ میں ایسا جہاد نہیں ہوگا جس میں جنگی اوزاروں کی ضرورت پڑیگی۔ دیکھو مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ +

پس واضح ہو کہ مسیح کے زمانہ میں جہاد قطعی بند ہوگا کیونکہ خدائے علیم وخبیر کو معلوم تھا کہ مسیح ایسے زمانہ میں آئیگا جبکہ قلم کا زور ہوگا اور قلم ہی کے ذریعہ اسلام پر حملے ہونگے اس لئے اس مسیح کو قلمی طاقت عطا کرکے اِس دنیا میں مبعوث فرمایا اور اُس کی قلم میں اس قدر رُعب بخشا کہ سب دشمنان دین اُن کے مقابل میں عاجز آکر دم دبا کر گوشہ نشین ہوگئے بلکہ بے اختیار دوست و دشمن کے مُنہ سے نکلنے لگا کہ یہ شخص کتنا بڑا سلطان القلم ہے وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُعْطِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ +

۲۶۔ جنگ مابین آل محمد و آل عیسےٰ

ایک نشان یہ ہے کہ آل محمد اور آل عیسےٰ میں جنگ ہوگی گو ابتدا میں یہ بچوں کی کھیل تصور ہوگی مگر بالآخر نوبت یہاں تک پہنچیگی کہ تمام مُلک کے لوگ یک زبان ہوکر کہینگے کہ آل عیسےٰ کو فتح ہوئی لیکن آسمان سے آواز آئیگی کہ آل محمد کو فتح ہوئی ہے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

وَعَنْ جَعْفَرِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنَّ الْحَقَّ فِيْ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَيُنَادِيْ مِنَ الْاَرْضِ لَا اَنَّ الْحَقَّ فِيْ اٰلِ عِيْسٰى اَوْ قَالَ الْعَبَّاسُ نَشُكُّ فِيْهِ وَاِنَّمَا الْاَسْفَلُ كَلِمَةُ الشَّيْطَانِ وَالصَّوْتُ الْاَعْلٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ الْعُلْيَا رَوَاهُ نُعَيْمٌ +

امام جعفر باقر علیہ السلام سے نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ آسمان سے ایک پکارنیوالے کی آواز آئیگی کہ حق آل محمد میں ہے اور زمین سے آواز کرنے والا کہیگا کہ حق آل عیسی میں رہا اور یاد رہے کہ وہ جو زمین کی طرف سے آواز آئی ہے وہ شیطانی کلمہ ہے اور وہ جو اوپر کی طرف سے آواز ہے وہ اللہ تعالیٰ کا الہام ہے جو ہمیشہ بلند ہے دیکھو اقتراب الساعۃ

صفحہ ۱۰۸ وفتاوی حدیثیہ علامہ ابن حجر الہیمی صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر +

اور ایک دوسری حدیث ہے جو اہل التشیعہ کی کتاب میں ہے جسکا مضمون قریب قریب ایک ہی ہے۔ حدیث حسب ذیل ہے۔ جو صاحب کتاب اکمال الدین نے درج کتاب کیا ہے +

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بَاجِیلُوَیْہِ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَنْ عَمِّہٖ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْکُوْفِيِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِی الْمَغْرَا عَنِ الْمُعَلّٰی بْنِ خُنَیْسٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ صَوْتُ جِبْرَئِیْلَ مِنَ السَّمَآءِ وَصَوْتُ اِبْلِیْسَ مِنَ الْاَرْضِ فَاتَّبِعُوا الصَّوْتَ الْاَوَّلَ وَاِیَّاکُمْ اَلْاٰخِرَ اَنْ تُفْتَتَنُوْا بِہٖ +

ہمارے پاس محمد بن علی باجیلویہ رحمہ اللہ نے اُنکے پاس اُنکے چچا محمد بن قاسم نے اُن کے پاس محمد بن علی کوفی نے اُنکے پاس اُن کے باپ نے اُنکے پاس ابو المغرا نے اُن کے پاس معلی بن خنیس نے اُنکے پاس ابی عبد اللہ علیہ السلام نے بیان کیا کہ آسمان سے جو آواز آئیگی وہ جبرائیل کی آواز ہوگی اور جو زمین سے آئیگی وہ ابلیس کی آواز ہوگی پس اُن کو چاہئیے کہ پہلی آواز کی پیروی کرو اور دوسری آواز سے بچو ورنہ اس سے تم فتنہ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ دیکھو اکمال الدین و اتمام النعمۃ صفحہ ۳۶۵ +

یہ احادیث اُس واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اور پادریان امرتسر کے درمیان ظہور پذیر ہوا ہم اس کی تفصیل آگے چل کر کرینگے سب سے پہلے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ بتلا دیں کہ ابتدا میں اسکی کیونکر صورت پیدا ہوئی سو واضح ہو کہ قصبہ جنڈیالہ میں جو امرتسر کے ضلع میں ہے پادریوں نے ایک لڑکے محمد اسمٰعیل نامی کو عیسائی کر لیا اسلئے باہم عیسائیوں اور مسلمانوں میں تکرار ہوئی اور آخر یہ فیصلہ ہوا کہ عیسائیوں کی طرف سے بھی کوئی نامی پادری بحث کیلئے تیار ہو اور مسلمانوں کیطرف سے بھی کوئی بزرگ میدان مباحثہ میں نکلے عیسائیوں نے اس خیال سے کہ اس زمانہ میں کوئی ایسا مولوی نظر نہیں آتا کہ انکا مقابلہ کر سکے پیشقدمی کر کے اشتہار دیدیا کہ جنڈیالہ والوں کو اختیار ہے جس مولوی کو چاہیں بلوالیں اس پر جنڈیالہ والوں نے بڑی سوچ بچار کے بعد حضرت مرزا صاحب کی طرف بڑی عاجزی کے خط لکھے جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو پہلے ہی سے اِس تاک میں تھے کہ عیسائی کوئی موقع دیں اور مقابلہ ہو بمجرد خط کے پہنچتے ہی اُنہوں نے ایک آدمی جنڈیالہ روانہ کر دیا کہ تم تیار ہو جاؤ ہم پادریوں کے ساتھ مباحثہ کے لئے تیار ہیں اور بالآخر دار الامان قادیان سے ایک جماعت روانہ ہو کر امرتسر میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک مشنری کی کوٹھی پر پہنچی۔ اور شرائط مباحثہ بتراضئ فریقین قلمبند کی گئیں۔ و ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء

تاریخ مباحثہ قرار دیگئی مسلمانوں کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور عیسائیوں کی سے
ڈپٹی عبداللہ آتھم پادری مباحث مقرر ہوئے سو ظاہر ہے کہ ابتدا میں یہ بات ایک بچّوں کی کھیل سمجھی گئی
تھی اور بچّوں کی طرف سے ابتدا ہوئی تھی۔ اس واقعہ کی خبر بھی مخبر صادق علیہ السلام نے پہلے ہی
سے دیدی ہوئی تھی چنانچہ وہ حدیث یہ ہے +

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ تَکُوْنُ فِتْنَۃٌ کَانَ اَوَّلُھَا لَعِبُ الصِّبْیَانِ فَلَا تَتَنَاھٰی حَتّٰی یُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ اَلَا اِنَّ الْاَمِیْرَ فُلَانٌ ذٰلِکُمُ الْاَمِیْرُ حَقًّا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاہُ نُعَیْمٌ

نعیم بن حماد نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ایک فتنہ ہوگا جو ابتدا میں بچّوں کی سی کھیل ہوگا لیکن یہ معاملہ ترقی کریگا یہانتک کہ آسمان سے آواز آئیگی کہ سچ مچ تمہارا فلاں شخص امیر ہے۔

یہ بات تین دفعہ کہی دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ و حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ ۳۴۶ و ۳۴۷
اس حدیث نے صاف صاف اس واقعہ کو ہو بہو بتا دیا کیونکہ ابتدا میں یہ امر بچّوں کی کھیل سمجھا گیا تھا
اور آخر اللہ تعالیٰ نے جنڈیالہ والوں کے دل میں القا کیا کہ وہ اپنا امیر حضرت مرزا صاحب کو
مقرر کریں چنانچہ جب وہ امیر مباحثہ مقرر ہوئے تو ۱۵ روز تک ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر مباحثہ
ہوتا رہا اور پادری لوگ مباحثہ میں سخت ذلیل اور عاجز ہوئے مگر اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے
اس لئے اسلام کے پہلوان نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر شائع کیا کہ وہ فریق جو جھوٹ پر ہے۔ اور
جھوٹے خدا کو مانتا ہے پندرہ ماہ میں ہاویہ میں گرایا جائیگا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اس
پیشگوئی کے سنتے ہی ڈپٹی عبداللہ آتھم کے چھکّے چھوٹ گئے اور حواس باختہ ہوکر اُس نے اپنے
اعضاء اور زبان سے اس کا ثبوت دیدیا اور چہرہ پر سیاہی پھر گئی راقم بالکل اُس کے قریب موجود
تھا بچشم خود اس نظارہ کو مشاہدہ کرتا رہا تھا غرض جو لوگ شریک جلسہ تھے وہ سب کہہ سکتے ہیں
کہ کل پادریاں پر عموماً اور عبداللہ آتھم پر خصوصاً اس ہیبت ناک پیشگوئی کا اثر پڑا چنانچہ ان ۱۵ ماہ
میں فریق عیسایان میں سے چند ایک ہلاک بھی ہوگئے بعض طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوئے
اور عبداللہ آتھم پر اس قدر خوف اور ہیبت طاری ہوئی کہ وہ نقل مکان کرتا رہا اگرچہ جانا بند کردیا
اسلام کے برخلاف نہ تحریری نہ تقریری مخالفت کی یہانتک کہ میعاد عذاب گذر گئی اس پر عیسائیوں
نے شور مچایا کہ عبداللہ آتھم نہیں مرا او پیشگوئی غلط گئی اس کے ساتھ تمام مسلمان آریا و ہندو و سکھ
وغیرہ اقوام عیسائیوں کے ہم آہنگ ہوگئیں گویا ساری زمین بول اُٹھی کہ آلِ عیسےٰ کو فتح ہوئی۔

اور ادھر الہام الٰہی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی کہ عبد اللہ آتھم نے ہمارے ہاں ہم وغم کیا اور اس واسطے ہم نے اُس کی عمر میں تاخیر ڈالدی اور اس الہام کی بنا پر حضرت حجۃ اللہ نے چار اشتہار متواتر دیئے اور ہر ایک اشتہار کے ساتھ ایک ہزار سے چار ہزار تک روپیہ کے انعام کی شرط بھی لگادی کہ اگر عبد اللہ آتھم نے خدا تعالیٰ کے ہاں رجوع نہیں کیا اور وہ اُسی عقیدہ پر جما رہا جس پر وہ مباحثہ سے پہلے تھا تو وہ چند آدمیوں کے سامنے قسم کھائے بعد ازاں ایک سال تک اگر وہ موت سے بچ گیا تو ہمارا سارا دعویٰ جھوٹا اور ساتھ ہی ہم چار ہزار روپیہ دینگے اور اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ پھر جونسی سزا ہمارے واسطے تجویز کی جائے وہ ہم بھگتنے کو تیار ہیں بلکہ ایک اشتہار میں تو لکھ دیا تھا کہ اگر تین روز تک موت سے بچ گیا تو بھی ہمارا دعویٰ جھوٹا ہوگا مگر عبد اللہ آتھم اگر وہ اپنے قدیمی عقیدہ پر ہوتا تو بولتا ادھر سے صدائے برنخاست کا مضمون صادق آیا بعض پادریوں نے چالاکی سے عبد اللہ آتھم کے نام پر اشتہار دیا کہ قسم کھانا مذہب عیسائی میں منع ہے لیکن ادھر سے حضرت مسیح کا قسم کھانا پولوس کا قسم کھانا دیگر حواریوں کا قسم کھانا اور شہادت میں کل عیسائیوں کا قسم کھانا حتیٰ کہ خود عبد اللہ آتھم صاحب کا دو دفعہ عدالت میں قسم کھانا ثابت کیا گیا جس پر عیسائیوں پر ایسی مُہرِ سکوت لگی کہ پھر کوئی بھی نہ بولا اس کے بعد امام صادق علیہ السلام نے آتھم کا تعاقب نہ چھوڑا حتیٰ کہ سات دفعہ بذریعہ تحریر حجت پوری کی گئی اور آخری اشتہار میں اسکو الٹی میٹم دیا۔کہ ہمیں پھر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام خبر دی ہے کہ اگر حق کی گواہی دینے سے پہلو تہی کریگا تو پھر پیشگوئی کا اجرا ہوگا اس پر بھی وہ خاموش ہی رہا اور اس خاموشی کی وجہ بجز اس کے اور نہیں کہ اس کی اولاد سب عیسائی تھی اور اُس کے داماد بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھے اور خود بوڑھا آدمی تھا اُن کے لحاظ سے سچی گواہی سے درگذر کرتا رہا۔جب اُس نے دنیا کو ترک نہ کیا اور خدا کے ملہم کا بھی پاس نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آخری اشتہار سے ۷ ماہ کے اندر اس کو ہلاک کر کے جہاں پہنچانا تھا پہنچا دیا جس سے اسلام کی ڈبل طور سے صداقت ظاہر ہوئی پہلی صورت میں بوجہ اہل کتاب ہونیکے اس شرط سے فائدہ اُٹھا کر بچ رہا اور دوسری صورت میں اخفائے شہادت پر وعید موت میں گرفتار ہو گیا۔بعض نادان ابتک اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ آتھم صاحب والی پیشگوئی غلط گئی ان عقل کے اندھوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ خدائے علیم وخبیر نے پیشگوئی میں رجوع کی شرط لگادی تھی اگر اس کے نزدیک وہ کسی بھاری مصلحت پر مبنی نہیں تھی تو وہ کیوں

عبث کام کرنے لگا تھا اے خدا کی سنت سے ناواقفو اس شرط میں کثیر التعداد فوائد مرکوز تھے اول تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پورے ہوئے کیونکہ وہ اس واقعہ کو پہلے ہی سے فرما گئے تھے کہ آخری زمانہ میں ایک ایسا واقعہ ہوگا۔ دوم عوام کی توجہ کو اس طرف منعطف کرنا مقصود تھا۔ سوم حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے بعض کچے اور منافق طبع لوگ الگ ہونے تھے چہارم مخلص طبع لوگوں کی صداقت کا اظہار مد نظر تھا۔ پنجم پیشگوئیوں کی حقیقت پر مسلمانوں کو آگاہی ہونی ضروری تھی کیونکہ وہ بالکل آسمانی کتابوں کی پیشگوئیوں سے ناواقف اور نابلد ہو رہے تھے۔ ششم یہ کہ اسلام کی صداقت دو طور سے ثابت ہوا اول شرط کی حالت میں پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی اور دوم جب شرط اڑا دی گئی تو کیونکر پوری ہوئی اور سب سے آخر یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس پیشگوئی کی غایت یہ تھی کہ جو حق پر نہیں وہ فریق مقابل کے روبرو جو سچ پر ہے اور سچے مذہب کا پابند ہے مر جائیگا اور سچے کی عمر اللہ تعالیٰ دراز کریگا سو اللہ تعالیٰ نے آتھم عیسائی کو اپنے وعدہ حتمی کے موافق دنیا سے اٹھا لیا کوئی دکھا سکتا ہے کہ اب وہ کہاں ہے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام خدا کے فضل سے مدت تک زندہ موجود رہے ہیں ان کی صداقت میں کیا کلام ہو سکتا ہے لیکن عقل کے اندھوں کا کچھ علاج نہیں ہو سکتا وہ پھر بھی اس پیشگوئی کی صداقت میں شک ہی کرتے چلے جاتے ہیں کہ پیشگوئی غلط گئی"۔

۲۷۔ ستارہ ذو السنین

ایک علامت یہ ہے کہ مہدی موعود کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کی شہادت کے لئے ستارہ ذو السنین نکلیگا دیکھو حدیث ذیل

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ الْبَاقِرِ قَالَ اِذَا بَلَغَ الْعَبَّاسُ خُرَاسَانَ طَلَعَ بِالْمَشْرِقِ الْقَرْنُ ذُو السِّنِيْنِ وَكَانَ اَوَّلُ مَا طَلَعَ لِهَلَاكِ قَوْمِ نُوْحٍ حِيْنَ اَغْرَقَهُمُ اللّٰهُ وَطَلَعَ فِيْ زَمَنِ اِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَحِيْنَ اَهْلَكَ اللّٰهُ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَمَنْ مَعَهُ حِيْنَ قُتِلَ يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا وَاِذَا

جب بنی عباس خراسان پہنچ جائینگے تو ایک دندانہ دار ستارہ مشرق کی طرف سے طلوع ہوگا اور یہی ستارہ پہلے بھی حضرت نوح کی قوم کی ہلاکت کے وقت نکلا تھا اور نیز اس وقت جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور جبکہ قوم فرعون معہ ہمراہیوں کے غرق ہوئی تھی اور

رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَاسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ وَیَکُوْنُ طُلُوْعُہٗ بَعْدَ اِنْکِسَافِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ثُمَّ لَا یَلْبَثُوْنَ حَتّٰی یَطْلَعَ الْاَبْقَعُ بِمِصْرَ رَوَاہُ نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ +

جبکہ حضرت یحیٰی بن زکریا قتل کیے گئے تھے پس جب تم اُس کو دیکھو تو فتنوں کے شر سے خدا تعالیٰ کے حضور پناہ مانگو الی آخرہ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۰۶- ومسک العارف صفحہ ۲۲-۲۳ +

اور یہ بات کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت یحیٰی علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں ہوئے ہیں جب کہ قرآن کریم واناجیل اربعہ سے ہویدا ہے - تو لازماً ماننا پڑتا ہے کہ وہ ستارہ جس کا ذکر حدیث مذکرہ بالا میں ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی نکلا تھا چنانچہ اس کی تصدیق تاریخ اوروشلیم سے یوں ہوتی ہے +

وَفِیْ ذَاتِ ھٰذِہِ الْمُدَّۃِ جَاءَ اَیْضًا مَجُوْسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلٰی اُوْرُوْشَلِیْمَ قَائِلِیْنَ اَیْنَ ھُوَ الْمَوْلُوْدُ مَلِکُ الْیَھُوْدِ اِذْ نَنَا رَاَیْنَا نَجْمَہٗ فِی الْمَشْرِقِ

اُس مدت میں مشرق کی طرف سے مجوسی یروشلم میں پوچھتے ہوئے آئے کہ وہ لڑکا جو یہود کا بادشاہ ہے کہاں ہے کیونکہ ہم نے مشرق کی جانب اُس کا ستارہ دیکھا ہے دیکھو تاریخ اوروشلیم صفحہ ۹

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں ستارہ ذو السنین کی نسبت لکھتے ہیں +

از ستون نورانی کہ بجانب مشرق حادث شدہ است مکرر استفسار نمودہ اند کہ در خبر آمدہ است کہ چون بادشاہِ عباسی کہ از مقدمات ظہور حضرت مہدی موعود است علیہ الرضوان بخراسان برسد طلوع کند در جانب مشرق قرن ذو السنین - در حاشیہ بیضا یعنے عمود مذکور دو سر داشتہ باشد - و اول طلوع آن در وقت ہلاک قوم حضرت نوح بودہ است علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و در زمان حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام طلوع نمودہ بود وقتیکہ اورا در آتش انداختند - و در وقت ہلاک

آپ نے اُس نورانی ستون کی نسبت دریافت فرمایا ہو جو مشرق کی طرف پیدا ہوا ہے اور جس کی خبر حدیث میں آئی ہے کہ جب عباسی بادشاہ جو ظہور مہدی علیہ الرضوان کے مقدمات میں سے ہے خراسان میں پہنچیگا تو اُس وقت ستارہ ذو السنین مشرق کی جانب سے طلوع کریگا - حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اُس ستون کی دو شاخ یا سر ہونگے اور سب سے پہلے اس ستارہ کا طلوع حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کے وقت ہوا تھا اور پھر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

وقوم او بوده است و در زمان حضرت یحیی بوده پس
نه بینید آن را حضرت حق سبحانہ تعالیٰ استعاذه
میکنند از شر فتنهاء این بیاض که در جانب مشرق
حادث شده بود اول بصورت عمود منور بوده بعد
ازان کجی پیدا کرده شباهت بصورت قرن کشاخ
است حاصل نموده - و نیز باین اعتبار فرموده باشند
که هر دو طرف آن شاخ باریک گشته بود که شباهت
بدندان داشته پس هر دو طرف را دو سر اعتبار
نموده اند - چنانچه نیزه که هر دو طرف آن باریک باشد
آن را دو سر اعتبار کنند - اخوی شیخ محمد طاهر
بدخشی از جونپور آمده است میگوید که این ستون نیز
بجانب فوق دو سر داشته شبیه بدو دندان که در
میان آنها اندک فاصل بوده در صحرا تشخیص این
معنے نموده باشد - و جمعی دیگر نیز همین طور خبر داده‌اند
این طلوع ورای آن طلوع است که در وقت قدوم
حضرت مهدی حادث خواهد شد زیرا که قدوم او علیه
الرضوان بر سر مائه خواهد بود و درین وقت از مائه
بست و هشت سال گذشته است ؞

ہوا تھا جبکہ اُن کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور پھر فرعون
اور اُس کی قوم کی ہلاکت کے وقت طلوع ہوا
تھا۔ پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طلوع
ہوا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
اُس کے فتنوں کے شر سے پناہ مانگنے کی ہدایت
کی ہے یہ سفیدی جو شرقی جانب پیدا ہوئی تھی
اوّل اوّل ستون کی صورت میں تھی۔ بعد ازاں
ٹیڑھی سی ہو کر سینگ کی صورت میں مبدل ہو گئی
تھی۔ اِس خیال سے آپ نے فرمایا ہے اُس کی
ہر دو طرف باریک سی ہو کر دانتوں کی صورت
ہو گئی تھی۔ اِسی لئے ہر دو طرف کو دو سر خیال کرتے
ہیں۔ چنانچہ اُس نیزہ کے جس کی دونوں طرف
باریک ہوں دو سر قبول کر لیتے ہیں۔ بھائی شیخ
محمد طاہر بدخشی جونپور سے تشریف لائے ہیں وہ
کہتے ہیں کہ اس ستون کے بھی اوپر کی طرف
سے دو سر تھے جو مثل دو دانتوں کے تھے اور
اُن کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا اُنہوں نے
جنگل میں جا کر اس امر کی تحقیقات کی ہے ؞

اور ایک دوسری جماعت نے بھی اسی طرح کی خبر دی ہے۔ یہ طلوع اُس طلوع کے سوا ہے جو حضرت مہدی کے آنے کے وقت ہوگا کیونکہ مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری صدی کے سر پر ہوگی اور اس وقت نو صدی سے ۲۸ سال گذر گئے ہیں۔ دیکھو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ - مکتوب ۶۸ - مطبوعہ مطبع نولکشور کانپور ؞

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ [illegible] مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی علامات میں سے ایک ذوالسنین ستارہ بھی ہے

جو جانب مشرق سے طلوع کریگا۔

اور دوسری جگہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی مکتوبات میں لکھتے ہیں + کہ مہدی صدی کے سر پر ظہور فرمائیگا۔ چنانچہ مکتوب ۶۸ جلد دوم میں لکھا ہے +

این طلوعِ (ذوالسنین) ورائے آن طلوع است کہ در وقتِ قدومِ حضرتِ مہدی حادث خواہد شد زیرا کہ قدومِ او علیہ الرضوان بر سر مایہ خواہد بود و درین وقت از زمان بعثت ہشت سال گزشتہ است

اور ستارہ ذوالسنین کا یہ طلوع اُس طلوع ذوالسنین کے ماسوا ہے کہ جو حضرت مہدی کی تشریف آوری کے وقت ہوگا۔ کیونکہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا آنا صدی کے سر پر ہوگا اور اس وقت تو ۲۰ سال ہیرے زمانہ بعثت سے گذر چکے ہیں۔ دیکھو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب ۶۸۔ صفحہ ۱۳۶۔ مطبوعہ مطبع نولکشور کانپور +

اِن حوالجات سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ یہ ذوالسنین ستارہ جو ہمارے زمانہ میں طلوع ہوا ہے یہ اُس ستارہ سے الگ ہے جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بعض مریدین کی بڑی خواہش تھی کہ امام صاحب ہی دعوی مہدویت کا کریں کیونکہ منجملہ اُن علامات کے جو مہدی کے ظہور کے لئے آئی ہیں ایک ستارہ دوسینگ والا بھی ہے اور وہ امام صاحب کے زمانہ میں طلوع ہوگیا تھا مگر امام ربانی علیہ السلام کیسے متقی اور خدا ترس تھے کہ وہ اپنے مریدوں کی خواہش کے برخلاف کہتے ہیں کہ وہ ستارہ جو جناب مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامت ہے وہ اور ہے کیونکہ اُس کا طلوع قبل ظہورِ مہدی ہے اور یہ ستارہ جو ہمارے زمانہ میں نکلا ہے وہ ہماری بعثت سے ۲۰ سال بعد نکلا ہے۔ پس مہدی کیسے ہوسکتا ہوں +

غرض ذوالسنین قریباً کل فرقہ ہائے اسلام میں مہدی کی علامت قرار دیا گیا ہے چنانچہ علاوہ فرقہ ہائے اہل سنت والجماعت کے یہ علامت اہل شیعہ کی کتابوں میں بھی موجود ہے چنانچہ مولوی علی حائری لاہوری غایت المقصود نام کتاب میں لکھتے ہیں :-

منہا طلوع نمودن ستارۂ از مشرق کہ نور دہد مثلِ نورِ قمر پس ازاں منعطف گردد بنوعیکہ نزدیک باشد کہ ہر دو طرف او بہم برسد

علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک ستارہ نکلیگا اور اُس کی روشنی چاند کے نور کی طرح ہوگی پھر اس طرح پر منعطف ہوجائیگا

کہ گویا اُس کی ہر دو طرف باہم قریب ہو جائینگی + دیکھو غایت المقصود حصّہ اول صفحہ ۱۶۲ +

اور نواب صدیق حسن خانصاحب نے اس ستارہ کا ذکر حجج الکرامہ فی آثار القیامہ کے صفحہ ۳۴۴ پر کیا ہے اور اُس حدیث کا ترجمہ فارسی میں ہے جو امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے اور جو پہلے لکھی جا چکی ہے +

یہ ستارہ بھی ۱۲۹۹ھ ہجری مطابق ۱۸۸۲ء میں نکل چکا چنانچہ جریدہ روزگار مدراس مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۸۲ء میں لکھا ہے شہر مدراس مینواساس میں قبل طلوعِ آفتاب ایک ستارہ دنبالہ دار جس کی دُم مانند مورچل کے ہے منودار ہوا ہے جس کو عام لوگ نہایت منحوس خیال کرتے ہیں اس کی صورت یوں ہے ✿ دیکھو اخبار مذکور +

۲۸ - دُمدار ستارہ

ایک علامت یہ ہے کہ ایک دمدار ستارہ قریب ظہور مہدی نکلیگا چنانچہ حجج الکرامہ میں لکھا ہے +

از انجملہ است ظہورِ ستارہ دنبالہ دار از ابن عباس رضی اللہ عنہ آمدہ کہ فرمود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اے مسلمانان چوں باشد حج بادشاہان بطورِ تنزہ و حجِ تونگراں بطور تجارت و حج مساکین برائے سالت و حج قاریان از روئے ریا و سمعہ پس نزدیکِ این حال ظاہر شود ستارہ کہ او را دنبالہ باشد رواہ ابن مردویہ

ابن مردویہ نے روایت کی ہے منجلہ علاماتِ ظہور مہدی ایک ستارہ دمدار ہے جس کی نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں جب بادشاہوں کی حج بطور تنزہ اور تاجروں کی حج بطور تجارت اور مسکینوں کی حج مانگنے کے لئے اور قاریوں کی حج محض ریا اور سُنانے کی نیت سے ہوگی۔ تو اُس کے نزدیک ہی ایک ستارہ ظاہر ہوگا جسکو دُمدار ستارہ کہتے ہیں۔ دیکھو حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ ۲۵۰ +

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں +

در خبر آمدہ است در علاماتِ حضرتِ مہدی علیہ الرضوان کہ در جانبِ شرق ستارہ طلوع کند کہ آن را ذنب باشد نورانی۔ این ستارہ نیز

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ شرق کی طرف ایک ستارہ طلوع کریگا جس

طالع شدہ است اوست یا مثل او۔ این ستارہ
را ذنب نواند بود برائے آن گویند کہ گفتہ اند
سیر کواکبِ ثوابت از مغرب بشرق است پس
روئے آن ستارہ بسیر خود بجانبِ مشرق است
و پشتِ آن بجانبِ مغرب پس این درازی سفید
در پسِ پشتِ اوست کہ مناسبِ ذنب است
واز مشرق کہ بجانبِ مغرب ہر روز بلند مے برآید
بسیر قسری اوست کہ مربوط بسیرِ فلکِ اعظم است
واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال +

کی روشنی دُم ہو گی۔ یہ ستارہ بھی نکلا ہے۔ یہی ہو
یا اسی قسم کا کوئی اور ستارہ ہو۔ بہر حال وہ دمدار
ستارہ ہوگا۔ اور اس ستارہ کی نسبت کہتے
ہیں کہ اُن ستاروں کی رفتار جو کواکب ثوابت ہیں
(یعنے وہ ستارہ جو اپنی جگہ پر قایم ہیں) مغرب
سے مشرق کو ہے۔ پس اُس ستارہ کا رُخ
رفتار کے لحاظ سے جانبِ مشرق ہے اور اُس
کی پُشت مغرب کی جانب ہے۔ اسی لئے لمبی
سی سفیدی جو اس کی پُشت کے پیچھے ہے
اُس کی دُم ہے جو اس کے مناسب حال ہے اور مشرق سے مغرب کی جانب ہر روز طلوع ہوتا
ہے۔ یہ اُس کی سیر قسری ہے جو فلک اعظم یعنے آفتاب کی سیر سے وابستہ ہے۔ اور اللہ سبحانہ
تعالیٰ ہی حقیقتِ حال سے واقف تر ہے۔ دیکھو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ۲ صفحہ
۱۳۶۔ مکتوب ۶۸۔ مطبوعہ مطبع نولکشور کانپور +

اس بیان امام ربانی مجدد الف ثانی سے واضح ہے کہ علامات مہدی میں سے ایک دمدار
ستارہ بھی ہے جو مشرق کی طرف سے طلوع کریگا۔ اور جو ستارہ دمدار اُن کے زمانہ میں نکلا تھا
اُس کی نسبت فرمایا کہ شاید یہی ستارہ ہو یا کوئی اور ہو جو اسی کی مثل ہوگا۔ چنانچہ وہ ستارہ
اسی طرح کا اس زمانہ میں طلوع ہوا جبکہ مہدی موعود دنیا میں موجود تھے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

یہ ستارہ بھی ۱۲۷۵ہجری میں نکل چکا ہے راقم نے خود دیکھا تھا اس کی بڑی روشن اور
دراز دم تھی اور جانب شمال مغرب دکھلائی دیتا تھا اور دم مشرق کی جانب تھی شام کے
وقت نظر آتا تھا اور بہت دنوں تک رہا تھا گورنمنٹ کالج سے ایک دوربین بھی لائی گئی تھی
اور جب اس کے ذریعہ دیکھا گیا تو دم چھوٹے چھوٹے ستاروں کی ایک مسلسل لڑی کی صورت
میں نظر آتی تھی +

نواب صدیق حسن خان صاحب بھی لکھتے ہیں :-

در سال یکہزار و دوصد و ہفتاد و پنج ہجری

۱۲۷۵ہجری میں یہ ستارہ شمال جنوبی جانب

این کوکب میانِ شمال و مغرب تا نیمہ ماہ یا زیادہ مرئی شد و طلوع وے متصل غروبِ آفتاب مے بود و دُم او درازی یک نیزہ داشت و لمعانش جستہ جستہ نزدیک ہم بود گویا خطے از چند کواکب کشیدہ اند کاتب حروف نیز آں را در موضع کاہیا کبیری از عمل بھوپال دیدہ +

نصف مہینے یا کچھ زیادہ دنوں تک دکھلائی دیتا رہا اور اُس کا طلوع قریب غروب آفتاب کے ہوتا تھا اُس کی دُم کی ایک نیزہ کے برابر لمبائی تھی اور اُس کی روشنی جستہ جستہ نزدیک تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا چند ستاروں کا ایک خط کھنچا ہے۔ میں نے خود موضع کلیا کھیڑی میں جو ریاست بھوپال کی حدود کے اندر ہے اسکو دیکھا تھا + دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۲۵۱ +

اخبار مظہر العجائب مدراس نمبر ۹ جلد ۱۰ صفحہ ۴ مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۰۰؁ ہجری میں اس ستارہ کی نسبت لکھا ہے نامہ نگار مظہر العجائب تحریر کرتے ہیں کہ یہاں میرول میں بعد نماز مغرب کی طرف ایک دُم دار ستارہ طلوع پاتا ہے اور بعد طلوع ماہتاب نظر سے غائب ہو جاتا ہے اور یہ خیال کرسکتے ہیں کہ بیس تیس کوس کے فاصلہ پر یعنے امرتسر۔ لاہور۔ سیالکوٹ تک ضرور دکھائی دیتا ہوگا لوگ افسوس کرتے ہیں کہ دمدار ستارہ کا طلوع ہونا حکمت سے خالی نہیں دیکھو اخبار مذکور +

۲۹- آفتاب کا نشان

ایک علامت یہ کہ قریب ظہور مہدی کے وقت آفتاب سے ایک نشان ظاہر ہوگا جس کی حدیث ذیل مصدق ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ حَتّٰى تَطْلُعَ مِنَ الشَّمْسِ اٰيَةٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَنُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ

بیہقی اور نعیم بن حماد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب تک سورج سے ایک نشان ظاہر نہ ہو تب تک مہدی نہیں نکلیگا۔ دیکھو اقتراب الساعہ صفحہ ۱۰۶ سو واضح ہو کہ یہ نشان بھی ۱۳۰۰؁ ہجری میں ہو چکا چنانچہ اخبار مظہر العجائب مدراس نمبر ۴۴ جلد ۵ مورخہ ذالحج ۱۳۰۰؁ ہجری مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۳؁ میں یوں لکھا ہے املاپور۔ چاپل مارپا۔ ویلور۔ میسور بلہاری سے آئی ہوئی اخبارات سے معلوم ہوا کہ ۲۲ تاریخ کو مذکورہ شدہ مقامات میں طلوع و غروب کے وقت آفتاب سبز نظر آیا

اور شمس کی شعاعیں بالکل بے رونق تھیں اور تیزی نہ تھی لوگ اس کو بغیر کسی قدر تکلیف کے دیکھتے تھے دیکھو اخبار مذکور +

اخبار جریدۂ روزگار مدراس نمبر ۲۳ جلد ۹ صفحہ ۵ مورخہ ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۸۴ء میں یوں لکھا ہے ہفتہ گذشتہ سے تا الی الان جو جو حالات اور عجیب و غریب واقعات وقوع میں آئے وہ ایسے ہیں کہ ہم کو ایسا دیکھنے اور سُننے کا اتفاق شاید بہت ہی کم ہوا ہوگا ہمارے ناظرین اخبار اپنے خیالات کو ضرور ادھر پلٹینگے اور متوجہ ہونگے +

ازانجملہ ہمارے شہر میں شنبہ کے روز سے پنجشنبہ کی شام تک آفتاب کے طلوع سے سات بجے تک اور چار بجے سے غروب تک قرص خورشید پھیکا ہوجاتا تھا اور تیزی والتہاب اس میں جیسی چاہئے ویسی نہیں دکھلائی دیتی تھی حتےٰ کہ اس وقت لوگ مانند ماہتاب کے بے کھٹکے آفتاب کو دیکھتے تھے اور ٹھنڈی نظر سے قدرتِ خدا کا معائنہ کرتے تھے جیوں جیوں آفتاب نیچے ہوتا جاتا تھا تیوں تیوں فیروزہ رنگ لیتا تھا اور دھوپ نیلگوں پڑتی تھی ہم اس کی کیفیت دریافت کرنے کے لئے قصد سے رصد خانہ پر گئے تو مسٹر فاکس جو علم نجوم میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہیں وہ دوربین سے بہت کچھ دیکھتی رہیں اور دوسرے روز اپنی تحقیقات ہمارے دفتر میں بھیجی جس کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں کل کے روز ہم نے دوربین سے بغور دیکھا تو پایا کہ آفتاب کے شمالی جانب دو داغوں کا مجموعہ تھا جس میں کئی ایک داغ کم روشن تھے اور اس میں ایک داغ بہت بڑا لامبا مستطیل طور پر نمایاں تھا اور اس کے اطراف میں ایک حلقہ تھا جو وجود اُس داغ سے تھا اور یہ قریب خط استوا کے زمین کے محاذی واقع ہوا ہے دیکھو اخبار مذکور کیا اس کے ایک عجیب نشان ہونے میں شک ہوسکتا ہے +

۳۰. نارٌ مِن قبلِ المشرق

ایک علامت یہ ہے کہ مشرق کیطرف سے آگ ظاہر ہوگی دیکھو حدیث ذیل :-

عَنْ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اِذَا رَاَیْتُمْ عَمُوْدًا مِنَ السَّمَآءِ نَارًا عَظِیْمَۃً مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ تَطْلُعُ لَیْلًا فَعِنْدَھَا

حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تم آسمان پر سے بڑی آگ کی علامت مشرق کیجانب دیکھو جو رات کے وقت ظاہر ہوگی تو اس

فَرَجُ النَّاسِ وَهِيَ اِقْدَامُ الْمَهْدِیِّ | وقت جان لو کہ لوگوں کے لئے فراخی کے ایام

آگئے کیونکہ اس وقت مہدی نکلیگا یہ نشان بھی وقوع میں آچکا کیونکہ نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حدیث الغاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ١٨٨٣ء میں بعد غروب آفتاب سارا آسمان مثل انگارے کے لال ہو گیا ایک گھنٹہ کے بعد وہ سرخی ہٹ کر بشکل ستارہ بدار ظاہر ہوئی پھر ستارہ ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگا دیکھو کتاب حدیث الغاشیہ صفحہ ٢٠٥ ؁

١٣۔ ظہورِ آتش از مشرق

ایک یہ علامت ہو کہ مشرق کی طرف سے آگ ظاہر ہوگی جو تین یا سات دن تک رہیگی چنانچہ وہ حدیث حسب ذیل ہے:۔

اِذَا رَاَیْتُمُ النَّارَ مِنَ الْمَشْرِقِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ فَتَوَقَّعُوْا فَرَجَ اٰلِ مُحَمَّدٍ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ الْبَاقِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

محمد بن علی باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تم مشرق کی طرف سے تین دن یا سات دن تک آگ نکلتی ہوئی دیکھو تو امید کرو کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ آل محمد کے لئے آسودگی کے دن ہیں دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ١٠٧ ؁

یہ نشان بھی بڑی وضاحت کے ساتھ پورا ہوا سنہ ١٣٠١ ہجری میں جزیرہ جاوا میں کوہ آتش فشاں پھوٹ نکلے جس کی وجہ سے اس قدر آگ روشن ہوئی کہ ایک ہفتہ تک نمودار رہی اور جزیرہ جاوا کا اکثر حصہ بالآخر خاک سیاہ و غرق دم آب ہو گیا چنانچہ اخبار جریدہ روزگار مدراس جاوا کی تباہی کے بارہ میں یوں رقمطراز ہے اخبار مدراس ٹائمز کا مراسلہ نگار جاوا سے لکھتا ہے جو بند اینٹ میں واقع ہے کہ کراکیٹوا آتش فشاں پہاڑ کے پھٹ جانے کے باعث یہاں کی تباہی یا بربادی اس قدر ہوئی ہے کہ جس کا اظہار ممکن ہی نہیں ہنوز پوری آفت رسیدگیوں کی تفصیل غیر معلوم فقط ایک ضلع ترنجن نامی کے دس ہزار آدمی غرقاب ہوئے اور اسی ضلع کے متعلق یا نام کے موضع کے لوگ فقط جل کر خاک ہو گئے کہ جن کا شمار نہیں کر سکے ۔ ساڑا کے کنارے پر موقف بی لاک بھو کشان کا تمام سمندر میں غرق ہو گیا دیکھو اخبار جریدہ روزگار نمبر ٨ ٣٨ صفحہ ۵ نمبر ١٩ ۱۹ ذیقعد سنہ ١٣٠٠ ہجری مطابق ٢٢ ستمبر ١٨٨٣ء ؁

مولوی نورالحسن خان صاحب بھی اس آگ کی نسبت اقتراب الساعۃ میں لکھتے ہیں۔ حجاز کی آگ بھی گویا اسی کا نمونہ ہے جو کہ سنہ ۱۳ ہجری میں ظاہر ہوئی دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۷ ٭

۳۲۔ شفق احمر بر آسمان

ایک نشان یہ ہے کہ آسمان پر سرخی نمودار ہو گی جو آسمان کے کناروں میں پھیل جائیگی اور سرخی شفق جیسی نہ ہو گی دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۷ یہ نشان بھی ہو چکا سنہ ۱۳ ہجری میں بہت سے جزیروں میں کوہ ہائے آتش فشاں کے پھوٹ نکلنے سے تمام آسمان پر ایک قسم کی سرخی پھیل گئی اور مدتوں تک نظر آتی رہی راقم نے بچشم خود لاہور میں دیکھی تھی اُس وقت اس سُرخی کو دیکھکر لوگوں کے بڑے بڑے خیالات تھے اُس وقت کی کل ہندوستان کے اخبارات اسپر عجیب عجیب رائیں لگاتی تھیں ٭

نواب صدیق حسن خان صاحب اس سُرخی کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ یکم ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء مطابق ۲۸ شوال سنہ ۱۳ ہجری سے صبح و شام مشرق مغرب کے کنارے پر سُرخی آسمان پر نمودار ہوئی چار ماہ کامل سے اب تک یہ سرخی موجود ہے کبھی بہت کبھی کم۔ یورپ و امریکہ و ہند کے منجم کہتے ہیں کہ کوئی بڑا فساد ہو گا ایک گروہ امریکہ نے کہا یہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علامت ہے یہ جماعت امریکہ سے ایلیا کو بانتظار مسیح چلی گئی اسلام میں پہلے بھی کئی بار سرخی فلک پر دیکھی گئی ہے مگر یہ سرخی ایک علامت قرب ظہور مہدی علیہ السلام سمجھی جاتی ہے۔ دیکھو کتاب حدیث الغاشیہ مولوی نورالحسن صاحب اقتراب الساعۃ میں بھی لکھتے ہیں فی الحال جو سرخی صبح و شام چھ ماہ سے اب تک ہو رہی ہے اور آفاق میں منتشر ہے کیا تعجب ہے کہ یہی نشانی ظہور مہدی ہو دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۷۔ ہم کہتے ہیں کہ ضرور یہی نشانی تھی اس میں کیا کلام ہو سکتا ہے ٭

۳۳۔ آسمان پر اندھیرا

ایک علامت یہ ہے کہ آسمان پر اندھیرا ظاہر ہو گا دیکھو اقتراب الساعۃ و حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ ۳۴۵ یہ نشان بھی بڑے زور و شور کے ساتھ سنہ ۱۸۹۰ء میں واقع ہو گیا چنانچہ ہند کی کل اخباروں نے اس واقعہ کو لکھا ہے ہم مختصر سی کیفیت اخباروں سے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تا کہ ان کو معلوم

ہو جائے کہ یہ نشان بھی اپنے پورے معنوں میں ظاہر ہو گیا ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم اخباروں کا حوالہ
دیں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس نشان کے لئے امریکہ و یوروپ اور مختلف ممالک سے بہت سے
لوگ ہندوستان میں آئے کیونکہ اس کا ظہور صرف ہندوستان میں ہی ہونا تھا چنانچہ اخبار دار السلطنت
کلکتہ و اردو گائیڈ نمبر ۱ جلد ۱۴ مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۸ء میں یوں لکھا ہے پورا سورج گرہن جو ۲۲
جنوری ۱۸۹۸ء کو واقع ہونے والا ہے اس نے قدرتی طور پر اس ملک میں بہت ہی دلچسپی پیدا
کر دی ہے زیادہ تر اس سبب سے کہ یہ ملک ایسا ہے جہاں ممالک غیر کے مہذب باشندے
بہ سہولیت پہنچ کر قدرت کا تماشہ دیکھ سکتے ہیں یہ سورج گرہن صرف نادر الوقوع ہی نہیں ہے بلکہ یہ
ایک خاص خط سے دکھلائی دیگا اور اس میں مشاہدات عجیب دکھائی دینگے۔ دیکھو اخبار مذکور
اب ہم وقوعہ تاریکی کی شہادت اخبارات ذیل سے پیش کرتے ہیں +

دار السلطنت کلکتہ و اردو گائیڈ نمبر ۲۱ صفحہ ۳ جلد ۱۴ مورخہ ۲۷ جنوری ۱۸۹۸ء میں یوں
درج ہے سورج گرہن بکسر اور دیگر مقامات میں نہایت کامیابی سے دیکھا گیا اور اس کے بارہ
میں جس قدر پیشگوئی تھی حرف بحرف سچی ہوئی چنانچہ نامہ نگار خاص مظہر ہے کہ کیسا ہی اسقدر اب
آگئی تھی کہ آدمیوں کا چہرہ بالکل دھندلا معلوم ہوتا تھا اور کھیتوں کا سبزہ دیکھنے والوں کو بالکل
ارغوانی رنگ کا نظر آتا تھا تقریباً دو منٹ تک آفتاب بالکل روپوش رہا اس اثناء میں ستارہ
زہرہ آفتاب کے قریب واضح طور پر دکھلائی دیتا تھا دیکھو اخبار مذکور +

پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۸ء یوں رقمطراز ہے کہ آج ۲۲ جنوری ہے اور دن کے
ابھی ۱۱ بج چکے ہیں اور یک رنگ میلہ کی سیر دیکھنے والے خاص اس تالاب کے کنارہ پر کھڑے
ہو گئے ہیں جہاں پر یہ سب لوگ نہانے کو آتے ہیں۔ اب اس وقت آدمی بھی قریب ۹ یا ۱۰ لاکھ
کے ہیں +

نظام الملک نمبر ۱۴ جلد ۸ صفحہ ۲ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۸۹۸ء یوں لکھتا ہے ۲۲ جنوری کو شاہ دولہ
شاہی نہج کے کیمپ میں سورج گرہن دیکھنے کے لئے عمدہ موقع تھا مطلع بالکل صاف تھا جب کسی
قدر گہن پڑا تو گرمی کم ہو گئی اور جب بالکل پڑ گیا تو نہایت سردی پیدا ہو گئی پورا سورج گہن پڑنے
سے پہلے کئی مرتبہ ستارہ زہرہ نظر آیا اور پورا گہن پڑنے کے بعد کئی مرتبہ مریخ اور عطارد نظر آئے
پرندوں پر سورج گہن کا بہت کچھ اثر پڑا خوب تیز بول رہے تھے دیکھو اخبار مذکور +

ایسا ہی الحامی مدراس وجریدہ روزگار مدراس نے بھی لکھا ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں الغرض یہ پیشگوئی مخبر صادق علیہ السلام کی کامل طور سے پوری ہوگئی +

۳۴- رمضان شریف میں دو دفعہ چاند گرہن

ایک یہ علامت ہے کہ رمضان شریف میں دو دفعہ چاند گرہن ہوگا چنانچہ حدیث ذیل اس کی مصدق ہے

عَنْ شَرِيكٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ قَبْلَ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ نُعَيْمٌ

نعیم نے شریک سے روایت کی ہے کہ فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ مہدی کے خروج سے پہلے ماہ رمضان میں دو دفعہ چاند گرہن ہوگا +

سو یہ نشان بھی پورا ہوا کیونکہ اول دفعہ خسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ ہجری میں ممالک شرقیہ میں ہوا اور پھر دوسرے سال اسی تاریخ ماہ رمضان ۱۳۱۲ ہجری کو ملک امریکہ میں ہوا + دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۴- اقتراب الساعہ صفحہ ۱۰۸ +

۳۵- اَنَّ الْحَقَّ فِي آلِ مُحَمَّدٍ

ایک یہ علامت ہے کہ آسمان سے ایک آواز آئیگی کہ آلِ محمد ہی حق پر ہیں اور اُس وقت مہدی کا ظہور ہوگا اور لوگ ہر جگہ اُنہی کا ذکر کیا کرینگے دیکھو حدیث ذیل:-

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنَّ الْحَقَّ فِي آلِ مُحَمَّدٍ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَظْهَرُ الْمَهْدِيُّ عَلَى أَفْوَاهِ النَّاسِ وَيُشْرَبُونَ حُبَّهُ وَلَا يَكُونُ لَهُمْ ذِكْرٌ غَيْرُهُ رَوَاهُ نُعَيْمٌ

نعیم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب آسمان سے ایک پکارنے والے کی آواز آئیگی کہ حق آل محمد میں ہے تو اس وقت عوام لوگوں میں مہدی کا ذکر ہوگا اور اُسی کی محبت دل میں بیٹھ جائیگی اور اس کے سوا اور کوئی ذکر نہ ہوگا۔ گویا پورا ظہور مہدی ہوگا + دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۰ و حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ ۳۴۵- و اقتراب الساعہ صفحہ ۱۰۸ +

اور اہل تشیع کی کتابوں میں اس کے متعلق یوں روایت ہے +

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ أَحْمَدَ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ

ہمارے پاس محمد بن حسن احمد بن ولید رضی اللہ

عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ
اَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ
سُوَيْدٍ عَنِ الْحَرْثِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ النَّضْرِيِّ
عَنْ مَيْمُوْنِ الْبَازِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَبِيْ جَعْفَرٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ فُسْطَاطٍ فَرَفَعَ جَانِبَ
الْفُسْطَاطِ فَقَالَ اِنَّ اَمْرَنَا قَدْ كَانَ اَبْيَنَ
مِنْ هٰذِهِ الشَّمْسِ ثُمَّ قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ
مِنَ السَّمَاءِ اَنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هُوَ الْاِمَامُ وَيُنَادِيْ
بِاِسْمِهٖ وَيُنَادِيْ اِبْلِيْسُ لَعْنَةُ اللّٰهِ مِنَ
الْاَرْضِ كَمَا نَادٰى بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ

عنہ نے اُس کے پاس حسین بن حسن بن ابان
نے اُس کے پاس حسین بن سعید نے اُس کے
پاس نضر بن سوید نے اُس کے پاس حرث بن
مغیرہ نضری نے اُس کے پاس میمون باز نے
بیان کیا کہ میں ابی جعفر علیہ السلام کے پاس فسطاط
میں تھا۔ اور انہوں نے فسطاط کی طرف کا سر اٹھایا
اور فرمایا کہ ہمارا امر اس سورج سے بھی زیادہ واضح
ہے پھر فرمایا کہ آسمان سے ایک منادی کی آواز
آئیگی کہ فلاں فلاں کا بیٹا ہی امام ہے اور اُسکا
نام لیکر پکاریگا اور زمین سے شیطان لعین اسی
طرح آواز دیگا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارے لَیْلَةُ الْعُقْبَہ میں آواز دیا تھا دیکھو اکمال الدین مطبوعہ ایران صفحہ ۳۶۰ +

ان احادیث میں اُس اشتہار کی طرف اشارہ ہے جو حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ السلام
نے بالہام ربانی براہین احمدیہ کے حصہ اول میں شائع کیا تھا جس کے بعد گھر گھر میں اُن کا ذکر
خیر ہوتا تھا اور دلوں میں کمال درجہ کی محبت پیدا ہو گئی تھی اگر کوئی یہ دھوکا کھائے کہ وہ اشتہار
تو زمین سے نکلا تھا نہ وہ آسمان کی منادی کا کیونکر آواز ہو سکتا ہے تو اُس کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ
ہمیشہ وسائط سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ کے وسائط فرشتہ وغیرہ ہیں اور فرشتہ کی ندا کو ضروری
نہیں کہ ہر شخص سُن سکے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اُسی کو وہ ندا سنائی دیتی ہے اور یہ سنت
اللہ کے برخلاف ہے کہ عالانیہ آسمان سے اس قسم کی آوازیں آئیں بحکم الٰہی فرشتے نے حضرت
مرزا صاحب کو وہ ندا جو آسمانی تھی سنادی کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار
بلند محکم تر افتاد جس پر وہ اشتہار شائع کیا گیا جس کے بعد لوگوں میں محبت بدرجہ کمال ہو گئی
اور گھر گھر اُن کا چرچا ہونے لگا۔ اور زمین سے شیطان کی آواز سے مراد اُس کفر نامہ سے ہے
جو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے تمام ہندوستان میں پھر کر کفر نامہ تیار کیا +

۳۶- اختلاف وفتنہ

ایک نشان یہ ہے کہ جب دنیا میں سخت اختلاف اور بڑا فتنہ ہوگا تو اُس وقت ایک آسمانی منادی پکاریگا کہ فلاں

شخص پیدا ہو گیا ہے اس کے پاس جاؤ۔ اس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ یَحْیٰی عَنْ اُمِّہٖ وَکَانَتْ خُذَیْمِیَّۃً قَالَتْ تَکُوْنُ فِتْنَۃٌ تَھْلِکُ النَّاسُ مُسْتَفِیْضُھُمْ اَمْرِھِمْ حَتّٰی یُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ عَلَیْکُمْ بِفُلَانٍ رَوَاہُ نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ

اسحق بن یحیی اپنی ماں سے جو قبیلہ خذیمہ سے تھی روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک فتنہ ہوگا جس سے مخلوقات ہلاک ہوگی یہ اختلاف عظیم کی طرف اشارہ ہے اور یہ صورت اُسوقت تک رہیگی کہ جب ایسا پکارنے والا کہیگا کہ فلاں شخص کو لازم پکڑو دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۰۹۔ یہ حدیث اُس اشتہار کی طرف اشارہ کرتی ہے جو صوفی احمد جان صاحب نے ایسے وقت میں جبکہ دنیا اختلاف میں ہلاک ہو رہی تھی ۱۸۸۵ء کے قریب قریب شائع کرکے عام لوگوں کو متوجہ کیا کہ فلاں شخص یعنے حضرت مرزا غلام احمد خدا تعالی کی طرف سے مامور ہوا ہے سب کو اُن کی تابعداری کرنی چاہیے دیکھو اشتہار صوفی صاحب مذکور ۔

۳۷۔ آسمان سے ہاتھ نمودار ہوگا

ایک علامت یہ ہے کہ آسمان سے ایک ہاتھ نکلیگا جبکہ لوگ اختلاف کے سبب سے فرقہ فرقہ ہو رہے ہونگے اس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ تَکُوْنُ فُرْقَۃٌ وَ اِخْتِلَافٌ حَتّٰی تَطْلُعَ کَفٌّ مِنَ السَّمَاءِ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنَّ اَمِیْرَکُمْ فُلَانٌ +

سعید بن مسیب کی روایت ہے کہ فرمایا کہ ایک زمانہ آئیگا کہ لوگوں میں تفریق اور اختلاف ہو جائیگا یہاں تک کہ آسمان سے ایک ہاتھ ظاہر ہوگا اور آسمان سے ایک منادی پکاریگا کہ فلاں شخص تمہارا امیر ہے۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۰۹ +

یہ اُس اشتہار کی طرف اشارہ ہے جو امام ہمام نے با الہام ربانی بدیں مضمون شائع کیا تھا کہ اللہ تعالی نے مجھے مامور کیا ہے کہ ہم لوگوں سے بیعت لیں پس جو اس زمانہ اختلاف میں ہمارے ہاتھ پر ہاتھ دیگا وہ تمام ابتلاؤں سے محفوظ ہو جائیگا۔ دیکھو اشتہار مورخہ مارچ ۱۸۸۹ء +

۳۸۔ اُمت یہود

ایک علامت یہ ہے کہ آخری زمانہ میں میری اُمت یہودیوں کے قدم بقدم ہو جائیگی جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے

خُذُوا النَّعْلَ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ +

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر بھی بعینہٖ وہی واقع ہوگا جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے برملا ماں سے زنا کیا ہے تو میری امت میں بھی ایسا کرینگے اور بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں منقسم ہو گئے تھے لیکن میری امت کے لوگ ۷۳ فرقے بن جائیں گے اور بجز ایک فرقہ کے باقی سب جہنم میں جا پڑینگے جب پوچھا گیا یا رسول اللہ ناجی فرقہ کونسا ہے تو فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو اس طریق پر چلینگے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ا صفحہ ۱۰۴۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ امت محمدیہ کمال درجہ کی مشابہت یہودیوں سے پیدا کریگی جب ایسا ہوگا تو اس امت میں سے ایک امام بھی آنا چاہئے جو مجازی طور سے مسیح ہو کیونکہ جب مجازی طور سے یہ امت مثیل بنی اسرائیل ٹھہری تو مجازی طور سے اس امت میں سے مثیل عیسیٰ بھی ہونا ضروری ہے اور یہ امر کسی پر مخفی نہیں کہ جس قدر افعال شنیعہ اور کردار قبیحہ بنی اسرائیل کے قرآن کریم یا توریت شریف میں بیان کئے گئے ہیں وہ سب اس وقت میں مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کو غور سے پڑھینگے تو وہ سب باتیں اہل اسلام کے افراد میں پائینگے جو سورۃ مذکورہ میں یہودیوں کی نسبت بیان کی گئی ہیں حتیٰ کہ علماء اسلام کی پوری مماثلت یہود یوں کے فقیہوں اور اہل اسلام کے پیروں اور مرشدوں کی مماثلت تامہ یہودیوں کے کاہنوں اور ربیوں سے پائیں گے اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو ہم ایک ایک بات الگ الگ مسلمانوں میں کھول کر دکھا دیتے +

اور دوسری روایت میں ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ سَلَکُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَکْتُمُوْہُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ

بخاری نے ابو سعید سے روایت کی ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان قوموں کے جو تم سے پہلے ہوئی ہیں ایسی ہو بہو نقلیں تامہ پیدا کر لو گے کہ اگر وہ لوگ سوسمار کے بل میں گھسے

وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ہیں تو تم بھی گھسو گے ہم نے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا یہود اور نصاریٰ سے موافقت ہوگی فرمایا اور کیا دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۴۵۶ +

اور علامہ عینی بھی اس کی شرح میں فرماتے ہیں +

وَھٰذَا الْبَابُ کِنَایَۃٌ عَنْ شِدَّۃِ الْمُوَافَقَۃِ لَھُمْ فِی الْمُخَالَفَاتِ وَالْمَعَاصِیْ لَا فِی الْکُفْرِ

یہ شدت موافقت کی وجہ سے ایک کنایہ ہے جو مخالفتوں اور معاصی کی صورت میں تم سے ظہور میں آئیگا اور کفر میں موافقت نہ ہوگی دیکھو عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۴۵۷ +

اس حدیث سے واضح ہے کہ اس امت محمدیہ میں آخری زمانہ میں یہودیت پھیل جائیگی چنانچہ ہم جب نظر غور سے بنی اسرائیل کے اُن تمام قصص کو پڑھتے ہیں جو سورۃ البقرہ یا دیگر سور قرآن کریم میں آئے ہیں تو ہم ایک قصہ بھی ایسا نہیں پاتے جس کا پورا پورا مصداق اس امت کے لوگ نہ ہوں اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم ایک ایک قصہ کو کامل طور سے چسپاں کرکے دکھا دیتے اگر خدا نے چاہا اور کبھی موقع ملا تو اس بارہ میں ایک الگ رسالہ لکھا جائیگا پس لازمی اور ضروری تھا کہ جب امت ہی کا ہم یہودی ہو جائیگی تو امت سے ہی ایک ایسا شخص پیدا ہونا چاہئے تھا جو مسیح کا نام حاصل کرکے امت کی اصلاح کرتا کیونکہ اصلی یہودیوں کی اصلاح کے لئے جب اصلی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے تو مجازی یہودیوں کے لئے مجازی عیسیٰ کا ہونا ضروری تھا ورنہ مشابہت کیونکر قرار پاتی +

ایک علامت یہ ہے کہ ایک زمانہ آئیگا کہ دولت مندوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائیگا خواہ کیسی ہی ذلیل قوم سے کیوں نہ ہوں اور غریب اور خدا کے پرستاروں کو حقارت کی نظر سے دیکھینگے اور قرآن کریم کی صرف انہی آیات پر عمل کرینگے جو اُن کی مرضی کے موافق ہونگی اور باقی کو متروک کر دینگے اور خدا پر اُن کو توکل نہ ہوگا بلکہ اپنی سعی کو رزق کا باعث تصور کرینگے اور جس امر میں کوشش کرنی چاہئے اُس میں تو کوشش نہیں کرینگے اور جس میں نہیں چاہئے اُس کے لئے بڑی جان توڑ کوشش کرینگے اس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے :

مَا بَالُ اَقْوَامٍ یُشَرِّفُوْنَ الْمُتْرَفِیْنَ وَیَسْتَخِفُّوْنَ بِالْعَابِدِیْنَ وَیَعْمَلُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ مَا وَافَقَ

طبرانی اور ابن مندہ نے عزائمہ شعبہ سے بیان کیا اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور حسین حکیم [illegible] الاصول میں

أَهْوَاءَهُمْ وَمَا خَالَفَ تَرَكُوهُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَيَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ يَسْعَوْنَ فِيمَا يُدْرَكُ بِغَيْرِ سَعْيٍ مِنَ الْقَدَرِ الْمَقْدُورِ وَالْأَجَلِ الْمَكْتُوبِ وَالرِّزْقِ الْمَقْسُومِ وَلَا يَسْعَوْنَ فِيمَا لَا يُدْرَكُ إِلَّا بِالسَّعْيِ مِنَ الْجَزَاءِ الْمَوْفُورِ وَالسَّعْيِ الْمَشْكُورِ وَالتِّجَارَةِ الَّتِي لَا تَبُورُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ مَنْدَهْ فِي غَرَائِبِ شُعْبَةَ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ وَالْحَسَنُ بْنُ حَلِيمِيٍّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَالْخَطِيبُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ

اور خطیب نے ابن مسعود سے روایت بیان کی ہے کہ اُن قوموں کا یہی حال ہوگا جو متمندوں کی عزت کرینگے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی تحقیر کرینگے اور جو بات اُن کی گری ہوئی خواہشوں کے مطابق قرآن میں ہوگی اُس پر توعمل کرینگے اور جو اُن کی خواہش کے مخالف ہوگی تو قرآن کو ترک کرینگے۔ اور اس وقت بعض حصہ کتاب پر ایمان لائینگے اور بعض حصہ پر کفر کرینگے اور جو خدا نے ان کے لئے بغیر سعی کے مقدر کر دیا ہے اُس سے بڑھکر سعی کرینگے اور اجل مکتوب اور رزق مقسوم کی ذرا پروا نہ کرینگے اور جو چیز بغیر سعی کے حاصل نہیں ہوسکتی اس میں کچھ بھی کوشش نہیں کریں گے خواہ اُس کوشش کا نتیجہ کیسا ہی بڑا بارآور اور مفید ہو اور خواہ وہ ایسی تجارت ہو جس میں خسارہ نہیں دیکھو کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۵۰ ؀

یہ تمام امور جو حدیث میں مذکور ہیں بخوبی مشاہدہ میں آرہے ہیں واقعی قرآن کریم کو متروک کر دیا گیا ہے بعض آیات کو جن سے اُن کی مطلب براری ہوتی ہے مان رہے ہیں اور جو آیات اُن کے مطلب کے برخلاف ہوتی ہیں اُن کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں اس زمانہ کے بعض علما کی یہی حالت ہورہی ہے مسیح موعود نے آیات قرآنی سے کھول کھول کر دکھا دیا کہ ہمارا دعویٰ ان آیات شریفہ پر مبنی ہے مگر وہ لوگ اُن آیات کی طرف نظر بھی اُٹھاکر نہیں دیکھتے اور سعی کا یہ حال ہے کہ جائز طریق کی روزی پر بھروسہ نہیں رکھتے بلکہ بہت سے گروہ مذہب کو کام میں لاتے اور پیٹ پالتے ہیں ؀

۴۰۔ اُس وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بالکل متروک ہوگا اور علماء اسلام یہود و نصاریٰ کے کاہنوں اور فریسیوں کی طرح ہوجائینگے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے :۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتٰى يُتْرَكُ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ إِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَا ظَهَرَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ

ابن عساکر اور ابن النجار حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک ہوگا

قَبْلَكُمْ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِذَا ظَهَرَ الْإِدْهَانُ فِي خِيَارِكُمْ وَالْفَاحِشَةُ فِي شِرَارِكُمْ وَتَحَوَّلَ الْمُلْكُ فِي صِغَارِكُمْ وَالْفِقْهُ فِي رُذَالِكُمْ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ النَّجَّارِ +

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں وہ باتیں ظاہر ہونگی جو تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ظاہر ہو چکی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کب ہوگا فرمایا کہ جب تم میں سے نیک آدمی دینی کاموں میں سستی کرنے لگ جائینگے اور شریروں میں بُرائی بڑھ جائیگی اور چھوٹی چھوٹی قوموں میں سلطنت چلی جائیگی اور علم فقہ رذیل آدمیوں میں آجائیگی۔ دیکھو کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ سو یہ امر بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ علماء کا امر بالمعروف کرنا تو درکنار خود طرح طرح کی گمراہی میں گرفتار ہیں اور عموماً رذیل لوگ ہیں اور برسرعدالت و حکومت اکثر چھوٹی قوموں کے لوگ ہیں +

- اُس زمانہ میں خطبہ پڑھنے والے اور وعظ کرنے والے بڑے کذاب اور بکواسی ہونگے اور لوگوں کے مال بڑی بے رحمی سے کھا ئینگے چنانچہ یہ امر حدیث ذیل سے واضح ہوتا ہے +

يَا صُهَيْبُ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ كَثِيْرًا أُمَرَاؤُهُ قَلِيْلٌ فُقَهَاؤُهُ كَذَّابٌ خُطَبَاؤُهُ مُرَاؤُوْنَ قُرَّاؤُهُ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي غَيْرِ الدِّيْنِ يَأْكُلُوْنَ الدُّنْيَا كَمَا يَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أُولٰئِكَ النَّارُ مَثْوًى لَهُمْ وَبِئْسَ لِلظَّالِمِيْنَ مَنْزِلًا رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ صُهَيْبٍ

دیلمی نے صہیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صہیب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اُس وقت امیر بکثرت ہونگے اور فقہا تھوڑے اور خطبہ پڑھنے والے بڑے جھوٹے دغا باز اور قاری ریاکار اور وہ دین کو چھوڑ کر اور اور باتوں میں تفقہ کرینگے اور دنیا کو اس طرح کھائینگے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے لیکن یاد رکھو کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کو ہمیشہ بُری ٹھکانا ملا کرتا ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۱۷ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ساری باتیں اس زمانہ میں پائی جاتی ہیں کن کن مکروں سے لوگوں کا مال کھایا جاتا ہے یہ امر زمانہ حال کے لوگوں پر مخفی نہیں لہذا زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں +

اُس زمانہ کے علماء رسمی لوگ ہونگے جو ایسی ایسی عبادتوں کے طریق نکال لینگے کہ جس سے وہ شرک میں مبتلا ہو جائینگے مگر وہ اُس کو شرک تصور نہیں کرینگے اور دجال اعور کے ساتھی ہونگے جس کی وضاحت حدیث ذیل سے ہوتی ہے :-

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ الزَّمَانُ يَكُوْنُ عَامَّتُهُمْ

اسماعیلی نے اپنے معجم میں اور دیلمی نے ابن مسعود

خطیب کذاب ہونگے

چھوٹی قوموں کے لوگ حاکم +

اس زمانہ کے علماء رسمی ہونگے

يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ وَيَجْتَهِدُوْنَ فِي الْعِبَادَةِ وَيَشْتَغِلُوْنَ بِاَهْلِ الْبِدَعِ يُشْرِكُوْنَ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ يَأْخُذُوْنَ عَلٰى قِرَاءَتِهِمْ وَعِلْمِهِمُ الرِّزْقَ يَاْكُلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ وَهُمْ اَتْبَاعُ الدَّجَّالِ الْاَعْوَرِ رَوَاهُ الْاِسْمَاعِيْلِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ +

سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا جبکہ عام لوگ قرآن پڑھینگے اور عبادت میں مجاہدہ کرینگے اور اہل بدعت کے ساتھ شغل رکھینگے اور اس طرح شرک میں مبتلا ہونگے کہ خود اُن کو شرک معلوم نہ ہوگا اور قرآن پڑھنا و علم کو بدلہ میں روپیہ لیا کرینگے اور دین کے بدلے دنیا کمائینگے اور یہی لوگ دجال اعور کے تابعدار ہونگے دیکھو کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۱۷ کیسی صریح پیشگوئی پوری ہوئی ہے یہی لوگ ہیں کہ مسیح کو آسمان پر زندہ ماننے میں ہمزبان اور مددگار ہیں

۴۳۔ رئیس جاہل ہو جائینگے

۴۳۔ آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم برآمد ہوگی کہ رئیس کہلائینگے اور وہ جاہل ہونگے مگر لوگوں میں فیصلے کرینگے جس سے اور بھی پیچیدگی ہوجایا کریگی اس کا ثبوت اس حدیث سے ہوتا ہے

يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ رُؤَسَاءُ جُهَّالًا يُفْتُوْنَ النَّاسَ فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ رَوَاهُ اَبُوْنُعَيْمٍ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

ابونعیم اور دیلمی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آخری زمانہ میں رئیس جاہل پیدا ہونگے کہ لوگوں کو فتوی دیا کرینگے جس سے وہ لوگوں کو بھی گمراہ کرینگے اور خود بھی مجہول میں ہونگے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ +

یہ امر بھی کیسا اظہر من الشمس ہے کہ آجکل کے اکثر رئیس ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ وہ کسی نہ کسی طرح سے دولت حاصل کرکے رئیس بنجاتے ہیں حالانکہ بالکل جاہل ہوتے ہیں اور عموماً لوگوں کے جھگڑے فیصل کیا کرتے ہیں جس سے لوگ اور بھی حق سے دور جا پڑتے ہیں

۴۴۔ علم قرآن اٹھ جائیگا

۴۴۔ اُس زمانہ میں علم قرآن دنیا سے اٹھ جائیگا باوجودیکہ قرآن کریم موجود ہوگا جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

يَا اَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْعِلْمِ قَبْلَ اَنْ يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَقَبْلَ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُرْفَعُ الْعِلْمُ وَهٰذَا الْقُرْاٰنُ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقَالَ اَيْ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى بَيْنَ اَظْهُرِهِمُ الْمَصَاحِفُ

احمد بن حنبل اور دارمی اور طبرانی اور ابوالشیخ اپنی تفسیر میں اور ابن مردویہ ابی امامہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو علم سیکھو قبل اس کے کہ علم [illegible] اٹھایا جائے [illegible] علم [illegible] کرو پوچھا

اَلَمْ یَکُنْ فِیْہِمُ التَّوْرَاۃُ وَالْاِنْجِیْلُ ... اَبْتَعَلَّقُوْنَ بِالْحَرْفِ مِمَّا جَاءَتْ بِہٖ اَنْبِیَاءُ ھُمْ اَلَا وَاِنَّ ذَھَابَ الْعِلْمِ اَنْ یَذْھَبَ حَمَلَتُہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَالطِّبْرَانِیُّ وَاَبُوالشَّیْخِ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ وَابْنُ مَرْدُوْیَہْ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ

کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علم کیونکر اُٹھہ جائیگا حالانکہ یہ قرآن شریف ہمارے درمیان موجود ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تیری ماں تجھے پیٹے کیا تو نہیں جانتا کہ یہودی اور نصرانی باوجودیکہ صحیفے اُن میں موجود ہیں لیکن پھربھی اُن کو اُس تعلیم سے ذرہ بھی تعلق نہیں ہے جو تعلیم اُن کے انبیار لائے تھے خبردار یاد رکھو کہ علم کے چلے جانے سے مراد یہ ہے کہ علم پر عمل کرنے والے نہیں رہینگے اس جملہ کو تین دفعہ فرمایا دیکھو کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۰۸ +

اِس زمانہ میں مدت سے یہ بات دیکھی جارہی ہے کہ اہل اسلام میں قرآنی تعلیم کا ذرہ بھر اثر نہیں معلوم ہوتا جو جی میں آتا ہو وہی کرتے ہیں حتیٰ کہ علما بھی عمل بالقرآن سے محض عاری ہیں

۷۴-اِس زمانہ میں مال حلال حرام میں تمیز نہیں ہوگی یعنے لوگ اس بات سے عار نہیں کرینگے کہ آیا یہ مال جائز طریق سے حاصل ہوا ہے یا ناجائز طریق سے - اسکی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے +

یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الرَّجُلُ مِنْ اَیْنَ اَصَابَ الْمَالَ مِنْ حَلَالٍ اَوْ حَرَامٍ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ +

امام نسائی حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرینگے کہ یہ مال کہاں سے آیا حلال سے یا حرام سے دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۰ +

یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں کہ آجکل طریق کمائی ایسے نکلے ہوئے ہیں کہ جن میں سراسر بے ایمانی اور دغا بازی ہے مثلاً رشوت ستانی یا ربا خوری یا جھوٹے اشتہاروں کے ذریعہ مال حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ +

۷۶ چار فتنوں کے بعد مسیح ہوگا

میری امت پر بڑے بڑے فتنے آئینگے اور آخری فتنہ وہ فتنہ ہوگا کہ جس سے لوگ کفر میں گرفتار ہو جائینگے اور کوئی اُن کا امام نہیں ہوگا اور نہ کوئی مستقل جماعت ہوگی اسکی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

تَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اَرْبَعُ فِتَنٍ یُصِیْبُ اُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِھَا

نعیم بن حماد کتاب الفتن میں حکم بن نافع سے روایت

زمنہ ثم تنادہ ذ ثمّ الاولیٰ یصیبہم منہ بلاء ثم
یَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ ھٰذِہٖ مُھْلِکَتِیْ ثُمَّ تَنْکَشِفُ
الثَّانِیَۃُ یَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ ھٰذِہٖ مُھْلِکَتِیْ
ثُمَّ تَنْکَشِفُ الثَّالِثَۃُ کُلَّمَا قِیْلَ اِنْقَطَعَتْ
تَمَادَتْ وَالْفِتْنَۃُ الرَّابِعَۃُ یَصِیْرُوْنَ فِیْھَا
اِلَی الْکُفْرِ اِذَا کَانَتِ الْاُمَّۃُ وَمَعَ ھٰذَا مَرَّۃً
وَمَعَ ھٰذَا مَرَّۃً وَمَعَ ھٰذَا مَرَّۃً بِلَا اِمَامٍ
وَجَمَاعَۃٍ ثُمَّ الْمَسِیْحُ ثُمَّ طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ
مَغْرِبِھَا وَدُوْنَ السَّاعَۃِ اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ
دَجَّالًا مِنْھُمْ مَنْ لَا یَتَّبِعُہٗ اِلَّا رَجُلٌ
وَاحِدٌ رَوَاہُ نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ فِی الْفِتَنِ
عَنِ الْحَکَمِ بْنِ نَافِعٍ بَلَاغًا ۔

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میری امت میں چار فتنے ہونگے اور یہ
فتنے آخری حصہ امت میں واقع ہونگے جو یکے بعد
دیگرے آئینگے جب پہلا فتنہ ظاہر ہوگا تو مومن کہیگا یہ فتنہ تو
مجھے ہلاک کر ڈالیگا پھر جب دوسرا فتنہ رونما ہوگا
تو مومن کہیگا اب یہ بھی میری ہلاکت ہے پھر
جب تیسرا فتنہ ظاہر ہوگا تو اس وقت لوگ
کہیں گے کہ اب اس کا خاتمہ ہوگیا مگر وہ ترقی پکڑیگا
اور لمبا ہو جائیگا اور چوتھا فتنہ ایسا ہوگا کہ لوگ
میں کفر تک نوبت پہنچ جائیگی اور اُس وقت امت کبھی
یہ کبھی وہ اور کبھی اور بات ہوگی بلا اپنے
امام اور بلا کسی جماعت کے ہوگی تو اس وقت
مسیح خروج کریگا پھر سورج مغرب سے طلوع ہوگا یعنے شریعت اسلامی جو بالکل متروک ہو چکی
ہوئی تھی مسیح کے آنے کے بعد زندہ ہو کر زندہ ہوگی
اور قیامت سے پہلے ۷۲ دجال ہونگے جن کی ایک ایک شخص کے سوا کوئی پیروی نہ کریگا
دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۹ +

یہ باتیں بھی واقع ہو چکیں اول مسلمانوں کے ہاتھ سے سلطنت کا چھن جانا اس کے بعد
دجال کا دنیا میں پھیل جانا اس کے بعد طاعون کا نمودار ہونا پھر قحط سالی کا زور پکڑنا اور لوگوں
کا بلا امام و جماعت ہونا کامل طور سے نظر آرہا ہے کوئی آدمی دوسرے کی عزت اور بزرگی کو تسلیم
نہیں کرتا بلکہ اپنے نفس کو مقدم جانتا ہے جن لوگوں نے بظاہر امام بنا رکھے ہیں وہ فی الحقیقت
اُن کو امام نہیں مانتے کیونکہ جب اپنے مزاج کے خلاف بات پاتے ہیں تو فوراً گنارہ کش ہو جاتے
اور اُس کی بات کو عملی طور سے رد کر دیتے ہیں اور پھر ان فتنوں کے بعد مسیح کا ظہور ہوا۔

۴۷۔ اسلام دنیا میں برائے نام ہوگا ہر ایک شعار اسلام بطور رسم ادا ہوگا حتّٰے کہ
علماء بد ترین خلائق ہونگے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے بخوبی ہوتی ہے +

سَیَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ

حاکم نے تاریخ میں ابن عساکر نے اور دیلمی نے

الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ وَلَا مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ يَتَسَمَّوْنَ بِهٖ وَهُمْ اَبْعَدُ النَّاسِ مِنْهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى فُقَهَاءُ ذٰلِكَ الزَّمَانِ شَرُّ فُقَهَاءٍ تَحْتَ ظِلِّ السَّمَآءِ مِنْهُمْ خَرَجَتِ الْفِتْنَةُ وَاِلَيْهِمْ تَعُوْدُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِيْ تَارِيْخِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ مُعَاذٍ

معاذ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ قرآن میں سے سوائے رسم کے اور اسلام سے بجز نام کے کچھ نہ رہیگا اور اسی سے بطور نام نہاد تعلق ظاہر کرینگے حالانکہ وہ لوگ اسلام سے نہایت ہی دور جا پڑے ہونگے مسجدیں تو ان کی بھر جایا کرینگی مگر وہ فی الحقیقت ہدایت کے نہ ہونے سے خراب ہونگی اس زمانہ کے فقہا آسمان کے سایہ کے نیچے سب سے شریر ہونگے انہی سے فتنے پیدا کرینگے اور انہی کی طرف عود کرینگے دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴ +

یہ امر بھی کسی پر مخفی نہیں آجکل اسلام کی صورت ایسی بگاڑ دی گئی ہے کہ اسکو اسلام کہہ ہی نہیں سکتے صرف نام ہی نام ہے ورنہ ایک بات بھی اسلام کی اس وقت پائی نہیں جاتی اور جن شعار اسلام کا کہیں نام و نشان ہے بھی تو صرف رسم و رواج کے طور پر ہے ورنہ اس کی اصل حقیقت سے کچھ بھی دلچسپی نہیں دیکھی جاتی اور ان کو صرف اسواسطے نہیں مانا جاتا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ اسواسطے کرتے ہیں کہ ہمارے آبا و اجداد ایسا کرتے چلے آئے ہیں کوئی عظمت اسلامی شعار کی نہیں ہے سب سے بڑا شعار نماز تھی اول تو کوئی پڑھتا ہی نہیں ہزار میں سے بالا وسط ایک پڑھتا ہوگا اور ان پڑھنے والوں کی یہ حالت ہے کہ نہایت بے پرواہی سے پڑھتے اور ارکان نماز کو نہایت بداسلوبی سے ادا کرتے ہیں اور ایسی پھرتی سے کہ گویا ایک مصیبت ہے جس کو وہ بمصد مجبوری گلے سے اتارنا چاہتے ہیں یہ تو حال ہے ان کا جو دیندار کہلاتے ہیں آجکل تعلیم یافتہ لوگ شعار اسلام کو زمانہ جہالت کا نشان قرار دیتے یا وحشیوں کے غیر مہذبانہ حرکات تصور کرتے ہیں رہے عامی وہ تو جانتے ہی نہیں کہ اسلام کس چیز کا نام ہے حتیٰ کہ کلمہ اسلام سے مطلق ناآشنا ہیں جب اہل اسلام کی یہ حالت ہو تو پھر اور کونسا وقت ہوگا کہ مسیح آئیگا کیا اس سے بڑھکر کوئی گمان کر سکتا ہے کہ اسلام والوں کی اور بھی بدحالت ہو سکتی ہے اگر مسیح اسوقت نہ آتا تو پھر اس کے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی

۴۸ - اس زمانہ میں لوگ دنیا کی باتیں مسجدوں میں کیا کرینگے اور خدا کے ذکر کی ذرا بھی پرواہ

ذکر ہینگے سواس امر کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ حَدِيثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ رَوَاهُ الْحُسَيْنُ الْحَلِيمِيُّ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا +

حسین حلیمی نے حضرت حسن سے مرسلاً روایت کی ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں کیا کرینگے تم اُن کے سامنے مت بیٹھنا اور اللہ کو بھی اُن کی حاجت نہیں

دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۶ +

اِس حدیث کا مصداق بھی کامل طور پر مشاہدہ ہو رہا ہے عموماً مسلمان ذکر سے ایسے متنفر ہیں کہ ذکر اللہ کا ذرہ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ جب دو چار جمع ہوئے تو دنیا کی باتوں میں مصروف ہوئے حتٰے کہ باہم جنگ وجدال تک نوبت پہنچ جاتی ہے +

۴۵- اُس زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جن کی ہمت سراسر پیٹ پالنے کی طرف ہوگی اور وہ اس کو شرف سمجھتے ہونگے کہ اُن کے ہاں بہت مال ومتاع ہو اور اُنکا قبلہ اُن کی عورتیں ہونگی اور اُنکا دین صرف روپیہ ہوگا اِس کی تصدیق پورے طور سے حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ هِمَّتُهُمْ بُطُونُهُمْ وَشَرَفُهُمْ مَتَاعُهُمْ قِبْلَتُهُمْ نِسَاءُهُمْ وَدِينُهُمْ دَرَاهِمُهُمْ وَدَنَانِيرُهُمْ أُولٰئِكَ شَرُّ الْخَلْقِ لَا خَلَاقَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ +

دیلمی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جبکہ اُن کی ہمت اُن کی شکم پروری اور اُن کا شرف اُن کے مال واسباب اور اُن کا قبلہ اُن کی عورتیں اور اُن کا دین اُن کے درہم ودنانیر ہونگے یہ لوگ بدترین خلائق ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کا کوئی قدر نہیں ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۶ +

یہ بات بھی کیسی صاف نظر آرہی ہے آجکل شریف وہی کہلاتا ہے جس کے پاس بہت دولت اور اسباب ہو اور عموماً لوگ پیٹ کی فکر میں لگے ہوئے ہیں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کو آیت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا پر ایمان ہو اور یہ بات بھی ایسی عام ہے کہ لوگ عورتوں کے شیدا ہو رہے ہیں ہر وقت خوبصورت عورتوں کی تلاش لگی ہوئی ہے ورنہ فسق وفجور سے تو بہت ہی کم لوگ ہونگے جو بچے ہوئے ہوں اور یہ امر بھی بالکل سچ ہے

کہ لوگوں کو کہیں سے روپیہ پیسہ مل جائے بس اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں خواہ دین ہاتھ سے جائے +

۵۰ جب مسیح آئیگا تو تمام مذاہب مغلوب ہوجائینگے کہ میری اُمت کے بعض لوگ مخالفانِ اسلام سے مقابلہ کرتے رہینگے اور وہ غالب بھی ہوتے رہینگے مگر آخری زمانہ یعنے مسیح کی جماعت کے لوگ تو بڑے ہی غالب ہونگے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰى یُقَاتِلَ اٰخِرُهُمُ الدَّجَّالَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالْحَاكِمُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ

احمد بن حنبل اور ابوداؤد اور حاکم نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ مخالفوں پر غالب آتا رہیگا یہانتک کہ آخری زمانہ میں ایک شخص مسیح موعود دجال پر بعد مقابلہ غالب آئیگا ۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۲ +

۵۱ اُس زمانہ میں مسجدیں اور پڑھنے والے تو بہت ہونگے مگر عالم علم دین کم ہونگے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

یَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عُلَمَاءُهَا فِتْنَةٌ وَحُكَمَاءُهَا فِتْنَةٌ تَكْثُرُ الْمَسَاجِدُ وَالْقُرَّاءُ لَا یَجِدُوْنَ عَالِمًا اِلَّا الرَّجُلَ بَعْدَ الرَّجُلِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ بِشْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ +

ابونعیم نے بشر سے اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا جبکہ ان کے علماء اور حکما فتنہ ہونگے مسجدیں اور قاری بکثرت ہونگے مگر ایک عالم دین بھی اُن کو نہیں ملیگا صرف عامی لوگ ہونگے دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۴۲ +

اہل دنیا پر یہ بات بھی مخفی نہیں کہ مسجدیں اس کثرت سے شہروں میں موجود ہیں کہ جن کی انتہا نہیں اور حافظ قرآن اور لکھے پڑھے بیشمار آدمی دنیا میں ہیں مگر عالم ربانی بہت کم نظر آتے ہیں پھر کونسی وجہ ہے کہ مسیح نہ آتا +

۵۲ اُس زمانہ میں مومن لوگوں سے اس طرح چھپا پھریگا جس طرح آجکل منافق صحابہ کی جماعت سے چھپا پھرتا ہے ۔ اس کی وضاحت حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

یَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ یَسْتَخْفِی الْمُؤْمِنُ

ابن سنی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ

فِیْهِمْ كَمَا يَسْتَخْفِى الْمُنَافِقُ فِيْكُمُ الْيَوْمَ رَوَاهُ ابْنُ السُّنِّيِّ عَنْ جَابِرٍ

رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ مومن لوگوں میں اس طرح چھپا پھریگا جس طرح منافق آجکل تم میں چھپتا پھرتا ہے دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۲

یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ آجکل حضرت مسیح کی جماعت اس قدر کمزور ہے کہ لوگوں کے شر سے پناہ ڈھونڈتی پھرتی ہے بدمعاش سے بدمعاش لوگ بھی اُن کو گالیاں دیتے اور اُن کی عزت اور جان و مال پر حملہ کرتے ہیں مگر وہ اس میں بھلائی سمجھتے ہیں کہ خاموش ہو کر چلے جائیں اور کچھ جواب نہ دیں

۵۴۔ تقارب زمان

ایک یہ علامت بتلائی گئی ہے کہ اُس وقت تقارب زمان ہوگا یعنے ایسے ایسے سامان آسایش پیدا ہو جائینگے کہ ہر ایک چیز بہت جلدی میسر ہو سکیگی جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَتَكُوْنُ الشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالْحَتْرَاقِ السَّعْفَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَنُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

احمد بن حنبل نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت قایم نہ ہوگی جب تک زمانہ میں تقارب نہ ہو جائے یعنے یہ کہ ایک سال ایک ماہ کے برابر اور ماہ ایک ہفتہ کے برابر اور ہفتہ ایک دن کے برابر اور ایک دن ایک گھنٹہ کے برابر اور گھنٹہ اتنے وقت کے برابر ہوگا جتنا کہ ایک کھجور کی ٹہنی کے جلنے میں وقت لگتا ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۰

اس امر سے بھی ہر ایک شخص واقف ہے کہ جب سے سٹیم یعنے بھاپ اور الیکٹرسٹی یعنے بجلی وغیرہ سے کام لینے لگے ہیں جب سے اس قدر آسانی ہو گئی ہے کہ جو چیز سال میں میسر ہو سکتی تھی وہ اب مہینے میں اور جو چیز مہینے میں میسر ہو سکتی تھی وہ اب ہفتہ میں اور جو چیز ہفتہ میں میسر ہو سکتی تھی وہ اب دن میں اور جو دن میں حاصل ہو سکتی تھی وہ گھنٹہ میں حاصل ہوتی ہے ہمیں اس بارہ میں زیادہ دُور جانے کی ضرورت نہیں ریل کے سفر کو ہی دیکھو یا طرح طرح کی کلوں

کو دیکھو تو آپ کو تقارب زمانہ کا پورا حال منکشف ہو جائیگا اور اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ انتظام قدرت میں فرق آجائیگا کیونکہ آیۃ وَلَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ اس کی شاہد ناطق ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تقارب زمان کی یہ تاویل دور از قیاس ہے تو ہم ایک امام جلیل القدر و محدث بے بدل کے معنے لکھ دیتے جو اُنھوں نے تقارب زمان کے کئے ہیں اور وہ یہ ہیں +

وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ حَتَّى يَكُوْنَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَهُوَ كَالْجُمُعَةِ وَهِيَ كَالْيَوْمِ وَهُوَ كَالسَّاعَةِ وَهُوَ مِنِ اسْتِلْذَاذِ الْعَيْشِ كَأَنَّهُ +

اور خطابی نے کہا ہے کہ زمانہ متقارب ہوگا یہانتک کہ سال مہینے کی مانند ہوگا اور مہینا جمعہ کی مانند اور جمعہ ایک دن کے برابر اور دن مثل ساعت کے اور ساعت گویا اتنی ہوگی جتنی عیش کی لذت ہوتی ہے۔ دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۶ +

۵۴۔ تحریر کا زور ہوگا

اس زمانہ میں قلم یعنے تحریر کا بڑا زور ہوگا جس کی تائید حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

أَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيْمُ الْخَاصَّةِ وَفُشُوُّ التِّجَارَةِ حَتَّى تُعِيْنَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ وَقَطْعُ الْأَرْحَامِ وَظُهُوْرُ شَهَادَةِ الزُّوْرِ وَكِتْمَانُ شَهَادَةِ الْحَقِّ وَظُهُوْرُ الْقَلَمِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ +

احمد اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے خاص خاص لوگوں کو سلام کرنا اور کثرت تجارت ہوگی یہاں تک کہ عورت اپنے خاوند کو تجارت میں مدد دیا کریگی اور قطع رحمی اور جھوٹی شہادت دینا اور سچی شہادت کا اخفا اور قلم کا زور ہوگا دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۰ +

اس حدیث کی بھی کیسی صداقت ہو رہی ہے کہ آجکل جس قدر قلم یعنے تحریر کا زور ہے زمانہ سابق میں اسکی نظیر نہیں ملتی اس کثرت سے چھاپہ خانہ دنیا میں پیدا ہو گئے ہیں کہ جن کا شمار مشکل ہو گیا ہے ہر روز لاکھوں من کاغذ طبع ہو کر شائع ہوتا ہے کتابوں کو دیکھو رسالوں کو پڑھو اخبار

پر غور کرو اشتہاروں پر نگاہ کرو ہر روز دنیا کے مختلف کونوں سے اس کثرت کے ساتھ شائع ہوتے ہیں کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو کوہ ہمالیہ سے کم بلندی میں نہ رہیں +

۵۵- ایک علامت یہ ہے کہ اس زمانہ میں تجارت و سفر کی نوبت یہاں تک پہنچ جائیگی کہ لوگ تمام دنیا کے کناروں تک پھر کر آجایا کرینگے اس کی تائید اس حدیث سے بخوبی ہوتی ہے

اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ تَسْلِیْمُ الْخَاصَّۃِ وَفُشُوُّ التِّجَارَۃِ حَتّٰی تُعِیْنَ الْمَرْأَۃُ زَوْجَھَا عَلَی التِّجَارَۃِ وَحَتّٰی یَخْرُجَ الرَّجُلُ بِمَالِہٖ اِلٰی اَطْرَافِ الْاَرْضِ فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ لَمْ اَرْبَحْ شَیْئًا رَوَاہُ الْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ	حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے خواص کو سلام کرینگے اور تجارت یہاں تک پھیل جائیگی کہ عورت اپنے خاوند کی تجارت میں مددگار ہوگی اور آدمی اپنا مال لیکر زمین کے

اطراف میں نکلیگا اور پھر واپس آنکر کہے گا کہ مجھے کچھ منافع نہیں ہوا دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۰ +

آجکل تجارت کا اس قدر زور ہے کہ کثیر التعداد آدمی اپنے گھروں سے نکل کر ایک طرف تو چین اور جاپان میں اور دوسری طرف یوروپ اور امریکہ میں ادھر روس کے ملک میں ادھر آسٹریلیا میں جاتے ہیں اور سالہا سال ان ممالک میں بسر کرتے ہیں اور بکثرت عورتیں اپنے خاوندوں کی تجارت میں شریک ہوتی ہیں جن کو شک ہو وہ بڑے بڑے شہروں میں خاص کر بندرگاہوں میں جاکر دیکھ لیں

۵۶- نصاریٰ لوگ دنیا میں بکثرت ہو جائینگے

ایک بڑی علامت یہ ہے کہ اس زمانہ میں حکومت نصاریٰ ہوگی اس کی تائید حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

تَقُوْمُ السَّاعَۃُ وَالرُّوْمُ اَکْثَرُ النَّاسِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ	احمد اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ جب قیامت قایم ہوگی تو نصاریٰ سب سے زیادہ ہونگے

دیکھو مسک العارف صفحہ ۵ +

اس کی وضاحت حجج الکرامہ میں یوں لکھی ہے کہ از انجملہ کثرت حکومت نصاریٰ است و مسلم از مستورد روایت کردہ کہ فرمود رسول خدا صلعم برپا شود قیامت و باشند روم بیشتر از ہمہ کس مراد بروم در ینجا نصرانیانند کہ قریب زمانہ قیامت بسیار شوند و حاکم اکثر روئے زمین گردند و مصداق

این خبر از مدتِ یک صد سال بلکہ زیادہ در عالم موجود و مشہود است دیکھو حجج کرامہ +

اور رسالہ حشریہ میں لکھا ہے چوں علاماتِ حاصل شود قوم نصاریٰ غلبہ کنند و بر ملکہائے بسیار تصرف شوند جب یہ علامتیں پیدا ہو جائینگی نصاریٰ کی قوم بہت سے ملکوں پر غالب ہو جائیگی۔ اب ناظرین پر مخفی نہیں کہ بہت سی علاماتِ ظہورِ مسیح و مہدی ظاہر ہو چکی ہیں اور اقوام نصاریٰ بھی ممالک دنیا پر متصرف ہو چکی ہیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ مسیح دنیا میں نہ آتا۔ پس وہ آ گئے۔ مبارک وہ جنہوں نے انکو تسلیم کر لیا +

۵۷- دجال کل دنیا پر محیط ہو جائیگا

ایک علامت یہ بھی ہے کہ دجال سوائے مکہ اور مدینہ کے کل دنیا پر محیط ہو جائیگا جس کی تائید حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَاهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَيْسَ مِنْ نَقَابِهَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهَا الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا الْحَدِيْثَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کوئی شہر ایسا نہیں رہیگا جس پر دجال کا گذر نہ ہوگا بجز مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے جن کے دروازوں میں کوئی ایسا دروازہ نہیں ہوگا کہ جس پر فرشتہ حفاظت کے لئے صفیں باندھ کر نہ کھڑے ہونگے دیکھو بخاری مطبوعہ ہند صفحہ ۲۵۳ +

اب اس حدیث کی صداقت میں کون شک کر سکتا ہے سب کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں تمام روئے زمین پر دجالوں کا گذر ہو چکا ہے ایک شہر بھی نہیں جو ان کے پاؤں کے نشانوں سے باہر ہو صرف مکہ اور مدینہ ہی اس وقت تک بچے ہوئے ہیں +

۵۸- حج کا بند ہو جانا

ایک علامت یہ ہے کہ اس زمانہ میں حج بیت اللہ بند ہو جائیگا جس کی تصدیق حدیثِ ذیل سے ہوتی ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ +

ابو یعلیٰ اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب تک حج بند نہ ہو قیامت قائم نہیں ہوگی

دیکھو منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳ ۔ چنانچہ فخر المحدثین مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے بھی لکھا ہے کہ یہ علامت پوری ہوگئی۔ دیکھو مسک العارف صفحہ ۴۴ +

یہ امر تو کسی پر مخفی نہیں رہا۔ کہ بوجہ طاعون تمام ممالک یوروپ و ایشیا و افریقہ سے حج کی ممانعت شاہان وقت کیطرف سے ہوگئی تھی اور چند سال تک غیر ممالک کے لیئے حج دشوار ہوگئی تھی +

۵۹۔ وبا طاعون کا ہونا

ایک بڑی بھاری علامت یہ ہے کہ اُس زمانہ میں وبا طاعون بکثرت پھیل جائیگی۔ اسکی تائید مہدی نامہ مصنفہ قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علی خان سے جسکا ترجمہ مولوی غوث محی الدین صاحب نے اُردو زبان میں کر کے ماہ ربیع الاول ۱۳۰۱ہجری میں طبع کرا کر شائع کیا ہے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے اور وبا طاعون اکثر نمودار ہوگی دیکھو مہدی نامہ مطبوعہ مطبع مظہر العجائب مدراس صفحہ ۴۔ نیز امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ مہدی ظاہر نہ ہونگے جب تک لوگوں میں خوف شدید نہ ہو طاعون نہ ہو۔ الحدیث دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۴۹ +

اکمال الدین کتاب میں یہ روایت درباره طاعون آئی ہے +

وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ الْكَاهِلِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا بَنٰى بَنُو الْعَبَّاسِ مَدِيْنَةً عَلٰى شَاطِئِ الْفُرَاتِ كَانَ بَقَاؤُهُمْ بَعْدَهَا سَنَةً وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ قُدَّامَ الْقَائِمِ مَوْتَانِ مَوْتٌ اَحْمَرُ وَمَوْتٌ اَبْيَضُ حَتّٰى يَذْهَبَ مِنْ كُلِّ سَبْعَةٍ خَمْسَةٌ فَالْمَوْتُ الْاَحْمَرُ السَّيْفُ

اور اِن اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے روایت ہے کہ اسکے پاس نضر بن سوید نے اُس کے پاس یحیی حلبی نے اسکے پاس معمر بن یحیی نے اُس کے پاس ابو خالد کاہلی نے اُس کے پاس علی بن حسین علیہ السلام نے بیان کیا کہ جب بنو عباس دریائے فرات کے کنارے پر ایک شہر آباد کرینگے تو اُس کے ایک سال بعد اُن کا بقا ہوگا اور اسی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے روایت ہے کہ اُس کے پاس صفوان بن یحیی نے اُس کے پاس عبد الرحمن بن حجاج نے اُس کے پاس سلیمان بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے ابا عبد اللہ

وَالْمَوْتُ الْاَبْیَضُ الطَّاعُوْنُ ۔ | علیہ السلام سے یہ کہتے سنا کہ امام قایم کے آنے پر

دو موتیں ایک سرخ موت اور دوسری سفید موت واقع ہونگی۔ یہانتک کہ ہر سات نفوس سے پانچ آدمی ہلاک ہوجا ئینگے۔ اور موت سرخ تلوار ہے اور موت سفید طاعون ہے۔ دیکھو کمال الدین صفحہ ۳۶۹ اور قرآن کریم سے بھی اسکی پوری تصدیق ہوتی ہے ۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ | کوئی گانوں نہیں جسکو ہم قیامت سے پہلے (مسیح موعود کے زمانہ میں) ہلاک نہ کردیں یا عذاب شدید سے معذّب نہ کریں اور یہ پہلے ہی کتاب سماوی

میں لکھا ہوا ملتا ہے دیکھو قرآن کریم سورہ بنی اسرائیل رکوع ۵ ۔

ایسا ہی انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کے نزول ثانی کے وقت وبا طاعون یعنے مری پڑیگی۔ چنانچہ انجیل متی میں مسیح کی واپسی کی نسبت لکھا ہے۔ "اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اُس کے شاگردوں نے خلوت میں اُس کے پاس آکے کہا ہم سے کہو کہ یہ کب ہوگا۔ اور تیرے آنے کا اور زمانہ کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے۔ تب یسوع نے جواب میں اُن سے کہا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آئینگے اور کہینگے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کرینگے اور تم لڑائیوں اور لڑائیوں کی افواہوں کی خبر سنوگے۔ خبردار مت گھبراؤ۔ کیونکہ اُن سب باتوں کا ہونا ضرور ہے۔ پر ابتک آخر نہیں ہے۔ کہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے دیکھو انجیل متی باب ۲۴ ورس ۳ لغایت ۷ ۔

اور مکاشفات باب ۱۶ ورس ۲ میں لکھا ہے۔ "چنانچہ پہلا چلا گیا اور اپنا پیالہ زمین پر انڈیلا تب اُن لوگوں میں جن پر اُس درندہ جانور کا نام تھا اور اُن میں جو اُس کی مورت کی پوجا کرتے تھے بُرا اور زبون پھوڑا پیدا ہوا ۔ دیکھو مکاشفات ۔

یسعیاہ باب ۱۳ ورس ۹ میں ہے " دیکھو خداوند کا وہ دن آتا ہے جو غفلت میں اور قہر شدید میں سخت درشت ہے تاکہ ملک کو ویران کرے اور گنہگاروں کو اُس پر سے نیست و نابود کرے

قرآن کریم و توریت اور انجیل اور مکاشفات سے صاف ظاہر ہے کہ آخری زمانہ میں مری پڑیگی و با طاعون آئیگی اور وہ وبا طاعون پھوڑے کی شکل میں نمودار ہوگی اور مخلوقات نیست و نابود کیجاویگی اور یہ علامات مسیح کے ظہور کی ایک علامت ہے ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح و مہدی کے زمانہ میں طاعون کی خبر دی گئی تھی اور ہمیشہ خدا کے مرسلوں کی تکذیب اور سخت فسق و فجور کے ارتکاب پر کوئی عذاب نازل ہوتا ہے خاصکر طاعون۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے زمانہ میں بھی طاعون شدید نازل ہوا تھا جیسا کہ ذیل کے بیان سے واضح ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں طاعون

اس امر کی تائید کہ بفحوائے آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا یعنی عذاب نہیں آتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی اتمام حجت نہ کرے امر واقعہ کی تصدیق ذیل کے بیان سے ہوتی ہے کہ جب گیارھویں صدی کے سر پر امام ربانی مجدد الف ثانی ہندوستان میں مجددیت کی خلعت پہنکر خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لئے مامور ہوئے اور انہوں نے ہر پہلو سے تبلیغ کا حق ادا کر دیا تو لوگوں کے انکار و عدم توجہی پر خدا کا غضب بھڑکا اور ہر حصہ ملک ہندوستان میں ایسے وبار طاعون مسلط کر دی چنانچہ تاریخ ہندوستان مصنفہ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ کے جلد ششم میں جو کارنامہ جہانگیری کے نام سے موسوم ہے لکھا ہے +

اس سال یعنے ۱۰۲۵ھ ہجری میں بلکہ اس سے پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام میں وبائے عظیم پھیلی۔ پرگنات پنجاب سے اس کا ظہور ہوا۔ رفتہ رفتہ شہر لاہور میں سرایت کی۔ اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف ہوئے۔ پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دوآب میں دہلی اور اس کے اطراف تک پہنچی۔ بہت سے دیہات اور قریات کو اس نے معدوم کیا۔ ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا۔ وہ سوراخ سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مر جاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑکر جنگل و صحرا میں چلے جاتے تو اُن کی جان سلامت رہتی اور نہیں تو تھوڑے عرصہ میں تمام آدمی اُس دیہ کے صحرائے عدم میں چلے جاتے۔ اگر کوئی ہمت یا اُس کے مال کو ہاتھ لگاتا تو جان بر نہ ہوتا۔ اس وبا کا اثر ہنوز زیادہ تھا۔ لاہور کے گھر وں میں دس دس بیس بیس آدمی مر جاتے۔ اُن کی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ چھوڑ دیتے گھر

کے گھر مینوں سے بھرے پڑے مقفل رہتے۔ جان کے خوف سے کوئی اُن کے گرد نہ جاتا کفن دفن کی فرصت نہ تھی۔ مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا۔ پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی۔ کاشمیر میں اس وبا کی شدتِ عظیم ہوئی۔ یہانتک نوبت آئی کہ ایک عزیز مر گیا اُس کو ایک درویش نے گھاس پر غسل دیا تھا۔ دوسرے روز درویش مر گیا جس گھاس پر غسل دیا تھا اُس کو جس گائے نے کھایا وہ مر گئی۔ اور جن کتوں نے اُس گائے کا گوشت کھایا وہ وہیں ڈھیر رہے۔ غرض ہندوستان کا کوئی ملک اِس وبا سے خالی نہیں رہا۔ جہانگیر اپنی توزک میں لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیوں کی زبانی اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں اپنا رُخ نہیں دکھایا۔ اس کا سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی و کمی بارش کے سبب سے ہوا میں عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا۔ بعض نے اور اور امور پر حوالہ کیا۔ وَالعِلمُ عِندَ اللهِ تقدیر الٰہی پر گردن رکھنی چاہیے مگر افسوس کہ کسی کو اس طرف خیال نہ گیا کہ خدا نے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا کوئی خدا کا فرستادہ ہے اُسکو تلاش کرنا چاہیے دیکھو تاریخ مذکور جلد ۶ صفحہ ۹۷-۹۸ مطبوعہ مطبع شمس المطابع دہلی

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ پر لکھا ہے:۔

وقائع نویسوں کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ میں مرض طاعون شائع ہے چنانچہ ہر روز سو آدمیوں سے کچھ کم و بیش یوں مرجاتے ہیں کہ اُن کی بغل کے نیچے یا کش ران میں یا نہ گلو میں دانہ نکلتا ہے۔ اس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان میں اسکا طغیان ہوتا ہے اور تابستان کے شروع میں معدوم ہو جاتی ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال میں کل قصبات و قریات نواحی آگرہ میں اس وبا نے سرایت کی ہے مگر فتحپور میں اصلاً اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔ فتحپور سے امان آباد ڈھائی کوس ہے۔ وہاں کے آدمیوں نے اس وبا کے خوف سے ترکِ وطن کیا ہے اور اور مواضع میں چلے گئے ہیں ناگزیر حزم و احتیاط کی مراعات کو ضروریات سے سمجھ کر مقرر ہوا کہ اس ساعتِ مسعود میں مبارکی اور فرخی کے ساتھ فتحپور میں نزول ہو۔ اور بعد از تخفیف بیماری دار الخلافہ میں نیک ساعت میں داخل ہو آصف خان کی بیٹی جو عبد اللہ خان پسرِ خانِ اعظم کی اہل خانہ ہے وہ ایک نقل عجیب و غریب بیان کرتی ہے

جو بالکل سچ ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ایک دن صحن خانہ میں ایک چوہا نظر آیا کہ افتان وخیزان بطور مستان
ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تھا کہ کہاں جاتا ہوں۔ میں نے ایک لونڈی سے کہکر اُس کی
دُم پکڑوائے بلی کے آگے ڈلوایا۔ بلی نے شوق سے جاکر چوہے کو منہہ میں لیا اور فی الفور اُسے
چھوڑکر بھاگی اور مرنے کے قریب ہوگئی۔ تریاقِ فاروق دینے کے لیئے جو اُس کا منہہ کھولا
تو اُس کے تالو اور زبان دونوں سیاہ نظر آئے۔ تین روز تک اُس کا حال تباہ رہا۔ چوتھے
روز وہ ہوش میں آئی۔ پھر اُس لونڈی کے دانہ طاعون ظاہر ہوا۔ اور سوزش اور درد کی
شدت سے ایک دم آرام نہ لیتی تھی۔ رنگ اُس کا متغیر ہوگیا زردی سے سیاہی کی طرف
مائل ہوا۔ اور تپ محرق ہوئی۔ دوسرے روز مر گئی۔ اور اس روش سے سات آٹھ آدمی
وہاں ضائع ہوئے اور کئی ایک بیمار ہوئے۔ اُس گھر سے جدا ہوکر باغ میں گئے۔ جو بیمار تھے
وہ یہاں مر گئے۔ پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا۔ محض آٹھ نو روز میں سترہ آدمی راہِ عدم کے مسافر
ہوئے۔ جن کے دانہ نکلا ہوا ہوتا۔ اگر اُسکو کوئی پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اُس
میں یہ بیماری اثر کرتی۔ آخر کو توہم انتہا کو پہنچا کہ کوئی شخص اُس کے گرد نہ پھرتا۔

سو کون نہیں جانتا کہ مرض طاعون چند سال سے کس زور شور کے ساتھ دنیا میں پھیلی
ہوئی ہے بالخصوص ہندوستان میں جہاں مہدی موعود موجود ہیں اور قریب ایک کروڑ آدمی کے
اس وقت تک ہلاک ہوچکا ہے اور ابھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔

۶۰- ریلوے کا ہونا

ایک نشان یہ ہے کہ ایک سواری نکلیگی جس کی چال اونٹ کیسی ہوگی اور آواز گدھے کی سی
اور وہ پانی اور آگ کے ذریعہ چلیگی اس کی تائید حدیث ذیل سے ہوتی ہے۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ بَشَرِ السَّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ یُوْشَكُ
اَنْ تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ حَبْسِ سَیْلٍ تَسِیْرُ سَیْرَ
مَطِیْئَةِ الْاِبِلِ تَسِیْرُ بِالنَّهَارِ وَتُقِیْمُ بِاللَّیْلِ
تَغْدُوْا وَتَرُوْحُ یُقَالُ حَدَّثَ النَّارُ اَیُّهَا النَّاسُ
غَدُوْا قَالَتِ النَّارُ اَیُّهَا النَّاسُ فَقِیْلُوْا

احمد اور ابو یعلی اور بغوی اور ماوردی اور ابن قانع
اور ابن حبان اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم اور
بیہقی نے رافع بن بشر السلمی سے اس نے اپنے
باپ سے روایت کی ہے کہ ضرور ایک روان آگ
جو پانی کے بند کرنے سے چلیگی اور اُس کا چلنا اونٹ

رَاحَتِ النَّارُ اَیُّھَا النَّاسُ فَرُوْحُوْا مَنْ اَدْرَکَتْہُ اَکَلَتْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ یَعْلٰی وَالْبَغَوِیُّ وَالْبَاوَرْدِیُّ وَابْنُ قَانِعٍ وَابْنُ حَبَّانَ وَالطِّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَالْبَیْھَقِیُّ کَذَا فِی اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ الْکُبْرٰی

کی طرح ٹکرا کر چلنا ہوگا دن کو لیجائیگی اور رات کو ٹھہراویگی صبح کو بھی چلیگی اور شام کو بھی چلیگی مراد یہ ہے کہ ہر وقت چلیگی۔ آواز ہوگی کہ لوگو وہ صبح کو چلیگی تم بھی چلو دوپہر کو چلی اور شام کو چلی ای لوگو تم بھی چلو جس شخص کو پائیگی اُس کو کھائیگی مراد سب کو اپنے اندر بٹھالیگی اور کوئی بھی باہر نہ رہجائیگا۔ دیکھو کنز العمال منتخب علامات کبرے قیامت ومسک العارف صفحہ ۱۵ +

یہ علامت ایسی ہے کہ شاید ہی دنیا میں ایسا شخص کوئی ہوگا جسکو دیکھنے یا اُسپر چڑھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ ریل سے کون ناواقف ہے دنیا کا کوئی مُلک اس سے خالی نہیں رہا۔ رسالہ مہدی نامہ ارتضاعلیخاں صاحب کے صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ اس کی سواری کو ۴۰ گز کا ایک گدھا ہوگا یہاں بھی مراد یہی ہے کہ اُس کی آواز گدھے کیسی مکروہ ہوگی ورنہ دنیا میں ۴۰ گز کا طول طویل گدھا کہاں سے پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ ریل اُنیسویں صدی کے شروع حصہ میں ایجاد ہوئی اول بھاپ سے کام لینے والا اسٹرواٹ ہے اُس کے بعد سٹیفن سن نامی نے انجن ریل تیار کرکے کام لینا شروع کیا اور پھر رفتہ رفتہ ترقی ہوتے ہوتے ریلوے تیار ہوگئی سب سے پہلے ہندوستان میں انگلستان کی دو کمپنیوں نے ۱۸۴۵ء میں ٹھیکہ لیا اور ۱۸۶۴ء تک ۴۴۹۴ میل ریلوے بن چکی تھی۔ اوّل اوّل لارڈ ایلن برا کے زمانہ میں ریلوے کی تجویز ہوئی تھی لیکن کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ مگر بعد ازاں اُس کورٹ نے بزمانہ لارڈ ہارڈنگ بہادر کلکتہ سے دہلی تک ریلوے بنانے کی اجازت دی۔ سب سے پہلے ایسٹ انڈین اور گریٹ انڈین پنشولا ریلوے کو ترقی دی گئی اور بمبئی میں سب سے اول ریلوے ۱۸۵۲ء میں چلنے لگی اور ۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۰ء تک کلکتہ کو لاہور سے ملا دیا گیا اور باقی جس قدر ریلوے تیار ہوئی ہیں وہ اس کے بعد ہوئی ہیں اور اب دنیا کا کوئی ملک اس سے خالی نہیں رہا دیکھو سائیکلوپیڈیا آف انڈیا جلد ۷ صفحہ ۱۳ مصنفہ ای ملفورڈ صاحب +

۶۱۔ رمضان شریف میں رات کو آواز کا آنا

ایک بڑا نشان یہ بھی ہے کہ رمضان شریف میں رات کے وقت ایک آواز آئیگی جس کے سُننے اور

قبول کرنے کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے چنانچہ وہ حدیث جس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے حسب ذیل ہے +

وَعَنْ اَبِیْ جَعْفَرِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا کَانَ الصَّوْتُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْ لَیْلَۃِ جُمُعَۃٍ فَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا رَوَاہُ نُعَیْمُ بْنُ حَمَّادٍ +

نعیم بن حماد نے ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب سنو کہ ایک آواز رمضان کے مہینے میں جمعہ کی رات کو ہوئی ہے تو اُسکو سنو اور قبول کرو دیکھو مسک العارف صفحہ ۳۱

اور اکمال الدین کتاب اہل تشیعہ میں بھی یہ روایت یوں آئی ہے +

وَبِھٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیٰی عَنْ عِیْسٰی بْنِ اَعْیَنَ عَنِ الْمُعَلّٰی بْنِ خُنَیْسٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ الصَّیْحَۃُ الَّتِیْ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ تَکُوْنُ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ لِثَلَاثٍ وَعِشْرِیْنَ مَضَیْنَ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ +

اور اسی اسناد سے حسین بن سعید نے روایت کی اُس کے پاس صفوان بن یحییٰ نے اُن کے پاس عیسےٰ بن اعین نے اُن کے پاس معلا بن خنیس نے اُن کے پاس ابی عبد اللہ علیہ السلام نے بیان کیا کہ جو آواز ماہ رمضان میں نکلیگی اور وہ جمعہ کی رات ہو گی اور تئیسویں رمضان کی ہو گی

دیکھو اکمال الدین صفحہ ۳۶۵ +

اس حدیث کا وقوعہ بھی ہو چکا۔ چنانچہ ۱۴ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۲ اپریل ۱۸۹۳ء بوقتِ شب حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مکاشفہ میں دکھلایا گیا کہ ایک نئی خلقت اور شمایل کا شخص ہے کہ گویا وہ انسان نہیں بلکہ ملائکِ شداد اور غلاظ میں سے ہے اور اُس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور وہ آنکر باواز بلند کہتا ہے کہ لیکھرام کہاں ہے۔ دیکھو برکات الدعا صفحہ اخیر ٹائیٹل پیج +

۶۲ شیطانی آواز

دن کے آخری حصہ میں ایک شیطانی آواز بلند ہو گی کہ فلاں مظلوم مارا گیا جس کے بعد لوگوں پر مشکلات پیش آئینگی اور وہ فتنہ میں مبتلا ہونگے یہ علامت بھی ایک بڑی زبردست علامت مسیح و مہدی موعود کی صداقت کے لئے احادیث میں آئی ہے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے بخوبی ہوتی ہے

وَفِي اٰخِرِ النَّهَارِ صَوْتُ اللَّعِيْنِ اِبْلِيْسَ يُنَادِيْ اَلَا اِنَّ فُلَانًا قَدْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا يُشَكِّلُ عَلَى النَّاسِ وَيَفْتِنُهُمْ فَكَمْ فِي الْيَوْمِ مِنْ شَاكٍّ مُتَحَيِّرٍ فَاِذَا سَمِعْتُمُ الصَّوْتَ فِيْ رَمَضَانَ يَعْنِيْ الْاَوَّلَ فَلَا تَشُكُّوْا اَنَّهٗ صَوْتُ جِبْرِيْلَ وَعَلَامَةُ ذٰلِكَ اَنَّهٗ يُنَادِيْ بِاسْمِ الْمَهْدِيِّ وَاسْمِ اَبِيْهِ۔ رَوَاهُ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ

نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ دن کے آخری حصہ میں ابلیس لعین آواز دیگا کہ فلاں شخص مظلوم مارا گیا اور یہ واقعہ لوگوں کو مشکلات اور فتنہ میں ڈالیگا اور بہت لوگ شک اور حیرت میں پڑینگے لیکن جب رمضان میں پہلے ہی سے ایک آواز سن چکے ہونگے پھر تم شک نہ کیجیو کیونکہ وہ آواز تو جبرائیل کی ہوگی اور وہ ایک علامت اس بات کی ہے کہ اس سے مہدی اور اس کے باپ کا نام بلند ہوگا۔ دیکھو اقتراب الساعہ صفحہ ۱۰۰

اس حدیث کا مصداق روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکا چنانچہ اس کی کیفیت یوں ہے کہ ایک شخص لیکھرام پشاوری حسب پیشگوئی جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو شام کے وقت یعنے دن کے آخری حصہ میں مارا گیا اور ہندو اخباروں نے لکھا کہ مظلوم مارا گیا حتیٰ کہ شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی المعروف مولوی ابو سعید محمد حسین کی قلم سے بھی یہی لفظ مظلوم کا نکلا۔ اس قتل کے موقع پر بہت سے لوگوں پر مشکلات پیش آئیں انجمن حمایت اسلام کے دفتر کی تلاشی ہوئی انجمن موصوف کے جنرل سکرٹری کی تلاشی لی گئی انجمن نعمانیہ کے سکرٹری مولوی تاج الدین صاحب کے گھر کی تلاشی ہوئی کئی جگہ وغیرہ مقامات میں لوگوں پر شبہ کیا گیا۔ خود مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام کے مکان کی تلاشی ہوئی اور کئی ایک لوگ مختلف مقامات پر اشتباہ میں ماخوذ ہوئے الغرض اشکال بھی واقع ہوا اور فتنہ بھی پڑا اور لوگوں میں اس موقعہ کے وقوعہ سے شکوک بھی ہوئے اور حیرت بھی ہوئی لیکن اُن لوگوں کے ایمان تازہ ہوئے جو رمضان شریف کی آواز یعنے انعام کو سن چکے تھے کہ خدا کے منہہ کی باتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہہ سے نکلے ہوئے کلمے پورے ہوئے والحمد للہ علی ذلک +

۶۳ - جماعت مہدی میں باہم اُلفت ہوگی

مہدی موعود کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اُسکی جماعت کے لوگ ایسے ہونگے کہ باہم ایک دوسرے سے اُلفت کرینگے اور باوجود ایسی محبت اور الفت کسی کے چلے جانے پر نہ تو مستوحش ہونگے اور نہ داخل ہونے پر خوشی سے جیسا اترا نیگے جس کی تائید حدیث ذیل

سے ہوتی ہے +

أَخْرَجَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَلِيٍّ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمَهْدِيِّ فَقَالَ هَيْهَاتَ ثُمَّ عَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعًا فَقَالَ ذٰلِكَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ إِذَا قِيلَ لِلرَّجُلِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ قَالَ فَيَجْمَعُ اللّٰهُ لَهُ قَوْمًا قَزَعًا كَقَزَعِ السَّحَابِ يُؤَلِّفُ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَا يَسْتَوْحِشُونَ عَلٰى أَحَدٍ خَرَجَ مِنْهُمْ وَلَا يَفْرَحُونَ بِأَحَدٍ دَخَلَ فِيهِمْ عَلٰى عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ لَمْ يَسْبِقْهُمُ الْأَوَّلُونَ وَلَا يُدْرِكُهُمُ الْآخِرُونَ وَعَلٰى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهَرَ

نعیم بن حماد نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے اُن سے مہدی کی نسبت سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ابھی بہت دور کی بات ہے پھر ہاتھ سے ۹ نو کی صورت بنائی اور کہا کہ وہ آخری زمانہ میں خروج کریگا۔ جبکہ آدمی کو کہا جائیگا کہ اللہ سے ڈرو۔ اور جب وہ ظاہر ہوگا تو اُس کے پاس اللہ تعالیٰ ایک ایسی جماعت جمع کریگا جو ابر بہار کی طرح آنسو بہایا کریگی اور اُن کے دلوں میں اُلفت ہوگی اور نہ وہ کسی کے جانے پر وحشت کرینگے اور نہ کسی کے آنے پر اترائینگے اور اُن کی تعداد اصحاب بدر کی تعداد کے برابر ہوگی نہ پہلے لوگ ان سے سبقت لے گئے ہونگے اور نہ پچھلے آنیوالے لوگ اُن کے مرتبہ کو پہنچینگے۔ اور وہ اصحاب طالوت کے برابر ہونگے جو ان کے ہمراہ نہر سے پار اترے تھے۔ دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۱۴ +

اِس حدیث سے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کی جماعت کی کیسی بزرگی اور شان معلوم ہوتی ہے جس قدر ان لوگوں کو امام ہمام سے محبت ہے اس کی نظیر آجکل کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ حضرت اقدس کو کچھ تکلیف ہو یا وہ کچھ بیان اسلام کی حالتِ زار پر کریں تو واقعی ابرِ بہار کی طرح آنسو بہاتے ہیں اور یا ہم بھی روز بروز محبت میں ترقی کر رہے ہیں +

ایک نشان یہ بھی ہے کہ اسلامی ملکوں میں کفر و فسق و فجور بہت پھیلیگا تب مہدی کا ظہور ہوگا دیکھو مہدی نامہ قاضی القضاۃ ارتضا علی خان صاحب صفحہ ۲۔ سو یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں کہ اسلامی ممالک میں کفر اور فسق و فجور کا اس قدر زور ہے کہ جس کی انتہا نہیں حتے کہ عرب جیسا مقدس ملک بھی اس سے مستثنےٰ نہیں +

ایک علامت ہے کہ مخالفوں کا بلوا جو طرف سے مسلمانوں پر ہوگا دیکھو مہدی نامہ قاضی القضاۃ صفحہ ۲ سو کون

نہیں جانتا کہ اس زمانہ میں مخالفوں کی طرف سے ہر طرف سے حملے مسلمانوں پر ہو رہے ہیں ان کے دین پر ان کے ایمان پر ان کی عزت پر اُنکی جان پر اُنکے اموال پر اُنکے ممالک پر کفار کی طرف سے حملے ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ کیا ابھی کچھ کسر باقی ہے +

۹۶- رواج مذاہب باطلہ

۔ایک علامت یہ ہے کہ اُس وقت باطل مذاہب رواج پاوینگے دیکھو مہدی نامہ بالا صفحہ ۲- یہ بات بھی کامل طور سے پوری ہو چکی جن کا ذکر ہم گذشتہ فصلوں میں بخوبی کر چکے ہیں- غرضیکہ بہت سے باطل مذاہب بڑے زور و شور کے ساتھ دُنیا پر قایم ہو گئے ہیں +

۹۷- بدعات و خیانت کا رواج

۔ایک علامت یہ ہے کہ جھوٹی باتیں- بُری بدعتیں اور امانتوں میں خیانت- رواج پائیگی دیکھو مہدی نامہ متذکرہ بالا صفحہ ۲- سو جھوٹی باتوں اور بدعاتِ سیئہ اور امانتوں میں خیانت کا یہاں تک گرم بازار ہے کہ ذرہ ذرہ سے امور میں جھوٹ بولا جاتا ہے اور بدعات کی یہ حالت ہے کہ جو باتیں کفار کے ہاں پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب بلا استثنا مسلمانوں میں دیکھی جاتی ہیں اور امانت میں خیانت کا یہ حال ہے کہ آجکل کے اکثر مولوی بھی اس قابل نہیں سمجھے جاتے کہ ان کے سپرد کوئی امانت کیجاوے اور دیانت کے ساتھ واپس ہو سکے حتیٰ کہ خاوند اپنی بیوی پر اور بیوی اپنے خاوند پر اعتماد نہیں کر سکتی اور نہ باپ اپنے بیٹے پر اور نہ بیٹا اپنے باپ پر اعتماد کر سکتا ہے پھر کیوں کر مان لیا جائے کہ ابھی مہدی کے ظہور کا وقت نہیں آیا +

۹۸- کفار و فساق سے دوستی و صالحین سے عداوت

۔ایک علامت یہ ہے کہ کافروں فاسقوں سے دوستی اور صالحوں سے دشمنی رواج پائیگی دیکھو مہدی نامہ متذکرہ بالا صفحہ ۲- یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ آجکل صالحین کے لیئے کوئی جائے پناہ نہیں اُن سے سخت عداوت اور کینہ کیا جاتا اور کافروں اور فاسقوں کی اتنی عزت کیجاتی ہے کہ جس کی حد نہیں اور وہی لوگ اِن کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو رہے ہیں +

۹۹- مسلمانوں کی باہمی ایذا رسانی

ایک نشان یہ ہے کہ مسلمان باہم ایک دوسرے کو ایذا پہنچائینگے دیکھو مہدی نامہ متذکرہ بالا صفحہ ۳- سو اِس بات سے کون ناواقف ہے کہ مسلمان مسلمان کو ایسی ایسی ایذائیں اور تکلیفیں دیتے ہیں کہ جس کے لکھنے کی ضرورت نہیں کوئی ایسا مسلمان نظر نہیں آتا جس کو ایذا کا تجربہ نہ ہو چکا ہو حتیٰ کہ قریب سے قریب رشتہ دار اور پڑوسی بھی اِس بات سے مستثنےٰ نہیں ہیں +

۱۰۰- شراب نوشی و قمار بازی و زنا و لواطت

۔ایک علامت یہ ہے کہ شراب پینا- جوا کھیلنا- عورت سے عورت اور مرد سے مرد لواطت کریگا- دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۲- یہ امر بھی سب پر روشن ہے کہ شراب کی اسقدر کثرت ہے

کہ کوئی شہر کوئی گاؤں اس سے خالی نہیں علانیہ بر سر بازار شراب پی جاتی ہے جوئے کا یہ حال ہے کہ کوئی شہر نہیں جہاں جوا نہ کھیلا جاتا ہو اور جوائے اس قدر طریقے نکلے ہیں کہ لوگ خواہ مخواہ اس میں شریک ہو سکتے ہیں لاکھوں آدمی اس مرض میں گرفتار ہیں۔ عورتوں کا عورتوں سے مساحقہ بھی ہوتا ہے جس نے تجربہ کرنا ہو لکھنؤ میں جا کر تحقیقات کرے گو اس سے کوئی بڑا شہر خالی نہیں رہا مرد کا مرد کیساتھ لواطت کرنا یہ تو عالمگیر ہے کوئی شہر اس سے مستثنے نہیں لیکن پشاور اس کے لئے بالخصوص مشہور ہے +

۔ ایک علامت یہ ہے کہ رشوت لینا۔ سود کھانا۔ رہزنی اور قتل کرنا رواج پا جائیگا دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۲- یہ سب باتیں بھی برملا دن دہاڑے ہو رہی ہیں رشوت اور سود کا اس قدر گرم بازار ہے کہ اس سے بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جو اُن سے بچے ہوئے ہوں اور رہزنی اور قتل بھی بکثرت ہوتی رہتی ہیں خاصکر پچھلے چند سالوں میں اس قدر ڈاکے پڑے ہیں کہ لوگ چلا اٹھے تھے اور راستے بند ہو گئے تھے اور قتل میں کوئی کمی نہیں رکھی گئی تھوڑے تھوڑے لالچ میں آن کر جانوں کو بیرحمی سے قتل کیا جاتا ہے +

۔ ایک علامت یہ ہے کہ بے رحمی بے حیائی بہت ہوگی دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۲ بے حیائی کا یہانتک حال ہے کہ بیٹا باپ سے بیٹی ماں سے۔ عورت خاوند سے بالکل حیا نہیں کرتی۔ اور بیرحمی کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی ہمسایہ کیسے ہی دکھ اور تکلیف میں ہو یا کوئی مسکین بھوک اور پیاس سے مر رہا ہو تو کوئی اُن پر رحم نہیں کرتا +

۔ ایک علامت یہ ہے کہ غیبت۔ عیب جوئی۔ جھوٹی قسم کھانا۔ مکر سے شہادت دینا بکثرت ہو جائیگا۔ دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۲- یہ عیب بھی سارے کے سارے اس وقت کامل طور سے پائے جاتے ہیں عیب جوئی اور غیبت کا یہ حال ہے کہ کوئی مرد کوئی عورت کوئی جوان کوئی بوڑھا اس سے مستثنے نظر نہیں آتا الاماشاء اللہ جہاں دو چار مرد یا دو چار عورتیں جمع ہوئیں تو جھٹ عیب جوئی اور غیبت میں مصروف ہو گئیں کہ فلاں یوں ہے اور یوں ہے اور جھوٹی قسموں اور جھوٹی شہادتوں کا حال یہاں تک ہے کہ سنکر مومن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں بات بات میں جھوٹی قسمیں کھائی جاتی اور ادنیٰ ادنیٰ بات میں جھوٹی اور مکر آمیز شہادت دی جاتی ہے +

۱۶- رشوت عام، سود خوری، رہزنی بکثرت وغیرہ + ۱۷- بیرحمی بے حیائی کی کثرت

۱۸- غیبت عیب جوئی حلف دروغی جھوٹی شہادت کا رواج

۷۴ - فحش گوئی - والدین کی نافرمانی اور عورتوں کی تابعداری

ایک علامت یہ ہے کہ فحش گوئی عورتوں کی تابعداری اور ماں باپ کی نافرمانی بہت ہوگی دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۲ - فحش گوئی کا حال سنو کہ انسان مہذب انسان اور عقلمند اور ہوشیار آدمی نہیں سمجھا جاتا جب تک اُس میں فحش گوئی میں کمال نہ ہو۔ مہذب مجمعوں میں حاضری کے وقت فحش گوئی ایک بڑا ہنر اور فن سمجھا جاتا ہے اور اگر کوئی مومن اُس وقت کوئی نیک بات کہہ دے تو اس کو بیوقوف یا ملنٹریا اولڈ فیشن کا آدمی کہہ کر ہنس دیتے ہیں۔ رہی عورتوں کی تابعداری۔ سو یہ بھی اتم طور سے ظہور پذیر ہے لڑکے اپنے ماں باپ کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ عورتوں کے ایسے گرویدہ ہیں کہ جو وہ کہیں وہی مانتے ہیں اور ماں باپ کی باتوں کی قدر و عزت نہیں کرتے۔ بلکہ اُن سے بہت بدسلوکی کرتے ہیں۔ گھروں سے نکال دیتے اور اکثر مارتے بھی ہیں اور اگر ماں باپ غریب ہوں تو اُن کی کچھ امداد نہیں کرتے

۷۵ - علم دنیا کے لئے سیکھا جائیگا +

۔ ایک علامت یہ ہے کہ دُنیا کمانے کے لئے علم سیکھا جائیگا۔ دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۳ یہ بات بھی عام ہو رہی ہے جس قدر مدرسے دنیا میں قایم ہیں اُن میں طلبا دُنیا کمانے کے لئے ہی علم سیکھتے ہیں حتیٰ کہ جو لوگ دین کے علوم حاصل کرنے کے مدعی ہیں اُن میں بھی ایک شخص ایسا نظر نہیں آتا جو دُنیا کے پیچھے کتّے کی طرح مارے مارے نہ پھرتا ہو بلکہ ایسے مکروفریب سے دُنیا کماتا ہے کہ دنیاوی علم حاصل کرنے والا بھی ان کی کرتوتوں سے انگشت حیرت دانتوں میں چباتے ہیں +

۷۶ - دغا فریب بکثرت ہوگا

۔ ایک علامت یہ ہے کہ لوگ حریص۔ دغاباز۔ بہانہ جو ہو جائینگے دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۳ - یہ باتیں بھی اچھی طرح نظر آرہی ہیں - حرص لوگوں پر اس قدر غالب ہے کہ جائز و ناجائز مال پر ہاتھ مارتے ہیں حتّے کہ بعض مولویان زانیوں اور رنڈیوں اور علانیہ سود کھانے والوں اور رشوت ستانوں کی دعوتوں اور صدقات کو شیر مادر کی طرح حلال سمجھتے اور کھاتے ہیں اور دغابازی اور بہانہ جوئی کا یہاں تک حال ہے کہ جو دغاباز اور بہانہ جو ہو وہ بڑا ہی دانا اور مدبر مانا جاتا ہے اور کل امور میں اُن سے مشورہ لیا جاتا ہے +

۷۷ - عمدہ کام نالائقوں کے سپرد ہونگے

۔ ایک علامت یہ ہے کہ عمدہ عمدہ کام نالائقوں کے سپرد ہوگا دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۳ - یہ امر بھی کسی پر مخفی نہیں بڑے بڑے ذمہ واریوں کے کام نالائق آدمیوں کے سپرد ہیں اور جو ان کاموں کے اہل ہیں اُن کو نالائق سمجھا جاتا ہے +

۷۸ - امت کے آخری لوگ اگلوں سے نفرت کرینگے

ایک علامت یہ ہے کہ امت کے آخری لوگ اگلوں سے نفرت کرینگے دیکھو مہدی نامہ

صفحہ ۳- یہ بات بھی بخوبی نظر آرہی ہو کہ روافض اہل سنت وجماعت کے بزرگوں کو غیر مقلد مقلدوں کے بزرگوں کو اور مقلد غیر مقلدوں کے بزرگوں کو جو پہلے گذر چکے ہیں بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور بُرا بھلا کہتے ہیں +

۷۹- عابد جاہل عالم بے عمل قاری فاسق ہونگے

ایک علامت یہ ہے کہ ہر عابد جاہل اور عالم بے عمل قاریان فاسق اور بیہودہ گو ہونگے دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۳ یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں آجکل کے عابد زاہد عموماً جاہل نظر آتے ہیں، اور علماء عموماً بے عمل ہیں الا ماشاء اللہ اور قاری سخت ہی فاسق اور بیہودہ گو ہیں منبروں پر چڑھ کر کیا کیا جھوٹے قصے اور لغو بیہودہ باتیں کرتے ہیں کہ جن کے سُننے سے مومن کا دل کانپ جاتا ہے +

۸۰- تعمیرات مساجد بکثرت ہو گی

ایک علامت یہ ہے کہ مسجدوں کی تعمیر بہت ہو گی دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۳- یہ امر بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ شہروں اور گاؤں میں حتیٰ کہ سڑکوں پر مسجدیں تعمیر کی گئی ہیں +

۸۱- کثرت زنا و اولاد زنا

ولد الزنا بہت ہونگے دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۳- زنا اس کثرت سے بڑھ گیا ہے کہ جسکی حد نہیں۔ اکثر لوگ اس فعل شنیع میں گرفتار ہیں۔ بہت ہی کم لوگ ہیں جو زنا سے بچے ہوئے ہیں ورنہ آجکل بعض علماء اور بڑی بڑی گدیوں والے پیر اور صوفی بھی اس سے مستثنے نظر نہیں آتے غیر اقوام کا حال ہی نہ پوچھیئے اُن کے ہاں زنا کوئی عیب ہی نہیں سمجھا جاتا لہٰذا اولاد زنا بکثرت ہے +

۸۲- شرفاء کا مصروف لہو ولعب و راگ رنگ ہونا

ایک نشان یہ بھی ہے کہ شرفا کھیل بازی اور ناچ راگ رنگ میں مشغول رہینگے دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۳- یہ امر بھی اپنے پورے معنوں میں پورا ہو چکا ہے کوئی امیر اور وہ شخص جسپر آجکل لفظ شریف بولا جاتا ہے کھیلوں اور ناچ اور راگ رنگ کے سُننے سے خالی نہیں دن اگر شطرنج یا گنجفہ یا چوسر وغیرہ میں گذرتا ہے تو رات رنڈیوں اور معشوقوں کے ناچ اور راگ ورنگ میں بسر ہوتی ہے شاید ہی کوئی شریف خوش نصیب ہو گا جو ان حرکات ناشائستہ سے بری ہو +

۸۳- عالم۔ قاضی مفتی کمینے اقوام کے ہونگے

ایک علامت یہ ہے کہ کمینے علم کی طرف مشغول ہو کر قضا اور افتا کی خدمت پر مامور ہونگے جو چاہیں گے حکم کرینگے رشوت لیکر لوگوں کا حق تلف کرینگے حاکموں کے لئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دینگے دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۳- یہ سب باتیں اس وقت کے اکثر قاضیوں اور مفتیوں میں پائی جاتی ہیں اکثر اُن میں کمینہ لوگ ہیں جو علم پا کر مفتی اور قاضی بن بیٹھے ہیں جسکو

رشتہ داروں و دوستوں میں باہمی شکایت ۸۴۔ کاہنوں نجومیوں رمالوں پر ایمان ۸۵۔ زلازل صواعق وخسف بکثرت ہونگے ۸۶۔

چاہتے ہیں کافر قرار دیتے ہیں جس کی عورت کو چاہتے ہیں جائز قرار دیتے اور غیر منکوحہ کو منکوحہ اور منکوحہ کو غیر منکوحہ بیان کر دیتے ہیں یہ سب باتیں وہ طمع دنیاوی کی وجہ سے کرتے ہیں اور عہدہ داروں کے لئے حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہایت رکیک طور سے کر دیتے ہیں +

۔ ناتے رشتے اور دوست آپس میں شکایت کرینگے اور مال ناحق چھینینگے دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۱۳ یہ ساری باتیں اِس وقت پائی جاتی ہیں کوئی دوست کوئی رشتہ دار اور کوئی ناطے والا ایسا نظر نہیں آتا جو ایک دوسرے کے خلاف شکایت یا مصیبت نہ بیان کرتا ہو اور جس دوست یا رشتہ دار کو موقع مل جائے تو دوسرے دوستوں اور رشتہ داروں کے مال کو غبن اور خورد بُرد کر جاتا ہے۔ یہ شکایت عالمگیر طور سے پائی جاتی ہے +

۔ ایک نشان یہ بھی ہے کہ کاہن نجومی اور رمال کو سچا جانینگے اور قضا و قدر کو جھوٹا جانینگے دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۱۳۔ اِس وقت واقعی کاہنوں نجومیوں اور رمالوں کی باتوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور قضا و قدر سے لوگ عملاً منکر ہیں زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں

۔ ایک علامت یہ بھی ہے کہ زلزلے ہونگے۔ بجلیاں گرینگی۔ زمین شق ہوگی دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۴۔ یہ سب باتیں گذشتہ چند سالوں میں ہو چکی ہیں کوئی اخبار نہیں جس نے ان واقعات کو نہ لکھا ہو زلزلے شدید آئے۔ بجلیاں پڑیں جس سے جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ طوفانِ باد و باراں کے آئے جس سے بہت ہی نقصان ہوئے۔ کلکتہ و دارجلنگ کے طوفانوں پر ہی غور کرو جو ان دو چار سالوں میں پے در پے ہوئے بہت سے مقامات پر زمین بھی شق ہوئی۔ ملک آسام میں چرچٹا شہر زمین میں دھس گیا جو ایک لاکھ آدمیوں کی پُر آباد بستی تھی چرچرا ایک بستی جو چھ ہزار کی تھی زیرِ زمین دھس گئی اور بہت سے مقامات پر زمین شق ہوگئی۔ دیکھو اخبار عام لاہور مورخہ ۱۳ ر نومبر ۱۸۹۷ء و اخبار مخبر دکن ۲ ر دسمبر ۱۸۹۷ء۔ اور ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو جو زلزلہ پنجاب میں ہوا جس کی وجہ سے دھرم سالہ بالکل تباہ اور کانگڑہ اور آس پاس کے قصبے ملیامیٹ ہوگئے اور لاہور اور دہلی اور امرتسر وغیرہ شہروں کے ہزارہا مکان گر گئے اور شاید ہی کوئی مکان ہوگا جو شق ہونے سے بچ گیا ہو۔ غرضیکہ وہ زلزلہ ایک قیامت کا نمونہ تھا۔ اس طرح ملک امریکہ۔ یوروپ اور ایشیا کے مختلف مقامات پر زلزلے آئے جس کی نسبت تاریخ گواہی دیتی ہے کہ ایسے زلزلے پہلے کبھی نہیں آئے تھے لاکھوں جانیں

تلف ہوئیں کروڑوں کا مال تباہ ہوا۔ لاکھوں روپیونکی عمارتیں مسمار ہوئیں +

۸۷۔ قحط ہوگا۔ ایک علامت یہ ہے کہ قحط پڑیگا دیکھو مہدی نامہ صفحہ ۴۔ یہ قحط بھی چند سال تک دُنیا کے مختلف حصّوں میں رہا جس سے لاکھوں مویشی ہلاک ہوئے۔ لاکھوں آدمی بے خان ومان ہوگئے اگر مسیح موعود دعا نہ کرتا تو خدا جانے کہاں تک نوبت پہنچتی اور ابھی قحط ہی

۸۸۔ کثرت کتب و کاغذ

ایک علامت یہ ہے کہ اُس زمانہ میں کتابیں اور کاغذ بہت ہونگے چنانچہ علی متقی اپنے رسالے مہدی نامہ میں لکھتے ہیں۔ "علامت دوم این ست کہ کتاب وکاغذ بسیار شوند چنانچہ بوجہ بیشماری ہائے کسے نستانند" دیکھو مہدی نامہ قلمی علی متقی یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ ہر کس وناکس اس کو مشاہدہ کر رہا ہے اِس کثرت سے کتابیں دنیا میں پیدا ہوگئی ہیں کہ لوگ خرید نہیں سکتے اور کاغذوں کی کثرت کا تو حساب ہی نہیں سینکڑوں مشینیں ایسی جاری ہیں جو ہر قسم کے کاغذ لاکھوں من روزمرہ تیار کرتی ہیں +

۸۹۔ عزت مطربان

ایک علامت یہ ہے کہ گانے بجانے والوں کی عزت ہوگی اور طالب علموں کی کچھ قدر نہ ہوگی چنانچہ علی متقی لکھتے ہیں "علامت سوم این است کہ مطربان را ہمہ کس عزت دہند وطالب علم را نخواہند" دیکھو رسالہ مذکورہ یہ بات بھی بخوبی ظاہر ہے کیونکہ جس قدر رنڈیوں کی عزت ہے اُتنی ہی طالب علموں سے نفرت ہے +

۹۰۔ ذلتِ دانشمندان و نفرتِ از ذکرِ خدا و رسول

ایک علامت یہ ہے کہ دانشمندوں کی کوئی عزت نہ ہوگی اور جس مجلس میں اللہ ورسول کی کلام کا وعظ ہوگا اُس کو نفرت سے دیکھا جائیگا اور جو شامل مجلس بھی ہونگے تو وہ بھی دل سے تنگ ہوجائینگے۔ چنانچہ علی متقی یوں لکھتے ہیں "علامت ششم این ست کہ دانشمندان را کسے دوست ندارد و مجلس قال اللہ وقال الرسول نکنند وچوں کسے بکند مسلمانان تنگ شوند واز دل وجان نشنوند" دیکھو رسالہ مذکورہ بالا۔ یہ امر بھی کسی پر مخفی نہیں اول تو ربانی علما ہی نہیں ہیں اور اگر کوئی ہے تو کوئی اُن سے وعظ نہیں سُنتا اور اچانک انہیں سُن ہی پائیں تو تنگ ہوجاتے او دل وجان سے نہیں سُنتے بلکہ بھاگ جانا غنیمت سمجھتے ہیں +

۹۱۔ عزت درویشاں مفقود

ایک علامت یہ ہے کہ درویشوں کی عزت بہت کم ہوگی چنانچہ علی متقی لکھتے ہیں "علامت ہفتم این است درویشان را کمتر دوست دارند وجاہہائے خود را مطربان بدہند مغرور شوند" دیکھو رسالہ مذکورہ بالا۔ یہ بات بھی بخوبی ظاہر ہے ہر شہر کلاں میں اس قسم کے تماشہ ہمیشہ ہوتے

رہتے ہیں اور مرد عورتوں کا پارٹ عورت بنکر کھیلتے ہیں۔

ایک علامت یہ ہے کہ لوگ عورتوں سے زنا کرینگے اور پھر اُس کے اظہار کو فخر سمجھینگے چنانچہ علی متقی فرماتے ہیں کہ "علامتِ دہم این است کہ بیشتر مردان با زنان فساد کنند و باز آشکار بکنند و شرم ندارند و از شومیت آن خیر و برکت از دنیا بردد" دیکھو رسالہ مذکورہ بالا۔ سو یہ بات بھی عام ہے لوگ زنا کرتے اور پھر برملا اس کا اظہار کرتے ہیں اور ذرہ بھی شرم نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ صفحہ دُنیا سے خیر و برکت رفو چکر ہے +

ایک علامت یہ ہے کہ بارش بیوقت آئیگی چنانچہ علی متقی لکھتے ہیں۔ "علامتِ شانزدہم این است کہ باران غیر مفصل ببارد و برکت از دُنیا برود و از نرد قحط شوند"۔ دیکھو رسالہ بالا یہ بات بھی کامل طور سے مشاہدہ میں آرہی ہے کہ اکثر بارشیں بے موسم ہوتی رہتی ہیں اور قحط بہت جلد بپا ہوتے رہتے ہیں زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ہر ایک شخص اس سے آگاہ ہے +

۔ایک علامت یہ ہے کہ مسلمان باہم لڑینگے اور ایک دوسرے کو عداوت کی وجہ سے کافر کہیں گے چنانچہ علی متقی لکھتے ہیں "علامتِ ہفدہم این است کہ مسلمانان بیکدیگر بتازند و درمیان خود ہا بجنگند و کافر شوند" نعوذ باللہ منہا دیکھو رسالہ مذکورہ بالا یہ امر بھی ظاہر ہے کہ مسلمان باہم دنگہ فساد کرتے اور ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگا کر اپنے ہاتھوں کافر ہوتے ہیں۔ کوئی ایک فرقہ اہل اسلام دنیا میں ایسا نہیں پایا جاتا جو کفر کے فتووں کی زد سے بچا ہو اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ تمام فرقہائے اسلام ایک دوسرے کی تکفیر کی وجہ سے کافر ہو چکے ہیں اور ایک فرقہ بھی مسلمان نہیں رہا فَلْيَبْكِ عَلَى الْاِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا +

۔ایک علامت یہ ہے کہ بوڑھوں کے دلوں میں صدق نہیں رہیگا اور چھوٹے بڑوں کی عزت نکرینگے علی متقی لکھتے ہیں "علامتِ بست و یکم این است کہ پیران را در دل صدق نماند بسبب آنکہ کسے ایشان را حرمت ندارد" دیکھو رسالہ مذکورہ بالا یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بڑوں میں چھوٹوں کی نسبت محبت نہیں اور چھوٹوں میں بڑوں کی نسبت عزت نہیں +

۹۷۔ ایک علامت یہ ہے کہ عورتوں میں شرم اور مردوں میں مروت و حرمت نہیں ہوگی چنانچہ علی متقی لکھتے ہیں "علامتِ بست و دوم این ست کہ زنان را شرم نہ باشد و مردان را حرمت و مروت ندارند"۔ دیکھو رسالہ مذکورہ بالا یہ بات بھی عام ہے کہ فی الحقیقت آجکل دیکھا

جاتا ہے کہ عورتیں بالکل شرم نہیں کرتیں اور مردوں کی حالت بھی افسوسناک ہے کہ اپنی
عورتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے بلکہ اُن کو ذلت اور بےعزتی سے رکھتے ہیں +

۹۸۔ باپ و بیٹے میں محبت مفقود

ایک علامت یہ ہے کہ باپ کھانا کھاتا ہوگا تو بیٹے کو نہیں دیگا۔ اور بیٹا کھاتا ہوگا تو باپ
کو نہیں دیگا چنانچہ علی متقی لکھتے ہیں "علامتِ بست و پنجم این است کہ پسر طعام خورد و پدر را ندہد
و پدر طعام خورد و پسر را ندہد" دیکھو رسالہ مذکورہ بالا یہ بات بھی روزمرہ مشاہدہ ہو رہی ہے کہ باپوں
کو بیٹوں سے الفت نہیں اور بیٹوں کو باپوں سے محبت نہیں رہی جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں
ایک دوسرے کو کم پوچھتے ہیں +

۹۹۔ نصیحت سے نفرت

لوگ بُرے کام کرینگے اگر کوئی اُن کو بطورِ نصیحت مشورہ دیگا تو اُن کو نہیں مانینگے چنانچہ
علی متقی لکھتے ہیں "علامتِ بست و ششم این ست کہ مردمان کار ناپسند بکنند و اگر کسے گوید قبول
نکنند" دیکھو رسالہ مذکورہ بالا یہ بات بھی اکثر دیکھی جاتی ہے +

۱۰۰۔ نفاق و ریا در گفتگو

ایک علامت یہ ہے کہ جو بات کہیں گے ریا اور نفاق سے کہیں گے چنانچہ علی متقی لکھتے ہیں علامت سی
اینست کہ ہیچکس سخن نخواہد گفت مگر بریا و نفاق دیکھو رسالہ مذکورہ بالا سو یہ امر بھی عام طور سے
دیکھا جاتا ہے کہ جو کوئی بات کرتا ہے تو نفاق کا شعبہ ضرور ہوتا ہے ہر ایک کام میں ریا نظر آتا ہے
بہت ہی کم ایسے خدا کے بندے ہونگے جو ریا اور نفاق سے بری ہوں ورنہ عموماً یہ امراض سب
میں پائے جاتے ہیں +

۱۰۱۔ کثرت زنان

ایک علامت یہ ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی چنانچہ علی متقی لکھتے
ہیں "علامتِ سی و دوم اینست کہ زنان بسیار شوند و مردان کمتر" دیکھو رسالہ مذکورہ بالا یہ بات
بھی گذشتہ مردم شماری سے ثابت ہے +

۱۰۲۔ انسان جلدی بوڑھا ہوگا

ایک علامت یہ ہے کہ آدمی جلد بوڑھے ہوا کرینگے اور اُن کے بال چھوٹی عمر میں
سفید ہونے لگ جائینگے علی متقی لکھتے ہیں "علامتِ سی و سوم اینست کہ مردمان زود پیر شوند
و در پنج سال موئے سفید شوند" دیکھو رسالہ مذکورہ بالا۔ یہ امر بھی کسی سے مخفی نہیں آجکل
انسان کے بال بہت جلد سفید ہو جاتے ہیں راقم نے بچشم خود تجربہ کیا ہے +

۱۰۳۔ کثرت ملخ (ٹڈی)

ایک علامت یہ ہے کہ ٹڈی بکثرت پیدا ہوگی چنانچہ علی حائری شیعی لکھتا ہے۔
"علامتِ ظہورِ مہدی پیدا شدن ملخ بسیار بروقت و غیر وقت" دیکھو رسالہ غایت المقصود جلد اول

یہ بات بھی واقع ہو چکی۔ گذشتہ چند سالوں میں بکثرت ٹڈی دل پیدا ہو چکے ہیں جس سے نباتات کو سخت نقصان پہنچا۔ ایک دفعہ اس کثرت سے یہ ٹڈی دل چھا گئی کہ ٹرینیں بند ہو گئیں اور جہاز رک گئے کیونکہ کئی کئی فٹ سڑک ریل پر اور سطح سمندر پر بیٹھ گئی تھیں جس سے آمد و رفت میں بڑی دقت ہوئی +

۱۰۴۔ خادم بیزار از آقایان

ایک علامت یہ ہے کہ خادم اپنے مالکوں سے برگشتہ ہو جائینگے۔ چنانچہ علی حائری لکھتا ہے کہ "یک علامتِ ظہور مہدی بیرون شدن بندگان از خدمتِ آقایان خود است" دیکھو غایت المقصود جلد ۱۔ یہ بات عموماً پائی جاتی ہے کیونکہ آجکل خدام کی حالت غداری اور بیوفائی ہے +

۱۰۵۔ مردمان قبول حق سے گریز کرینگے

ایک علامت یہ ہے کہ اُس زمانہ میں لوگوں کے دل ایسے خراب ہونگے کہ جن پر وہ اڑے ہوئے ہونگے اُنہی پر رہنا پسند کرینگے اور حق کو قبول کرنا اُن کے لئے موت سے بڑھکر ہوگا جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

تَكُوْنُ هُدْنَةٌ عَلٰى دُخْنٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هُدْنَةٌ عَلٰى دُخْنٍ قَالَ قُلُوْبٌ لَا تَعُوْدُ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ تَكُوْنُ دُعَاةُ الضَّلٰلَةِ فَاِنْ رَاَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِى الْاَرْضِ فَالْزَمْهُ وَاِنْ تَهْلِكْ جِسْمُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ وَاِنْ لَمْ تَرَهُ فَاضْرِبْ فِى الْاَرْضِ وَلَوْ اَنْ تَمُوْتَ وَاَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاَبُوْيَعْلٰى وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ

طبرانی اور احمد بن حنبل اور ابوداود اور ابویعلی اور سعید بن منصور نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کے دل ایسے ہو جائینگے کہ جس بات پر جمے ہوئے ہونگے اس سے نہیں ہٹینگے پھر اُنکے لئے گمراہی کے داعی بھی ہونگے ایسی حالت میں اگر تو خلیفۃ اللہ یعنے مامور من اللہ کو اُن ایام میں دیکھے تو لازم ہے کہ اسکا دامن پکڑے خواہ تیرا جسم ہلاک ہو جائے اسکو اور تیرا مال لوٹا جائے اور اگر تجھکو نظر نہ آئے تو دوسری جگہ چلا جا خواہ تجھے موت ہی کیوں نہ آجائے اور خواہ درخت کھجور پر تجھے لٹکایا جائے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۷ +

اس حدیث میں لوگوں کے دلوں کی حالت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کردی ہے اور مشاہدہ دکھلا رہا ہے کہ جس قدر فرقے اس وقت موجود ہیں سب کے سب

اپنی اپنی باتوں میں ایسے جمے ہوئے ہیں کہ اُن سے ہٹنا نہیں چاہتے چنانچہ ایک شیعہ سے ذکر آیا کہ قرآن کریم میں اس طرح سے ماتم کرنا منع ہے جو تم کرتے ہو وہ کہنے لگا کہ امام مہدی علیہ السلام بھی اگر ہمیں ماتم اور تعزیہ سے منع کریگا تو ہم اُسکو بھی نہیں مانینگے غرضیکہ یہی کچھ نہیں بلکہ کل کے کل مذاہب بلکہ فرقے ایک دوسرے کو بُرا کہتے اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوی لگاتے ہیں۔

۔ ایک علامت یہ ہے کہ حقیقی بھائیوں میں دین کے متعلق اختلاف ہوگا جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَنَاكَرَ الْقُلُوْبُ وَتَخْتَلِفَ الْاَقَاوِيْلُ وَتَخْتَلِفَ الْاِخْوَانُ مِنَ الْاَبِ وَالْاُمِّ فِي الدِّيْنِ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ

دیلمی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ قیامت نہیں قایم ہوگی جب تک دلوں میں ایکدوسرے کا انکار اور باتوں میں اختلاف اور حقیقی بھائیوں میں آپس میں مخالفت دین نہ ہو۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۳ +

ان تمام باتوں کی جو قاضی ارتضا علی خان صاحب وعلی متقی نے لکھی ہیں حدیث ذیل سے تصدیق ہوتی ہے +

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْحَاقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ يَحْيَى الْجَلُوْدِيُّ بِالْبَصْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ سَرِيْرِ بْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِيْ سَبَاءٍ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ شَمْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَصَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ ثُمَّ قَالَ سَلُوْنِيْ اَيُّهَا النَّاسُ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِيْ ثَلٰثًا فَقَامَ اِلَيْهِ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوْحَانَ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَتٰى يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَقَالَ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

محمد بن ابراہیم بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے ہمارے پاس بیان کیا اُن کے پاس عبد العزیز بن یحیی جلودی نے بصرہ میں اُن کے پاس حسین بن معاذ نے اُن کے پاس قیس بن حفص نے اُن کے پاس یونس بن سریر بن ارقم نے اُن کے پاس ابی سبا شیبانی نے اُن کے پاس ضحاک بن مزاحم نے اُن کے پاس نزال بن شہرہ نے بیان کیا کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالی کی حمد وثنا اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کی آل پر درود پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اے لوگو تم مجھسے

أقعد، فقد سمع الله كلامك وعلم ما أردت
والله ما المسئول عنه بأعلم من السائل
ولكن لذلك علامات وهنات يتبع بعضها
بعضا كحذو النعل بالنعل فإن شئت أنبأتك
بها قال نعم يا أمير المؤمنين فقال عليه السلام
احفظ فإن علامة ذلك إذا أمات الناس
الصلوة وأضاعوا الأمانة واستحلوا
الكذب وأكلوا الربوا وأخذوا الرشا وشيدوا
المكان وباعوا الدين بالدنيا واستعملوا
السفهاء وشاوروا النساء وقطعوا الأرحام
واتبعوا الأهواء واستخفوا بالدماء وكان
العلم ضعيفا والظلم فخرا وكانت الأمراء
فجرة والوزراء ظلمة والعرفاء خونة
والقراء فسقة وظهرت شهادة الزور
واستعلن الفجور وقول البهتان والإثم
والطغيان وحليت المصاحف وزخرفت
المساجد وطولت المنارات وأكرمت
الأشرار وازدحمت الصفوف واختلفت
القلوب ونقضت العهود واقترب الموعود
وشارك النساء أزواجهن في التجارة
حرصا على الدنيا وعلت أصوات الزنادق
واستمع منهم وكان زعيم القوم أرذلهم
واتقي الفاجر مخافة شره وصدق الكاذب
وائتمن الخائن واتخذت القينات

جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو بیشتر اس کے کہ تم پھر مجھے
نہ پا سکو۔ اس بات کو تین دفعہ دہرایا۔ اس وقت
صعصعہ بن صوفان کھڑا ہوا اور عرض کیا اے
امیر المومنین دجال کب نکلیگا علی علیہ السلام
نے اُسکو کہا کہ بیٹھ جاو۔ اللہ تعالیٰ نے تیری
کلام کو سنا اور جو تمہارا ارادہ ہے اُسکو معلوم کر لیا
قسم بخدا مسئول عنہ سائل سے بڑھ کر نہیں
جانتا۔ لیکن اس کے لئے نشان اور علامات
ہیں جو پے در پے اسی طرح ظاہر ہونگی جس طرح
کہ ایک جوتے کے ساتھ دوسرا جوتا ہوتا ہے۔ اگر
تم چاہتے ہو تو میں بتا دیتا ہوں اُس نے کہا ہاں
یا امیر المومنین بتائیے۔ فرمایا اسکو یاد رکھو اس کے
نشان یہ ہیں کہ لوگ نمازوں کو ضائع کرینگے اور
امانتوں میں خیانت کرینگے اور جھوٹ کو جائز سمجھینگے
اور سود کھائینگے اور رشوت لینگے اور بڑی پختہ
عمارتیں بنائینگے اور دین کے بدلے دنیا خریدینگے
اور کمینوں کو عامل بنایا جائیگا اور عورتوں سے
مشورے لئے جائینگے اور قطع رحمی ہوگی اور گری
ہوئی خواہشوں کی پیروی کیجائیگی اور خون گرانا
ایک خفیف سا امر سمجھا جائیگا اور دینی علم کمزور
ہو جائیگا اور ظلم فخر سے کیا جائیگا۔ امیر لوگ فاجر
اور وزیر ظالم اور بھلے مانس خائن اور قاری لوگ
فاسق ہو جائینگے اور جھوٹی شہادت ظاہر ہوگی
اور فجور اور بہتان اور گناہ اور بغاوت علانیہ ہونے

والمعازف ولعن آخر هذه الامة اولها وركب ذوات الفروج السروج وتشبه النساء بالرجال والرجال بالنساء وشهد الشاهد من غير ان يستشهد وشهد الآخر قضاء الذمام بغير معرفة وتفقه لغير الدين واثروا عمل الدنيا على الآخرة ولبسوا جلود الضان على قلوب الذئاب وقلوبهم انتن من الجيف وامر من الصبر فعند ذلك الوحاء الوحاء ثم العجل العجل خير المسكن يومئذ بيت المقدس وليأتين على الناس زمان يتمنى احد انه من سكانه +

لگیں گے۔ مقدس کتابوں پر غلاف چڑھائے جائینگے اور مسجدیں سجائی جائینگی اور اونچے اونچے مینار بنائے جائینگے اور شریروں کی عزت ہوگی اور جلسے بکثرت ہونگے اور دلوں میں اختلاف ہوگا۔ عہد توڑے جائینگے اور مہدی و مسیح موعود کا ظہور قریب ہوگا۔ اور عورتیں دُنیا کی لالچ میں اپنے خاوندوں کے ساتھ ملکر تجارت کرینگی اور زندیقوں کی آوازیں بلند ہونگی اور لوگ اُن کے سُننے کی خواہش کرینگے اور سب سے رذیل آدمی انکا سردار ہوگا اور فاجر اُس کے شر کے خوف سے بچتا پھریگا اور جھوٹا سچا مانا جائیگا اور خائن کو امین بنایا جائیگا
اور کنچنیوں اور گانے بجانے والیوں کو رونق مجالس بنایئں گے اور اُس اُمت کے آخری لوگ پہلوں کو لعنت کرینگے۔ اور عورتیں پلیٹ فارموں پر سوار ہونگی اور عورتیں مردوں کی مشابہت اور مرد عورتوں کی صورتیں اختیار کرینگے اور گواہ بغیر طلب شہادت گواہی دینگے اور بغیر جان پہچان کے زمام سپرد کیجائیگی اور دین کے سوا اور باتوں میں تفقہ کرینگے اور آخرۃ کے عمل کی نسبت دنیا کے کاموں کو ترجیح دینگے اور لوگ بظاہر بکریوں کی طرح نرم ہونگے مگر باطن میں بھیڑیا سیرت ہونگے اور اُن کے دل عنکبوت کے جالہ سے زیادہ نرم ہونگے لیکن ایلوا سے زیادہ کڑوے ہونگے پس اُس وقت خرابی ہی خرابی ہے۔ پھر جلدی ہی جلدی کرنے ہونگے۔ اُس وقت اچھی جائے سکونت بیت المقدس ہوگی اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ خواہش کرینگے کہ کاشکے میں وہاں کا رہنے والا ہوتا۔ دیکھو اکمال الدین صفحہ ۲۹۳ و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۶ و ۲۶۷ +

۱۰۷۔ قحط سخت ہوگا جس سے مخلوقات کو جانی مالی ہر طرح کا نقصان پہنچیگا جس کی تائید حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

حدثنا ابی رضی الله عنه قال حدثنا عبد الله بن جعفر الحمیری عن احمد بن هلال عن

ہمارے پاس ہمارے باپ نے روایت کی اُنکے پاس عبداللہ بن جعفر حمیری نے اُن کے پاس

الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوْبٍ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْخَزَّازِ وَالْعَلَاءِ بْنِ رَزِیْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ اِنَّ قُدَّامَ الْقَائِمِ عَلَامَاتٌ یَکُوْنُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ قُلْتُ وَمَاھِیَ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ ذٰلِکَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ یَعْنِیْ مُؤْمِنِیْنَ قَبْلَ خُرُوْجِ الْقَائِمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِشَیْئٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ✦

احمد بن ہلال نے اُن کے پاس حسن بن محبوب نے اور خزاز اور علاء بن رزین نے اُن کے پاس محمد بن مسلم نے کہ میں نے ابا عبداللہ علیہ السلام کو کہتے ہوئے سُنا کہ قائم کے آنے کے لیے نشان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کے لیے مقدر ہیں۔ میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ کونسی علامات ہیں فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ہم مومنوں کو قائم علیہ السلام کے پہلے کچھ تو خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی تباہی سے آزمائیں گے

دیکھو اکمال الدین صفحہ ۳۷۴ ✦

اِس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ ایک قحط کی خبر دیگئی ہے جو ظہورِ مہدی سے پہلے ہوگا۔ سو اس کا ظہور سمت ۱۹۱۷ بکرماجیتی مطابق ۱۸۶۵ء میں ہو چکا۔ جن لوگوں نے اُس وقت اس قحط کو دیکھا ہے وہ انگشت بدندان ہیں اور ایسے ایسے دردناک واقعاتِ قحط بیان کرتے ہیں کہ سنکر لرزہ آتا ہے اور وہ ایک عالمگیر قحط تھا۔ اور ظہورِ مہدی علیہ السلام ۱۸۸۰ء کے بعد ہوا تھا ✦

یہ وہ علامات بینات ہیں جو ظہورِ مہدی کے لئے خود مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمادی تھیں جو شمس النہار کی طرح کھلے طور پر واقع ہو چکیں ان سے انکار کرنا گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کلمات کی تکذیب کرنا ہے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ابھی اور بھی نشانات ہیں جو احادیث یا آثار سے ثابت ہیں جن کا ظہور اب تک نہیں ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہاں لکھا ہے کہ سب کے سب نشانات ایک ہی وقت میں ظاہر ہو جائینگے کیا یہ لازمی ہے کہ جب تک کل علامات ظاہر نہ ہو لیں تب تک ایمان لانا ملتوی کیا جائے ہرگز نہیں کیونکہ سنت اللہ یوں واقع ہے کہ بعض نشان پہلے اور بعض اس نبی یا رسول یا مامور من اللہ کے بعد اور باقی رفتہ رفتہ اُس کے زمانہ حیات میں ظہور پاتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ سب کے سب نشان ظاہر ہو چکے ہوں اور پھر لوگوں نے تسلیم کیا ہو۔ دور کیوں جائیں ہم سرورِ عالم فخرِ بنی آدم افضل الرسل و خاتم النبیین کی

کی نظیر پیش کرتے ہیں کہ بہت سے نشانات آنحضرت صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ کی نسبت کتب سابقہ یعنے توریت و انجیل و زبور و دیگر صحف انبیاء میں مذکور تھے منجملہ اُن کے یہ نشان بھی تھا کہ وہ بادشاہ ہونگے اُن کے ہاتھ میں ایک تلوار ہوگی جو دشمنوں کا کام تمام کریگی مگر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں ہجرت کر کے گئے تو یہودیوں نے جو محض نبی آخرالزمان کی خاطر وطن مالوف کو ترک کر کے مدینہ میں آکر آباد ہوئے تھے سب سے پہلے مخالفت کی کیونکہ اُنہوں نے دیکھا کہ بادشاہوں کی کوئی علامت اُن میں موجود نہیں بلکہ ایک بے سروسامان انسان ہیں اس لئے وہ آن فخر رسل صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی شناخت سے محروم و بے نصیب ہوگئے لہذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس قصہ سے عبرت حاصل کرکے امامِ زمان کی خدمت میں بلاچون وچرا حاضر ہوجائیں اور جس قدر علامات موجود ہیں یا ہوچکی ہیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں باقیوں کے وقوعہ کا انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ یہودیوں کی سنت پر عمل کرکے بے بہرہ و بے نصیب رہ جائیں +

یہاں پر اس بات کا جتلا دینا ضروری ہے کہ مہدی کے متعلق جس طرح تشخیص و تعیین شخص و مولد و مقام ہجرت و حلیہ وغیرہ میں اختلاف ہے اسی طرح علامات کے متعلق بھی بہت اختلاف ہے کسی کتاب میں کچھ ہے اور کسی میں کچھ اصل حقیقت یہ ہے کہ بہت سی اُن میں موضوع حدیثیں ہیں خاصکر کے لڑائی اور خونریزی کی جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب بناوٹی ہیں کیونکہ جنگجو قوموں نے اپنی تلوار کے زور سے طاقت پیدا کرنے کی اُمنگ میں کسی کا مہدی لقب تجویز کرکے اپنے ارادوں اور خواہشوں کو پورا کرنا چاہا اس لئے ایسی ایسی حدیثیں بنالیں اور یہی وجہ ہے کہ امام محمد اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث کے فن کے امام اور نقاد مانے جاتے ہیں اپنی کتاب صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے صرف وہی حدیث لائے ہیں جو جنگ کی مانع ہے یعنے وہ حدیث جس میں یضع الحرب کی علامت مندرج ہے اور یہی قرآن کریم کی نصِّ صریح حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا کے مطابق ہے پس جس قدر جنگ کی حدیثیں آئی ہیں وہ سب وضعی و بناوٹی ہیں +

اٹھارھویں فصل

اس بارہ میں کہ عیسائیوں کی کتابوں سے مسیح کی آمد ثانی کی علامات واوقات کیا ہیں

ابتک تو ہم نے علامات ظہور مہدی و مسیح اسلامی کتب کے حوالہ سے پیش کی ہیں لیکن ہم یہاں پر یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ جو علامات و اوقات مسیح کی آمد ثانی کی نسبت خود عیسائی قوموں میں ہیں وہ یہاں درج کردیں تاکہ ناظرین کو روشن ہو جائے کہ وہ علامات اس زمانہ میں جبکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا صادق آتی ہیں کہ نہیں اور نیز جو وقت اُن کی آمد ثانی کا مقرر ہے وہ یہی وقت ہے کہ نہیں۔ لہذا ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ وہ سب باتیں درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو بصیرت حاصل ہو اور عیسائیوں پر حجت ملزمہ قایم ہو۔ دیکھو اور خوب غور سے دیکھو +

۱۔ انگریزی کتاب موسومہ بہ ڈینیل ڈان جلد ۲ مطبوعہ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ مورخہ ۱۸۸۹ء کے صفحہ ۳۲۳ پر یوں لکھا ہے۔ ہم اس باب میں بائبل کی شہادت پیش کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی پیدایش سے ۱۸۷۲ء تک چھ ہزار پورا ہوتا ہے اور اس ۱۸۷۲ء کے بعد ہم لازمی طور سے ساتویں ہزار میں داخل ہوتے ہیں جس کا ابتدائی حصہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا زمانہ ہے۔ جو مصیبت اور تکالیف کا زمانہ ہے کیونکہ اس زمانہ میں اس دُنیا کی حکومت ٹوٹکر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی اور خدا کی حکومت آسمانوں کے نیچے قایم ہو جائیگی +

آگے اسی صفحہ پر وہی مصنف کہتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی صبح تاریک اور طوفانی اور مصائب دنیا سے پُر ہوگی اور برائے نام جو گرجے ہیں وہ بھی اُن مصائب سے بری نہ ہونگے مگر اُس کے ساتھ ہی ایک روشنی پھوٹ نکلیگی جو راحت اور سرور سے بھرپور ہوگی۔ دیکھو کتاب مذکور +

۲۔ دوسری کتاب جس کا نام آور لارڈس ریٹیرن ہے یعنی خداوند یسوع مسیح کی آمد ثانی مشتہرہ

بائبل اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی۔ ایلی جینی لی امریکہ یونائیٹڈ سٹیٹس سنہ ۱۹۰۱ء اس میں یوں لکھا ہے +

۱۔ خداوند اس طرح آئیگا جس طرح چور رات کو آتا ہے اور کوئی ظاہری اور قدرتی آنکھوں سے نہ پہچان سکیگا دیکھو صفحہ ۱ کتاب مذکور۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب مسیح آئیگا تو ایک گمنام سا ہوگا اور اُسوقت کوئی نہ معلوم کر سکیگا کہ واقعی یہ مسیح موعود ہے +

۲۔ اُس کے ظہور کے وقت لوگ کہینگے کہ کیا امن اور سلامتی کا زمانہ ہے مگر ناگہاں اُن پر بربادی آئیگی جس سے وہ کسی طرح بچ نہیں سکیں گے۔ یہ علامت بھی کیسی ثابت ہوچکی ہے طاعون نے کہانتک بربادی کی ہے۔ اب جنگوں کا بھی آغاز ہے جس سے بڑی تباہی ہورہی ہے اور اُن کے سوا طوفانِ باد و طوفانِ آب و آتشزدگی و بھونچال وغیرہ اسباب سے کسقدر تباہی و بربادی ہوئی اور ہورہی ہے۔ دیکھو صفحہ ۷ کتاب مذکور +

۳۔ آخری زمانہ میں سفر بڑھ جائیگا۔ دیکھو صفحہ ۹ کتاب مذکور اس سفر کے بڑھنے سے کون انکار کر سکتا ہے ٹرینیں کی ٹرینیں اور جہاز کے جہاز کس کثرت سے آمد و رفت کر رہے ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے۔

۴۔ عام خبروں کی کثرت ہوجائیگی۔ یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے۔ اخبارات اور تار برقیات اور وائرلس ٹیلیگرافی کا سلسلہ کتنا بڑا وسیع ہوگیا ہے کہ ڈاکخانوں میں ایک مصیبت برپا ہوگئی ہے۔ دیکھو صفحہ ۹ کتاب مذکور +

۵۔ علم کی بہت ترقی ہوگی۔ دیکھو صفحہ ۹ کتاب مذکور۔ یہ علامت بھی روزِ روشن کی طرح ہویدا ہے ضرورت بیان نہیں +

۶۔ لوگ سفر کرکے دور دراز ملکوں میں جاکر علمی ترقی کرینگے۔ دیکھو صفحہ ۹ کتاب مذکور۔ یہ امر بھی بخوبی ظاہر ہے +

۷۔ علم کی ترقی کے ساتھ لوگوں میں بے چینی پھیل جائیگی اور بالآخر اس قدر مصیبت بڑھ جائیگی کہ جس کی نظیر پہلے نہ ہوگی دیکھو صفحہ ۱۰ کتاب مذکور۔ یہ بات بھی آجکل کیسی صادق آرہی ہے۔ علم کی ترقی کے ساتھ کیسی بے چینی پھیلی ہوئی ہے +

۸۔ لالچ۔ حرص شدید۔ نفسانیت۔ حسد منافرت جھگڑا و فساد اور دیگر شیطانی کاموں کا زور ہوگا۔ دیکھو صفحہ ۱۰ کتاب مذکور۔ یہ امور بھی کسی سے پوشیدہ نہیں سب پائے جاتے ہیں +

مسیح کی آمد کا وقت جو عیسائیوں کی کتابوں میں آیا ہے

۱- ہم آخری زمانہ میں ہیں اور آخری زمانہ سنہ ۱۷۹۹ء سے شروع ہوتا ہے دیکھو صفحہ ۹ کتاب مذکور
۲- مذہب کی حکومت دنیا پر ہوجائیگی اور تمام بادشاہ اُس آخری زمانہ کے مذہب کے جوئے کے نیچے ہوجائینگے - اور یہی زمانہ مسیح کی دوبارہ آنے کا ہے - اسکا ظہور رفتہ رفتہ ہوجائیگا دیکھو صفحہ ۱۱ کتاب مذکور +
۳- ہم ابن آدم کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں دیکھو مصنف خود اقبالی ہے کہ مسیح آچکا ہے - یا وہ زندہ ہے جس میں مسیح کو آنا چاہیئے تھا - دیکھو صفحہ ۱۲ کتاب مذکور +
۴- ہماری سمجھ میں مسیح کے دنیا میں موجود ہونے کا وقت موسم خزاں سنہ ۱۸۷۴ء سے شروع ہوگیا ہے - اور اُس کے لئے قوی ثبوت ہیں دیکھو صفحہ ۲۳ کتاب مذکور +
۵- ابکار کی تمثیل کے بموجب خداوند کا آنا سنہ ۱۸۴۴ء کو ہوگا - دیکھو صفحہ ۲۴ کتاب ہذا +
۶- دانیال کی پیشگوئی میں سنہ ۱۲۶۰ھ مطابق سنہ ۱۷۹۹ء و سنہ ۱۲۹۰ھ مطابق سنہ ۱۸۲۹ء اور سنہ ۱۳۳۵ھ مطابق سنہ ۱۸۷۴ء وقت مقرر ہے مگر ہمارے دوست سنہ ۱۸۷۴ء میں مسیح کو اس جسم انسانی کے ساتھ آیا ہوا دیکھنا چاہتے تھے - جب وہ تاریخ گذر گئی اور مسیح نہ آیا تو اُنہوں نے اپنا خیال ترک کردیا اور دانیال کی پیشگوئی کو اُنہوں نے غلط قرار دیا - دیکھو صفحہ ۳۵ کتاب مذکور - یہ عیسائی کیسے نادان ہیں مسیح تو آیا مگر اُنہوں نے نہیں دیکھا - دانیال نبی کی پیشگوئی کیسے غلط ہوسکتی تھی وہ تو بالکل پوری ہوگئی مگر ان اندھوں نے نہیں دیکھا +

مسیح کی آمد ثانی پر کیا ہوگا

۱- ابن آدم جج کی حیثیت میں آئیگا - دیکھو صفحہ ۳۴ کتاب مذکور - یہ مضمون بخاری کی حدیث کے کیسے مطابق ہے وہاں حَکَم کا لفظ ہے جو بعینہ جج کا ترجمہ ہے +
۲- مسیح اپنی آمد ثانی پر لوگوں کی آنکھیں کھول دیگا - انصاف اور ظلم - راست کرداری اور گناہ - حقوقِ عباد و انسانی غلط کاریوں کی حقیقت کو کھول کر دکھائیگا - یہ بات بھی حدیثوں کے عین مطابق ہے - اور اسکو مسیح موعود نے کیسے کھول کر دکھایا ہے - کوئی ایسا نہیں جس

اُنھوں نے روشنی نہ ڈالی ہو۔ دیکھو صفحہ ۴۵ کتاب مذکور +

۳- زبان کی تلوار سے دنیا کو ماریگا اور یہ ایسی تلوار ہوگی جو دنیا نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ دیکھو صفحہ ۳۰ کتاب مذکور۔ یہ امر بھی روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے کہ زبان کی تلوار مسیح نے ایسی چلائی ہے کہ سب لوگ حیران ہوگئے اور کسی کو اُس کے مقابلہ میں طاقتِ مقاومت نہیں رہی

۴- مخفی خزانوں کو جو تاریکی میں پڑے ہونگے ظاہر کریگا اور دلوں کے پوشیدہ اسرار کو اظہر من الشمس کر دیگا۔ اور شیطانی طاقت کو آسمانی قوتِ قدسیہ سے پایمال کر دیگا +

یہ بات حدیث کے اُس مضمون پر کیسی روشنی ڈالتی ہے کہ مہدی خزانے آنکر بانٹیگا۔ اب وہ خزانہ علوم آسمانی ہیں جو تاریکی میں پڑے ہوئے تھے۔ وہ سب آنکر کھول دئے اور دُنیا میں اسقدر بانٹے کہ لوگ مستغنی ہوگئے۔ اور شیطان کے غلبہ کو مسیح موعود کی تعلیم نے کس قدر پایمال کر دیا ہے۔ کون انکار کر سکتا ہے +

۵- صرف متلاشی ہی مسیح کو ایمان کی آنکھ سے دیکھینگے۔ غافل آنکھیں نہیں دیکھ سکینگی دیکھو صفحہ ۱۴ کتاب مذکور + یہ امر بھی آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے کہ جنکو لگن اور لو لگی ہوئی تھی اُنھوں نے ہی مسیح موعود کو پہچانا اور جو غافل تھے وہ سب محروم رہے +

۶- جو جو عمدہ کارروائی وہ آنکر کریگا وہ متلاشیوں کو ہی معلوم ہوگی اور لوگوں کو اُنکی کارروائیاں نظر نہیں آئینگی۔ صفحہ ۱۴ کتاب مذکور یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں کہ صرف ماننے والوں کو حالات کلی معلوم ہیں اور باقی دنیا کے لوگوں سے مخفی ہیں +

۷- شریر حق کی مجلس میں نہیں ٹھہر سکیگا۔ دیکھو صفحہ ۹ کتاب مذکور۔ یہ امر بھی بخوبی روشن ہے کہ کوئی آدمی اِس حق پرست جماعت کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا +

۸- دنیا پر خدائی سلطنت قایم ہوگی بموجب کتاب دانیال۔ اور خدا کی سلطنت بت کو اُس کے پاؤں پر ماریگی اور دنیا کی تمام سلطنتیں نیست و نابود ہو جائینگی اور بالآخر تمام توہمات اور جھوٹی تعظیم غیر اللہ اُٹھ جائیگی اور جھوٹے سلسلے معدوم ہو جائینگے دیکھو صفحہ ۴۶ یہ کیسی زبردست علامت ہے ایک حصہ تو پایہ ثبوت کو پہنچ گیا وہ بُت جو مسیح ثابت تھا اور جسکی اسقدر پرستش تھی کہ بیان سے باہر ہے کیسے پاؤں کے نیچے مسیح موعود نے

۹- مسیح آ بھی جائیگا۔ تو بھی لوگ اپنے کھانے پینے کھیتی باڑی کرنے اور مکانوں کی عمارت میں برابر مشغول رہینگے اور وہ اُس کی شناخت سے بے خبر رہینگے دیکھو صفحہ ۲۲ کتاب مذکور۔

یہ امر بھی کیسا بین اور ظاہر ہے کہ مسیح اُن میں آیا اور وہ اپنے دنیاوی کاروبار میں مصروف رہے اور اُس بڑی نعمت سے محروم رہے جسکو لاکھوں کروڑوں آنکھیں ترستی رہکر اُن کی روحیں مٹی کے پہاڑ کے نیچے جا بسیں +

۱۰۔ دنیا کے لوگ ایسے خواب غفلت میں مست ہونگے کہ انکو بالآخر موجودہ انتظامات کا اُلٹ پلٹ ہو جانا اور زلزلہ تمدنی اصلاحات کا وقوع میں آنا اُن کو ایسا متنبہ اور خبردار کر دیگا کہ اُن کو یقین آجائیگا کہ حج یعنے حکم عما نوایل آگیا ہے دیکھو صفحہ ۲۵ کتاب مذکور +

دوم رسالہ موسومہ نشان قیامت لکھنؤ مورخہ ۱۹۱۳ء میں یوں لکھا ہے جو حال میں چھپا ہے +

ہماری آنکھوں کے روبرو ایام مصیبت کا ہولناک منظر پیش ہے اور بلاشک علامات قرب قیامت کا دُنیا میں پورا پورا نظر آتا ہے اِس امر کی صاف شہادت اور بین ثبوت ہے کہ اب خداوند کا یوم عدالت یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ روز قیامت بالکل قریب آپہنچا ہے جب ہم روزانہ اخبارات کو اُٹھا کر دیکھتے ہیں تو ہماری آنکھیں ہم کو یہی دکھاتی ہیں کہ آجکل کے اخبارات وحشت انگیز جنگ وجدل اور وحشت خیز واقعات قتل سے پُر رہتے ہیں جو فی الحال چار دانگ عالم میں واقع ہو رہے ہیں اور روز بروز بجائے کمی کے ترقی ہوتی جاتی ہے اور یہ عالمگیر آگ بجھتی نظر نہیں آتی۔ دلیرانہ قزاقی کے واقعات متواتر وقوع میں آرہے ہیں۔ سٹرائک یعنے انکار کے کام چھوڑ دینا اور تنخواہ کی ترقی کے لئے جھگڑا کرنا تو بالکل عام ہو رہا ہے۔ چوری اور قتل کی کثرت ہے جن لوگوں کے سروں پر شیطان سوار ہے وہ عورت مرد اور ننھے بچوں کی جانیں لینا مردانگی تصور کر رہے ہیں اور یہ مظلوم اُن ظالموں کے ہاتھوں سے شکار ہو کر ذبح ہو جاتے اور ہمیشہ کے لئے خاموشی کی میٹھی نیند سو جاتے ہیں۔ یہ تمام واقعات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد اب بالکل قریب ہے۔ جب اس قسم کی تعلیم دی جاتی ہے کہ ضرورتوں نے انسان کو خدا کی فرمانبرداری سے آزاد کر دیا ہے تو فرائض کے نتیجہ خیز اثر ضعیف و ناتوان ہو جاتے ہیں اور بے انصافی کے طوفان کے بھیانک دُنیا پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ شرارت آوارگی اور بدذاتی ہمارے سروں پر ایک غرق کر دینے والی موج کی طرح بڑھتی چلی آرہی ہے۔ شیطان گھر گھر اپنا جال پھیلا رہا ہے یہانتک کہ ابلیس کے ملعون نشان مسیحی گھروں میں نظر آنے لگے ہیں۔ نظر غور سے

اگر ملاحظہ فرمائیے تو ہر طرف حسد۔ شکوک۔ ریاکاری جھگڑے نظر آتے ہیں +

شیطان اپنی قوت جگہ جگہ پر ہزاروں طرح سے عمل میں لا رہا ہے۔ کہیں نوجوانوں اور مصائب خشکی و تری پر۔ کہیں بڑی بڑی آتش زدگیاں کہیں آندھی اور ہولناک ژالہ باری کے طوفان۔ تند و تیز ہوائیں۔ سیلاب۔ طوفانِ عظیم۔ جوار بھاٹہ یا تلاطم۔ اور کہیں زلزلوں کی صورت میں وہ اپنی قوت آزمائی میں مصروف ہے۔ پہلے تو وہ کھیت کی فصل کو صاف کر دیتا ہے۔ پھر قحط اور اس کے ساتھ ساتھ پریشانی آموجود ہوتی ہے۔ جب وہ ہوا کو مہلک اجزا سے آلودہ کر دیتا ہے تو ہزارہا جانیں وبا سے فنا ہو جاتی ہیں شیطان کا قہر متواتر آفت زدہ صورت میں ترقی کرتا جائیگا۔ یہانتک کہ انسان اور حیوان دونوں ہی کی ہلاکت ہوگی۔ زمین ماتم کرتی ہے اور پژمردہ ہوئی جاتی ہے دنیا کے مغرور انسان ضرور سوکھ جائینگے۔ زمین بھی اپنے بسنے والوں کے سبب سے ناپاک ہو گئی ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے شریعت کی عدول حکمی کی۔ قوانین کو بدل ڈالا اور ابدی عہد کو توڑ ڈالا ہے۔

یسعیاہ باب ۲۴۔ آیت ۴ و ۵ +

علم روحانی کی ترقی کے ساتھ ساتھ دنیوی علم نے بھی ترقی کی ہے۔ جس کی ایک مختصر فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ہم اس فہرست کو امریکن انسائیکلوپیڈیا سے نقل کر کے یہاں درج کرتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ تمام عالم کے جزو و کل معاملات یہی ہیں۔ نہیں اس کے علاوہ اور صدہا ایجادیں ہیں جن کو ہم یہاں طوالت کے باعث لکھنا پسند نہیں کرتے صرف چند نام ایسی چیزوں کے جو گذشتہ صدی میں ایجاد ہو کر دنیا میں رائج ہوئیں درج کئے جاتے ہیں +

۱۷۸۳ء میں پہلا غبارہ تیار ہوا +

۱۷۹۸ء میں جلانے کا گیس تیار ہوا +

۱۸۰۳ء میں اسپاتہ کا قلم بنایا گیا +

۱۸۰۷ء میں پہلا اگن بوٹ تیار ہوا +

۱۸۱۱ء میں دُخانی چھاپہ خانہ تیار ہوا +

۱۸۱۵ء میں سات ضرب کا تنچہ تیار ہوا +

سنہ۱۸۲۳ء میں سونے کے نب یعنے قلم کی زبان بنائی گئی +

سنہ۱۸۲۵ء میں ریل گاڑی ایجاد ہوئی +

سنہ۱۸۲۹ء میں دیا سلائی بنی +

سنہ۱۸۳۷ء میں تار برقی یعنے ٹیلیگراف بنایا گیا +

سنہ۱۸۳۹ء میں فوٹوگرافی یعنے عکسی تصویر سازی رائج ہوئی +

سنہ۱۸۴۵ء میں الکٹرک لائیٹ یعنے بجلی کی روشنی ایجاد ہوئی +

سنہ۱۸۴۷ء میں سینے کی کل بنائی گئی +

سنہ۱۸۷۶ء میں ٹیلیفون تیار ہوا +

سنہ۱۸۸۷ء میں فونوگراف ہوا +

ریل گاڑی ٹرام گاڑی۔ اگن بوٹ۔ تار برقی وغیرہ سے آجکل خاص وعام کو بیحد فائدہ پہنچ رہا ہے۔ یہ تمام نئی ہی ایجادیں ہیں جن کا ہمارے بزرگوں کے زمانہ میں وجود تک نہ تھا اب ہمارے استعمال میں ہیں۔ یہ پہلے کیوں نہ ایجاد ہوئیں اور اب کیوں بن گئیں اور کیوں روز بروز ان میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جب یہ سوال اپنی طبیعت سے کیا جاتا ہے تو اس کا جواب بہت ہی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کا معقول جواب یہ ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے اور خداتعالیٰ کا یہ فرمان جو حضرت دانیال علیہ السلام کی معرفت عطا ہوا تھا اب پورا ہو رہا ہے +

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اوپر آسمان پر اور نیچے زمین پر نشانیاں دکھاؤنگا۔ اعمال باب ۲ آیت ۱۷ و ۱۹ +

جناب مسیح کے شاگردوں نے پوچھا کہ ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہونگی اور تیرے آنے اور دنیا کے اخیر ہونے کا کیا نشان ہوگا۔ متی باب ۲۴ آیت ۳۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہونگے۔ اور زمین پر قوموں کو تکلیف ہوگی کیونکہ وہ سمندر اور اس کی لہروں کے شور سے گھبرا جائینگی اور ڈر کے مارے اور زمین پر آنے والی بلاؤں کی راہ دیکھتے لوگوں کی جان میں جان نہ رہیگی اور اس وقت لوگ ابن آدم کو قدرت اور بڑے جلال کے ساتھ بادل میں آتے دیکھینگے۔ لوقا باب ۲۱ آیت ۲۵ تا ۲۷ +

زلازل۔ جناب مسیح کے شاگردوں نے ان سے پوچھا کہ تیرے آنے اور دنیا کے آ

ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جگہ جگہ بڑے بڑے بھونچال آئینگے۔ جناب
مسیح کی یہ پیشگوئی پوری ہوتی جاتی ہے سنہ ۱۷۰۰ قبل از مسیح سے سنہ ۹۶ء تک کل ۱۷۹۶ برس
ہوتے ہیں اس عرصہ میں ہر ۱۱۲ برس کے بعد تواریخ میں ایک زلزلہ کا بیان پایا جاتا ہے یعنے
اتنے برسوں میں سولہ زلزلے آئے سنہ ۹۶ء سے سنہ ۱۸۵۰ء تک ۲۰۰ بھونچال آئے یعنے ۱۷۵۴
برس میں ہر آٹھ برس کے بعد ایک زلزلہ آیا۔ سنہ ۱۸۵۰ء سے سنہ ۱۸۶۵ء تک ۱۵ برس ہوتے ہیں اس
پندرہ برس کے عرصہ میں پندرہ بھونچال آئے یعنے ہر سال ایک زلزلہ آیا۔ سنہ ۱۸۶۵ء سے سنہ ۱۸۶۸ء
تک تین سال ہوتے ہیں جن میں پندرہ زلزلے آئے۔ یعنے ہر سال پانچ بھونچال آئے لیکن
سنہ ۱۹۰۲ء میں تمام دنیا میں پانچ ہزار سے زیادہ زلزلے آئے جو سرکاری فہرست میں درج کیے گئے
سنہ ۱۸۶۸ء میں ایک لاکھ آدمی بھونچال سے ہلاک ہوئے۔ لزبن کے زلزلہ میں نوے ہزار آدمی
مرے سنہ ۱۹۰۸ء میں مسینا کے بھونچال سے دو لاکھ آدمی ہلاک ہوئے۔ یہ صرف امریکہ کے اموات کا
حال ہے جو اموات بذریعہ زلزلہ سنہ ۱۸۰۰ء سے سنہ ۱۹۰۰ء تک ہوئیں دیگر براعظم میں ہوئیں اُن کا شمار
امریکہ اعداد اموات سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ صرف ہندوستان میں ایک کروڑ سے زاید جانوں
کا نقصان ہوا +

سمندر کی لہروں کا شور جناب مسیح نے فرمایا کہ وہ سمندر اور اُس کی لہروں کے شور
سے گھبرا جائینگے۔ اس موقع پر مشہور مشہور آندھیوں کے ذکر اور سیلاب کے دو چار بیان کافی
ہونگے۔ ٹالبیج صاحب کا بیان ہے کہ دریائے گنگا کے دہانے قریب تین ٹاپو ہیں ۵ اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء
کو آدھی رات کے وقت تینوں ٹاپوؤں کے باشندے پانی پانی کہہ کر چلا اُٹھے اور سمندر کی زور آور
لہروں نے اُٹھکر اُن تینوں جزیروں کو سمندر کے پانی سے بھر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین لاکھ
چالیس ہزار باشندوں میں سے دو لاکھ پندرہ ہزار آدمی ڈوب گئے صرف وہی لوگ بچے جو
اونچے اونچے درختوں پر چڑھ گئے تھے +

نیویارک ٹربیون جو ایک مشہور و معروف اخبار ہے۔ اُس کے ایڈیٹر کا بیان ہے کہ سمندر کی
موجوں سے جو سیلاب آیا کرتے ہیں۔ اُن کی بابت جہانتک ہم نے پڑھا ہے سب سے زیادہ
مشہور وہ سیلاب تھا جو کہ سنہ ۱۸۶۸ء میں سینٹ طامس اور اُس کے آس پاس کے جزائر میں
آیا تھا۔ اُس کی لہر ۳۰ ہاتھ سے بھی اونچی تھی۔ جن لوگوں نے ایسی لہروں کو دیکھا ہے اُنکا بیان

ہے کہ ایسے موقع پر سمندر کا شور نہایت ہی خوفناک اور مہیب ہوتا ہے ۱۸۷۶ء میں پیرو اور بولیویا میں ایک لہروں کا سیلاب آیا جس سے ۲۰۰۰۰ جانیں تلف ہوئیں۔ اور چھ کروڑ روپیہ کا مال و اسباب برباد ہوا۔ ابھی چند سال ہوئے کہ امریکہ کا ایک بہت بڑا شہر جسکا نام گالویسٹن تھا ایک دہشتناک بحری سیلاب سے غارت ہو گیا۔ اس سیلاب عظیم سے ہزارہا انسان ہلاک ہوئے اور کروڑہا روپیہ کا نقصان ہوا۔ ایسی آفتوں پر غور اور خوض کر کے کون کہہ سکتا ہے کہ مسیح کی باتیں یعنے پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں +

فصل برباد کرنیوالے کیڑے۔ جناب مسیح کی دوسری آمد سے کچھ قبل جو حال اس عالم کا ہوگا یہ کیفیت حضرت یوایل علیہ السلام کے صحیفہ میں یوں درج ہے کہ افسوس اُس دن کے باعث کیونکہ خدا کا دن نزدیک ہے اور جیسا قادر مطلق کی طرف سے بڑی ہلاکت ہوگی سو اس کی مانند وہ آتا ہے۔ اے بوڑھو یہ سنو۔ اور زمین کے سارے رہنے والو کان دھرو کیا ایسا کچھ تمہارے ایام میں یا تمہارے باپ دادوں کے ایام میں کبھی ہوا تھا۔ جو کچھ چاٹنے والی ٹڈی سے بچا اُسے نگلنے والی ٹڈی نے کھایا۔ اس لئے کہ ایک گروہ میری سرزمین پر چڑھ آیا۔ وے زورآور اور بے شمار ہیں اور اُن کے دانت شیر ببر کے دانت ہیں اور اُن کی ڈاڑھیں شیرنی کی سی ہیں اُنہوں نے میرے تاک کو اُجاڑ ڈالا ہے۔ اور میرے انجیر کے درخت کو توڑ ڈالا ہے۔ اُنہوں نے اُسے بالکل چھیل چھال کر کے ڈال دیا۔ اس کی ڈالیاں سفید کی گئیں کھیت اُجاڑ ہو گئے۔ زمین روتی ہے کہ غلہ خراب ہو گیا۔ اے کھیتی کرنے والو تم خجالت اُٹھاؤ اے تاکستان کے باغبانوں چلاؤ گیہوں اور جو کے سبب سے تاک خشک ہو گیا۔ انجیر کے درخت مرجھا گئے۔ انار اور خرما اور سیب کے درخت ہاں میدان کے سارے درخت مرجھا گئے۔ ہاں بنی آدم کے درمیان سے خوشی بھی مرجھا گئی۔ یوایل نبی باب ۱ +

اس میں کچھ شک نہیں کہ مذکورہ بالا پیشگوئی آجکل اکثر پوری ہوا کرتی ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ سائنٹیفک امریکن اخبار میں کیڑے مکوڑوں کے ساتھ کاشتکاروں کی لڑائی کے عنوان کا ایک مضمون درج کیا گیا تھا جس میں یوں لکھا تھا کہ قریب قریب پچاس برس سے کاشتکاروں کی مدد کرنے کی بہت سے عالم اشخاص کوشش کر رہے ہیں ہر سال موسم بہار [illegible] تک کیڑے مکوڑوں کے ساتھ لڑائی ہوتی رہتی ہے۔ پھر بھی جب تک فصل کو نگ

گھر میں نہ رکھ دی جائے کاشتکار ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ فصل برباد ہو جائیگی یا نہیں +
باوجود علما اور حکماء کی بیحد کوشش کے کبھی کبھی تو ہلاک کرنے والے کیڑے مکوڑے اس کثرت سے پیدا ہو جاتے ہیں کہ فصل کو بے حد نقصان ہوتا ہے۔ ایک سال ایک قسم کا کیڑا آلو کی فصل برباد کر دیتا ہے تو دوسرے سال دوسری طرح کا کیڑا گیہوں کو خراب کر ڈالتا ہے اور تیسرے برس کسی اور قسم کا کیڑا کچھ اور نقصان کر جاتا ہے اور یوں ہی ہر سال امریکہ میں کسی نہ کسی جگہ فصل کا نقصان ہوتا ہی رہتا ہے گرمی میں کیڑے مکوڑوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھیتوں میں آتے رہتے ہیں اور اس قدر ترقی کرتے ہیں کہ ایک ہی موسم میں ایک کیڑے سے پچاس لاکھ یا اس سے بھی زیادہ کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں +
جبکہ کیڑوں کی یہ کثرت ہے تو واقعی آدمی کو اُنکے دفع کرنے کے لئے بے حد تدابیر سوچنا اور کرنا پڑتی ہیں اور سچ مچ انسان اور کیڑوں میں ایک جنگ عظیم رہتی ہے۔ ایسی حالت میں انسان اپنے اس کثیر التعداد غنیم کی طرف سے کیسے مطمئن رہ سکتا ہے اور جب یہ حالت پیدا ہو گئی کہ اطمینان جاتا رہا اور غنیم کی تعداد نے ترقی پر ترقی کی تو حضرت یوایل علیہ السلام کے صحیفہ کی وہ عبارت کہ بنی آدم کے درمیان سے خوشی مرجھا گئی بالکل درست راست ثابت ہوتی ہے +

جگہ جگہ کال اور مری ۔ اس دنیا کے پرانے ہو جانے کا ایک صاف صریح ثبوت یہ ہے کہ بہت سے مقامات میں آجکل فصل بالکل نہیں ہوتی اور جہاں کہیں زراعت نظر آتی ہے تو اس شد و مد اور کثرت سے نہیں جیسے اگلے زمانہ میں ہوتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی پیشگوئی کہ جگہ جگہ کال اور مری پڑیگی پوری ہو گئی۔ اگر ہم تواریخ اُٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ۱۷۹۰ء سے ابتک ۳۵ کال سخت پڑ چکے ہیں جس میں سے چالیس یا کچھ زیادہ ہندوستان میں پڑے ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۰ء کے قحط میں ہزارہا انسان اس ملک میں بھوک سے مر گئے اور قریب ہر سال کہیں نہ کہیں ہندوستان میں قحط موجود رہتا ہے۔ لیکن **ان آخری دنوں میں ساری قوموں میں بڑی جنگ** ہو گی اور ایام جنگ میں جو سخت کال پڑیگا اُس کے مقابلہ میں یہ سب قحط ہیچ ہیں +
آجکل جو بیحد موتیں طرح طرح کی بیماریوں اور وباؤں سے ہو رہی ہیں ان کی نسبت تو زیادہ

بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ یہ زمانہ بیماری ہی کا زمانہ ہے چاروں طرف ہیضہ۔ چیچک۔ بخار۔ اور طاعون موجود ہیں۔ جن سے ہر سال لاکھوں جانیں تلف ہوتی ہیں اور یہ ایک خاص نشان ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کی دوسری آمد بالکل ہی نزدیک ہے خداوند اپنے وعدے میں دیر نہیں کرتا جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ تمہارے بارے میں تحمل کرتا ہے اِس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا ہے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچے۔ لیکن خداوند کا دن چور کی طرح آجائیگا اُس دن آسمان بڑے شور وغل کے ساتھ برباد ہو جائینگے اور عناصر حرارت کی شدت سے پگھل جائینگے اور زمین اور اُس پر کے کام جل جائینگے لیکن اس وعدے کے موافق ہم اِس نئے آسمان اور نئی زمین کا انتظار کرتے ہیں جن میں راستبازی بسی رہیگی۔ ۲ پطرس باب ۳۔ آیت ۹ سے ۱۲ تک +

۲۸ دسمبر ۱۹۰۸ء کی شب کو جزیرہ تا اٹلی وجزیرہ تا سسلی میں خدا تعالیٰ کے غضب کا زلزلہ شدید کی صورت میں ظاہر ہوا جو ایسا سخت تھا کہ تاریخ دنیا اُس کی نظیر پیش کرنے سے ساکت ہے۔ بڑے بڑے مورخ حیران اور عالمانِ علم طبیعات انگشت بدنداں ہیں کہ وہ ملک جس کے لوگ ایک راحت اور سرور کی زندگی بڑی بے فکری سے بسر کرتے تھے اُس کے لاکھوں آدمی ایک ہی شب میں تباہ و برباد ہوگئے اور اُن کا نام ونشان مٹ گیا۔ شام کو جو لاکھوں روپیہ کے مالک تھے۔ صبح کو ایک پیسہ کے محتاج نظر آتے تھے۔ وہ جن کے گھروں میں سینکڑوں روٹیاں کھاتے تھے وہ روٹی کے ایک لقمہ کو ترس رہے ہیں۔ وہ جن کے لباسوں سے ٹرنک کے ٹرنک بھرے ہوئے تھے اب وہ ایک چیتھڑے کے محتاج نظر آتے ہیں۔ بھائی کو بھائی کا اور باپ کو بیٹے کا کچھ خیال نہیں۔ مائیں اپنے بچوں سے لاپروا اور خاوند اپنی بیویوں سے بےفکر اُن کو اپنی جان کے بچانے کے لالے پڑ گئے تھے۔ وہ عمارتیں جو شام کو سر آسمان سے ٹکراتی تھیں صبح کو زمین پر کھنڈرات کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ باغات ویران۔ مرغزار جنگل ہوگئے +

غرضیکہ ایشیا میں زلزلے شدید آئے۔ یوروپ میں آئے۔ امریکہ میں آئے۔ اور دنیا کے مختلف حصص میں طرح طرح کی تباہیاں آئیں۔ کیا مسیح موعود نے نہیں کہا تھا اور کیا تم نے حقیقت الوحی میں لکھا نہیں دیکھا۔ "یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور سے زلزلہ کی خبر دی ہے۔

بعض اُن میں سے قیامت کا نمونہ ہونگے۔ اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہ ہونگے اور اس قدر تباہی آئیگی۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی ہی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان بھی ہولناک صورت میں پیدا ہو جائینگی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُنکا پتہ نہ ملیگا۔ ۔ ۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی۔ اے یوروپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کر سکتا میں شہروں کو گرتے ہوئے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے بہت بُرے کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا۔ وہ اب ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں وہ سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ +

عیسائیوں کے ان تمام علامات کا ظہور ہو چکا اور جس کی انتظار کرتے ہیں وہ چور کی طرح بادلوں سے آکر چلا بھی گیا مگر یہودیوں کی طرح ایلیا کا انتظار کرتے کرتے مسیح ناصری سے منکر رہے اسی طرح مسیح آخری زمانہ کے منکر منتظر رہکر مر جائینگے اور اب کوئی مسیح قیامت تک نظر نہیں آئیگا +

مناجات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھکو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمتگذار

اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھکو نہیں تجھ بن بکار

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا
ساری تدبیروں کا خاکہ اڑ گیا مثلِ غبار

سرزمینِ ہند میں ایسی ہے شہرت مجھکو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

جسکو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جسکو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار

میں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اک نشاں
جسکو تو نے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار

عزت و ذلت یہ تیرے حکم پر موقوف ہیں
تیرے فرماں سے خزاں آتی ہے اور بادِ بہار

میرے جیسے کو جہاں میں تو نے روشن کر دیا
کون جانے اے مرے مالک ترے بھیدوں کی سار

تیرے اے میرے مربی کیا عجائب کام ہیں
گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھکو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
کون ہوں تا رد کروں حکمِ شہِ ذی الاقتدار

اب تو جو فرماں ملا اس کا ادا کرنا ہے کام
گرچہ میں ہوں بس ضعیف و ناتوان و دل فگار

چرخ تک پہنچے ہیں میرے نعرہ ہائے روز و شب
پر نہیں پہنچی دلوں تک جاہلوں کے یہ پکار

ہائے میری قوم نے تکذیب کر کے کیا لیا
زلزلوں سے ہو گئے صدہا مساکن مثلِ غار

کیا وہ سارے مرحلے طے کر چکے تھے علم کے
کیا نہ تھی آنکھوں کے آگے کوئی رہِ تاریک و تار

اس قدر ظاہر ہوئے ہیں فضلِ حق سے معجزات
دیکھنے سے جنکے شیطاں بھی ہوا ہے دل فگار

پر نہیں اکثر مخالف لوگوں کو شرم و حیا
دیکھ کر سو سو نشاں پھر بھی ہے توہین اُن کا شعار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
ا[illegible] کے بندوں کی اب سب ہے بیکار

قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے ‏ — چھا رہا ہے ابرِ یاس اور رات ہے تاریک و تار

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر ‏ — پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا ‏ — آ گیا اس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار

اے خدا بن تیرے ہو یہ آب پاشی کس طرح ‏ — جل گیا ہے باغِ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو ‏ — ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ ‏ — مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

اب نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں ‏ — اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے ‏ — گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ حق کی ہوا ‏ — دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے ‏ — ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع ‏ — پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج ‏ — نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے ‏ — وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا ‏ — پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

اے مکذب کوئی اس تکذیب کا ہے انتہا ‏ — کب تلک تو خوئے شیطاں کو کریگا اختیار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح ‏ — خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

گلشنِ احمد بنا ہے مسکنِ بادِ صبا ‏ — جس کی تحریکوں سے سنتا ہے بشر گفتارِ یار

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب ‏ — وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

اے فقیہِ عالمو مجھ کو سمجھ آتا نہیں ‏ — یہ نشانِ صدق پا کر پھر یہ کیں اور یہ نقار

پھر عجب یہ علم یہ تنقیدِ آثار و حدیث ‏ — دیکھ کر سو سو نشاں پھر کر رہے ہو تم فرار

سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے ‏ — راہِ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہو امیدوار

اُنیسویں فصل

اس بارہ میں کہ آیا قرآن کریم میں کتب سابقہ واحادیث وآثارِ صحابہ یا اقوالِ آئمہ میں ایسا کوئی ثبوت ہی جن سے صریح حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کی دلیل ملتی ہو

جب کثیر علاماتِ ظہورِ مہدی کی ظاہر ہو چکیں۔ تو اب ہم اس فصل میں دکھلانے ہیں کہ کوئی ایسی حدیثیں یا آثار یا اقوال آئمہ موجود ہیں۔ جن کا اطلاق خاص حضرت مرزا صاحب کی ذاتِ پاک پر صادق ہو۔ سو واضح ہو کہ جہاں تک ہم نے کتابوں کا مطالعہ کیا ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض ایسی آیات وحدیثیں وغیرہ بھی ہیں۔ جو بالخصوص حضرت مرزا صاحب کی ذات کے متعلق ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الحقیقت یہی صاحب ہیں۔ جن کا وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ آخری زمانہ میں مسیح و مہدی معہود ہونگے۔ سنو اور غور کرو ہم نمبروار ذیل میں درج کرتے ہیں +

ا ثبوت کہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کا مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ سورۃ الجمعہ۔ یعنے ایک دوسرا گروہ بھی ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مکتب سے فیض پائیگا۔ اور وہ لوگ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملحق ہو جائینگے۔ اور یہ بات خدا تعالیٰ سے بعید نہیں۔ کیونکہ وہ عزت والا خدا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور غالب خدا ہے۔ جس امر کو کرنا چاہتا ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور وہ حکیم ہی۔ اس کا کوئی فعل عبث نہیں کہلا سکتا جسکو قائل اور لائق

سمجھتا ہے چن لیتا ہے۔ اس آیت کا شان نزول حدیث ذیل سے ظاہر ہے:۔

حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَبْدُ اللہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ ھُمْ یَارَسُوْلَ اللہِ فَلَمْ یُرَاجِعْہُ حَتّٰی سَاَلَ ثَلٰثًا وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

بخاری نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورہ جمعہ اور آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اتری تو میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم وہ کون ہیں اس کا جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ تین بار عرض کیا گیا۔ اُس وقت ہم میں سلمان فارسی موجود تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان پر اپنے ہاتھ رکھ کر کہا کہ اگر ایمان ثریا تک چلا گیا ہوگا تو ان میں سے بعض شخص یا ایک شخص اُتار کر لائیگا۔ دیکھو بخاری مطبوعہ احمدی پریس صفحہ ۷۲۷ پس اس آیت کے مصداق اہل فارس ہیں ہم مفصل پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب فارسی النسل ہیں جس کی تصدیق الہام الٰہی سے بھی ہو چکی ہے

۲- اظہار علی الدین کلہ کا ثبوت

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ یعنے اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اپنے رسول کو بھیجا ہے تاکہ کل ادیان باطلہ پر اس کو غالب کرے خواہ مشرک بُرا ہی مناویں یہ ایک آیت ہے جس میں بکمال وضاحت ثابت ہے کہ اس اظہار علی الدین کلہ کا مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں کیونکہ آجتک بہت لوگ مباحثات کرتے رہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ بعض علماء اسلام بعض حالتوں میں دیگر مذاہب کے لوگوں پر غالب بھی آتے رہے ہیں لیکن اس قسم کے دندان شکن اور مسکت جواب کسی نے نہیں دئے صرف جوابوں تک ہی نوبت نہیں رہی بلکہ ایسی کاری ضرب لگائی ہے کہ تمام مذاہب کی بیخوں کو کاٹکر پھینکدیا ہے اور کوئی مذہب اس

کے مقابلہ میں نہیں ٹھیر سکتا۔ دیکھو سورہ صف۔ اور اس آیت کی نسبت قریباً سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ غلبہ دین مسیح موعود کے وقت میں ہوگا۔ سوہم علانیہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب تمام ادیان باطلہ پر ایسے غالب آگئے ہیں کہ کوئی ان کے مقابل میں دم نہیں مار سکتا۔ بلکہ انکی جان بچانا مشکل ہوگیا ہے اور حدیث ذیل بھی اس کی تائید کرتی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَیُهْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ اَلْحَدِیْث رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُد یعنے ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ مسیح کے زمانہ میں اسلام کے سوا باقی سب ملل باطلہ ہلاک ہوجائینگے۔ دیکھو ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۳

۳۔ نام کی مطابقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے۔ اور ان کا الہامی یا آسمانی نام احمد ہے۔ اور اسی نام احمد پر بیعت لیتے ہیں جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا وَلَا تَنْقَضِیْ حَتّٰی یَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیْ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ دوسری روایت میں ہے رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ +

احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہوگی۔ اور نہ گذر جائیگی تاوقتیکہ ایک شخص میرے اہل بیت یا امت سے پیدا نہ ہووے جو مالک ہو جائے اور جس کا نام میرے نام کے ساتھ ملتا ہوگا۔ دیکھو مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۷۰ +

نواب صدیق حسن خانصاحب لکھتے ہیں کہ اکثر حدیثوں میں محمد اور بعض میں احمد نام آیا ہے دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۱ +

چونکہ اس زمانہ میں جنگ و جدال نہیں ہونا تھا اس لئے احمد نام کا ظہور ظلی پر ہونا ضروری تھا لہذا اس مجدد کا نام احمد ہی صحیح ہے +

۴۔ حلیہ بھی بالکل مطابق ہے۔ کیونکہ جو حلیہ حدیثوں میں آیا ہے۔ وہ سب ان میں پایا جاتا ہے۔ دیکھو حدیث ذیل۔

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ اَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ امام بخاری نے عبد اللہ سے روایت کی ہے

ثنا موسیٰ عن نافع قال قال عبد اللہ ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما بین ظہرانی الناس المسیح الدجال فقال ان اللہ لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافیۃ و ارانی اللیل عند الکعبۃ فی المنام فاذا رجل آدم کاحسن ما تری من آدم الرجال تضرب لمتہ بین منکبیہ رجل الشعر یقطر رأسہ ماء واضعا یدیہ علی منکبی رجلین وھو یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح بن مریم ثم رأیت رجلا ورائہ جعدا قططا اعور عین الیمنی کاشبہ من رأیت بابن قطن واضعا یدیہ علی منکبی رجل یطوف بالبیت فقلت من ھذا فقالوا ھذا المسیح الدجال تابعہ عبید اللہ عن نافع رواہ البخاری

کہ ایک روز لوگوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اللہ اعور نہیں ہے۔ اور مسیح الدجال داہنی آنکھ سے کانا ہے گویا کہ اُس کی آنکھ کا ٹینٹ نکلا ہوا ہے اور مجھے خواب میں رات کے وقت کعبہ کے نزدیک دکھلایا گیا کہ ایک آدمی عمدہ گندمی رنگ ہے۔ جیسے کہ گندمی آدمی دیکھنے ہو۔ اُس کے سر کے بال اُس کے کندھوں کے مابین لٹکے ہوئے تھے۔ اور بالوں سے پانی ٹپکتا تھا۔ اور دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ اور بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو کہا گیا کہ یہ مسیح بن مریم ہے۔ پھر میں نے ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے بال بہت گھنے تھے۔ اور داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ گویا اُس کی شکل ابن قطن سے ملتی تھی۔ ایک آدمی کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ اور بیت اللہ کا طواف کرتا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ تو کہا گیا کہ یہ مسیح الدجال ہے۔ دیکھو بخاری جلد اوّل صفحہ ۴۸۱ +

اِس حدیث میں گندمی رنگ اور بال سیدھے بتائے گئے ہیں۔ یہ دونوں باتیں حضرت مرزا صاحب میں موجود ہیں ÷

صاحب اقتراب الساعۃ اپنی کتاب میں مہدی کا حلیہ یوں لکھتے ہیں ÷

گندم رنگ۔ گوشت کم۔ میانہ قد۔ کشادہ پیشانی۔ اونچی ناک۔ پتلا بانسا۔ کمان ابرو۔ دونوں لبوں میں فرق۔ بڑی آنکھ۔ سیاہ چشم سُرمگیں۔ چمکدار دانت۔ مُنہ ایسا روشن جیسے چمکتا ہوا تارہ۔ گھنی ڈاڑھی۔ کشادہ ران۔ رنگ عربی۔ بدن اسرائیلی۔ زبان میں بوجھ۔

دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۳۔ بعض اور الفاظ بھی ہیں۔ مگر چونکہ اُنہوں نے مختلف روایات سے بیکر حلیہ لکھا ہے۔ حالانکہ اکثر روایات مخدوش و موضوع ہیں۔ اِس لیے اُن کے ہر لفظ کی تائید یا تصدیق نہیں ہوسکتی جو علامات اِن میں نہیں ہیں۔ وہ پہلے بعض لوگوں میں پائی گئی ہیں۔ جن کا ذکر ہم مہدیوں میں کر آئے ہیں اِس لئے یہ سب باتیں جو ہم نے اوپر لکھی ہیں۔ وہ سب موجود ہیں جس نے دیکھنی ہوں خود آنکر دیکھ لے +

۵۔ دمشق سے عین مشرق کو حضرت مرزا صاحب کا نزول فرمانا۔ جیسے کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے

يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرَاقِيَّ دِمَشْقَ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ ؛	طبرانی نے اوس بن اوس سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ بن مریم دمشق کی مشرق کی طرف ایک روشن منارہ کے قریب نازل ہونگے

دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ +

دوسری حدیث میں ہے:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ مَرْيَمَ يَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرَاقِيَّ دِمَشْقَ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ ؛	یعنے ابن عساکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے ابن مریم کو منارۃ البیضا کے نیچے سے جو دمشق کی مشرق کی طرف ہے

نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ +

قادیاں دمشق کے عین مشرق کو ہے

یہ امر بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا۔ کیونکہ قادیاں شہر دمشق سے عین مشرق کیطرف ہے۔ کرہ ارضی دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیاں اور دمشق ایک ہی خط عرض بلد پر واقع ہیں صرف آدھے درجہ کا فرق ہے۔ اور یہی شرق لفظ عند جو حدیث میں ہے۔ ظاہر کرتا ہے کیونکہ حدیث میں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے وہ اُنکا ایک ہی خط میں ہونا پایا جائے قادیاں عرض بلد کے ۳۱ درجہ سے کسی قدر اوپر ہے اور دمشق ۳۳ درجہ سے کسی قدر نیچے۔ دیکھو کرہ ارض۔ مزید براں یہ بات صرف احادیث ہی سے ثابت نہیں بلکہ توریت شریف سے بھی

ظاہر ہے دیکھو کتاب یسعیاہ نبی باب ۴۱ *

خاموش ہو جاؤ میرے آگے اے جزیرو اور امتیں سر نو سر سبز ہونگی۔ اور قوت پکڑینگی۔ وے قریب پہنچینگے۔ پھر سب ایک بات پر متفق ہونگے۔ ہم فیصلہ کے قریب آئینگے کس نے مبعوث کیا مشرق کی طرف سے صادق کو *

۶۔ دین کے علم کا اس بزرگ کے ذریعہ سے اشاعت پانا۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ چنانچہ فصل الخطاب میں لکھا ہے *

وَقَدْ جَاءَ فِي الْخَبَرِ اَنَّهُ سَيَظْهَرُ الْعِلْمُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ وَيَقْتُلُ النَّاسُ عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ حَتّٰى تَتِمَّ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ	حدیث میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں اللہ تعالے علم ظاہر کریگا۔ اور لوگ امر اللہ یعنے امام کے ساتھ جھگڑا کرینگے۔ یہانتک کہ اللہ تعالے

اپنے بندوں پر حجت پوری کر دیگا۔ دیکھو فصل الخطاب صفحہ ۱۷۷ *

اب ہم دیکھتے ہیں کہ سوائے حضرت مرزا صاحب کے کون شخص ہے جس نے علم کے اسرار کو اس قدر افشا کیا ہو اور جس نے کل مخلوقات پر حجت پوری کر کے ملزم کیا ہو اور لوگ ان سے جھگڑتے اور لڑائیاں کرتے ہوں۔ صرف یہی ایک جوانمرد ہیں جن کے سر پر اس فخر کا تاج پہنایا گیا

۷۔ کسر صلیب

کسر صلیب بھی اسی امام برحق کے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ جیسے کہ حدیث بخاری میں وارد ہے۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا۔ يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ الْحَدِيْث	سو کون نہیں جانتا کہ جس قدر صلیبی مذہب کے بخیے اس بزرگ نے اُدھیڑے ہیں ابتدائے

دنیا سے اس وقت تک اس کی نظیر نہیں ملتی۔ جس قدر دنیا میں لارڈ بشپ و بشپ تھے۔ سب کو مدعو کیا۔ مگر کسی نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ حال ہی کا ذکر ہے کہ بشپ پنجاب نے خود ہی مسلمانوں کو للکارا اور علانیہ اسلام کے برخلاف لکچر دیئے۔ جب اسلام کے نامی پہلوان یعنے حضرت مرزا صاحب نے اُن کو مخاطب کیا تو ایسا دم دبا کر بھاگا کہ لاہور چھوڑ کر شملہ چلا گیا۔ اور وہاں سے صاف انکار لکھ بھیجا کہ میں اُن کو مخاطب کرنا اور اُن سے بحث کرنا ہرگز نہیں چاہتا۔ یہ کیوں ایسا کیا اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ [illegible] جانتا تھا کہ اس

مقابلہ آسان امر نہیں ہے بلکہ سوائے شکست عظیم کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اسواسطے صاف منکر ہو گیا۔ حالانکہ ہندوستان بھر کی کل انگریزی اخبارات نے زور بھی دیا کہ بحث کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ لیکن اگر شپ صاحب کی جان ہوتی تو کیوں خاموش رہتے سچ ہے۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا۔ اور ابتو بالاتفاق اس قوم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جماعت احمدیہ سے کوئی مباحثہ ومناظرہ نہ ہو۔ بلکہ برخلاف اس کے ہمارا مشن خاص یورپین (۱) عیسائی قوموں کی تبلیغ کے لئے لنڈن میں قائم ہو گیا ہے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے مشہور مشنری اسلام معیت چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے و شیخ نور احمد صاحب اس کام کے سرانجام دہی کے لئے بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں اور لارڈ ہیڈلے بہادر اور چند دیگر یورپین کو مسلمان بھی کر دیا ہے۔ قتل خنزیر بھی انہی کے ہاتھوں سے ہوا۔ جیسے احادیث میں تھا یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ ہم اس بارہ میں مفصل پہلے لکھ چکے ہیں۔ دیکھو بخاری صفحہ ۴۹۰

سَیَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِیْفَۃٌ یَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا یَعُدُّہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَجَابِرٍ	احمد بن حنبل اور مسلم نے ابوسعید اور جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا

کہ مال تقسیم کریگا اور اس کو شمار نہیں کریگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶

یہ صفت بھی بالخصوص حضرت مرزا صاحب میں پائی جاتی ہے کہیں سے روپیہ آتے یا جس قدر لوگوں کو روپیہ دیتے ہیں کبھی بھی اس کا حساب وکتاب نہیں رکھتے۔ اگر کسی خادم نے حساب کا کاغذ بنا کر ان کے پاس بھیجا بھی ہے۔ تو پھر بھی زبانی دریافت فرمایا ہے کہ مجھے اس قدر دینا ہے۔

بعض نادانوں نے اعتراض بھی کئے ہیں کہ یہ حساب کیوں نہیں رکھتے۔ اگر ان کو یہ علم ہوتا کہ مہدی موعود کی صفت خاصہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ سو برس پہلے ہی بتادی تھی کہ وہ حساب وکتاب نہیں رکھینگے۔ تو کبھی بھی یہ بات زبان پر نہ لاتے۔ امید ہے کہ اب وہ اس بات کو سنکر نادم ہونگے۔ اور خداتعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہینگے۔ کہ اس کے ایک فرستادہ پر اپنی نادانی سے ناحق بدظنی کرکے مرتکب گناہ ہوئے۔

(۱) ظلم اور جور کو اٹھا کر اس کی جگہ عدل وانصاف سے زمین کو اس امام برحق نے بھر دیا

دیا ہے جیسے کہ حدیث نبوی میں وارد تھا +

اَلْمَهْدِیُّ اَجْلَی الْجَبْهَةِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَاءُ الْاَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً یَمْلِكُ سَبْعَ سِنِیْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ +

ابو داؤد اور حاکم نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی روشن پیشانی والا اور اونچی ناک والا ہے زمین کو عدل اور انصاف سے ایسا ہی بھر دیگا جس طرح وہ ظلم اور جور سے بھرپور تھی۔ سات سال کے لئے مالک ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹

اس کی تائید بائیبل سے بھی ہوتی ہے چنانچہ یسعیاہ باب ۱۱۔ آیت ۳۔۴ میں ہے۔ وہ خداوند کے خوف کی بابت تیز فہم ہوگا۔ وہ اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے مطابق حاکم نہ کریگا اور نہ اپنے کانوں کے سننے کے موافق فیصل کریگا۔ بلکہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کریگا اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لئے انفصال کریگا۔ دیکھو توریت +

پس اہل دانش پر یہ امر مخفی نہیں کہ ظلم دو ہی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک حق اللہ کی نسبت ظلم اور دوسرا حق العباد کی نسبت ظلم۔ سو یہ دونوں ظلم اس وقت صفحۂ دنیا پر کمال درجہ تک پہنچے ہوئے تھے +

حق اللہ کا ظلم تو یہاں تک تھا کہ غیر مذاہب کا ذکر کرنا تو درکنار۔ خود وہ قوم جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی تھی۔ اور بالخصوص وہ فرقہ جو خالص موحد ہونے کا مدعی تھا اُن کے اعتقادات کی یہ حالت تھی کہ مسیح جیسے عاجز انسان کو خدائی کے صفات دے رکھے تھے۔ اُس کو محی و ممیت۔ حی و قیوم اور خالق اور شافی خدا ہی کی طرح یا اُس سے کسی قدر کم مانتے تھے۔ اور ایک کافر دجال اعور کی نسبت انکا یہ ایمان تھا کہ گویا خدا تعالیٰ اُس کو کچھ عرصہ تک ۴۰ سال کے لئے اپنی خدائی کے کل اختیار دیدیگا اور وہ جسکو چاہیگا زندہ کریگا۔ اور جس کو چاہیگا مار ڈالیگا جس کی نسبت پسند کریگا روٹیاں دیگا۔ جسکو چاہیگا بھوکا رکھیگا جس کی کھیتی میں چاہیگا بارش برسائیگا جس کی کھیتی کو چاہیگا پانی روک کر خشک کر دیگا۔ مُردوں کو زندہ بھی کریگا۔ اور زندوں کو مار بھی دیگا۔ اُس کے ساتھ ساتھ دوزخ اور بہشت بھی ہونگے۔ جسے چاہیگا دوزخ میں ڈالیگا۔ اور جسے چاہیگا بہشت میں داخل کریگا غرض اس قسم کے اعتقادات مسلمانوں کی ذریت میں تھے ان فاسد اعتقادات

کواس امام برحق نے پاش پاش کرکے خدائے قادر ذوالجلال کی عزت اور جبروت کواز سرِ نو دنیا میں قائم کر دیا۔ اور بتا دیا کہ بیچارہ مریم کا بیٹا عام مخلوق کی طرح رحمِ مادر میں ۹ ماہ تک رہکر اور خون حیض سے پرورش پاکر ولادت کے دُکھ در د کو سہہ کر اور پھر معمولی انسانوں کی طرح بچپن سے جوانی تک کھانے اور پینے اور ہگنے اور موتنے اور سونے اور اُٹھنے کا محتاج رہکر صلیب یہود و بیہودوں سے مضروب ہوکر ہاتھوں کے زخموں کا درد برداشت کرکے مرہم حوارین سے شفا پاکر گلیل میں چھپتا ہوا براہ نصیبین و کوہِ نعمان پنجاب سے ہوتا ہوا کشمیر اور تبت میں پھرتا پھراتا ایک دراز عمر کے بعد جاں بحق تسلیم ہوا۔ اور سری نگر محلہ خان یار میں ابتک ایک قبر میں خواب استراحت کر رہا ہے۔ اور دجال کی نسبت دکھا دیا کہ وہ ایک بھاری افسون گر ہے جس نے اپنی بڑی بڑی تدابیر سے مخلوقاتِ خدا کے دلوں میں خدائے لایزال کی عظمت کو اُٹھا کر اپنی عظمت بٹھادی ہے۔ اس امام برحق نے آتے ہی آسمانی حربہ سے جادوئے فرنگ کو ایسا پاش پاش کردیا کہ اُن کا نشان ہی مٹا دیا۔ اور دجال یہاں تک مرعوب ہو رہا ہے کہ وہ اس امام ربانی سے چھپتا پھرتا ہے۔ بلکہ مخبر صادق کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات کی کہ دجال مسیح کے خوف سے پگھلتا جائیگا۔ کامل طور سے صداقت ہو رہی ہے۔ اس وقت پادری لوگ اس امام برحق سے اس قدر مرعوب ہوگئے ہیں کہ چیخ اُٹھے ہیں اور اس امام سے تو الگ اسکی جماعت کے افراد سے بھی بھاگتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بابا ہمارا تم سے کوئی کام نہیں۔ ہم تم کو مخاطب نہیں کرتے +

اور یہ یاد رہے کہ دجال صرف یہی لوگ نہیں۔ بلکہ وہ سب دجال ہیں۔ جن میں دجالیت کی خاصیت آگئی ہے۔ اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ اس وقت دنیا میں کس قدر مکر و فریب ہر کار و بار میں داخل ہوگیا ہے۔ اور بہت ہی کم افراد نظر آتے ہیں کہ جن میں دجالیت نہ پائی جاتی ہو۔ سو دیکھتے ہو کہ امام برحق کی دعا و صحبت سے کس طرح دجالیت رفوچکر ہو رہی ہے +

رہا حق العباد کا ظلم سو اسکو اسطرح اُٹھا یا کہ اول مسلمانوں کے دلوں میں قرآن کریم کی عظمت بٹھانی شروع کی۔ کیونکہ لوگ قرآن کریم کی تعلیم سے بہت دور جا پڑے تھے اور حقوق عباد کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ وراثتِ اناث تو گویا دنیا سے بالکل اُٹھ چکی تھی۔ مساکین و یتامیٰ کی نگرانی مفقود تھی۔ دیانت اور امانت کا نام و نشان نہیں تھا۔ چوری۔ جبر ستانی رشوت وغیرہ کا بڑا ہی گرم بازار تھا۔ غرض اس طرح سے حقوقِ عباد تلف ہو رہے تھے۔ ادھر

امام پاک نے رفتہ رفتہ اپنے انفاس طیبہ کی برکت وتاثیر سے ایک جماعت تیار کی جن سے
اِن سب باتوں کی صفائی کرادی اور اب خدا کے فضل سے یہ جماعت روز بروز ترقی کر رہی ہے
اور عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ تمام روئے زمین پر یہی جماعت غالب ہوگی۔ اور اس جماعت
کے ذریعہ سب ظلمات دُنیا سے مفقود ہو جائینگی۔ چنانچہ اسکا ظہور ہو رہا ہے +

۱۱۔ ایک چھپی ہوئی کتاب کا جس میں ۳۱۳ نام درج ہیں۔ اس امام برحق کے زمانہ میں
ظاہر ہونا اس امر کی کافی دلیل ہے۔ کہ یہی بزرگ تھے۔ جس کی نسبت مخبر صادق نے خبر دی
تھی۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں +

یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدْعَہ یُصَدِّقُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَجْمَعُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ اَقْصَی الْبِلَادِ عَلٰی عِدَّۃِ اَھْلِ بَدْرٍ بِثَلٰثِ مِائَۃٍ وَثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلٍ وَمَعَہٗ صَحِیْفَۃٌ مَخْتُوْمَۃٌ فِیْھَا عَدَدُ اَصْحَابٍ بِاَسْمَائِھِمْ وَبِلَادِھِمْ رَدِیٌّ فِیْ جَوَاھِرِ الْاَسْرَارِ +	مہدی ایک گانوں سے جس کا نام کدعہ یعنے کدیہ یا کادیاں ہے نکلیگا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی تصدیق کریگا اور اُس کے پاس دور دراز شہروں سے اس قدر لوگ جمع کریگا۔ جس قدر کہ بدر کے اصحاب تھے یعنے ۳۱۳ اشخاص ہونگے۔ اور اُس کے ساتھ ایک کتاب مطبوعہ ہوگی جس میں

اُس کے اصحاب کے نام اور اُن کے شہروں کے نام درج ہونگے۔ دیکھو جواہر الاسرار قلمی
یہ پیشگوئی کامل طور سے پوری ہوئی کیونکہ ۳۱۳ نام مطبوعہ بھی اسی امام کے وقت میں ظاہر
ہوئے دیکھو کتاب انجام آتھم جس میں وہ نام معہ اسماء سکونت کے درج ہیں۔ الحمدللہ کہ
راقم آثم کا نام بھی معہ اہلیہ اُس میں درج ہے +

۱۲۔ اس امام کا قادیاں سے بروز ہونا جیسے کہ حدیث سے ظاہر ہے یعنے یَخْرُجُ الْمَھْدِیُّ
مِنْ قَرْیَۃٍ یُقَالُ لَھَا کَدْعَہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
بیان کیا تو سُننے والوں نے اُس کو بوجہ عجمی نام ہونے کے پورا ضبط نہیں کیا۔ اور چونکہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی ربانی سے اُنہی الفاظ میں جو عرف عام میں مشہور تھے یعنے
کادیاں ظاہر کیا گیا۔ اور چونکہ نون غنہ آخر الفاظ عربی میں نہیں ہوتا اس لئے ہائے
مختفی سے ادا کیا گیا۔ اور ہائے مختفی عموماً نون غنہ کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ جیسے خار
پروانہ میں۔ بجائے ہائے کے اظہار کے نون غنہ پڑھا جاتا ہے۔ گویا یوں ہوتا ہے خاماں پروانان

اور راوی کو بجائے ہاء کے بین ظاہر کرنا پڑا۔ یا بوجہ عجمی ہونے کے یاد سے جاتا رہا لہذا کچھ شک نہیں کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قادیاں ہی سے تھی +

۱۳۔ اس امام کیواسطے نماز جمع کی جاتی ہے۔ جیسے کہ حدیث نبوی میں آیا ہے +

اَخرَجَ اَحمَدُ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَنزِلُ عِیسَی ابنُ مَریَمَ فَیَقتُلُ الخِنزِیرَ وَیَمحُو الصَّلِیبَ وَتُجمَعُ لَہُ الصَّلٰوۃُ وَیُعطِی المَالَ حَتّٰی لَا یُقبَلَ وَیَضَعُ الخَرَاجَ وَ یَنزِلُ الرَّوحَاءَ فَیَحُجُّ مِنھَا اَو یَعتَمِرُ اَو یَجمَعُھُمَا	احمد بن حنبل نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوگا اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اور صلیب کو محو کردیگا اور اُس کے لئے نماز جمع ہوا کریگی۔ اور مال دیا کریگا مگر قبول نہ کیا جائیگا اور خراج کو اُٹھا دیگا۔

اور روحا میں آئیگا۔ یا حج کریگا یا عمرہ۔ یا دونوں کو جمع کریگا۔ دیکھو تفسیر روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ ایسا ہی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے۔ دیکھو جلد ۲۔ صفحہ ۳۵۸ +

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو تصنیف میں اس قدر مشاغلت ہے کہ جس کیلئے بہت سا وقت درکار تھا۔ اور نیز وہ اکثر بیمار بھی رہتے تھے۔ اس لئے اُن کے لئے خصوصاً نماز جمع کی جاتی تھی +

۱۴۔ لوگوں کو مقابلہ پر بلا کر ساتھ ہی روپیہ بھی دیا کریگا۔ مگر کوئی مخالف نہیں نکلیگا۔ کہ کہے لاؤ روپیہ ہم مقابلہ کو تیار ہیں۔ جیسے حدیث شریف کے الفاظ یُعطِی المَالَ حَتّٰی لَا یَقبَلُ اَحَدٌ سے ہویدا ہے۔ ابتدائے کتاب براہین احمدیہ سے اس وقت تک کہ اسی سے زائد کتابیں نکل چکی ہیں اکثر کتابوں اور اشتہاروں میں معقول رقوم مخالفوں کو پیش کرکے کہتے ہے کہ فلاں امر میں میرے مقابلہ میں نکلو اور غالب آنے پر اس قدر انعام بھی حاصل کرو۔ مگر باوجود دعویٰ علم وفضل کے کسی مذہب کا ایک آدمی بھی نہیں نکلا جس نے برملا میدان مقابلہ میں نکلنے کا اقرار کیا ہو اور ساتھ ہی روپیہ کے داخل کرنے کی درخواست کی ہو۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ اس پہلوان کے مناسب حال آدمی تو آدمی فرشتے بھی آسمان پر یہ شعر پڑھ رہے ہوں +

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را + کہ نابد کس بمیدانِ محمد

۔ایک دوسری حدیث میں ہے۔کہ یَفِیضُ المَالُ اور شراح حدیث نے لکھا ہے کہ یہاں مال سے مراد۔اسرار و معارف وخیر و برکت ہے۔جو مسیح موعود اپنے زمانہ کے لوگوں کو دیگا۔سو جس قدر اسرار و معارف قرآن کریم کے اس امام نے پھیلائے ہیں وہ اس قدر ہیں کہ لوگ لیتے لیتے سیر ہو گئے ہیں۔چنانچہ بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ میں زیر لفظ وَیَفِیضُ المَالُ لکھتے ہیں اَلسَّبَبُ فِی فَیضَانِ المَالِ نُزُولُ البَرَکَاتِ وَظُهُورُ الخَیرَاتِ وَقِلَّةُ الرَّغَبَاتِ لِقِصَرِ المَالِ + یعنے مال کے فیضان سے نزول برکات وظہور خیرات ہے۔اور امیدوں کی کمی سے رغبتوں کی کمی ہو جائیگی +

۱۵۔مسیح موعود ایسے جہاد کو موقوف کر دیگا۔جس میں جنگی اوزار کا استعمال ہوتا ہے کیونکہ اُس کے وقت میں اس قسم کے جہاد کی ضرورت نہیں ہوگی۔کیونکہ وہ ایک عادل اور منصف مزاج گورنمنٹ کے زیر حکومت رہکر پوری آزادی کے ساتھ خدمتِ دین بجا لائیگا اور یہ خدمت دین بھی ایک جہاد ہوگی مگر جہاد قلمی ہوگا۔نہ توپ و تفنگ کا۔چنانچہ بخاری کی حدیث میں یَضَعُ الحَربَ آیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ جنگ کو اُٹھا دیگا۔ایسا مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ اُس کے وقت میں یَضَعُ الحَربُ اَوزَارَهَا کا مِین فشان ہوگا +

ایسا ہی توریت کتاب یسعیاہ نبی کے باب ۲۔ورس ۴ سے ثابت ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح یعقوب کے گھرانہ سے اُٹھیگا۔اور جنگ موقوف کر دیگا۔چنانچہ یسعیاہ کے باب مذکور میں یہ الفاظ ہیں "اور وہ اقوام کے درمیان عدالت کریگا اور بہت سے لوگوں کو ڈانٹیگا۔اور وے اپنی تلواروں کو توڑ کے پھالیں اور اپنے بھالوں کو ہنسوے بنا ڈالیں گے اور قوم قوم پر تلوار نہ چلائیگی اور وے پھر کبھی جنگ نہ سیکھینگے +

۱۶۔اس امام کے ہاتھ سے جہاد واقع نہیں ہوگا۔بلکہ اس کے زمانہ میں عدم جواز جہاد کا حکم صادر ہوگا جیسے کہ حدیث کے الفاظ یَضَعُ الحَربَ سے ظاہر ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہی کے زمانے میں ایک ایسی حکومت برپا کی۔کہ جس نے مذہب کی عام آزادی عطا کر رکھی ہے جس کی وجہ سے جہاد کی ضرورت نہیں رہی۔اور چونکہ ابھی تک نادان ملاں ایسی گورنمنٹ کے برخلاف جہاد کا خیال رکھتے اور خفیہ خفیہ جاہلوں کو بہکاتے رہتے تھے جس کی وجہ سے آئے دن حکام سرکار برطانیہ قتل کئے جاتے تھے علانیہ ایک کتاب چھاپکر بدین مضمون

شائع کردی کہ اس زمانہ میں ہرگز جہاد جائز نہیں۔ جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں وہ شرعاً گنہگار اور امام وقت کے بھی باغی ہیں پس یہ پیشگوئی بھی اس امام کے ہاتھ سے پوری ہوئی ⁂

۱۷۔ مسیح کا ہندوستان میں ہونا جیسے کہ حدیث ذیل سے واضح ہے ⁂

عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ مَعَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنِّسَائِیُّ وَالْحَافِظُ ضِیَاءُ الدِّیْنِ عَنْ ثَوْبَانَ

احمد بن حنبل اور نسائی اور حافظ ضیاء الدین نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ میری امت کے دو گروہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے آگ دوزخ سے محفوظ کر دیا ہے۔ ایک گروہ تو وہ ہے جو ہند میں جہاد کریگا۔ اور دوسرا گروہ حضرت مسیح کا ساتھ دیگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲

اس حدیث سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ موعود ہند ہی میں ہوگا۔ کیونکہ امام نسائی نے باب غزوۃ الہند میں دونوں گروہوں کا ذکر کیا ہے اور خود رسول کریم نے جماعت مسیح موعود کو جماعت اولیٰ غازیان ہند کا قسیم گردانا ہے اور ان دونوں گروہوں کا مقسم وہی باب غزوۃ الہند ہے۔ اور دیگر احادیث سے بھی ثابت ہے کہ مہدی ہند میں ہوگا۔ لہذا کوئی شبہ نہیں کہ حسب فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیح و مہدی موعود ہند ہی میں ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس بارہ میں مفصل بحث مولانا المکرم حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے کتاب مسک العارف میں کی ہے۔ جس کو دیکھنا منظور ہو اس کتاب کو ملاحظہ فرمائے ⁂

۱۸۔ مسیح اور مہدی کے لئے سب کا اتفاق ہے کہ جب وہ دنیا میں آئیگا۔ تو اسوقت اس کی چالیس برس کی عمر ہوگی۔ علاوہ ان احادیث کے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں ہم ذیل میں ایک مختصر روایت درج کرتے ہیں۔ جس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے ⁂

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ کَانَ یُقَالُ اَنَّ الْمَهْدِیَّ ابْنُ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً رَوَاهُ ابْنُ عَسَاکِرٍ

ابن عساکر نے قتادہ سے روایت کی ہے۔ کہ مہدی ۴۰ برس کا ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۱

سو الحمد للہ کہ حضرت مرزا صاحب نے جب دعویٰ مہدویت کیا ہے۔ اس وقت وہ شروع صدی میں تقریباً ۴۰ سال ہی کے تھے ⁂

۱۹- امام ربانی لکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی علامت ایک یہ بھی ہوگی کہ وہ قرآن کریم سے استنباط مسائل کرینگے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں +

خواجہ محمد پارسا در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ عمل خواہد کرد یعنے اجتہاد روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم خواہد بود۔ نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد کہ شانِ او ازاں بلند تر است کہ تقلیدِ علماء امت کند +	خواجہ محمد پارسا نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب پر عمل کرینگے یعنے روح اللہ کا اجتہاد امام اعظم رحمۃ اللہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا نہ یہ کہ اُس مذہب کی تقلید کرینگے کیونکہ اُن کی شان اس سے بلند تر ہے کہ وہ علماء امت کی تقلید کریں

دیکھو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی +

۲۰- یہ بھی حدیث میں علامت مہدی لکھی ہے۔ کہ جب وہ ظاہر ہوگا۔ اُس سے پہلے ایک شخص سید پیدا ہوگا۔ جو تلوار کے زور سے کفار کے ساتھ لڑائی کریگا جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَخْرُجُ رَجُلٌ قَبْلَ الْمَهْدِيِّ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ بِالْمَشْرِقِ يَحْمِلُ السَّيْفَ عَاتِقَهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ	ابونعیم نے حضرت علی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص اہل بیت سے ملک مشرق میں خروج کریگا۔ جو ۱۸ ماہ تک تلوار کو اُٹھائیگا۔ دیکھو

نجم الثاقب حصہ اول صفحہ ۳۷ +

یہ بات بھی صریح طور سے ثابت ہے کہ حضرت مرزا صاحب سے پہلے سید احمد صاحب بریلوی ہوئے ہیں جو ۷ صفر ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور جوان ہوتے ہی کفار پنجاب یعنے سکھوں سے جو ایک ظالم قوم تھی۔ اور جو شعارِ اسلامی کے ادا کرنے سے روکتی تھی بلکہ اگر کوئی اذان کہہ دیتا تو اُس کو نہایت بیرحمی سے قتل کر ڈالتے تھے۔ جہاد کیا۔ اور ۱۸ ماہ تک تلوار کو قائم رکھا۔ دیکھو تاریخ احمدی مصنفہ محمد جعفر تھانیسری۔ یہ بزرگ بطور ارہاص کے مسیح موعود سے پہلے اسی طرح آئے تھے جس طرح حضرت مسیح ناصری سے پہلے حضرت یحییٰ بن زکریا۔ حضرت الیاس یا ایلیاہ کے بروز بنکر آئے تھے اور مسیح کے لئے رستہ صاف

کرنے کے لئے معین ہو چکے تھے ۔

۲۱ - ایک یہ علامت بھی ہے کہ لوگ حالت زمانہ سے تنگ ہو کر مسیح کے پاس اس طرح جمع ہونگے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ یعسوب کے پاس جمع ہوتی ہیں چنانچہ حدیث میں ہے

ابوسعید خدری گفتہ پناہ گیرد امت بمہدی چنانکہ پناہ گیرد مگس شہد بسوئے یعسوب خود تا آنکہ مردم برمانند امر اول شوند یعنے کار دنیا بروش زمانہ آن حضرت گردد ۔ امداد کنند او را خدائے تعالیٰ بسہ ہزار فرشتہ کہ زدئے ولپشت مخالفین او را بزنند ۔ اخرجہ نعیم بن حماد

نعیم بن حماد نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ اُمت مہدی کے پاس اس طرح پناہ لیگی جس طرح شہد کی مکھی اپنے یعسوب کے ہاں پناہ لیتی ہے ۔ یہاں تک کہ لوگ اول حالت پر ہو جائینگے ۔ یعنے اُنکا کاروبار دنیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرح ہو جائیگا ۔ اور اللہ تعالیٰ تین ہزار فرشتوں سے اس کی مدد کریگا ۔ تاکہ وہ اُس کے مخالفین کے منہ اور پیٹھ کو توڑیں ۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ ۔ و حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۴ ۔

اِس حدیث کا ظہور بھی بخوبی ہو رہا ہے ۔ دنیا اس وقت حالاتِ زمانہ سے ایسی تنگ آگئی ہے کہ اب سلیم الفطرت انسان مگس کی طرح اپنے امام پاک کے پاس پناہ تلاش کر رہے ہیں ۔ اور فرشتے بھی بلا شبہ اپنے کاروبار میں مشغول ہیں ۔ کیونکہ سیکڑوں انسانوں کے دلوں میں تحریک کر رہے ہیں ۔ اور لوگ خود بخود بذریعہ خوابات رجوع لا رہے ہیں ۔ اور زیادہ تر تعجب یہ کہ جہاں کوئی کتاب یا اشتہار بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں پہنچا ۔ وہاں خوابوں کے ذریعہ لوگ خبردار ہو کر چلے آتے ہیں ۔ کیا یہ فرشتوں کا فعل نہیں ہے ۔ چنانچہ حضرت اقدس جناب مرزا صاحب نے بھی فتح اسلام کے صفحہ   میں لکھا ہے ۔

۲۲ - عیسیٰ ابن مریم موعود کی شادی اور اولاد بھی بطور نشان ہوگی ۔ جیسے کہ حدیث سے ظاہر ہے ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ

یعنے ابن جوزی نے عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسےٰ بن مریم ایک خاص زمین میں نازل ہونگے ۔ پھر وہ نکاح بھی کرینگے ۔ اور اُن کے

مَعِي فِي قَبْرِي فَأَقُوْمُ أَنَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ. رَوَاهُ ابْنُ جَوْزِي فِي كِتَابِ الْوَفَا +

لڑکے بالے بھی ہونگے اور ۴۵ برس تک ٹھہرینگے پھر فوت ہونگے۔ اور پھر میری قبر میں دفن ہونگے۔ پھر میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے جو ابوبکر اور عمر کے درمیان ہے کھڑے ہونگے۔ دیکھو مسک العارف صفحہ ۱۳۳ و مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۸۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی +

اِس حدیث میں خصوصیت کے ساتھ نکاح اور اولادِ مسیح کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر اِس سے صرف معمولی نکاح اور اولاد مراد ہے۔ تو یہ چنداں عجیب بات نہیں۔ اور نہ اُس کے ذکر کرنے کی ضرورت تھی۔ دنیا میں ادنیٰ ادنیٰ لوگوں کے نکاح ہوتے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اُس مقدس منہ سے جو فرماتے ہیں اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ ایسی بے سود بات کا ذکر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ضرور اس نکاح اور اولاد سے کوئی آیۃ اللہ اور نشان مراد ہے۔ چنانچہ نکاح کے بارہ میں ایک عظیم الشان نشان کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو بطور آیۃ اللہ کے ہوگا دیکھو اشتہار مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء۔ اور ایک لڑکا ان صفات کا ہوگا جو حسب ذیل ہیں۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموایل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئیگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظهر الاول والآخر۔ مظهر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

نور آتا ہے نور جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے اُس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھیگا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اُس سے برکت پائینگی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائیگا وَکَانَ اَمْرًا مَقْضِیًّا عطا ہوگا۔ دیکھو اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

۲۳۔ مسیح موعود جب نکاح کرینگے تو اُن کی اہلیہ سے اولاد ہوگی۔ اول لڑکی پیدا ہوگی مگر وہ مر جائیگی۔ جس کی تصدیق تفسیر بحر مواج سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اس باب میں لکھا ہے۔ مسیح زن کند و ازاں زن اورا اولاد شوند۔ و بعضے گویند دختر شود اول و دختر بمیرد۔ دیکھو تفسیر بحر مواج جلد ا صفحہ ۳۰۶ +

یہ پیشگوئی بھی کامل طور سے پوری ہو چکی ہے کہ مسیح موعود کے ہاں سب سے پہلے دختر ہی ہوئی تھی۔ اور وہ چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو گئی تھی۔ یہ امر اشتہار و سبز میں شائع ہو چکا ہے بلکہ بعض نادان دشمنوں نے اس لڑکی کی پیدائش پر شور برپا کر دیا تھا۔ اشتہار تو لڑکے کے پیدا ہونے کا دیا گیا تھا اور پیدا ہوئی لڑکی۔ یہ سراسر اُن کی شرارت تھی ورنہ اُس اشتہار میں صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پر ابھی نہیں کھولا کہ موجودہ حمل سے یا اُس حمل سے جو اُس کے بعد ہوگا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ موجودہ حمل سے لڑکی اور دوسرے حمل سے جو عین میعاد کے اندر تھا لڑکا پیدا ہوا +

۲۴۔ اہل مشرق یعنے ہندوستان کے آدمی اس کو اپنا بادشاہ دین تسلیم کرکے اُس کا ساتھ دینگے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ سُلْطَانَهُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ +	ابن ماجہ نے عبد اللہ بن حارث بن جزء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرق کی طرف سے کچھ آدمی برآمد

ہونگے جو مہدی کو جگہ دینگے۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ +

اس حدیث میں مہدی کو سلطان کہا گیا ہے۔ اور جن لوگوں نے اُن کو مانا ہے اُسکو دین کا سلطان ہی مانا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کو خود اللہ تعالیٰ نے بھی الہام سے

سلطا احمد مختار کا لقب عطا کیا ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۵۱۲

اور سب سے پہلے ان کو اہل مشرق ہی نے قبول کیا ہے خدا تعالیٰ اس پاک جماعت کو یونانیوں تک ترقی دیتا ہے۔ جن کی تصدیق توریت شریف سے بھی ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اُسے اپنے حضور میں بلایا۔ اور اُس کے منہہ کے آگے قوموں کو دھر دیا۔ اور بادشاہوں پر اُسے حاکم کیا۔ اُس نے اُن کی تلوار اور کمان کو خاک کی مانند کر دیا (یعنے جہاد کی ضرورت اُن کے لئے نہیں رکھی) کس نے یہ کام کیا۔ اور اسے انجام دیا۔ وہ جس نے ساری پشتوں کو ابتدا سے پڑھ سنایا میں وہی پہلا خدا ہوں۔ اور آخرین کے ساتھ ہوں "۔ دیکھو کتاب یسعیاہ نبی باب ۴۱

۲۵- نزول عیسیٰ کے وقت سب لوگ ایمان نہیں لائینگے۔ بلکہ تھوڑے لوگ لائینگے اور اُسوقت دینی و دُنیوی خیر کثیر ہوگی۔ جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

رَوَاہُ مُسْلِمٌ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُہُمْ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا مَا ھُوَ صَرِیْحٌ فِیْ ذٰلِکَ وَاسْتُشْکِلَ ذٰلِکَ بِاَنَّ خُرُوْجَ عِیْسٰے عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعْدَ الدَّجَّالِ عَلَیْہِ اللَّعْنَۃُ وَھُوَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَدْعُو النَّاسَ اِلَی الْاِیْمَانِ وَیَقْبَلُہٗ مِنْھُمْ وَفِیْ زَمَنِہٖ خَیْرٌ کَثِیْرٌ دُنْیَوِیٌّ وَاُخْرَوِیٌّ +

مسلم اور احمد اور ترمذی وغیرہ نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اور وہ صریح نہیں ہے اور اُس میں اشکال ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا خروج دجال لعنتی کے بعد ہوگا۔ اور وہ لوگوں کو ایمان کی طرف بلائینگے اور کچھ اُن میں سے قبول کرینگے اور اُن کے زمانہ میں دنیا اور آخرت کی خیر کثیر ہوگی۔ دیکھو تفسیر روح المعانی جلد ۴ صفحہ

۲۶- مسیح موعود کی تصدیق کے لئے نشانات یکے بعد دیگرے ظاہر ہونگے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ خُرُوْجُ الْاٰیَاتِ بَعْضُھَا عَلٰی اَثَرِ بَعْضٍ یَتَتَابِعْنَ کَمَا یَتَتَابَعُ الْخَرَزُ فِی النِّظَامِ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ کَمَا فِیْ مُنْتَخَبِ کَنْزُ الْعُمَّالِ +

طبرانی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب مسیح موعود کے لئے نشانات ظاہر ہونگے تو ایسے پے درپے ہونگے۔ جیسے کہ ایک لڑی سے مہرے پے درپے کرتے ہیں +

یہ امر بھی صریحاً ظاہر ہے کہ جب سے مسیح موعود پیدا ہوئے ہیں۔ جب سے آسمانی اور زمینی

نشان اللہ تعالیٰ مسیح موعود کی تصدیق میں ظاہر کر رہا ہے۔ جنکا سلسلہ ابھی تک جاری ہے

دوسری حدیث اس امر کی یوں تصدیق کرتی ہے۔

اَلْاٰیَاتُ خَرَزَاتٌ مَنْظُوْمَاتٌ فِیْ سِلْکٍ فَاِذَا انْقَطَعَ السِّلْکُ یَتْبَعُ بَعْضُھَا بَعْضًا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ +	یعنے نشانات مسیح موعود پروئے ہوئے مہروں کی طرح ہیں۔ جو ایک ہار کی صورت میں پروئے ہوئے ہوں۔ جب ہار ٹوٹ جائے تو وہ مہرے

یکے بعد دیگرے گر پڑتے ہیں۔ دیکھو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ +

اگر کوئی شبہ کرے کہ یہاں مسیح کے نشانوں کا ذکر نہیں۔ تم نے کہاں سے کہدیا کہ نشانات سے مسیح موعود کے نشانات مراد ہیں۔ سو واضح ہو کہ حدیث اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ پر جو ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں ابو قتادہ سے مروی ہے۔ قریباً کل محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ نشانات تیرھویں صدی میں شروع ہونگے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب کا وجود باجود بھی اسی صدی سیزدہم میں جلوہ افروز ہوا ہے۔ پھر کیونکر نہیں کہہ سکتے کہ ان آیات سے وہی آیات مراد ہیں۔ جو مسیح کی تصدیق میں اس آخری زمانہ میں ظاہر ہوئیں +

۲۷۔ حضرت مرزا صاحب میں شانِ مہدویت و شانِ عیسویت دونوں موجود ہیں بفحوائے حدیث ذیل:۔

عَنْ اَنَسٍ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ	ابن ماجہ نے حضرت انس سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ عیسٰے بن مریم کے سوا کوئی

اور مہدی نہیں ہے +

ہم گذشتہ فصلوں میں ثابت کر چکے ہیں کہ مہدی اور عیسیٰ الگ نہیں جیسے عوام کا خیال ہے۔ بلکہ ایک ہی شخص ہے جس میں دو شقتیں جمع ہیں اور وہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ دیکھو ابن ماجہ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۷۔ اس کے حاشیہ پر حافظ ابن کثیر جو مقتدائے اہلِ حدیث اور امامِ فنِ حدیث ہیں وہ بھی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں +

۲۸۔ آثار میں لکھا ہے کہ مہدی کی مخالفت سخت ہوگی۔ اور علماء زمان ان پر کفر کا فتویٰ لگائیںگے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں۔ چوں مہدی علیہ السلام مقابلہ احیاء سنت و اماتتِ بدعت فرماید۔ علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہا و اقتداء

مشائخ و ابرارِ خود باشند۔ گویند ایں مرد خانہ برانداز دین و ملتِ ماست و بمخالفت برخیزند و بحسب عادتِ خود حکم تکفیر و تضلیلِ وے کنند۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۲ +

صاحب اقتراب الساعۃ لکھتے ہیں۔ مہدی کے دشمن علماءِ اہل اجتہاد ہونگے۔ اس لئے کہ ان کو دیکھینگے کہ خلاف مذہب آئمہ حکم کرتے ہیں۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۹۵ +

امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات جلد ۲۔ مکتوب ۵۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ نزدیک است کہ علماءِ ظواہر مجتہدات او را (عیسیٰ علیہ السلام) علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ از کمالِ دقت و غموضِ ماخذ انکار نمایند و مخالفِ کتاب و سنت دانند۔ مثلِ روح اللہ مثالِ امام اعظم کوفی است کہ بہ برکتِ ورع و تقویٰ و بدولتِ متابعتِ سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہمِ آں عاجز اند و مجتہداتِ او را بو اسطہ دقتِ معانی مخالفِ کتاب و سنت دانند۔ اور ساتھ ہی آگے چلکر علماء کی نسبت فرماتے ہیں۔ ناقصے چند احادیثِ چندرا یاد گرفتہ اند۔ و احکامِ شریعت را منحصر در آں ساختہ۔ ما ورائے معلوم ادرا نفی نمایند۔ و آنچہ نزدِ ایشاں ثابت نشدہ منتفی مے سازند۔ چوں آں کرمے کہ در سنگے نہاں است + زمین و آسمانِ او ہماں است +

دیکھو مکتوبات جلد ۲۔ مکتوب ۵۵۔

ایسا ہی توریت میں لکھا ہے "اور جب حاکم اعلیٰ (یعنے سلطانِ مشرق) مبعوث ہوگا۔ جو خدا کی مانند ہے۔ اور وہ تیری قوم کی حمایت میں مبعوث ہوگا۔ اُسوقت دشمنوں کا ایسا زمانہ ہوگا۔ کہ نہوا ہوگا۔ امت کے ابتدا سے لیکر اُسوقت تک"۔ جس سے ظاہر ہے کہ اُس امام کے وقت سخت عداوت جوش میں آئیگی۔ دیکھو کتاب دانیال باب ۱۲ +

صاحب اقتراب الساعۃ لکھتے ہیں۔ اگر مہدی آ گئے۔ تو سارے مقلد بھائی اُن کے دشمن جانی بن جائینگے۔ اُن کے قتل کی فکر میں ہونگے کہینگے یہ شخص تو ہمارے دین کو بگاڑتا ہے دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۴ +

سو یہ امر بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ جس قدر زور اس وقت کے علماء نے حضرت مرزا صاحب مہدی موعود و مسیح معہود کی تکفیر پر دیا۔ اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ دور دور تک اُن کی تکفیر پر مہریں کرانے کے لیے سفر کیے گئے۔ اور بڑے بڑے دلائلِ کفر گھڑے گئے مگر اُن نادانوں کو معلوم نہ ہوا کہ ہم تو اپنے ہاتھوں سے اس پیشگوئی کو پورا کر رہے ہیں۔ جو

سے اُس مردِ خدا کو جو اللہ تعالیٰ کے قادرانہ ہاتھوں سے دُنیا میں قایم کیا گیا ہے۔ کیا ضرر ہو سکتا تھا۔ بلکہ اُس سے اُن کی اور بھی عزت دنیا میں ظاہر ہوئی۔ کیونکہ اگر یہ لوگ تکفیر نہ کرتے تو بہت لوگوں کو اُن کے مستجاب اللہ ہونے اور مہدی و مسیح موعود ہونے میں شک گذرتا لیکن جب آثارِ صحابہ و اقوال آئمہ کے بموجب یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی تو اب کون شک کر سکتا ہے۔

۲۹۔ حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ مسیح دو زرد رنگ کی چادریں پہنے ہوئے نازل ہونگے۔ یہ بات بھی امام کے حق میں صادق آئی ہے۔ چونکہ یہ کشفی کلام ہے۔ زرد چادروں کے معنے لغاتِ کشفی میں لکھا ہے۔ کہ دو بیماریاں ہونگی۔ سو یہ دونوں بیماریاں دائمی لیکر مسیح موعود نازل ہوئے ہیں۔ ایک تو ذیابیطس کی بیماری ہے جو بدن کے نیچے حصہ کی چادر ہے۔ اور دوسری دورانِ سر کی بیماری ہے جو بدن کے اوپر کے حصہ کی چادر ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معنی کرنا بالکل فضول اور غیر ہے۔ ورنہ اگر انسے پارچات پوشیدنی ہی مراد تھی تو اُس کے کل لباس اور ترتیب بندش و مقدارِ عرض و طول بھی دیا جاتا۔ ورنہ ایسی مہمل بات سے کوئی کیونکر پہچان سکتا ہے کہ ضرور یہی مسیح موعود ہے +

۳۰۔ توریت کے بعض انبیا و حدیثِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور غیر اسلام کے اہلِ کشوف کی متفقہ شہادت سے مسیح و مہدی چودھویں صدی میں ہونگے اس شہادت نے۔ اس بات پر مہر لگا دی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب ہی مسیح موعود و مہدی معہود ہیں۔ ہم اس شہادت کو تفصیل وار الگ فصل میں دکھائینگے +

۳۱۔ نواب صدیق حسن خان نے مسیح کی علامت یہ بھی ٹھیرائی ہے۔ کہ وہ کسی مذہب کے مقلد نہیں ہونگے۔ دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۲۴۶۔ سو یہ امر بھی حضرت مرزا صاحب کی ذاتِ بابرکات پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی مذہب کے مقلد نہیں ہیں +

۳۲۔ نیک اور ملہم لوگ مہدی و مسیح موعود کی تائید کرینگے جس کی تصدیق صاحب اقتراب الساعۃ سے یوں ہوتی ہے۔ اہلِ حقایق میں جو عارف باللہ ہیں۔ وہ شہود و کشف و الہام الٰہی کی راہ سے اُن سے بیعت کرینگے۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۹۵ +

سو یہ امر بھی بخوبی ظاہر ہے۔ کہ بہت سے اولیا اللہ نے کشف و الہام و رویا صادقہ سے تصدیق کی ہے کہ واقعی یہی مامور من اللہ مہدی معہود و مسیح موعود ہے۔ ہم ایک الگ فصل میں

ان بزرگوں کی شہادتیں درج کرینگے۔تاکہ پڑھنے والے کو آسانی ہو۔

۲۳۔حدیث میں آیا ہے۔ یُسْلَبُ الْمُلْکُ مِنْ قُرَیْشٍ یعنے قریش سے ملک چھن جائیگا اس سے مراد یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ قریشیوں کی حکومت جسمانی و روحانی زوال ہو تو ان سے بالکل جاتی رہیگی اور ان کی بجائے ایک اور قوم کی حکومت قایم ہوگی۔چنانچہ حدیثوں سے ظاہر ہے کہ آخری زمانہ میں اہل فارس کی حکومت روحانی قایم ہوگی۔تمام مذاہب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ زمانہ مسیح ہوگا۔جبکہ اس کا وقوعہ ہوگا۔کیونکہ مسیح و مہدی اہل فارس سے ہوگا۔ چنانچہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔کہ سلب ملک قریش کے یہ معنے ہیں کہ عیسیٰ کے نزول کے بعد قریش کو کوئی اختصاص نہیں رہے گا۔یعنے وہ مثل اولاد دیگر انبیا عوام میں داخل ہونگے۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۱۸ سوالحمد للہ یہ امر بھی اس امام برحق کے زمانہ میں ہوا۔کیونکہ یہ مسیح فارسی النسل ہیں سو اب قریش کی سلطنت جاتی رہی۔اور اہل فارس کی حکومت دنیا پر قایم ہوگئی +

نجم الثاقب جلد ۲ میں بھی لکھا ہے۔ دجال کا تسلط دنیا پر ہو جائیگا۔پھر عیسے امام مستقل ہونگے اور قریش اپنا ملک کھو دینگے۔ دیکھو نجم الثاقب حصہ اول صفحہ ۱۹۹۔ یہ کتاب علماء اہل حدیث کی ہے اس نے صاف صاف اقرار کیا ہے کہ سلب ملک قریش کا وقوعہ بوقت مسیح علیہ السلام ہوگا سو ایسا ہی ہوا +

۲۴۔مہدی اور مسیح موعود کے ساتھ رہنے والے ۹ کس عجمی ہونگے۔مگر سب کے سب عربی بول سکتے ہونگے۔اور ایک ان میں اخص ہوگا۔جو حافظ قرآن کریم بھی ہوگا۔جس کی تصدیق صاحب اقتراب الساعۃ یوں کرتا ہے +

ان کے ہمراہ مردان خدا ہونگے۔جو ان کی دعوت کو قایم کرینگے۔ان کے مددگار رہینگے یہی لوگ ان کے وزیر ہیں کہ بار مملکت کو اٹھاوینگے۔جو بوجہ اللہ نے مہدی پر رکھا ہے۔اس میں ان کی مدد کرینگے۔یہ ۹ آدمی ہونگے جو قدم بقدم وہ پاک صحابہ کے ہیں صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ یعنے جو عہد اللہ سے کیا ہوگا اس کو سچا کر دکھائینگے۔یہ سب عجمی ہونگے ان میں کوئی عربی نہ ہوگا۔مگر بات عربی ہی زبان میں کرینگے۔ان کے لئے ایک حافظ ہوگا۔جو ان کی جنس میں سے نہیں ہے۔اس نے کبھی نافرمانی خدا کی نہ کی ہوگی۔یہ حافظ اخص وزرا و افضل امنا ہوگا۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۹۵ +

اِن نو وزرا کی مراد حقیقی خدا ہی جانتا ہے کہ کیا ہے۔ آیا اِن وزرا سے مراد اُسکے خلفا ہیں جو اُس کے مشن کے بوجھ حامل ہونگے۔ اگر یہ مراد ہے تو اِس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اُن کے بعد نو جانشین ہونگے جو دُنیا میں اُن کی رسالت کے کام کو بوجہ اتم پورا کرینگے اور اگر اُن سے یہ مراد ہو کہ جو اُن کی زندگی میں اُس کے مددگار اور بوجھ بٹانے والے ہیں تو ہم دیکھتے کہ اس وقت تک حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے ساتھ ۹ ہی شخص ہیں جو سب کے سب عجمی ہیں۔ اور یہ بھی خدا کا فضل ہے۔ کہ سب کے سب عربی زبان میں کلام کر سکتے ہیں۔ اور ہر وقت حضرت کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ ان میں ایک حافظ بھی ہیں۔ جو اخص مشیر و افضل امین ہیں۔ اور فی الحقیقت اِس کی فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ جب ہم غور کرتے ہیں۔ اور اپنے نفسوں پر خیال کرتے ہیں تو بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ واقعی ہماری جنس سے نہیں ہیں۔ در اصل وہ ایک فرشتہ ہیں یَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ کے پورے مصداق ہیں۔ بدظنی یا بدی کا خیال اُن کی سرشت ہی میں نہیں ہے خیر محض ہیں سستی اور کاہلی اُن کی سرشت میں نہیں۔ ان تھک انسان ہیں اور وہ علامۃ العصر وحید الدہر اخص الوزرا و افضل الامنا جناب مولٰینا و اُستاذنا حکیم الامۃ حضرت حافظ مولوی نور الدین صاحب حکیم ہیں اور اب خدا نے خلیفہ اول کے منصب جلیلہ پر آپ کو سرفراز فرمایا ہے اور دوسرے حضرت مولٰینا مولوی عبد الکریم صاحب تھے جن کا حضرت مسیح موعود کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا۔ بڑے کام کرنے والے اور حضرت اقدس کے معین و مددگار تھے۔ تیسرے برادر مکرم مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی خدا کی راہ میں وقف کر دی ہے اور حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بھی اور بعد ازاں بھی کار نمایاں کئے ہیں اور کر رہے ہیں دین کی بے نظیر خدمت کر رہے ہیں چوتھے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہیں جو ایک نوجوان صالح عالم بے بدل ہیں انہوں نے بھی دین کی بڑی خدمت کی ہے کہ اب جہاں تبلیغ یا مباحثہ کی ضرورت پانچویں حکیم فضل الدین صاحب تھے یہ صاحب حافظ قرآن بھی تھے صاحب علم بھی تھے حضرت اقدس کے بڑے خدمتگذار تھے اور بہت عرصہ تک خدمت کر کے بعد وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام دار فانی سے الوداع کہہ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چھٹے ماسٹر شیر علی صاحب بی۔ اے ہیں یہ نوجوان صالح ایک فرشتہ خصلت اور خاموش اور بے ضرر انسان ہیں دین کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی مہارت اعلیٰ رکھتے ہیں انہوں نے بھی اپنی زندگی سلسلہ کے لئے وقف

کر رکھی ہے اور بڑی خدمت کرتے ہیں۔ بڑے عابد زاہد ہیں۔ ساتویں حضرت میر حامد شاہ صاحب
سیالکوٹی ہیں۔ یہ بزرگ ایک بڑے شریف خاندانی آدمی ہیں۔ دین میں خوب باخبر ہیں اور
سلسلہ کے بڑے مددگار و مؤید ہیں اپنے اتقا اور علم کی وجہ سے کل سیالکوٹ میں یکتا مانے
جاتے ہیں علاوہ دینی خدمت کے مالی خدمت بہت کرتے ہیں۔ آٹھویں مفتی محمد صادق صاحب
ہیں۔ یہ خوبصورت نیک سیرت نوجوان ہیں انہوں نے بھی اپنی زندگی دین کی خدمت میں وقف کردی
ہے۔ سلسلہ کے بڑے حامی اور بڑے خدمتگذار اور بڑے غیرتمند حامی دین متین ہیں۔ نویں
کی نسبت میں اظہار کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں وہ موجود تو ضرور ہیں۔ اور راقم کو اس کا کسی قدر
علم بھی ہے لیکن نام کا لینا پسند نہیں کرتا +

۲۵۔ ایک نشان مسیح موعود کا یہ لکھا ہے کہ کافر مسیح کے دم سے ہلاک ہونگے

حدیث میں آیا ہے۔ کافر مسیح کے دم سے مرتے جائینگے۔ اس کی تصدیق یسعیاہ باب ۱۱ سے ہوتی ہے
جس میں لکھا ہے۔ اس کے دم سے دشمن مرینگے چنانچہ یسعیاہ باب ۱۱ آیت ۴ میں لکھا ہے۔
اور وہ اپنے منہ کی لاٹھی سے زمین کو ماریگا اور اپنے لبوں کے دم سے شریروں کو فنا کرڈالیگا
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی مؤید ہے۔ اور وہ یوں ہے :۔

فَلَا یَحِلُّ لِکَافِرٍ یَجِدُ مِنْ رِیْحِ نَفْسِہٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُہٗ یَنْتَھِیْ حَیْثُ یَنْتَھِیْ طَرْفُہٗ	کوئی کافر بھی نہیں ہوگا کہ اس پر مسیح کا دم پہنچے۔ اور پھر وہ زندہ رہے۔ اور وہ دم وہاں

تک اثر کریگا جہاں تک نظر کام کریگی۔ دیکھو مرقاۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۱۹۷۔ ملا علی قاری +

کون نہیں جانتا کہ جو جو آدمی مسیح موعود کے بالمقابل کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اس کی دعا سے
اس کی زندگی میں ہلاک ہوگئے۔ اور دوسرے تمام دشمن ان سے ایسے عاجز آگئے ہیں کہ
ان کے سامنے آنا موت سے بڑھکر خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ دیانند سرستی اندرمن مرادآبادی
لیکھرام پشاوری۔ غلام دستگیر قصوری۔ نذیر حسین دہلوی۔ رشید احمد گنگوہی۔ عبداللہ آتھم
عیسائی۔ امریکہ کا مسٹر ڈوئی۔ چراغ الدین جمونی۔ الٰہی بخش لاہوری وغیرہ یہ سب کے سب
کس حسرت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کرگئے اور ثناء اللہ جیسے کس طرح مباہلہ سے بچنے کے
باریک طریق نکالتے رہے اور ان کا دل ان کو یقین دلاتا تھا کہ اگر ان کے مباہلہ کو قبول کرلیا تو

ساتھ ہی موت آگئی +

۲۳۶- شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب عنقائے مغرب میں لکھتے ہیں ھُوَ الْخَاتِمُ مِنَ الْعَجَمِ لَا مِنَ الْعَرَبِ یعنے خاتم ولایت عجمی ہوگا- عربی نہیں ہوگا- دیکھو شرح فصوص الحکم قلمی صفحہ ۸۴- اور پھر شرح فصوص الحکم نام کتاب میں لکھتے ہیں

بدانکہ انبیا علیہم السلام مظاہر اسمائے حق اند و خاتم رسل علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مظہر اسم اعظم جامع حق است کہ ظاہر او رسالت و باطن او ولایت است- وہمہ اسما در تحت اسم جامع داخل اند- و نبوت ہمہ انبیا ماخوذ از مقام نبوت محمدی است و نبوت در وے بکمال رسید و بروے ختم شد- پس بماند مرتبہ ولایت کہ آن باطن نبوت است و آن منقطع نشد و بحسب استعداد ہر ولی را چیزے از ولایت بظہور میرسد تا آنگاہ کہ تمام آن مراتب در شخصے کامل بظہور رسد- و ولایت نیز بوے ختم شود- و ویرا خاتم ولایت خوانند و آن عیسیٰ علیہ السلام است +

یعنے جان لو کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء کے مظہر ہوتے ہیں- اور حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ وسلامہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کے مظہر ہوتے ہیں اور حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ وسلامہ اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کا جامع مظہر ہے کہ جس کا ظاہر رسالت ہے- اور جسکا باطن ولایت ہے- اور تمام اسماء جامع اسم کی تحت میں داخل ہیں- اور تمام انبیاء کی نبوت کا ماخذ محمدی نبوت کا مقام ہے- اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ السلام علیہ وسلم درجہ کمال کو پہنچ گئی تھی- اور اس لئے وہ اُن کی ذات بابرکات پر ختم ہوگئی پس صرف ولایت باقی رہگئی- جو نبوت کا باطن ہے- اور یہ نبوت منقطع نہیں ہوئی- بلکہ ہر ولی کو حسب استعداد ولایت سے کچھ حصہ ملتا رہتا کہ یہاں تک کہ ولایت کے کل مراتب ایک کامل شخص ذات میں ظہور پذیر ہونگے- اور ولایت بھی اسی لئے اسی پر ختم ہو جاویگی- اُسی کا نام خاتم ولایت ہوگا- اور وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں- دیکھو شرح فصوص الحکم قلمی ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۴ +

عنقاء مغرب اور فصوص الحکم کو جب ملاکر دیکھیں تو ثابت ہوتا ہے کہ شیخ ابن عربی صاحب کے نزدیک مسیح ابن مریم اس امت میں سے ایک شخص ہے- جو مرتبہ ولایت کو پاکر خاتم ولایت ہوگا- سو الحمد للہ کہ حضرت مرزا صاحب عجمی پورے معنوں میں ہیں- یعنے فارسی الاصل ہیں- اور جامع بروزین محمدی و عیسوی ہیں +

۲۷۔ خاتمِ ولایت توام پیدا ہوگا

شیخ محی الدین ابن عربی یہ بھی نشان بتاتے ہیں۔ کہ خاتم الولایت یعنے حضرت مسیح علیہ السلام توام پیدا ہونگے۔ اور پہلے اُن کی بہن پیدا ہوگی۔ پھر بعد میں وہ پیدا ہونگے۔ چنانچہ وہ عبارت یہ ہے

وَعَلٰی قَدَمِ شِیْثٍ یَکُوْنُ اٰخِرُ مَوْلُوْدٍ مِّنْ یُّوْلَدُ ھٰذَا النَّوْعِ الْاِنْسَانِیِّ وَھُوَ حَامِلُ اَسْرَارِہٖ وَلَیْسَ بَعْدَہٗ وَلَدٌ فِیْ ھٰذَا النَّوْعِ فَھُوَ خَاتِمُ الْاَوْلَادِ وَتُوْلَدُ مَعَہٗ اُخْتٌ لَہٗ تَخْرُجُ قَبْلَہٗ وَیَخْرُجُ بَعْدَھَا یَکُوْنُ رَاْسُہٗ عِنْدَ رِجْلَیْھَا +

آخری مولود جو اس قسم کے بنی نوع انسان میں پیدا ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کے اسرار کا حامل ہوگا اور اس کے بعد ایسا کوئی لڑکا اِس قسم میں پیدا نہ ہوگا۔ اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ اور اس کے ساتھ اُس کی بہن پیدا ہوگی۔ جو اس سے پہلے پیدا ہوگی۔ اور وہ اُس کے بعد پیدا ہوگا۔ اور اُس کا سر اپنی بہن کے پاؤں کے پاس ہوگا۔ دیکھو شرح فصوص الحکم صفحہ ۸۳ +

مولانا عبدالعلی صاحب بحرالعلوم اپنی کتاب فتح الرحمٰن میں بذیلِ اشراط الساعۃ لکھتے ہیں

ونیز باید دانست کہ در فصوص الحکم شیخ محی الدین ابنِ عربی قدس سرہ مے فرماید کہ در آخر زمان متولد شود مولودے بر قدم شیث علیہ السلام و آخر مولود است دریں نوعِ انسانی و آں مولود حاملِ اسرارِ شیث علیہ السلام خواہد بود۔ و نہ زائیدہ خواہد شد بعد ولادتِ این مولود ولدے دریں نوعِ انسانی۔ پس این مولود خاتم الولایت است و زائیدہ خواہد شد ایں مولود از بطنِ واحد بایں نمط کہ خارج شود اُخت قبلِ خروجِ این مولود خارج خواہد شد این مولود بعد آں اُخت و خواہد بود سرِ این مولود نزد پائے آں اُخت و خواہد شد

جاننا چاہیئے کہ شیخ محی الدین ابنِ عربی قدس سرہٗ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک لڑکا شیث علیہ السلام کے قدم پر پیدا ہوگا اور اُس کی پیدایش کے بعد ان صفات کا کوئی اور لڑکا بنی نوعِ انسان میں پھر پیدا نہ ہوگا یہی لڑکا خاتمِ ولایت ہے اور اس لڑکے کی پیدایش ایک بطن سے اِس طرح ہوگی کہ اس لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اُس کی ایک بہن پیدا ہوگی اور یہ لڑکا اپنی بہن کے بعد پیدا ہوگا اور اس لڑکے کا سر اپنی بہن کے پاؤں کے متصل ہوگا اور یہ لڑکا حدودِ چین میں سے ہوگا اور اُسکی زبان

این مولود درچینی زبانِ این مولود ولغتِ وے
مثلِ زبانِ بلادِ وے خواہد بود۔ وسرایت خواہد
کرد بعد ولادتِ این مولود عقم در ہمہ مرد وزن
پس کثیر خواہد شد نکاحِ بے ولادت ودعوت
خواہد کرد این مولود قوم خود را بسوئے اللہ تعالےٰ
پس فرمانبردار نشوند این قوم این مولود را قبولِ
دعوت وے نکنند۔ پس وقتیکہ قبض کند اللہ
تعالیٰ این مولود را وقبض کند مومنان را کہ در
زمانِ وے ہستند باقی مانند کسانیکہ مثلِ
بہایم اند کہ عقلِ معاد نہ دارند۔ گویا ایشان حیوان
اند بصورتِ انسان۔ نہ حلال را حلال دانند
نہ حرام را حرام دانند وعمل کنند موافقِ شہوت
وخواہشِ چنین شہوت کہ خالی است از مقتضائے
عقل وشرع۔ پس بر ایشان قایم شود قیامت و
خراب گردد دنیا وانتقال کند عمارت بسوئے
آخرت ٭

اپنے ملک کی زبان ولغت ہوگی اور اس لڑکے
کے بعد کوئی ان صفات کا بچہ پیدا نہ ہوگا گویا اس
قسم کی اولاد کے لئے عقیم ہوجائیگا اگرچہ بہت
سے مرد وزن بکثرت نکاح کرینگے مگر ایسی اولاد
ہرگز نہ ہوگی۔ یہ لڑکا اپنی قوم کو خدا تعالیٰ کی
طرف بلائیگا مگر اُس کی قوم اُس کی دعوت کو
قبول نہ کریگی۔ جب اللہ تعالیٰ مولود مذکور کی
روح کو قبض کرلیگا اور جو لوگ اُس کے زمانہ میں
اُس پر ایمان لائے تھے اُن کو بھی وفات دیدیگا
تو جو لوگ باقی رہینگے وہ حیوانات کی مانند ہونگے
کیونکہ اُن میں عاقبت کا کچھ خیال نہ ہوگا گویا
صورت میں انسان دکھلائی دینگے مگر باطن میں
حیوان ہونگے نہ حلال کو حلال اور نہ حرام کو حرام
سے تمیز کرتے ہونگے۔ اور جو خواہش دل میں
آئیگی اُس کے مطابق کام کرینگے اور یہ خواہش
عقل اور شریعت سے خلی الرسن ہوگی۔ ایسے
ہی لوگوں پر قیامت قایم ہوگی اور دنیا خراب ہوجائیگی اور اُس کی آبادی منتقل ہوکر آخرت کو
چلی جائیگی۔ دیکھو نسخ الرحمن متعلق اشتراط الساعة

اِس تمام بیان سے واضح ہے کہ خاتم الولایت کی پیدائش کے متعلق حضرت محی الدین ابن عربی
خبر دیتے ہیں کہ وہ توام پیدا ہوگا اور اُس کے ساتھ ایک اُس کی بہن پیدا ہوگی اور بعد ازاں
خاتم الولایت پیدا ہونگے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی پیدایش اسی طرح ہوئی ہے
رہا اُن کا چین میں ہونا سو یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے آباؤ اجداد سمرقند سے آئے
ہیں دیکھو آئینہ کمالات اسلام۔ جہاں خود حضرت مرزا صاحب نے لکھدیا ہے کہ ہمارے بزرگ
ترکِ وطن کرکے سمرقند سے ہندوستان میں آئے تھے۔ اور صاف ظاہر ہے کہ سمرقند چینی تاتار

میں واقع ہے۔ اور چینی تاتار داخل چین ہے جس سے واضح ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب بموجب کشف حضرت محی الدین ابن عربی چین میں ہوئے +

جب حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تو اس سے اُن کا قدم لینے اُنکی مماثلت حضرت شیث سے بھی ہو گئی کیونکہ حضرت شیث علیہ السلام بھی توام پیدا ہوئے تھے اور اُن کے ساتھ بھی اُن کی بہن پیدا ہوئی تھی سو یہ بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ جیسے حضرت محی الدین عربی نے خاتم ولایت کو شیث کے قدم پر دیکھا اُسی طرح جناب مرزا صاحب کے ساتھ وقوع میں آیا +

اور حضرت محی الدین عربی کا یہ لکھنا کہ اُس کے بعد اُن صفات کا بچہ کوئی پیدا نہ ہو گا۔ یہ اسواسطے کہ حضرت شیث کے بعد تو کامل انسان پیدا ہوئے تھے اور اس کے بعد کوئی کامل انسان پیدا نہیں ہو گا گو اُسکی زندگی میں کوئی کامل انسان پیدا ہو جائے تو تعجب نہیں +

اگر ابن عربی کی عبارت کا یہ منشاء ہے اور زیادہ رُجحان بھی اسی طرف ہے کہ خاتم الولایت مسیح موعود سے الگ شخص ہے جو مہدی ہو گا مگر اُس کے ماننے میں یہ خرابی ہے کہ اگر الگ شخص مانیں تو حدیث نبوی کے خلاف ہو جاتا ہے کیونکہ مسیح کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ اُس کی اولاد ہو گی اور محی الدین عربی کا کشف ظاہر کرتا ہے کہ خاتم الولایت کے بعد کوئی مولود نہیں ہو گا۔ اور نیز اگر اُن کے اس کشف سے مراد یہ ہے کہ خاتم الولایت کے بعد کوئی مولود پیدا نہیں ہو گا خواہ لوگ کتنے ہی نکاح کریں تو اس سے مراد یہی ثابت ہو گی کہ بس دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔ پس یہ معنے ہرگز نہیں بلکہ یہی صحیح ہیں کہ خاتم الولایت ایک ہی شخص ہے جو مسیح بھی ہو گا اور مہدی بھی اور اُس کے بعد اُن صفات کا کوئی انسان پیدا نہ ہو گا +

اس تمام عبارت شیخ سے واضح ہے کہ خاتم ولایت ایسا شخص ہو گا۔ کہ اب اُس کے بعد ایسا کوئی آدمی صفحہ دنیا پر تا قیامت پیدا نہ ہو گا۔ اور اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ توام پیدا ہو گا۔ سو الحمد للہ یہ صفت بھی اس مسیح موعود میں پائی گئی ہے تحقیقات سے ثابت ہوا ہے۔ کہ جب یہ پیدا ہوئے تھے۔ تو پہلے ان سے اُن کی بہن پیدا ہوئی تھی اور بعد ازاں حضرت مرزا صاحب مسیح موعود پیدا ہوئے تھے۔ بہن کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گئی تھی اور یہ خدا کے فضل سے بڑھتے پھولتے رہے +

۳۸ مسیح موعود پر اتہام کہ دین عیسوی کی حمایت کرتا ہے

بعض لوگ مسیح موعود کی نسبت کہیں گے کہ وہ دین عیسوی کی حمایت کریگا۔ دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۴۔ سو یہ بات بھی ان کی ذات پر صادق آئی۔ کیونکہ بعض علماء سوء کہتے ہیں کہ در پردہ یہ عیسائی ہیں۔ اور عیسائی حکومت کی تعریف کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ نادان نہیں جانتے کہ گورنمنٹ اور چیز ہے اور مذہب اور چیز۔ کیا گورنمنٹ کے احسانوں کا ذکر کرنا هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کے مطابق نہیں ہے۔ یہ لوگ تب راضی ہوتے کہ جس طرح بن پڑے برٹش گورنمنٹ کی مخالفت کرتے اور رات دن اُس کو کوستے اور لوگوں کو اُس کے برخلاف برانگیخت کرتے مگر یہ کم عقل اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور پھر مذہب ایک الگ چیز ہے اور حکومت الگ جب وہ عدل و انصاف کے قوانین نافذ کرتی ہے اور مذہبی تعصب کا ایک شائبہ بھی ظاہر نہیں کرتی بلکہ تبلیغ اسلام میں مدد دے رہی ہے تو کیونکر اُس کی مخالفت یا بدگوئی کی جاسکتی ہے کیا ہماری کتابیں اور تحریریں جو عیسائی مذہب کے بالکل خلاف اور اُن کے مذہب کی بیخ کنی کرتی ہیں کس طرح دنیا کے اطراف میں جہاں ہم چاہتے ہیں بھیج دیتے ہیں کیا یہ تبلیغ اسلام میں مدد نہیں کیا شعار اسلام کی بجا آوری میں گورنمنٹ مذکور نے پوری آزادی نہیں دے رکھی پھر کس طرح کسی کو حق ہے کہ مخالفت کرے +

۳۹ مہدی کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ بھی ہے۔ کہ صاحبِ سکینت و وقار ہوگا جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے +

رُوِیَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ الْبَصْرِیِّ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ بِاَیِّ شَیْءٍ یُعْرَفُ الْاِمَامُ الْمَھْدِیُّ قَالَ بِالسَّکِیْنَۃِ وَالْوَقَارِ قُلْتُ وَبِاَیِّ شَیْءٍ قَالَ بِمَعْرِفَۃِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَبِحَاجَۃِ النَّاسِ اِلَیْہِ وَلَا یَحْتَاجُ اِلٰی اَحَدٍ +

حارث بن مغیرہ بصری سے روایت ہے۔ کہ میں نے ابو عبداللہ حسن بن علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا۔ کہ امام مہدی کس چیز سے پہچانا جاویگا۔ فرمایا کہ سکینت اور وقار سے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اور کس چیز سے فرمایا کہ حلال اور حرام کی شناخت سے اور اس بات سے کہ لوگ اپنی حاجات اُس کے پاس لیجایا کرینگے اور وہ کسی کا محتاج نہ ہوگا دیکھو ہدیہ مہدویہ صفحہ ۱۲۴ +

۴۰۔ کثرتِ شہاب

ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں روایت بیان کی ہے۔ کہ شہابوں کا کثرت سے گرنا کسی نبی کے آنے پر دلالت کرتا ہے یا دین کے غلبہ کی بشارت دیتا ہے۔ چنانچہ یہ نشان بھی اس مسیح موعود کی ذاتِ بابرکات پر صادق آیا۔ کیونکہ ۲۸۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو اس کثرت سے شہاب گرے کہ فضاء آسمان میں ہر طرف شعلے چلتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اور یورپ اور امریکہ اور ایشیا کی اخبارات نے اس نظارۂ قدرت کو عجوبہ سمجھکر بہت کچھ لکھا اور حیرت ظاہر کی۔ دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱۰

۴۱۔ مسیح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام

۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے مَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَلْیُقْرِئْهُ مِنِّی السَّلَامَ رَوَاہُ حَاكِمٌ عَنْ اَنَسٍ۔ یعنے مسیح آخر الزمان کو میری طرف سے سلام پہنچادو اس کی تحت میں پیشگوئی تھی کہ اُن کے وقت میں بڑے بڑے فتنے اُٹھینگے۔ اور اُن کی تکفیر و تکذیب کی جائیگی۔ اُن کی عزت اور جان پر حملے کرینگے۔ اور قتل کے فتوےٰ اور تدبیریں کرینگے۔ اِس لئے بطور تسلی پہلے ہی فرمادیا کہ اے مسیح تجھے سلامتی ہی ہے۔ خدا ان سب دشمنوں کو نامراد اور ناکامیاب کریگا۔ اور وہی خائب و خاسر ہونگے۔ تیرا ایک بال بیکا بھی نہیں ہوگا۔ دیکھو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۶۔ سو خدا کے فضل سے مسیح موعود کس کامیابی اور شان و شوکت کیساتھ زندگی گزار گئے

۴۲۔ مکاشفات یوحنا باب ۱۰۔ میں لکھا ہے۔ کہ مسیح آخر الزمان کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کتاب ہوگی جسکا نام فتوحا یعنے سورہ فاتحہ ہوگی۔ اور اُس سے سات آواز شیر کیطرح نکلیں گی۔ سو واضح ہو کہ سبع مثانی بھی سورہ فاتحہ ہی ہے۔ جس کی اعجازی تفسیر کی پیشگوئی بھی سو وہ بھی انہی کے زمانہ اور انہی کی ذات سے پوری ہوئی یہ وہ تفسیر ہے جو حال ہی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی و بعض دیگر علماء زمان کے مقابلہ میں تحدیانہ طور پر لکھی گئی ہے۔ اور مزید براں جب کبھی بیان کیا ہے تو ہر دفعہ سورۃ فاتحہ ہی کی تفسیر نئے پیرایہ میں کی ہے جس سے صاف مکاشفاتِ یوحنا کی تصدیق ہوتی ہے +

۴۳۔ حضرت مرزا غلام احمد کے مسیح و مہدی ہونے کی ایک بھاری علامت یہ ہے کہ عمر کے لحاظ سے

بوڑھا ہوگا مگر وہ جوان معلوم ہوگا اور اُس پر بڑھاپا نہیں آئیگا جس کی تصدیق روایتِ ذیل سے ہوتی ہے:۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ اَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا عَلَامَاتُ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْكُمْ اِذَا خَرَجَ قَالَ عَلَامَتُهُ اَنْ يَكُوْنَ شَيْخَ السِّنِّ شَابَّ الْمَنْظَرِ حَتّٰى اَنَّ النَّاظِرَ اِلَيْهِ لَيَحْسَبُهٗ اِبْنَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اَوْ دُوْنَهَا وَاِنَّ مِنْ عَلَامَاتِهٖ اَنْ لَا يَهْرَمُ بِمُرُوْرِ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِيْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَجَلُهٗ+

ہمارے پاس محمد بن ابراہیم بن اسحٰق طالقانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اُن کے پاس احمد بن علی انصاری نے اُن کے پاس ابی الصلت ہروی نے کہ میں نے رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ جو امام قائم تم میں سے خروج کریگا اُس کی کیا علامت ہوگی۔ فرمایا کہ اُس کی علامت یہ ہے کہ وہ عمر میں تو بوڑھا ہوگا مگر جوان نظر آئیگا یہاں تک کہ اُسکو دیکھنے والا اُسکو چالیس سال کا گمان کریگا یا اُسکے قریب عمر کا۔ اور اُس کی علامت یہ ہے کہ زمانے کے گذر جانے پر بھی وہ بوڑھا نہیں ہوگا حتّٰی کہ اُس کی موت کا وقت آجائیگا۔ دیکھو اکمال الدین صفحہ ۳۶۵+

یہ کیسی کھلی علامت ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر صادق آتی ہے جس شخص نے انکو دیکھا ہے وہ گواہی دیسکتا ہے کہ باوجود بیماریوں کے وہ برابر جوان نظر آتے تھے اور باوجود ۶۹، ۷۰ برس کی عمر کے بھی دیکھنے والے کو چالیس سال عمر کے معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ لوگ حیران ہوتے تھے کہ جوں جوں سال گذرتے جاتے ہیں پیشانی اور چہرہ چمکتا جاتا ہے اور از سرِ نو جوان ہوتے جاتے ہیں۔ گویا بڑھاپا اُن کے پاس آیا ہی نہیں۔ اور ایسی ہی حالت میں جان بحق تسلیم ہوگئے+

۴۴۔ یہ علامت بھی حضرت مرزا صاحب پر صادق آتی ہے کہ اُس کے زمانہ میں اشتہار اِس کثرت سے شائع ہونگے کہ ہر شخص کو مل جائیگا جس میں مہدی علیہ السلام کی تابعداری کی ہدایت ہوگی+

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْعَطَّارُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ اَبِي الْخَطَّابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ مَنْدَلٍ

ہمارے پاس محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے اُن کے پاس محمد بن یحیٰی عطار نے اُن کے پاس محمد بن حسین بن ابی الخطاب نے اُن کے پاس صفوان بن یحیٰی

عَنْ بُكَارِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ ذَكَرْنَا خُرُوْجَ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ لَهٗ كَيْفَ لَنَا اَنْ نَعْلَمَ ذٰلِكَ فَقَالَ يُصْبِحُ اَحَدُكُمْ وَتَحْتَ رَاسِهٖ صَحِيْفَةٌ عَلَيْهَا مَكْتُوْبٌ طَاعَةٌ مَعْرُوْفَةٌ

نے اُن کے پاس مندل نے اُن کے پاس بکار بن ابی بکر نے اُن کے پاس عبداللہ بن عجلان نے بیان کیا کہ ہم نے ابی عبداللہ علیہ السلام کے پاس امام قایم علیہ السلام کے خروج کا ذکر کیا اور میں نے اُن کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کس طرح جان لینگے کہ یہی امام قایم ہے۔ فرمایا کہ ایسا ہوگا کہ جب انسان صبح کو اٹھیگا تو اپنے سر کے نیچے ایک اشتہار پائیگا جس پر لکھا ہوگا کہ اس امام کی تابعداری کو لازم پکڑو۔ دیکھو اکمال الدین صفحہ ۲۶۷ +

اب کون نہیں کہہ سکتا کہ اس قدر اشتہارات امام زمان نے اپنی زندگی میں دئے کہ جنکی حد نہیں اور جن میں لکھا تھا کہ میری اطاعت کے بغیر نجات نہیں میری تابعداری لازمی ہے +

بیسویں فصل

اِس بارہ میں کہ اِس زمانہ میں کن کن بزرگانِ اہلِ کشف نے اُنکے دعویٰ کی تصدیق کی

ہم قرآن اور احادیث سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ جس قدر علاماتِ ظہورِ مسیح و مہدی کے لئے مقدر تھیں۔ اُن میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں۔ اب ہم اِس فصل میں دکھلاتے ہیں کہ محی الدین ابن عربی کے کشف کے مطابق کہ جس میں انہوں نے دیکھا تھا۔ کہ عارف باللہ و صاحب الہام وکشوف اپنے الہام سے مسیح موعود و مہدی مسعود کی تصدیق کرینگے۔ کن کن اہل کشوف نے شہادت دی ہے تاکہ ناظرین کو پوری تسلی ہو جائے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونے کا دعوے حق بجانب ہے۔ اور اُن کی مخالفت کرنے والے خدا اور رسول اور حق پسند دلیا کے نزدیک محض غلطی پر ہیں۔ لہذا ہم ذیل میں ان بزرگوں کی فہرست دیتے ہیں۔ اور دکھاتے ہیں کہ اُنہوں نے کن کن الفاظ میں تصدیق فرمائی ہے +

(۱) شہادت گلاب شاہ مجذوب

گلاب شاہ مجذوب کی شہادت پیشتر اس کے کہ ہم انکے الفاظ کو لکھیں ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اول ہم بتاویں کہ گلاب شاہ کون بزرگ ہیں۔ اور کس طرح یہ شہادت ہم تک پہنچی ہے۔ واضح ہو۔ ایک عمر بزرگ میاں کریم بخش نامی نے جو جمال پور ضلع لدھیانہ کا رہنے والا تھا۔ اور مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہیانہ کے ملنے والوں میں سے تھا ایک بڑا دیندار موحد بزرگ تھا۔ اُس کے چہرہ سے سعادت اور بزرگی کے آثار نمودار تھے۔ ایک کم گو کم سخن متقی آدمی تھا۔ اگرچہ مولوی محمد حسن صاحب نے باغوائے مولویان اسکو بہت روکا اور اس بیان سے انکار کر دینے کے لئے سخت مجبور کیا مگر اس نے اُن کو صاف صاف کہہ دیا کہ میں اب بوڑھا آدمی ہوں۔ موت سر وقت میرے سر پر ہوا ہے۔ اگر میں اس وقت اس گواہی دینے میں پہلو تہی کرونگا اور جو کچھ میری آنکھوں دیکھی اور میرے کانوں سُنی بات ہے اُس کے بیان کرنے سے دریغ کرونگا تو میں خدا کا گنہگار رہونگا جو کچھ میں نے لکھایا ہے بالکل سچ اور راست راست ہے چونکہ مولوی محمد حسن صاحب فطرتاً نیک تھے اور میاں کریم بخش موصوف سے مدت سے واقف تھے۔ انہوں نے پھر اُس کو مجبور نہ کیا بلکہ مولویوں کو صاف کہہ دیا کہ وہ ایک راستباز اور متقی آدمی ہے میں اسکو جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ بمقام لودہیانہ اپنی زبان سے کئی دفعہ مجمع اور غیر مجمع میں میرے سامنے وہ حال بیان کیا جو بالکل اُسی طرح ہے جس طرح وہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو بیان کر چکا ہے۔ اور جو بجنسہ رسالہ نشانِ آسمانی یا ازالہ اوہام جلد دوم میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے لہٰذا ہم اُسی کے الفاظ جو رسالہ نشانِ آسمانی میں درج ہیں اختصار کے ساتھ تحریر کرتے ہیں +

تمام مسلمان بھائیوں پر واضح ہو کہ میں اس وقت محض اپنے بھائیوں کی خیرخواہی وہمدردی کے لئے اس اپنی سچی شہادت کو جس کا ذکر میں نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۰ میں اس سے پہلے لکھوایا تھا بہ تفصیل تمام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا کہ لوگوں کو میری طرف سے خاص طور پر اطلاع ہو جائے اور تا ادائے شہادت کے فرض مجھ کو سبکدوشی حاصل ہو اور نیز اس لئے کہ میں اس شہادت کو بیان کروں اللہ جل شانہ کی

قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میری شہادت بالکل صحیح اور ہر ایک شک اور شبہ سے بالکل منزہ
ہے۔ اگر اس شہادت کے بیان کرنے میں جو ذیل میں بیان کرونگا۔ کچھ میری طرف سے افترا
ہے یا میں نے اس میں کچھ کم و بیش کر دیا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس جہان میں مجھ پر عذاب نازل کرے
بھائیو! یقیناً سمجھو کہ اگر یہ گواہی میرے پاس نہ ہوتی اور اس وقت سے تیس یا اکتیس
برس پہلے اگر ایک ربانی مجذوب مجھ پر یہ راز نہ کھولتا کہ آنے والا عیسیٰ موعود کون ہے تو آج
میں بھی اپنے بھائیوں کی طرح جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک اشد مخالف ہوتا
اگرچہ میں قتل بھی کیا جاتا تاہم بالکل غیر ممکن اور محال تھا کہ میں حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود
قبول کر کے اپنے اس محکم عقیدہ کو چھوڑ دیتا جس کو میں اپنے خیال میں اہل سنت والجماعت
کا مذہب اور سلف صالح کا اعتقاد اور اپنے علماء کا عقیدہ مسلمہ سمجھتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی
میرے حق میں یہ ایک رحمت تھی کہ اس نے اس واقعہ سے تیس برس پہلے ایک باخدا مرد
اور بیابان کے پھرنے والے ایک مجذوب کی زبان سے جو صاحب خوارق و کرامات تھا
جس کے خوارق میں نے خود بکثرت مشاہدہ کئے تھے وہ باتیں میرے کانوں تک پہنچا دیں جو اب
میرے لئے ایک عظیم الشان نشان ہو گئیں اور ان پیشگوئیوں نے میرے دل کو حضرت مرزا صاحب
کی سچائی پر قائم کر دیا کہ اگر اب مجھے کوئی ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالے تو بھی مجھے اس راہ میں اپنی
جان کی کچھ بھی پرواہ نہیں جیسے روز روشن جب نکلتا ہے تو کسی کو اس میں کچھ شک نہیں
رہتا ایسا ہی مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وہی مسیح موعود
ہیں جن کے آنے کا وعدہ تھا اور جنکا کتابوں میں عیسیٰ نام رکھا گیا ہے اور میرا دل اس یقین سے
بھرا ہوا ہے کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام مر گیا ہے اور پھر نہیں آئیگا +

وہ گواہی جو میرے پاس ہے یہ ہے کہ میرے گاؤں جمال پور میں جو ضلع لودہیانہ میں
واقع ہے ایک بزرگ مجذوب باخدا آدمی تھے جن کا نام گلاب شاہ تھا میں ان کی صحبت
میں اکثر رہتا اور ان سے فیض حاصل کرتا تھا اور اگرچہ میں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا تھا
اور مسلمان کہلاتا تھا لیکن میں اس امر کے اظہار سے رہ نہیں سکتا۔ کہ درحقیقت انہوں نے
ہی مجھے طریق اسلام سکھلایا اور توحید کی صاف اور پاک راہ پر میرا قدم جمایا تھا۔ اس
بزرگ درویش نے ایک دفعہ میرے پاس بیان کیا کہ عیسیٰ جوان ہو گیا ہے۔ اور لدہیانہ میں آویگا

اور قرآن کی غلطیاں نکالیگا۔ اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کریگا اور پھر فرمایا کہ مولوی انکار کرینگے اور پھر فرمایا کہ مولوی لوگ سخت انکار کرینگے میں نے اُن سے پوچھا کہ قرآن تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیا اس میں بھی غلطیاں ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں بن گئیں اور شاعری زبان پھیل گئی اس لیئے غلطیاں پڑگئیں (یعنے مبالغہ پر مبالغہ کرکے حقیقتوں کو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہیں) عیسےٰ جب آئیگا تو اِن سب غلطیوں کو نکالیگا اور فیصلہ قرآن سے کریگا پھر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کریگا۔ اس پر میں نے کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہیں وہ کیوں انکار کرینگے وہ تو وارثِ قرآن ہیں اس پر وہ بہت طیش میں آگر اور ناراض ہوکر بولے کہ تو دیکھیگا کہ اُسوقت مولویوں کا کیا حال ہوگا وہ سخت انکار کرینگے پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ عیسےٰ جوان تو ہوگیا مگر ہے وہ کہاں ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بیچ قادیاں کے یعنے قادیاں میں تب میں نے کہا کہ قادیاں تو لودہیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے اُس جگہ عیسےٰ کہاں ہے اُس وقت اُنہوں نے اس کا جواب نہ دیا مگر دوسرے وقت اُنہوں نے اِس بات کا جواب دیدیا جسکو بباعث امتدادِ مدت میں پہلے لکھوا نہ سکا اب یاد آیا کہ اخیر میں کئی دفعہ اُنہوں نے فرمایا کہ وہ قادیاں بٹالہ کے پاس ہے۔ اِسی جگہ عیسےٰ ہے اور جب اُنہوں نے یہ فرمایا تھا کہ عیسےٰ قادیاں میں ہے اور اب جوان ہوگیا تو میں نے انکار کی راہ سے اُن کو کہا کہ عیسیٰ مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود ہے اور خانہ کعبہ پر اُتریگا یہ کون عیسیٰ ہے جو قادیاں میں ہے اور جوان ہوگیا ہے تو بڑی نرمی اور سلوک کے ساتھ بولے اور فرمایا کہ عیسیٰ مریم کا بیٹا جو نبی تھا وہ مرگیا ہے۔ وہ پھر نہیں آئیگا اور میں نے اچھی طرح سے تحقیق کرلیا ہے کہ عیسےٰ مریم کا بیٹا مرگیا ہے۔ وہ پھر نہیں آئیگا اللہ تعالیٰ نے مجھے بادشاہ کیا ہے میں سچ کہتا ہوں جھوٹ نہیں کہتا۔ پھر اُنہوں نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وہ عیسےٰ جو آنے والا ہے اس کا نام غلام احمد ہے اور اگرچہ میں نے گلاب شاہ کی بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوتی دیکھی تھیں لیکن اس پیشگوئی کے باب میں کہ آنیوالا عیسےٰ قادیاں میں ہے اور اس کا نام غلام احمد ہے ہمیشہ میں گلاب شاہ کا مخالف رہا جب تک کہ اُس کو پورا ہوتے دیکھ نہ لیا +

اُنہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جب عیسیٰ لودہیانہ میں آئے گا تو ایک سخت قحط پڑیگا چنانچہ میں نے بچشمِ خود دیکھ لیا۔ کہ جب اس دعویٰ کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب لدھیانہ میں آئے تو اُسوقت فی الحقیقت لدھیانہ میں سخت قحط تھا غرض اُس بزرگ گلاب شاہ نے آج سے تیس

یا اکتیس برس پہلے مجھے یہ ساری کیفیت بیان کی تھی جو نیچے لکھوا دی مورخہ ۲۴ / جون ۱۸۹۱ء دیکھو ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۷۰۹ و نشان آسمانی صفحہ ۱۹ لغایت ۲۳ +

(۲) شہادت حضرت سید میر المعروف بہ پیر کوٹھے والے

دوسرے بزرگ حضرت سید میر المعروف بہ پیر صاحب کوٹھہ والے ہیں جنکو اس دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے ۲۲ سال ہو گئے ہیں یعنے ۱۲۹۴ھ ہجری میں انکا انتقال ہو گیا تھا انہوں نے بھی اپنے حیات میں حضرت مرزا صاحب کی مجددیت و مہدویت کی تصدیق فرما دی تھی چنانچہ ہم مولوی محمد یحییٰ ساکن موضع دیگراں کے خط کو جو ہمارے پاس کتبہ موجود ہے اور جو انہوں نے حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی معہود کی خدمت بابرکت میں بتاریخ ۱۱ / جنوری ۱۹۰۱ء کو بمقام دارالامان قادیان بھیجا تھا یہاں پر نقل کر دیتے ہیں جس سے واضح ہو جائیگا کہ پیر صاحب کوٹھہ والے نے کیسی عمدہ تصدیق کی ہے وہ خط یہ ہے +

بخدمت شریف حضرت امام زمان بعد از السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ معروض کہ میں موضع کوٹھہ علاقہ یوسف زئی کو گیا تھا اور چونکہ سنا ہوا تھا کہ حضرت صاحب مرحوم کوٹھہ والے فرماتے تھے کہ مہدی آخرالزمان پیدا ہو گیا ہے مگر وقت ظہور ابھی نہیں ہے تو اس بات کا مجھہ کو بہت خیال تھا کہ اس امر میں تحقیق کروں کہ فی الواقع کس طرح ہے جب میں اس دفعہ کوٹھہ کو گیا تو اُن کے مریدوں میں سے جو کوئی باقی ماندہ ہیں ہر ایک سے میں نے استفسار کیا تو ہر ایک یہی کہتا تھا کہ یہ بات مشہور ہے ہم نے فلاں سے سُنا تھا فلاں آدمی نے یوں کہا کہ حضرت صاحب یہ بیان فرماتے تھے مگر دو آدمی ثقہ متدین نے اس طرح کہا کہ ہم نے خود اپنے کانوں سے حضرت صاحب کی زبان مبارک سے سُنا ہے اور ہم کو خوب یاد ہے ایک حرف بھی نہیں بھولا اب ہر ایک کا بیان بعینہ عرض خدمت کرتا ہوں +

(۱) ایک شخص حافظ قرآن نور محمد نام اصل متوطن گڑھی امازی حال از کوٹھہ بیان کرتا ہے کہ حضرت ایک دن وضو کرتے تھے اور میں روبرو بیٹھا تھا فرمانے لگے کہ ہم اب کسی اور کے زمانہ میں ہیں میں نے اس بات کو نہ سمجھا اور عرض کیا کہ کیوں حضرت آپ اس قدر معمر ہو گئے ہیں کہ اب آپ کا زمانہ چلا گیا ابھی تو آپ کے ہم عمر لوگ بہت تندرست ہیں اور اپنے کام دنیوی کرنے میں فرمانے

لگے کہ تو میری بات کو نہیں سمجھا میرا مطلب کچھ اور ہے پھر فرمانے لگے کہ جو خدا کی طرف سے ایک
بندہ تجدید دین کے لئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہو گیا ہماری بار چلی گئی ہے اس لئے کہتا
ہوں کہ ہم **کسی غیر کے زمانہ میں ہیں** پھر فرمانے لگے وہ ایسا ہوگا کہ جبکو نہ تو کچھ تعلق مخلوق
سے بھی ہے اس کو کسی کے ساتھ تعلق نہ ہوگا اور اس پر اسقدر شدائد مصائب آئینگے کہ جن
کی نظیر زمانہ گذشتہ میں نہ ہوگی مگر اسکو کچھ پرواہ نہ ہوگی اور سب طرح کی تکالیف اور فساد اس
وقت میں ہونگے اس کو پرواہ نہ ہوگی زمین و آسمان ہل جائینگے اور اُلٹ پلٹ ہو جائینگے اس کو
پرواہ نہ ہوگی پھر میں نے عرض کی کہ نام و نشان بھی بتاؤ فرمانے لگے نہیں بتاتا ہوں +

مولوی محمد یحییٰ صاحب یہاں پر لکھتے ہیں کہ اس میں (یعنے بیان بالا میں) میں نے ایک
حرف زیر و بالا نہیں کیا ہاں اُس کی تقریر افغانی میں ہے +

(ب) دوسرے شخص مسمی گلزار قوم افغان ساکن موضع بڈابیر علاقہ پشاور حال از نوڈی
قریب کوٹھہ منزلیا ہے یہ شخص بہت مدت حضرت صاحب کی خدمت میں رہا ہے قسم کھا کر کہتا
ہے کہ ایک دن حضرت صاحب عام مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور طبیعت اس وقت بہت
خوش و خرم تھی فرمانے لگے کہ میرے بعضے آشنا مہدی آخر زمان کو اپنی آنکھوں سے دیکھینگے
اور اُس کی باتیں اپنے کانوں سے سنینگے۔ فقط +

مولوی محمد یحییٰ صاحب اس خط کو ختم کرنے کے بعد لکھتے ہیں واللہ باللہ ثم تاللہ ان
دونوں شخصوں نے اسی طرح گواہی ادا کی ہے +

(ج) مرزا محمد اسمٰعیل صاحب سابق ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بنوں ہیں جنہوں نے معرفت سید
امیر شاہ صاحب پروفیسر مشن کالج حال مدرس اعلیٰ مدرسہ احمدیہ قادیان بیان کیا کہ میں نے حضرت کوٹھہ والے صاحب کو
کہتے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مہدی آخر الزمان پیدا ہو گیا ہے ابھی اُن کا ظہور نہیں ہوا اور
جب پوچھا گیا کہ نام کیا ہے تو فرمایا کہ نام نہیں بتاؤنگا مگر اس قدر بتاتا ہوں کہ زبان اُس کی
پنجابی ہے +

(د) تیسرے ایک صاحب مولوی حمید اللہ صاحب ملا سوات ہیں جنہوں نے بذریعہ
خط یوں شہادت دی ہے +

بخدمت شریف کاشف رموز نہانی واقف علوم ربانی جناب مرزا صاحب عرضداشت یہ

ہے کہ فضیلت پناہ جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب اخوان زادہ جو آپ کی خدمت میں ہو آئے ہیں
اُن سے کئی دفعہ آپ کا ذکر میاں درمیان آیا آخر ایک روز باتیں کرتے کرتے مہدی اور عیسیٰ
اور مجدد کا ذکر درمیان آگیا تب میں نے اسی تقریب پر ذکر کیا کہ ایک روز ہمارے مرشد حضرت
شاہ صاحب کوٹھہ والے فرماتے تھے کہ مہدی موعود پیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا
اس بات کو سن کر فضیلت پناہ مولوی محمد یحییٰ اخوان زادہ اس بات پر مصر ہوئے کہ اس بیان کو
خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر تحریر کر دیں پس بحکم آیت وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ
قَلْبُهُ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت صاحب کوٹھہ والے ایک دو سال اپنی وفات
سے پہلے یعنے ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۳ھ میں اپنے چند خواص میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہر ایک باب
سے معارف میں اور اسرار میں گفتگو شروع تھی ناگاہ مہدی معہود کا تذکرہ درمیان آگیا فرمانے
لگے کہ مہدی معہود پیدا ہو گیا ہے مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا اور قسم بخدا کہ یہی اُن کے کلمات تھے اور
میں نے سچ سچ بیان کیا ہے نہ ہوائے نفس سے اور بجز اظہار حق اور کوئی غرض درمیان نہیں
اُن کے منہ سے یہ الفاظ افغانی زبان میں نکلے تھے "چہ مہدی پیدا شوی دے او وقت د ظہور ندے"
یعنے مہدی موعود پیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا بعد اس کے حضرت موصوف نے
سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ ہجری میں وفات پائی +

(۳) شہادت حضرت مولوی سید عبداللہ صاحب غزنوی ثم امرتسری

تیسرے بزرگ حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ہیں جو حضرت پیر صاحب کوٹھہ والے
کے مرید رشید تھے یہ بزرگ احیائے سنت خیر الانام کے حامی تھے۔ اِس لئے غزنی
سے امیر کابل کے حکم سے بعد تکلیف بسیار جلا وطن کئے گئے تھے اور پنجاب میں آکر امرتسر
میں سکونت پذیر ہوئے یہ بزرگ بھی صاحب کشف و الہام تھے۔ اُنہوں نے بہت موقعوں پر
حضرت مرزا صاحب کی نسبت تصدیق کی ہم اُن کے دو مریدوں کی شہادت یہاں پر درج
کرتے ہیں جو حضرت اقدس کے آگے بھی بیان کر چکے ہیں اور جو متفرق کتابوں میں طبع ہو کر
شائع بھی ہو چکی ہے چنانچہ وہ شہادت حسب ذیل ہے +

اول۔ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر جو بظاہر ثقہ آدمی تھے اور وہ حضرت عبداللہ

صاحب کے اول درجہ کے رشتہ دار مخلص تھے بمقام قادیان شروع ۱۸۹۱ء میں اور اثنائے گفتگو میں بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے کشف سے ایک پیشگوئی کی تھی کہ ایک نور آسمان سے قادیاں کی طرف نازل ہوا مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔ فقط دیکھو ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۷۰۳-۷۰۴ +

یہ بات بھی حضرت عبداللہ صاحب غزنوی کی کیسی صادق آئی ہے کہ فی الحقیقت اُس کی اولاد میں سے ایک بھی ایسا سعید ثابت نہیں ہوا جو اُس نورِ آسمانی سے کچھ حصہ لیتا بلکہ کسی شقاوت کی وجہ سے وہ مرسل یزدانی حضرت مرزا صاحب قادیانی کی صحبت سے جو بقول اُن کے والدِ بزرگوار کے نورِ آسمانی ہیں بالکل محروم و بے نصیب ہے +

دوم منشی محمد یعقوب صاحب ملازم نہر برادر کلاں حافظ محمد یوسف صاحب نے ماہ فروری ۱۸۸۶ء میں بحضور حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمقام ہوشیار پور بموجودگی حضارِ جلسہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار کے مکان پر جہاں حضرت موصوف اُترے ہوئے تھے بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم سے ایک دن میں نے سُنا کہ وہ آپ کی نسبت یعنی حضرت اقدس مرزا صاحب کی نسبت کہتے تھے کہ وہ میرے بعد ایک عظیم الشان کام کے لئے مامور کئے جائینگے۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۷۰۴ +

(۴) شہادت حضرت پیر صاحب العلم ساکن سندھ

چوتھے صاحب ایک صوفی حضرت پیر صاحب العلم ہیں جو پیر صاحب جھنڈے والے کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ بزرگ بلادِ سندھ کے مشاہیر مشائخ میں سے ہیں جن کے مرید ایک لاکھ سے زیادہ ہیں اور جو علوم عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور علماء راسخین میں سے ہیں حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی نسبت جبکہ عبداللہ عرب نے اُن سے حضرت اقدس موصوف کے بارہ میں دریافت کیا تو دوسرے روز قسم کھا کر بیان کیا اور پھر بجنسہ زبان عربی میں ایک خط لکھ کر عبداللہ عرب و عبداللطیف اپنے مریدان خاص کے ہاتھ بھیجا۔ وہ بزرگ اس عاجز سے بھی ناہو میں منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ کے مکان پر ملے تھے اور میں نے اُن کی زبان سے بھی یہی واقعہ جو آگے درج کرتا ہوں سُنا تھا اُس وقت حضرت اقدس ریاست پٹیالہ میں تشریف لے گئے

ہوگئے تھے اس لئے وہ دونوں بزرگ بہمراہی منشی عبد الحق صاحب اکونٹنٹ جو کچھ وقت پہلے حضرت مرزا صاحب سے بڑا اخلاص رکھتے تھے پٹیالہ میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیر صاحب العلم کا خط پیش کیا جو حسب ذیل ہے +

إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَفْسَرْتُهُ فِي أَمْرِكَ وَقُلْتُ بَيِّنْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَهُوَ كَاذِبٌ مُفْتَرِيٌّ أَوْ صَادِقٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ صَادِقٌ وَمِنْ عِنْدِ اللّٰهِ نَعَرَفْتُ إِنَّكَ عَلَى حَقٍّ مُبِيْنٍ وَبَعْدَ ذٰلِكَ لَا نَشُكُّ فِي أَمْرِكَ وَلَا نَرْتَابُ فِي شَأْنِكَ وَنَعْمَلُ كَمَا تَأْمُرُ فَإِنْ أَمَرْتَنَا أَنْ اذْهَبُوْا إِلَى بِلَادِ أَمْرِيْكَةَ فَانَّا نَذْهَبُ إِلَيْهَا وَمَا تَكُوْنُ لَنَا خِيَرَةٌ فِي أَمْرِنَا وَسَتَجِدُنَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْمُطَاوِعِيْنَ

میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں دیکھا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں کچھ شک نہیں کرینگے اور نہ آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ باقی ہے اور جو کچھ آپ فرمائینگے ہم وہی کرینگے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ تم امریکہ چلے جاؤ تو ہم وہاں جانے کو تیار ہیں اور ہم نے اپنے تئیں آپ کے حوالہ کر دیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں آپ فرمانبرداری پائینگے +

پھر دوسرے موقعہ پر جب سیٹھ صالح محمد صاحب نے جو ان کے مرید تھے اور جو مدراس سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اُن سے دریافت کیا کہ حضور والا کی جناب مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت کیا رائے ہے تو حضرت پیر صاحب العلم نے ایک عام مجلس میں کھڑے ہو کر اور ہاتھ میں عصا لیکر تمام حاضرین کے سامنے بلند آواز سے فرمایا کہ میں ان کو دیکھتا ہوں حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ میں حق پر جانتا ہوں اور ایسا ہی مجھے کشف کے رو سے معلوم ہوا ہے۔ یہ سیٹھ صالح محمد صاحب ایک نوجوان صالح نور سعید آدمی تھے اور مشہور سیٹھ عبد الرحمن مدراسی کے برادر حقیقی تھے۔ مدراس سے چلکر سندھ میں اتنا دور دراز کا سفر اختیار کر کے پیر صاحب کی خدمت میں گئے اور اُن سے حال دریافت کر کے بجنسہ جو پیر صاحب العلم نے فرمایا تھا وہ بلا کم و کاست قادیان میں لکھ دیا۔ یہ شہادت خود پیر صاحب موصوف کی حیات میں

چند بار چھپکر شایع بھی ہو چکی ہے اور اُن کا خط بجنسہ موجود بھی ہے۔ عبد اللہ عرب اور عبد اللطیف اور سیٹھ صالح محمد صاحب ابتک موجود ہیں جن کو شک ہو اُن سے دریافت کر سکتے ہیں افسوس کہ

(۵) شہادت حضرت صوفی احمد جان صاحب لودیانوی

پانچویں بزرگ صوفی احمد جان صاحب لودیانوی ہیں جو منشی صاحب کے نام سے مشہور ہیں یہ بزرگ بھی اب مدت ہوئی فوت ہو چکے ہیں یہ بھی ایک بڑی جماعت کے پیرو مرشد تھے اور طب روحانی میں کمال رکھتے تھے اُنہوں نے اپنی حیات میں حضرت مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے کی بڑے زور سے تصدیق کی تھی حتّٰے کہ جب تک زندہ رہے حضرت موصوف سے بے حد اخلاص اور محبّت رکھتے رہے اور چونکہ اُس وقت تک حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا تھا سو اسطے صوفی صاحب بیعت میں بذاتِ خود داخل نہیں ہو سکے مگر بیعت والوں سے زیادہ اخلاص رکھتے تھے۔ اگر حضرت صاحب بیعت لیتے تو سب سے پہلے وہ داخل بیعت ہوتے مگر اُنہوں نے نورِ فراست سے معلوم کر لیا تھا کہ ضرور ایک وقت حکم بیعت ہو گا اسلئے اپنی وفات سے پہلے اپنی اولاد اور بیوی کو سخت تاکیدی وصیت کر گئے تھے کہ جب حضرت مرزا صاحب بیعت لیں تو تم سب اُن کی بیعت میں داخل ہو جانا۔ چنانچہ اُن کے فرمانے کے بموجب باوجود اِس کے کہ حضرت صاحب کے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر علما نے ایک طوفانِ بے تمیزی برپا کر دیا اور تکفیر و تکذیب کی بھرمار کر دی اور باوجود اِس کے کہ صوفی صاحب کے بکثرت مرید تھے اور یقیناً سخت اندیشہ تھا کہ حضرت صاحب سے تعلق بیعت سے سب مرید بھی منحرف ہو جائینگے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی اولاد اور خاندان میں کمال سعادت تھی کہ اُنہوں نے اِن باتوں کا ذرہ بھی خیال نہ کیا اور اُن کا کل خاندان سیدھا دارالامان میں حاضر ہو کر مشرف بہ بیعت ہو گیا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ہجرت کر کے دارالامان میں ڈیرہ ہی جما لیا۔

اب ہم ذیل میں اُن کی تصدیق کے الفاظ بطورِ اختصار اس طول طویل اشتہار سے جو ایک سُرخ کاغذ پر ہے درج کرتے ہیں اور وہ یوں ہے۔

اِس چودھویں صدی کے زمانہ میں کہ ہر ایک مذہب و ملت میں ایک طوفانِ بے تمیزی

اب سیٹھ صاحب بھی فوت ہو گئے ہیں عبد اللہ عرب کا اب پتہ نہیں۔

برپا ہے بقول شخصے بیت

دیر و حرم میں کوئی نہیں اپنی راہ پر + کافر نئے نئے ہیں مسلمان نئے نئے

ایک ایسی کتاب اور ایک ایسے مجدد کی بے شک ضرورت ہے جیسے کہ کتاب براہین احمدیہ اور اس کے مؤلف جناب مخدومنا و مولانا مرزا غلام احمد صاحب دام فیوضہم ہیں جو ہر طرح سے دعوی اسلام کو مخالفین پر ثابت فرمانے کے لئے موجود ہیں جناب موصوف عامی علمار اور فقرا میں سے نہیں بلکہ خاص اس کام پر منجانب اللہ مامور اور ملہم اور مخاطب الٰہی ہیں صدہا سچے الہام اور مخاطبات اور پیشگوئیاں اور رویار صالحہ اور اوامر الٰہی اور اشارات وبشارات اجرار کتاب و فتح و نصرت اور ہدایات امداد کے باب میں زبان عربی۔ فارسی۔ اردو وغیرہ میں جو مصنف صاحب کو بہ تشریح تمام ہوئے ہیں مشرح و مفصل اسی کتاب (براہین احمدیہ) میں درج ہیں اور بعض الہامات زبان انگریزی میں بھی ہوئے ہیں حالانکہ مصنف صاحب نے ایک لفظ بھی انگریزی زبان کا نہیں پڑھا۔ چنانچہ صدہا مخالفین کی گواہی سے ثابت کرکے کتاب میں درج کئے گئے ہیں جن سے بخوبی صداقت پائی جاتی ہے اور یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ مصنف صاحب بیشک امر الٰہی سے اس کتاب کو لکھ رہے ہیں اور صاف ظاہر ہوتا ہے بموجب حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ +

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد منجانب اللہ پیدا ہوتا ہے جو تمام مذاہب باطلہ کے ظلمات کو دور کرتا ہے اور دین محمدی کو منور اور روشن کرتا ہے ہزارہا آدمی ہدایت پاتے ہیں اور دین اسلام تروتازہ ہو جاتا ہے۔ مصنف صاحب اس چودھویں صدی کے مجدد اور مجتہد اور محدث اور کامل مکمل افراد امت محمدیہ سے ہیں اور دوسری حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم یعنے علمار امتی کانبیار بنی اسرائیل انہی کی تائید میں سے پھر لکھتے ہیں ؎

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ + تم مسیحا بنو خدا کے لئے

حضرت مرزا صاحب نے اسوقت تک دعوی مسیحیت نہیں کیا تھا لیکن صوفی صاحب کی

روح گویا اس امر کی مقتضی تھی کہ حضرت صاحب موصوف مسیح بنیں اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نورِ فراست سے دیکھ لیا تھا کہ اس وقت مسیح کی ضرورت ہے کیونکہ سب فطرتیں مر چکی تھیں اور عارفانِ ربانی اس بات کے پیاسے تھے کہ کوئی اُس وقت مسیحا دم آئے اور ان مُردوں کو آنکر جلائے۔

سن شریف حضرت کا تقریباً ۴۰ یا ۴۵ سال ہوگا اصلی وطن اجداد کا قدیم ملک فارس معلوم ہوتا ہے نہایت خلیق صاحب مروت وحیا۔ جوانِ رعنا۔ چہرہ سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ اے ناظرین میں سچی نیت اور کمال جوش صداقت سے یہہ التماس کرتا ہوں کہ بے شک وشبہ جناب مرزا صاحب موصوف مجددِ وقت اور طالبانِ سلوک کے واسطے کبریت احمر اور سنگ دلوں کے واسطے پارس اور تاریک باطنوں کے واسطے آفتاب اور گمراہوں کے واسطے خضر اور منکرانِ اسلام کے واسطے سیفِ قاطع اور حاسدوں کیواسطے حجتِ بالغہ ہیں یقین جانو کہ ایسا وقت پھر ہاتھ نہیں آئیگا۔ آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آگیا ہے اور حجت الٰہی قایم ہوچکی ہے اور آفتابِ عالمتاب کی طرح بدلایلِ قاطع ایسے ہادیٔ کامل کو بھیجا ہے کہ سچّوں کو نور بخشے اور ظلماتِ ضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قایم کرے تاکہ حق اور باطل چھٹ جائے اور خبیث اور طیب میں فرق بین ظاہر ہو جائے اور کھوٹا کھرا پرکھا جائے۔

میں بآوازِ بلند پکار رہا ہوں اور خاص وعام کو اشتہار دیتا ہوں کہ اس سے بہتر وقت ہرگز تم کو نہ ملیگا اگر ہو سکے تو خدمتِ عالی میں پہنچکر سعادتِ دینی حاصل کرو دیکھو اشتہار واجب الاظہار صوفی احمد جان صاحب از مقام لدھیانہ۔ صوفی صاحب موصوف کی دردِ بھرے دل کی دعائیں بھی سب کی سب پوری ہوگئی ہیں خدا نے مسیح بھی بنایا اور روز بروز ترقی بھی ہو رہی ہے کیونکہ ہزارہا لوگ اس امام وقت سے ہدایت پا رہے ہیں۔

(۲) شہادت غلام فاطمہ بنت محمد خان نمبردار ساکن لیہ

چھٹی ایک عورت عفیفہ زاہدہ بصیرہ تائبہ ہے جو محمد خان نمبردار کی بیٹی ہیں اور شہر لیہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں رہتی ہیں اور جو اب تک بقید حیات ہیں انہوں نے اپنے بھائی منشی فتح محمد

بزدار کی معرفت حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی تصدیق بذریعہ اشتہار مطبوعہ جس میں اُسکے اپنے الہامات و مکاشفات درج ہیں بڑے زور کے ساتھہ کی ہے ہم بجنسہ اس کے اشتہار کو درج کرتے ہیں وھو ھذا +

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ

اے جماعت مومنین اہل اسلام میری عرض کو متوجہ ہو کر سنو آپ آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے پر ایمان رکھتے ہیں آپ لوگوں کو اسی خدا وحدہٗ لاشریک کی قسم پر اعتماد کرنا چاہئے اور میری شہادت حقہ کو غور سے سنو اور پڑھو +

میں ایک عورت اُمی عربی اور فارسی سے محض بے خبر ہوں یہ خدا تعالیٰ کی صریح کرامت ہے کہ عربی میں مجھے الہام ہوتے ہیں اور الہام اور کشف کے رو سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کی مجھے خبر ہو چکی ہے اور وہ الہامات یہ ہیں۔ ۱۔ وَیُکَبِّرُ اَحْمَدُ۔ ۲۔ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ ۳۔ فَلَمْ تَہِنَ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ ۴۔ صِدِّیْقٌ صَادِقًا۔ ۵۔ وَعْدُہٗ مَفْعُوْلًا ۶۔ احمد دار اسلام اور کشف میں مجھے مرزا غلام احمد صاحب دکھلایا گیا ہے اور ایک آواز دینے والے نے مکرر سہ کرر پکار کر کہا کہ مرزا صاحب کی فتح ہوئی ہے جو لوگ مرزا صاحب کو کافر اور دجال کہتے تھے اب اس فتح کے عوض میں وہ لوگ خود دجال بن گئے۔ یہ سب دجال آگ میں جلائے گئے ہیں اور پھر ایک ہندو برہمن نظر آیا قریب آکر رکوع کرنے کی شکل میں جھک گیا اور یہ الہام ہوا عِبَادَ اللّٰہِ وَجْھَکُمْ اور مولویوں نے امت محمدیہ میں تفرقہ ڈال رکھا ہے اور اہل حق کا نام کافر رکھہ دیا ہے اس لئے میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر گواہی دیتی ہوں کہ مرزا صاحب غلام احمد قادیانی حق پر ہے اور تمام مولوی اُن کو کافر اور مفتری کہنے والے باطل پر اب اگر کوئی میری گواہی مانے یا نہ مانے لیکن میرے الہام کی سچائی کے لئے اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی کہ جس زبان میں مجھے الہام ہوتا ہے یعنے عربی میں اُس سے میں بے خبر ہوں لہذا یہ اشتہار بطور شہادت وصداقت بذریعہ اپنے بھائی حقیقی شیخ محمد بزدار کے شائع کرتی ہوں تاکہ امانت خدا تعالیٰ کو لوگوں میں پہنچا دوں۔ فصاحت لیوم کرامتہ برات فلعلک باخع نفسک فخر ہذا المومنین

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔

عاجزہ غلام فاطمہ بنت محمد خان بزدار

سکنہ خاص شہر لیہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان بذریعہ برادر حقیقی خود شیخ محمد بزدار مورخہ دہم ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۴ ہجری مطابق ۱۳ مئی ۱۸۹۷ء ۔

(۷) شہادت مجذوب مستان شاہ صاحب ساکن ریاست چرکھاری

ریاست چرکھاری ضلع ہمیر پور ملک بندیلکھنڈ میں ایک مجذوب مستان شاہ نامی رہتا ہے۔ اُن کے کشف و کرامات اُس علاقہ میں بہت مشہور ہیں۔ چند سال ہوئے ہیں میرے عزیز دوست میر عنایت علی صاحب جو ایک صالح اور پاکباز انسان اور صالحین کی اولاد ہیں اپنے خسر ڈاکٹر امیر بیگ صاحب مرحوم کی وفات کے موقع پر ریاست چرکھاری میں جہاں ڈاکٹر صاحب ملازم تھے معہ چند دیگر احباب کے گئے تھے۔ چونکہ میر صاحب موصوف صرف ایک ہی احمدی تھے وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ نماز جماعت نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اس واسطے جب وہ لوگ نماز جماعت میں کھڑے ہوتے تو میر صاحب الگ بیٹھ رہتے تھے۔ تاکہ جب وہ نماز ختم کریں تو اکیلا ہی نماز ادا کریں۔ مگر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ عین اُس وقت جبکہ دوسرے لوگ نماز جماعت میں ہوتے تو مستان شاہ مجذوب وہاں آجاتا اور اُن لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ میر عنایت علی صاحب کے ساتھ نماز جماعت پڑھتا تھا۔ اس بات کو دیکھ کر سب لوگ تعجب کرتے تھے۔ جب تک میر صاحب وہاں رہے یہی حال رہا۔ غرضیکہ میر صاحب کو جو اکیلے نماز پڑھنے کا افسوس ہوتا خدا تعالیٰ نے وہاں کے ایک مجذوب کو بھیج دیا کہ وہ جا کر میر صاحب کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے اور دوسرا امر یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو یہ دکھانا منظور تھا کہ عارفان ربانی اُن غافل اور غلط کار لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے یہ تو ظاہر ہے کہ ہمیشہ لوگ وہاں نمازیں باجماعت پڑھتے تھے مگر کسی نے مستان شاہ صاحب کو وہاں جماعت میں شامل ہوتے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ صرف ایک ہی احمدی کا وہاں گذر ہوا

نوٹ ؎ چونکہ یہ عورت عربی سے محض ناآشنا ہے اِس لئے معلوم ہوتا ہے کہ الہام کے الفاظ کو محفوظ طور سے اخذ نہیں کر سکتی اسواسطے بعض الہام عربی بھول سے ہوتے ہیں۔ مگر تفہیم صحیح ہو جاتی ہے ۔

تو بلا کسی اعلان یا سابقہ تعارف کے خود بخود ہی عین نماز کے وقت آجاتا اور صرف پیر صاحب موصوف کے پیچھے نماز پڑھ لیتا تھا جس سے ہر عقلمند نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اس وقت روئے زمین پر صرف ایک ہی جماعت ہے جو خدا کے نزدیک پسندیدہ اور برگزیدہ ہے اور مجذوبانِ الٰہی اپنے مکاشفات یا مکالمات ربانی سے آگاہ ہو کر اُس جماعت کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ علانیہ ایک دو موقع پر یہ الفاظ زبانِ مبارک سے اُس مجذوب ستان شاہ نے فرمائے کہ مرزا صاحب احمد کے بھیا یعنے بھائی ہیں اور جو اُن کو نہیں مانتے وہ بدمعاش ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا وہ بدمعاشی کرتا ہے جو نہیں مانتا۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ایک مجذوب جسکو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا نہ نام بتلایا گیا اور نہ وہاں کسی نے انکا ذکر کیا خود ہی اُس کے ایک ادنےٰ مرید کو بذریعہ کشف یا الہام معلوم کر کے اُن کے پاس آجانا اور نماز باجماعت پڑھنا اور کھُلے طور سے حضرت مرزا صاحب کی تصدیق کرنا بلکہ منکروں و مکفروں کو بدمعاش قرار دینا ایک ربانی شہادت ہے جو مرزا صاحب کی صداقت پر مہر کر دیتی ہے ؀

(۸) شہادت مجذوب فقیر محمد صاحب ساکن سیالکوٹ

آٹھویں ایک مجذوب فقیر فقیر محمد نامی نے جو قریب ۲۱ سال سے سیالکوٹ میں برلب باغ بستی والا سکونت پذیر ہیں جنہوں نے حضرت اقدس جناب مسیح موعود کی تصدیق بدیں الفاظ کی ہے خدا کے فضل اور الہام سے۔ روحِ جناب رسول مقبول صلعم سے۔ روحِ کل شہدا سے روحِ کل ابدالاں سے روحِ کل اولیاء سے جو زمین پر ہیں اور اُن روحوں سے جو چودہ طبقوں کی خبر رکھتے ہیں میں نے ان سب سے الہام اور گواہی پائی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اللہ جل شانہٗ نے بھیجا ہے۔ رسول مقبول کے دین میں سخت فتنے برپا ہو گئے ہیں وہ حد درجہ کا ضعیف ہو گیا ہزاروں ملعون فرقے جیسے نصاریٰ رافضی پیدا ہو کر لوگوں کی گمراہی کا باعث ہوئے اِس لئے مسیح موعود کو بھیجنے کی ضرورت ہوئی۔ اِس وقت یہ جو خوفناک فتنے پیدا ہوئے ان کی اصلاح ایک ہمارے نبی کا کام تھا چونکہ رسول مقبول کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو جو رسول مقبول کی دستار مبارک ہیں بھیجا جو لوگ خیال کرتے ہیں

کہ حضرت عیسےٰ اس جسم سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے جھوٹے ہیں کوئی آسمان پر موت کا مزہ چکھے بغیر اور جسم کے ساتھ نہیں گیا۔ اے علماء گدی نشینوں! اے فقراء گدی نشینوں! اے اہل بیت کی گدی نشینوں! اسن رکھو عنقریب آسمان سے بھاری جلالی گواہی اس سلسلہ کی سچائی کی ظاہر ہونے والی ہے۔ خود خدا بڑے زور سے گواہی دیگا پھر تم اس مخالفت میں بڑے ذلیل اور شرمندہ ہوگے یہ میرا اشتہار سچا ہے یہ لوح محفوظ کی نقل ہے میں دیکھتا ہوں اس مخالفت سے خدا تعالیٰ تم پر سخت ناراض ہے رسول مقبول تم سے حد درجہ بیزار ہے یہ مضمون خود مجذوب صاحب کی تحریر ایک سے ۲۰ رمئی ۱۸۹۷ء کو چھپکر شائع بھی ہوچکا ہے یہ بزرگ ایک دفعہ بذات خود دارالامان قادیاں میں تشریف لائے تھے راقم نے اُن کو بچشم خود دیکھا ہے یہ بالکل مجذوب الحال تھے بات بہت ہی کم کرتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے تھے۔

(۹) مجذوب سائیں شیر ساکن جموں

۹۔ نویں بزرگ ایک مجذوب سائیں شیر تھے جو قریب ۸۰ سال کی عمر کے تھے۔ یہ بزرگ شہر جموں میں رہتے تھے ان پر اکثر ربودگی طاری رہتی تھی یہ مجذوب اپنے مکاشفات و الہامات و پیشگوئیوں کی وجہ سے جموں میں بڑے مشہور تھے اُن کے الہامات و مکاشفات کی تصدیق حضرت مولینا المکرم مخدومنا المعظم وحید العصر و علامۃ الدہر جناب نورالدین صاحب عالی خلیفۃ المسیح بھی کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے یہی بزرگ ہمراہی حضرت مولینا موصوف ۱۸۹۳ء میں قادیاں دارالامان میں بحکم و الہام ربانی تشریف لائے اس جلسہ کی خبر بھی بذریعہ الہام و کشف اُس نے علامہ موصوف کو پہلے ہی سے دی تھی حالانکہ حضرت مولینا موصوف کو اُس کے متعلق بالکل کچھ خبر نہ تھی اور نہ قادیاں سے اُس وقت اس بارہ میں کوئی اطلاع پہنچی تھی مجذوب مذکور کے اطلاع کرنے کے بعد حضرت مولینا صاحب کو اس مضمون کا خط ملا کہ قادیاں میں ایک جلسہ کی تجویز قرار پائی ہے آپ بھی تشریف لاکر شریک جلسہ ہوں یہ خط دیکھتے ہی مولینا صاحب کو مجذوب مذکور کے کشف کی تصدیق ہوگئی اور تاریخ مقررہ پر مجذوب صاحب کو لیکر دارالامان میں رونق افروز ہوئے۔ جب وہاں پہنچ گئے تو مجذوب سائیں شیر زبان مبارک سے تو بار بار یہی کہتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب صادق اور خدا کی طرف سے ہیں اور تم

نے انکو خود اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ قرآن شریف زمین کے نیچے دبا ہوا تھا وہ اب دو شخصوں کے ذریعہ سے نکل رہا ہے جس سے یہ مراد تھی کہ حضرت مرزا صاحب اور علامہ نورالدین وہ دو شخص ہیں جو زمین سے دبے ہوئے قرآن کریم کو نکال رہے ہیں ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں حضرت اقدس حضار جلسہ میں کھڑے ہوکر تقریر کر رہے تھے اور جب اس مقام پر پہنچے کہ علماء زمان مجھکو کافر دجال اور ملحد وغیرہ کہتے ہیں تو بمجرد سُننے ان الفاظ کے مجذوب مذکور بے اختیار کھڑا ہوگیا اور زار زار رو رو کر کہنے لگا کہ خدا کے مقبول بھی کبھی کافر ہوا کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور جھوٹ کہتے ہیں میں یقیناً یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ بجنسہ یہی الفاظ تھے جو اس مجذوب کی زبان سے نکلے تھے مگر قریب قریب ایسے ہی تھے لیکن مطلب بالکل یہی تھا۔

(۱۰) شہادت سید امیر علی صاحب مجذوب

دسویں بزرگ سید امیر علیشاہ صاحب ہیں جو بستی سیدانوالی ضلع سیالکوٹ میں رہتے ہیں ان کی حالت اب ایسی ہوگئی ہے کہ انکو ہر روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر بار میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہے میں انکے اپنے الفاظ بجنسہ درج کرتا ہوں۔

خدا کے لئے ایک گواہی

اے علماء اسلام و مفتیان حضرت سیدنا و نبینا خیر الانام علیہ الف الف سلام۔ آپ صاحبان جناب مولنا و امامنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب پر اصرار نہ کریں۔ میں آپ صاحبان کو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر مطلع کرتا ہوں کہ میں نے ستر یا اسی دفعہ جیسے واقعی ہوا ہے جناب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے ان الفاظ سے جناب مرزا صاحب موصوف کے دعویٰ کی تصدیق کی ہے جو میں ذیل میں لکھتا ہوں گا ہے مامور من اللہ گاہے مسیح موعود۔ گاہے امام مامور من اللہ۔ گاہے مسیح موعود مہدی مسعود اور بسا اوقات امام المتقین و الصالحین۔ اکثر دفعہ امام المومنین بعض دفعہ مرزا صاحب خلیفۃ اللہ اور بعض دفعہ مسیح موعود و مہدی معہود و مجدد زمانہ کے خطاب سے ممتاز فرمایا ہے اور ایک مرتبہ یوں فرمایا۔ یہ امام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مبعوث اور مسیح موعود اور مہدی مسعود کے نام اور لقب

سے ملقب ہولے ہے تم مطیع امر واجب الاذعان اُس مامور من اللہ کے رہو۔ اسلام کی سچائی کا ظہور اسی مرد سلیم الطبع حلیم المزاج اور متحمل اور بُردبار کے تفویض ہوا ہے اور رب العباد نے اُن کو چُن لیا ہے اُن کے برخلاف ہونیوالا ضلالت میں ہے مبارک ہیں وہ اُمتی جو صراط مستقیم پر چلکر مامور من اللہ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا جو اُمتی وغیرہ ایذا مہدی مسعود کو پہنچا رہے ہیں اُن کے حق میں اچھا نہیں ہوگا اب آپ صاحبان سوچ لیں کہ اگر آپ کے خیال میں حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کی کچھ عزت ہے کہ جناب ممدوح رویا میں فرماتے ہیں تو اُس سے مخالفت کرنا کیقدر گناہ ہے اور یہ تمام رویا و الہامات میرے پاس مفصّل طور پر اپنے نوٹ بک میں بقید تاریخ و سنہ موجود ہیں جو صاحب چاہیں تسلی کیلئے دیکھ سکتے ہیں۔

اسکے بعد سید صاحب موصوف نے ایک اور اشتہار دیا ہے جسمیں کئی سو مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھنا ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مرزا صاحب کی تصدیق ہی ہوئی ہے

اس سید صاحب سے راقم آثم کی بھی رُوشناسی ہے اور تین چار دفعہ دار الامان میں بھی تشریف لا چکے ہیں ان کو ہر روز بلا ناغہ رویا صادقہ اور الہام بکثرت ہوتے ہیں جنکو وہ بطور ڈایری روزمرہ پاکٹ بک میں درج فرماتے ہیں۔ مینے بکثرت رویا اور الہامات اُن سے سُنے ہیں واقعی صالح اور بزرگ آدمی ہیں

(۱۱) عزیز الواعظین ملہم ربانی حضرت مولوی غلام امام صاحب

گیارھویں ایک مشہور ملہم ربانی جناب مولوی غلام امام صاحب ہیں جو عزیز الواعظین کے لقب سے ملقب ہیں منی پور ملک آسام میں ایک چیف انجنیر کے ہاں ملازم ہیں اُن کو بھی الہام و رویا صادقہ بکثرت ہوتے ہیں دو مرتبہ وہ یہاں آچکے ہیں جب اول مرتبہ یہاں تشریف لائے تھے تو ان کے پاس چیف انجنیر کی جو ایک بڑا یورپین عہدہ دار ہے تصدیق موجود تھی کہ میں ہمیشہ غلام امام کے الہامات و رویا کو جو پیش از وقت ظاہر کرتا رہا ہے بالکل اسی کے مطابق تجربہ کرتا رہا ہوں یعنے جس طرح وہ پیش از وقت ظاہر کرتا ہے میں اُسی طرح اسکے مطابق وقوعہ

مشاہدہ کرتا ہوں اس بزرگ نے میرے سامنے ایک مجمع میں بیان کیا کہ میں نے بہت دفعہ حضرت اقدس کو رویا میں دیکھا ہے اور کئی مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کی تصدیق کی ہے کہ یہ شخص یعنی حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں بالکل سچا ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کو اس قدر دور و دراز سفر کے مصائب اور اخراجات سفر برداشت کرنے پڑے اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنی جان و مال سے ایسے گرویدہ ہو گئے کہ ایک معقول رقم کی مدد فرماتے ہیں اور حضرت اقدس کی تمام تصنیفات منگواتے اور ملک میں شائع کرتے ہیں اور صرف اسی پر بس نہیں جہانتک ہوتا ہے سلسلہ کی تبلیغ برابر کرتے رہتے ہیں خدا نے اُن کو ایک جماعت دے رکھی ہے صوفی صاحب موصوف ایک چھوٹے سے قد کے دبلے پتلے غریب منکسر المزاج آدمی ہیں۔ کم گو اور بڑے متقی اور صاحب باطن ہیں اپنے ہاتھ کی محنت سے گذارہ کرتے ہیں اور اسی کمائی سے کنبہ کی پرورش بھی کرتے ہیں اور سلسلہ کی امداد بھی فرماتے ہیں

۱۲۔ شہادت حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک ضلع گورداسپور

بارھویں ایک مرد صالح حافظ نور محمد صاحب ساکن موضع فیض اللہ چک ہیں جو قادیان سے چند میل کے فاصلے پر ہے جنکو رویائے صادقہ والہام بکثرت ہوتے ہیں وہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق میں ایک مطبوعہ اشتہار کے ذریعے رویا و الہام شائع کرتے ہیں ہم بجنسہ اُن کے اشتہار کو درج کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں خدا تعالےٰ جل شانہ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ مندرجہ ذیل الہامات اور رویاءت حضرت اقدس امام الزمان و مہدی و مسیح موعود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ برکاتہٗ کی صداقت دعویٰ میں ہوئے کہ وہ یقیناً خدا کی طرف سے ہیں میری اس میں کسی قسم کی بناوٹ اور کوئی افترا نہیں وکفیٰ باللہ شہیدًا

اول جب حضرت اقدس نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا تو میں موضع تہہ غلام نبی میں مولوی

علی محمد صاحب سے پڑھتا تھا آپ کے دعوے کے متعلق مولوی صاحب سے گفتگو کرتے تھے اگرچہ میں حضرت اقدس کا مرید اور معتقد نہ تھا لیکن مولوی صاحب کی باتوں سے شکوک پیدا ہو گئے تھے ایک روز مینے خواب میں دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب کی مسجد بیت الذکر سے نیچے اترا ہوں اور حضرت اقدس اور حافظ حامد علی کمرہ میں بیٹھے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں قرآن شریف ہے اور یہ آیت پڑھتے ہیں هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ اور میں اپنی طرف دیکھتا ہوں کہ میرے زانو ننگے ہیں حضرت اقدس کو دیکھکر مینے کپڑا نیچے کیا حامد علی نے مجھے کہا کہ آؤ جی اسکے معنے کرو۔ مینے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے حضرت صاحب کے سامنے کیا معنے کروں حامد علی نے پھر اصرار کیا تو اسکی مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب لوگوں کے لئے کھلے نشانات کے ساتھ ہدایت کرنیوالے ہیں۔

دوم۔ ایک روز مینے خواب میں دیکھا کہ میں جمعہ کی نماز کا امام ہوں سورت فاتحہ کے بعد جب مینے سورۂ قٓ پڑھی اور اس آیت پر پہنچا بَلْ عَجِبُوٓا أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكَٰفِرُونَ هَٰذَا شَىْءٌ عَجِيبٌ ایک شخص نے پیچھے سے کہا کہ تم کو کوئی اور سورت پڑھنی تھی مینے کہا کہ یہ تو مجھے خدا نے مرزا صاحب کی بابت الہام کی ہے۔

سوم۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے یہ آیت مثل بارش کے قطروں کے چمکتی ہوئی نازل ہوئی وہ آیت یہ ہے قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ساتھ ساتھ اس کے یہ تفہیم ہوئی کہ بصائر سے مراد حضرت مرزا صاحب ہیں +

چہارم۔ جبکہ کتاب آئینہ کمالات اسلام چھپ رہی تھی مینے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس نے آئینہ کمالات اسلام اور پشمینہ کی چادر کا جوڑا اعلے قسم کا مجھے بھیجا ہے مینے اسکو پہن لیا پھر وہ جوڑا پانی میں بھیگ گیا اور عمدہ رنگ نکل آیا تو میں خوش ہو گیا تب معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب مجسم اسلام کی حقیقت ہیں +

پنجم۔ ایک بار خواب میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس فیض اللہ چک تشریف لائے۔ اور پرانی مسجد میں ڈیرہ کیا بیس پچیس آدمی ہندوستانی ساتھ ہیں ان میں سے ایک حاجی فضل حسین شاہجہانپوری ہیں جنکو اب آٹھ برس کے بعد جب وہ قادیان میں آئے مینے پہچان لیا ہے جسطرف آپ جاتے ہیں یہ لوگ ساتھ ساتھ پھرتے ہیں حضرت کے لئے ایک تخت بچھایا گیا۔ اور

اُس پہ ایک اور چھوٹا تخت بچھایا گیا اس پر سفید کپڑا ہے اور وہ لوگ یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

منوّر کن دلم را یا الٰہی از کتاب اللہ ؛ بفیضِ آں امامِ قادیانی عارف و آگاہ

ششم۔ ایک دفعہ میں قادیاں میں آیا اور جس مکان میں مولوی نورالدین صاحب قرآن شریف کا درس دیتے ہیں دوپہر کو لیٹ گیا ایک الماری پر لکھا ہُوا دیکھا لَیُطْلِعَکُمْ اسکے ایک ساعت بعد الہام ہُوا۔ فاروق احمد۔ اس سے چند روز کے بعد حضرت کو الہام ہُوا۔ اَطْلَعَ اللّٰہُ عَلٰی ھَمِّہٖ وَ غَمِّہٖ

ہفتم۔ آتھم کے ۱۵ مہینے کی میعاد گذرنے پر میں قادیاں میں آیا حضرت نے آتھم کی نسبت لمبی تقریر کی مجھے شک واقع ہوا۔ رات تلخی میں گذری صبح کی نماز کے بعد مجھے یہ الہام ہُوا۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ اور الیہ کے ساتھ ایک ہاتھ ہے جو مرزا صاحب کی طرف اشارہ کرتا ہے جب میں گھر گیا تو یہ الہام ہُوا یُوْنُسُ اِذَا اُلْقِیَ اسکے بعد مجھے اطمینان ہوگیا ؛

ہشتم۔ میں خواب میں رسُول اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہُوا۔ آپ کے ہمراہ چار نوجوان ہیں۔ میں چراغ علی کے ہمراہ آنحضرت کی خدمتمیں حاضر ہُوا۔ بعد السلام علیکم مینے درود شریف پڑھا۔ مجھ سے مصافحہ کیا مینے عرض کی یا رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کا وقت ہے آپ نے فرمایا چلو نماز پڑھیں۔ پیچھے سے کسی نے کہا کہ میرے کپڑے ناپاک ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلقا بالثریا۔ معلقا بالثریا یعنے وُہ وقت آگیا ہے جو ثریا والے انسان کی پیشگوئی کے متعلق ہے اور وُہ حضرت مرزا صاحب ہیں ؛

(۱۳) شہادت منشی ظفر احمد صاحب ساکن کپورتھلہ

تیرھویں بزرگ جنہوں نے الہامات و رویا سے تصدیق کی وُہ منشی ظفر احمد صاحب ہیں جو ریاست کپورتھلہ میں اپیل نویس ہیں یہ جوان صالح اور ایک پاکباز اور راست کردار آدمی ہیں وُہ بذریعہ اشتہار مطبوعہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصدیق کرتے ہیں ہم بجنسہ اس کو درج کرتے ہیں :۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہوری جو پہلے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام رئیس قادیان سے جو دنیا کے نور اور حجۃ اللہ ہیں جنکو خدا نے اپنی رحمت خاص سے مجدد زمانہ و مسیح موعود و مہدی مسعود کر کے دنیا میں نازل کیا کمال عقیدت و ارادت رکھتے تھے اب بعض تحریروں سے پایا گیا کہ کچھ عرصہ سے کسی وجہ سے منشی صاحب موصوف حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے ہیں اور اپنے بعض الہامات کے معنی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بیان کرتے ہیں چونکہ میں آنجناب کے بارہ ایسی ایسی صاف اور اعلیٰ خوابیں دیکھتا ہوں اور ایسے الہام پاتا ہوں کہ جیسے بکمال وضاحت وصفائی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کو جو بارگاہ کریم میں وجاہت اور عزت حاصل ہے اور سید العالم فخر الرسل امام الاولیاء رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیسا تعلق و محبت ہے اور کسی کو ممکن نہیں ہے اس لئے میں منشی الٰہی بخش صاحب کی خدمت میں نظر الدین النصیحۃ اپنے چند خواب اور الہام طبع کرا کر ارسال کرتا ہوں اس امید سے کہ وہ ان کو غور سے پڑھیں اور اس احمد آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت و عناد کو دل سے دور کر کے قرب حق حاصل کریں ورنہ جس طرح میں اپنے خواب و الہام حضرت اقدس کی تائید و تصدیق میں بیان کر کے حلفاً ظاہر کرتا ہوں کہ میرے خواب و الہام بلا کم و کاست خدائے قدیر کی طرف سے ہیں۔ اور میرا ان میں افترا نہیں ہے اسی طرح آپ بھی اپنے وہ الہامات جو حضرت اقدس کے برخلاف آپ کو ہوتے ہیں شائع کر کے حلفاً بیان کریں کہ یہ حقیقۃً اور یقیناً خدا کی طرف سے حضرت اقدس کے بارہ میں ہیں ان کی تاویل یا تفسیر میں میری رائے و افترا کو مطلق دخل نہیں ہے اگر میں اس بارہ میں کچھ افترا سے کام لیتا ہوں یا غلطی کرتا ہوں۔ تو خدائے ذوالجلال کا اظہار حق و باطل کے لئے مجھ پر غضب نازل ہو۔

خواب اوّل۔ میں نے دیکھا کہ میں مدینہ منورہ میں روضہ مبارک رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا ہوں مگر جن جالیوں میں سے روضہ منورہ کو دیکھتے ہیں وہ مجھ سے بہت اونچی ہیں اس سبب سے بہت مضطرب ہوں۔ اسی اثناء میں دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے اور پھر آپ نے میرے شوق اور اضطراب

کو دیکھ کر نہایت شفقت اور محبت سے میری بغلوں میں ہاتھ ڈال کر مجھ کو اُٹھا دیا!
تو یکایک وُہ جالیاں نیچے ہو گئیں پھر میں بلا تکلف اُن سے روضہ منورہ کی زیارت
کرنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ تین قبریں ہیں بوجہ انتہا درجہ کے نور کے وُہ تمام
قُبہ بقعہ نور معلوم ہوتا تھا بلکہ نور ہی نور نظر آتا تھا۔ اُس وقت میں شوق میں جھوم
جھوم کر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
پڑھتا ہوں اور روتا ہوں جو ایک عاشقانہ حالت ہے آنکھ کھلنے پر میری زبان پر
اُسی کا ورد تھا اور نہایت ہی سرور میں تھا۔

خواب دوم۔ جب میں حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف
بہ بیعت ہُوا اُس سے کچھ عرصہ کے بعد ایک ایسی دولت ایمان اور یقین سے مالامال
کیا گیا کہ جو ہمیشہ میرے ازدیاد ایمان اور یقین اور معرفت اور تازگی روح کا باعث ہے
میں وہ لذت اور سرور تحریر میں نہیں لاسکتا جو مجھ کو برکت و طفیل حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ
والسلام حاصل ہُوا۔ میں نے دیکھا کہ دو چبوترے نہایت خوبصورت اور خوشنما
زمین سے بلند بطور قبر کے بنے ہُوئے ہیں ایک چبوترہ پر خوشنما سائبان ہے جسکے
قریب میرے ایک بھائی حاجی عبدالغنی صاحب سر بزانو کئے ہوئے بیٹھے ہیں اور
میں فاصلہ پر کھڑا ہوں اُسی حالت میں دیکھا کہ حضرت اقدس جناب مرزا صاحب علیہ السلام
تشریف لائے اور نہایت محبت سے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ کر فرمایا
کہ آؤ تم کو سرور کائنات حضور رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کریں پھر
حضرت مرزا صاحب مجھکو سائبان والے چبوترہ پر لیگئے وہاں جاکر دیکھا کہ رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم کچھ اوڑھے ہوئے لیٹے ہیں آپ مرزا صاحب کو دیکھکر بیٹھ گئے۔
میں نے دیکھا کہ آپ خندہ پیشانی ہیں مرزا صاحب نے مجھکو آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں پیش کر کے مجھکو ارشاد فرمایا یہ سرور کائنات سید الانبیا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں پھر میں حضور علیہ السلام کے قریب بیٹھ گیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا داہنا ہاتھ اپنے
دست مبارک میں لیکر محبت بھرے الفاظ سے ایک نہایت ہی مختصر فقرہ عربی کا فرمایا مگر افسوس ہے
کہ وُہ مجھے یاد نہیں رہا اسکا مطلب یہ تھا کہ تمام برائیوں سے پرہیز کرنا اور تمام نیکیوں کو اختیار کرنا پھر

اس کے بعد میں اُس دوسرے چبوترہ کی طرف جو کسی قدر فاصلے پر تھا جانے لگا اور اُس چبوترہ پر
ایک وجیہ خوبصورت آدمی فاخرہ لباس پہنے ہوئے مسلح بیٹھا ہوا تھا جس سے میں مصافحہ کرنا
چاہتا تھا مگر راستہ میں سے مجھکو رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر واپس کر لیا
اور میرا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا کہ یہ معاویہ ہے۔

خواب سوم۔ ایک دن مینے دیکھا کہ میدان قیامت ہے اور جہانتک نظر کام دیتی
ہے مخلوق خدا پریشان حال نظر آتی ہے اور حضرت اقدس مرزا صاحب صلے اللہ علیہ وسلم
قرآن کریم ہاتھ میں لئے ہوئے سب کو مخاطب کر کے طلب فرما رہے ہیں کہ تم نے اس کلام
پاک کی تکذیب کی اب حضور رسُول مقبول صلعم تشریف لاتے ہیں اور میں اس کلام اللہ کو پیش
کرونگا اُس وقت تمام مخلوق سخت کرب اور اضطراب میں نہایت بیتابانہ حالت سے چلا چلا کر
رو رہی تھی جو دیکھا کہ مشرق کی طرف سے ایک عظیم الشان جماعت آئی جنکے چہرے نورانی ہیں اُن میں
ہمارے آقا و مولی رسُول کریم سید العالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں اُن کو دیکھکر
مرزا صاحب اُن کے پاس گئے اور ملکر کھڑے ہو گئے اور میں مرزا صاحب سے ذرہ پیچھے
کھڑا ہوا۔ پھر مرزا صاحب نے رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض
کیا کہ حضور کی اُمت ہے یا کہا کہ آدمی ہیں جنہوں نے اس قرآن کریم کی تکذیب
کی ہے اور میری بھی۔ اُسوقت دیکھا کہ بڑا شور تمام مخلوق میں ہے اور بہت ہی مضطرب
الحال ہیں پھر مرزا صاحب نے قرآن کریم کو رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو
دے دیا۔ اور شفاعت کیلئے سفارش کی۔ اسی اثناء میں پرہول رعبناک پر ہیبت
آواز میں سنا۔ حساب۔ یہ سُنکر سب بیہوش ہو کر گر پڑے اور حضرت مرزا صاحب
اور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ
ابی وامی دونو سجدہ میں گر کر نہایت تضرع سے دُعا کرنے لگے پھر بہت عرصہ کے
بعد ہر دو خادم و مخدوم نے سر اٹھایا اور آقا و مولائے رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے
نہایت انبساط اور خوشی سے ہنستے ہوئے کچھ مرزا صاحب سے فرمایا جس سے
مرزا صاحب بھی بہت خوش ہوئے۔ پھر مرزا صاحب نے نہایت خوشی
سے ہنس کر مجھکو خوشخبری دی کہ خداوند کریم نے تم کو بخش دیا۔

مبارک ہو میں آنکھ کھلنے پر بہت دیر تک اُس کا اثر اپنی ذات میں پاتا تھا اور خوش ہوتا تھا اور ہنستا تھا +

خوابِ چہارم۔ میں نے دیکھا کہ ایک عمدہ مکان پر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کبار رضوان اللہ رونق بخش ہیں اور آپ ایک بلند جگہ پر تشریف رکھتے ہیں اور میں دست بستہ آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور بھی چند آدمی ہیں جو علیحدہ کھڑے ہیں۔ اُن میں سے ایک شخص حسن خان نامی۔ نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگ حدیثوں کو نہیں مانتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت بھری نظر سے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگ تو آپ کے فرمودہ پر جان و دل سے عاشق ہیں اور ایمان رکھتے ہیں رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنکر صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب ہمارے پیارے فرزند ہیں اور فرمایا کہ جس وقت مرزا صاحب قرآن کریم بیان فرماتے ہیں تو میری روح تازہ ہو جاتی پھر مجھ کو حکم فرمایا کہ مرزا صاحب سے کہو کہ قرآن شریف بیان فرمائیں اس خواب سے کچھ عرصہ بعد حسن خان جو پہلے مخالف تھا حضرت اقدس سے مشرف بہ بیعت ہوا اور اُسی حالت میں مر گیا خدا اُس کو بخشے +

خوابِ پنجم۔ میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف اوڑا کر لے گئے اور آسمانوں کے دروازے ہمارے واسطے کھلتے گئے اور ہم داخل ہوتے گئے اور عجیب عجیب مخلوق مشاہدہ کی جن کی شکلیں میرے ذہن میں اس وقت تک موجود ہیں پھر دیکھا کہ ایک ایسی جگہ گئے جہاں سوائے نور کے کچھ نہ تھا جس کو دیکھکر ہم سجدہ میں گر گئے +

ایک دفعہ الہام ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب دُنیا کا نُور ہیں پھر یہی فقرہ بڑی جلی قلم سے آسمان پر ایک تختہ پر سنہری لکھا ہوا دیکھا جو مثل چاند کے روشن تھا۔ علاوہ ازیں بہت دفعہ اس قسم کے الہام ہوئے کہ جن سے حضرت اقدس کا منجانب اللہ ہونا پایا گیا +

ماسوائے اس کے میں نے بہت دفعہ خواب میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو اُن کے پاس دیکھا ہے کہ آپ حضرت مرزا صاحب سے بڑی محبت اور شفقت سے باتیں فرماتے رہے ہیں +

(۱۴) شہادت حضرت پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی

چودھویں ایک بزرگ پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی احمدی سرساوی ہیں جو جناب قطب ہانسوی کی اولاد میں سے ہیں۔ اِن کے مرید بھی لاکھ سے زیادہ ہیں جو ہندوستان کے مختلف اضلاع میں سکونت پذیر ہیں یہ بچپن سے ریاضت شاقہ میں لگے رہے۔ اُنہوں نے رویا و مکاشفات کے رو سے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود و مہدی معہود مانا ہے۔ یہ اپنے رویا کی کیفیت کتاب ازالہ اوہام میں بھی لکھوا چکے ہیں اور اُنہوں نے دو رسالہ بھی تصنیف کیے ہیں جن میں اُنہوں نے اپنے کشفوں اور رویا کے حالات درج کیے ہیں ہم رسالہ نمبر ۲ سے کسی قدر لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ ناظرین پر کھل جائے کہ پیر صاحب موصوف نے کس طرح حضرت اقدس جناب مسیح موعود کو مانا ہے +

وہ لکھتے ہیں کہ خاکسار نے حضرت اقدس حبیب اللہ الصمد میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو امام مہدی اور مسیح موعود علیہ الصلوات والسلام من اللہ الودود منجملہ اور وجوہات کے جو رسالہ دارالامان من فتن الزمان میں بیان ہونگے مانا ہے وہ تین وجہ ہیں جو مختصر طور سے لکھتا ہوں +

اول۔ اپنے کشف اور رویا سے جس کا تجربہ مجھے نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ صدہا بار ہو چکا ہے اور حضرت اقدس جناب میرزا صاحب کی نسبت مجھ پر خدا نے اُسوقت ظاہر کیا کہ میں آنحضرت کے حالات اور نام و نشان اور قادیاں سے بھی واقف نہ تھا میری عمر ۱۳-۱۴ برس کی تھی کہ مجھے درود شریف اور قرآن شریف کے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ ہمارے ہاں حافظ عبد اللہ مرحوم خوش الحان واعظ تھے وہ بعد نماز جمعہ رسالہ آثار محشر منظومہ نہایت سہلی آواز سے پڑھتے تھے۔ جس میں مسیح و مہدی وغیرہ کے آنے کا ذکر تھا میں اُس سے اِس قدر متاثر ہو گیا تھا کہ رات دن یہی خیال اور جوش تھا کہ کسی طرح مہدی و مسیح کو دیکھوں۔ لہذا گریہ وزاری اور تضرع و ابتہال سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے مہربان خدا مجھے امام مہدی اور عیسیٰ کی زیارت کرا دے تیرے فضل سے کچھ دور نہیں کبھی کبھی یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ تو کہاں اور مہدی اور مسیح کی زیارت کہاں پھر یہ خیال دل میں کرتا تھا کہ اگر اُن کا زمانہ مِل گیا تو زیارت محال

ہونگی۔ اُن کی خدمت میں سلاطین۔ وزرا۔ امرار۔ ولی۔ غوث۔ قطب ہونگے۔ فوجیں ہونگی تو تو
نقارخانہ میں طوطی کی آواز ہوگا۔ اب ایسے ایسے خیال سے ناامیدی اور یاس کا دل پر سما بندھ
جاتا تھا۔ مگر یہ کیا خبر تھی کہ تیری دعا حضرت رب العزت میں قبول ہوگئی۔ تیرا رونا دل سے رونا
حضرت باری تعالیٰ میں سُنا گیا خدا بڑے فضلوں کا مالک اور ہر شے پر قادر ہے اُس کے آگے
کوئی بات انہونی نہیں۔ اُس نے وہ زمانہ مبارک مجھے دیا کہ اپنے نور کی زیارت کرائی سب تعلقات
سے چھڑا کر اُس کے در دولت پر پہنچا کر اُس کے اصحاب صفہ میں جگہ دی۔ اُس کی ہمنشینی کا فخر
اُس کے انفاس طیبہ کا اثر عطا کیا اُس کی نسبت پہلے مجھے اطلاع بخشی۔ میں ایک کشف لکھ چکا ہوں
جو اس رسالہ کے حصہ اول میں ہے اب ایک اور رویا دیکھی ہے جس سے یہ باتیں ظاہر ہوتی ہیں
اوّل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک مجھے بعینہ حضرت اقدس جناب مرزا صاحب
مجدد اعظم کے حلیہ کا سا دکھلایا گیا +
دوم۔ یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مجھے خدا نے وہ دکھایا جو حدیثوں میں مسیح
موعود کا حلیہ آیا ہے جس حلیہ نے مسیح موسوی اور مسیح محمدی میں فرق اور امتیاز کر دیا ہے +
سوم۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور حلیہ سے دکھلایا گیا کہ مسیح موعود
ہیں اس میں وہ عینیت اور مماثلت کا اظہار تھا کہ مسیح موعود کوئی دوسرا شخص نہیں جو اس خاتم الانبیاء
صلے اللہ علیہ وسلم کا غیر ہو۔ اس آخری فقرہ سے پیر صاحب کی یہ مراد ہے کہ مسیح آخر الزمان اسی امت
محمدیہ سے ہوگا جسکو خاتم الانبیاء سے کمال درجہ مشابہت ہوگی +
چہارم اس حلیہ سے صحیح حدیث لا المھدی الا عیسےٰ بن مریم کی بھی حقیقت سمجھائی گئی کہ مہدی اور
مسیح دو شخص نہیں ہیں بلکہ دو نام بباعث دو مختلف کار اصلاح کے ایک ہی شخص کے نام ہیں کیونکہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسیح موعود کے حلیہ میں ظاہر ہوئے نہ اپنے حلیہ میں تاکہ محمد بن
عبداللہ اور عیسےٰ بن مریم کی پیشگوئی کی تمثیلی طور پر حقیقت کھل جائے +
غرض وہ لکھتے ہیں کہ تمام اُمت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ جس شخص نے خواب میں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی گویا اُس نے بیداری میں زیارت کی اور جس نے آپ کو
دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا اور آپ کی صورت میں شیطان متمثل نہیں ہوتا خدائے عزوجل کی قسم
وہ حلیہ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا وہ بعینہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا تھا

کا حلیہ تھا اور سر مو فرق نہیں معلوم ہوتا۔ اب میری اِس سچی خواب کی تکذیب کرنے والے خدا کی قہری تجلی کے نیچے ہیں مجھ پر جو گواہی تھی وہ میں نے ادا کر دی +

(۱۵) شہادت منشی نبی بخش صاحب ملہم سیالکوٹی

پندرھویں بزرگ منشی نبی بخش صاحب ملہم ہیں جو محکمہ پولیس میں سارجنٹ ہیں۔ اور بالکل سادہ مزاج اور غریب طبع آدمی ہیں اور باوجود پولیس کے محکمہ میں ملازم ہونے کے اُن میں کوئی چھل بل پولیس مینوں والا پایا نہیں جاتا۔ کم گو اور گوشہ نشین بزرگ ہیں۔ اور اکثر محکمہ پولیس میں رہکر بذریعہ توجہ و دعا خدا تعالیٰ سے خبر پاکر ملزموں کی گرفتاری میں کامیاب ہوتے رہے ہیں۔ اور اسی واسطے اُن کے الہامات و مکاشفات کی خبر افسرانِ ضلع تک مشہور ہے اس بزرگ کو پنجابی اور اُردو عربی اور فارسی زبان میں بکثرت الہام ہوتے ہیں اور رویا و مکاشفات بھی بہت ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم اُن کے اشتہار سے جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونیکی تصدیق میں شائع کیا ہے کچھ حصہ بطور اختصار اس میں درج کرتے ہیں جس سے واضح ہو جائیگا کہ کیونکر اُس ملہم من اللہ نے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے وہ لکھتے ہیں +

چونکہ یہ عاجز بھی اپنے پیارے مسیح کے دروازہ کا فیض یافتہ تھا اور خدا رحیم و کریم نے محض اپنے فضل سے اِس عظیم الشان انسان کی شناخت تائیدات غیبی سے اس عاجز کو کرائی تھی پس مینے بھی اس طریق کی پیروی کی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اس امر کو ظاہر کرنے پر تیار ہوا جو کئی سالوں سے اس عاجز پر ظاہر ہو چکا ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے کہ اُس نے مجھ ناچیز کس مپرس کو بھی اس میدان میں نکالا ہے ورنہ میں ایک عامی بے علم اُمّی انسان ہوں معمولی اُردو نوشت خواند کے سوا کچھ نہیں جانتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ برابر ۱۸۹۵ء سے مجھ پر آسمانی بارش ہوتی ہے اور باوجودیکہ میں عربی دان نہیں ہوں۔ ہاں قرآن خوان ہوں مگر عربی میں مجھے الہام ہوتے ہیں اور اُن کی تفہیم بھی ساتھ ہی ہوتی ہے زبان فارسی میں بھی خدا تعالیٰ کا کلام مجھ پر اُترتا ہے پنجابی اور اُردو کلام سے بھی مجھے نوازا جاتا ہے مجھے بار بار یہ بتلایا جاتا ہے کہ حضرت امام زمان جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیاں اپنے دعوی میں صادق اور منجانب اللہ ہیں وہ علماء اسلام اور مولویانِ امتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

جنہوں نے آپ کی تکذیب و تکفیر کی ہے۔ ناحق پر ہیں اور انہوں نے انصاف کا خون کیا
ہے ایسے زمانہ میں کہ اسلام کی پاک روشنی معلوم ہوگئی اور مذاہب غیر کے حملے ناجائز طریق سے
شروع ہو گئے پاک مذہب اسلام کی تذلیل و توہین ناراستی پسند اور بندۂ نفس قوموں نے
اپنا شعار ٹھہرایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ناگفتنی باتیں کہیں اور
اس امام المتقین و رئیس المطہرین کی جناب میں سخت سخت گستاخیاں عمل میں آئیں پس خدا
کی غیرت نے جوش مارا اور اس امام صادق مسیح موعود و مہدی معہود کے وجود میں وہ غیرت
زمین پر نازل ہوئی تا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت اور
قرآن کریم کی پاک تعلیم کی اشاعت ہو کر اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچایا جائے اور غیر قوموں
کے دست و زبان سے جو ناپاک اعتراض کو لئے ہوئے دراز ہوئے ہیں۔ اس پاک دین
اور پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کیجائے تا کہ ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ
رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ کی پیشگوئی
کو خدا تعالیٰ سچا ثابت کرے +

سنو۔ میں نے کیونکر سمجھا۔ واضح ہو کہ اس عاجز پر اس سلسلہ آسمانی کی عظمت تین طریق سے
ظاہر کی گئی ہے +

اوّل بذریعہ رویائے صادقہ دوم بذریعہ مکاشفات۔ سوم بذریعہ الہامات +

پس جس طرح میرے آسمانی مالک نے مجھ سے اس بارہ میں سلوک فرمایا ہے میں بذریعہ
اشتہار مخلوق خدا پر حجت پوری کرنے کی غرض سے اس کو ظاہر کرتا ہوں۔ اور میں دیکھتا
ہوں۔ کہ خدا کی مرضی ہے۔ ایسا ہی ہو میں اپنے نفس کو ہرگز اس میں شامل نہیں پاتا۔ اور
میں بخوبی جانتا ہوں۔ کہ میرا ذاتی دخل اس میں ذرہ بھی نہیں پس میں اسی خدائے قدوس
کی ذات کو پیش نظر رکھ کر حلف اٹھاتا ہوں۔ اور قسمیہ اقرار کرتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے اس اشتہار
میں درج کیا ہے وہی ہے جو مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا ہے۔ اور اس میں میری
طرف سے کوئی بات نہیں ہے۔ پہلے میں اُن رویائے صادقہ کو درج کرتا ہوں جو کئی سال
پیشتر اس کے کہ حضرت مرزا صاحب نے مسیحیت کا دعویٰ کیا مجھ کو دکھلائی گئیں اور پھر میں
علی الترتیب بعض مکاشفات اور چند الہامات درج کروں گا چنانچہ منشی نبی بخش صاحب موصوف

نے ترتیب وار رویا و مکاشفات اپنے اشتہار میں درج فرمائے ہیں لیکن ہم بخوف طوالت خواب
اور بعض الہامات وغیرہ کو چھوڑ کر بطور نمونہ چند ایک الہامات یہاں پر درج کرتے ہیں +
وہ بزرگ خوابیں لکھتے لکھتے بیان کرتے ہیں۔ کہ خوابوں کے بعد مجھے معاً اس طرف توجہ
ہوئی۔ کہ ایسی ترتیب اور نظام سے ایک امر ظاہر کیا جاتا ہے۔ کوئی ضرور آنے والا ہے۔
اُس کی تلاش کرو۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے اشتہارات
سیالکوٹ میں پہنچے اور میرے رفیق اور محب لدھیانہ میں جاکر بیعت ہو آئے اور مجھے بھی
تحریک کی مگر مجھے پانچویں رویا کا فقرہ یاد رہا۔ کہ تمہاری طرف ایک نیکوکار آرہا ہے میں
نے یقین کیا کہ مجھے اس کا موقع دیا جائیگا۔ چنانچہ پندرہ روز کے بعد حضرت مامور من اللہ
مسیح موعود سیالکوٹ میں تشریف لائے اور میں حاضر خدمت ہو کر مشرف بہ بیعت ہوا اور روز
بروز نورِ قلب بڑھتا گیا اور آسمانی نعمتیں عطا ہونے لگیں بیعت کے بعد جو کچھ میں نے
دیکھا وہ حسبِ ذیل ہے +

۱۔ جناب مرزا صاحب امام الوقت کو دیکھا کہ قلعہ میں تشریف فرما ہیں حاضر خدمت ہو کر
سلام علیکم عرض کیا اور عذر کیا کہ عاجز بوجہ ملازمت حاضر نہیں ہو سکا فرمایا کچھ مضائقہ نہیں
اتنے میں شہر کے لوگ آگئے حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے اور دائیاں ہاتھ آسمان کیطرف
اُٹھا کر یہ ارشاد کیا۔ لوگو بچ جاؤ جہنم بڑا سخت ہے +

ایک دفعہ کشف میں بحالت بیداری دیکھا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کا زمانہ پایا ہے مجھے سمجھایا گیا کہ اس سے مراد جناب مرزا صاحب اور اُن کا زمانہ ہے
ایک دفعہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت مرزا صاحب امام زمان
کی پشت پر دست مبارک رکھے ہوئے دیکھا۔ الہام میں مجھے سمجھایا گیا کہ ہاتھ سے مراد دل
ہے۔ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دل حضرت مسیح موعود کی طرف ہے" +

اِس بزرگ کے الہام پنجابی و عربی زبان میں بہتیرے ہیں لیکن ہم چند ایک یہاں بطور
نمونہ درج کرتے ہیں +

" حضرت مرزا صاحب کی نسبت الہام ہوا شیخ کبیر۔ رحمت اللہ و برکاتہ سوا ارسلناہ
شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيرًا۔ لَہٗ مَقَالِیدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ بِالْحَقِّ فِی الْقَادِیَان

نُوْرًا وَّھُدًی بِالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ مَا مُوْمِنْ ِ اللّٰہِ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَحْمَتِہٖ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ وَعِیْسٰی اَمْرُ اللّٰہِ عیسے کا جانشین اللہ نے کیا ہے تیرا رب ہی صادق بندوں کو ٹھیک وعدہ پر بھیج دیتا ہے اس کو یقین جانو اور وہ ہماری طرف سے صادق ہے صادق اور راستباز ہے حضرت مسیح موعود سے محبت کرو مخالفوں کے لئے یہ الہام ہوئے جن لوگوں نے انکار کیا وہ گنہگار ہوئے کیونکہ آنیوالے کو جھٹلایا اور اس لئے گنہگار ہوئے کہ اُنھوں نے نافرمانی اور زیادتی کی سچی توبہ کے سوا اب بچاؤ نہیں علم بیہودہ ہوجائیگا۔ اُن مولویوں کا ناقص عقل کب تک اِن کا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خصومت کا وقت آگیا۔ باز نہیں آتے اُن کی شامت آئی ہوئی ہے۔ اُن کی پیش نہ جائیگی۔ قیامت تک مسیح کے لئے اختلاف میں رہینگے۔ مُخَلَّدُوْنَ فِیْ عَذَابِ اللّٰہِ فِی النَّارِ وَالسَّقَرِ وَلَیَتْنَدَمُ مُدْبِرِیْنَ +

حضرت مرزا صاحب کی جماعت کی نسبت الہام ہوا اِنَّھُمْ جُنْتٌ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ +

(۱۶) شہادت صوفی محمد علی صاحب ساکن جلالپور جٹاں

سولھویں بزرگ صوفی محمد علی صاحب ہیں جو محکمہ ریلوے میں ملازم ہیں جلالپور جٹاں ضلع گجرات کے رہنے والے سادہ مزاج بے ریا اور صاف گو نوجوان صالح آدمی ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے بڑے ہمدرد ہیں اور رات دن اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کسی طرح اسلام کا بول بالا رہے اُن کو بھی الہام و رویا و مکاشفات بکثرت ہوتے ہیں۔ یہ صاحب حضرت مرزا صاحب کی تصدیق اپنے اشتہار مطبوعہ میں یوں کرتے ہیں +

۱۔ ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ میں روضہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر گیا ہوں اور روضہ کے گرد خیمے نصب ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے ہیں۔ یہ مرزا صاحب روضہ کے گرد جھالر لگوا رہے ہیں اُسوقت میری نگاہ جھالر پر پڑی۔ جھالر نہایت نفیس جالیدار پڑی تھی +

۲۔ ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مرزا صاحب کی کتاب نور الحق میرے ہاتھ میں

ہے اور اس پر یہ شعر لکھا تھا بیت +

الحمد للہ کہ وہ سید مہدی بنکر آیا + پھولوں کا سہرا سر پہ دھر کر آیا

۳۔ ایک شب کو میں نے دیکھا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب نے ایک کاغذ دیا جس پر لکھا ہوا تھا **مرزا صاحب لولوں لنگڑوں کے اچھا کرنے کے لئے آئے ہیں** +

۴۔ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت گھوڑا مرزا صاحب کی خدمت میں گورنمنٹ نے ارسال کیا ہے اور اس گھوڑے کو دو اہل اسد لیکر آئے ہیں تب میں نے کہا کہ مرزا صاحب گورنمنٹ کے ایسے سچے خیر خواہ ہیں کہ جس وجہ سے یہ گھوڑا اور عزت ملی ہے +

۵۔ آتھم عیسائی کے بارے میں یہ الہام ہوا تھا اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ مخالفوں کے لئے یہ الہام ہوا۔ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ +

(۱۷) شہادت مولف کتاب ہذا

سترھواں شخص خود راقم الحروف ہے چونکہ عاجز کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رویا صالحہ اور الہامات صادقہ میں ذاتی تجربہ ہے۔ جس کی نسبت میرے تمام گھر کے لوگوں اکثر دوستوں اور آقائے نامدار حضرت مخدوم مکرم نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کو بخوبی علم ہے کیونکہ اکثر خوابیں اور بعض الہام پیش از وقت بتا دیا کرتا ہوں جنکا وقوع اسی طرح ہوتا ہے جس طرح ظاہر کیا جاتا ہے یہ فضل خدا کسی تھوڑے عرصہ سے نہیں ہے بلکہ دس بارہ برس کی عمر سے ہے۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ جو اہم امور میرے ساتھ واقع ہونیوالے ہوتے ہیں ان کی خبر پیش از وقت فرما دیتا ہے اور پھر ان کا ظہور اسی طرح ہوتا ہے مجھے اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں میرے احباب خوب جانتے ہیں۔ اب میں بتاتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کو کیونکر پایا۔ سو واضح ہو کہ میں نے حضرت اقدس کی کوئی کتاب پڑھی تھی اور نہ کوئی اشتہار دیکھا تھا اور نہ حضرت اقدس کے ملنے والوں سے ملاقات کی تھی۔ کیونکہ میں دنیا کے ایک ایسے کونہ میں رہتا تھا جو ایک جنگل

و بیابان تھا اور جہاں دینی تعلیم کا کوئی مدرسہ نہیں تھا دنیوی تعلیم بھی تھوڑے عرصے سے ائی
سکول تک جاری ہوئی تھی وہاں کسی قسم کا دینی چرچا بھی نہیں تھا۔ ہاں اتنا ذکر اپنے برادر
مکرم مرزا غلام عیسیٰ صاحب سے سرسری طور سے اُس وقت سُنا تھا جبکہ ہم اکثر احباب ایک
جنازہ پر گورستان جھنگ میں جمع تھے اور مرزا صاحب موصوف امرتسر سے جہاں وہ ان دنوں
ہیں سب پوسٹ ماسٹر تھے تازہ وارد تھے اور گو خود بھی انہوں نے حضرت صاحب کی زیارت
نہیں کی تھی مگر شنید پر یہ ذکر ہمارے مجمع میں کیا کہ گورداسپور کے ضلع میں ایک بہت بڑے بزرگ
پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ لوگوں سے کم ملتے ہیں۔ مگر لوگ بڑی تعریف کرتے ہیں کہ وہ بڑے صاحب
کمال ہیں پھر جب میں لاہور میں آیا تو وہاں حضرت مرزا صاحب کا بڑا چرچا سُنا ایک روز
دو دوستوں نے آن کر کہا کہ چلو حضرت مرزا صاحب کو دیکھ آئیں میں نے کہا کہ بہت بہتر
چنانچہ ہم تینوں وہاں سے سوار ہو کر یہاں قادیان میں پہنچے۔ مگر افسوس کہ وہ دونوں دوست
ابتک بیعت سے محروم ہیں اور دنیاداروں کی صحبت میں رہنے اور اُن کے مکانوں کے
اندر رہنے اور رشتہ ناطہ کرنے کی وجہ سے اس نعمت عظمےٰ سے محروم ہیں۔ خدا اُن پر رحم کرے
حضرت اقدس کے اعلیٰ درجے کے اخلاقِ حمیدہ اور اُنکی مہمان نوازی کو دیکھ کر ہمارے دل پر بہت
بڑا اثر پڑا۔ اور جب خاکسار نے چند سوالات متعلق آریہ و برہمو مذہب آپ کی خدمت میں
پیش کئے کیونکہ اُن دنوں میں ہر دو مذاہب کا بڑا چرچا رہتا تھا اور چونکہ مجھے اُن مذاہب کے
سوالات اپنی مذہبی تعلیم کی کمی سے بڑے سخت معلوم ہوتے تھے اور مجھے اُن کا حل کروانا ضروری
تھا اِس لئے آپ نے رات کے وقت مسجدِ مبارک کے اوپر اُن سوالات کے جواب ایسے مفصل
اور پوست کندہ دئے کہ سُنکر دل مطمئن اور مسرور ہو گیا اور تقریر ایسی مؤثر اور دلکش تھی کہ فوراً اُن کی
محبت دل میں بیٹھ گئی گاہے گاہے خط و کتابت ہوتے لگی اور جب حضرت اقدس نے
اشتہارِ بیعت جاری کیا تو فوراً بلا کسی کے مشورہ کے لدھیانہ میں حاضر ہو کر مشرف بہ بیعت
ہو گیا کیونکہ ابتدا ہی سے میری فطرت الٰہی واقع تھی کہ گو دین سے تو چنداں بڑی خبر نہیں
تھی صرف رسمی طور سے نماز روزہ کی پابندی تھی کیونکہ نماز کا اہتمام برابر ہمارے گھر میں تھا
میری والدہ ماجدہ اور میری اختِ کلاں ہی نے مجھے نماز اور درود پڑھایا تھا اور چونکہ وہ
باقاعدہ پانچ وقت پڑھتی تھیں تو اُس سے مجھے بھی نماز کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور جاڑے کے

ساتھ مسجد میں جا کر نماز پڑھتا تھا اور گو والد بزرگوار اکثر میری ہی طرح سفر پر رہتے تھے مگر جب کبھی آتے
تو مجھے فرماتے کہ ہمیں قرآن کریم سناؤ۔ گو قرآن شریف میں نے رواں بلا ترجمہ پڑھا ہوا تھا مگر
پھر بھی وہ اصرار کرتے کہ ہمیں قرآن شریف سناؤ۔ جب میں خوش آوازی سے پڑھتا تو سنکر روتے
تھے اور انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے۔ جب میں بس کر دیتا تو وہ میرے سر اور
پیشانی پر بوسہ دیکر بہت پیار کرتے تھے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ
غرض میری تعلیم دینی اسی قدر تھی تاہم دین کی محبت دل میں تھی اور فطرتاً جو بات خلاف طبع معلوم
ہوتی تھی میں اُس سے سخت متنفر ہو جاتا تھا غیر شرعی امور سے مجھے قطعی نفرت تھی جیسے بلا
تعلیم دینی غیر مشروعہ باتوں سے بیزاری تھی ایسا ہی برخلاف اس کے بلا علم دینی دین کی
باتیں اچھی اور بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ اسی لئے فطرتاً پہلی ہی ملاقات میں حضرت مرزا صاحب
کے چہرۂ نورانی کو دیکھ کر دل نے گواہی دی کہ یہ منہ جھوٹا نظر نہیں آتا۔ فوراً بلا کسی عذر
و تامل کے غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا۔ میرے ایمان لانے کی تو یہ کیفیت ہے*
چونکہ لاہور رہتے مجھے ایک عرصہ ہو گیا تھا اور اکثر علماء و واعظین کے وعظ سننے کے
موقع بھی پیش آتے رہے اسی اثناء میں مولوی محمد لکھوکے والے اور گروہ غزنویہ کی
بھی تعریف کانوں سے سنی جاتی تھی اس لئے دونوں خاندانوں پر حسن ظن ہو گیا تھا کیونکہ
اُس وقت یہ لوگ بظاہر دین کے خادم معلوم ہوتے تھے اور قرآن کو بڑی رقت اور درد
کے ساتھ پڑھتے تھے مجھے چند بار اُن کے وعظ سننے کا اتفاق ہوا تھا۔ اور اسی واسطے
چند بار اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ زیارت ہوتا رہا۔ حافظ صاحب لکھوکے والے
تو عموماً مسجد چینیاں والی میں فروکش ہوتے تھے اور اُن کے بیٹوں سے بھی تعارف ہو گیا تھا
مولوی عبد الرحمن تو فراشخانہ کی مسجد میں گاہے گاہے آجاتے تھے غزنی والوں سے
امرتسر میں اور مولوی عبد الواحد صاحب سے لاہور میں بھی ملاقات ہو جاتی تھی لیکن جب
حضرت اقدس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو مجھے مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ نے
بہت کچھ ورغلایا۔ میں نے انکو صاف طور سے ایک بڑے مجمع میں کہہ دیا۔ کہ مولوی صاحب میں
نے تو ابھی تک اُن کا کوئی اشتہار یا کوئی رسالہ اس دعویٰ کے بارہ میں نہیں دیکھا
لیکن آپ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میں آپ کی بات کو سچا جانتا ہوں،

انہوں نے خود دعویٰ کیا ہوگا اب اگر میری رائے دریافت کرتے ہو تو سن لو کہ حضرت مرزا صاحب
کے گذشتہ ایام کے حالات مفصل آپ نے ہمارے آگے بیان فرما دئے ہیں اور ان کے
پاکباز اور راستباز ہونے کا ہمیں یقین دلا دیا ہے - اب موجودہ حالتِ زندگی کا ہم نے
بچشمِ خود ملاحظہ کر لیا ہے سچ پوچھتے ہو تو مجھے یہ منہ جھوٹ بولنے والا نظر نہیں آتا آپ
عالم ہیں جو چاہیں سو کہیں میں تو مان چکا ؀

غرض اس کے بعد جب غزنویوں اور عبدالرحمٰن لکھوکے والے کی طرف سے اشتہارات
میں مخالف الہام شائع ہوئے تو مجھے تردد ہوا کہ یا الٰہی کیا بات ہے ادھر یہ لوگ ایسے بزرگ
اور ادھر حضرت مرزا صاحب جیسے کامل انسان غرض یہ دونوں بزرگ گروہ ہیں یہ کیا بات ہے
کہ باہم مخالف الہام ہونے لگے - فریقین کے الہام صحیح نہیں ہو سکتے اگر خدا کی طرف سے
الہام ہوتے ہیں تو ضرور ایک گروہ کے صحیح اور ایک کے غیر صحیح ہونگے ورنہ اعتبار اٹھ
سکتا ہے غرض ان دنوں میں ماہ رمضان آگیا خاکسار نے لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا
اور مکان کے اندر در بند رہتا اور تمام روز قرآن شریف پڑھتا رہتا اور رات کو ایک قاری
بلوا کر اپنے ہی مکان پر مع دو تین دوستوں کے سحر کے وقت نمازِ تہجد باجماعت ادا کرتا -
اور رات کو بھی بہت کم سوتا اور بعض رات کو ایک منٹ کے لئے بھی نہ سویا کرتا اس ماہ رمضان
میں میں نے آٹھ دفعہ قرآن کریم ختم کیا - اور نمازوں میں اور قرآن کریم کے بعد دعائیں بھی
مانگتا کہ اے میرے مولا میں ایک عاجز اور بے خبر انسان ہوں میں تیری رضا چاہتا ہوں
ایسا نہ ہو کہ میں غلطی میں پڑ کر نا راضگی کا مستحق ہوں - تو علام الغیوب ہے تو ہی مجھ پر کھول دے
کہ ان فریقین میں سے جو حق پر ہے اس کا سچا ہونا مجھ پر ظاہر ہو جائے اور کوئی پردہ درمیان
میں نہ رہے تاکہ میں گمراہ ہو کر شیطان کے پنجہ میں گرفتار نہ ہو جاؤں اور میرے لئے راستہ
کھول دے کہ مجھے جن سے محبت کرنی چاہئے میں صرف انہی سے محبت کر سکوں اور جن کی محبت
سے تو خوش نہیں ہے میں ان سے الگ ہو جاؤں - غرض ہر روز اور ہر نماز میں بالخصوص تہجد
کی نماز اور تلاوتِ قرآن کریم کے وقت نہایت دردِ دل سے دعائیں کرتا رہا آخر خدائے رحمان
و رحیم کا رحم جوش میں آیا اور اس نے ماہ مذکور کے آخری حصہ یعنے ۲۹ رمضان کی شب
کو رویا میں یہ کیفیت دکھلائی کہ ایک بڑا ہال ہے اس میں بڑے بڑے نامی اور مشاہیر علماء

جمع ہیں جن کی بغلوں میں بڑی بڑی کتابیں ویبسٹر ڈکشنری کے برابر موجود ہیں اُن میں ایک طرف حضرت اقدس جناب مرزا صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں لیکن بہ اس وضع سے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے کہ ایک اُستاد اپنے شاگردوں میں ایک عظمت کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ اور دوسری طرف تمام علماء اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں جیسے شاگرد اُستاد کے سامنے بیٹھا کرتے ہیں مجھے اسی حالت میں تفہیم ہوئی یا کسی نے کہا کہ دیکھو یہ علماء علومِ ظاہری سے حصہ رکھتے ہیں اور باطنی علوم سے بالکل محروم اور تہیدست ہیں۔ اگر اسی طرح اس بزرگ یعنے مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھ کر سبقاً سبقاً علمِ باطنی نہ پڑھیں تو یہ کسی صورت میں یہ علم نہیں سیکھ سکتے۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔ نمازِ تہجد کا وقت تھا۔ جب یہ خواب آئی تھی۔ اس کے بعد مجھ پر کھل گیا۔ کہ یہ ظاہری علماء علومِ باطنی سے محروم ہیں اپنے خشک علم کے بھروسہ پر اتراتے ہیں اور کسی کو خواہ وہ کیسا ہی مقدس استباز اور متقی ہو اپنی نظر ناقص میں نہیں لاتے اور پھر مخالفت کرتے ہیں اور چونکہ مخالف خیال لیکر سوتے یا توجہ کرتے ہیں تو اُن کو اپنے دل کے آئینہ کا عکس پڑ کر ایسی مخالف خوابیں یا الہام آتے ہیں اس میں ربانی الہاموں یا خوابوں کا تعلق نہیں بلکہ اضغاثِ احلام ہیں سچے رؤیا اور الہام چونکہ پاک چشمہ سے نکلتے ہیں تو اُن کے قبول کرنے کے لئے بھی پاک برتن چاہئے جب اُن کے دل اپنی نفسانی خواہشوں سے آلودہ ہو کر ناپاک ہو جاتے ہیں۔ تو پھر وہ قدوس و سبوح خدا ایسوں ایسی حالت میں اُن پر سچے الہام کرنے لگا۔ اس لئے وہ لوگ اضغاثِ احلام کو بھی اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو حسبِ معمول مُقدس اور بزرگ اور نیک سمجھتے ہیں ربانی الہام ہی سمجھنے لگ جاتے ہیں یہ اُن کی سادہ لوحی کی بڑی دلیل ہے پھر اس کے بعد مجھ پر بارش کی طرح ایسے نیز الہام ہوئے کہ میں اُن کو اخذ بھی نہ کر سکا کیونکہ عربی زبان میں تھے مگر اُن کا مطلب یہ تھا کہ عنقریب مولویوں کی خوب قلعی کھولی جائیگی اور وہ ذلیل اور خوار ہونگے۔ سو الحمد للہ کہ ایسا ہی وقوع میں آیا ۔

۱۸۸۲ء یا ۱۸۸۳ء میں جب میں ایف۔ اے کلاس میں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا۔ تو میں نے ایک رویا میں دیکھا کہ ایک بڑا عالیشان کمرہ ہے جہاں کرسیاں قرینہ سے لگی ہیں اور اُس میں تمام انبیاء کا دربار لگا ہوا ہے یہ عاجز بھی اُس دربار کے درمیان چلا گیا اور سب سے پہلے فخرِ موجودات افضل الرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہو کر سلام کیا اور خدمت میں دست بستہ کھڑا رہا۔ پھر کچھ دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم (فدیت بابی وامی) نے میرے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو اپنے دست مبارک میں
لیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ تمام انبیاء سے ملاقات کرو۔ میں نے حضرت آدم سے لیکر
حضرت عیسے تک سب پیغمبروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور خدا کی قدرت سب نے میرے
دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو پکڑا جسکو آں فخر رسل نے پکڑا تھا۔ مجھے کسی نے انبیا کا نام
رویا میں نہیں بتایا تھا مگر جب میں باری باری ہر ایک کے سامنے جاتا۔ تو خود بخود ہی میرے
دل میں ڈالا جاتا کہ یہ حضرت آدم ہیں۔ یہ حضرت نوح ہیں۔ یہ حضرت شیث ہیں یہ حضرت
ابراہیم ہیں یہ حضرت اسمعیل ہیں۔ یہ حضرت اسحق ہیں۔ یہ حضرت یعقوب ہیں۔ یہ حضرت یوسف
ہیں۔ یہ حضرت موسیٰ ہیں۔ یہ حضرت یوشع ہیں۔ یہ حضرت داؤد ہیں۔ یہ حضرت سلیمان ہیں۔ یہ
حضرت عیسیٰ ہیں۔ غرض سب کے نام معلوم ہوتے جاتے تھے یہ نام صرف اختصار سے لکھے
ہیں ورنہ تعداد انبیا بہت ہی زیادہ تھی۔ اور ہر ایک کو میں نے ان آنکھوں سے دیکھا لیکن بیدار
ہونے کے بعد نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ یاد رہا۔ نہ کسی اور نبی کا بجز حضرت عیسے
علیہ السلام کے جس کی صورت اور حلیہ اس وقت تک میری آنکھوں میں پھر رہا ہے۔ میں نے
یہ خواب اسی روز ایک دوست خلیفہ عماد الدین صاحب برادر کلاں خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین
صاحب سے بیان کر دی تھی۔ اور بعد ازاں بہت لوگوں کے آگے ظاہر کی گئی۔ مجھے حیرت
تھی کہ تمام انبیاء کو میں نے دیکھا صرف ایک مسیح کا حلیہ مجھے کیوں یاد رہا۔ مجھے ہرگز معلوم نہیں
تھا کہ کبھی حضرت عیسے کے حلیہ کا جھگڑا پیدا ہوگا۔ سو جب حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۰ء
کے قریب دعوی مسیحیت کیا اور حلیہ کا ذکر ہوا تو اس وقت سمجھا کہ اللہ تعالیٰ حکیم و علیم کی یہی
حکمت تھی کہ پیش از وقت مثل دیگر امور کے اس امر کو بھی مجھ پر کھولدیا تھا اور وہ واقعی اسی
طرح کا حلیہ ہے جیسا حدیث بخاری میں آیا ہے اور حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کا
حلیہ ان سے الگ اور مختلف ہے اور ان کا حلیہ بخاری کی دوسری حدیث کے برابر ہے
جو آنیوالے مسیح کے لئے چاہئے تھا۔ وَاللّٰہُ شَھِیْدٌ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

اکیسویں فصل

اس بارہ میں کہ کون کون اشخاص اپنی خوابوں کے ذریعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے بیعت میں داخل ہوئے یا بیعت [کے بعد انکو تصدیق] ہوئی

خدائے حکیم و علیم کی کیسی حکمت کاملہ ہے کہ جب آسمان سے بارش برساتا ہے تو ساری زمین جو ایک ویرانہ کی طرح خشک سڑی جلی ہوئی بے حس پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ یک لخت چند دنوں میں سرسبز لہراتی ہوئی نظر آنے لگتی ہے۔ اور ہر ایک قطعہ زمین اپنی اپنی خاصیت کے موافق جیسے جیسے بیج اپنی تہ میں لئے ہوئے ہوتا ہے پھوٹ پڑتا ہے کہیں سرسبز گھاس ہے تو کہیں خوشگوار اور تازگی بخش لالہ زار ہے اور کہیں جھاڑیاں خاردار اور کہیں گل بدبودار۔ غرض جیسی جیسی کسی زمین ہوتی ہے ویسی ویسی چیزیں فوراً پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح روحانی بارش کا حال ہے کہ جب کوئی مامور من اللہ آسمان سے نزول فرماتا ہے تو ساتھ ہی قلوب مخلوق بھی اس بارش روحانی سے جو اس مامور من اللہ کی وجہ سے نازل ہوتی ہے فطرتاً باطہارت کے لحاظ سے متاثر ہوتے ہیں۔ نیک دل تو اس مامور کی طرف کھنچے ہوئے چلے آتے ہیں اور گندے اور ناپاک دل اپنی ناپاکی اور گندگی میں زیادہ نشو و نما پکڑتے ہیں اور مخالفت میں ترقی کرتے ہیں چنانچہ نیک فطرت انسان علاوہ دیگر مراتب خسروانہ کے رویا صالحہ و مکاشفہ صادقہ و الہام پاک سے بہرہ لیتے ہیں خواہ انسان دنیا کے کسی کونہ میں رہتا ہو اور اسکو کسی مامور من اللہ کا ذرہ بھی علم نہ ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو ضرور خبردار کر دیتا ہے۔ اور اسکو پہلے کبھی بھی خواب نہ آئی ہو تو بھی خواب دکھلائی جاتی ہے اور خاص مسیح کے زمانہ کی نسبت تو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے خبر بھی کر دی ہے کہ اُس وقت مومنوں کو سچی خوابیں ہوا کرینگی جس کی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے ۔

عَنْ حَسَنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ زَمَانُ خُرُوْجِ الْمَھْدِیِّ لَمْ تَکُنْ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ اَنْ تَکْذِبَ اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ اَفْرَادِہٖ

بخاری نے اپنے افراد میں حسن سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مہدی کے خروج کا زمانہ قریب ہوگا تو مومن کو سچی خوابیں ہوا کرینگی دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ ص ۲۳۲

لہٰذا ہم چند صاحبان کی خوابیں دکھاتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی تصدیق میں اُنکو ہوئیں

(۱) شہادت سیٹھ موسیٰ تاجر رنگون

سات آٹھ سال کا عرصہ ہوا ہے کہ ایک نوجوان ہمیں سیٹھ موسیٰ نامی جو ملک کچھ کی طرف کا رہنے والا تھا مگر تجارت کے لیے رنگون ملک برہما میں تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ منی پور ملک آسام میں کسی وجہ سے پہنچا وہاں اُس نے خواب میں دیکھا کہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہوا ہے۔ منی پور میں ایک شخص مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین رہتے ہیں جو کہ تعبیر رویا و الہام و مکاشفات میں پد طولیٰ رکھتے ہیں وہ اُنکے پاس پہنچے اور کیفیت خواب عرض کی۔ اُنہوں نے یہ تعبیر بتلائی کہ خواب بالکل سچی ہے۔ آفتاب سے مراد امام زمان ہے جو پیدا ہو گئے ہیں اور واقعی وہ یہاں سے مغرب کی طرف ہیں کیونکہ قادیاں واقعہ ملک پنجاب رنگون سے عین مغرب کی جانب ہے جہاں امام زمان پیدا ہوئے ہیں اس تاجر نے کہا کہ مجھے کیونکر اطمینان ہو۔ اُس بزرگ نے کہا کہ تم درود شریف پڑھ کر سو رہا کرو اللہ تعالیٰ تم پر حق کھول دیگا۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو چند روز متواتر درود شریف کی مداومت کے بعد اُنہوں نے خواب میں کیا دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب سے اُسکی ملاقات ہوئی پھر چند روز تک اور اسی قسم کی خوابیں دیکھتا رہا اور اُس کا یقین بڑھتا گیا۔ سیٹھ موسیٰ صاحب نے خود راقم کے پاس اپنی زبان سے سنایا کہ ایک روز رات کے وقت پھر حضرت مرزا صاحب کو جب میں نے دیکھا تو آپکا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دیں۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا بہت اچھا چلو ہمارے ساتھ ہم

تمہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرادینگے چنانچہ میں اُن کے ہمراہ ہولیا ناگہاں
بیت اللہ شریف کے پاس سے گذر ہوا اور بیت اللہ شریف کی ایک جانب کچھ فاصلہ پر
مجھے لیجا کر کہا کہ یہاں ٹھہرو۔ یہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہیں زیارت ہوجائیگی
جہاں میں ٹھہرا وہاں کچھ قبریں بھی موجود تھیں۔ بیٹھے ہوئے کہتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب
کے کہنے کے بموجب جب میں وہاں کھڑا ہوگیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ناگہاں تھوڑی دیر کے
بعد ایک پاک سیرت فرخندہ صورت پیر مرد سفید لباس زیب تن کئے ہوئے وہاں سے گذرے
حضرت مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے مصافحہ
کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد ایک نورانی شکل خوبصورت نوجوان کا پاس سے
گذر ہوا۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہیں ان سے مصافحہ کرو۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور پاکباز مقبول
صورت فرشتہ خصلت نوجوان تشریف لائے تو فرمایا کہ یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہیں
ان سے مصافحہ کرو۔ میں نے بتعمیل ارشاد امام الزمان اُن سے بھی مصافحہ کیا پھر ناگہاں
کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے ایک سوار آرہا ہے جب قریب آیا تو حضرت مرزا صاحب نے
فرمایا کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں ان سے مصافحہ کرو میں فی الفور دوڑ کر تعمیل حکم بجالایا
پھر اُن کے بعد ایک اور سوار آئے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں ان سے مصافحہ
کرو میں نے بجاآوری حکم کی تعمیل کی۔ پھر اُن کے بعد ایک اور سوار آئے فرمایا۔ کہ یہ حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے مصافحہ کرو۔ میں نے اُن سے بھی مصافحہ کیا۔ اُن کے
بعد ایک اور سوار تشریف لائے فرمایا کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ان سے
مصافحہ کرو۔ میں فوراً تعمیل حکم بجالایا۔ پھر اُس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان
جماعت بڑے کروفر کے ساتھ آرہی ہے فرمایا کہ یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت
پاک ہے اور وہ جو بین وسط میں آرہے ہیں وہ حضرت رسول مقبول صلوات اللہ وسلامہ علیہ ہیں
میں یہ سنتے ہی اشتیاق زیارت سے بے صبر ہو کر بے اختیار صفیں چیرتا ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور بعد سلام بڑے ادب سے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مجھے مدت سے حضور انور کی زیارت کا اشتیاق تھا اب اس بزرگ حضرت مرزا

غلام احمد صاحب کی طفیل سے آج مشرف بزیارتِ عالیہ ہوا۔ الحمدللہ کہ میری سب مرادیں پوری
ہوگئیں لیکن اب صرف میری ایک خواہش باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں خداتعالیٰ کی زیارت کا خواہاں
ہوں۔ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرا دیجئے۔ میری اس استدعا کو سنکر اور آں فخرِ رسل
(علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام) نے بڑے پیار سے فرمایا اچھا چلو ہمارے ساتھ تم خداتعالیٰ کی زیارت
سے مشرف ہو جاؤ گے۔ چنانچہ میں ہمراہ ہو گیا چلتے چلتے ہم ایک کفِ دست میدان میں پہنچے جو
ایک نہایت ہی خوش منظر مقام تھا یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے ایک رسہ نیچے آ رہا ہے
جب قریب آ گیا تو جناب رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس رسے پر جس کے اوپر
ایک بیٹھنے کی تختی لگی ہوئی تھی بیٹھ جاؤ میں نے مؤدب ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم حضور تو یوں نیچے کھڑے رہیں اور یہ عاجز گنہگار اس پر بیٹھ جائے یہ بے ادبی مجھ سے کیسے
سرزد ہو سکتی ہے میں تو ایسی گستاخی نہیں کر سکتا حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی خواہش ظاہر کی ہے جب تک تم اس رسے پر نہیں بیٹھو گے
تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کیونکر کر سکو گے۔ اس لئے تمہیں چاہئے کہ رسے پر بیٹھ جاؤ اس پر میں اُس
رسے کی تختی پر بیٹھ گیا۔ یکایک وہ رسہ اوپر کو کھچا جانے لگا حتی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان بالکل قریب
ہو گیا ہے اور تمام آسمان طبق بر طبق ایک دوسرے کے اوپر شفاف سفید رنگ نظر آتے ہیں
اُن کی طرف حیرت کے ساتھ میں دیکھ رہا تھا کہ یک لخت ایک نوری تجلی آسمان پر پڑی اور
اُسی عالم میں ہیبت سے میری آنکھ کھل گئی۔ جب میں نے یہ خواب دیکھی تو طبیعت بہت
ہی بیقرار ہوئی اور یہی اشتیاق ہر وقت دامنگیر ہوا۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو اُس امام برحق
کی خدمت میں حاضر ہوں آخر پتہ دریافت کر کے مشقتِ سفر برداشت کر کے منی پور سے
قادیان میں آیا عاجز راقم الحروف کو خوب یاد ہے کہ جب سیٹھ موصوف قادیان میں آیا تو میں اُس
وقت مخدومی و مکرمی حضرت مولنا مولوی نورالدین صاحب و مولنا مولوی عبدالکریم صاحب
کے پاس بالاخانہ میں بیٹھا ہوا تھا اور دو چار اور شخص بھی موجود تھے اور اُن دنوں میں حضرت
حجۃ الاسلام امیر المؤمنین علامہ نورالدین صاحب بھی دارالامان میں تشریف فرما تھے مگر اُس وقت
اُس بالاخانہ میں ہم بیٹھے ہوئے تھے وہ موجود نہیں تھے سیٹھ صاحب موصوف نے اپنے اتنے
دور دراز سفر اختیار کرنے اور قادیان میں آنے کی وجہ بیان کی کہ مجھے اس طرح خواب میں آیا۔

جو مفصل درج ہو چکی ہیں اور مجھے اس طرح یاد ہے کہ گویا سیٹھ صاحب اس وقت میرے پاس بیٹھکر بیان کر رہے ہیں اور اُس کے یاد رہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ خواب بڑی سرور بخش اور دلکش تھی اور سُننے والوں کو فرحت بخشتی تھی بارہا مجھے لوگوں کے آگے اُس کے بیان کرنے کا موقعہ ملا۔ اِس واسطے ہو بہو یاد رہی۔ ممکن ہے کہ الفاظ شاید کچھ اور ہوں مضمون بالکل اِسی طرح تھا۔ جس میں ذرہ کمی بیشی نہیں۔ ہاں یہ بھی بیان کرنا ضرور سمجھتا ہوں کہ جب سیٹھ صاحب کی نظر حضرت مسیح موعود پر پڑی حالانکہ اُنھوں نے کوئی تمیز نہیں رکھی ہوئی تھی۔ فوراً خواب کی بنا پر شکل سے پہچان کر کہا کہ یقیناً یہی بزرگ ہیں جنہوں نے خواب میں تمام بزرگان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خدا کی زیارت کرائی۔ پھر سیٹھ صاحب موصوف مشرف بہ بیعت ہوئے چندروز وہاں اقامت فرما کر سندھ کی طرف جہاں اُن کا وطن تھا مراجعت فرما گئے اور بعد ازاں اسوقت سے سلسلہ کی امداد بھی برابر کرتے رہتے ہیں۔ وہ اس وقت تک منی پور میں موجود ہیں۔ اگر کسی کو دریافت کرنا ہو تو اُن سے دریافت کر سکتے ہیں اب شاید برہما میں ہیں +

(۲) شہادت مولوی عبداللہ صاحب جائنٹ سکرٹری انجمن اسلام ڈیرہ غازیخان

۲۲ نومبر ۱۸۹۹ء کو دارالامان میں مولوی عبداللہ صاحب کی طرف سے ایک خط آیا جس میں وہ ایک خواب لکھتے ہیں جسکے بعد اُنھوں نے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام برحق تسلیم کر لیا وہ خط یہ ہے +

امام مہدی صاحب تشریف لا چکے اور مسیح ابن مریم قدم رنجہ فرما چکے مبارک وہ مومن ہیں جو ایمان لائے اور کافر مردود ہیں جنہوں نے اعتراض کیا

واقف از امورِ قرآنی محرم از معارفِ فرقانی۔ موردِ الہامِ یزدانی۔ محافظِ کلامِ ربانی منظورِ نظرِ سبحانی جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمہ اللہ تعالیٰ +

السلام علیکم! واضح ہو کہ میں آپ کو بڑے ادب کے مقام پر کھڑے ہو کر یاد کیا کرتا ہوں۔ اور ایک نیاز کے گوشہ میں بیٹھ کر یہ عریضہ لکھتا ہوں اور خدمت شریف میں اطلاع گزارتا ہوں کہ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں بندہ نے ایک خط لکھا تھا جس میں کہ بعد اظہارِ عقیدت بیان کیا گیا تھا کہ فدوی نے حضور کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی شہر میں تشریف لائے ہیں اور منادی منادی کرتا ہے کہ فلاں جگہ حضرت مرزا صاحب کا وعظ ہوگا۔ بندہ جو مدت سے آپ کے دیدارِ سعادت آثار اور آپ کی ملاقات آبِ حیات کا طالب تھا۔ جلدی مقامِ وعظ پر چلا آیا۔ لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص سفید پوشاک پہنے بیٹھا ہے سر پر ایک سفید کلاہ یعنے ٹوپی ہے اور تسبیح ہاتھ میں۔ ریش سُرخ۔ بال سیدھے کانوں تک۔ خدا کی تسبیح اور تقدیس میں مشغول ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے تو امام مسجد نے کہا کہ مسیح موعود اور مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب یہی ہیں۔ خیر بندہ نے زیارت سے مشرف ہو کر ایک طرف بیٹھنا اختیار کیا۔ پھر چند منٹ کے بعد خواب سے بیدار ہوا۔ اب مجھے صبح شام یہی منادی کرنے گذرتی ہے کہ مبارک ہے یہ زمانہ جس میں کہ وہ مہدی تشریف لائے مبارک ہیں وہ جو ایسی تاریکی اور ظلمت کے زمانہ میں امامِ وقت پر جو کہ بشارتِ محمدیؐ ہے ایمان لائے اور امامِ وقت کو شناخت کیا۔ خداوند پاک کا ہزار دہ ہزار شکر کہ ہمیں وہ زمانہ نصیب کیا کہ جس زمانہ کو ہمارے آباؤ اجداد چاہتے چلے گئے اور امام مہدی امام مہدی کہتے کہتے کوچ کر گئے۔ اے ہماری آنکھوں کے نور۔ اے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اے ہمارے راہبر مہدی خداوند قدوس اسلام کی سلامتی کا ابر اور رحمت کا بادل جناب پر بارش کرے۔ آپ میرے لئے دعا کریں کہ رب العزت دارین کے مقصود برلاوے جواب کی شرائطِ بیعت ہیں مینے اُن کو دیکھ لیا ہے انشاء اللہ آپ وہ شرائط بندہ میں دیکھینگے اِس کے بعد وہ لکھتے ہیں قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا بیشک امام مہدی آیا ہدایت اور نور تشریف لایا۔ یہودی طبیعت مولوی اور عیسائی سیرت ملوانے ذلیل اور شرمندہ ہوئے۔ لاریب آپکے پاس کرامت ہے۔ بے شک آپ کے پاس کشف اور الہام کا چشمہ بہتا ہے بے شک آپ کی کلام بمنزلہ الہام ہے اور آپ کی تقریر پُر تاثیر و دل دھیر ہے۔ بیشک آپ ہی غمخوارِ اسلام ہیں۔ آپ ہی نے اکثر اسلام کو گود میں

پھیلایا ہے۔ اور آپ ہی نے اسلام کے چہرہ سے الزامات کے گرد و غبار کو آکر دھویا۔ اور نوری شفقت کی نظر سے اسلام کی حالت کو دیکھ کر اُس کی خدمت بجالایا بے شک آپ ہی نے جلوہ افروز ہو کر اسلام کی دستگیری فرمائی۔ بے شک آپ ہی نے آکر اسلام کو مخالفوں اور دشمنوں کے پنجہ سے چھڑایا۔ اور اسلام کو ایک سلطان السلاطین بنا کر کرسئ صدارت پر بٹھایا خدا کی قسم اگر آپ تشریف نہ لاتے تو اسلام کے ساتھ کیا گزرتا۔ بیشک ثریا سے ایمان لاکر دیا۔ یہ شخص جائنٹ سکرٹری انجمن اسلام ڈیرہ غازیخان ہیں۔

(۳) شہادت سید میر گل شاہ صاحب ساکن ضلع ہزارہ

ہمارے پاس ایک اور خط وانہ ضلع ہزارہ سے آیا ہوا رکھا ہے جو ۴ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ ہجری مطابق ۱۹۱۳ء کا ہے اُس کا بھیجنے والا ایک شخص سید میر گل شاہ صاحب ہیں اُس پر مولوی محمد یٰسین صاحب کے دستخط بھی ہیں جو حضرت اقدس کے مرید ہیں سید میر گل شاہ صاحب اپنے خواب کی بنا پر بیعت میں داخل ہوئے ہیں۔ ہم بجنسہ اُن کا خط بطور اختصار لکھ دیتے ہیں۔ وھو ہذا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الْکَرِیۡمِ

بحضور حضرت اقدس جناب امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

معروض آنکہ بندہ مدت سے حضور انور کے دعویٰ کے بارہ میں متردد تھا اور بوجہ بے علمی و خُردسالی کے میرا دل کسی طرح سے مطمئن نہیں ہو سکتا تھا۔ اِس لئے میری التجا بحضور خداوند ہر وقت یہی رہتی تھی کہ اے خداوند قدیر تو خود ہی مجھے اپنے بندے کے حالات سے آگاہ فرما۔ کہ میں معذور اور نابینا ہوں۔ سو الحمد للہ کہ آج یکم رمضان شریف کی شب کو مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ دکھلایا کہ ایک نقشہ کاغذ کا ہے جس کی خوبصورتی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور اُس نقشہ پر جلی قلم سے قادیاں کا نام لکھا ہوا ہے اور اُس نقشہ سے اوپر کی طرف ایک اور نقشہ ہے جو کسی بادشاہ قدیم شہر کا ہے جس کا نام قدیمی کو بھول گیا ہے۔ اور قادیان دارالامان کے نیچے نور کا نقطہ لکھا ہوا ہے۔ اِس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر قبلہ کی جانب ایک

ہلال دکھلائی دیتا ہے جو دیگر ہالوں سے بدرجہا روشن اور خوبصورت ہے۔ جب بیدار ہوا تو میں نے اپنے دل کو مطمئن پایا۔ لہٰذا خدمت اقدس میں عرض پرداز ہوں کہ بالفعل حاضر خدمت ہونے سے معذور رہوں بندہ کو غائبانہ بیعت میں مشرف فرما کر دعا فرماویں کہ خداوند استقلال عطا فرماوے اور خداوند تعالیٰ بہت جلد توفیق بخشے کہ حضور پُر نور کی زیارت سے بہرہ مند ہوں

(۴) شہادت میاں محمد الدین درزی ساکن وزیرآباد

ایک اور شخص محمدالدین وزیرآبادی ہے جو درزیوں کا کام کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایمان لانے کی کیفیت یوں تحریر کی ہے۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب کا سخت مخالف تھا اور اس قدر ضد ہو گئی تھی کہ سوائے بُرائی کے یاد کرنے کے اور کچھ کام نہ تھا۔ آخر خدا نے فضل و کرم سے میرے دل کو اس طرف متوجہ کیا کہ اُن کی کوئی کتاب تو دیکھنی چاہیے۔ اس ارادہ پر کہیں سے ازالہ اوہام حصہ اول مطالعہ کے لئے مل گیا مجھے اُس کے پڑھتے پڑھتے کچھ شکوک پیدا ہوئے یعنے اُس کتاب میں بعض باتیں اچھی اور بعض ناگوار معلوم ہوئیں مگر ان کو بہت عاجزی اور زاری سے خدا تعالیٰ کے حضور میں دعائیں مانگیں کہ اے بار خدایا اگر مرزا غلام احمد حق پر ہے تو مجھے ہدایت دے اور اگر وہ ناحق پر ہے تو مجھے اُن کے شر سے بچا کیونکہ تو سمیع اور بصیر ہے۔ تیرے آگے امیر اور غریب جاہل اور عالم۔ نیکوکار اور گنہگار سب عاجز ہیں۔ تو ہر ایک کی دعا کو سنتا ہے۔ آخر اُس سمیع اور بصیر ذات نے میری عاجزانہ دعا کو سُنا جب میں رات کو سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پیر مرد جس کی عمر ۶۰ یا ۷۰ برس کی بظاہر معلوم ہوتی تھی۔ سفید عراقی لباس پہنے ہوئے لمبی ڈاڑھی۔ برف کی مانند سفید۔ سرخی مائل گورے رنگ کا چہرہ ہے مجھے ملا اور مجھے کہا کہ مرزا غلام احمد من جانب اللہ ہے اور جو کچھ اُس نے لکھا ہے وہ سب کچھ درست ہے۔ خبردار اس رحمت سے تم روپوش مت ہو۔ پھر بیدار ہو گیا اور میں بہت خوش ہوا اور خدا تعالیٰ کا بڑا ہی شکر کیا +

اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھی جس کی تاریخ یاد نہیں رہی۔ اور وہ یوں ہے رات کو خواب میں شرقی دروازہ سے باہر گیا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک چھوٹا سا لڑکا ہے جو ابھی پیدا ہوا ہے اور اُس کی ڈاڑھی بڑی لمبی مانند صوفیوں کے ہے۔ سر پر زرد سیاہ سفید

رنگ کی لنگی نہائت ہی صفائی سے بندھی ہوئی ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں نہایت متعجب ہوا کہ
خدایا! میں نے ایسا ماجرا کبھی پہلے نہیں دیکھا۔ اتنے میں میرے اندر سے آواز ہوئی گویا کوئی
بولتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مرزا صاحب مسیح موعود ہے۔ اسی حال میں تھا کہ موذن نے اذان
دی اور بیدار ہو گیا اس کے بعد اور بھی خوابیں دیکھیں جن سے تسلی ہو گئی۔ اور ان خوابوں کے
بعد مجھ پر حق کھل گیا اور میں حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہو گیا +

میں اُس پاک پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس
کے آگے قیامت کے روز حاضر ہونا ہے کہ میری خوابیں صحیح اور سچی ہیں۔ اگر ان میں میں نے
کوئی جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالیٰ مجھے اس دنیا میں ذلیل اور خوار کرے +

(۵) شہادت چودھری قطب الدین صاحب ساکن کوٹ فقیر ضلع جہلم

چودھری قطب الدین ایک ولی اللہ اور مقبولان الٰہی میں سے ہیں اس وقت ان کی عمر ۵۵
سال کے قریب ہے نہائت ہی صالح آدمی ہیں اور متقی ہیں ان کے چہرہ پر آثار نورانیت
ہویدا ہیں۔ یہ قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ جب میری عمر ۲۰-۲۲ برس کی تھی۔ جبکہ کتاب شیخ عطا
پڑھا کرتے تھے تو مرشد پکڑنے کا مجھ کو بڑا شوق دامنگیر ہوا۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی جناب
میں دعائیں مانگتا تھا کہ اے اللہ میری دلی خواہش ہے کہ مجھے کوئی کامل مرشد عطا فرما۔ سو
ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس رحیم و کریم اللہ تعالیٰ نے میرے اس دردھرے دل کی دعا کو درجہ
قبولیت عطا فرمایا اور مجھے رویا میں ایک شکل دکھلائی گئی کہ یہ شخص مرشد کامل ہے اس کے پاس
جاؤ وہ تمہیں سیالکوٹ میں ملیگا جب میں نے یہ رویا دیکھی تو مجھے بڑی خوشی اور مسرت حاصل ہوئی
اور دل میں بیحد طمانیت پیدا ہو گئی کہ اب مجھے ضرور کوئی کامل مرشد مل جائیگا۔ اسی امنگ میں
تلاش میں برابر لگا رہا اور بہت دفعہ سیالکوٹ کے لوگوں سے بھی دریافت کرتا رہا کہ اس شکل و شباہت
کا کوئی بزرگ سیالکوٹ میں یا نواح سیالکوٹ میں ہو تو مجھے مطلع کرو مگر افسوس کہ کوئی پتہ نہ چلا۔ بعض
دفعہ میری یہ کیفیت ہو گئی کہ جب مجھے سیالکوٹ سے اس شکل و شباہت کے انسان کا نشان نہ ملا
تو ایک قسم کی مایوسی سی پیدا ہو گئی اور یہ خیال بندھ گیا کہ شاید میری خواب ایک خیال ہی ہو
اور شاید اس کی کوئی حقیقت نہ ہو غرض اسی بیچ میں کئی سال گذر گئے پھر جب میں

۲۵ برس کی عمر کا ہوا تو میں حج بیت اللہ کو چلا گیا وہاں بھی رو رو کر دعائیں کیں اور تلاش کرتا رہا کہ شاید اُس صورت و شکل کا بزرگ یہاں کہیں مل جائے مگر افسوس کہ نہ ملا جب میں مکہ معظمہ سے واپس آیا تو لاہور میں سے گذر ہوا اور وہاں میں نے چرچا سنا کہ قادیان میں ایک بزرگ پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ دل نے گواہی دی کہ غالباً یہی بزرگ ہونگے جن کی اطلاع دی گئی ہے اور جن کی صورت شکل رویا میں دکھلائی گئی ہے۔ لیکن چونکہ مجھے حکم ہو چکا تھا کہ مرشد کامل مطلوبہ سیالکوٹ میں ملیگا اس لئے قادیان جانے کی جرأت نہ کی اور خاموش ہو کر گھر کو چلا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جہلم میں بھی اُن کا چرچا ہونے لگا۔ ایک روز جب میں اپنے گاؤں گوٹ فقیر سے جہلم میں آیا تو ایک شخص نے اطلاع دی کہ حضرت مرزا صاحب کل سیالکوٹ میں آ گئے ہیں۔ میں یہ سنکر بے اختیار ہو گیا اور گھر جا کر چلنے کی تیاری کر دی۔ چچا صاحب نے جو ایک موحد آدمی تھے کہا کہ اول استخارہ کر لو۔ کیونکہ استخارہ کرنا سُنت ہے۔ بموجب ارشاد چچا صاحب میں نے اس سنت کو ادا کیا اور رو رو کر دعائیں کیں کہ اگر یہی شخص ہے جس کی تو نے مجھے پہلے اطلاع دی ہے تو مجھے مطلع فرما۔ تا کہ میں کسی غلطی میں نہ پڑ جاؤں جب میں رات کو سو گیا تو اللہ تعالیٰ نے پھر اُن کی شکل رویا میں دکھلائی مگر پہلی دفعہ کی نسبت قدرے فرق تھا اور وہ کیا تھا صرف اتنا فرق تھا کہ شکل تو ہو بہو وہی تھی مگر صرف بالوں میں کچھ فرق ہے پہلے سیاہ بال دکھلائے گئے تھے اور اب سیاہ و لال حنائی نظر آئے اور یہ بھی اس میں کہا گیا کہ **یہ شخص بالکل سچا اور راستباز ہے ایک نقطہ بھی قرآن شریف اور حدیث کے خلاف نہیں کرتا**۔ جب مجھ پر رویا میں یہ حالت ظاہر کی گئی تو میں بے اختیار چیخیں مار مار کر رویا اور فوراً سیالکوٹ جانے کی تیاری کر دی اور سواری کی پرواہ نہ کی پیدل ہی روانہ ہو پڑا جب سیالکوٹ پہنچا تو مجھے رستہ میں ایک لڑکا ملا۔ اُس سے میں نے حضرت مرزا صاحب کے ٹھہرنے کا مقام پوچھا وہ مجھے بازار میں سے لیجا کر ایک گلی میں لے گیا۔ جوں ہی میں گلی میں وارد ہوا تو وہی نظارہ پیش آ گیا جو رویا میں دیکھا تھا یعنے جس طرح وہ گلی اور مکانات رویا میں دکھلائے گئے تھے اُن کو ہو بہو اسی طرح پایا۔ جب مسجد میر حسام الدین صاحب کے پاس پہنچا تو مسجد بھی وہی مسجد نظر آئی جو خواب ہی میں دکھلائی گئی تھی جہاں حضرت مرزا صاحب کی ملاقات رویا میں ہوئی تھی وہ لڑکا مجھے اُسی مسجد میں لے گیا

میں جب مسجد میں داخل ہوا تو جاتے ہی حضرت اقدس کو رؤیا کے عین مطابق پا کر بے اختیار چیخیں مار کر اُن کے قدموں پر گر پڑا اور مشرف بہ بیعت ہوا ÷

اس کے بعد بھی اُن کی تائید میں اس بزرگ کو کئی خوابیں ہوئیں جو اُنہوں نے مجھے سنائیں مگر ہم اُن کو بوجہ طوالت لکھنا پسند نہیں کرتے۔ یہ بزرگ حضرت مسیح پر ایسا عاشق زار تھا کہ مہینوں آپ کی خدمت میں رہتا اور اذان ایسی دردناک اور موثر آواز سے کہتا تھا کہ دل پر ایک چوٹ لگتی تھی۔ افسوس کہ اب وہ بزرگ فوت ہوگیا ہے ÷

(۶) شہادت ملا محمد نظام الدین فرحت ساکن مدراس مونٹ روڈ کوچہ ٹیپو

ہمارے پاس ایک اور خط ہے جو ملا محمد نظام الدین صاحب فرحت کی طرف سے ہے اور ۲۹ر نومبر ۱۹۰۶ء کا لکھا ہوا ہے یہ صاحب مدراس میں مونٹ روڈ پر کوچہ ٹیپو میں رہتے ہیں ہم بجنسہٖ اُن کے خط کو نقل کر دیتے ہیں وَھُوَ ھٰذَا ÷

سَلَامٌ عَلَیْکَ اے مسیح دو عالم	دو عالم ز فیضِ قدومت معظم
سَلَامٌ عَلَیْکَ اے بملکِ نوا ہام	گدائے تو فخرِ سلیماں ست ہر دم
سَلَامٌ عَلَیْکَ اے تو نائب احمد	بزیرِ قدومِ تو سر کردہ ہا خم
چو شد دین دیاں از قدومت مفخم	زاعزاز او شد سرِ آسماں خم
مرا جان مردہ است تو زندہ فرما	ترا نامِ پاک اے مسیح دو عالم
خدا را نگاہے تلطف بفرما	دریں حالِ عسرت توئی دستگیرم
ہر آنکس بہ نعلینِ تو عشق دارد	نہ پروائے جنت نہ خوفِ جہنم
رسید است بر در غلامِ تو فرحت	نگاہِ کرم سوئے او ابنِ مریم

بحضورِ فیض گنجور امام الوقت مسیح زمان مہدی دوران مجددِ وقت مسیحِ موعود عالیجناب مرزا غلام احمد رئیسِ قادیان شریف علیہ السلام ÷

تسلیم گذارش ہے کہ یہ کمترین بندہ گناہوں سے شرمندہ اپنے پاک پروردگار اور اُس کے برگزیدہ نبی یعنے احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جو خواب میں نے اس مراسلہ میں تحریر کی ہے اگر اس میں کچھ خلاف ہو یا میری طرف سے

کچھ بناوٹ ہو تو خدا تعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر نہ کرے اور میرے پر قہر نازل فرما دے اور شفاعت آں احمد عربی بروز قیامت مجھے نصیب نہ ہو۔ اس لئے فدوی نے جو کچھ دیکھا ہے تحریر کیا ہے

احوال خواب۔ بتاریخ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۲۸ ہجری بروز یکشنبہ مطابق ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء رات کے وقت تین بجے (کے قریب) خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا باغ ہے اور بہت لوگ اس باغ میں جا رہے ہیں۔ اور میں بھی انہیں کے ساتھ ہو لیا اور باغ میں داخل ہوتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وسیع مکان ہے اور جواہرات کے دروازے ہیں اور جابجا قندیلیں لگی ہوئی وہاں مجھے نظر آئیں اور دروازہ مکان پر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ لکھا ہوا ہے اور بہت لوگ اس مکان میں جمع ہیں۔ ہر ایک کی پیشانی پر انہیں کا نام صاف لکھا ہوا نظر آتا تھا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام اور بہت سے انبیاء اور اولیاء وغیرہ بہت جمع تھے۔ میں نے متعجب ہو کر ایک شخص سے دریافت کیا کہ یہ مکان کس کا ہے تو اس شخص نے کہا۔ یہ مکان نہیں باغ ارم ہے اور جو لوگ کہ بیٹھے ہوئے ہیں انبیاء علیہم السلام ہیں اور رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آج اس فردوس کو تشریف لاتے ہیں۔ اس لئے تمام انبیاء علیہم السلام منتظر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ کلمات سنکر اس شخص سے بہت ہی ڈرا۔ وہاں ایک نہر جاری تھی۔ اس میں وضو کرنا شروع کیا۔ دفعتہً ایک آواز اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ کی میرے کان میں آئی اور کیا دیکھتا ہوں کہ جمیع انبیاء علیہم السلام درود پڑھتے ہوئے دست بستہ کھڑے ہیں اور کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے ایک تخت زمردین چار فرشتے اٹھائے ہوئے اس مکان میں لے گئے ہیں۔ اس تخت پر حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور سیدھے بازو یعنے دائیں طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت اقدس مسیح موعود امام الزمان مرزا غلام احمد علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور ایک منبر وہاں پر موجود تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منبر پر تشریف فرما ہو کر اور حضرت مسیح موعود کا ہاتھ پکڑے ہوئے نہایت زور کے ساتھ فرمایا۔ اے انبیاء علیہم السلام

کیا تم اس مسیح موعود کو پہچانتے ہو اور جانتے ہو کہ ہم نے دنیا میں ایک پیشگوئی کی تھی کہ میری اُمت میں ایک امام ہوگا اور وہ یہی امام ہے۔ جس کی نسبت اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کہا گیا تھا جس شخص نے اُس کی تعظیم کی اور اُس کو پہچانا۔ اُس نے اپنے خدا اور رسول کو پہچانا۔ جس شخص نے میری اُمت میں ہو کر نہ پہچانا اور اُس سے دشمنی کی گویا خداتعالیٰ کے حکم کو اُس نے پس پشت ڈال دیا ایسا شخص مجھ سے نہیں اور میں اُس سے نہیں اور وہ جہنمی ہے اتنے میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام روبرو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دست بستہ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ یہودیوں کو خداتعالیٰ نے گمراہ کر دیا تھا اور اُنہوں نے میری ہدایتوں کو قبول نہیں کیا تھا بلکہ دشمن ہوگئے تھے اور میرے قتل کے لئے اُنہوں نے صلیب تیار کی تھی پس خداتعالیٰ نے مجھے ملک شام میں اُن کے ہاتھوں سے نجات دلوا کر ایک مدت کے بعد طبعی موت سے ماریا اور میری مزار ابتک موجود ہے اور یہودی ابتک میری صلیبی موت پر اعتقاد کئے بیٹھے ہیں۔ اور میرے پر الزام لگاتے ہیں کہ گویا میں صلیب پر مارا گیا۔ کیا آپ کی اُمت بھی یہودیوں کی طرح گمراہ ہے کہ میری نسبت کہتی ہے کہ بجسم عنصری آسمان پر زندہ موجود ہوں اور اس طرح آپ کی نبوت میں خلل اندازی کر رہے ہیں۔ اور ناحق اس خدا کے فرستادہ سے جھگڑتے ہیں اور یہودیوں کے زمانہ کی مانند ہمارے نام پر آئے ہوئے اور اس شخص سے حسد رکھتے ہیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دست بستہ کھڑے ہو کر یہ بیت پڑھتے تھے۔ ؎

یہ گیسوئے رسول اللہ کہ ہستم • نثارِ روئے تابانِ محمد

یہ شعر ایسی بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ اُسکی آواز سے میں نیند سے چونک پڑا۔

۷۔ شہادت ڈاکٹر رحمت علی شاہ صاحب برادر حافظ روشن علی صاحب

ڈاکٹر رحمت علی صاحب جو ایک نوجوان صالح آدمی ہیں اپنے ایمان لانے کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں ممباسہ ملک افریقہ میں اسپتال اسسٹنٹ تھا۔ مجھے حضرت اقدس کے حالات سے کچھ واقفیت نہ تھی زیادہ طبیعت نیچریت کی طرف مائل تھی۔ اتفاقاً میں بیمار ہوگیا۔ اس پر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب جو اس وقت اسی ملک میں ایک پلٹن میں ڈاکٹر تھے عارضی طور پر آکر میری جگہ کام کرنے لگے اسی اثنا میں اُنہوں نے حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کی کتابیں مجھے دکھلائیں۔ اُنہی ایام میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا بھاری سمندر ہے میں اس کے کنارہ پر کھڑا ہوں اور پار ہونا چاہتا ہوں مگر نہ کوئی جہاز ہے اور نہ کوئی اور ذریعہ پار ہونے کا ہے علاوہ ازیں سمندر ایسا خوفناک ہے کہ پار ہونے کی جرأت ہی نہیں پڑتی میں اسی حالت میں سخت حیران تھا کہ کیا کروں کہ ناگاہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب آگئے اور فرمانے لگے کہ کیا تم پار جانا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ فرمانے لگے آؤ میں تمہیں ایسا راستہ بتلاؤں کہ وہاں کشتی وغیرہ کی بھی حاجت نہیں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ کنارے کنارے ایسی جگہ پہنچا کہ وہاں سمندر کا عرض صرف ایک قدم تھا اور فرمایا کہ یہاں سے پار ہو جاؤ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد یہی تفہیم ہوئی کہ منزل مقصود پر پہنچنے یعنے اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ حضرت مرزا صاحب ہیں لہٰذا میں بارشاد ڈاکٹر صاحب موصوف حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں بذریعہ خط داخل ہوا +

(۸) شہادت مفتی محمد صادق صاحب سابق کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل و ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام قادیاں و حال ایڈیٹر اخبار بدر

مفتی محمد صادق صاحب ایک خوبرو جوان صالح فرشتہ سیرت انسان ہیں اور اُن کے چہرہ ہی سے آثار صلاحیت ظاہر ہویدا ہیں اور اب تو اُن کو الہامات بھی ہوتے ہیں اور حضرت اقدس کے بڑے عاشق زار ہیں اور اب تو خلیفۃ المسیح کے بھی بڑے پیارے ہیں ہم اپنی بیعت

سے پہلے بعض رویا ردیکھ چکے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں +

۱۔ میں ابھی جماعت انٹرنس میں پڑھتا تھا اور حضرت مرزا صاحب کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ کہ میں نے رویا میں دیکھا کہ مشرق سے ایک ستارہ نکلا ہے وہ جوں جوں اونچا ہوتا جاتا ہے اُس کا قد اور اُس کی روشنی اور چمک بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ سمت الراس پر پہنچا تو چودھویں کے چاند کے برابر چوڑا اور بہت روشن تھا۔ سمت الراس پر پہنچکر اُس نے گول چکر لگانا شروع کیا۔ اُس کے چکر کا دائرہ اور اُسکی چمک اور اُس کی رفتار بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ اُس کے چکر کا دائرہ ایسا وسیع ہوا کہ وہ اُفق تک پہنچا اور اُسکی رفتار ایسی تیز تھی کہ نظر کام نہیں کرسکتی تھی۔ آپنے تعبیر کی کہ ایسے ستارے سے مراد ہمیشہ کسی نبی اور ولی کا ظہور ہوتا ہوتا ہے +

۲۔ ایک دفعہ میں نے رویا میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ یا تو وہی وجود مرزا صاحب کا تھا یا وہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہوگیا۔ یہ یاد نہیں رہا کہ پہلے مرزا صاحب کو دیکھا یا پہلے حضرت رسول اکرم صلوٰت اللہ وسلامہ کو دیکھا مگر دونوں کا ایک ہی وجود دکھائی دیا +

۳۔ ایک میدان میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا صاحب ایک عظیم الشان مجمع کے درمیان بیٹھے ہیں اور یہ عاجز بھی ان ہر دو حضرات علیہما الصلوٰۃ والسلام کے قریب آبیٹھا ہے پہلے حضرت مرزا صاحب نے قرآن شریف کی تعریف میں وعظ کیا پھر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر فرمایا اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ +

۴۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ایک نہایت بلند پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ کی شکل میں ایک مسجد بنی ہوئی ہے اِس میں حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے آدمی نماز پڑھ رہے ہیں مسجد کے درمیان ایک حوض ہے۔ اُس حوض پر وضو کرکے میں بھی حوض کے قریب ہی نماز میں کھڑا ہوگیا ہوں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرزا صاحب اکٹھے اِن نمازیوں کے درمیان گشت کر رہے ہیں (یہ خواب میری بیوی نے بھی اسی طرح دیکھی) +

۵۔ ایک دفعہ مجھے رویا میں بتلایا گیا کہ خدا حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کو یہ درجہ دیگا کہ اگر وہ کسی دوزخ جاتے ہوئے کے متعلق سفارش کرینگے تو وہ بہشت میں بھیجدیا جائیگا +

۶- ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں ریل میں سوار ہو کر قادیان جا رہا ہوں اور وہ ریل سیدھی آسمان کی طرف چڑھ رہی ہے +

(۹) شہادت میاں معراج الدین صاحب ٹھیکہ دار و وارث میاں محمد سلطان لاہوری

یہ صاحب ایک نوجوان صالح سلیم الفطرت حلیم الخصلت نیک سیرت بزرگ ہیں جو مشہور خلائق میاں محمد سلطان ٹھیکہ دار کے ورثا میں سے ہیں وہ مسیح موعود کی تصدیق میں اپنے رویا کی بناء پر یوں فرماتے ہیں +

بہت عرصے کی بات ہے کہ میں نے ایک دفعہ رویا میں دیکھا کہ صبح کا وقت ہے اور نہایت خوبصورت اور وسیع باغ ہے جس کے چاروں طرف بہت مضبوط دیواریں بنی ہوئی ہیں۔ اُس کی ڈیوڑھیوں پر بہت زبردست پہرے لگے ہوئے ہیں ایک ڈیوڑھی میں سے باغ کے اندر میں داخل ہو گیا اور مجھے کسی نے نہیں روکا جب میں اندر پہنچا تو دیکھا کہ باغ کے ایک چبوترے پر دریاں بچھی ہوئی ہیں اور ایک کرسی اُن کے درمیان بچھی ہوئی ہے اُس کرسی پر آنحضرت فخر بنی آدم سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے آگے فرش پر کاغذات کی مسلوں کا ایک انبار لگا ہوا ہے اور ایک شخص مقبول صورت قلمدان لئے ہوئے کرسی کے آگے بیٹھے ہوئے ہیں اور مسلوں پر حکم لکھ کر دوسری طرف رکھتے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی کسی مسل کے متعلق آنحضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اُٹھ کر کچھ پوچھتے ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں اُس کے بموجب حکم اُس پر لکھتے جاتے ہیں +

میں سامنے جا کھڑا ہوا اور دیر تک یہ کارروائی دیکھتا رہا اسی اثناء میں ایک ضعیف مرد آیا اور کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور پھر ایک لمبا سا آدمی آیا وہ بھی اُسکے ساتھ کھڑا ہو گیا پھر تیسرا آیا جس کا حلیہ مجھے شناخت نہ ہو سکا اُسکے بعد ایک چھوٹے قد کا معزز آدمی آیا۔ یہ چاروں کرسی کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ جانتے ہو کہ یہ چاروں بزرگ کون ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یہ چاروں خلیفے ہیں۔ انکا نام ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اتنے میں وہ شخص جو

مسلوں پر حکم لکھتا تھا بعض اوقات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ بھی کرلیتا تھا میری طرف متوجہ ہوئے اور بڑی خوشی سے مسکرا کر مجھے فرمایا آپ آگئے؟ بہت اچھا کیا کہ آپ آگئے آگے آؤ میں آگے بڑھا تو آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں میری کلائی پکڑ کر آگے کر دیا اور فرمایا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہمارا اپنا آدمی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور زبانِ مبارک سے فرمایا کہ یہاں ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔

جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے مجدد و مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور مجھے اُن کی خدمت میں شرف اندوز ہونے کا موقع ملا تو فوراً وہ صورت دکھلائی دی جو عرصہ بعید ہوا میں نے رویا میں آپ کو دیکھا تھا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے حکم لکھتے تھے اور اکثر پھر خود ہی حکم نافذ فرماتے تھے۔ میں یہ حال دیکھ کر فوراً مبایعین کی سلک میں منسلک ہو گیا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

بائیسویں فصل

اس باب میں کہ مہدی اور مسیح کس زمانہ میں ہونگے

ہم بیان کر چکے ہیں کہ جس قدر علامات ظہورِ مہدی کے لئے کتبِ آسمانی و احادیث نبوی میں آئی تھیں اگر کل نہیں تو اکثر ظاہر ہو چکی ہیں۔ اب اس فصل میں ہم علماء و صوفیا کے اقوال درج کرتے ہیں کہ وہ کس زمانہ میں مسیح و مہدی کے آنے کے منتظر تھے اور قرآن کریم و توریت و احادیث وغیرہ میں اُن کے آنے کا کوئی وقت مقرر ہوا ہے یا نہیں سو واضح ہو کہ قرآن کے سوا حدیثوں اور توریت اور دیگر بزرگان اور علماء نے بھی اُن کی آمد کا ایک خاص وقت ظاہر کیا ہے جو ذیل کے بیان سے واضح ہے۔

اول قرآن کریم سے اس امر کا ثبوت کہ مسیح چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا قرآن کریم سے بھی چودھویں صدی وقت ظہور مسیح ثابت ہوتا ہے چنانچہ آیت ذیل

سے اِس کی پوری تصدیق ہوتی ہے یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ - یعنے لوگ اللہ کے نور کو اپنے مُنہہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ تو اپنا نور کامل طور سے پھیلا کر رہیگا - چونکہ اس سے ماسبق آیات سے احمد کے نزول بروزی کا ذکر ہے اور اس میں نور کے اتمام کا ذکر ہے - اور ظاہر ہے کہ چاند کامل چودھویں رات کو ہوتا ہے ایساہی محمدی نور جس کا اتمام مسیح موعود کے ہاتھ سے ہونا ہے چودھویں صدی میں ہی کامل ہونا ضروری تھا و الحمد للہ کہ ایسا ہی وقوع میں آیا - دیکھو سورۃ الصف

کسی شاعر نے اس کے مناسب حال کیا ہی خوب کہا ہے +

نظم

موجبِ کفرست تکفیرِ تو اے کانِ کرم — واین مواہیر و فتاوی رہزنِ راہِ ارم

آرزو دارم کہ جان و مال قربانت کنم — این تمنائم برآرد کارسازِ قادرم

چون تمام روز تو حاشا و کلا این کجا — من فدائے روئے تو اے رہبرِ دین پرورم

دینِ مردہ را بقالب جان در آمد از دست — چون ازین انفاس اعراضے کنم اے محترم

من کجا این طورِ بد عہدی و بیراہی کجا — خادمم تا زندہ ہستم و از دل و جان چاکرم

حملہ ہا کردند این غولانِ راہِ حق بہ من — راہ زن بندے گر نبودے لطفِ یزدان رہبرم

این یہودی سیرتان قدرِ تو نا شناختند — چون نبی ناصری نغرین شنیدی لاجرم

ہر کہ تکفیرت کند کافر ہمان ساعت شود — حق نگہدارد مرا زین زمرۂ نامحترم

بر منِ اعمیٰ ببخش اے حضرتِ مہرِ منیر — گر خطا دیدی ازان بگذر کہ من مستغفرم

تا روانم ہست در تن از دل و جانم غلام — لطف فرما کز تذلل بر درِ تو حاضرم

نورِ ماہِ دینِ احمد بر وجودت شد تمام — آمدی در چاردہ (چودھویں صدی) اے بدرِ تام و انورم

حسبِ تبشیرِ نبی بر وقتِ خود کردی ظہور — السلام اے رحمتِ ذاتِ جلیل و اکرمم

مشکلاتِ دینِ حق بر دستِ تو آسان شدند — ہیکنی تجدیدِ دین از فضلِ ربِ ذوالکرم

از رہِ منت درونم را مسلمان کردہ
گر نباشم جان نثارِ آستانت کافرم

دوم۔ حدیث سے ثبوت کہ مسیح موعود کا چودھویں صدی میں ظہور ہوگا +

(۱) مسیح سے پہلے بارہ خلیفے ہونگے اُن کے بعد مسیح کا آنا ضروری ہے جسکی تصدیق حدیث ذیل سے ہوتی ہے:-

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرِ الْقُمِّیِّ هٰذَا بِاِسْنَادِهٖ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا ثُمَّ اَبْشِرُوْا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ غَیْثٍ لَا یُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ وَکَیْفَ یَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَاثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً مِنْ بَعْدِیْ وَالْمَسِیْحُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اٰخِرُهَا +

ابو جعفر قمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک اسناد پہنچا کر یہ حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ خوش ہو خوش ہو (یہ لفظ تین مرتبہ دُہرایا) کہ میری امت کی مثال اُس مینہہ کی مانند ہے کہ جس کی نسبت معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کا اوّل اچھا ہے یا اخر اچھا ہے اور وہ اُمت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے۔ کہ جس کے ابتدا میں مَیں ہوں اور درمیان میں میرے بعد بارہ خلیفے ہونگے اور سب سے آخری مسیح عیسیٰ بن مریم ہے دیکھو فصل الخطاب امام محمد پارسا صفحہ ۷۶۸ +

اس حدیث سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد بارہ خلفاء کی خبر دی ہے اور اہلِ دانش پر مخفی نہیں کہ ان بارہ خلفاء سے مراد مجددین سے ہر جو ۱۲ صدیوں میں ہوئے اور یہ بھی عیاں ہے کہ ۱۲ صدیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سو سال بعد سے شمار ہوتی ہیں تو اس حساب سے مسیح موعود سے پہلے ۱۲ صدیاں گذرنی چاہئے تھیں اور چودھویں کے سر پر مسیح کا آنا بموجب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضروری تھا سو الحمد للہ کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوئے +

ایک اور حدیث سے بھی جو بخاری اور مسلم میں ہے ظاہر ہوتا ہے کہ بارہ خلیفے قریش سے ہونگے وہ حدیث یہ ہے +

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا اِلٰی اثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ

بخاری اور مسلم نے باتفاق جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سُنا کہ اسلام بارہ

قُرَیْشٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ	خلفاء تک جو قریش سے ہونگے غالب رہیگا۔ دیکھو

مشکوٰۃ باب مناقب قریش۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ قریشی خلیفے ہونگے اور وہ سب ہو لیے۔ اگر خلفاء سے مراد صاحب حکومت خلفاء ہیں تو بھی وہ سب ہو لیے ہم صرف یہاں پر مجددین کا ذکر کرینگے +

اس حدیث نے صرف بتا دیا ہے کہ مہدی چودھویں صدی میں ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صدی اور مسیح کے زمانہ میں بارہ صدیاں کا فاصلہ ہے ہر صدی پر ایک مجدد بموجب اُس حدیث کے جو اس حدیث کی بمنزلہ شرح کے ہے آتا رہا ہے اور وہ حدیث یہ ہے +

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْھَقِیُّ کَمَا فِی الْمِشْکٰوۃِ وَالْاِمَامُ سَیُوْطِیُّ فِیْ جَامِعِ الصَّغِیْرِ +	ابوداؤد اور حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کو جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے سب سے زیادہ جانتا ہوں اور وہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث

کیا کریگا جو دین کی تجدید کیا کریگا۔ دیکھو ابوداؤد صفحہ ۲۴۱ و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۳۸ -
یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے اور امام سیوطی نے بھی جامع الصغیر نام کتاب میں بھی بیان فرمایا ہے دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۹ و حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۳ +

شاید مجدد والی حدیث کی نسبت کوئی یہ اعتراض کرے کہ مجدد کے لئے قریشی کا ہونا ضروری نہیں۔ اور حدیث اول میں جو ۱۲ خلفاء کا ذکر ہے اُن سے مراد صرف قریشی ہی ہیں تو اس عذر کے رفع کرنے کے لئے ہمیں اپنی طرف سے کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم حدیث پیش کرتے ہیں جس سے اس سارے تنازع کا جھگڑا ہی طے ہو جاتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے

اَخْرَجَ اَبُوْ اِسْمٰعِیْلَ الْھَرَوِیُّ بِسَنَدِہٖ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ یُرْوٰی فِی الْحَدِیْثِ	ابواسمٰعیل ہروی نے سند کے ساتھ احمد بن حنبل سے جو حدیث میں ہے روایت کی ہے

عَنِ النَّبِیِّ اَنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی اَھْلِ دِیْنِہٖ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ بِرَجُلٍ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ اَمْرَ دِیْنِھِمْ +	کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اپنے اہل دین پر ایک ایسے شخص کے بھیجنے سے احسان کریگا جو میری اہل بیت سے

ہوگا اور وہ لوگوں پر دین کے معاملہ کو کھول کھول کر بیان کریگا۔ دیکھو نجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۹۔ و حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۵ +

رہا یہ کہ مجدد ایک ایک صدی میں کئی کئی مانے گئے ہیں۔ اور بعض ان میں سے قریشی نہیں تھے تو اس کا کچھ ہرج نہیں یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ بڑا مجدد ایک ہی ہوتا ہے باقی اُس کی ذیل ہوتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ کوئی صدی ایسی نہیں گزری جس میں خاندانِ قریش سے کوئی نہ کوئی مجدد نہ ہوا ہو پس ثابت ہوگیا کہ ۱۲ خلفاء سے مراد ۱۲ مجدد ہیں جو صدی کے سر پر آتے رہے ہیں تو ضروری تھا کہ چودھویں صدی میں مسیح آتا کیونکہ حدیث کی منشا بھی یہی ظاہر کرتی ہے اور یُسْلَبُ الْمُلْکُ مِنْ قُرَیْشٍ سے بھی اسی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ ۱۳ صدیوں کے بعد قریش کی حکومت روحانی جاتی رہیگی اور مسیح کی حکومت قایم ہوگی جو قوم قریش سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اہل فارس سے ہوگا۔ اسی طرف آیت اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لیا کرتی ہے اور حدیث اَعْظَمُ نَصِیْبًا فِی الْاِسْلَامِ اَھْلُ فَارِسَ بھی اسی کی تائید کرتی ہے کیونکہ اگر مسیح و مہدی اہلِ فارس سے نہیں ہوتا تو پھر مسیحیت و مہدویت کے بعد وہ کونسا بڑا دینی عہدہ تھا جس کے لئے اہلِ فارس کو خوشی اور خوش نصیبی کا فخر حاصل ہوتا خلافت اور امامت تو قریش میں ہی محدود کردی گئی اور اگر مسیح اہل فارس سے نہ ہوتا تو پھر کسی صورت میں بھی اہلِ فارس اَعْظَمُ نَصِیْبًا فِی الْاِسْلَامِ کے مصداق نہیں ہوسکتے تھے۔ پس ازبس ضروری تھا کہ چودھویں صدی کا امام اہلِ فارس سے ہو اور وہی مسیح ابن مریم ہو اور وہی مہدی مسعود ہو سو الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دکھایا کہ ایک اہل فارس سے ہی چودھویں صدی کے سر پر مسیح و مہدی بنا کر کھڑا کر دیا اور اُسکو تبلیغ شریعت اسلام کے لئے مامور و مبعوث فرمایا +

سوم توریت سے ثبوت کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا

توریت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح چودھویں صدی ہجری میں ظاہر ہوگا۔ چنانچہ کتاب

دانیال باب ۱۲ میں ہے اور کہا کہ اے دانیال چلا جا کیونکہ یہ باتیں آخر تک پوشیدہ اور سر بمہر رہینگی اُس وقت بہتوں کا ابرا کیا جائیگا اور بہتوں کو سفید کیا جائیگا۔ اور بہتوں کو آزمایش میں ڈالا جائیگا اور شریر شرارت سے شور و غوغا مچائینگے اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھیگا۔ پر اہل دانش سمجھ لینگے اور اُس وقت سے جبکہ دائمی قربانی موقوف ہوگی اور بتوں کو تباہ کیا جائیگا اُس وقت ۱۲۹۰ دن ہونگے۔ مبارک ہے جو انتظار کیا جائیگا اور اپنا کام محنت سے کریگا ۱۳۳۵ روز تک۔ اور اے دانیال تو آخر تک چلا جا اور آرام کر اور اپنے حصے پر اخیر پر کھڑا ہوگا۔" ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ۱۲۹۰ ہجری میں مسیح کے ظہور کا وقت اور ۱۳۳۵ تک اُس کے اقبال کا زمانہ بتلایا گیا ہے کیونکہ دائمی قربانی اور بتوں کی تباہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی اور حضرت دانیال نبی کو وحی کی گئی کہ وہ آخری زمانہ ہوگا اور آخری زمانہ کی حد ۱۲۹۰ ہجری بتادی گئی چنانچہ ہمارے مسیح موعود حضرت مرزا صاحب کا ظہور اس عالم میں اس سال سے شروع ہوا کیونکہ الہام کا سلسلہ اور اخباروں میں مضامین درج کرانے کا یہی زمانہ ہے اور چودھویں صدی میں ۳۵ برس تک بڑے جاہ و جلال کے ساتھ خدمت مفوضہ کو ادا کرتا رہیگا۔ الغرض توریت سے یہی ثابت ہو گیا کہ مسیح آخر الزمان کا زمانہ چودھویں صدی ہے۔ دیکھو توریت عبرانی باب ۱۲ +

چہارم ثبوت از تاریخ یہود

بموجب تاریخ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام سنہ ۲۳۶۸ ہبوط آدم علیہ السلام میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۴۸۸ ہبوط آدم علیہ السلام میں فوت ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بموجب تاریخ یہود سنہ ۳۷۶۰ ہبوط آدم میں پیدا ہوئے اور جب وفات موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ سے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش تک فاصلہ نکالتے ہیں تو ۱۲۷۲ سال نکلتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے۔ اس لئے مناسبت و مماثلت تامہ کے لئے ضروری تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہدی مسیح بھی چودھویں صدی میں ظہور فرماتا اور ایسا ہی ہوا +

بموجب توریت کتاب ۲ تواریخ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ۱۲ خلیفے اُسکی قوم یعنے بنی اسرائیل سے ہوئے اور تیرھویں خلیفہ عیسیٰ علیہ السلام تھے جو بنی اسرائیل کی قوم

سے نہیں تھا کیونکہ ان کا کوئی باپ نہیں تھا تو اسی طرح امت محمدیہ میں بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مصداق آیت "اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا"، ۱۲ ہی خلیفے ہونے چاہئے تھے جو قریش سے ہونے اور تیرھویں مثیل عیسے ہوتے جو قریش میں سے نہ ہوتے جس کی تصدیق حدیث ذیل سے بھی ہوتی ہے

اِنَّ عِدَّةَ الْخُلَفَا بَعْدِیْ عِدَّةَ نُقَبَاءِ مُوْسٰی رَوَاهُ کَامِلُ ابْنُ عَدِیٍّ وَابْنُ عَسَاکِرِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ	کامل ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعداد خلفا جو میرے بعد ہونگے وہ حضرت

موسے کے نقبا کی تعداد پر ہونگے دیکھو کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۰۵ +

اور چونکہ حضرت موسے کے بعد تیرھویں خلیفہ حضرت مسیح ناصری تھے جو حضرت موسیٰ سے قریب ۱۴۰۰ برس بعد آئے تھے اسی طرح ضروری تھا کہ مثیل موسیٰ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں مثیل عیسیٰ آتے کہ ہر طرح مماثلت ثابت ہو لہذا ضروری تھا کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہی ہو سو الحمد للہ کہ ایسا ہی وقوع میں آیا +

پنجم کلام اولیاء اللہ سے اس امر کا ثبوت کہ مسیح و مہدی چودھویں صدی میں ظاہر ہونگے

ا۔ نعیم بن حماد روایت کرتے ہیں کہ ابو قبیل کا قول ہے کہ اکثر بزرگوں کا اجماع اس امر پر ہے کہ مہدی ۱۲۰۰ سال کے بعد پیدا ہو یعنے اس کی پیدایش تیرھویں صدی میں ہو۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴ +

ابو قبیل کی بات بالکل سچ نکلی کیونکہ تیرھویں صدی میں ہی مسیح موعود و مہدی مسعود پیدا ہوئے اور ظہور بھی اس صدی کے آخری حصہ میں ہو گیا تھا۔ اور چودھویں صدی کے سر پر تو بدرجہ اولیٰ ظاہر ہو گئے تھے +

۲۔ ولی نعمت اللہ صاحب جس کو ۷۰۰ برس ہوئے ہیں وہ اپنے قصیدہ میں مسیح و مہدی کا ایک ہی شخص ہونا اور نیز وقت ظہور اور نام اور دیگر کل علامات لکھتے ہیں جسکو مفصل دیکھنا ہو

نشان آسمانی مصنفہ حضرت مسیح موعود کو دیکھیے ہم صرف چند شعر اسی قصیدہ سے لکھتے ہیں جن سے وقت و نام و عہدہ کا پتہ لگتا ہے بیت

غین و رے سال چوں گذشت از سال + بوالعجب کاروبارے بینم

یعنے جب ۱۲۰۰ سال گزرینگے تو عجیب عجیب معاملہ ظاہر ہونگے +

غم مخور زآنکہ من دریں تشویش	خرمی وصل یارے بینم
صورت و سیرتش چو پیغمبر	علم و حلمش شعارے بینم
اح م و دال مے خوانم	نام آن نامدارے بینم
مہدیٔ وقت و عیسیٔ دوران	ہر دو را شہسوارے بینم

ان سب باتوں کے حضرت مرزا غلام احمد صاحب جن کا آسمانی نام احمد ہے مصداق ہیں۔ ان اشعار سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت نعمت اللہ ولی بارھویں صدی کے بعد ہی عجیب عجیب امور کے ظہور کا ذکر کرتے ہیں اور پھر ساتھ ہی بشارت دیتے ہیں کہ بارھویں صدی کے بعد مسیح و مہدی کی پیدایش کی خوشبو آتی ہے ان سے بھی مسیح و مہدی کا چودھویں صدی کے سر پر ظہور ثابت ہوتا ہے +

۳۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مہدی کی پیدایش الفاظ **چراغ دین** ہیں جس کے اعداد ۱۲۶۸ ہوتے ہیں بیان کرتے ہیں اور یہ تاریخ حضرت مرزا صاحب کی عین مطابق کی ہے۔ جب تیرھویں صدی میں پیدایش ہے تو ظہور چودھویں میں ضروری تھا +

۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی السیف المسلول میں لکھتے ہیں کہ علماء کے ظن اور تخمینہ کے بموجب مہدی کا تیرھویں صدی میں ظہور ہوگا۔ یہ بات پوری ہوئی گو کسی قدر فرق ہے کہ وہ اوائل صدی سیزدہم خیال کرتے تھے وجہ یہ کہ اکثر علماء نے حدیث بعد المائتین سے اخذ کرکے یہ ظن کر لیا تھا کہ چونکہ مہدی و مسیح بھی آیۃٌ من آیات اللہ ہیں جب اور آیات کا ظہور ہوگا تو اس آیت کا بھی ساتھ ہی ظہور ہوگا اور اس طرف خیال نہ گیا کہ اول بہت سی آیات ہیں جو اُن کے ظہور سے پہلے ہونی ضروری ہیں جب تک وہ واقع نہ ہولیں تب تک وہ ظہور نہیں کر سکتے۔ لیکن انہوں نے گمان کر لیا کہ وہ بھی اسی تیرھویں صدی میں ظاہر ہونگے حالانکہ مجدد کو سر صدی پر ہونا چاہیے تھا چنانچہ مجدد الف ثانی مکتوبات جلد ۲ میں لکھتے

ہیں قدوم او علیہ الرضوان بر سر آں مئۃ خواہد بود۔ اور احادیث میں بھی ایسے ہی آیا ہے اور نواب
صدیق حسن خان بھی یہی کہتے ہیں دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴ +

اور جب آیات ہی ۱۲۰۰ کے بعد یعنے تیرھویں صدی میں ظاہر ہونی تھیں تو کس صورت
میں وہ اس صدی کے سر پر ظہور کرتے ہاں اُن کا پیدا ہونا اسی صدی میں ضروری تھا
سو ایسا ہی ہوا ان کا اجماع بالکل صحیح ہے مگر قیاس میں اسقدر غلطی ہے کہ بجائے چودھویں
صدی کے تیرھویں صدی میں اُن کا ظہور قرار دیدیا۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴ +

۵ - نواب صدیق حسن خانصاحب بھی مہدی کی نسبت اپنا خیال یوں ظاہر کرتے ہیں

وچون از قرن کہ در شمار جمل از سنین ہجرت وے
صلے اللہ علیہ وسلم سیزدہم است نود سال گزشتہ
ومہدی در عالم ظاہر نشدہ بخاطر مے رسد کہ
شاید صد چہاردہم ظہور وے اتفاق افتند

اور جب زمانہ سے جو بحساب جمل سنہ ہجری
تیرھویں صدی ہے اور سنہ ۱۲۰۰ ہجری سے ۹۰
برس اوپر ہوگئے ہیں اور مہدی جہان میں
ظاہر نہیں ہوا دل میں آتا ہے کہ شاید چودھویں
صدی میں اُس کا ظہور ہوگا۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۵ +

گو اس جگہ بلفظ شاید سے ظہور مہدی کا ذکر کیا ہے مگر اسی صفحہ پر ذرہ آگے چل کر شک کے
درجہ سے نکل کر یقین کے مرتبہ پر پہنچکر یوں فرماتے ہیں +

د موئید او ست وجود فتن صغری تا تماہا در عالم
وتسلسل وے در رنگ پارہ ہائے شب تار
وسلک گوہر کہ یکے بعد دیگرے بیفتند وبودن
این صد سیزدہم موقع فتن وآفات کثیرہ عظیمہ
چیزے ست کہ بر زبان کوومہ شہرت دارد تا آنکہ
طفل بودیم پیر زناں را مے شنیدیم کہ میگفتند
حیوانات ازیں مائۃ پناہ خواستہ اند وہر چند
این معنے بعینہ از حدیثے صحیح ثابت نیست
اما ملاحظہ انقلاب عالم تقلب احوال بنی آدم
کہ دریں زمان آخر ست شاہد عدل است

اور اس کی موئید فتن صغری کا وجود ہے جو جہان میں سب
کے سب ظاہر ہو چکے ہیں اور اُن کا سلسلہ برابر تاریک
راتوں کے ٹکڑوں کی رنگت میں یا موتیوں کی لڑی کی طرح
یکے بعد دیگرے برابر جاری وساری ہے اور
اس تیرھویں صدی میں فتنہ ہائے عظیمہ آفات کثیرہ
کے ہونے ایسا ظاہر ہے کہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان
پر اُن کا ذکر ہے۔ ہم جبکہ بچے تھے بوڑھی عورتوں
کو یہ کہتے سنتے تھے کہ اس تیرھویں صدی سے
حیوانوں نے بھی پناہ مانگی ہے اور اگرچہ بعینہ یہ
معنے صحیح حدیث سے ثابت نہیں بلکہ عالم کے

بر آنکہ پیش ازیں رنگِ گیتی باین عنوان نبود شرح این ماجرا طوامیر طویلہ و دفاتر ثقیلہ میخواہد مُشتے نمونہ از خروارے و اندکے از بسیارے در ابوابِ سابقہ جلوہ گر شدہ ما بقی را بران قیاس باید کرد و آنچہ باقی است ہمیں ظہورِ مہدیٔ موعود است

انقلاب اور بنی آدم کے تغیرات کے دیکھنے سے کہ جنکا زمانہ میں وجود پایا جاتا ہے امر مذکور کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے کیونکہ پیشتر ازیں زمانہ کا رنگ اس طرح پر نہیں تھا اس ماجرا کی اگر تشریح کی جائے تو ایک بڑا طومار پیدا ہو جائے اور دفتر کے دفتر لکھے جائیں بطور نمونہ تھوڑا سا سابقہ بابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ باقی کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔ اور جو کچھ باقی ہے بس صرف ظہور مہدی موعود باقی ہے۔ دیکھو حجج الکرامہ فی آثار القیٰمہ صفحہ ۳۹۴

اس میں نواب صاحب موصوف نے صاف اقرار کر دیا ہے کہ کل علامات ظاہر ہو چکی ہیں اب مہدی موعود کی علامت باقی ہے افسوس کہ نواب صاحب دنیا سے انتقال کر گئے ورنہ اگر چند سال اور زندہ رہتے تو اپنی آنکھوں سے زیارت بھی کر لیتے مہدی موعود تو ٹھیک وقت پر آ گئے تھے مگر انہوں نے پہچان کے لئے کافی وقت نہیں پایا۔

۶۔ بعض مشایخ و اہلِ علم اس بات پر متفق ہیں کہ ۱۲۰۰ سال کے بعد یعنے تیرھویں صدی میں مہدی موعود ہوگا ورنہ چودھویں صدی سے بہر نہج تجاوز نہیں ہوگا اور مہدی ضرور ظاہر ہوگا دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴۔

۷۔ کواکب دریہ مصنفہ حکیم محمد حسن امروہی میں لکھا ہے کہ میرے حساب سے مہدی کے عالم میں آنے کی تاریخ عسق کے عدد ہیں جو بحساب شمس ۱۳۰۰ ہوتے ہیں دیکھو صفحہ ۱۵۵ کتاب مذکور اور اُس کی تائید اس کے اس مضمون سے بھی ہوتی ہے کہ ۱۳۱۲ھ ہجری سے چودہ سال بعد چار سلطنتہائے نصاریٰ کا اتحاد ہوگا جن میں ایک روم اٹلی ہوگا اور اُس وقت میں ساڑھے تین سال تک مکاشفات کے مطابق جنگِ عظیم ہوگی جو ملحمہ کبری کرکے ہے اور نصاریٰ کی فتح ہوگی تو امام ہمام مہدی علیہ السلام حسنی مکہ میں مدینہ سے تشریف لائینگے۔ یہ حکیم محمد حسن کے اپنے ذاتی خیالات ہیں مگر اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی چودھویں صدی ہی میں ظہور مہدی یقین کرتے تھے

۸۔ حافظ برخوردار ساکن موضع جٹی ضلع سیالکوٹ اپنے انواع میں جو پنجابی زبان میں ہے عیسیٰ کے نزول کے باب میں یہ شعر لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کی تحقیقات ظہورِ عیسیٰ کے بارہ میں کیسی صحیح اور درست تھی۔ شعر

پچھے اک ہزار دے گزرے ترئیے سال ، عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال
یعنے جب ایک ہزار پر تین سو سال گزر جائینگے تو پھر چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ظہور فرما ہونگے ۔

۹- علامات نشان میں کسی بزرگ کا یہ شعر زبان زدِ خلائق ہے اور بچہ بچہ اس سے واقف ہے شعر

در سنِ غاشی ہجری دو قِران خواہد بود ۔ از پئے مہدی و دجال نشان خواہد بود

غاشی کے اعداد بحساب ابجد ۱۳۱۱ ہوتے ہیں اس شعر میں کسوف و خسوف کی خبر دی گئی
ہے کہ ۱۳۱۱ھ ہجری میں مہدی کے ظہور کے لیے سورج گرہن اور چاند گرہن ہوگا اور یہ سب کو
معلوم ہے کہ اُسی سال میں سورج گرہن اور چاند گرہن بڑی صفائی کے ساتھ واقع ہوئے
یعنے یہ کہ ۱۳۱۱ھ ہجری میں کسوف خسوف ہوا جس نے مہدی کی موجودگی چودھویں صدی میں ظاہر کی

۱۰- قاضی ارتضا علی خان صاحب اپنے رسالہ مہدی نامہ کے دوسرے صفحہ پر تحریر کرتے
ہیں پہلے مہدی موعود آخر الزمان علیہ السلام کے ظاہر ہونے کے کچھ تھوڑے حالات اور علامات سے
واقف ہونا چاہیے جن کا ظہور ہجرت سے بارھویں صدی اور پندرھویں صدی کے درمیان ہوگا
دیکھو صفحہ ۲ مہدی نامہ مذکور۔ اس بزرگ کی تحقیقات سے بھی یہی ثابت ہے کہ مہدی ان دو صدیوں
کے مابین یعنے چودھویں صدی میں ہوگا ۔

۱۱- شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی رئیس المکفرین نے بھی ظہورِ عیسیٰ و مہدی کو چودھویں
صدی میں ہی تسلیم کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں پہلے علما نے بھی چودھویں صدی ظہور عیسیٰ و مہدی
کی ٹھہرائی ہے دیکھو اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۶۱ ۔

۱۲- حدیث الغاشیہ میں لکھا ہے بعض اہل تنجیم لکھتے ہیں کہ اس چودھویں صدی کے
سال ہفتم میں مہدی ظہور کرینگے جو ۱۳۰۷ھ ہجری مطابق ۱۸۸۹ء ہوتے ہیں سو الحمد للہ کہ یہ بات
بھی بالکل درست نکلی کیونکہ ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت اقدس جناب مہدی موعود نے ایک اشتہار بمضمون

۱۳- خواجہ حسن نظامی صاحب دبیر حلقہ نظام المشائخ دہلی اپنی کتاب ظہورِ مہدی نام میں
لکھتے ہیں کہ شیخ سنوسی اور عرب اور شام کے صوفیا اور علما اس بات پر متفق ہیں کہ صدی چودھویں
میں ۱۳۳۰ھ یا ۱۳۳۵ھ یا غالب ۱۳۴۰ھ ہجری تک ضرور ظاہر ہونگے مگر ان لوگوں کے حق میں قرآن کریم
کی آیۃ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ (سورۃ بقرہ) یعنے جب مہدی اُن کے پاس آیا تو ان

نہ پہچانا بلکہ انکار کیا صادق آتی ہے جب یہ تاریخیں ہی گذر جائینگی اور انکا خیالی مہدی نہ آیا تو کیسی ندامت اور حسرت کے ساتھ مایوس ہونگے اور پھر اس پیشگوئی کی نسبت کیا کیا بدظنی کرینگے۔ مگر کیسے خوش نصیب ہیں وہ شخص جنہوں نے مہدی کو پہچانا اور وقت پر مان لیا۔

۱۴۔ مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر وطن اپنے اخبار مئی سنہ ۱۹۱۲ء میں لکھتے ہیں اس وقت عالم اسلام خواہ وہ کسی فرقے اور حیثیت کے ہوں ایک سچے رہبر کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے اور اُس کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ دیکھو پرچہ مورخہ مئی سنہ ۱۹۱۱ء +

۱۵۔ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں حسب ذیل نظم شائع ہوئی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ مہدی کے ظہور کے لئے کیسے ترس رہے ہیں اور کیا کیا التجائیں کرتے ہیں ؎

یا صاحب الزمان بظهورت شتاب کن	۱	عالم از دست رفت تو پا در رکاب کن
ظلمت گرفته عالم و تو چون نشسته	۲	این عرصه را بنور خودت آفتاب کن
یا خاتم الائمه بفریاد ما برس	۳	بهر خدا و جد کبارت صواب کن

ترجمہ

اے صاحب الزمان جلدی ظاہر ہو جہان تو ہاتھ سے گیا تو تیار ہو جا ۱

جہان میں اندھیرا ہو گیا تو کیسے بیٹھا ہے اس میدان جہان کو اپنے نور سے منور کر ۲

اے آخری امام خدا اور اپنے جد بزرگوار کے واسطے سے ہماری فریاد کو پہنچ اور نیکی بجالا + ۳

۱۶۔ رسالہ البرہان ماہ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء میں جو التشیعہ کا ماہواری رسالہ ہے۔ ایک ممتاز الفاضل مولوی نبی بخش نامی بصفحہ ۳۷ مہدی کے آگے عرض کرتے ہوئے کس درد دل سے پکارتے ہیں

شب و روز ہے خلق کو انتظار	دکھا دیجئے جلد عیان اسلام
نہیں تاب ہے اب ہمیں صبر کی	یہ غیبت ہے بار گران اسلام
ہماری دعا ہے یہ صبح و مسا	تمہارا ہو ظاہر نشان اسلام

۱۷۔ مولوی محمد حسن امروہی کا بھی یہی ایمان ہے کہ مہدی موعود و مسیح اس چودھویں صدی میں ظاہر ہونگے اور کہتے ہیں کہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری میں اُن کا ظہور ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی مانتے ہیں کہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری کو وہ پیدا ہو چکے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری اسواسطے قرار دیتے ہیں کہ مہدی کی عمر وقت ظہور ۴۰ برس ہونی چاہئے اور وہ ستاروں کے ٹوٹنے کی رات سے یعنے سنہ ۱۲۸۹ھ

ہے وہ اُن کی تاریخ تولید قرار دیتے ہیں یہ انکا قیاس غلط ہے کوئی دلیل اُن کے پاس موجود نہیں ہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُسی وقت یعنی ۱۲۹۰ ہجری میں حضرت مرزا صاحب کی عمر عین شباب کی تھی یعنے ۴۰ برس اور یہ وہ عمر ہے جس میں اُن کو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ اور الہام شروع ہو گئے تھے یہاں مراد اُس تولد سے ہے جو روحانی ہوتا ہے یعنے ایک نئی حیات ملی جب سے مکالمہ الٰہی کے قابل ہو گئے اور نیز تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ مہدی سر صدی پر آئیگا اُن کے قول کے مطابق صدی کے ۴۰ سال گزرنے کے بعد مسیح آئیگا جو صدی کا سر نہیں کہلا سکتا دیکھو تلخیص التواریخ صفحہ ۲۰

تحریراتِ نصاریٰ سے اس امر کا ثبوت کہ مسیح کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا

۱- اب ہم ذیل میں دکھاتے ہیں کہ یہ خیال صرف مسلمانوں کا ہی نہیں خود عیسائیوں کا بھی عقیدہ ہے کہ مسیح کے نزول کا یہی زمانہ مقرر ہے چنانچہ جب یکم ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۲۸ شوال ۱۳۰۰ ہجری سے لیکر کئی ماہ تک صبح و شام مشرق و مغرب کے کناروں پر آسمان پر سُرخی نمودار ہوئی تو ایک گروہ امریکہ نے کہہ دیا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علامت ہے چنانچہ یہ جماعت امریکہ سے ایلیا کو بانتظارِ مسیح چلی گئی دیکھو حدیث الغاشیہ صفحہ ۳۰۷

۲- لنڈن کی اخبار ٹٹ بٹ نام میں جو ایک انگریزی اخبار ہے بیسویں صدی کا انجام بطور سرخی دیکر لکھا ہے کہ اسی چودھویں صدی کی نسبت بعض شخصوں کی پیشگوئیاں درج ہیں گو وہ اپنی صدی کی نسبت بیان کرتے ہیں لیکن صدی عیسوی و صدی ہجری میں چنداں فرق نہیں صرف ۸۰ برس کا فرق ہے بہر حال زمانہ مطابق ہے چنانچہ وہ اخبار لکھتا ہے کہ ۱۱۰ برس ہوئے ہیں کہ آرک بشپ آف مینس نے جو فرانس کا رہنے والا تھا یہ پیشگوئی کی تھی کہ جنگ ہونگے اور جب اُن جنگوں کا خاتمہ ہوگا تو فرانس کے بادشاہوں کی نسل میں سے ایک بادشاہ تمام سلطنت روما قدیم پر حکمران ہو جائیگا اور وہ بالآخر شان و شوکت کی سلطنت کرنے کے بعد یروشلیم میں جائیگا اور اپنا تاج و عصائے سلطنت پہاڑ زیتون پر ڈالدیگا اور اس طرح روما کی سلطنت اور عیسائیت کا خاتمہ ہو جائیگا دیکھو انگریزی اخبار ٹٹ بٹ لنڈن ۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۲۶۵ جنگیں تو شروع

ہی ہیں اور مذہب عیسوی کے خاتمہ کے دن بھی نظر آرہے ہیں +

۳۔ سینٹ فرانسیس ڈی پال نے ۱۴۶۹ء میں اس بیسویں صدی کی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی تمام دُنیا میں صرف ایک ہی بڑا دینی رہنما اور خلیفہ ہوگا تمام بادشاہ اور شاہزادے اسی کے تحت میں ہو جائینگے اور وہ سب کے سب اولیاء اللہ ہونگے اور اُسوقت ایک آخری سلسلہ مذہب قائم ہوگا دیکھو انگریزی اخبار ٹٹ بٹ لنڈن مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۶۹ گو ان کی مراد مذہب کے سلسلہ سے کچھ ہی ہو لیکن اتنا صاف مترشح ہوتا ہے کہ بیسویں صدی عیسوی مطابق چودھویں صدی ہجری میں ایک بڑا مذہبی انقلاب ہوگا اور یہی اسلامی اعتقاد ہے سو اس کا ظہور ہو چلا ہے +

۴۔ ہر نگلو رئیس اپیرنگ نام کتاب مطبوعہ لنڈن میں یہ لکھا ہے اب عنقریب دنیا میں ایک نہایت عظیم الشان واقعہ ہونیوالا ہے چاروں طرف سے اسکے واسطے نشان جمع ہو رہے ہیں ایسے نشان کہ زمانہ نے اس قسم کے پہلے کبھی نہیں دیکھے اور نہ دنیا کی تواریخ میں اس کی مثال ملتی ہے اور نہ کلیسا کی تواریخ میں اس واقعہ عظیم کے وقوع پر دنیا اور مذہب ہر دو میں ایک تغیر عظیم پیدا ہوگا وہ واقعہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے دوبارہ آنے کا ہے جو قوت اور جلال کے ساتھ ہوگا +

۵۔ رسالہ کرائسٹس سیکنڈ کمنگ صفحہ ۱۵ مطبوعہ لنڈن میں یوں لکھا ہے کیا کوئی عقل والا اس بات میں شک کرسکتا ہے کہ یہ نشانات بلا ریب یقیناً اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ اب انجام آپہونچا

۶۔ رسالہ دی کمنگ آف دی لارڈ صفحہ ۱ مطبوعہ لنڈن میں مسیح کے آمد ثانی کی نسبت یوں لکھا ہے نشانات پورے ہو گئے وہ نسل دُنیا میں موجود ہو گئی ہے جس کے وقت میں مسیح نے آنا تھا کیسے شان اور شوکت اور جلال کے وقت آتا ہے +

۷۔ اخبار فری تھنکر لنڈن مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء میں لکھتا ہے عام انتخاب ممبران پارلیمنٹ کے وقت ایک سبنٹ سے جو سلنگٹن کا باشندہ ہے ووٹ دینے کے لئے کہا گیا تو اُس نے سنجیدگی سے کہا کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے قیامت کا دن یعنے مسیح کے دوبارہ آنے کا دن آنیوالا ہے اس لئے یہ تمام باتیں بے سود ہیں +

ششم ثبوت از تحریرات ہندوان کہ کلکی اوتار اس صدی میں ظہور کرینگے

۱۔ ہندوؤں کا بھی اس بارہ میں اتفاق ہے چنانچہ چند سال ہوئے ہیں وہ اخباروں میں شائع

کر چکے ہیں کہ گویا اس صدی ہجری میں گنگا بے برکت ہو جائیگی جس سے مراد صریح یہی پائی جاتی ہے
کہ شمالی ہند میں ایک زبردست شخص پیدا ہوگا جو مذہبوں پر حملہ کرکے تمام مذاہب ہنود کو باطل
کریگا سو جلسہ اعظم تحقیق مذاہب میں اسکا پورا پورا رنگ دکھلائی دیتا ہے +

۱- گجراتی اخبار سانجھ ورتمان لکھتا ہے کہ یہ افواہ نہایت زور شور سے پھیل رہی ہے کہ کچھ
عرصہ کے بعد پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے- انگلینڈ میں ایک سوسائٹی قائم کی گئی ہے جس میں ۵۸
ممبر انگلستان میں ۱۴۱۳ ہندوستان میں اور ۱۷۳ ممبر دیگر ممالک میں ہیں کل تین ہزار ممبر پیغمبر
موصوف کے لئے خیر مقدم کرنے کو آمادہ اور اُسکے پیرو بننے کو مستعد ہیں- دیکھو اخبار مذکور سنہ واقعہ

تئیسویں فصل

اس بارہ میں کہ مہدی اور مسیح کی تکذیب کرنا کفر ہے

گذشتہ فصلوں میں بخوبی ظاہر ہو چکا ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے جو آخری زمانہ میں
آنیوالا تھا جس کی آمد کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی قسمیں کھا کھا کر فرمایا
تھا کہ ضرور ضرور آئیگا اور تم لوگوں کو ضرور ماننا ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قسمیں کھا کر
تاکید کرنا ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ اُس کا آنا ایسی صورت میں ہوگا جس سے انکو اشتباہ پیدا ہوگا
اور وہ اسی واسطے تکذیب پر تل جائینگے- اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسمیں
کھا کر بتا دیا کہ اُس کا ماننا اشد ضروری ہے- چنانچہ بخاری شریف میں حدیث ہے +

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ اِبْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْحَرْبَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ +	قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابن مریم تم میں حکم عدل ہو کر ضرور ضرور آئیگا صلیب کا بطلان کرکے اسکو توڑ دیگا اور خنزیر خصلت انسانوں کو ہلاک کریگا اور اُس جہاد کو

اُٹھا دیگا جس میں تو پ و تفنگ یا تلوار و نیزہ کا استعمال ہوتا ہے- دیکھو بخاری صفحہ ۴۹۰ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی
اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح و مہدی کا ماننا اشد ضروری ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا قسمیں کھا کر تاکید کرنا عبث ہے پس جو لوگ کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب مسیح بھی ہوں تو ہمارا اُنکو ماننا ضروری نہیں ہے اُن کو سوچنا چاہیے کہ اگر ضروری نہیں تھا تو پھر وہ ذات بابرکات فخر موجودات فدیت بابی وامی وہ اتنی تاکید کیوں فرماتے اور کیوں قسمیں کھاتے جو فخر کرتے ہیں کہ اُعطیتُ جوامعُ الکلم۔ دوم اُس کے نہ ماننے پر وعید فرمایا ہو اُس کا مکذب کافر ہے۔

چنانچہ نواب صدیق حسن خان حجج الکرامہ میں حدیث ذیل لکھتے ہیں

وَ اَبُو بَکرِ بنِ اَبِی خَیثمہ اسکاف چنانکہ سہیلی از وے نقل کردہ در باب توغل نمودہ بر فوائد الاخبار بسندِ خود از مالک بن انس از محمد بن منکدر از جابر آوردہ کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کَذَّبَ بِالْمَہْدِیِّ فَقَدْ کَفَرَ وَمَنْ کَذَّبَ بِالدَّجَّالِ فَقَدْ کَذَّبَ +	اور ابو بکر بن ابی خیثمہ اسکاف نے جیسا کہ سہیلی نے اُس سے نقل کی ہے اِس بارہ میں فکر کر کے فوائد الاخبار میں اپنی سند سے مالک بن انس۔ محمد بن منکدر اور جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مہدی کی تکذیب کریگا وہ ضرور ضرور کافر ہو جائیگا اور جو دجال کی تکذیب کریگا اس نے سچی تکذیب کی۔ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۱ +

اب اِس حدیث سے صاف واضح ہو گیا کہ مہدی و مسیح پر ایمان لانا ازبس ضروری ہے بصورت تکذیب کفر کا ڈر ہے۔ اب سوچنے والے سوچیں اور عقل رکھنے والے غور کریں +

چوبیسویں فصل اِس بارہ میں کہ حضرت مرزا صاحب کا مذہب کیا ہے

جب ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جس قدر احادیث ظہور مہدی و مسیح موعود کی نسبت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہیں وہ قریباً سب کی سب ظاہر ہو چکی ہیں اور نیز اولیاء زمانہ اور عوام نے بھی اپنے الہاموں اور رویاء صادقہ کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود و امام مہدی ہونے کی تصدیق کر دی ہے تو اب اس امر کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت موصوف کا کیا مذہب ہے آیا شریعت اسلامی میں انہوں نے کچھ کمی بیشی اور تنسیخ و ترمیم جائز رکھی ہے یا اسی شریعت غراکی پیروی کرتے ہیں جو فخر رسل و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا پر چھوڑ گئے ہیں سو ہم اس امر کی صفائی کے لئے انہی کی تحریر بہ ذیل میں درج کرتے ہیں جو انہوں نے لکھنے کی چھوٹ علانیہ دنیا میں چھاپ کر شائع کی ہیں وہ لکھتے ہیں +

ہمارا مذہب

ز عشاقِ فرقان و پیغمبریم + بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا
اعتقاد جو ہم اِس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اِس
عالم گزران سے کوچ کرینگے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولینا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ
سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ
اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اُس کی
شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی
ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا کہ جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک
حکم کی تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین
سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اِس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی
بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست
کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اُس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی
مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل
کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے
ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرفِ صحبتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل
منازلِ سلوک کر چکے ہیں اُن کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل
ہوں بطورِ ظل کے واقع ہیں اور اُن میں بعض ایسی جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح سے
حاصل نہیں ہو سکتے غرض ہمارا اُن تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں
اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے اور تمام محدثات اور بدعات کو
ہم ایک واشگاف ضلالت اور جہنم تک پہنچانے والی راہ یقین رکھتے ہیں مگر افسوس کہ ہماری قوم میں
ایسے لوگ بہت ہیں جو بعض حقائق اور معارفِ قرآنیہ اور دقائقِ آثارِ نبویہ کو جو اپنے وقت پر

بذریعہ کشف والہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں محدثات اور بدعات ہی میں داخل کر لیتے ہیں
حالانکہ معارف مخفیہ قرآن وحدیث ہمیشہ اہل کشف پر کھلتے رہے ہیں اور علماء وقت اُن کو
قبول کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا الہام
ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات
سربستہ قرانیہ کی کوئی تفسیر کرے تو بنظر انکار واستہزا اُسکو دیکھتے ہیں حالانکہ صحاح میں ہمیشہ
یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کے لئے ظہر اور بطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت
تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے مُنہہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کشوف والہامات
اولیاء کو حدیث صحیح کے قایم مقام سمجھتے رہے ہیں دیکھو ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۳ الخ انتہیٰ ۱۳۹

یہ مذہب ہے جو حضرت مرزا صاحب نے کتاب ازالہ اوہام میں درج کیا ہے لیکن تف ہے
اُن علماء پر کہ ایسا عقیدہ سُنکر بھی تکذیب اور تکفیر کرتے ہیں کیا یہ اعتقاد اُن کا منافقانہ ہے کیا
کبھی اس کے برخلاف بھی اُن کو کہتے ہوئے سُنا ہے ہم نے تو ہر تقریر میں ہر تحریر میں اسی
اعتقاد کے مطابق پایا ہے ہم اس کے ثبوت میں بطور نمونہ ایک اور اشتہار سے جو شہر دہلی میں
۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو اُسی وقت دیا تھا جبکہ مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی سے بحث کرنے
کے لئے تشریف لے گئے تھے بطور خلاصہ نقل کرتے ہیں اور وہ یوں ہے +

مضمون اشتہار مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء

اے اخوان مومنین۔ اے برادران سکنۂ دہلی ومتوطنان این سرزمین۔ بعد سلام مسنون ودعائے
درویشانہ آپ سب صاحبوں پر واضح ہو کہ اسوقت یہ حقیر غریب الوطن چند ہفتہ کے لئے آپ کے
اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سُنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ
الزام مشہور کرتے ہیں۔ کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے ملائک کا منکر۔ بہشت و دوزخ کا انکاری اور
ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے لہذا میں اظہاراً
للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے میں
نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل
ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں

جو قرآن اور حدیث کے رو سے مسلّم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین
کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے
کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم پر ختم ہوئی اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ
وَاٰمَنْتُ بِکِتَابِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الْقُرْاٰنِ الْکَرِیْمِ وَاتَّبَعْتُ اَفْضَلَ رُسُلِ اللّٰہِ وَخَاتَمَ
اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا یَعْلَمُ
غَیْرُکَ وَاَنْتَ خَیْرُ الشَّاھِدِیْنَ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم
وسمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقاید کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی
مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان
کہلانے لگتا ہے میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں
درج ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے
تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوۃ سے مشابہ ہے ایسا ہی میری
روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے غرض
میں ایک مسلمان ہوں اَیُّھَا الْمُسْلِمُوْنَ اَنَا مِنْکُمْ وَاِمَامُکُمْ بِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی +

یہ ہے مذہب جو انہوں نے دہلی جیسے شہر میں شائع کیا تھا ایسا شخص کیونکر خدا تعالیٰ کا
مقرب اور خدا تعالیٰ کا پیارا نہیں ہو سکتا اور کیونکر مفتری اور کاذب اور کافر قرار پا سکتا ہے
فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار۔ اس کے علاوہ قریباً تمام کتب مصنفہ خود میں اپنے عقیدہ کو
ظاہر فرمایا ہے یہاں نقل کرنے کی ضرورت نہیں +

الہام ربانی کے بارہ میں حضرت مرزا صاحب کا مذہب

معلوم رہے کہ تحقیق وجود الہام ربانی کے لئے کہ جو خاص خدا تعالیٰ کی طرف سے
نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے ایک اونچا راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا
تعالیٰ امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی
طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں جن کا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی

کے اختیار میں نہیں اور خدا تعالیٰ اس پاک الہام کو انہیں ایمانداروں کو عطا کرتا ہے کہ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور صدق اور اخلاص سے اُس پر عمل کرتے ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبروں سے افضل و اعلےٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتے ہیں۔ دوسروں کو یعنے یہودیوں۔ عیسائیوں۔ آریوں۔ برہموؤں وغیرہ کو یہ الہام ہرگز نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے لیکن یہ وہ الہام کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے با اخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا اور یہ الہام وحی رسالت پر ایک عظیم الشان ثبوت ہے جس کے سامنے ہر ایک منکر و مخالف اسلام ذلیل اور رسوا ہے اور چونکہ یہ مبارک الہام اپنی برکت اور عزت اور عظمت اور جلال کے ساتھ صرف اُن عزت دار بندوں میں پایا جاتا ہے کہ جو امت محمدیہ میں داخل ہیں اور خدام آنحضرت والاجاہ ہیں دوسرے کسی فرقہ میں یہ نور کامل کہ جو تقرب اور قبولیت اور خوشنودی حضرت عزت کی بشارتیں بخشتا ہے ہرگز پایا نہیں جاتا اس لئے وجود اس مبارک الہام کا صرف نفس الہام کی حقانیت کو ثابت نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ دنیا میں مقبول اور مستقیم دین پر جو فرقہ ہے وہ فقط اہل اسلام ہی کا فرقہ ہے اور باقی سب لوگ باطل پرست اور کجرو اور مورد غضب الٰہی ہیں۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱ حاشیہ نمبر ۱۱

اے علماء کرام اس عقیدہ کو سنکے بھی پھر کیونکر آپ حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہیں کیا یہ عقیدہ اسلام کے برخلاف ہے۔ خدا کے لئے غور کرو اور مخالفت سے باز جاؤ ورنہ خدا تعالیٰ کے غضب سے تم کسی طرح بچ نہیں سکتے +

قرآن کریم کے متعلق حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کا عقیدہ

قرآن شریف کی طرف دیکھنا چاہیئے کہ کیسی پاک تاثیریں رکھتا ہے لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کے انوار اور الہام اُن کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات اُن کے منہ سے نکلتے ہیں ایک قوی توکل اُن کو عطا ہوتا ہے اور ایک محکم یقین اُن کو

دیا جاتا ہے۔ اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے اُن کے دلوں میں
رکھی جاتی ہے اگر اُن کے وجودوں کو مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دیکر نچوڑا
جائے تو اُن کا عرق بجز حب الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا اُن سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر
اور بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات اُن سے خارق عادت ہیں۔ انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے
انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ اُن کی سنتا ہے جب وہ پکارتے
ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ اُن کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ
باپوں سے زیادہ اُن سے پیار کرتا ہے اور اُن کے در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے
پس وہ اُس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں
اور وہ ہر ایک میدان میں اُن کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اُس کے اور وہ اُن کا ہے۔ ہم اس جگہ
یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کسی دوسرے دین میں یہ برکتیں ہرگز نہیں۔ وید نے اگر آریوں کے
دلوں پر کچھ اثر ڈالا ہے تو وہ صرف گالیاں اور دشنام دہی ہے۔ تمام مقدسوں کو فریبی کہنا
سب پاک نبیوں کا نام مکار رکھنا۔ دنیا بھر کے برگزیدوں کو بجز اپنے تین چار وید کے رشیوں
نامعلوم الوجود کے جھوٹا اور دغاباز اور ٹھگ قرار دینا انہیں لوگوں کا کام ہے۔ کیا ان لوگوں کے
منہ سے بجز بدظنیوں اور بدزبانیوں کے کبھی کچھ اور معارف الٰہی کے نکات بھی نکلے ہیں؟ کیا
بجز گندی باتوں اور ناکارہ خیالات یا تحقیر اور توہین اور ٹھٹھے اور ہنسی اور پر شرارت اور بدبودار
لفظوں کے کبھی کوئی دقیق بھید معرفت الٰہی کا بھی اُن کی زبان سے سنا گیا ہے؟ کیا ان کے دل
سے کبھی کوئی صفائی کا قطرہ بھی مترشح ہوا ہے؟ یا انہوں نے باطنی پاکیزگی میں کچھ ترقی کی ہے
ہرگز نہیں سو جو کچھ وید کا اثر ہے سو ظاہر ہے حاجت بیان نہیں۔ دیکھو سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱

اسلام کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ

پہلے نبی ایک ایک قوم کے لئے آیا کرتے تھے اور اسی قدر سکھلایا کرتے تھے جو اُس قوم کی استعداد
کے اندازہ کے موافق ہوا اور جن تعلیموں کی وہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ تعلیمیں اسلام کی
اُن کو نہیں بتلاتے تھے۔ اس لئے اُن لوگوں کا اسلام ناقص رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن دینوں میں سے
سے کسی دین کا نام اسلام نہیں رکھا گیا مگر یہ دین جو ہمارے پاک نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

معرفت دنیا میں آیا اُس میں تمام دنیا کی اصلاح منظور تھی اور تمام استعدادوں کے موافق تعلیم دینا مدنظر تھا۔ اسی لئے یہ دین تمام دینوں کی نسبت اکمل اور اتم ہوا اور اسی کا نام بالخصوصیت اسلام رکھا گیا اور اسی دین کو خدا نے کامل کیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یعنے آج میں نے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا اور بعد میں راضی ہوا کہ تمہارا دین اسلام ہو قرآن کو تمام دنیا کی کامل اصلاح مدنظر تھی جن میں عوام بھی تھے اور خواص بھی تھے۔ اور حکما اور فلاسفر بھی۔ اس لئے انسانیت کے تمام قویٰ پر قرآن نے بحث کی۔ اور یہ چاہا کہ انسان کی ساری قوتیں خداتعالیٰ کی راہ میں فدا ہوں اور یہ اس لئے ہوا کہ قرآن کا مدنظر انسان کی تمام استعدادیں تھیں اور ہر ایک استعداد کی اصلاح منظور تھی اور اسی وجہ سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھیرے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر وہ تمام کام پورا ہو گیا۔ جو پہلے اس سے کسی نبی کے ہاتھ پر پورا نہیں ہوا تھا۔ دیکھو ست بچن مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان صفحہ ۴۹ لغایت ۱۵۲ +

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ

جزء اخلاقِ فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسےٰ سے ہزارہا درجہ بڑھکر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تمام اُن اخلاقِ فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ یعنے تو ایک خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائی کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ وشمائلِ حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاقِ کاملہ تامہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھکر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ دیکھو

براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۸ حاشیہ نمبر ۳+

علاوہ اس کے نظم ذیل اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ووافی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظمت وعلوشان اور کس قدر محبت اور پیار ہے+

نظم

در دلم جوشد ثنائے سرورے ۔ آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل ۔ آنکہ روحش واصلِ آن دلبرے
آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است ۔ ہمچو طفلے پروریدہ در برے
آنکہ در بر و کرم بحرِ عظیم ۔ آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے
آنکہ در جُود و سخا ابرِ بہار ۔ آنکہ در فیض و عطا یک خاورے
آن رحیم و رحم حق را آیتے ۔ آن کریم و جودِ حق را مظہرے
آن رخِ فرخ کہ یک دیدارِ او ۔ زشت رو را میکند خوش منظرے
آن مئے روشن کہ روشن کردہ است ۔ صد درونِ تیرہ را چوں اخترے
آن مبارک پے کہ آمد ذاتِ او ۔ رحمتے زان ذاتِ عالم پرورے
احمدِ آخر زمان کز نورِ او ۔ شد دلِ مردم زخور تابان ترے
از بنی آدم فزون در جمال ۔ وز لآلی پاک تر در گوہرے
بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ ۔ در دلش پُر از معارف کوثرے
بہرِ حق دامان ز غیرش برفشاند ۔ ثانئے او نیست در بحر و برے
پہلوانِ حضرتِ ربِ جلیل ۔ بر میان بستہ ز شوکت خنجرے
تیرِ او تیزی بہر میدان نمود ۔ تیغِ او ہر جا نمودہ جوہرے
کرد ثابت بر جہان عجزِ بتاں ۔ وانمودہ زورِ آن یک قادرے
تا نماند بے خبر از زورِ حق ۔ بت ستا و بت پرست و بُت گرے
عاشقِ صدق و سداد و راستی ۔ دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے
خواجۂ و سرتاجزاں را بندۂ ۔ بادشاہ و بیکساں را چاکرے

آن ترحمہا کہ خلق از وے بدید — کس ندیدہ در جہاں از مادرے

روشنی از وے بہر قومے رسید — نورِ او رخشید بر ہر کشورے

آیتے رحماں برائے ہر بصیر — حجتِ حق بہر ہر دیدہ ورے

ناتواناں را برحمت دستگیر — خستہ جاناں را بشفقت غمخورے

حسنِ رویش بہ ز ماہ و آفتاب — خاکِ کویش بہ ز مشک و عنبرے

یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں — گر فتد کس را بر آن خوش پیکرے

ہر کہ بے او زد قدم در بحرِ دین — گردد اورا اول قدم گم معبرے

امّی و در علم و حکمت بے نظیر — زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم — جوہرِ انساں کہ بود آن مضمرے

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال — لاجرم شد ختمِ ہر پیغمبرے

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں — رہبرے ہر اسود و ہر احمرے

مجمع البحرینِ علم و معرفت — جامع الاسمینِ ابر و خاورے

نے بعلمش کس رسید و نے بزور — در شکستہ کبرِ ہر متکبرے

سالکاں را نیست غیر از وے امام — رہرواں را نیست جز وے رہبرے

منکر از حسنش ہمے دارم خبر — جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

چشمِ من بسیار گردید و ندید — چشمۂ چوں دینِ او صافی ترے

اے صبا بر وے سلامِ ما رساں — ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے

ہر رسولے آفتابِ صدق بود — ہر رسولے بود مہرِ انورے

ہر کہ شکرِ بعثِ شاں نارد بجا — ہست او آلائے حق را کافرے

اول آدم آخرِ شاں احمد است — اے خنک آنکس کہ بیند آخرے

انبیا روشن گہر ہستند لیک — ہست احمد زاں ہمہ روشن ترے

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم — ہمچو خاک افتادہ بر درے

ہر رسولے کو طریقِ حق نمود — جانِ ما قرباں براں حق پرورے

اے خداوندم بنامِ مصطفیٰ	کش شدی در ہر مقامے ناصرے
دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم	در مہم باشش یار و یاورے
تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من	ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

دیکھو براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ۱لغایت ۱۶

دوسری جگہ یوں فرمایا ہے

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنے انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں بھی نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنے انسانِ کامل میں جس کا اتم و اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیا سید الاحیار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اُس انسان کو دیا گیا۔ دیکھو آئینہ کمالاتِ اسلام مصنفہ حضرت مرزا صاحب صفحہ ۱۶۰

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں +

وہ انسان جو سب سے زیادہ بزرگ اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث و حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی ایک عالم کا عالم مرا ہوا اُس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح ابن مریم اور ملاکی اور یحیےٰ و غیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے یہ اُسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

دیکھو اتمام الحجہ مطبوعہ گلزار محمدی پریس لاہور ۱۳۱۱ ہجری صفحہ ۲۸

پچیسویں فصل

اِس بارہ میں کہ حضرت مرزا صاحب نے کیا تعلیم آکر دی ہی

جب فصل ماسبق میں ثابت ہوگیا کہ جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہی مذہب ہے جو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں قایم کر گئے ہیں اور جس پر تمام اولیاء و اتقیاء اب تک چلتے آئے ہیں تو اب اس فصل میں دکھانا چاہتے ہیں کہ آیا جو تعلیم اُنہوں نے اپنے مریدین کو دی ہے آیا وہ کس قسم کی ہے چونکہ اُن کی تعلیم متفرق طور سے مختلف کتابوں وغیرہ میں ہے اس لئے اُن کی کتابوں کے مطالعہ کرنے والوں کو اس امر سے بخوبی آگاہی ہے لیکن ہم متفرق مقامات کو نقل کرنے کے بجائے ایک ہی اشتہار کی نقل پیش کر دیتے ہیں جو اُن کی تعلیم کا لب لباب ہے اور جو ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء کو شائع کیا گیا تھا اور وہ حسب ذیل ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار +

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اُس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے وہ پنج وقت نماز جماعت کے پابند ہوں وہ جھوٹ نہ بولیں اور کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرایم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور میں غریب دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ اُن کے

مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں بصدقِ دل اُس کے وفادار تابعدار رہیں اور تمام انسانوں کی ہمدردی اُن کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور اتلافِ حقوق۔ بےجا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمدورفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیرخواہ نہیں ہے یا حقوقِ عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اُس کی نسبت ناحق اور بیوجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں وہ آسکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے +

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں پر کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جاویں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ایسے ہی ٹھہرو گے جیسے کہ وہ ہیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے

نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھیرو سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت
اور فتنہ انگیزی و بدنفسی کا نمونہ ہے جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری
اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے
کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مریگا کیونکہ اُس
نیک راہ کو اختیار نہ کیا سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز
بن جاؤ تم پنج وقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج
ہے وہ اِس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکیگا +

چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری ہوں اور تمہاری آنکھیں
بدی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو میرے
دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی
قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائینگے میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی
ملکر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اُس
کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے لہذا ہم
پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنینگے کہ وہ خدا تعالیٰ کے
فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم
کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائیگا اور پھر وہ ہمارے
ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکیگا +

یہ ہے نمونہ تعلیم جو اس بزرگ امام نے ایسے پُرآشوب زمانہ میں جاری کی جبکہ فسق
فجور اور بددیانتی اور مردم آزاری کا گرم بازار تھا اور اہل دنیا طرح طرح کی معاصی اور معائب میں
مبتلا و گرفتار تھے اور آخر اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کثیر التعداد آدمی ان تمام جرائم و معاصی سے
تائب ہو کر ایک پاک دل اور نیک مزاج جماعت بن گئی ہے اور اُن کے بشروں سے رشد اور
سعادت کے آثار نمودار ہو رہے ہیں حلم اور بردباری اور ہمدردی بنی نوع اُن کی عادت
بن رہی ہے خود غرضی خود پسندی کی بد عادات اُن سے کنارہ کش ہو رہی ہے اور عنقریب
ایک کامل جماعت اتقیاء و اصفیاء کی دنیا پر آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتی ہوئی دکھلائی دیگی

چھبیسویں فصل

اس باب میں کہ گورنمنٹ کے متعلق کیا تعلیم دی ہے

گورنمنٹ کی وفاداری اور تابعداری کے لئے کوئی کتاب اور کوئی رسالہ نہیں جن میں حضرت مرزا صاحب نے ہدایت نہ کی ہو۔ مگر ہم نمونہ کے طور پر صرف ایک دو ہی اشتہار پر اکتفا کرتے ہیں جن سے آنحضرت کا گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت مافی الضمیر کا پورا پتہ چلتا ہے وہ اشتہار حسب ذیل ہیں

اول اشتہار واجب الاظہار

میں اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہیں نہائت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ سرکار انگریزی کی سچی خیرخواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیزگار اور صالح اور بے شر انسان بنکر پاک زندگی کا نمونہ دکھلائیں۔ اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو یا بیجا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اُسکو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر متصور ہوگا اور مجھ سے اُس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہیگا۔ دیکھو آج میں کھلے کھلے لفظوں میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریقوں سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں۔ اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کرینگے۔ مگر یاد رہے کہ جو شخص ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے +

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں +

اوّل - یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اُس کی عبادت اور طاعت میں مشغول رہنا اُس کی عظمت کو دل میں بٹھانا اور اُس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اُس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اُس کو واحد لاشریک جاننا اور اُس کے لئے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اُس کا مرتبہ نہ دینا اور درحقیقت اُس کو تمام روحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔

دوم - یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم از کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔

سوم - یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنے گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اُس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اُس کو تشویش میں ڈالیں۔

یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی حافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہئے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔ سو اے دوستو! اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جسکے ہم ماتحت ہیں یعنے گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقض امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا۔ فقط المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۹ء مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان صفحہ ۱۲ لغایت ۱۶۔

دوم - اشتہار بنام جماعت

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت

اور مریدی کا رکھنے میں سے اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جاویں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے وہ پنج وقت نماز جماعت کے پابند ہوں وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے گورنمنٹ برطانیہ جسکے زیر سایہ اُن کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں بصدق دل اُس کے وفادار اور تابعدار ہیں۔ اور تمام انسانوں کی ہمدردی اُن کا اصول ہو۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں۔ اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلافِ حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمدورفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں۔ یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوقِ عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔ اور یا ظالم طبع یا شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اُس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہیے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہونگے۔

یہ وہ امور اور شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔ اور چاہیے کہ تمہاری مجلسوں میں

کوئی ناپاکی اور ہنسی اور ٹھٹھے کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو
اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر
کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو۔ اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ اور جذباتِ
نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق
سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم
ستائے جاؤ یا گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے الفاظ کہے جائیں تو
ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو۔ ورنہ تم بھی ایسا ہی ٹھہرو گے
جیسے کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے
لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی
اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری
اور حلم۔ نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے
کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔ اور یقیناً وہ بدبختی میں مریگا کیونکہ اس نے
نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن
جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس
نصیحت پر قائم نہیں رہ سکیگا۔ چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم
سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی
خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی ملا رہے
جس کے حالات مشتبہ ہوں۔ یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔ یا اس کی
طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو۔ یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہذا
ہم پر واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنینگے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرض
کو عمداً ضائع کرتا ہے یا ہنسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس
میں ہے تو فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا کریں۔ اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے
دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکیگا۔ مورخہ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان

ستائیسویں فصل

اِس باب میں کہ حضرت مرزا صاحب کی صحبت میں کیا تاثیر ہے

دُنیا میں جب غور کرتے ہیں اور تاریخ عالم کی ورق گردانی کرتے ہیں تو یہ امر بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ ایسے جو فروش گندم نما مکار اور شقی آدمی بہت ہوئے ہیں کہ بظاہر عمدہ عمدہ تعلیمیں کرتے اور مذہب بھی اپنا راستبازوں کا مذہب ظاہر کرتے رہے ہیں اور اُن کی ظاہری علامات کو دیکھکر لوگ اُن کے گرویدہ بھی ہو جاتے رہے ہیں لیکن ان میں وہ صداقت اور نور نہیں ہوتا تھا جو مُردہ دلوں کو تازگی اور راحت بخشتا ہو جس سے انسان صراطِ مستقیم پر چلکر ابدی زندگی کا وارث ہو سکے بلکہ اُن کے اعمال خلافِ شرع ہوتے ہیں مگر اس امام ہمام کی تعلیم اس قسم کی چھچھڑی نہیں بلکہ فی الحقیقت وہ اُس نور سے مملو ہے جو راستبازوں اور خدا کے رسولوں کو آسمان سے عطا ہوتا ہے اور جس کا پرتوہ آسپاس کے لوگوں اور ارادتمندوں پر پڑکر ایک عجیب اثر ڈالتا ہے اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کی طبائع میں فطرتاً گناہوں سے نفرت اور بد افعال سے کنارہ کشی اُن کی عادت ہو جاتی ہے مگر صرف اُنہی لوگوں پر اُس نور کا اثر پڑتا ہے جو فطرتِ قابلہ رکھتے ہوں اور بغیر فطرتِ قابلہ کے وہ کسی طور سے نور کے پرتوہ سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم اِس جسمانی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ آفتاب ایک بڑا تیز روشن اجرام سماویہ میں سے ہے اس کی روشنی اور اس کے شعاعوں سے وہی آنکھیں مستفید ہو سکتی ہیں جو فطرتاً بینائی کا مادہ رکھتی ہوں مثلاً اگر کوئی مادرزاد اندھا کہے کہ مجھے تو آفتاب کی روشنی سے کچھ نور نہیں ملتا میں کیونکر جانوں کہ آفتاب روشن ہے تو اس کا یہ بات کہنا اُس کی حماقت کی دلیل ہوگی کیونکہ جب اُس کی آنکھوں میں روشنی قبول کرنے کا مادہ ہی نہیں تو آفتاب کا کیا قصور ہے وہ تو تمام عالم کو یکساں اپنی شعاعوں سے منور کر رہا ہے جب خود ہی کسی کی آنکھیں نہ ہوں یا اگر ہوں

تو اپنی کوٹھری کا دروازہ بند کر کے یا کسی تنگ و تاریک غار میں چھپ کر بیٹھے تو آفتاب کا اس میں [illegible] ہے اسی طرح جو لوگ روحانی نور کے حاصل کرنے کی فطرتِ قابلہ نہیں رکھتے اور اگر رکھتے ہیں تو دل سے اُس نور کے انوار سے مستفیض ہونا نہیں چاہتے وہ کیونکر روحانی انوار سے بہرہ یاب ہو سکتے ہیں سنت اللہ تو کسی صورت میں بدل نہیں سکتی وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا اس کی شاہدِ ناطق ہے پس ہر حالت میں فطرتِ قابلہ کا ہونا شرط ہے بعض ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ کسی بزرگ کی صحبت میں مدتوں رہتے مگر اُن کے اخلاق میں بہت تھوڑی تبدیلی ہوتی ہے سو اس کی وجہ یہی ہے کہ جیسے اس قانونِ قدرت میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک گیلی لکڑی جو خشک نہیں ہوتی بلکہ سخت گیلی ہوتی ہے یا ایسی لکڑی جس میں مٹی اس کثرت سے بھری ہوئی ہو کر آگ کا اثر جلد قبول نہیں کر سکتی بلکہ بڑی دیر کے بعد جا کر آگ کا اثر قبول کرتی ہے اسی طرح اس روحانی قانون میں یہی عادت جاری ہے کہ جو مستعد اور غریب دل لیکر بزرگ امام کے پاس آتے ہیں تو جلد تر باطنی نور سے منور ہو جاتے ہیں اور اُس نور کی جھلک صرف اُس کے اخلاق تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ اُس کے تمام جوارح اور اعضا سے بھی نور کی جھلک دکھلائی دیتی ہے بلکہ اُس کے کُل حرکات و سکنات اور اُس کے در و دیوار پر سے بھی اُس نور کی جھلک نمودار ہوتی ہے لیکن جو لوگ گیلی لکڑی کی طرح سخت ضعیف الایمان یا مٹی خوردہ لکڑی کی طرح اُن کے اخلاقِ فاضلہ تکبرِ جلی یا خفی یا کسی اور پوشیدہ یا ظاہر معاصی سے دب کر اُن کی روح نیم مُردہ سا ہو گئی ہو وہ مدت مدید کے بعد اُس بزرگ کی صحبت میں رہ کر آہستہ آہستہ پاک ہو سکتے ہیں اور ان کے روحانی جذام کے دفعیہ کے لئے جو مدتوں کی بد اخلاقیوں اور بد اطواریوں کے گندے مادہ سے متعفن ہو کر اور پھوٹ کر بہنے لگتا ہے اُنکے لئے بزرگ امام کی انفاسِ طیبہ اور دعائے سحرگانہ مرہم کا کام دیتی ہے اور اس طرح سے ردّی اور بدبودار مواد رفتہ رفتہ خشک ہوتے جاتے ہیں اور اگر صبر اور تحمل سے اُس امام برحق کے گرد و جوار میں مقیم رہیں تو ضرور بضرور اُن کے امراضِ مہلکہ یک قلم موقوف ہو جائیں اور وہ اس طرح دکھلائی دیں کہ گویا ان میں کوئی مرض ہی نہیں تھی یہ باتیں کوئی خیالی اور قیاسی نہیں بلکہ ہمارا ذاتی مشاہدہ ہے کہ خواہ کیسے ہی روحانی امراض میں لوگ گرفتار رہوں اگر وہ پاک اخلاص لیکر اس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہیں تو وہ اپنے اعتقاد اور اخلاص کے بموجب ان امراض سے جلد

یا دیر میں نجات پا جاتے ہیں سینکڑوں نظیریں موجود ہیں لوگ خود حضرت اقدس کے مریدین ہی ہیں میری اس بات کی تصدیق ہر جگہ مشاہدہ کر سکتے ہیں لیکن ہم بھی اسی قدر ظاہر کرتے ہیں کہ لوگوں پر اس وقت تک حضرت اقدس کی صحبت کا کیا اثر ہوا ہے تو کان کھول کر سنو +

ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ گناہوں سے متنفر ہوتے جاتے ہیں نیکیوں کی طرف زیادہ مائل ہوتے جاتے ہیں تمام بد عادات کو چھوڑ کر بجائے اُن کے عمدہ اور پسندیدہ عادات اختیار کرتے جاتے ہیں کینہ اور بغض اور حسد کو دلوں سے دور کر کے باہمی محبت و الفت و یگانگت پیدا کرتے جاتے ہیں خدا اور رسول کی محبت اُن کے رگ و ریشہ میں سرایت کر رہی ہے عبادات میں اُن کو لذت اور سرور ہونے لگا ہے اُن کے چہروں سے رشد اور سعادت کے آثار نمودار ہیں وہ اپنے جان و مال کو خدا اور رسول کے رستہ پر نثار کرنے کو ہر وقت تیار ہیں بخل اور پست فطرتی اُن کے اندر سے مفقود ہو رہی ہے حق اللہ و حق العباد کی پاسداری گویا اُن کے مزاجوں کا خمیر بن رہی ہے ہمدردی بنی نوع کو وہ رضائے الٰہی کا باعث سمجھتے ہیں اور اپنے محسنوں کے احسانوں کی بڑی قدر کرتے اور گورنمنٹ وقت کی فرمانبرداری کو جو اُن کے جان و مال اور مذہب کی محافظ ہے اپنے لئے فخر اور عزت کا موجب سمجھتے ہیں اُن کو قرآن مجید سے ایک خاص عشق اور حدیث رسول صلعم سے ایک بڑا لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے اُن کے دل گناہوں اور دنیا کی آلودگی سے پاک اور صاف ہو کر اُن کے لئے مکاشفات و رویا صادقہ و الہامات کا دروازہ کھلتا جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا ہوتا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اس دنیائے دنی کے تعلقات اور رسم و رواج غیر مسنون کے تعلقات کو توڑنے لگ گئے ہیں غرض ہر طرح سے ان لوگوں کے بشروں سے نور کے آثار بیّن طور سے ظاہر و باہر ہیں اور دیگر لوگوں سے جو ابتک اس امام برحق کے عتبۂ عالیہ سے دور ہیں اُن کے ہر فعل و قول اور اُن کے تمام حرکات و سکنات میں ایک کھلا کھلا امتیاز اور بیّن فرق پاؤ گے اگر کسی کو شک ہو تو وہ دار الامان قادیان میں آکر اس امر کی تصدیق اپنی آنکھوں سے کرے اوّل تو جس طرف نگاہ اُٹھاؤ گے اُن امور کو سچا پاؤ گے لیکن بالخصوص اگر اس آفتاب صداقت کی نورانی شعاعیں کسی مجسم صورت میں دیکھنی چاہتے ہو تو وہ مجسم نور نور الدین ہے جو حکیم الامت کے لقب سے ملقب ہیں اور جن کی نسبت امام ہمام فرماتے ہیں + ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے ✦ ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

اگر دیگر مقامات میں دیکھنا چاہتے ہو تو لاہور میں شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر کتب و خواجہ کمال الدین صاحب وکیل۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب و ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و شیخ نور احمد صاحب و مولوی غلام حسین صاحب مرحوم امام مسجد احمدیہ لاہور۔ مالیر کوٹلہ میں نواب محمد علیخان صاحب رئیس اعظم۔ پٹیالہ میں بابو کرم الٰہی صاحب انسپکٹر پولیس۔ سیالکوٹ میں میر حامد شاہ صاحب و چودھری نصر اللہ خان صاحب وکیل رئیس خانصاحب محمد ذوالفقار علیخان صاحب۔ جہلم میں تحصیلدار محمد نواب خان صاحب و ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب۔ پشاور میں مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و سب رجسٹرار کپورتھلہ میں منشی محمد خان صاحب و منشی اروڑا صاحب۔ مدراس میں سیٹھ عبد الرحمن صاحب۔ حیدرآباد میں ڈاکٹر رحمت علی صاحب و مولوی حافظ غلام رسول صاحب۔ حصار میں منشی عبد العزیز صاحب دہلی میں مولوی قاسم علی صاحب و شیخ محمد اسمٰعیل صاحب۔ قادیاں میں حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد و صاحبزادہ بشیر احمد و صاحبزادہ شریف احمد صاحبان۔ مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی سید سرور شاہ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب بی۔اے۔ کراچی میں آغا محمد ابراہیم موسیٰ صاحب خیرپور سندھ میں آغا محمد حسین موسیٰ صاحب۔ آسٹریلیا میں آغا محمد حسن موسیٰ صاحب۔ منی پور آسام میں مولوی غلام امام صاحب۔ بنگال شرقی میں پروفیسر عطاء الرحمن صاحب۔ بنگال غربی میں مولوی مبارک علی صاحب بی۔اے۔ سب انسپکٹر مدارس۔ الہ آباد میں مولوی احمد علی صاحب ایم۔اے بمبئی میں محمد ابراہیم صاحب انجینئر۔ سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب۔ شاہجہانپور میں حافظ مختار احمد صاحب مختار اور اُنکے والد بزرگوار۔ امروہا میں حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب۔ لکھنؤ میں محمد کبیر الدین احمد صاحب۔ شاہ آباد میں مولوی حکیم انوار حسین خانصاحب۔ اٹاوہ میں مولوی سید صادق حسین صاحب مختار وغیرہ وغیرہ کو دیکھیں غرض ہزارہا آدمی اس قسم کے ہیں لیکن ہم نے صرف نمونہ کے طور پر چند ایک احباب کا ذکر دیا ہے ✦

اٹھائیسویں فصل

اِس باب میں کہ حضرت مرزا صاحب کے اخلاق اور عادات کیسے ہیں

جہانتک ہمیں اِس بارہ میں ذاتی تجربہ ہے حضرت امامِ زمان کے اخلاق نہایت ہی پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کے ہیں اگر کسی مہمان کو دور سے آئے ہوئے سُنتے ہیں تو بڑا ہی خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اُن کی خاطر تواضع کی سخت تاکید فرماتے ہیں اور اگر کھانے کا وقت گذر گیا ہو تو اُسی وقت حکم دیتے ہیں کہ اُن کے لئے کھانا تیار کیا جاوے اور اگر اُنہیں معلوم ہو جائے کہ جلدی بندوبست نہیں ہو سکیگا تو اُسی وقت دودھ منگوا لیتے اور بازار سے مٹھائی یا بسکٹ طلب کرا کر اُنکو دیتے ہیں اگر اُس نے کھانا کھایا ہوا ہو تو فوراً چار تیار کروا دی جاتی ہے اور اگر کسی کو کوئی خاص غذا کی ضرورت ہو یا کوئی بیمار ہو جائے تو اُن کے لئے اُن کے مناسب حال کھانے کی تجویز کی جاتی ہے ہر ایک سے نہایت نرمی اور محبت سے کلام کرتے ہیں بد مزاجی یا سختی اُن میں نام ہی کو نہیں دشمن بھی سامنے آجائے تو اُس کے مراتب کا لحاظ ضرور کرتے ہیں کوئی اُن کو سختی سے پیش آئے اور بُرا بھلا بھی سامنے کہدے تو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اُس سے بے مروتی یا سختی سے پیش آئے ہوں۔ ہاں اگر کوئی دین پر حملہ کرے یا دین کی توہین کا روادار ہو تو پھر غیرت اور حمیت کے خلاف سمجھتے ہیں کہ خاموش رہیں نہایت جوش اور طاقت کے ساتھ مجاہدانہ طور سے مدافعت کرتے اور معقول اور مدلل گفتگو کرتے ہیں یہ ممکن نہیں کہ کبھی بھی تہذیب کے جادہ سے تجاوز کر گئے ہوں اور جیسے آجکل بڑے بڑے مقدس ہونے کے مدعی یا عالم ہونے کے دعویدار ہیں وہ اپنی ذات یا مزاج کے برخلاف کوئی کلمہ سُن پائیں تو بے اختیار ہو جاتے اور منہ میں کف بھر لاتے اور واہی تباہی بکنے لگ جاتے ہیں اور ایک منٹ کے لئے بھی صبر نہیں کر سکتے مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو وہ حوصلہ اور تحمل اور بُردباری کا مادہ عطا کیا ہے کہ ہرگز حدِ اعتدال سے نہیں بڑھتے اگر کسی

دوست کی کسی مصیبت کو سن پاتے ہیں تو اُن کو بہت ہی صدمہ پہنچتا ہے اور اُن کے لئے نمازوں
میں بڑی بڑی دعائیں کرتے اور راتوں اٹھ کر خدا تعالیٰ کی درگاہ میں التجائیں کرتے
ہیں اگر اُن خدام میں سے جو گرد و جوار میں مسکن گزیں ہیں کوئی بیمار ہو جائے یا اُن کے کسی بچہ
کو یا بیوی کو کوئی دُکھ درد ہو تو بذاتِ خود دوائیں تجویز کرتے اور اپنے ہاتھوں سے دوائیں
تیار کر کے پلاتے ہیں خواہ رات کے کسی حصہ میں اُن کو خبر پہنچائی جائے اور خواہ دوائیں کتنے
ہی متفرق صندوقوں میں بند ہوں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پسرم عطاء الرحمن جو چند ماہ کا بچہ
تھا پیٹ کے درد سے بیمار ہو گیا اور سخت روتا تھا اور چونکہ حضور کے پاس کے ملحق مکان میں ہم
خدام کو جگہ دے رکھی تھی اس لئے اُس کے رونے کی آواز کو بذاتِ خود آنجناب نے سُن پایا!
اُسی وقت اس خادم کو آواز دی کہ بچہ کیوں روتا ہے میں نے عرض کی یا حضرت اس کے پیٹ
میں درد معلوم ہوتا ہے فرمایا کہ ٹھہرو ہم دوائی لا دیتے ہیں میں بہت دیر تک انتظاری کرتا رہا
حضرت تشریف نہ لائے آخر میں تھک کر لیٹ رہا اور یہی خیال کیا کہ شاید کثرت کار کی وجہ سے
بھول گئے ہونگے دو اڑھائی گھنٹہ کے بعد حضرت اقدس نے پھر آواز دی عاجز فوراً دوڑتا ہوا
حاضر ہوا تو اول نہایت افسوس کا اظہار کیا اور پھر فرمایا کہ میں اُس وقت سے صندوقوں
میں دوائیں تلاش کرتا رہا ایک دوائی نہیں ملتی تھی آخر نا امیدی کے بعد ایک صندوق سے
مل گئی اور اب کل اجزا ملا کر لایا ہوں میں سُنکر بہت متعجب بھی ہوا اور شرمندہ بھی ہوا کیونکہ میں کبھی
بھی اس قسم کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتا تھا خواہ کتنا ہی کوئی عزیز درد سے چلا رہا ہو اور تعجب یہ کہ
موسم سخت گرمی کا تھا اور صندوق کل مکان کے اندر سب کے سب مقفل تھے۔ ایسی سخت
گرمی میں مکان کے اندر دو اڑھائی گھنٹہ تک رہنا اور لیمپ کی گرمی کا علاوہ ہونا اور پھر صندوق
کے قفل کو کھولنا اور ایک ایک شیشی تلاش کر کے نسخہ تیار کرنا ہر ایک انسان کا کام نہیں یہ صرف
اس ہمدردِ قوم کا خاصہ ہے کہ ماں باپ سے بھی زیادہ بلا کسی طمعِ دنیاوی کے شفقت اور
مہربانی کرتے ہیں کیا کسی انسان میں ایسی ہمدردی پائی جاتی ہے غرض ہر امر میں اُن کا
منجانب اللہ ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔

سحر یا کیسا ہی نازک کام ہوتا ہے اور پھر اُن کا کام کہ جنکو دُنیا کا مقابلہ درپیش ہے کتنا ہی
عظیم الشان ہے کہ جس کے فکر میں اُن کا خون خشک ہو رہا ہے اور ہر وقت اس تردد اور فکر

میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح دین اسلام کا بول بالا ہو مگر پھر بھی اگر ایسے وقت میں جبکہ ان کا ذہن کسی اہم امر میں لگا ہوا ہو کوئی شخص اپنی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورت کے لئے آن کر دروازہ کھٹ کھٹائے تو فوراً بذاتِ خود اٹھکر دروازہ کھول دینگے اور کہیں گے کہ کیا کام ہے اور جو بات وہ کہیگا فوراً اُس کی تعمیل کر دینگے یہ بھی نہیں کہیں گے کہ اس وقت فرصت نہیں کسی دوسرے وقت آؤ بجز اُسی حالت کے جب سخت بیمار ہوں اور چارپائی پر پڑے ہوں اور اُٹھا نہ جاتا ہو ورنہ میں نے اپنے زمانہ قیام میں ایک دفعہ بھی ایسا تجربہ نہیں کیا کہ کبھی بھی اُنہوں نے تساہل کیا ہو یا کسی بہانہ سے ٹال دیا ہو کیا یہ باتیں اُن میں فوق العادت نہیں ہیں؟

میں نے بارہا دیکھا ہے کہ اگر کسی دوست کی نسبت مسجد میں بیٹھے بیٹھے تکلیف کا علم ہوا ہے تو اُسی وقت اُٹھ کر چلے گئے ہیں۔ اور فوراً اُس کے لئے دوا لائے ہیں اور میں نے بارہا دیکھا ہے کہ کئی کئی دفعہ آئے اور گئے ہیں لیکن کبھی یہ عذر نہیں کیا کہ مجھے بار بار آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے پھر کسی وقت دیکھا جائیگا۔

ہم نے کبھی کسی خدمتگار کو نہیں دیکھا کہ ڈانٹا ہو اور بسا اوقات وہ دنی الفطرت نظر چرا کر اُن کی اشیا بھی چرا لیتے تو بھی اُن سے کبھی سختی سے پیش نہیں آئے اور نہ اُن کو شور یا جنگ کرنے پر کبھی ہٹایا ہے بلکہ نرمی اور خلق کے ساتھ سمجھا دیتے رہے ہیں۔

چونکہ حرم سرائے میں بکثرت مستورات آکر قیام پذیر ہوتی ہیں اور بسا اوقات بوجہ کم عقلی یا کمزوری فطرت ایک دوسرے کی شکائت یا برا بھلا کلمہ کسی کی نسبت کہہ دیا کرتی ہیں تو بجائے اس کے کہ کسی کو ڈانٹیں یا سختی سے پیش آئیں سب کو بلا کر وعظ فرماتے ہیں اور کسی خاص عورت کی طرف اشارہ تک نہیں کرتے بلکہ عام طور سے کج ادائی کج خلقی غیبت یا دیگر شکایات کی بُرائی بیان کر دیتے ہیں اور تفاخرِ قومی یا مالی یا ذاتی کے عیوب ظاہر کرکے باہمی محبت اور ہمدردی کا سبق سکھلاتے ہیں۔

بارہا مجلس میں عورتوں کے ساتھ ہمدردی کرنے اور اُن کی کج خلقیوں اور تلخیوں پر عفو کرنے اور فحشا کے سوا اُن کی ہر قسم کی کج ادائیوں پر درگذر کرنے کا وعظ فرماتے اور کہتے ہیں کہ یہ بیچاری عورتیں چار دیواری کے اندر رہتی ہیں اُن کو نہ دینی علم کافی ہوتا ہے اور نہ دنیا کا بلکہ نہ مردوں کی طرح صفحہ عالم پر پھر کر زمانہ کے نشیب و فراز سے آگاہ اور نہ عموماً دنیا کے حالات

سے واقف ہوتی ہیں اس لیے یہ فرقۂ نسوان ہر طرح قابلِ رحم ہے اُن پر سختی کرنا اور اُن کی بات بات پر نکتہ چینی کرنا مناسب نہیں کیونکہ اُن کو کہاں اس قدر تجربہ ہوتا ہے کہ وہ مردوں کے خیال کے مطابق کاروبار کرسکیں +

آجتک کبھی بھی اپنی اہلیہ یعنے ام المومنین پر کسی موقعہ پر بجز دیگر مواقعہ کے خفا یا ناراض نہیں ہوئے حالانکہ ممکن نہیں کہ اس قدر عرصہ میں مستورات سے جو ناقصات العقل ہوتی ہیں کوئی حرکت خلافِ مزاج نہ ہوئی ہو لیکن جبکہ اُس خدائے قدوس کے ہاتھوں وہ اُن تمام باتوں سے پاک وصاف ہوچکے ہیں جو فسادوں اور رنجوں کا موجب ہوتی ہیں تو کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی خانہ جنگی وقوع میں آئے جب تک کوئی دین کا نقصان نہ دیکھیں وہ کبھی بھی کسی دُنیاوی امر میں نکتہ چینی نہیں کرتے یہی سبب ہے کہ وہ اس دُنیا میں ایک بہشتی زندگی بھگت رہے ہیں +

اپنی اولاد پر کبھی بھی ناراض ہوتے ہوئے یا درشتی سے پیش آتے ہوئے نہیں دکھلائی دیئے حالانکہ صاحبزادگان ایک لڑکوں کا لشکر لیے ہوئے چاروں طرف باہر کودتے پھاندتے پھرتے ہیں اور بڑا ہی شور وغوغا کرتے ہیں اور باوجودیکہ تصنیف کے نہایت ہی نازک کام میں مصروف ہوتے ہیں لیکن ان کو کبھی یہ کہتے ہوئے نہیں سُنا کہ اے لڑکو یہاں سے نیچے چلے جاؤ ہمارا خیال بٹتا ہے چہ جائیکہ سختی سے ڈانٹیں اور دھتکار دیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قدر اپنے کام کے وقت عالمِ محویت میں ہوتے ہیں کہ گویا اُن کے پاس کوئی شوروغل ہی نہیں ہوتا +

اکثر دیکھا ہے کہ حضرت مکان کے دروازہ بند کرکے بیٹھتے ہیں لیکن صاحبزادے باہر آکر دروازہ کھٹکھٹاتے اور بلند آواز سے پکارتے ہیں ابّا بوہا کھول ابّا بوہا کھول یعنے ابّاجان دروازہ کھولو تو خواہ کیسے ہی دقیق در دقیق مضمون کو لکھ رہے ہوں اور اندیشہ بھی ہو کہ اگر قلم کو چھوڑ دیا جائے تو وہ مضمون یاد سے جاتا رہیگا مگر وہ کبھی انکار نہیں کرتے بلکہ اُسی وقت اُٹھکر دروازہ کھول دیتے ہیں اور جو کچھ صاحبزادہ کو مطلوب ہوتا ہے دلاکر اور رخصت کرکے پھر دروازہ کو زنجیر لگا دیتے اور اپنی تصنیف میں مصروف ہوجاتے ہیں ابھی کچھ لکھنے ہی نہیں پائے کہ ایک دوسرے صاحبزادہ آگئے ہیں اور اُسی طرح پکارنے لگے ہیں اور یہ اُٹھکر دروازہ کھول دیتے اور اُن کی حاجت روائی کرکے پھر دروازہ بند کرکے کام میں لگ جاتے ہیں پھر تیسرے نے آکر

پکارا ہے غرض ہر دفعہ اٹھتے ہیں اور کبھی بھی اُن کو نہیں ڈانٹتے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اُن کے
پیشانی مبارک پر بل نہیں پڑتے بارہا تجربہ کیا ہے کہ ایک ایک دن میں دس دس بیس بیس
دفعہ اُن کو دروازہ کھولنا پڑا ہے اور کبھی بھی شاکی نہیں ہوئے کہ بچے ہمیں تنگ کرتے ہیں اور
نہیں لکھنے دیتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب تبلیغ عربی زبان میں لکھ رہے تھے تو مسودہ کے
چند ورق علامہ نورالدین صاحب کو غالباً کاتب کو دینے کے لئے دئے تھے اتفاق سے
وہ ورق کہیں مولانا موصوف سے گر گئے بہت تلاش کے بعد ایک جگہ سے ٹکڑے ٹکڑے
ہوئے ہوئے ملے جب اُس کو جوڑ رہے تھے تو حضرت اقدس کو اس کی اطلاع ہوئی آپ
تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا ہوا اگر وہ مسودہ گم ہو گیا تھا شاید اللہ تعالیٰ اُس سے بڑھ کر
اور لکھوا دیتا اس قدر تکلیف کی کیا ضرورت تھی +

ایک دفعہ ایک مسودہ کو بچوں نے اُٹھا کر پاس ہی آگ لگا کر جلا دیا اور یہ اپنے کام میں ایسی
استغراق کی حالت میں رہے کہ اُن کو ذرہ بھی خبر نہ ہوئی کچھ دیر کے بعد اُن کو اُن کاغذات کی ضرورت
ہوئی اِدھر اُدھر دیکھا تو کاغذ کہیں نہ ملا تب صاحبزادہ محمود احمد سے پوچھا کہ کوئی کاغذ تو آپ
نے یہاں سے نہیں اُٹھایا اُنہوں نے کہا کہ ہاں بہت سے کاغذ اُٹھائے تھے اور اُن کو
جلا دیا ہے دیکھو یہ راکھ پڑی ہے دیکھکر خاموش ہو رہے اور ہرگز نہ کہا کہ تم نے کیا کیا ایک
ذرہ بھر بھی اُنپر ناراض نہیں ہوئے اور یہی خیال کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کی یہی مصلحت ہوگی +

اگر کہیں سے سن پائیں کہ ہمارے دوستوں میں سے کسی نے اپنے لڑکے کو مارا ہے
یا اپنی زوجہ سے سختی کی ہے تو نہایت افسوس کرتے ہیں اور بار بار لوگوں کو بچوں کے مارنے
سے منع فرماتے ہیں حتّٰے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں کسی اُستاد کو مارنے کا حکم نہیں +

یہ تو سلوک انسانوں کے ساتھ ہے حیوانات سے بھی اُن کے سلوک عجیب ہیں میں نے بارہا
دیکھا ہے۔ کہ اُن کے مکان میں ایک بہت بڑی بلی رہتی تھی جب کوئی خادم بازار سے حضرت
اقدس کے پاس دودھ لاتا تو وہ حضرت کے اردگرد چلانا شروع کرتی حضرت اقدس بجائے
اس کے کہ اس کو ڈانٹیں سب سے پہلے ایک برتن میں دودھ ڈال کر اُس کے آگے رکھ
دیتے یہ واضح رہے کہ یہ بلی کوئی پالتو بلی نہیں بلکہ ایک وحشی بلی تھی جو عموماً شہروں میں
ہوا کرتی ہیں +

حیا اُن میں اس قدر واقع ہے کہ اگر اُن کی مجلس میں کوئی کیسی ہی بے محل گفتگو شروع
کرے اور خواہ کیسے ہی لائق اور معتبر آدمی مجلس میں موجود ہوں یا دور دراز سے آدمی
زیارت کے لئے آئے ہوں تو بھی اس خیال سے کہ یہ لوگ اپنے دلوں میں کیا کہتے ہونگے
کہ ایسی بے تکی اور واہی تباہی باتیں اس مجلس عالی میں ہوتی ہیں نہیں روکتے بلکہ خاموش
بیٹھے رہینگے یا اس گفتگو کرنے والے بزرگ کی خفت دور کرنے کے لئے اسی سے کوئی حجت
کی بات نکال کر لوگوں کی توجہ کو دوسری طرف لگا دینگے مگر وہ بزرگ اپنی موٹی عقل کی وجہ
سے اور ہی باتوں میں ترقی کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ ہم اس مجلس میں کیا نادانی کرتے ہیں
اکثر اصحاب فرطِ محبت میں یا بطورِ تبرک حضرت اقدس کے پاؤں دبانے لگ جاتے ہیں
اور ایک ہی وقت میں دس دس تک کی بھی نوبت پہنچ جاتی ہے اور موسم بھی گرمی کا ہوتا ہے
اور اکثر دبانے کے طریق سے بھی واقف نہیں ہوتے بلکہ اُن کے دبانے سے اُن کو تکلیف بھی
ہو رہی ہوتی ہے اور گرمی کی وجہ سے اژدہام کثیر سے اور بھی گھبراؤ ہوتا ہے مگر اس وجہ سے
نہیں روکتے کہ شاید اُن کے دل کو رنج پہنچے ٭

اپنے مریدوں میں خواہ وہ کیسا ہی غریب اور مسکین اور ادنیٰ درجہ کا انسان ہو اگر اتفاق سے
بیمار ہو جائے تو بذاتِ خود تشریف لیجاتے اور تیمارداری کرتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پیرا نامی جو ایک
خدمتگار ہے اور وہ ایک پہاڑی اور بلکہ اجہل آدمی ہے اور چارپایوں سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا
اُسے کسی وجہ سے چوٹ سخت لگ گئی اور وہ اپنی کوٹھری میں پڑ رہا حضرت اقدس بذاتِ خود اُس کے پاس
اُس کی تنگ و تاریک کوٹھری میں تشریف لے گئے اور بعد دریافت حال اُس کی بہت تسکین کی اور
علاج کے لئے علاوہ تنخواہ کے دو روپیہ عطا کئے اور اس کی خبرگیری کے لئے آدمیوں کو تاکید
فرمائی ٭

بہت ہندو جن میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو علانیہ عداوت کرتے اور مخالف اشتہار نکالتے ہیں
اور نیز دیہات کے جاٹ مرد اور عورتیں اپنے بیماروں کو لیکر حضرت اقدس کے پاس آ جاتے ہیں
تو حضرت اقدس خواہ کیسے ہی ضروری کام میں مصروف ہوں بیماروں کو دیکھ کر اپنے پاس سے دوائیں
لا کر دیتے اور بڑی نرمی سے اُن کو اُن کی زبان میں سمجھاتے ہیں کہ دوائی یوں پلانی فلاں وقت پلانی
اور اس میں فلاں فلاں چیز ملا لینی اگر وہ بار بار پوچھیں تو بار بار نرمی سے سمجھاتے جائینگے اور ایک

مت کے لئے بھی اُن کے چہرہ پر ناراضگی یا تیزی کے آثار ظاہر نہیں ہونگے +

اِن کا سلوک ہر کہ و مہ سے ایسا عمدہ ہوتا ہے کہ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ مجھ سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں جیسے کسی سے اتنا پیار اور شفقت نہیں کرتے جتنا کہ مجھ سے کرتے ہیں +

اِن میں کوئی امتیاز ایسا نہیں پائی جاتی کہ اپنے لئے اُٹھنے میں بیٹھنے میں چلنے میں کھانے میں پینے میں کسی قسم کی تخصیص یا تفضیل تجویز کر رکھی ہو مجلس میں مثل زمانہ کے سجادہ نشینوں کے کوئی فرش و فروش یا گاؤ تکیہ وغیرہ نہیں رکھتے اور کوئی امتیاز کی بات اپنی ذات کے لئے ابتک تجویز نہیں کی اگر کوئی اجنبی آتا ہے تو پہچان نہیں سکتا کہ ان میں امام کون ہے اکثر ہمانے پر وہ اُن کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں +

غرض اس وقت روئے زمین پر ایسا شخص نظر نہیں آتا فی الحقیقت یہ بزرگ یگانۂ روزگار ہیں اور اسی کے سر پر تاجِ سروری و کلاہِ امامت سجتا ہے اسی شخص کو مسیح موعود کا عالی مرتبہ خطاب بیا اور مہدی معہود کا زرین لقب پھبتا ہے بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اُن کے درِ دولت سے دور اور ربقۂ اطاعت سے محروم ہیں +

اُنتیسویں فصل

اِس باب میں کہ اُن کی حمیتِ اسلامی و غیرتِ دینی کہاں تک تھی

آپ لکھتے ہیں کہ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ ہندوستان اور پنجاب میں کم سے کم ۴۵ برس سے یہ اعتدا لیا شروع ہیں ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء سید المطاہرین افضل الاولین و الآخرین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس قدر گالیاں دی گئی ہیں اور اس قدر قرآن کریم کو ہنسی ٹھٹھے اور ہنسی کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ دنیا میں کسی ذلیل انسان کے لئے بھی کسی شخص نے یہ لفظ استعمال نہیں کئے یہ کتابیں کچھ ایک دو نہیں بلکہ ہزارہا تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور جو شخص اِن کتابوں کے مضمون پر علم رکھ کر اللہ جل شانہ اور اُس کے رسولِ پاک کے لئے کچھ بھی غیرت نہیں رکھتا وہ ایک لعنتی آدمی ہے۔ نہ مولوی اور ایک پلید حیوان ہے نہ انسان" دیکھو نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۱۴+

نظم

عجب نوریست در جانِ محمد — عجب لعلیست در کانِ محمد
ز ظلمتها دلے آنگہ شود صاف — که گردد از محبانِ محمد
عجب دارم دلِ آن ناکسان را — که رو تابند از خوانِ محمد
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — که دارد شوکت و شانِ محمد
خدا زان سینه بیزارست صد بار — که ہست از کینه دارانِ محمد
خدا خود سوزد آن کرمِ دنی را — که باشد از عدوانِ محمد
اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمد
اگر خواہی که حق گوید ثنایت — بشو از دل ثناخوانِ محمد
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمد ہست برہانِ محمد
سرے دارم فدائے خاکِ احمد — دلم ہر وقت قربانِ محمد
بگیسوئے رسول اللہ که ہستم — نثارِ روئے تابانِ محمد
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوانِ محمد
بکارِ دیں نترسم از جہانے — که دارم رنگِ ایمانِ محمد
بسے سہل است از دنیا بریدن — بیادِ حسن و احسانِ محمد
فدا شد در رہش ہر ذرۂ من — که دیدم حسنِ پنہانِ محمد
دگر استاد را نامے ندانم — که خواندم در دبستانِ محمد
بدیگر دلبرے کارے ندارم — که ہستم کشتۂ آنِ محمد
مرا آن گوشۂ چشمے بباید — نخواہم جز گلستانِ محمد
دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید — که بستیمش بدامانِ محمد
من آن خوش مرغ از مرغانِ قدسم — که دارد جا بہ بستانِ محمد
تو جانِ ما منور کردی از عشق — فدایت جانم اے جانِ محمد
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ — نباشد نیز شایانِ محمد
چہ ہیبتہا بدادند ایں جواں را — که ناید کس بہ میدانِ محمد

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ برّان محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم
بجو در آل و اعوان محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

ایک اور جگہ پر یوں تحریر فرمایا ہے:۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ ہزاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہانی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء و افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابلِ شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ اُن ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولیٰ شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس حضرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو اُنکے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دیکر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچے تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند آسمان پر اپنے مالکِ مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے زمین پر یہ زندگی کسی نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے؟ ہرگز نہیں کیا حضرت داؤد کے لئے؟ ہرگز نہیں! کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے؟ ہرگز نہیں! کیا راجہ رامچندر یا راجہ کرشن کے لئے؟ ہرگز نہیں! کیا وید کے رشیوں کے لئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُنکے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں!!

جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے اور حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ
کی زندگی سے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک
لمبی عمر پانا اور فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو
کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پورانی عمارتیں ہزارہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے
کھنڈرات ابتک موجود ہیں جن میں اُلّو بستے ہیں۔ اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن
بھی پورانے زمانہ کی آبادیاں ہیں اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں ہیں تو کیا اس جسمانی
طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اُس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو روحانی
زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس
روحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے
خدا کی ہزاروں نعمتیں اُن کے شامل حال رہیں اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا
نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سید
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے
کہ میں نے اُس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اُترتے دیکھا اور دل کو
یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا۔ اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام
وہ انسانی روحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف
دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب اسلام ہے اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے
بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا
حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت
ملا ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں
کے انعام پاتے ہیں۔ دیکھو تریاق القلوب صفحہ ۵ تا ۷ ؎

ایک دوسری جگہ یوں فرمایا ہے ؎

اے سُننے والو سُنو! ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور
اب بھی بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا یہ خیال
خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے اس کی

تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقانِ مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوتِ محمدیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی نئی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ دیکھو الوصیت صفحہ ۹ +

نظم

اِسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضُّحیٰ یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے

روکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خو ہیں
خالی ہیں اُن کی قابیں خوانِ ہُدیٰ یہی ہے

اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے

اسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں
سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے جو بہتر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو راہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اُس کی دُور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دین یگانہ علموں کا ہے خزانہ	باقی وہ سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا	وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

اِس دین کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دین مٹا دے میری دعا یہی ہے

دیکھو رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۹۲ ملخصاً

تیسویں فصل

اِس باب میں کہ اُن کی دُعا میں کیا تاثیر ہے

تم چار دانگِ عالم میں پھر کر دیکھ لو اور زمین کے گوشہ گوشہ کو ٹٹولو تمہیں اِس زمانہ میں ایک فرد بھی ایسا نظر نہیں آئیگا کہ جس کی دُعا کی قبولیت کا شُہرہ ہو یا وثوق سے اُس کی دُعا کے قبول ہونے کا اعتقاد ہو ہرگز ہرگز ایک شخص بھی روئے زمین پر ایسا بزرگ نہ پاؤ گے گو زمانہ گذشتہ کے اولیاء کی نسبت کتابوں اور رسالوں میں بکثرت قصے درج ہیں اور بہت سے افسانے زبان زد خلائق ہیں اور اِسی پر لوگوں کو ناز بھی ہے کہ فلاں شخص نے یوں دُعا کی اور یہ ہوگیا اور فلاں بزرگ نے یوں توجہ کی تو خاک کا سونا بن گیا اور فلاں پیر صاحب نے دیوار کو گھوڑے کی طرح سوار ہوکر دوڑایا غرض مختلف فرقوں کے مسلمان کوئی نہ کوئی قصہ یا کہانی ایسے بزرگوں کی اپنے ہاں بطور یادگار رکھتے ہیں اور اِس وقت جسقدر بڑی بڑی گدیاں ہیں اُن کے جانشینوں نے اپنے بزرگوں کی نسبت بڑے بڑے افسانے اور قصے بنا رکھے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ لوگوں کو لوٹتے اور کھاتے ہیں اور اپنے بزرگوں کی ولایت فروشی پر اپنا گذر اوقات مقرر کر رکھا ہے اگر فی الحقیقت دیکھا جائے تو بجز مبالغہ کے کچھ نہ پاؤ گے ہاں ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور اصفیاء کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کرتا رہا ہے لیکن نہ اِس طرح جیسے کہ لوگوں نے مشہور کر رکھی ہیں جو سراسر شرک سے آلودہ ہیں گویا اُن لوگوں نے اُن بزرگوں میں خدائی کے صفات مان رکھے ہیں نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ ✦

ہاں دعا قبول ہوتی ہے اور ضرور قبول ہوتی ہے لیکن قبولیت کے لئے بہت سی شرائط ہیں جب تک وہ شرائط نہ پائی جائیں ہرگز ہر ایک کی دعا مرتبۂ اجابت کو نہیں پہنچ سکتی جس شخص نے قبولیت دعا کا ذکر مفصل دیکھنا ہو وہ برکات الدعا اور ایام الصلح میں دیکھے۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی دعائیں کیا تاثیر رکھتی ہیں جہاں تک ہمارا تجربہ ہے اُن کی ہزارہا دعائیں قبول ہوئیں اور ہوتی ہیں اور حضرت اقدس بہت دفعہ اظہار کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں تیری ہر دعا کو قبول کرونگا ہاں تیرے رشتہ داروں کے بارے میں تیری دعا کو قبول نہیں کرونگا اور ہمارا مشاہدہ بھی ہے کہ جس شخص کے لئے اُنہوں نے خاص توجہ سے دعا کی ہے وہ کبھی بھی رد نہیں ہوئی ہم اس بات کو طول دینا نہیں چاہتے اور ہم چند ایک نمونہ استجابت دعا پیش کرتے ہیں +

(۱) ہوشیارپور میں ایک دفعہ حضرت اقدس تشریف لے گئے تھے اور شیخ مہر علی صاحب رئیس کے مکان پر فروکش ہوئے تھے ایک مدت کے بعد حضرت اقدس نے رویا میں دیکھا کہ شیخ مہر علی صاحب کے فرش کو آگ لگ گئی ہے اور کُل کا کُل مکان جل رہا ہے اور ہم نے اس پر پانی ڈالکر بجھایا ہے اس پر حضرت اقدس نے اُن کو ایک خط لکھا کہ ہم نے یوں دیکھا ہے بہتر ہے کہ آپ توبہ استغفار کیا کریں اور کچھ صدقہ کریں چونکہ اُمرا کو اپنے ظاہری سامان اور اقبال کیوجہ سے ایسی باتوں کی چنداں پرواہ نہیں ہوتی اس لئے اُنہوں نے یونہی معمولی بات سمجھ کر خط کہیں پھینک دیا اس کے بعد چھ مہینے گذرنے نہیں پائے تھے کہ ہوشیارپور میں عشرۂ محرم میں باہم مسلمانوں اور ہندوؤں میں فساد ہو گیا اور نوبت کشت و خون تک پہنچی۔ اس ہنگامہ میں بھاری الزام شیخ صاحب موصوف پر آیا اور دوران تحقیقات میں اُن کو سشن سپرد کیا گیا اور سشن جج نے اُن کو پھانسی کا حکم اور اُن کی کل جائداد کی ضبطی کا حکم نافذ کر دیا اس پر شیخ صاحب کی اولاد نے حضرت اقدس کی خدمت میں کسی آدمی کو بھیجکر دعا کی درخواست کی حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم دعا تو کرینگے مگر ہم نے تو چھ ماہ پہلے بذریعہ خط اطلاع کر دی تھی اور جب اُنہوں نے اپنے مکان میں خط کو تلاش کیا تو ردی میں سے وہ خط مل گیا اس پر اُنہوں نے افسوس کیا اور آخر زور سے دعا کی درخواست کی اس پر حضرت اقدس نے خاص توجہ سے اُن کے لئے دعا کی اور پیش از وقت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر شیخ صاحب موصوف کو اطلاع کر دی کہ فکر

نہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس مقدمہ سے بری ہو جائینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب چیف کورٹ میں اپیل کیا گیا جس پر بڑی بحث و غور ہوئی آخر چند روز کی تحقیقات کے بعد ججانِ چیف کورٹ نے شیخ صاحب موصوف کو بری کر دیا +

۲- شیخ مرتضیٰ خان صاحب ایک پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے جو مظفر گڈھ کے رہنے والے تھے حضرت اقدس جناب مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور چند نکاح بھی کر چکا ہوں آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے اندھیرے گھر میں کوئی چراغ پیدا کر دے اس پر حضرت فانی فی اللہ اُن کے لئے دعا کا خاص انتظام کر کے بڑی توجہ سے دعا کرنے لگے چند روز میں اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر خبر دی کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کو اولاد عطا کریگا۔ چنانچہ جب وہ یہاں سے رخصت ہو گئے تو تھوڑے دنوں کے بعد حمل قرار پایا اور بعد میعادِ حمل ایک لڑکا پیدا ہوا جو اب تک زندہ ہے اس کے بعد اُس کی اور اولاد بھی پیدا ہوئی جس کی اطلاع اُنہوں نے کر دی تھی +

۳- حضرت اقدس نے نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال کو اُن کے زمانۂ حیات میں کتاب براہین احمدیہ ایک دفعہ بھیجی تھی لیکن نواب صاحب نے یہ کہہ کر کہ اس میں عیسائیوں کی مذمت ہے اور گورنمنٹِ وقت عیسائی ہے ہم ایسی کتاب نہیں لینا چاہتے گورنمنٹ ناراض ہوتی ہے بڑی بے عزتی کے ساتھ کتاب واپس کر دی کیونکہ کتاب پھٹی ہوئی واپس کر دی گئی تھی جب یہ کتاب واپس آئی تو اس وقت حضرت اقدس اپنے مکان میں چہل قدمی کر رہے تھے اور شیخ حامد علی اُن کا خادم پاس بیٹھا ہوا تھا کتاب کے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی دیکھ کر حضرت اقدس کا چہرہ سرخ ہو گیا حامد علی راوی ہے کہ میں نے اپنی ساری عمر میں ایسا غصہ کرتے ہوئے کبھی بھی حضرت اقدس کو نہیں دیکھا تھا اِدھر اُدھر پھرتے تھے اور خاموش تھے کہ یکایک زبانِ مبارک سے فرمایا کہ اچھا تم اپنی گورنمنٹ کو خوش کر لو چند ماہ بھی گذرنے نہ پائے تھے کہ اُن پر بڑے بڑے الزام رزیڈنٹ کی طرف سے قائم ہوئے اور وہ نوابی سے معزول کئے گئے اور سر لیپل گرفن صاحب بہادر رزیڈنٹ نے بڑے زور شور سے اس پر الزامات عاید کر کے اُن کی پھانسی یا جلا وطنی کا بندوبست کر لیا تھا کہ اس اثناء میں شاید حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر یا کسی اور نے درمیان پڑ کر نواب صاحب کو تنبیہ کیا جس پر نواب صاحب نے

دعائی درخواست کی حضرت اقدس نے اس کی عفو تقصیرات فرما کر اس کے لیے دعا کی اور آخر اطلاع دی کہ کچھ تکلیف کے بعد وہ جلا وطنی اور پھانسی سے بچ جائینگے اور نوابی کا خطاب بھی بحال ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۴- سردار محمد حیات خاں صاحب جو اب نواب محمد حیات خان صاحب سی-ایس-آئی کے نام سے مشہور ہیں ایک دفعہ جبکہ وہ پشاور کے ڈسٹرکٹ جج تھے بعض دشمنوں کی سازش سے ایک خطرناک مقدمہ میں ماخوذ ہوئے اور ان پر بڑے بڑے جرم قایم کئے گئے انہوں نے دوران مقدمہ میں حضرت اقدس کے پاس دعائی التماس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لیے دعا کی اور الہام الٰہی سے خبر پاکر ان کو اطلاع کر دی کہ فکر مت کریں اللہ تعالیٰ ان کو ان تمام الزامات سے بری کر دیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۵- ایک دفعہ منشی رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر سے بظاہر ایک سخت بے ضابطگی واقع ہوگئی جس پر کسی دشمن نے مخبری کر کے ان کو ماخوذ کرا دیا لیکن مقدمہ کی پیشی سے پہلے وہ دوڑے ہوئے حضرت امام صادق کی خدمت میں آئے اور کیفیت مقدمہ سنائی اور فرمایا کہ کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہیں آتی چونکہ منشی صاحب موصوف حضرت اقدس کے خاص مخلص غلامان میں سے تھے حضرت اقدس کے دل کو بھی ان کے اس پر آشوب حادثہ سے سخت چوٹ لگی اسی وقت ان کے لیے دعا میں مصروف ہوئے سجدہ ہی میں تھے کہ الہام ہوا کہ بری ہو جائینگے چنانچہ وہ تشریف لے گئے اور بروز پیشی مقدمہ وہ ڈرتے ڈرتے عدالت میں گئے اظہار ہونے پر عدالت نے کوئی وجہ الزام نہ پاکر ان کو بالکل بری کر دیا۔

۶- راجہ جہانداد خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر جو ایک بہت بڑے رئیس اور سرکاری عہدہ دار بھی ہیں ایک دفعہ ان کے منہ سے ایک مجلس میں حضرت اقدس کی نسبت توہین آمیز کلمات نکل گئے اور اس پر اخبار چودھویں صدی میں ان کی مخالفت کا مضمون بڑی شد و مد سے شائع ہوا جس پر حضرت کے دل کو سخت صدمہ پہنچا اور بے اختیار ان کی طبیعت بد دعا کی طرف مائل ہوئی اور ایک اشتہار شائع کر کے ظاہر کر دیا کہ اگر ایک سال کے اندر تائب ہو کر معافی کے طلبگار نہیں ہونگے تو اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر ان کی پردہ دری کر دیگا ودہ تین ماہ بھی گذرنے نہیں پائے تھے کہ راجہ صاحب نے ایک عاجزانہ خط لکھکر معافی چاہی اور اقرار کیا کہ اس عرصہ میں میرے پر بڑے بڑے ابتلا آئے اور

اگر آپ مجھے معاف نہیں دینگے تو واقعی میں ٹوٹا پانے والوں سے ہونگا بلاشک آپ خدا کے پیارے ہیں

۷۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ صاجزادہ منظور محمد صاحب جو حضرت کے مریدان میں سے ہیں اور حضرت اقدس کی کتابوں کے کاتب بھی ہیں اُن کے گھر میں حمل تھا اور اُن کی اہلیہ کو بوجہ علالت پیش از وقت درد شروع ہوا کیونکہ حمل ابھی چند ماہ کا تھا درد ساعت بساعت بڑھتا گیا حتٰے کہ ایک ہاتھ بچے کا باہر نکل آیا دایہ نے اُس ہاتھ کے چڑھانے کی بڑی کوشش کی کچھ پیش رفت نہ گئی گاؤں کی کل واقفکار عورتیں بلائی گئیں اور آخر ہاتھ توڑ اگیا پھر بھی ہاتھ اوپر نہ چڑھا پھر ایک پاؤں بھی باہر نکل آیا جس سے ماں کی جان خطرہ میں پڑ گئی حضرت مولٰنا المکرم حکیم نورالدین صاحب بھی جو طبابت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے فن طبابت کے رو سے جہانتک ممکن تھا قریب بیٹھکر دائیوں کو ہدایتیں کرتے رہے کچھ بھی بن نہ پڑا آخر صاجزادہ منظور محمد صاحب نے اپنی اہلیہ کی جان کندن کی سی حالت پا کر سب کو رخصت کر دیا کہ اب اسکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے اس قدر تکلیف سے کیوں ہلاک کیا جاتا ہے سب مایوس ہو کر رخصت ہوئے بچہ بھی اس عرصہ میں مر چکا تھا بالاخانہ پر وہ رہتے تھے اُس کے نیچے حضرت اقدس تشریف رکھتے تھے گرمی کا موسم تھا اُس وقت رات کے دو بجے ہونگے حضرت اقدس نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے جواب ملا کہ اب اُس عورت کے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی جب یہ مایوسانہ کلمہ سنا تو اُسی وقت وضو کر کے مسجد مبارک میں تشریف لے گئے اور دعا مانگنی شروع کی ابھی سجدہ میں ہی تھے کہ خدا کی قدرت کا ظہور ہوا خود بخود اُسی عورت کی حرکت کرنے سے بچہ چکر کھا کر ہوا سر کے بل نیچے گر پڑا اور اُسی وقت مبارک مبارک کی آواز بلند ہوئی جب حضرت اقدس دعا سے فارغ ہوئے اور باہر آ کر سنا کہ بچہ گر گیا تو بڑے ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے دعا کو قبولیت کے انتہائی درجہ تک پہنچایا تھا والحمدللہ کہ ایک پاکدامن نوجوان صالحہ عورت کی جان اُن کی دعا سے بچ گئی +

۸۔ قریب دو سال کا عرصہ ہوا ہے کہ برخوردار عطاء الرحمن جو عاجز کا اُس وقت اکلوتا بیٹا تھا اور جو بڑی بڑی دعاؤں کے بعد اللہ تعالٰی کی جناب سے ملا تھا اور اُس کی پیدائش سے پہلے جو الہامات ہیں ہوئی عاجز اور اُس کی والدہ اور بہت سے لوگوں کو اُس کے پیدا ہونے کی بشارتیں بھی ہوئی تھیں۔ ہمارے کسی گناہ کی شامت سے وہ اچانک ایک ایسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ اُس کے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی عاجز اُس وقت برفاقت حضرت مولٰنا المکرم علامہ

نورالدین صاحب و مولنا مولوی عبدالکریم صاحب و مولنا المعظم مولوی سید محمد احسن صاحب بہ تقریب نکاح مخدوم مکرم حضرت نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ گئے ہوئے تھے حضرت اقدس کا تار پہنچا کہ عطاء الرحمن خطرناک مرض میں گرفتار ہو گیا ہے جس کے سننے سے بڑا ہی فکر دامنگیر ہوا جن نے سنا سب نے اس کے لئے دعا کی رات کو جب عاجز دعا کرتے کرتے متفکر سو گیا تو مجھے الہام مبشر ہوا مگر پھر بھی دل میں فکر عظیم تھا دوسرے روز بذریعہ تار دریافت پر حضرت اقدس نے جواب دیا کہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ آج رات تک زندہ رہے۔ یہ مایوسانہ تار سنکر میرے دل میں یہی بیٹھ گیا کہ لڑکا فوت ہو چکا ہے ورنہ ناممکن کا لفظ تار میں کیوں لکھا جاتا۔ شاید بیم و امید کی حالت میں رکھکر حضرت اقدس نے صدمہ سے بچانے کی تجویز کی ہے خیر دوسرے روز ہمراہی بزرگان مذکور روانہ ہوئے جب یہاں دارالامان میں وارد ہوئے تو بچہ کو زندہ پایا گو بیہوش تھا مگر گھر کے لوگوں سے سنا کہ ابتو اس کی حالت بدرجہا بہتر ہے اس کے ہاتھ پاؤں کی نبض ساکت ہو چکی تھی جسم بے حس و حرکت اور سرد ہو چکا تھا اور صرف گلے میں ایک آخری سانس جو نزع کے وقت غرغرہ کی آواز کی سی ہوتی ہے باقی رہ گئی تھی آنکھیں اندر گھس گئی تھیں اور سفید نکل آئی تھیں اور حلقے چشم کے سیاہ ہو گئے تھے یہ حالت زار دیکھکر اس کی والدہ پر رنج و غم سے غشی طاری ہو گئی تھی اور دانت دانت سے مل گئے تھے اور ہاتھ پاؤں اور جسم بھی سرد ہو گیا تھا مستورات کو بچہ کی موت کا خیال تو جاتا رہا اب اس کی ماں کی موت کا فکر ہو گیا حضرت ام المومنین جنکو اس عاجز کی اہلیہ کے ساتھ خاص انس و محبت تھی اس نظارہ کو برداشت نہ کرکے روتی ہوئیں حضرت اقدس کی خدمت میں گئیں اور فرمایا کہ عطاء اللہ تو مر ہی چکا ہے لیکن اس کی ماں اس سے بھی پہلے مرتی نظر آتی ہے کوئی صورت کرنی چاہئے جس سے وہ بچ جائے حضرت اقدس کو اس حادثہ جانکاہ سے سخت صدمہ پہنچا اسی وقت دعا میں مصروف ہوئے ابھی سجدہ ہی میں تھے کہ بچہ نے آنکھ کھول دی اس پر مستورات کا حوصلہ بڑھا اور جھٹ اس کی ماں کے ہاتھ پاؤں ملنے اور گرم کرنے اور جھلکنا شروع کیا اور دانت کھولنے کی بڑی کوشش کی گئی بڑی دیر کے بعد انہوں نے آنکھ کھولی غرض اس مصیبت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کی دعا سے دونوں ماں بیٹے کی جان از سر نو بخشی اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ہمام نے لڑکے کا نام بدل دیا یعنی بجائے عطاء اللہ کے عطاء الرحمن نام رکھا اور اسی تاریخ سے عطاء الرحمن کے نام سے پکارا جاتا ہے کیا یہ مردہ کا زندہ کرنا نہیں تو اور

کیا ہے کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے ان سے بڑھ کر کوئی مُردہ زندہ کیا تھا +

۹۔ مخدومی جناب سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا جو حضرت اقدس کے مریدانِ خاص میں سے ہیں۔ اور اس سلسلہ کے بڑے مددگار اور حامی ہیں وہ ایک دفعہ معاملاتِ تجارت میں سخت نرغہ میں پھنس گئے اور حالت ردی اور خطرناک ہوگئی دعا کے لیے حضرت اقدس کی خدمت میں التجا کی حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمارے پاس دارالامان میں تشریف لائیں تاکہ دعا کے لیے طبیعت ہروقت مستعد رہے۔ غرض اُن کے لئے دعا شروع کی گئی چند مبشر الہامات ہوئے چنانچہ وہ ابھی اسی جگہ تھے کہ خوشخبری کے خطوط اُن کے پاس پہنچے یہ اُنہی کی دعا کا اثر تھا کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو ابتلا سے اُس وقت بچا دیا تھا +

۱۰۔ آقائے نامدار جناب نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی اہلیہ جناب مہر النساء بیگم صاحبہ کو ایک سخت مرض دامنگیر ہوگئی اور اولاد کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوگیا تھا چنانچہ اُن کے ہاں ایک لڑکی ہشت ماہ پیدا ہوکر مر بھی گئی اس لئے نواب صاحب موصوف نے اِس عاجز کو حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا کہ جاکر دعا کرائیں اور جب تک مبشر الہام نہ ہولیں تب تک وہاں ٹھہرے رہیں چنانچہ عاجز دارالامان میں صرف دعا کرانے کے لئے ٹھیرا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے امام ہمام کو رویا میں ایک تعداد بچوں کی بتلائی اور اُن کو اطلاع بھی کردی گئی چنانچہ خدا کے فضل سے اُس دعا کے بعد جس قدر اولاد ہوئی سب زندہ رہی اور اس وقت تک ۴ بچے صحیح و تندرست موجود ہیں۔ ابھی انشاء اللہ تعالیٰ کچھ اور اولاد بھی مقدر ہے۔ افسوس بیگم صاحبہ موصوفہ فوت ہوگئیں اُنکے بعد بیگم صاحبہ؟

ہمارے چشم دید واقعات دربارۂ استجابت دعا اس قدر ہیں کہ اگر سب لکھنا چاہیں تو ایک مستقل کتاب بنجاتی ہے ہم نے چند ایک نمونہ اس جگہ بہت مختصر طور سے درج کردئے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ اُن کا خدا تعالیٰ سے کس قدر تعلق ہے حتّٰے کہ جس پر وہ ناراض ہوجائیں اللہ تعالیٰ بھی اُن پر ناراض ہوجاتا ہے اور جس پر وہ خوش ہوں اللہ تعالیٰ بھی اُن پر خوش ہوتا ہے غرض اُن کی ہر دعا بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے مصالح اور حکم کے خلاف نہ ہو تو ضرور ہی قبول ہوجاتی ہے اور فی الاصل دیکھا جائے تو کوئی دعا بھی رد نہیں ہوتی ہاں اللہ تعالیٰ کی مصلحت کے رُو سے اگر اُس صورت میں پوری نہ ہو جو دعا کرانے والے کی منشاء ظاہری ہو لیکن پھر بھی وہ کسی اور بہتر صورت میں جو اُس کی ذات کے مناسب ہو پوری ہوجاتی ہے کبھی جلدی اور کبھی دیر میں لیکن

انسان کو چاہیئے کہ اخلاص اور صبر کو ہاتھ سے نہ دے ٭

اکتیسویں فصل

اس باب میں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو غیب کی خبروں سے آگاہ کرتا ہے

آجکل ہم ایک ایسے زمانہ میں ہیں جو سراسر مادہ پرستی کا زمانہ ہے اور جا بجا میٹیریلزم (مادہ) کا شور ہے۔ جسکو دیکھو اسبابِ دُنیا میں مستغرق اور جدھر نگاہ اُٹھاؤ ہر نفس مادی دنیا پر مرمٹ رہا ہے۔ خدا کی یاد دلوں سے بالکل جاتی رہی ہے اور ہر متنفس انہماکِ دنیا کی وجہ سے گویا زبانِ حال سے اقراری ہے کہ کوئی ہمارا خالق کوئی مالک۔ کوئی اس دُنیا کا پیدا کرنے والا نہیں لہذا اشد ضروری تھا کہ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا کہ میں ہوں۔ اور تم سب انسان حیوان۔ شجر و حجر۔ زمین و آسمان۔ سیارے اور ستارے۔ بادشاہ و گدا میرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ چنانچہ جیسے کہ زمانۂ قدیم سے نبیوں نے خبر دی تھی اور جیسے کہ قدیم نوشتوں میں تھا کہ آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ کا ثبوت دیگا۔ اور عاجز انسانوں سے ایک گمنام کس مپرس انسان کو اُسی طرح کھڑا کریگا جس طرح وہ پہلے کرتا آیا تھا۔ اور اُس کے ذریعہ وہ اپنا چھپا ہوا چہرہ ظاہر کریگا اور اہلِ دُنیا پر آفتابِ نصف النہار کی طرح عیاں کردیگا کہ میں ہوں اور میں میٹیریلسٹوں اور مادہ پرستوں کی تمام تدابیر کو اپنی تدابیر کے سامنے نیست و نابود کردونگا اور اس عاجز انسان کو جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے ممسوح کیا ہے تمام دُنیا کے مقابلہ میں غالب کرکے دکھادونگا۔ تمہاری یونیورسٹیوں تمہارے کالجوں تمہارے درسگاہوں کے تعلیم یافتہ جو انتہائی تعلیم کا کورس پورا کرکے اعلےٰ سے اعلیٰ درجہ کی اسناد حاصل کرچکے ہیں ایک گاؤں کے گوشہ گزین اُمّی کے سامنے طفلِ مکتب سے زیادہ وقعت نہیں رکھینگے۔ تمہارے فلاسفر تمہاری منطقیں

تمہارے سائنس اُس کے مقابلہ میں ہیچ ہو جائینگے اور ایسے دَور میں جبکہ علم کے دربار موجزن ہوں ایک عاجز انسان جس نے نہ کسی یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہو اور نہ کسی اعلیٰ درجہ کے بیت العلوم میں زانوئے ادب خم کیا ہو سب پر سبقت لیجائیگا کیا یہ اُسکی قدرت کاملہ کا ایک کرشمہ نہیں ہے ذیل میں اُس خدائے لایزال کی ہستی کے بڑے بھاری ثبوتوں میں سے ایک یہ ثبوت ہے کہ اس نے اپنے ایک عاجز بندے حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر بذریعہ الہام ایسے امور غیبیہ پر جو نہ کسی قیافہ دان کے قیافہ نہ کسی رمال کی اٹکل نہ کسی نجومی کی نہری پیش از وقت تجویز کر سکتی ہے مطلع فرمایا اور اُس نے ڈنکے کی چوٹ اخباروں اور رسالوں میں بلا دھڑک شائع کیا اور وہ کچھ عرصہ کے بعد اُسی طرح ظہور میں آیا پیشتر اس کے کہ ہم نظائر پیشگوئی پیش کریں اس بات کا بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ عقلمند جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کو غیب پر آگاہی نہیں لا یعلم الغیب الا اللہ اس پر شاہد ناطق ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ انبیاء رسولوں اور اولیاء اللہ کو گاہے گاہے غیب سے بھی آگاہ کرتا ہے جس کی تصدیق آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سے ہوتی ہے دیکھو سورۃ الجن رکوع ۲ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ یہ قوت غیب اُن میں دائمی پیدا ہو جاتی ہے ہرگز نہیں جس امر میں اللہ تعالیٰ مناسب سمجھتا ہے اپنے خالص بندوں کو اُس پر آگاہ کر دیتا ہے ورنہ نہیں بہرحال کسی انسان کا اس میں دخل نہیں ہوتا جس انسان پر چاہے غیب کا پردہ کھول دے لیکن انسان اپنے طور پر کوئی غیب کی بات معلوم نہیں کر سکتا اللہ ہی علام الغیوب ہے پس وہ لوگ جو قصوں کہانیوں میں بعض بزرگان کی نسبت کہدیا کرتے ہیں کہ میرا پیر میری ہر بات کو سنتا اور میرے ہر فعل کو دیکھتا ہے سراسر جھوٹ اور افترا ہے کسی بزرگ کو خواہ وہ کیسے ہی پایہ کا ہو یہ قدرت حاصل نہیں کہ اُس کی ذات میں غیب کی طاقت ہو ہاں خدا تعالیٰ جس کو چاہے کسی کی حالت پر گاہے گاہے کشفی طور سے یا رویا میں یا الہام کے ذریعہ آگاہی کر دے ورنہ انسان بے بنیان کا کیا مقدور ہے کہ اس میں خدائی صفات آ جائیں ہمارا یہ ایمان ہے اور تاریخ گواہی دیتی ہے کہ انبیاء اور رسولوں اور محدثوں اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ بعض راز سربستہ پیش از وقت بتلاتا رہا ہے اور اب بھی بتلاتا ہے ہم اپنے الہام میں اکثر مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ سے الہام پا کر پیش از وقت بعض امور بیان کرتے ہیں اور وہ اُسی طرح وقوع میں آتے ہیں چنانچہ ہم ذیل میں

بعض پیشگوئیاں درج کرتے ہیں جو پیش از وقت بذریعہ تحریر یا تقریر ظاہر ہیں اور پھر ان کا وقوع جلدی یا بدیر بعینہٖ اسی طرح ہوا جس طرح ظاہر کیا گیا تھا۔

نمونہ ہائے پیشگوئیاں پولیٹکل و غیر پولیٹکل

(۱) سلطنت ٹرکی کی نسبت پیشگوئی

۱۸۹۷ء میں ایک شخص حسین کامی جو کراچی میں گورنمنٹ ٹرکی کی طرف سے ایک قونصل تھا وہ دارالامان قادیان میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جس کا مفصل حال دوسری جگہ درج ہے اس کی مخالفت کرنے پر حضرت مسیح موعود نے ایک اشتہار نکالا جس میں رومی سلطنت کی نسبت یہ الفاظ تھے۔ رومی سلطنت میں جس قدر لوگ ارکانِ دولت سمجھے جاتے ہیں اور سلطنت کی طرف سے کچھ اختیار رکھتے ہیں ان میں ایسے لوگ بکثرت ہیں جن کا چال چلن سلطنت کو مضر ہے کیونکہ ان کی عملی حالت اچھی نہیں۔ آگے لکھا ہے۔ ٹرکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے تاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت رکھنے والے ہیں۔ یہ تو اشتہار کا خلاصہ ہے مگر کتاب تریاق القلوب میں جو اس اشتہار کے بعد لکھی گئی ہے یوں لکھا ہے سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی اچھی حالت نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ آج ۱۸۹۷ء سے ۱۷ نومبر ۱۹۱۲ء تک ۱۵ سال ہوتے ہیں اس وقت جو ٹرکی کی حالت ہے کیا اس کی تصدیق لفظ بلفظ صادق نہیں آتی کیا رومی سلطنت کے تاگے ٹوٹ نہیں گئے سلطان عبدالحمید خان صاحب سے ارکین نے غداری نہیں کی کیا ارکانِ دولتِ سلطنت ٹرکی نے ملک اور قوم

سے غداری نہیں کی۔ کیا یونان کو ایک غدار ملک نہیں کہ جس نے [illegible] وہ جنگ شروع کیا تھا۔ کیا اس
میں حقی پاشا نے طرابلس کی نسبت غداری اور قوم فروشی کا ثبوت نہیں دیا۔ کیا ریاستہائے
بلقان و یونان کو متفقہ کوشش سے کسی غدار ملک نے سلطنت ٹرکی پر چڑھائی کرنے کی جرأت
نہیں دلائی۔ اور کیا موجودہ صورت میں ٹرکی کا انجام اچھا نظر آرہا ہے۔ کیا کوئی
صاحب کانشنس اور حق پسند اس بات سے انکار کر سکتا ہے خدا کے مرسل کی باتیں
پوری ہوئیں کہ نہیں۔ لیکن اب تم کو ایک خوشخبری بھی سناتا ہوں۔ اُس خدا کے برگزیدہ نے
سنہ [illegible] میں یہ الہام بھی شائع کیا جو کئی بار رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں اور نیز اخبار بدر و الحکم
میں شائع ہوا غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ۔ یعنے ٹرکی مغلوب ہونیکے بعد

(۲) جاپان کی نسبت پیشگوئی +

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نے بالہام الٰہی شائع کیا کہ ایک مشرقی
طاقت اور کوریا کی نازک حالت۔ جنت آشیاں مجدد دوران حضرت عالمگیر اورنگزیب
رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ملک ہندوستان کی ایسی حالت نہیں ہوئی تھی کہ اُس کو طاقت سے
منسوب کریں یا کم از کم زوال دولت مغلیہ کے بعد لفظ طاقت کا اطلاق ہرگز صادق نہیں
آسکتا تھا۔ ہندوستان کے سوا اور جس قدر ایشیائی سلطنتیں تھیں صحیح معنوں میں لفظ
پاور یعنے طاقت کا اطلاق اُن میں سے کسی پر صادق نہیں آتا تھا۔ مگر اس [illegible]
ہستی نے اپنی ہستی کا اقرار کرانے کے لئے اپنے اس مامور سے کہلوا دیا کہ ایک مشرقی
ایک سلطنت پیدا ہونیوالی ہے جو طاقت کہا جائیگا اور اُس کے ساتھ ہی کوریا کی حالت
نازک ہوجائیگی۔ یہ کسی کے شان و گمان میں بھی نہ تھا کہ جاپان جو ایک الگ تھلگ چھوٹا سا
جزیرہ ہے وہ اس قدر زور پکڑیگا کہ اُس کے ہاتھوں کوریا کی حالت خطرناک ہوجائیگی۔ اور
وہ یوروپ کی سب سے زبردست طاقت کو جس سے سارا یوروپ کانپتا تھا نیچا دکھا کر
طاقت ہائے میں شمار ہوگا۔ مگر کیا خدا کے فرستادہ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ جوں کے
تیوں پورے نہیں ہوئے۔ غور کرنے والے دل غور کریں اور عبرت حاصل کرنے والے عبرت پکڑیں
کہ خدا کی قدرتوں پر شک کرنا کہاں تک درست ہے +

(۳) ایران کی نسبت پیشگوئی +

جنوری ۱۹۰۶ء میں جبکہ ایران کی حالت اچھی تھی اور کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایران عنقریب برباد اور تباہ ہونیوالا ہے۔ یہ الہام ہوا تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد شاہِ ایران کے محل میں سخت تزلزل اور تباہی آئی۔ قدیم الایام سے ایران کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ہے۔ تھوڑا عرصہ گذرنے نہیں پایا تھا کہ رعایا نے بغاوت اختیار کر کے محمد علیشاہ شاہِ ایران کو معزول کر دیا اور اُس کے سپاہ و لشکر کو ہزیمت اور شکست دیکر بھگا دیا۔ شاہ ایران نہایت ذلت کے ساتھ جان بچا کر شاہِ روس کے پاس پناہ گزین ہوا اور اُس کا سارا ملک غیر اقوام کے قبضۂ تصرف میں آگیا۔ اور ابتک اسکا حال سو بہ تنزل ہے۔ آئے دن کشت و خون ہو رہا ہے اور سخت فتور برپا ہے۔ اب بتاؤ جب حسب مضمون الہام واقعات نے دکھا دیا کہ محل کسریٰ میں سخت تزلزل آیا جس کی کل ابھی تک نہیں بیٹھی تو پھر بتاؤ عالم الغیب ہستی کے سوا کسی کی طاقت ہے کہ وہ ایسی خبر عظیم الشان پیش از وقت ظاہر کر سکے +

۴۔ بنگال کی نسبت پیشگوئی +

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ جب لارڈ کرزن بہادر وائسرائے ہند نے تقسیم بنگالہ کی اہل بنگالہ نے سخت مخالفت کی اور جہانتک ممکن تھا انہوں نے اسکی چارہ جوئی بھی کی۔ ولایت تک مقدمہ پہنچا مگر ولایت سے بھی یہی فیصلہ ہوا کہ اب یہ حکم منسوخ نہیں ہو سکتا کیونکہ مصلحتِ ملکی کے بالکل منافی تھا اگر حکمِ تقسیم منسوخ ہو جاتا۔ جب بنگالیوں نے دیکھا کہ کاغذی گھوڑوں اور قلم کی تلوار کارگر نہیں تو فرائش وغیرہ میں جا کر سب سازی میں مہارت پیدا کر کے تمام ملکِ ہند میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتشِ مخالفت مشتعل کر دی۔ جگہ بجگہ بلوے شروع ہو گئے اور بہت سے بے قصور شریف انگریز بم کے شکار ہوئے۔ تجارت انگریزی بند کر دی گئی۔ حتےٰ کہ پنجاب کے آریوں اور بمبئی کے مرہٹوں نے بھی وہی وطیرہ اختیار کر لیا جو اہل بنگال نے کر لیا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہتوں کو سزائیں ہوئیں۔ بہت پکڑے گئے۔ کئی ایک جلا وطن کئے گئے اور ملک میں اس سرے سے دوسرے سرے تک خلل اور بے امنی کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ مگر باوجود اس کے وزیر ہند اور پارلیمنٹ نے بھی یہی فیصلہ سنایا کہ تقسیم بنگال کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتی۔

اس وقت میں خدا کے مرسل۔ خدا کے فرستادہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب

کو خداوند تعالیٰ نے بذریعہ الہام خبر دی کہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُن کی دلجوئی ہوگی۔ چنانچہ بادشاہ جارج پنجم بہادر بہ تقریب دربار تاجپوشی ہندوستان میں تشریف لائے تو عین دربار کے موقع پر فرمایا کہ ہمیں اہل بنگالہ کی دلجوئی منظور ہے اس لئے ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ بنگال مغربی اور شرقی کو ملحق کر دیتے ہیں اور آسام کو جو بنگال شرقی میں شامل تھا علیحدہ کرکے چیف کمشنر کے ماتحت کرتے ہیں اور بہار اور اڑیسہ کو بنگال سے علیحدہ کرکے ایک الگ صوبہ قرار دیتے ہیں جہاں ایک لفٹنٹ گورنر حکومت کریگا اور بنگالہ میں بجائے لفٹنٹ گورنر کے گورنر مقرر کرتے ہیں اور کلکتہ کی بجائے آئندہ دارالخلافہ دہلی کو مقرر کرتے ہیں۔ صرف یہ لفظ شہنشاہ ہند کی زبان مبارک سے نہیں نکلے خود نائب السلطنت ہند جناب لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر بالقابہ کی تحریر سے بھی دلجوئی ہی کے لفظ نکلے چنانچہ جو تحریر انہوں نے ولایت میں وزیر ہند کے نام بھیجی تھی اس میں یوں لکھا ہے اسکا ایک بھاری مقصد اہل بنگالہ کی دلجوئی ہے۔ اب بتاؤ یہ کسی انسان کا منصوبہ ہو سکتا ہے کہ وہ ۶ سال پہلے یعنے ۱۹۰۶ء میں پیشگوئی شائع کرے اور دسمبر ۱۹۱۱ء و ۱۹۱۱ء میں ہو بہو انہیں الفاظ میں پوری ہو جائے جو خدا کے فرستادہ نے زبان مبارک سے فرمائے تھے اس سے بڑھکر اُن کی صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

(۵) لارڈ کرزن بہادر سابق وائسرائے ہند کی نسبت اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ کی تصدیق

لوگ یہ سنکر متعجب ہونگے کہ ہیں لارڈ کرزن صاحب بہادر کی نسبت کب پیشگوئی ہوئی۔ سو واضح ہو کہ جائے تعجب نہیں۔ کیا آپ نے یہ الہام نہیں سنا اور نہیں دیکھا جو بکثرت اخباروں اور کتابوں میں شائع ہوا ہے۔ وہ الہام یہ ہے اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ۔ یعنے میں اُن کی اہانت کرونگا جو تیری اہانت کرینگے۔ یہ الہام ایسا وسیع ہے کہ سب اُن لوگوں پر جو اہانت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرینگے اُن سب پر اُسی قسم کی اہانت کا وقوعہ ہوگا جس طرح وہ اہانت کے مرتکب ہونگے۔ اور ہم نے بچشم خود دیکھ لیا کہ جس جس شخص نے جس جس قسم کی اہانت کی وہ اُسی اہانت کے نیچے آئے اگر اُن کی فہرست دینا چاہیں تو بہت بڑی فہرست بن جائے اب ہم اصل مدعا کیطرف آتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جب اہل ہند کے فرقہائے مختلفہ کو دیکھا کہ وہ لوگ

گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف بدظن ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی فراست خداداد سے محسوس کر لیا کہ ان میں بھی اس مرض کا اثر ہو چلا ہے تو انہوں نے ایک ایسا پہلو سوچا جسکے سرانجام ہونے پر مابین سرکار برطانیہ واہل اسلام ایک شدید تعلق محبت پیدا ہو جاویگا اور اہل اسلام گورنمنٹ کے از حد ممنون احسان ہو کر نہایت وفاداری اور کامل اخلاص کا ثبوت دینگے کیونکہ مسلمان ایک ایسی قوم ہیں کہ جو اُن سے کوئی احسان کرے تو اس کا دل سے شکرگذار ہوتے ہیں اور جب ایک دینی پہلو سے ان پر احسان ہو جائے تو پھر وہ اس قدر ممنون احسان ہو جاتے ہیں کہ بس کی حد نہیں چنانچہ اس بنا پر ایک میموریل تیار کیا جس میں انہوں نے لکھا کہ جمعہ کے روز مسلمانوں کو رخصت ملنی چاہیے یا کم از کم نصف روز کی رخصت ضرور ہونی چاہیے اسپر ایک کثیر تعداد مسلمانان پنجاب و ہندوستان کے دستخط کرا کر اسکو بحضور لارڈ کرزن صاحب بہادر روانہ کیا۔ مگر افسوس صد افسوس لارڈ موصوف نے اسکی تہ کو نہ سمجھا اور اس غایت اور مقصد سے بے خبر رہکر اس میموریل پر جو سخت اہمیت لیئے ہوئے تھا بے توجہی سے اور لاپرواہی سے ردی میں پھینک دیا۔ اس قسم کی اہانت کو جو خدا کے پیارے بندے کے فرستادہ سے ہوئی وہ غیور مالک الملک جسکے قبضہ قدرت میں ملکوت السموات والارض ہے کب گوارا کر سکتا تھا بہت عرصہ گذرنے نہیں پایا تھا کہ قہار خدا نے لارڈ موصوف کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ جسکا واقعہ یوں ہے کہ ایک امر میں لارڈ کچنر بہادر کمانڈر انچیف افواج ولایت ہندوستان و لارڈ کرزن صاحب بہادر وائسرائے ہند کے مابین ایک تنازعہ پیدا ہوا اور اسکی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر دو صاحبان بہادر نے الگ الگ ولایت میں لکھ دیا کہ اگر اُن کی بات نہ مانی گئی تو اُنکا استعفا منظور کیا جائے اس امر میں لارڈ کرزن بہادر حق بجانب تھے کیونکہ اول تو قائمقام بادشاہ تھا اور ہمیشہ سے دستور بھی ہے کہ تمام جنگی لاٹ وائسرائے ہند کے ماتحت رہتے ہیں اور وائسرائے کی مرضی کے برخلاف کمانڈر انچیف کبھی کوئی کارروائی نہیں کرتے رہے مگر چونکہ وہ ایک خدا کے فرستادہ کی درخواست کو جو سراسر گورنمنٹ کی بہبودی کیلئے تھی اور گورنمنٹ کے لیے نہایت مفید تھی مسترد کر چکا تھا اس لیے ضروری تھا کہ اُس کی بھی ایسی ہی اہانت ہوا اور وہ اپنی زندگی میں ویسی ہی اہانت مشاہدہ کرے جیسی اُس نے خدا کے مامور کی اسلیئے ولایت کی کیبینٹ نے لارڈ کرزن کی تجویز مسترد کر دی استعفا کو منظور کر لیا اور اُن کی درخواست بھی اسی طرح پھینک دی گئی اور لارڈ

لیجر بہادر کی رائے کو پسند کر لیا گیا۔ اب یہ ایک حیرت ناک فیصلہ ہے کہ جو ولایت میں سے جب
سے گورنمنٹ برطانیہ کا قدم اس ملک ہندوستان پر آیا ہے جب سے وائسرائے آتے
رہے ہیں اور سب بڑی عزت اور حرمت کے ساتھ واپس گئے ہیں۔ صرف ایک لارڈ کرزن صاحب
بہادر ہی ہیں جنکے ساتھ ایسا سلوک ہوا کیا یہ بات کسی اتفاق پر محمول ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں ایسا
ہیٹر ٹیلسٹ اور مادی دنیا کے کیڑے کچھ ہی خیال کریں مگر ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ کوئی امر بغیر علت
معلول کے نہیں ہو سکتا۔ پہلے کیوں کسی کے ساتھ ایسا نہ ہوا اور کیوں صرف لارڈ کرزن صاحب بہادر کے ساتھ ایسا واقعہ
ہوا اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہے کہ اُس نے خدا کے مامور کی کوئی قدر نہ کی خدا نے
کیبنٹ کے دلوں کو اُس کی طرف سے پھیر دیا اور اس کی بے قدری ہوئی کیونکہ اُس کے زمانہ میں
ایک خدا کے مرسل نے درخواست دی اور اُس نے اُس پر کچھ پروا نہ کی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا
کہ خدا تعالیٰ نے اُس کی درخواست کو بھی اسی طرح مسترد کروا دیا جس طرح اُس نے خدا کے پیارے
اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کی مسترد کی تھی فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔ کہاں
ہیں ہیٹر ٹیلسٹ آئیں اور اسکا سبب بتائیں +

(۶) نواب لفٹننٹ گورنر ینگ صاحب بہادر سابق لفٹننٹ گورنر پنجاب کی نسبت الہام مذکور کی تصدیق +

اگر کوئی یہ کہے کہ اتفاق زمانہ سے جناب لارڈ کرزن بہادر سابق وائسرائے ہند کے
ساتھ ایسا معاملہ ہو گیا تو لو ہم ایک اور صاحب کی نسبت ثبوت دیتے ہیں جو چھوٹے لاٹ
صاحبِ پنجاب تھے۔ اُن کے زمانہ گورنری میں بالخصوص لاہور و امرتسر کے پادریوں نے
حضرت مسیح موعود پر ایک جھوٹا اقدامِ قتل کا مقدمہ کھڑا کر دیا تھا۔ اور یہ مقدمہ بڑا طول کھینچا اور
اُس میں بڑی تحقیقات ہوتی رہی۔ جناب ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بذاتِ خود تحقیقات میں
مصروف رہے اور کامل تحقیقات کے بعد بالآخر صاحب بہادر کو یقین ہو گیا کہ یہ مقدمہ سراسر بنایا
ہے اور پادریانِ امرتسر کی شرارت سے بنا ہے جس شخص کو پادریوں نے سکھلا کھسلا کر رپورٹ
کرادی تھی اخیر کو اُس نے اقرار کر لیا کہ مجھے اس طرح ان پادریوں نے سکھلایا ہے صاحب بہادر
نے حضرت مسیح موعود کو عزت کے ساتھ بری کر دیا اور چونکہ اُس شخص کو قانوناً حلف دروغی میں سزا
ملنی ضروری تھی مگر جناب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تمام تحقیقات میں دیکھ لیا تھا کہ پادریوں کی سراسر

شرارت ہے اور شخص بوجہ افلاس و دنیاداری ان کے پنجہ پھنس گیا تھا جس طرح پادریوں نے
چاہا اس سے کہلوا دیا اس لیے اسکو وجب الرحم سمجھکر رہا کردیا اور وہ کہیں بھاگ گیا۔ یہ بات جناب ینگ
صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب کو ناگوار ہوئی انہوں نے دوبارہ اس لڑکے کو گرفتاری کا
حکم صادر فرمایا اور اسکو پکڑوا کر سہ بارہ اس کے بیان لینے کا حکم دیا تاکہ کوئی صورت دوبارہ
مقدمہ کے چلانے کی پیدا ہو جائے اور جناب مسیح موعود ماخوذ ہو جائیں چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے
راستباز بندے کی عزت ظاہر کرنی تھی اسلیے باوجود بڑی دھمکیوں کے وہ شخص اپنے آخری
بیان پر برابر قائم رہا جو وہ بحضور ڈگلس صاحب بہادر دے چکا تھا اور کہا کہ میرا یہی بیان
بالکل سچا اور درست ہے۔ اس پر اسکو چند ماہ کی قید کردی گئی مگر غیرت خداوندی نے یہاں بھی
سکوت نہ کیا جناب لارڈ کرزن بہادر صاحب وائسرائے ہند کے دل میں جناب ینگ صاحب
بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب کی نسبت ایسا ڈالدیا کہ وہ انکا سخت مخالف ہو گیا۔ بلکہ ایسے الفاظ تحریر
کئے کہ جنکو لفٹننٹ گورنر بہادر برداشت نہ کر سکے اور استعفا دینے پر مجبور ہوئے اور استعفا بڑی خوشی سے
قبول کر لیا گیا۔ اب بتاؤ کیا یہ بھی اتفاق پر مبنی ہے صرف اس لفٹننٹ گورنر بہادر نے علانیہ مخالفت
کی تو انکو غضب الہٰی سے یہ سزا ملی۔ کیا کوئی نظیر پہلے بھی ایسی کوئی پیش کر سکتا ہے کہ فلاں لفٹننٹ گورنر صاحب
بہادر کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا تھا۔ کیا ان سب باتوں کو اتفاق پر محمول کریں غرض اس قسم کے
واقعات تو سینکڑوں ہیں مگر ہم انہیں مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ اب کوئی دل ایسا ہے کہ ان
واقعات سے عبرت حاصل کرے +

(۷) سلطنت روم کی مغلوبیت کے بعد اس کے غالب آنیکی نسبت پیشگوئی

یوں تو حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تائید میں
خدائے تعالیٰ نے آسمانی اور زمینی نشانات اس قدر دکھائے ہیں کہ جن کا شمار کرنا نہ صرف مشکل
بلکہ ناممکن ہے۔ اور ان کا ایک حصہ کتب سلسلہ مثلاً حقیقۃ الوحی۔ سراج منیر۔ تریاق القلوب کتاب البریہ
نزول المسیح وغیرہ میں مندرج ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ پیشگوئیوں کا سلسلہ خدائے تعالیٰ نے
اسی واسطے رکھا ہے کہ یہ آسمانی نشانات اور خوارق العادت معجزات لوگوں کو راہ حق پہچاننے
اور ان میں ایمان پیدا کرنے کا باعث ہوں کیونکہ علم غیب سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں
جانتا اور اگر کوئی خدا کا بندہ خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر ایک امر کا اعلان کرتا ہے جس کا وقوع

ہیں آنا مادی نظروں میں دُور از قیاس نظر آتا ہو۔ اور وہ امر واقع ہو جائے تو وہ مامور کے منجانب اللہ اور راستباز ہونے پر قوی دلیل ٹھیرتا ہے۔ اس وقت ہم صرف ایک تازہ نشان کا ذکر کرتے ہیں جو ابھی حال میں واقعہ ہوا ہے +

۴ جنوری ۱۹۰۴ء کو خدا تعالیٰ کے اُس مامور پر جو ایسے مطاع محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیطرح کل عالم کے لئے ۔ ۔ ۔ ہزار ہفتم کے سر پر دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا وحی الٰہی نازل ہوئی غُلِبَتِ الرُّومُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ؁ اس وحی الٰہی کا ترجمہ یہ ہے کہ رومی قریب کی زمین میں مغلوب ہو گئے مگر مغلوب ہونے کے بعد وہ پھر غالب ہو جائینگے پیشگوئی اُسی وقت سلسلہ احمدیہ کے اخبارات و رسائل اور علیحدہ اشتہارات کی صورت میں شائع ہو گئی تھی۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اُس پر اعراب بھی لگائے گئے تاکہ اس کے معنوں میں کسی کو تصرف کرنے کی گنجایش نہ رہے۔ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔ اس پیشگوئی کو شائع ہوئے ۹ سال کے قریب ہو گئے تھے۔ اور کسی کو سوائے اُس علیم و خبیر کے جس کی طرف سے یہ وحی نازل ہوئی تھی۔ ہرگز یہ خبر نہ تھی کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوگی۔ آخر یکایک ۱۹۱۲ء کے اواخر میں یورپ کی چند چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے جھتا کیا۔ اور خفیہ طور پر باہم عہد و پیمان کر کے سلطنت روم کے اُس حصہ پر جو یورپ میں واقع ہے حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا ناگہانی تھا کہ سلطنت روم اس کے لئے بالکل تیار نہ تھی۔ اور ابھی رومی سلطنت کے لوگ پورے طور پر سنبھلنے نہ پائے تھے کہ دشمن نے سلطنت روم کے شہر اور قلعے یکے بعد دیگرے فتح کرنے شروع کر دیئے ایک بھاری قلعہ قرق کلیسیہ فتح کیا پھر مقام لولی برگاس کی بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ اور خلافِ امید رومی افواج کو سخت افسوسناک شکست ہوئی۔ رومیوں کو شکست ہونے کا مطلق خیال تک بھی نہ تھا۔ اور نہ ہی دول یورپ کو اس بات کا وہم و گمان تھا کہ ترک بہادر اس طرح سے شکست کھائینگے۔ بلکہ اس کی نسبت یہ امید تھی کہ ترک فتح حاصل کرینگے۔ اسی لئے تو دول یورپ نے جھٹ کہہ دیا کہ فتح کا ثمرہ کسی کو نہیں ملیگا۔ اور نہ ہی حدود سلطنت میں کوئی تبدیلی ہوگی تاکہ فتح کی صورت میں ترک اپنی حدود کو وسیع نہ کر سکیں۔ مگر خلافِ امید سخت افسوسناک شکست ہوئی اور ان شکستوں کو دیکھ کر ایک دنیا حیران رہ گئی۔ کیونکہ اس سے پہلے جنگوں میں یورپ کی سلطنتیں ترکی سپاہیوں کی شجاعت اور قوت کا مزہ چکھ چکی تھیں اور ان سپاہیوں کی بہادری کل اہل یورپ کے نزدیک مسلم تھی جیسی شکست

اس جنگ میں رومیوں کو پہنچی اس کا جنگ کے ابتدا میں کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اور یہ شکست بھی ایک حیرتناک ماجرا تھا۔ جو دنیا کی تاریخ میں عجائبات کی فہرست میں لکھنے کے قابل ہے آخری قلعہ جو دشمن نے فتح کیا وہ ایڈریانوپل کا مشہور قلعہ تھا اس قلعہ کا فتح کرنا تھا کہ رومیوں کی طاقت خاک میں مل گئی۔ اور نہایت ہی شرمناک شرائط پر ان کو دشمن کے ساتھ صلح کرنی پڑی۔ اور یورپ میں جتنا علاقہ سلطنت روم کے ماتحت تھا وہ قریبًا سارا اُن کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور دنیا نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کر دیا کہ اب رومی ہمیشہ کے لیے یورپ میں سے خارج کئے گئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ایک مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ کا قول نقل کرتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے کہ مفتوحہ علاقوں میں خواہ کسی کی حکومت ہو اور خواہ کیسے کیسے تغیرات واقع ہوں۔ مگر ایک امر جو قطعی طور پر فیصلہ شدہ ہے وہ یہ ہے کہ اُن علاقوں میں رومی لوگ پھر ہرگز داخل نہیں ہو سکتے" (دیکھو مسلم ورلڈ بابت اپریل ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۲۰) اور ظاہری حالات کو دیکھ کر اس مسیحی رسالہ کی پیشگوئی بالکل درست معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ اس لڑائی کے بعد رومی سلطنت کی حالت بالکل ناگفتہ بہ تھی اور خود ترکوں نے اپنے عجز کو تسلیم کر لیا تھا۔ مگر خدا ئے تعالیٰ کے کام بھی عجیب ہیں۔ بے شک رومی لوگ کئی وجوہات سے اس بات کے ناقابل ہو گئے تھے کہ خود دشمن پر کوئی غلبہ حاصل کریں اور اگر اُن میں کوئی طاقت باقی ہوتی تو وہ نہایت ہی شرمناک شرائط پر سخت ذلت کے ساتھ دشمن سے صلح پر کیوں آمادہ ہوتے لیکن خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ کمزور اور ضعیف رومی بھی غلبہ پانے کے قابل ہو گئے۔ ان اسباب کی تفصیل یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خود فاتح دشمنوں کے اندر جنگ چھیڑ دی۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ جنگ شروع کرنے سے پہلے خود ان حملہ آور ریاستوں کو یہ امید نہیں تھی کہ ہمیں ترکوں پر اس قدر فتوحات حاصل ہوں گی۔ جو فتوحات ان کو خدائے تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق حاصل ہوئیں وہ خود ان کی اپنی امیدوں سے کئی درجے بڑھ چڑھ کر تھیں اسی لئے انکے پہلے عہد و پیمان کے مطابق مفتوحہ ملک کا تقسیم کرنا ایک مشکل امر تھا ان ریاستوں کے نام یہ ہیں (۱) بلگیریا (۲) سرویا (۳) مانٹی نگرو (۴) یونان ان چار متحدہ ریاستوں میں سے اِس جنگ میں جس ریاست نے بہت کامیابی اور دوسروں کی نسبت زیادہ فتوحات حاصل کیں۔ وہ بلگیریا کی ریاست ہے۔ جو بھاری جنگ لولے برگاس کے مقام پر چار دن تک جاری رہی تھی وہ بھی رومیوں اور بلگیریا کی فوجوں کے مابین ہی ہوئی قرق کلیسیہ کا قلعہ بھی

بلگیریا کی فوجوں نے ہی فتح کیا۔ ایڈریانوپل کا محاصرہ کرنے والے بھی یہی لوگ تھے۔ اور انہوں نے ہی ایڈریانوپل پر قبضہ کیا۔ غرض بڑا بھاری دشمن ترکوں کا اس جنگ میں بلگیریا ہی تھا اور اسی ریاست سے رومی سلطنت نے بھاری شکستیں کھائیں اور جو جنگ اَدْنَى الْأَرْض یعنے اُس زمین میں جو روم کی دارالسلطنت کے قریب ہے ہوئی۔ اُس میں سلطنت روم کی مدمقابل بلگیریا کی ہی ریاست تھی۔ اور غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ کا الہام صحیح معنوں میں بلگیریا ہی کے ہاتھوں سے پورا ہوا اب چونکہ ریاست بلگیریا نے اس جنگ میں بڑا بھاری حصہ لیا تھا۔ اور فتح کا جھنڈا دراصل اسی کے ہاتھ میں تھا۔ اسی لئے اس نے چاہا کہ ممالک مفتوحہ کا زیادہ حصہ مجھے ملے۔ چونکہ ترکوں جیسی بہادر قوم پر بلگیریا کو فتح نمایاں حاصل ہوئی اس لئے وہ بہت گھمنڈ میں آگیا۔ اور دوسری ریاستوں کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر ان کے علاقوں میں دست برد شروع کردی۔ اس پر یونان اور سرویا دونوں نے بلگیریا کا مقابلہ کیا۔ اور بلگیریا کو شکست پر شکست ملنے لگی سخت کشت و خون ہوا۔ اور سرویا و یونان نے چند دنوں میں ہی بلگیریا کا گھمنڈ توڑ دیا۔ ادھر ایک اور ریاست رومانیا نام کھڑی ہوگئی۔ اور اُس نے بھی بلگیریا پر حملہ کردیا۔ اس طرح بلگیریا سب طرف سے نرغے میں آگیا۔ اور ان دشمنوں نے مل کر بلگیریا کی خوب خبر لی اور اس کی ساری طاقت کو توڑ دیا۔ خدائے تعالیٰ چاہتا تھا کہ اب ترکوں میں یہ طاقت نہیں رہی کہ وہ اپنے خونی دشمن بلگیریا کا مقابلہ کرسکے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کردئے کہ جس دشمن نے اَدْنَی الْاَرْضِ میں رومیوں کو شرمناک شکستیں دے کر رومیوں کے بازو توڑ دئے تھے خود اسی کے ساتھیوں کو اس پر مسلط کردیا اور اسکو ایسا کمزور اور ناتوان کردیا کہ رومیوں کو باوجود اپنی کمزوری اور بے سروسامانی کے یہ حوصلہ ہوگیا کہ وہ اپنے دشمن پر حملہ کریں یہ ایک موقعہ تھا جو غیب سے رومیوں کو میسر ہوا۔ چنانچہ اخبار پایونیر مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء اس موقعہ کی نسبت جو ترکوں کو دوبارہ غلبہ حاصل کرنے کا ملا ہے بایں الفاظ لکھتا ہے +

AN OPPORTUNITY FROM THE SKY

یعنے "یہ موقعہ جو ترکوں کو دوبارہ غلبہ حاصل کرنے کا ملا ہے۔ یہ آسمان سے ملا ہے" اور پھر کہتا ہے کہ انہوں نے اس موقع سے خوب مستعدی کے ساتھ فائدہ حاصل کیا ہے چنانچہ

اب رپوٹر کے تار مظہر ہیں۔ کہ رومیوں نے وہ تمام بڑے بڑے مقامات جو ادنی الارض میں واقع تھے۔ دوبارہ فتح کر لیئے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذٰلک +

اس طرح خدائے تعالیٰ نے اپنی وحی کے دوسرے حصہ کو بھی آسمان سے اسباب پیدا کر کے دنیا کے وہم وگمان کے برخلاف پورا کر دیا۔ اور جس دشمن نے ادنی الارض میں سلطنت روم کو شکست دی تھی۔ اُس پر پھر رومیوں کو غالب کر دیا ہے اور یورپ کی سرزمین میں اپنے مسیح کی صداقت کا بلند جھنڈا محکم چٹان پر مضبوطی کے ساتھ گاڑ دیا ہے اب ناظرین غور فرماویں کہ اس سے بڑھ کر روشن اور چمکتا ہوا نشان کیا ہو سکتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کا کلام مسیح ثانی کے ساتھ دُنیا کی امیدوں کے برخلاف پورا ہوا۔ سو میں اپنے دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جس امام کی صداقت پر ایمان لاکر اس کی اقتدا کا جوا اُنہوں نے اپنی گردنوں پر رکھا تھا۔ اس کی سچائی کیسے زبردست حملوں کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ سو اے پیارے امام کے اتباع تم خدا کا شکر کرتے ہوئے زمین پر سجدہ میں گر جاؤ۔ اور خدائے تعالےٰ کی حمد کا گیت گاؤ۔ وہ کس طرح عجائب در عجائب کام دکھا رہا ہے۔ اور کیسے روشن نشان تمہارے امام کی تائید میں دُنیا کے مختلف ممالک میں ظاہر کر رہا ہے۔ تمہارے امام کی سچائی دنیا کے ہر ایک کونے میں ظاہر ہو رہی ہے۔ اور اُس کے معجزات دُور دراز ممالک میں جہاں تم میں سے کسی نے جا کر قدم نہیں رکھا مشاہدہ کیئے جا رہے ہیں +

اس وحی الٰہی میں ایک اور بات بھی قابلِ غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ الہام قرآن مجید کے الفاظ میں ہے۔ قرآن شریف کی آیت کریمہ میں فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ کے لفظ بھی ہیں جو اس الہام میں چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اور ان الفاظ کے چھوڑنے میں بھی ایک پیشگوئی ہے جو بضع کے معنوں پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے بِضع کا لفظ تین سے زیادہ اور دس یا دس سے کم عدد کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اگر یہ لفظ اس الہام میں داخل ہوتے تو اس الہام کے یہ معنے ہوتے کہ رومی مغلوب ہونے کے بعد پھر غالب ہونگے۔ مگر ان کا دوبارہ غلبہ مغلوب ہونے سے کم از کم تین سال بعد اور زیادہ سے زیادہ دس سال بعد ہوگا۔ اس صورت میں دوبارہ غلبہ تین سال سے پہلے نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ دس سال سے زیادہ عرصہ گذر سکتا تھا پس ان الفاظ کا الہام الٰہی میں چھوڑ دیا جانا صریحاً اس امر کو ظاہر کرتا تھا کہ مغلوب ہونے کے بعد بہت جلدی

سلطنت روم کو دوبارہ غلبہ حاصل ہوگا یعنے تین سال کے اندر ہی فتح حاصل ہوجائیگی۔ اگر بِضْعِ سِنِیْنَ کے الفاظ ہوتے۔ تو پھر یہ ضروری تھا۔ کہ جب تک کم از کم تین سال نہ گذر لیتے غلبہ حاصل نہ ہوتا اسی لئے خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف کی آیہ کریمہ کے باقی الفاظ تو اختیار کر لئے مگر فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ کے الفاظ چھوڑ دیئے تا ظاہر ہو کہ دوبارہ غلبہ بہت جلدی ہوجائیگا۔ تین سال تک نوبت نہیں پہنچیگی اور ایسی جلدی فتح حاصل کرنا بھی ایک معجزہ ہے کیونکہ اُس وقت ترک سخت کمزوری کی حالت میں تھے اور خزانہ خالی ہوگیا تھا۔ ممکن تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد اپنی حالت کو درست کر کے پھر کچھ طاقت حاصل کر لیتے مگر ایسی کمزوری اور بے سروسامانی کی حالت میں تو فتح حاصل کرنا ظاہری سامانوں کے لحاظ سے ایک خیالِ خام تھا پس اس پیشگوئی کے چار حصّے تھے۔ اور چاروں خلافِ امید پورے ہوئے +

اول ترکوں کا بلگیریا جیسی حقیر ریاست کے ہاتھ سے شکست کھا کر غُلِبَتِ الرُّوْمُ کی پیشگوئی کو پورا کرنا۔ ایسی شکست تھی۔ کہ اور دُنیا تو الگ رہی۔ خود حملہ آور ریاست کو امید نہ تھی کہ اس کو ایسی فتح حاصل ہوگی +

دوسرے۔ اس شکست کا اَدْنَی الْاَرْضِ میں واقع ہونا۔ دارالسلطنت کے قریب ترکوں کا شکست کھانا اور بھی عجیب اور حیرت انگیز امر ہے +

تیسرے ایسے وقت میں جب دنیا فیصلہ کر چکی تھی کہ اب ترک پھر کبھی یورپ میں قدم نہیں رکھ سکینگے۔ ترکوں کا محض غیبی اسباب کے پیدا ہونے کے سبب سے نہ کسی اپنی طاقت کی وجہ سے دوبارہ غالب آنا +

چوتھے مغلوب ہونے کے بعد بہت جلدی (یعنے تین سال کے گذرنے سے پہلے) پھر غالب ہونا۔ اس غلبہ میں صرف خدائے تعالیٰ کا ہاتھ نظر آتا ہے جس کی نسبت مادی دنیا کے لوگوں کو بھی کہنا پڑا کہ یہ موقے آسمان سے پیدا ہوئے ہیں +

میں امید نہیں کرتا کہ کوئی سخت سے سخت مخالف بھی جس میں انصاف کا ذرا بھی مادہ ہو اس پیشگوئی کی سچائی سے انکار کر سکے۔ ۹ سال پہلے ایسی پیشگوئی کا شائع کرنا اور پھر چند دنوں میں دنیا کی امیدوں کے برخلاف امورِ مندرجہ پیشگوئی کا حیرت انگیز طریق سے پورا ہوجانا کیا یہ ایک بیّن نشان نہیں ہے +

اب کہاں ہیں ہمارے جلد باز معترض جنہوں نے ظاہری حالات کو اس پیشگوئی کے بخلاف دیکھ کر یہ اعتراض کر دیا تھا۔ کہ یہ پیشگوئی کیوں پوری نہیں ہوتی۔ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہ پیشگوئی اتنی جلدی پوری ہونے والی ہے تو وہ کبھی اعتراض کے لئے اپنی زبان کو نہ کھولتے کیا ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ وہ اس منہ مانگی مراد کو پورا ہوتا دیکھ کر قلم اور زبان سے اس کی تصدیق کر کے اظہار حق کے فرض سے سبکدوش ہونگے

۸۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس جناب مسیح موعود نے خاکسار کو جب چیف کورٹ میں مترجم تھا الگزنڈر رسل دب صاحب ساکن امریکہ کے لئے ایک انگریزی مضمون کے ترجمہ کے لئے طلب فرمایا اور ساتھ ہی لکھا کہ مولوی نجف علی صاحب کو جو بی۔ اے کلاس میں پڑھتا ہے ہمراہ لیتے آویں اس نجف علی کو ان دنوں حضرت اقدس سے بہت تعلق اخلاص تھا اور اکثر خط و کتابت کیا کرتا تھا چونکہ ہم دونوں ان دنوں میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے قرآن شریف کا ترجمہ سنا کرتے تھے اور حضرت اقدس کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ ہمارا مولوی محمد حسین صاحب سے بھی کوئی تعلق ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مولوی محمد حسین صاحب کی حضرت اقدس سے کچھ کچھ مخالفانہ خط و کتابت شروع ہو گئی تھی چونکہ درس قرآن کریم ایک خاص توجہ سے ہوتا تھا اور غیر حاضری پر مولوی صاحب ناراض بلکہ جرمانہ بھی کرتے تھے اس لئے ان سے اجازت لینی یا اطلاع کرنی ضروری تھی جب حضرت اقدس کا خط پہنچا تو دوسرے روز علی الصباح بعد درس قرآن کریم ہم دونوں نے اجازت چاہی کہ ہم حسب الطلب حضرت اقدس دار الامان قادیان میں ایک دو روز کے لئے جاتے ہیں اس پر مولوی صاحب چوکنا ہوئے اور انہوں نے کچھ کلمات مخالفانہ منہ سے نکالے میں نے کہا کہ مولنا آپ ہی برابر ایک مدت تک فرماتے رہے کہ وہ (یعنے حضرت اقدس) ایسے صالح ایسے متقی ایسے حامی دین ہیں کہ اس وقت دنیا میں ان کی نظیر نہیں اور اب یہ کلمات کہتے ہیں کیا آپ کو ان کے الہامات پر یا چال چلن پر شک ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں مجھے بعض الہام پر تیقین نہیں ہم مانتے ہیں کہ الہام تو ان کو ضروری ہوتے ہیں لیکن بعض ان کے اپنے خیالات ہوتے ہیں جن کو وہ الہام سمجھ لیتے ہیں خیر میرے سامنے اسی قدر گفتگو ہوئی میں تو ان سے رخصت ہو کر گھر چلا گیا مگر نجف علی کو وہ اپنے ہمراہ مسجد سے مکان میں لے گئے اور مجھے نجف علی کی زبانی

بعد میں معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نے اُن کو بڑے بڑے اعتراض سکھلا دیئے ہیں کہ ان کا
جواب مرزا صاحب سے سختی سے طلب کرنا اور مجھ سے قسم اُٹھوا چھوڑی ہے کہ تم یہ اقرار کرو کہ میں
ضرور اعتراض کرونگا اور جب تک مرزا صاحب میری تسلی نہ کرلیں گے میں ان کی ایک بات بھی
نہیں مانونگا۔ اس قسم کے قول و قرار کے بعد الغرض ہم دونوں اُسی رات کو بٹالہ کا ٹکٹ لیکر روانہ
ہوئے اور اُسی روز بذریعہ یکہ قادیان میں پہنچ گئے حضرت اقدس کو اطلاع کی گئی وہ ہماری
آمد سُن کر بڑے خوش ہوئے کھانا کھانے کے بعد فرمایا۔ کہ اگر آرام کرنا ہے تو آرام کرلو اور
اگر کام شروع کرنا ہے تو ہم کام دیدیں ہم نے کہا کہ ہم کام کے لئے حاضر ہوئے ہیں کام ہی
کرینگے غرض ہم دونوں کام میں مصروف ہوئے اُس وقت ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو
اُس وقت طالب علم تھے وہاں موجود تھے عصر کے وقت ہم نے اجازت چاہی کہ ہم باہر سیر کے
لئے جائینگے حضرت اقدس نے کہلا بھیجا کہ ہم بھی آتے ہیں ہم بڑے ہی خوش ہوئے کہ حضرت
اقدس کے ہمراہ سیر خوب ہوگی غرض حضرت اُسی طرف تشریف لے گئے جس طرف حسب معمول
آجکل بھی جایا کرتے ہیں جب واپس ہوئے تو فرمانے لگے کہ آج ہم نے ایک رویا دیکھی ہے کہ
جس کی تعبیر ابتک حل نہیں ہوئی میں نے عرض کیا کہ یا حضرت بیان فرمائیں کیا رویا ہے فرمایا
کہ بیان کرنے سے کچھ شرم سی آتی ہے میں نے عرض کی کیا میری نسبت ہے؟ انہوں نے
فرمایا کہ نہیں مولوی نجف علی صاحب کی نسبت ہے میں نے اُن کو پاس بلا لیا اور اُن سے
کہلوایا کہ آپ حضرت سے عرض کریں کہ رویا سُنا دیں چنانچہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ آج
ہم نے دیکھا ہے کہ ہم اور نجف علی ایک جگہ وضو کر رہے ہیں لیکن نجف علی بالکل مادرزاد برہنہ ہے
اور اُس نے ہماری طرف سے مُنہ پھیر لیا ہے ہم نے دل میں کہا کہ اس شخص پر تو ہمارا حسن
ظن تھا کیا وجہ ہے کہ اس نے ہماری طرف سے روگردانی کر لی ہے اسی حالت میں تھے کہ سامنے
مولوی محمد حسین صاحب آگئے اور ہم نے کہا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ تو مولوی محمد حسین نے کہا بَلٰی
وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ۔ اتنا محمد حسین نے کہا تو فرمایا کہ تم بھی اُسی وقت سامنے آگئے ہو دمرادتم
سے اِس عاجز راقم سے ہے) یہ حال سُنکر میں سخت متعجب ہوا اور بے اختیار بول اُٹھا کہ اس کی
تعبیر تو نجف علی خود بتلا سکتے ہیں یہ رویا سُن کر نجف علی بہت نادم ہوا اور اُسنے معافی چاہی لیکن افسوس
کہ گو اُس وقت اُس نے معافی بھی مانگی اور ندامت بھی ظاہر کی اور ایک مدت تک ارادت بھی رکھتا

رہا لیکن فی الحقیقت وہ مادر زاد ننگا ہی ثابت ہوا اور آخر اس قدر مخالف ہو گیا کہ حضرت اقدس کو علانیہ بُرا بھلا کہنے لگ گیا اور اب تک مخالفت پر تُلا ہوا ہے جس کا وہ نتیجہ بھی بھگت رہا ہے افغانستان میں معہ اپنے برادران کے زندان میں اسیر ہے اس رویا کے گواہ خود مولوی محمد حسین صاحب بھی ہیں +

۹- شروع میں جب براہین احمدیہ شائع ہوئی تھی تو مشاہیر علماء و لیڈران اقوام غیر و سر گروہان مذاہبِ مختلفہ کو ایک خط چھاپ کر بدیں مضمون ارسال کیا گیا تھا کہ یہ تجویز جو ذیل میں لکھی جاتی ہے اپنے فکر اور اجتہاد سے قرار نہیں پائی بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت ہوئی ہے اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب خط کے پہنچنے پر رجوع بحق نہیں کرینگے اور ملزم اور لاجواب و مغلوب ہو جائینگے چنانچہ یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی کہ سینکڑوں آدمیوں کے پاس یہ خطوط گئے اور رجسٹری ہو کر گئے مگر کسی نے اس پیشگوئی کو جھٹلانے کی کوشش نہ کی بلکہ سب نے اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کی صداقت پر مُہر کر دی +

۱۰- بہت عرصہ ہوا ہے کہ حضرت اقدس کو الہام ہوا یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے اُس وقت کا الہام ہے جبکہ حضرت مرزا صاحب کو سوائے چند رشتہ داروں کے کوئی بھی نہیں جانتا تھا مگر قدیر و علیم خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو کہ اب کس قدر لوگ اُن کے آستانہ پر حاضر ہو کر جبیں فرسائی کرتے اور خدام میں داخل ہوتے جاتے ہیں کشمیر کے لوگ۔ کابل کے لوگ۔ خراسان کے لوگ۔ عرب کے لوگ۔ ایران کے لوگ۔ سیام کے لوگ۔ مدراس کے لوگ مالابار کے لوگ۔ آسٹریلیا کے لوگ۔ امریکہ کے لوگ۔ یورپ کے لوگ۔ اوڑیسہ کے لوگ۔ سندھ کے لوگ۔ برہما کے لوگ۔ بمبئی کے لوگ۔ حیدر آباد دکن کے لوگ۔ سرحدی صوبہ ممالک مغربی شمالی کے لوگ اور بنگال اور بہار کے لوگ آسام اور اودھ کے لوگ اُن کی زیارت کو آتے اور سلکِ غلامان میں منسلک ہوتے اور خدا تعالیٰ کے اس الہام کی تصدیق کرتے ہیں +

۱۱- براہین احمدیہ میں مدت ہوئی حضرت اقدس شائع کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے پاس اصحابِ صفہ جمع ہونگے الفاظ الہام یہ ہیں اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ مَا اَدْرَاکَ

اَصْحَابُ الصُّفَّةِ وَتَرٰی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاھِدِیْنَ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲۔ سو یہ بات بھی بخوبی پوری ہوگئی اس وقت بہت سے لوگ اصحاب صفہ قادیان میں موجود ہیں اور الحمدللہ کہ اصحاب صفہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کو بھی جگہ دی ہے +

۱۲۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک انگریزی خوان نوجوان حضرت اقدس کی ملاقات کو آیا اور باطن میں خبثِ نفس اور عداوتِ قلبی رکھتا تھا مگر اُسوقت تک اُس نے اپنی خباثت کا کوئی اظہار نہیں کیا تھا الہام ہوا اور الہام بھی انگریزی میں (دِس اِز مائی اینیمی) یعنے یہ میرا دشمن ہے حضرت اقدس نے الہام کے معنے اُسی سے دریافت کئے آخر کو اُس کا خبثِ باطن ظاہر ہوگیا اور اُس نے اُس الہام کی تصدیق خود ہی جلد کردی +

۱۳۔ ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی کہ سید احمد خان صاحب کے سی۔ ایس۔ آئی جواب فوت ہوگئے ہیں ایک سخت ہم و غم میں گرفتار ہونے والے ہیں چنانچہ ۱۸۹۶ء میں ان پر اس قدر ہجوم و غموم ٹوٹ پڑے کہ جس کی حد نہیں اوّل بڑا بیٹا مسٹر حامد عبرتناک موت سے مر گیا تھوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ سے زاید روپیہ ایک ہندو کلرک کے ذریعہ سے ضائع ہوا کہ جس کا صدمہ اُن کو اس قدر پہنچا کہ مارے غم و فکر کے بیہوش ہوگئے اور تین روز تک کھانا بھی نہیں کھایا اور پھر اُس کے ساتھ ہی ایک اور غم جانگداز اُن کو پہنچا کہ جس سے وہ جاں بر نہ ہوسکے اور وہ غم جو اُن کی جان کو لے گیا وہ اُن کے پیارے بیٹے کے ہاتھوں پیدا ہوا کیونکہ اُس نے ایسے سخت بڑھاپے میں سید صاحب کو اپنی کوٹھی سے ذلت کے ساتھ نکال دیا جسکو وہ برداشت نہ کرسکے اور ایک ماہ کے اندر اندر ایک غیر کے مکان میں فوت ہوگئے

۱۴۔ پنڈت دیانند سرسوتی کی نسبت تین ماہ پیشتر اطلاع دی تھی کہ آپ کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہے مناسب ہے کہ اسلام کی حقانیت پر غور کر کے اِس پاک دین میں داخل ہو جاؤ مگر افسوس وہ ایسے بدقسمت انسان تھے کہ اسلام جیسی نعمتِ عظیمہ سے محروم رہکر اس دنیا سے اُسی میعاد کے اندر انتقال کر گئے +

۱۵۔ اندر من مراد آبادی ایک مشہور دشمنِ اسلام کو بھی اطلاع دی تھی کہ تیری قضا و قدر کی نسبت مجھے اللہ تعالیٰ سے کچھ حال معلوم ہوا ہے اگر اطلاع دو تو شائع کیا جائے کیونکہ کسی

کی نسبت خوف اور موت کی پیشگوئی کرنا قانوناً منع تھا اس لئے اجازت کی ضرورت تھی
مگر اس نے اجازت نہ دی اور عنقریب ہی ہلاک ہوگیا دیکھو ضمیمہ ریاض ہند مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء

۱۶۔ ایک دفعہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی تک مسیح موعود کی کوئی اولاد نئی زوجہ سے جو ایک
بڑے مشہور خاندانِ سادات سے تھیں نہیں ہوئی تھی پیشگوئی کی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جو
مشرق سے مغرب تک دینِ اسلام کو پھیلائیگا اُس کا نام بشیر و عمانوایل ہوگا اور وہ تین
کو چار کرنے والا ہوگا دیکھو ضمیمہ ریاض ہند مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سو یہ پیشگوئی بھی بکمال صفائی پوری
ہوگئی اس وقت تک چار ہی لڑکے موجود ہیں جن میں سے ایک وہ موعود بھی ہے جو اپنے وقت
پر اپنے کمالات ظاہر کریگا اور جو حضرت اقدس کا جانشین ہوگا +

۱۷۔ ۸ راپریل ۱۸۸۶ء کو ایک پیشگوئی بدین مضمون کی کہ موجودہ حمل یا اگلے حمل سے جو ایک
حمل کی مدت سے تجاوز نہیں کریگا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ چنانچہ ۷ راگست ۱۸۸۷ء کو وہ لڑکا دوسرے
ہی حمل سے جو ایک حمل کی مدت سے متجاوز نہیں تھا پیدا ہوا اور وہ لڑکا بشیر اوّل تھا اور وہ
کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا تھا جس کی وفات پر دشمنوں نے بڑا شور مچایا تھا کہ وہ موعود
لڑکا فوت ہوگیا حالانکہ الفاظِ اشتہار سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ یہ وہی موعود
لڑکا ہے اسی اشتہار میں صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتک نہیں کھولا کہ آیا یہی
موعود ہے یا نہیں مگر دشمن کب ایمان اور عقل سے کام لیتے ہیں انہوں نے دنیا میں ایک بڑا شور برپا
کردیا جس سے بہت سے جاہل اور نادان سادہ لوح دھوکہ میں آکر مرتد ہوگئے اور ضرور تھا کہ
ایسا ہوتا کیونکہ گروہ در گروہ لوگ اُن کے معتقد ہوگئے تھے اور اکثر اُن میں سے ضعیف الایمان
اور کمزور دل کے آدمی تھے اور سنت اللہ کے مطابق ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے تھی کہ
خواہ اُن کو کیسے ہی خطرناک ابتلا آئیں وہ پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہیں اور جو آئندہ بطور ایک
عمدہ نمونہ کے دنیا میں دکھلائی دیں چنانچہ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ جماعت کیسی بابرکت ہے

۱۸۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر راجہ دلیپ سنگھ صاحب کی نسبت
جو مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب والئ پنجاب کا بیٹا تھا یہ پیشگوئی کی کہ وہ اپنے مقصد میں
کامیاب نہیں ہوگا بلکہ نامراد اور ناکامی سے واپس ہوگا اور یہ پیشگوئی اُس وقت کی تھی جبکہ
اُس کی رہائشِ ہندوستان کی نسبت پارلیمنٹ سے فیصلہ ہوچکا تھا اور وہ اسی بنا پر اپنی ولایت

کی کل جائداد نیلام کر کے تاریخ روانگی بھی مقرر کر چکا تھا بلکہ وہ وہاں سے چل ہی پڑا اور جب کہ لنڈن سے رخصت ہو کر عدن میں پہنچا تو گورنمنٹ ہند اُس کے ہندوستان آنے پر معترض ہوئی جس پر اُس کو عدن ہی میں روک لیا گیا اور آخر اُس کو واپس ہونا پڑا اور وہ بڑی ذلت اور ناکامی میں فوت ہوا۔

۱۹- ۵ اگست ۱۸۸۵ء کو بدستخط چند ہندوان قادیان جن میں سے لالہ شرمپت آریہ و ملاوا مل آریہ بھی ہیں پیشگوئی کی کہ آج کی تاریخ سے ۳۱ ماہ تک مرزا امام الدین نظام الدین کے اہل و عیال سے ایک ایسی مرگ واقع ہوگی جس سے اُن کو سخت صدمہ پہنچیگا اور اُن کے درمیان تفرقہ پڑیگا چنانچہ ۳۰ ماہ اور پندرہ روز گزرنے پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اس پیشگوئی کی مصداق مرزا نظام الدین کی لڑکی جو ۲۵ سالہ تھی ایک شیر خوار بچہ چھوڑ کر عین جوانی میں مرگئی جس سے اُن کو سخت صدمہ پہنچا اور تفرقہ بھی پڑا ہوا۔ دیکھو اشتہار ۲ مارچ ۱۸۸۶ء

۲۰- ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو پیشگوئی کی کہ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری اپنی لڑکی کے نکاح کے روز سے تین سال کے اندر کچھ حادثہ دیکھ کر مرجائیگا۔ چنانچہ ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس کی لڑکی کا نکاح ہوا اس عرصہ میں اُس کا ایک ہونہار بیٹا مرگیا اور وہ زمین جس پر گذارہ تھا ہاتھ سے جاتی رہی کیونکہ اُن دنوں میں بندوبست جدید ہو رہا تھا کسی اور حقدار نے دعویٰ کر کے اپنے نام داخل خارج کرالیا اور یہ نان شبینہ کے بھی محتاج ہوگئے اور وہ لڑکی یعنی محمدی بیگم شادی کے بعد ماں باپ کے ہاں آئی تو اُس کے زیورات جو وہ سسرال سے لائی تھی اور بوجہ فوت ہونے بھائی کے اُتار کر رکھ دیئے تھے چوری جاتے رہے جس کا داغ سخت اُٹھانا پڑا اور اُس کی دو ہمشیرگان تھیں جو اُس کی امداد کیا کرتی تھیں اس عرصہ میں فوت ہوگئیں اس قدر ہم و غم دیکھ کر وہ تپ محرقہ سے ہسپتال سرکاری میں مرگیا دیکھو اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء

۲۱- ۱۸۹۲ء میں مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کو جو شیخ العرب والعجم ہونے کے مدعی ہیں مخاطب کر کے پیشگوئی کی کہ وہ ہرگز میرے مقابلہ میں بحث کے لئے نہیں آئینگے بلکہ اپنے مکان پر بیٹھے بٹھائے بھی میری تحریر کا مقابلہ نہیں کر سکینگے دیکھو فیصلہ آسمانی چنانچہ آج اس تاریخ کو گذرے ہوئے نو سال ہو گئے ہیں اُس بزرگ نے حضرت اقدس کے دعاوی کو ایک رائی کے برابر بھی توڑ کر نہیں دکھلایا بلکہ بے نیل و مرام فوت ہوگیا۔

۲۲- ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو پنڈت لیکھرام پشاوری کی نسبت پیشگوئی کی کہ ۶ سال کے اندر ۶ تاریخ چھٹے ہی گھنٹے میں عید کے متصل کسی آلہ سے قتل ہوگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی جس کی شہرت تمام ہندوستان میں ہے اگر مفصل دیکھنا چاہو تو تریاق القلوب میں دیکھو۔

۲۳- مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت الہام شائع کیا کہ اِنِّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ یعنے جو مرزا صاحب کی اہانت کا ارادہ کرتا ہے وہ خود ذلیل ہوگا یہ الہام اُس وقت ہوا جبکہ مولوی صاحب موصوف کا پتنگ آسمان پر چڑھا ہوا تھا اور جبکہ وہ متکبرانہ طور سے منبروں پر چڑھ کر کہا کرتے تھے کہ میں نے ہی اس شخص (یعنے حضرت مرزا صاحب) کو آسمان پر چڑھایا ہے اور میں ہی اُس کو زمین پر گراؤنگا مگر افسوس اُس بدبخت انسان نے نہ سمجھا کہ کوئی خدا بھی ہے جس نے اپنے بندہ کو مامور کرکے بھیجا ہے اگر وہ انسانی منصوبہ ہوتا تو بلاشک اُن کی کوشش سے رفع دفع ہو جاتا کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے اُنکے مٹا دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا دُور دراز شہروں کا سفر کرکے علماء ہند سے تکفیر کی مُہریں کرائیں اور تحریری تحریر سے بھی مقابلہ کیا گورنمنٹ میں بھی جھوٹی مخبریاں کیں اور جھوٹے مقدمات فوجداری میں جو بات بنانے کے منصوبہ پر مبنی تھے فریق مخالف کی طرف سے شہادتیں بھی دیں مگر آخر کو نتیجہ کیا ہوا جب ذلت مولوی صاحب موصوف کو دنیا میں ہوئی اُس کی نظیر نہیں ملتی ہے اُس کی تفصیل سے ندامت آتی ہے ورنہ ہم بسط کے ساتھ ذکر کرتے۔ بیچارے سخت بیکسی اور کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔

۲۴- ۱۸۸۸ء میں شائع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اب ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا صاحبزادہ محمود احمد ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ر جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ پیدا ہوئے جو اب خدا کے فضل سے ۱۲ برس کے ہیں اُس کی پیدائش کے بعد یہ الہام ہوا تھا

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد۔ دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

۲۵- ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو پیشگوئی کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور بیٹے کے عطا کرنے کی بشارت دی ہے اور وہ بشارت الفاظ ذیل میں ہے سَیُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ یعنے عنقریب تیرے ہاں ایک بیٹا ہوگا اور فضل تیرے نزدیک کیا جائیگا یقیناً میرا نور قریب ہے ساتھ ہی یہ الہام ہوا یَا قَمَرَ الْاَنْبِیَاءِ وَاَمْرُکَ یَتَاَتّٰی یُسِرُّ اللّٰہُ وَجْھَکَ وَیُنِیْرُ بُرْھَانَکَ یعنی اے نبیوں کے چاند آپ کا امر ظاہر ہو جائیگا چنانچہ وہ پیشگوئی

۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو پوری ہوئی اُس تاریخ کو صاحبزادہ بشیر احمد بشیرِ دومی پیدا ہوئے دیکھو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶۶- راقم بھی پیدایش کے وقت دار الامان میں موجود تھا +

۲۶- پھر ۱۸۹۴ء میں اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر انوار الاسلام کتاب میں ایک اور بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر شائع کی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق صاحبزادہ شریف احمد ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء مطابق ۲۷ ذیقعد ۱۳۱۲ہجری کو پیدا ہوئے اُن کی پیدایش کے وقت بھی خاکسار دار الامان میں موجود تھا۔ اسکی پیدایش سے پہلے یہ دیکھا گیا تھا کہ اُسکی والدہ کے سر پر تاج ہے۔ اور یہ الہام تھا کہ میں
جاتا ہوں اور تم میری جگہ پر بیٹھو +

۲۷- ۱۸۸۶ء اور نیز ۱۸۹۶ء میں بذریعہ اشتہار و ضمیمہ انجام آتھم شائع کیا ایک چوتھا لڑکا پیدا ہوگا جسکا عقیقہ پیر کے روز ہوگا چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق صاحبزادہ مبارک احمد ۱۴ جون ۱۸۹۹ء مطابق ۴ صفر ۱۳۱۷ہجری کو بدھ کے روز پیدا ہوئے اور اُس کی پیدایش کے لئے ایک یہ شرط تھی کہ عبد الحق غزنوی جب تک چوتھے لڑکے کو دیکھ نہ لیگا نہ مریگا سو یہ پیشگوئی بھی اپنے کمال وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی کیا یہ کسی انسان کا کام ہے کہ ۱۵ سال پہلے اطلاع دے کہ چار لڑکے ہونگے اور چوتھے لڑکے کا عقیقہ پیر کے روز ہوگا۔ اور اسکی نسبت پیدایش سے پہلے الہام ہوا تھا
کہ جلدی خدا سے جاکر ملیگا چنانچہ وہ ۹ سال کے بعد فوت ہو گیا +

۲۸- ۶ جون ۱۸۹۳ء کو مسٹر عبد اللہ آتھم عیسائی کی نسبت جو امرتسر کے مباحثہ میں عیسائیوں کی طرف سے مدمقابل تھا یہ پیشگوئی کی کہ اگر وہ جھوٹے خدا کو نہ چھوڑیگا تو وہ ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے دیکھو جنگ مقدس۔ یہ پیشگوئی بھی عجیب طور سے پوری ہوئی عبد اللہ آتھم نے بہت سے واقعات سے اپنا رجوع الی الحق ہونا ثابت کر دیا اس لیئے وہ پندرہ ماہ میں موت سے بچ گیا لیکن جب عیسائیوں اور دیگر اقوام مخالف نے شور مچایا تو اسپر حضرت حجۃ اللہ نے آتھم عیسائی کو چند متواتر اشتہارات کے ذریعہ بلایا کہ تم سچی شہادت سے اخفا نہ کرو اگر تمہارا عقیدہ اس میعادِ پیشگوئی میں وہی رہا۔ جو مباحثہ سے پہلے تھا تو تم قسم کھاؤ پھر اگر تم تین روز میں موت سے بچ گئے تو ہمارا دعویٰ جھوٹا اور ساتھ ہی ایک رقم کثیر بھی دی جائیگی مگر اُس نے اُس طرف رُخ بھی نہ کیا اس پر امامِ ہمام نے اُسپر پوری حجت کی اور آخری تحریر میں لکھ دیا کہ اگر اب خاموش رہے گا اور سچی شہادت نہیں دیگا تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ موت کو اُسی میعاد کے لئے پھر جاری کریگا چنانچہ آخری شہادت سے ۶ ماہ کے اندر فوت ہوگیا گویا یہ پیشگوئی ڈبل طور سے پوری ہوئی اول شرط الہام سے فائدہ اُٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی شرط

لگانا بھی ظاہر کرتا تھا کہ اس میں ایک مصلحت ہے اور پھر آخری اشتہار کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو جو حتمی تھا پورا کر دیا +

۲۹- ایک دفعہ بالہام الٰہی براہین احمدیہ میں شائع کیا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص تکفیر کا فتویٰ لکھوا کر ملک میں فتنہ عظیم پیدا کریگا سو یہ امر بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا شیخ محمد حسین بٹالوی نے اس کام پر کمر بستہ ہو کر اول مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کو گانٹھا اور اُن سے تکفیر کی مہریں کروا کر سارے ملک میں پھرا اور سب مولوی نذیر حسین صاحب کی مہر کو دیکھ کر اندھا دھند بلا تحقیق اپنی مہریں کرنے گئے اور اس طرح سے ایک عام آگ لگا دی گئی مگر جو سلسلہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے وہ کسی کی کوشش سے ضائع نہیں ہوا کرتا کیا اس تکفیر کے فتویٰ نے اس امام ہمام کا ایک بال بھی بیکا کیا ہے +

۳۰- ایک دفعہ اس وقت میں جبکہ انہوں نے مجددیت کا بھی دعویٰ نہیں کیا تھا بذریعہ الہام پیشگوئی کی کہ تیرے دعویٰ کی تصدیق وہ لوگ کرینگے جنکو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے چنانچہ زمانہ گذشتہ اور زمانہ حال کے ملہمین نے حضرت مرزا صاحب کے راستباز ہونے کی کامل طور سے تصدیق کر دی جس کو ہم ایک علیحدہ فصل میں درج کر چکے ہیں +

۳۱- ایکدفعہ بہت عرصہ پہلے بذریعہ خواب خبر پا کر لوگوں کو سنا دیا کہ ملک میں کوئی سخت وبا آنیوالی ہے چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد پنجاب میں ایسا شدید ہیضہ پھیلا تھا کہ ہزارہا لوگ لقمہ نہنگ اجل ہوئے تھے +

۳۲- ایکدفعہ جبکہ اُنکے نام سے بھی کوئی بخوبی واقف نہ تھا اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر براہین احمدیہ میں شائع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ تیرا نام دنیا کے کناروں تک شہرت پائیگا- کیونکہ تو میری درگاہ میں بڑی عزت اور وجاہت رکھتا ہے سو یہ امر بھی بخوبی ظاہر ہے کہ اب اسوقت دُنیا کا کوئی گوشہ باقی نہیں رہا جہاں حضرت مرزا صاحب کی شہرت نہ ہوئی ہو اور جہاں قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے ہوں +

۳۳- ایک دفعہ ایک مدت پہلے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر براہین احمدیہ میں درج کیا کہ عیسائیوں کی طرف سے ایک بڑا مکر تجویز ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اُنکے مکر و فریب کو پاش پاش کر دیگا اور وہ ذلیل اور خوار ہونگے سو یہ امر بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکا ہے کیونکہ پادریان امرتسر نے ایک آدار گمرہ

نوجوان لڑکے کو بہکا کر ایک مقدمہ اس مضمون کا برپا کر دیا کہ گویا حضرت مرزا صاحب نے ڈاکٹر
ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے لئے اُسے بھیجا ہے چنانچہ اس مقدمہ میں بعض آریوں اور بعض
بدبخت مسلمانوں نے بھی عیسائیوں کی امداد کی اور جھوٹی شہادتیں ادا کیں مگر جس درخت کو آسمان
و زمین کا مالک لگا چکا ہے کسی کا کیا مقدور ہے کہ اُس کی کسی ایک شاخ کو بھی کاٹ سکے جیسے
اللہ تعالیٰ نے پیش از وقت براءت کی تسلی بخش خبر دی تھی اسی طرح واقعہ ہوا اور حضرت مرزا صاحب
ہر پہلو سے بے قصور ثابت ہوئے اور دشمن ناکام اور نامراد رہے +

۳۴- ایک دفعہ پیشگوئی کی کہ کوئی شخص زبان عربی میں میرا مقابلہ نہیں کر سکیگا چنانچہ عیسائیوں
اور مخالف مولویوں کو بہت دفعہ چیلنج بھیجا مگر کسی نے بھی اِس طرف رخ نہیں کیا جس سے
یہ پیشگوئی اپنے پورے زور کے ساتھ پوری ہوئی +

۳۵- ایک دفعہ ایک خبیث الطبع بدباطن گندہ دہن نے حضرت اُستاذی علامہ نورالدین
صاحب کے پسر محمد احمد نامی کے فوت ہونے پر عیسائیوں کی تضحیک کا اظہار کیا اس پر حضرت
اقدس کی توجہ بدرگاہ الٰہی منعطف ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی حضور سے الہام ہوا کہ ایک خوبصورت
زندہ رہنے والا لڑکا علامہ مذکور کو دیا جائیگا مگر اُس کے بدن پر پھوڑے ہونگے جو فلاں فلاں
دوائی سے اچھے ہونگے چنانچہ پانچ سال کے بعد عبد الحی لڑکا پیدا ہوا جو خدا کے فضل سے اپنے
پہلے بھائی سے خوبصورت بھی ہے مضبوط بھی اور ذہین بھی ہے اور اُس کے بدن پر اس قسم
کے نرالے پھوڑے نکلے کہ طب کی کسی کتاب میں اُن پھوڑوں کا کوئی وجود نہیں تھا آخر اللہ
تعالیٰ نے بڑی مدت کے بعد اُن پھوڑوں کو اچھا کیا اور غالباً پھوڑوں کا نشان اخیر دم تک
اُس کے بدن پر رہیگا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں - دیکھو انوار الاسلام
صفحہ ۲۰ ما سکے بعد خدا کے فضل سے چار اور فرزند بھی پیدا ہوئے مگر پھوڑوں [illegible] کو ابتک ایک بچہ بھی

۳۶- حضرت مرزا صاحب کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم جو [illegible]
کے سپرنٹنڈنٹ تھے بوجہ ملازمت سرکاری کام [illegible] آخر [illegible] سے [illegible]
کی نسبت حضرت اقدس کو [illegible] الہام کرایا گیا اب اُن کی زندگی کے تھوڑے ہی دن باقی
ہیں اُس وقت حضرت اقدس [illegible] تھے اس خواب کے واقعہ کی خبر اپنے بڑے بھائی
صاحب کو بذریعہ خط [illegible] اُس خط سے ایک

ہفتہ کے بعد اُن کا انتقال ہو گیا +

۲۰-۶ رفروری ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار شائع کیا کہ مجھے آج رویا میں دکھایا گیا ہے کہ ملائک پنجاب کے مختلف مقامات پر سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو ملک میں عنقریب پھیلنے والا ہے اور اس اشتہار کے آخر پر یہ چند اشعار بھی شائع کئے تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیبت ناک انذار کرنا مقصود تھا تا کہ لوگ اُس ہولناک دن کے آنے سے پہلے توبہ واستغفار میں لگ جائیں +

بترسید از خدائے بے نیاز وسخت قہارے — نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکو کارے
مرا باور نمے آید کہ رسوا گردد آن مردے — کہ مے ترسد از آں یارے کہ غفارست وستارے
گر آں چیزے کہ مے بینم عزیزاں نیز دیدندے — ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار وخونبارے
خور تاباں سیہ گشت است از بد کارئے مردم — زمین طاعون ہمے آرد پئے تخویف وانذارے
بہ تشویش قیامت ماند این تشویش گر بینی — علاج نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے
نشاید تا فتن سرزاں جناب عزت وغیرت — کہ گر خواہد کشد در یکدمے چون کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے — خرد از بہر ایں روزست اے دانا و ہشیارے

اور یہ اشتہار ایسے وقت میں شائع ہوا جبکہ پنجاب و وسط ہند اور راجپوتانہ میں بھی طاعون کا نام ونشان نہ تھا۔ اور صاف ظاہر ہے کہ خدا کے مرسل نے محض اُس دلی ہمدردی سے جو خدا تعالیٰ نے مخلوق کے لئے اُن میں ودیعت رکھی ہوئی تھی یہ منذر پیغام پیش از وقت جبکہ لوگ بالکل امن وامان کی حالت میں تھے پہنچایا۔ مگر بدقسمت انسانوں نے بجائے اس کے کہ اس نیکی کا شکریہ ادا کرتے اُلٹا اسکو ہنسی اور تمسخر میں اُڑایا چنانچہ پیسہ اخبار اور دیگر ہندو اخباروں نے از راہِ استہزا لکھا کہ وہ طاعون کہاں ہے جسکے درخت قادیان کے پیغمبر نے سرزمین پنجاب میں لگتے دیکھے۔ ان ناعاقبت اندیش لوگوں نے نہ سوچا کہ جب بیج درخت لگتا ہے تو اُس کے بڑھنے اور بارآور ہونے میں ایک مہلت درکار ہوتی ہے چنانچہ سنہ ۱۹۰۱ء میں وبا ء طاعون پنجاب میں کمزور رفتار سے شروع ہوئی +

اور ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء کو ایک اور اشتہار شائع فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بذریعہ الہام خبر دی ہے اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ یعنے امراض پھیلینگی اور نفوس ضائع ہونگے۔ اور ساتھ ہی لکھا کہ خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو تا خدا تم پر رحم کرے وہ بلا بہت نزدیک آگئی ہے خدا اسکو نابود کرے۔ اے غافلو یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے اگرچہ گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کررہی ہے اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش ہے مگر صرف زمینی کوشش کافی نہیں۔ دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء مگر بدقسمت لوگوں نے اس سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ اس لئے ۱۹۰۲ء میں اس ہمدرد قوم نے ایک اور اشتہار دیا اور اس میں تازہ الہامات شائع کئے جو خطرناک آفات کے آنے کی خبر دیتے تھے۔ چنانچہ وہ الہام یہ ہیں +

غَضِبْتُ غَضَبًا شَدِيْدًا اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ اِنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا۔ اِنِّيْ اُجَهِّزُ الْجَيْشَ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جَاثِمِيْنَ۔ يَاْتِيْ عَلٰى جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَيْسَ فِيْهَا اَحَدٌ +

میرا غضب سخت بھڑک اٹھا۔ بیماریں پھیلینگی اور جانیں ضائع ہونگی مگر وہ لوگ جو ایمان لائینگے اور ان کے ایمانوں میں شبہ ونفاق کی کوئی ملونی نہ ہوگی وہ امن میں رہینگے اور ان کو نجات کی راہ ملیگی ہم زمین کو اس کے اطراف سے گھٹاتے ہوئے آرہے ہیں اور میں اپنا لشکر تیار کررہا ہوں اور وقت آتا ہے کہ یہ لوگ اپنے گھروں میں سوتے رہجائینگے جیسے کوئی مردہ پڑا ہے پھر اس کے بعد ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ طاعونی جہنم میں ایک بھی نہ ٹھہریگا۔ دیکھو اشتہار دافع البلا ۱۹۰۲ء +

اسی اشتہار کے شائع ہونے سے پنجاب میں طاعون داخل تو ہوگیا تھا مگر دھیمی رفتار سے چل رہا تھا۔ اس اشتہار کے بعد ۱۹۰۲ء کے موسم بہار میں مرض طاعون پنجاب میں اس قدر ترقی کرگیا کہ گویا قیامت برپا ہوگئی تھی۔ تمام جانیں سہم گئیں اور ہر ایک پژمردہ اور متفکر معلوم ہوتا تھا۔ شام کیوقت دوست اسطرح ایکدوسرے سے جدا ہوتے تھے کہ شاید کبھی پھر ملاقات کا موقع ملے نہ ملے کسی کو اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں رہا تھا آپ اس سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۶ء تک جہاں باقی کل ہندوستان میں (۲۴۰۱۶۸۶) چوبیس لاکھ ایک ہزار چھ سو چھیاسی موتیں طاعون سے

واقع ہوئی ہیں صرف پنجاب میں ۱۳۱۴ ۱۷۲۳ ہوئیں ہوئیں پس طرح خدا کے مرسل کی باتیں پوری ہوتی ہیں

۳۸- ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس کو الہام ہوا کہ تیرے نکاح میں ایک باکرہ اور ایک بیوہ آئیگی۔ باکرہ ایک شریف خاندان سادات سے ہوگی۔ یہ بات اپنے دوستوں اور واقفوں سے ظاہر بھی کردی تھی مگر چونکہ آپ دق کی بیماری اور گوشہ گزینی کی وجہ سے اس قدر کمزور تھے کہ نکاح کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی تھی لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے بار بار الہام ہوئے ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ سامان کنم۔ اور پھر اس کو سچ بھی کر دکھلایا فی الحقیقت اپنی قدرت کاملہ سے ایک دور دراز شہر سے یعنے دہلی سے ایک مشہور خاندان سادات میں اُن کی شادی ہوگئی جو نہایت مبارک ثابت ہوئی رہا بیوہ کا نکاح سو اس کی انتظار ہے اور امید ہے کہ بہت جلد وہ بھی آنیوالی ہے کیونکہ خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلا کرتیں۔ اگرچہ یہ دوسری پیشگوئی انذاری پیشگوئی تھی اور جب مخالف فریق نے سرکشی کو چھوڑ دیا اور فروتنی اختیار کرلی اور بعض نے بیعت بھی کرلی اس لئے خدا تعالیٰ نے اسکو منسوخ فرما دیا مفصل حال دوسری کتاب میں درج ہوگا +

۳۹- جب حضرت اقدس کے والد بزرگوار حضرت مرزا غلام مرتضےٰ خان صاحب مرحوم بیمار پڑے تو حضرت اقدس کو بذریعہ الہام خبر دی گئی کہ وہ شام کی نماز کے بعد فوت ہو جائینگے آپ نے گھر کے لوگوں کو اطلاع کردی کہ ہوشیار رہیں والد صاحب کا وقت فرقت بہت قریب ہے چنانچہ سورج کے غروب ہوتے ہی اُن کی روح قفس بدن سے پرواز کر گئی +

۴۰- جب حضرت اقدس کو والد صاحب کی حیات سے ناامیدی ہوگئی تو بہ تقاضائے بشریت اُن کے دل میں گذرا کہ ہمارا گذارہ جو والد صاحب کی زندگی سے وابستہ تھا کیونکر ہوگا کیونکہ آپ تو گوشہ نشین ہو چکے ہوئے تھے اس لئے والد صاحب کی وفات کے بعد مصائب کا سامنا ہوگا اس پر یہ الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنے کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے سو قربان ہو جائیے اُس ذات بابرکات کے کہ وہ اپنے بندہ کا کیسا ہی متکفل اور مددگار رہا۔ اب سینکڑوں آدمی اُن کے درِ دولت پر کھانا کھاتے ہیں +

۴۱- ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پولیس افسر نے ایک فوجداری مقدمہ حضرت مسیح موعود پر بڑے آن بان سے دائر کر دیا تھا اور شہر کی لاٹوں سے بہت کچھ ظاہر کرتا رہا کہ بغیر قید یا ضمانت وہ کبھی بچ رہا نہیں ہونگے مگر خدا تعالیٰ نے بذریعہ تار آسمانی اس مقدمہ کے وجود سے

ہی پہلے خبر کر دی تھی کہ تجھے ہر طرح سلامتی ہے دشمن ناکام اور نامرادی رہینگے سو ایسا ہی ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُن کو بالکل بری ٹھیرایا اور مخالفوں نے اپنے منہ کی کھائی کیونکہ حضرت امامِ زمان بالکل بے گناہ ثابت ہوئے [illegible] کی سلطنت ہوتی تو شاید وہ کامیاب بھی ہو سکتے لیکن یہاں تو سرکار برطانیہ ہے جو بلا وجہ ماخوذ نہیں کرتی اور پھر خدا کا فرستادہ کبھی اِس طرح ذلیل ہو سکتا ہے۔

۴۲۔ ایک دفعہ ایک مقدمہ کے متعلق یہ بھی خبر دی گئی کہ شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کو آئندہ مخالفت سے روک دیا جاویگا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بھی روزِ روشن کی طرح پوری ہوئی۔ میں نے عدالت کے اندر خود کانوں سے سُنا کہ شیخ صاحب رئیس المکفرین نے بحضور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر زبانی اور نیز تحریری اقرار نامہ لکھدیا کہ میں آئندہ اُن کی نسبت نہ تو تکفیر کرونگا اور نہ اُن کی مخالفت میں کوئی تحریر نکالونگا اور نہ کبھی گالیاں دونگا۔

۴۳۔ رومی سلطنت کے ایک معزز عہدہ دار حسین کامی نائب سفیر کراچی کی نسبت ۲۴ مئی و ۱۵ جون ۱۸۹۷ء کو بذریعہ اشتہارات پیشگوئی شائع کی کہ اگر وہ توبہ نہیں کریگا تو ہمارے نزدیک وہ بہت ہی بدقسمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس شخص اور نیز دیگر ارا کینِ سلطنت ترکی کی نسبت غداری اور بے وفائی کی خبر دی ہے جس پر ہندوستان کی بعض اردو اخبارون نے اپنی ناعاقبت اندیشی اور آسمانی وحی سے محض لاعلمی کے باعث حضرت اقدس پر لے دی بھی کی لیکن آخر خدا کے مرسل کی باتیں پوری ہوئیں وہی حسین کامی بددیانتی میں ماخوذ ہوا اور اُس کی کل جائداد ضبط کی گئی اور اُنہی اخبارون کو وہی معاملہ شائع کرنا پڑا جنہوں نے اُس کو آسمان پر چڑھایا تھا اور اس کی خاطر سے ایک خدا کے پیارے اور محبوب بندے کی دل آزاری گوارا کی تھی۔ اور حال کے اخبارون میں شائع ہوا ہے کہ بعض دیگر ارا کین بھی ماخوذ ہوئے ہیں جو سلطان المعظم کی سازشِ قتل میں شریک تھے۔

۴۴۔ حضرت امام ہمام ایک مدت سے شائع کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے قتل کی موت سے محفوظ رکھیگا چنانچہ یہ پیشگوئی بھی بکمال وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی بعض آریوں نے حضرت اقدس کے پھانسی دلوانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا عیسائیوں نے قتل کا مقدمہ بے بنیاد دائر کر کے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں رکھی بعض مولوی اور سجادہ نشین

مروا ڈالنے کے لئے بڑے بڑے حیلے اور مکر کام میں لائے مگر جسکا خود خدا محافظ و نگران حال ہو اُسکو کون ضرر پہنچا سکتا ہے۔ بالآخر بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے +

۴۵۔ حضرت اقدس نے جب براہین احمدیہ لکھکر شائع کی تو صوفی میر عباس علی صاحب مرحوم نے حضرت اقدس سے بار بار اصرار کیا کہ آپ بیعت کیوں نہیں لیتے حضرت اقدس فرماتے رہے کہ ابھی حکم نہیں ہوا پھر میر صاحب نے بوجہ حسن ظن جوش محبت میں آکر ایک خط لکھا کہ آپ کیوں بیعت نہیں لیتے حضرت اقدس نے اُن کو لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ بیعت کرنے کے بعد بیعت سے روگردان ہو گئے ہیں مگر چونکہ اُس وقت اُن کو حضرت اقدس سے انتہادرجہ کا اخلاص تھا اس امر کو نظر انداز کر دیا آخر بحکم الہام ربانی امام الوقت نے بیعت لینی شروع کی اور میر صاحب موصوف بھی داخل بیعت ہوئے جب مسیح موعود کا دعویٰ ہوا اور چلے کفر کے گھوڑے دوڑنے تو اس دوران میں میر صاحب موصوف بھی مولویوں کے فریب میں آکر بیعت سے پھر گئے اور اس پیشگوئی کی صحت پر مہر کر دی جسکو انہوں نے باوضو اپنے ہاتھ سے مکتوبات مسیح علیہ السلام میں درج کر دیا تھا اور بعد موت انہی کے جمع کردہ خطوط میں سے وہ خط بھی نکل آیا جس میں اُن کے بیعت سے پھر جانے کی خبر اُن کے بیعت سے پہلے دی گئی تھی +

۴۶۔ ۱۹۰۰ء کے شروع میں جبکہ ملک میں کسی قسم کی بیماری وغیرہ کا کوئی اندیشہ نہیں تھا پیشگوئی کی کہ ایسے بیماریاں بہت ہونگی اور بکثرت جانیں ضائع ہونگی سو یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں رہی کہ اسی سال کے آخری حصہ میں بوجہ کثرت بارش بہت قسم کی مہلک بیماریاں ملک میں پھیل گئیں جن سے لاکھوں جانیں تلف ہوئیں +

۴۷۔ دسمبر ۱۹۰۳ء میں الہام ہوا۔ زلزلہ کا ایک دھکا عنقریب اس ملک کو ہلا دیگا۔ دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۰۳ء۔ پھر مئی ۱۹۰۴ء میں خداوند تعالیٰ نے اپنے مرسل کو اُس زلزلے کے نتیجے سے بدیں الہام مطلع کیا۔ عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّهَا وَمَقَامُهَا۔ یعنے ایک حصہ ملک زلزلہ کے ذریعہ ایسا برباد ہوگا کہ نہ سرائیں وہاں رہینگی اور نہ مستقل سکونتیں رہینگی۔ پھر ۲۷ر فروری ۱۹۰۵ء کو خدا کے فرستادہ نے ایک اور اشتہار دیا اور اُس میں لکھا میں نے اس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے تھے بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پرشور قیامت برپا ہے پھر میرے منہہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں

بیدار ہو گیا اس وقت جو کچھ حصہ رات کا باقی ہے میں نے یہ اشتہار لکھنا شروع کر دیا ہے۔
دوستو اٹھو ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آ گیا ہے
اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں دیکھو ریویو آف ریلیجنز
ماہ مارچ ۱۹۰۵ء۔ پھر بعد ازاں ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو ایک اور اشتہار شائع ہوا جس میں
یہ الہام درج تھا کہ مکذبوں کو ایک نشان دکھلایا جاویگا۔ پس یہ وہی نشان تھا
جس کا ذکر ۱۸۸۲ء میں براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ پر لکھا گیا تھا اور وہ ان الفاظ خداوندی
میں تھا فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا یعنے جب خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی پہاڑ پر پڑیگی تو
اُسے پاش پاش کر دیگا۔ آخر اُس غیور خدا نے اپنے بندے کی صداقت ظاہر کرنے کے
لئے ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ قہری تجلّی دھرم سالہ و کانگڑہ کے پہاڑ پر ڈالی کہ وہ پہاڑ
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ نہ وہاں کے مکانات رہے اور نہ وہاں ساکنین رہے۔ عَفَتِ الدِّیَارُ
مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا کا پورا مصداق ہو گیا اور ہر طرف موتا موتی کا شور قیامت برپا ہو گیا اور
اس زلزلہ کے دھکے سے بہت روز تک مکانوں اور جانوں کا نقصان ہوا۔ واقعی وہ زلزلہ
کیا تھا ایک قیامت کبریٰ کا نمونہ تھا جس کی یاد سے اب بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔
اُس زلزلہ سے کانگڑہ کا دو ہزار برس کا مندر لاٹا دیوی مسمار ہو گیا +

(۴۸) اس زلزلہ کے بعد ابھی چار ہی دن نہیں گذرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ
کو بذریعہ الہام خبر دی کہ ایک اور خطرناک زلزلہ آنے والا ہے جس پر اُس ہمدردِ بنی نوعِ انسان
نے مخلوقات کی آگاہی کے لئے مطلع کر دیا کہ ایک اور اُسی طرح کا زلزلہ آنے والا ہے اور صرف
ایک دفعہ نہیں بلکہ تین بار متواتر اشتہارات اس بارہ میں دئے۔ دیکھو الانذار مورخہ
۸ اپریل و ۹ اپریل اور البلاغ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء دوسری طرف ہندوستان
کے منجموں اور رمالوں نے یک زبان ہو کر لکھا کہ اب کوئی زلزلہ نہیں آئیگا اور سب سے بڑھکر
گورنمنٹ عالیہ سرکار برطانیہ نے لوگوں کی پریشانی اور سراسیمگی کو دیکھکر ملک جاپان سے
ایک مشہور پروفیسر مسمی آموری کو جو علم زلزلہ جات میں کمال مہارت رکھنے میں مشہور تھا طلب
فرمایا اور پروفیسر مذکور تمام کوہ ہمالہ کے مختلف مقامات کو ملاحظہ کرتا ہوا دھرم سالہ تک پہنچا
اور اپنے علمِ طبقات الارضی کی بنا پر جہانتک اُس کو زلازل کے متعلق علم و تجربہ تھا اُس نے

بڑی غور اور فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اب آئندہ دو سو سال تک ہندوستان میں ایسا زلزلہ نہیں
ایک طرف تو عالم طبقات الارض کا یہ فیصلہ ناطق ہوا دوسری طرف وحی الٰہی نے اپنے
فرستادہ پر ظاہر کیا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی یعنے وہ زلزلہ جو پہلے
زلزلہ کے بعد آنیوالا ہے جو سابقہ زلزلہ کے ہمرنگ ہوگا وہ اگلے بہار میں آئیگا یہ الہام یکم فروری
۱۹۰۶ء کو ہوا۔ اور پروفیسر آموری کی رائے کی اشاعت کے بعد ہوا۔ چنانچہ خداتعالیٰ
کے بولے ہوئے الفاظ ۲۹ر فروری ۱۹۰۶ء کو اپنے پورے معانی میں پورے ہوگئے۔ چنانچہ اخبار
سول ملٹری گزٹ مورخہ ۳ر مارچ ۱۹۰۶ء بدیں الفاظ تصدیق کرتا ہے کہ ۲۹ر فروری ۱۹۰۶ء
کی شب کو بوقت ۲ بجے وادی ہمالہ میں اُسی طرح کا ایک اور زلزلہ آیا جیسا کہ ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء
کو آیا تھا جس سے بہت سا جان و مال کا نقصان ہوا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح
موعود کی بات کسی نجوم۔ رمل۔ یا علوم جدیدہ کی بناء پر نہیں تھی بلکہ اُن کی وحی غیب الغیب
ہستی کی طرف سے تھی۔ جو برخلاف علوم ارضی کے پوری ہوئی +

اور اشتہار ۲۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کا مضمون یہ ہے۔ یہ خداتعالیٰ کی خبر اور اُس کی خاص
وحی ہے جو عالم اسرار ہے۔ اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شائع کر رہے ہیں کہ کوئی سخت زلزلہ
آنے والا نہیں ہے وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریق سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ
جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے
کہ وہ زلزلہ اِس ملک میں آنیوالا ہے +

(۴۹) پھر اس کے بعد مسیح موعود علیہ السلام کو اور زلازل کی خبر دی گئی چنانچہ یکم مارچ ۱۹۰۶ء
کو یہ الہام ہوا زلزلہ آنیکو ہے۔ پھر ۱۳ر مارچ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا چمک دکھلاؤنگا تم کو اس
نشان کی پنج بار (نشان زلزلہ) ۵ر اپریل کو یہ الہام ہوا اُرِیَ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ ۔
۱۴ر مئی ۱۹۰۶ء کو یہ الہام ہوا هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الزَّلْزَلَةِ بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً ۔ اگر
چاہوں تو اُس دن خاتمہ کردوں ۲۰ر مئی کو الہام ہوا اُرِیْكَ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ ۔ ۱۶ر جون کو یہ الہام
ہوا زَلْزَلَة ۔ آنے کو ہے دیکھو ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۶ء اس کے بعد ہی محض ہمدردی
بنی نوع کے لئے ایک اشتہار بدیں مضمون نکالا۔ یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور سے
زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسے کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا

ہی یورپ میں بھی آئینگے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات پر بھی آئینگے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر تباہی آئیگی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر وزبر ہو جائینگے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اُس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں میں اس کا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے اور بہتیرے نجات پائینگے اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلہ بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام خیالات سے دنیا پر گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آتا تو ان بلاؤں میں تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسے کہ خدا نے فرمایا کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اور توبہ کرنیوالے امان پائینگے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہوگے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزیرہ کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ خدا ایک مدت تک خاموش رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے کان سننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوں +

اب کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ الفاظ ٹھیک ٹھیک پورے نہ ہوئے اور زیادہ انتظار ہی نہیں

کرنی پڑی۔ کیا ملک چلی میں ۱۳ ار دسمبر ۱۹۰۶ء کو زلزلہ نہیں آیا اور کیا اس نے سنٹیاگو کو تباہ نہیں کیا۔ پھر کنگسٹن زلزلہ سے مسمار نہیں ہوا پھر جزیرہ سمالو واقعہ انڈین آرکی پیلیگو میں ۰۰ ۵ انفوس انسانی کے غرق نہیں ہوا کیا۔ پیریزیو۔ سان فرانسسکو۔ میسینا۔ ڈی کیلیبرا زلزلوں کے لقمہ اجل نہیں ہوئے۔ کیا ایران نے قیامت خیز زلزلہ کا منہ نہیں دیکھا نہ یورپ میں امن رہا نہ ایشیا تباہی سے محفوظ رہا۔ اور نہ وہ جزائر بچے جو ایک مدت دراز سے خدائے خالق السموات والارض کو چھوڑ کر اپنے مصنوعی خداؤں کی پرستش کرتے تھے دو لاکھ انسان ہمیشہ کے لئے خواب عدم میں چلے گئے۔ چنانچہ پایونیر اخبار کو لکھنا پڑا کہ جو زلزلہ میسینا اور ڈیکلیبرا میں آئے وہ ایسے تھے کہ انسانی تاریخ میں اس زلزلے کی نظیر نہیں ہے۔ دیکھو ریویو آف ریلیجنز ماہ اکتوبر ۱۹۱۰ء +

۵۰۔ ایک پیشگوئی با الہام الٰہی ۱۳ ار ستمبر ۱۸۹۹ء کو کی اور وہ الہام جلی قلم سے لکھوا کر مسجد بیت الذکر میں چسپاں کرا دیا اور بہت سے مقامات پر بذریعہ خطوط اطلاع کر دی کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عزت کا خطاب ملنے والا ہے اور اس وقت ایک بڑا نشان بھی ظاہر ہوگا سو وہ نشان بھی ۲۳ ر فروری ۱۹۰۰ء کو کمال صفائی پورا ہو گیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پنجاب کے ایک مشہور پیر مہر علی شاہ صاحب کو حضرت مسیح موعود کے مقابلہ کے لئے کھڑا کر دیا اور اس نے لاہور میں آکر جماعت مسلمانان کو ایک سخت دھوکا دیکر حضرت مسیح موعود کی نسبت ایک طوفان بے تمیزی برپا کرا دیا حالانکہ جو شرائط مسیح موعود نے ان کو لکھی تھیں وہ اس پر قایم نہیں تھا بلکہ اپنی طرف سے ایک ایسی شرط بڑھا دی تھی جس کی تعمیل حضرت اقدس ہرگز نہیں کر سکتے تھے اور اس بات کا پیر صاحب کو بخوبی علم تھا کہ اس ایزاد کردہ شرط کو مرزا صاحب نہیں مان سکتے وہ جلسہ میں نہیں آئینگے اور عوام اس راز کو نہیں جانتے تھے اسلئے میدان میرے ہاتھ میں رہیگا اب ظاہر ہے کہ چونکہ عوام کو اس کا علم نہیں تھا اس لئے ان لوگوں نے سخت دھوکا کھایا اور سمجھ لیا کہ پیر صاحب سے حضرت مرزا صاحب ڈر گئے اصل کیفیت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے پیر صاحب موصوف کو لکھا کہ بحث مباحثات بہت ہو چکے اور خدا تعالیٰ نے آسمانی اور زمینی نشان بھی میری تائید میں دکھلا دئے ہیں مگر علماء وقت نے ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا اس لئے بہتر یہی ہے کہ جب آپ کو قرآن دانی اور علم

عربی میں کمال کا دعویٰ ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ میری برابری کوئی نہیں کر سکتا ہے اور ساتھ
ہی آپ گدی نشین بھی ہیں اور ولایت کا ادعا بھی آپ کو ہے اور آپ کو مستجاب الدعوات ہونے
کا بھی دعویٰ ہے اس لیے سب سے انسب یہی امر ہے کہ آپ ہی میرے ساتھ تفسیر قرآنی
میں مقابلہ کریں تا کہ واضح ہو جائے کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور کس کو اُس نے اپنے پاک کلام
کے اسرار اور معارف بخشے ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ تفسیر بھی عربی زبان میں ہو جو نہایت ہی فصیح
و بلیغ ہو اور اس امر کے فیصلے کے لیے کہ ہم دونوں میں سے کس کی تفسیر ان متذکرہ بالا امور میں
بڑھی ہوئی ہے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو ہمارے رئیس المکفرین ہیں اور مولوی عبداللہ
صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ اور مولوی عبد الجبار صاحب امرتسری جو ہمارے
سخت دشمن ہیں جج مقرر کیے جائیں اور وہ ہر دو تفاسیر کو پڑھ کر قسم کھا کر بیان کریں کہ ہم اپنے
ایمان سے کہتے ہیں کہ پیر صاحب کی تفسیر اسرار و معارف اور فصاحت و بلاغت کے رو سے بڑھی
ہوئی ہے تو پھر ہم اپنی کل کتابیں جلا دینگے اور اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو کر آپ کے ہاتھ
پر بیعت کر لینگے ورنہ آپ کو توبہ کر کے ہمارے ہاتھ پر بیعت کرنی ہوگی مگر پیر صاحب نے یہ الفاظ
لکھ کر دھوکا دیا کہ مجھے سب شرائط منظور ہیں صرف ایک ہماری شرط ہے کہ اول آپ کے دعویٰ
کی نسبت زبانی مباحثہ ہوگا اور پھر اُنہی منصفان کے کہنے پر کہ پیر صاحب کے دلائل ٹھیک ہیں
آپ کو میرے ہاتھ پر بیعت کرنی ہوگی یہ اشتہار شائع کر کے بلا منظوری فریق ثانی جھٹ پٹ
لاہور میں اُس تاریخ پر جو حضرت مرزا صاحب نے مقرر کی تھی آن موجود ہوا اُدھر حضرت مرزا
صاحب سخت متعجب رہے کہ پیر صاحب کی یہ کیا دیانت اور امانت ہے کہ اس طرح فریبانہ کارروائی
کے مرتکب ہوئے اور چونکہ کچھ عرصہ پہلے حضرت اقدس کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکے تھے
کہ اب آئندہ کسی سے کوئی مباحثہ نہ ہوگا اور چونکہ یہ کتاب پیر صاحب کو بھی بھیجی گئی تھی اس
لیے اُن کو بخوبی علم تھا کہ آپ مباحثہ نہیں کرینگے اس لیے عام لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے
لکھ دیا کہ مجھے کل شرائط منظور ہیں صرف مباحثہ پہلے ہوگا اور پھر ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی
کہ عقائد کی نسبت جو مباحثہ ہوگا اُسکا فیصلہ بھی وہی سرپنچ کرینگے تعجب کہ اُن عقائد کی وجہ سے
وہ لوگ کفر کے فتوے لگا چکے وہ اپنے عقائد کے برخلاف کیونکر مخالف فیصلہ کر سکتے غرض پیر صاحب
کو یہی دور کی سوجھی کہ اول تو حضرت مرزا صاحب ان شرائط کو منظور ہی نہیں فرمائینگے اگر کریں

وجہ سے انہوں نے سکوت اختیار کرلیا تو عقلمند فیصلہ مخالف مولویوں کا بہرحال اُنہی کے حق میں ہوگا پس تفسیر لکھنے کی نوبت ہی پیش نہیں آئیگی اور اس طرح میدان [illegible] لے لونگا۔ الغرض عوام کے نزدیک پیر صاحب بڑے ہی کامیاب ہوئے مگر جنکو ذرہ بھی عقل تھی وہ تاڑ گئے۔ کہ پیر صاحب نے کیا کھلی چالاکی کی ہے لیکن یہ چالاکی تاکے حضرت مسیح موعود نے ایک اشتہار دیدیا کہ اگر پیر صاحب فی الحقیقت تفسیر لکھنے کے لئے آئے تھے تو کیا مضائقہ ہے آپ بجائے ۷ گھنٹہ کے ستر دن کی میعاد مقرر کی جاتی ہے اور ساتھ ہی اجازت دیجاتی ہے کہ جس قدر مولوی چاہیں جمع کرکے اُن سے مدد لیں بلکہ عرب بھی بلالیں اگر ہم فریقین میں سے جس نے ۷۰ دن میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر کم از کم چار جزو زبان عربی فصیح و بلیغ میں شائع نہ کی تو وہی جھوٹا اور کذاب ہوگا آخری تاریخ ۲۵ فروری مقرر تھی بنابریں حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ کے دلائل سورۃ فاتحہ سے نکال کر نہایت فصیح و بلیغ عربی میں بجائے چار جزو کے ۱۲½ جزو میں ۲۳ فروری کو چھاپ کر شائع کردی اور پیر صاحب نے ابتک تفسیر نہیں نکالی جس سے اُن کا جھوٹ پر ہونا ثابت ہوگیا اور حضرت مرزا صاحب کا وہ الہام کہ لَكَ خِطَابُ الْعِزَّةِ۔ لَكَ خِطَابُ الْعِزَّةِ جس کے ساتھ ایک بڑا نشان بھی ہوگا پورا ہوگیا کیا عجیب نشان ظاہر ہوا کہ صدہا علماء میں سے ایک بھی ایسا نہ نکلا جس نے تفسیر بالمقابل لکھنے کی کوشش کی ہو۔

۵۱۔ سید احمد خان صاحب کو ۴؍ مارچ ۱۸۹۸ء کو بذریعہ اشتہار خبر دی کہ اب آپ کی ملاقات ہونی نظر نہیں آتی صرف یہی آخری اشتہار ہے جو آپ کی ملاقات کرتا ہے۔ غرض اُس میں اُن کی وفات کی پیشگوئی عجیب الفاظ میں تھی اور سمجھنے والے اُسی وقت سمجھ گئے تھے کہ اب سید صاحب عنقریب فوت ہونے والے ہیں چنانچہ تھوڑے دنوں میں اُنکا انتقال ہوگیا۔

۵۲۔ مسیح موعود نے شائع کیا کہ اس ملک میں ایک طوفانِ نوح آئیگا چنانچہ وہ لکھتے ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجاویگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔

طوفان نوح کے متعلق ان اشعار میں بھی اشارہ ہے جو حضرت مسیح موعود نے ایک اشتہار میں دئے تھے۔

اشعار

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے ۔ جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیروزبر — وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کے وہ مولا کریم — نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے — حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

پھر اس طوفان سے دو سال پہلے خدا کے فرستادہ کو وحی آئی دیکھو میں آسمان سے تیرے لئے برساؤنگا اور زمین سے نکالونگا۔ وہ جو تیری مخالفت کرتے ہیں پکڑے جاوینگے صحن میں ندیاں چلینگی سخت زلزلے آئینگے۔ میں تجھے ایک عجیب طور پر عزت دونگا۔ اور اُس کے ساتھ دنیا پر بڑا رعب ڈالونگا +

چنانچہ ہندوستان کا بچہ بچہ بلکہ یوروپ تک لوگ جانتے ہیں کہ غالب و قہار ہستی نے آسمان اور زمین سے پانی نکالا اور صحنوں میں کشتیاں چلائیں۔ حیدرآباد دکن کے ایک بہت بڑے آباد محلہ افضل گنج کو جو بذاتِ خود ایک شہر تھا ایک پانی کے طوفان سے جو نوح کے طوفان سے کسی طرح کم نہ تھا غرقاب کرکے نام ونشان مٹا دیا۔ خاکسار خود اڑھائی مہینے تک افضل گنج میں رہا اور لوگوں پر اتمام حجت بھی کیا گیا موسی ندی سے جو ایک نہایت ہی چھوٹی سی ندی ہے جو پھلانگی جاسکتی ہے خداوند غیور نے نوح علیہ السلام کے تنور کی طرح اس خفیف سی نہر سے وہی کام لیا جو اُس تنور سے اُس وقت کام لیا گیا تھا۔ اور کبھی وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ اُس ندی سے کبھی بھی نقصان کا اندیشہ ہو۔ حیدرآباد دکن میں خدا تعالیٰ کے مامور کی سخت ہتک کی گئی۔ خود نواب صاحب بہادر کے اُستاد نے بڑی گندی کتابیں خدا کے مرسل کے برخلاف لکھ کر شائع کیں۔ اور وہاں کے باشندگان نے اُن کتابوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی غیرت کب گوارا کرسکتی تھی۔ آخر طوفان بھیجکر ایک حصہ شہر کو اُس مسمار کردیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے ساکنین نے اس سے عبرت حاصل نہیں کی۔ اس کے بعد طاعون نے بھی اپنی آنکھ دکھائی مگر ابھی تک کسی نے ان عذابوں کی وجہ دریافت کرنے میں توجہ نہیں کی آخر وہی ہوگا جو خدا سے جنگ کرنے والوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ خدا کے مرسل کے پہچاننے کی طرف توجہ کریں ورنہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ وہ مقام دُنیا کے لئے عبرت کا مقام ہوگا +

۵۳۔ پیشگوئی دربارہ وفات مسیح موعود علیہ السلام۔ ایک صادق کا انجام۔ وفات مسیح موعود علیہ السلام حضرت امام الزمان کی صداقت پر تازہ دلائل

اول ہم اُن کی وفات طبعی کی نسبت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ سے جو ۱۸۸۰ء میں چھپی تھی دکھاتے ہیں اس کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے اپنی وفات کے متعلق یہ الہام لکھا ہے یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ یعنی جو دستوں کی بیماری میں مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بے شمار دشمن تھے اور دشمن بھی جانی مگر کسی نے اُن کو نہ قتل کیا اور نہ کسی اور ذریعہ سے مارا اگر مرے تو طبعی موت سے مرے جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بمقام لاہور بذریعہ بیماری اسہال واقع ہوئی اور آپ کا جنازہ کفن میں لپیٹ کر قادیان میں پہنچایا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

اب الہام مندرجہ براہین احمدیہ و حدیث صحیحہ کو واقعات صحیحہ و مسلّمہ متذکرہ بالا کے ساتھ مقابلہ کرنے سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی متعلق وفات ایسی قطعی اور صاف و صریح طور پر پوری ہوئی کہ اس کی صداقت میں کسی اشد مخالف کو انصافاً بھی مجال دم زدن نہیں۔ ظاہر ہے کہ علم غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے پس حضرت مرزا صاحب نے جو یہ غیبی خبر اپنی وفات کے متعلق مدت دراز سے پیشتر ہی سے پبلک میں شائع کی تھی وہ بلاشبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور قرآن کریم فرماتا ہے وَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مشرف نہیں کرتا مگر اُسی کو جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ہو لہذا اُن واقعات سے قرآن کریم کی شہادت کے مطابق یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسولوں میں سے تھے۔ اللہ کا رسول صادق ہوتا ہے پس حضرت مرزا صاحب مغفور کا انجام

ایک صادق کا انجام ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس مقام پر برائے افادۃ الناظرین ایک لطیفہ غیبی بھی درج کروں۔ جو اخویم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی ضلع گجرات پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قَدْ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سنہ ۱۳۲۶ وفات برآمد ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رسالہ الوصیت مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء مطبوعہ ریویو آف ریلیجنز کی بابت ماہ جنوری ۱۹۰۶ء میں یہ تحریر فرمایا تھا۔

"چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارہ میں اُس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ اُس نے میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ چند نصائح لکھوں سو پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے مجھے میری موت کی خبر دیکر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی اور وہ یہ ہے جو زبان عربی میں ہوئی اور بعد میں اردو کی وحی بھی لکھی جائیگی۔ قَرُبَ اَجَلُکَ الْمُقَدَّرُ وَلَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔ قَلَّ مِیْعَادُ رَبِّکَ وَلَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ شَیْئًا وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ۔ تَمُوْتُ وَاَنَا رَاضٍ مِّنْکَ جَاءَ وَقْتُکَ وَنُبْقِیْ لَکَ الْاٰیَاتِ بَیِّنَاتٍ۔ قَرُبَ مَا تُوْعَدُوْنَ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ اِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (ترجمہ) تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑینگے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دینگے اور کچھ ان میں سے باقی نہیں رکھینگے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشگوئیاں ہیں ان میں سے تجھے کچھ دکھا دیں یا تجھے وفات دیدیں تو اس حالت میں فوت ہوگا کہ میں تجھ سے راضی ہونگا اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے جو وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے اب رب کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی۔ لوگوں کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو خدا ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

اِس جگہ یاد رہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہیں چھوڑینگے۔ جو تیری رُسوائی اور ہتکِ عزت کا موجب ہوں اس فقرہ کے معنے ہیں (۱) اول یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رُسوا کرنے کی نیت سے شائع کیے جاتے ہیں ہم دور کردینگے اور اُن اعتراضات کا نام و نشان نہ رہیگا (۲) دوسرے یہ کہ ایسے شکایت کرنے والوں کو جو اپنے شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بد ذکر سے باز نہیں آتے دُنیا سے اُٹھالیں گے اور صفحۂ ہستی سے معدوم کرینگے تب اُن کے نابود ہو جانے کی وجہ سے اُن کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائینگے۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اُردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب فرمایا۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن سب پر اُداسی چھا جائیگی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔ تمام حوادث اور عجائباتِ قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ ہوگا۔ حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دُنیا میں موت اپنا دامن پھیلائیگی اور زلزلے آئینگے اور شدت سے آئینگے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین کو تہ و بالا کردینگے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔ پھر وہ جو توبہ کرینگے اور گناہوں سے دستکش ہو جائینگے خدا اُن پر رحم کریگا جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کرلیں گے اور اُن راہوں کو اختیار کرینگے جو خدا کو پسند ہیں اُن کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تو میری طرف سے نذیر ہے مینے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کیے جائیں اور فرمایا۔ کہ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ میں تجھے اسقدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے ۔

اور آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہوگا۔ مجھے خبر دی اور فرمایا "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔ اِس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے لیکن راستباز اس سے امن میں ہیں۔ سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اُس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے۔ خدا نے اپنے کلام میں مجھے فرمایا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریںگی۔ کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائینگی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئینگی اور وہ اس سلسلہ کو پوری

رزق دیگا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد +

یہ خدائے تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ”کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ“ یعنے خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اُس کے نبی غالب رہیں گے اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھلاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کرتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور اور کئی بد قسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا تھا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا۔ جو فرمایا تھا۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دینگے ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جبکہ حضرت موسیٰ کنعان کی راہ میں پہلے اس سے کہ بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں۔ فوت ہو گئے اور

بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس
بےوقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے اور
ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر
ہوگئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہوگیا +

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں
کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنت
کو ترک کر دیوے۔ اِس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین
مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا
ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت
تک منقطع نہ ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤنگا
تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی جیسا کہ خدا کا
براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت یہ وعدہ
ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔
سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور
وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا
کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دُنیا قائم رہے
جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جاویں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت
کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو
دوسری قدرت کا مظہر ہونگے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور
چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک مُلک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت
آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے اپنی موت کو قریب سمجھو
تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائیگی +

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں
خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اِن تمام روحوں کو جو زمین پر متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا

ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے ..... اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی وفات کے متعلق عبارت مندرجہ بالا میں جو کچھ تحریر فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت پر یہ دوسری دلیل ہے۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر آپ کی وفات سے پہلے جو تفصیلات اس واقعہ کے متعلق وحی الٰہی کے ذریعہ سے کھولی گئیں ان پر نظر ڈالنے سے خدا کی قدرت نظر آتی اور ایمان کی تازگی پیدا ہوتی ہے اور من حیث المجموع عقل اس بات پر قطع واجب کرتی ہے۔ کہ حضرت میرزا صاحب مغفور قطعاً اور یقیناً مرسل و مامور من اللہ تھے اور وہ تفصیلات حسب ذیل ہیں۔ دیکھو اخبار بدر مورخہ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء خدا کی تازہ وحی ۲ مارچ ۱۹۰۷ء۔ روز شنبہ الہام

(۱) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ تفہیم یہ ہوئی۔ کہ اے اہل خانہ خدا تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے تا معلوم ہو کہ تم اس کے ارادوں پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا حق ہے پاک کرنے کا اور پھر انہیں کی طرف اشارہ کر کے الہام ہوا۔ (۲) "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان قبول کر" اور پھر الہام ہوا۔ (۳) يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ اے لوگو! تم اپنے رب کی پرستش کرو وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا۔ اس میں یہ تفہیم ہوئی کہ اے اہل بیت کسی دوسرے کو تکیہ گاہ مت بناؤ ہی خدا تمہارا متکفل و رازق ہے جس نے تجھے پیدا کیا اور پھر الہام ہوا۔

(۴) يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ۔ یہ ہے کہ اے اہل بیت خدا سے ڈرو اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرو اور نہ کوئی بات منہ سے نکالو وہی خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور پھر میری طرف سے بطور حکایت الہام ہوا۔

(۵) اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے اور پھر مجھے مخاطب کر کے الہام ہوا۔

(۶) اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ اَنْتَ الَّذِيْ طَارَ اِلَيَّ رُوْحُهٗ یعنے تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں اس نے

میں تجھ سے ظاہر ہونے والا ہوں تو وہ ہے جس کی روح نے میری طرف پرواز کیا پھر
اخبار بدر مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء میں درج ہے۔ خدا کی تازہ وحی ۷ مارچ ۱۹۰۷ء اَتَعْجَبُونَ
اَنْ تَمُوْتُوْا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ تم موت کا شکار ہو جاؤ۔ (۲) ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں
۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ
پھر ریویو آف ریلیجنز نمبر ۱ جلد ۶ بابت ماہ نومبر ۱۹۰۷ء میں یہ الہام لکھا ہے
"موت قریب ہے"
پھر ریویو آف ریلیجنز نمبر ۱ جلد ۷ بابت ماہ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۴۰ پر رویا و الہامات
حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں درج ہیں :- بتاریخ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء (۱) بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید
(۲) ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اَللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰی۔ (۳) خوشیاں منائینگے۔
خداوند کریم نے اِن الہامات میں حضرت اقدس کو مخاطب فرما کر آپ کی وفات قریب ہونے
کی متواتر خبریں دی ہیں اور واقعۂ وفات کی وجہ سے جو حضرت اقدس کی تدفین۔ خلافت
و تجدید بیعت کا واقعہ ایک ہی دن پیش آنے والا تھا۔ اس کی تاریخ ستائیس بتلائی اور مومنوں
کو یوں تسلی دی کہ اگرچہ تمہارا امام فوت ہو جائیگا۔ مگر تم غم نہ کرو کیونکہ اللہ جس کو اس سلسلہ کا چلانا
منظور ہے وہ باقی رہیگا۔ اور خدا تعالیٰ نے مخالفوں کی حالت کا فوٹو پیش از وقت بتلا کر یہ
پیشگوئی فرما دی کہ خوشیاں منائیں گے۔ چنانچہ خداوند عالم الغیب نے جیسا فرمایا تھا بے کم و
کاست ویسا ہی وقوع میں آیا۔

تفصیلاتِ مندرجہ بالا کے بعد حضرت اقدس کو خاص تاریخ وفات ایک رویا میں اسطرح بتلائی گئی
ریویو نمبر ۲ جلد ۷ کے ٹائیٹل پیج پر درج ہے۔ ۵ جنوری ۱۹۰۸ء۔ مرحوم امیر خان
کی بیوہ جس دن اس کا خاوند فوت ہوا۔ مینے دیکھا کہ اُس کی بیوہ کی پیشانی پر ۵ یا ۶ یا ۷ کا عدد
لکھا ہوا ہے۔ میں نے وہ مٹا دیا اور اُس کی پیشانی پر ۶ کا عدد لکھ دیا ہے۔

اِس رویا میں امیر خان سے مراد سردار اور قوم کا امام ہے جس سے مقصود فی الحقیقت ذاتِ
ستودہ صفات امامِ ہمام علیہ الصلوۃ والسلام ہے۔ پھر دکھلایا کہ اس سردار کی بیوی کے بیوہ
ہونے کے واقعہ کو ۵ یا ۶ یا ۷ کے اعداد سے تعلق ہے مگر اس بیوی کا خاوند جس دن فوت ہوگا
اُس کو اصل تعلق ۶ کے عدد سے ہے چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔ حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو بیمار ہوئے۔ ۲۶ کو آپ نے وفات پائی اور ۲۷ کو آپ دفن کئے گئے ۵۵

مقامِ وفات پیش از وقت بتایا گیا

ذیل کے الہامات میں حضرت اقدس کو مقام وفات بھی بتایا گیا۔
چنانچہ الحکم نمبر ۲ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔

۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں" ایک یہ معنے ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائینگے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی کہ خود بخود دل لوگوں کے ہماری طرف مائل ہو جائینگے +

اب تیسرے معنے اِس الہام کے کہ "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں"۔ واقعات سے یا یوں کہو کہ خداوند خدا کی فعلی شہادت سے یہ ثابت ہوئے کہ مکہ سے مراد قادیاں ہے اور مدینہ سے احمدیہ بلڈنگ لاہور۔ کیونکہ الہام میں اِس بات کی طرف صاف اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ جس طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے وطن مکہ میں فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنے انصار کے شہر یعنی مدینہ میں فوت ہوئے اسی طرح یہ بروزِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیاں میں فوت نہیں ہوگا بلکہ ایسے شہر میں فوت ہوگا جہاں اس کے انصار رہتے ہوں۔ چنانچہ ذیل کے رویا و الہام اسکے موید ہیں

اخبار بدر نمبر ۱۰ جلد ۷ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء میں یوں لکھا ہے +

رویا و الہامات حضرت مسیح موعودؑ

۷ مارچ ۱۹۰۸ء "ماتمکدہ"۔ فرمایا اس کے متعلق کوئی تفہیم نہیں ہے پھر غنودگی میں دیکھا کہ جنازہ آتا ہے" +

اس الہام میں ماتمکدہ سے مراد وہ ماتم کدہ ہے جہاں آپ کا وفات پانا پہلے بتایا گیا ہے یعنی احمدیہ بلڈنگ لاہور ساتھ ہی جنازہ آتے ہوئے دیکھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس جگہ وفات ہوگی۔ وہاں سے جنازہ قادیاں لایا جاویگا۔ کیونکہ آپ نے قادیاں میں یہ خواب دیکھا تھا کہ جنازہ آتا ہے۔ پھر چونکہ لاہور سے بٹالہ تک لاش صندوق میں آنیوالی تھی اور اس کے بعد صندوق سے نکالکر صرف کفن میں لپیٹے ہوئے قادیاں تک آنیوالی تھی۔ اس لئے مارچ ۱۹۰۸ء

کو الہام ہوا تھا کہ ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں۔ اِس الہام کا پتہ ہم او پر لکھ آئے ہیں پھر چونکہ قادیان آپ کا وطن تھا اور وہاں دفن کے لیے جنازہ بھی پہنچنا تھا۔ اِس لئے "ماتم کدہ" کا الہام دوبارہ ہوا۔ دیکھو اخبار بدر نمبر ۱۵ جلد ۲ مورخہ ۱۶ راپریل ۱۹۰۶ء خدا کی تازہ وحی "ماتمکدہ" قبر کی جگہ آپ کو قادیان میں کشفی طور پر پہلے ہی دکھادی گئی تھی۔ چنانچہ اُس کا مفصل ذکر وصیت مورخہ ۲۰ ردسمبر ۱۹۰۵ء محولہ بالا میں بصراحت تمام درج ہے اور وہ جگہ مقبرہ بہشتی میں داخل ہے جس سے مخالفوں کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بھی خدا کی طرف سے بتادیا گیا تھا۔ کہ آپ کیسی بیماری سے فوت ہوں گے چنانچہ اخبار الحکم نمبر ۳۵ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷ راکتوبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے:۔

"۹ راکتوبر ۱۹۰۶ء میں نے آج خواب میں دیکھا کہ میرا بھائی غلام قادر مرحوم ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہے اور میں نے خیال کیا۔ کہ یہ فرشتہ ہے اور لفظ قادر کی مناسبت سے اس شکل پر ظاہر ہوا ہے اور میں اس کے آگے اس قدر دوڑتا ہوں کہ گھوڑا پیچھے رہ جاتا ہے اس کے بعد ہم شہر میں داخل ہو گئے اور وہ فرشتہ جو میرے بھائی کی شکل پر تھا گھوڑے پر سے اُتر آیا اور اُس کے ہاتھ میں ایک تازیانہ ہے اور ایک مضبوط سپاہی قوی ہیکل شکل میں ہے اور ہم نے شہر میں ایک طرف جانے کا ارادہ کیا گویا کوئی کام ہے یا کوئی خدمت ہے جو اس فرشتہ نے بجالانی ہے۔ بعد اُس کے الہام ہوا۔ اے عبد الحکیم خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ عبد الحکیم میرا نام رکھا گیا ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت نہیں چاہتی کہ ان بیماریوں سے کوئی بیماری میرے لاحق حال ہو کیونکہ اسمیں شماتتِ اعدا ہے" غرض اس رویا میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو یہ بشارت دی گئی۔ کہ آپ کو کوئی ایسی بیماری نہیں ہو گی جو باعث شماتتِ اعدا ہو۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ آپ اُس قسم کی بیماری سے محفوظ رہے۔

رحلت سے پہلے پھر کوچ کا حکم خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت اقدس کے پاس پہنچا اور قبل از واقعہ مومنوں کو تسلی دی گئی اور اُن کی ہمت بڑھائی گئی۔ چنانچہ یہ الہامات اخبار بدر نمبر ۲۱ جلد ۷ مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں اسی طرح درج ہیں:۔

خدا کی تازہ وحی۔ ۹ رمئی ۱۹۰۸ء اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء ڈرو مت مومنو!

میں نے انہیں دنوں میں مولوی محمد سعید صاحب حیدر آباد دکھنی سے جو سفر میں ساتھ تھے یہہ الہام بھی سنا تھا کہ جب حضرت مسیح موعود بٹالہ پہنچ گئے تو الہام ہوا کہ مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار اور اس وقت حضرت صاحب نے واپسی کا ارادہ کر لیا لیکن ام المومنین صاحبہ نے لاہور چلنے کا اصرار کیا اور عجیب بات ہے کہ اسی مصرعہ سے اُنکی تاریخ وفات بھی پائی جاتی ہے یعنے ۱۳۲۶ ہجری

۵۴- مبارکہ بیگم کی نسبت فرمایا تھا کہ وہ بخت برتر کی وارث ہوگی۔ چنانچہ دُرِ ثمین میں سرخی بشیر احمد۔ شریف احمد۔ مبارکہ کی آمین وہ فرماتے ہیں +

ہوا اک خواب میں مجھپہ یہ اظہر ... کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر

لقب عزت کا پاوے وہ مقرر ... یہی روز ازل سے ہے مقدر *

پیشگوئی کیسی صریح پوری ہوئی کون جانتا تھا کہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کی چاہتی بیگم کا انتقال ہو جائیگا اور اس وقت مبارکہ بیگم سن بلوغت کو پہنچکر اُن کی بیگم ہونے کا فخر حاصل کریگی۔ حالانکہ جب یہ پیشگوئی کیگئی تھی اُس وقت مبارک جہاں بیگم صاحبہ پانچ سال سے بھی کم عمر کی تھیں۔ چنانچہ اسی جگہ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں +

اور ان کے ساتھ کی ہے اک دختر ... ہے کچھ کم پانچ کی وہ نیک اختر

کلام اللہ کو پڑھتی ہے فرفر ... خدا کا فضل اور رحمت سراسر

۵۵- لنڈن میں تبلیغ اسلام کی نسبت پیشگوئی

حضرت مسیح موعود نے جس طرح اور سینکڑوں پیشگوئیاں پیش از وقت شائع کیں اسیطرح ایک یہ بھی ہے کہ ہماری تبلیغ شہر لنڈن میں بھی ہوگی چنانچہ وہ الفاظ یہ ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل زبان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ دیکھو ازالہ اوہام مطبوعہ قادیان جمادی الاول ۱۳۰۸ھ ہجری +

اب یہ پیشگوئی ۲۲ سال کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ پنجاب یکے از مخلص مریدان حضرت مسیح موعود کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔ کون جانتا

* ایک دوسری جگہ الہام ہی نواب مبارکہ بیگم جس سے صریح واضح ہو جاتا ہے کہ مبارکہ بیگم کا تعلق ایک نواب سے ہوگا

تھا اور کسکو معلوم تھا کہ یہ پیشگوئی جو بظاہر ناممکن سی تھی اس طرح پوری ہوگی۔ خداوند تعالیٰ نے ازل سے ہی خواجہ صاحب کو اس کام کے لئے چن لیا تھا۔ کہ وہ باوجود کاروباری آدمی ہونے کے اپنے چلتے کام کو ترک کرکے اور اپنے ننھے ننھے بچوں کو جن کے سر سے سایہ مادری بھی عنقریب اُٹھ چکا ہو بلبلاتے اور روتے دھوتے چھوڑ جانا اور اتنا بڑا مشقت آمیز سفر اختیار کرکے بیوطن ہونا کسی دنیاوی لالچ کسی جاہ وجلال کی طمع یا کسی ڈگری کے حاصل کرنے کے لئے نہیں صرف دین کے لئے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے جانا اسی جوانمردی کا کام تھا۔ اس خدا کے مرد نے لنڈن پہنچکر سیر سیاحت کا خیال ایک ہی نہیں کیا بلکہ سب سے اول فصاحت وبلاغت کے کالج میں زبان سیکھی بعد ازاں خدا کے بھروسہ پر تبلیغ کا کام شروع کرکے اہل انگلستان تک تبلیغ کو محدود نہیں رکھا بلکہ تمام یورپ میں اسلام کی خوبیوں کی ڈھاک بٹھا دی ہے اور چند ایک انگریز مسلمان بھی ہوگئے ہیں اور ابھی خدا معلوم کہاں تک نوبت پہنچنے والی ہے۔ خدا کے الہام کئے ہوئے الفاظ کیسے پورے ثابت ہوئے ہیں اور ایک وقت آنیوالا ہے کہ دنیا دیکھ لیگی کہ یہ پیشگوئی کس جاہ وجلال کے ساتھ روز روشن کی طرح ظاہر ہوگی۔ چالیس سے زائد معزز زن و مرد و بچے اسلام قبول کرچکے ہیں اور بکثرت اسلام

ایک عرصہ ہوا ہے کہ میں نے یعنے راقم الحروف نے ایک کشف میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک چینی کا بڑا پیالہ سفید دودھ سے بھرا ہوا خواجہ کمال الدین صاحب کو دیا اور انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لیکر سارا کا سارا پی لیا۔ اور ظاہر ہے کہ تعبیر رویا میں دودھ کی تاویل علم دین ہے۔ سو الحمدللہ کہ اُس علم کا ظہور اب چند سال سے خواجہ صاحب کی ذات سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ہندوستان کے مختلف اطراف میں اپنے لیکچروں سے جو فائدہ پہنچایا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اب وہ یوروپ کی اقوام کو اپنے لیکچروں سے ایسا سیراب کر رہے ہیں کہ آجتک کسی نے مسلمانوں سے ایسا نہیں کیا +

۱۵۶ شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کی نسبت ایک پیشگوئی

کہ بالآخر حضرت مرزا صاحب کی تکفیر سے رجوع کریگا

حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ محمد حسین ابو سعید کی آجکل بہت نازک حالت ہے یہ شخص اس عاجز کو کافر سمجھتا ہے

اور نہ صرف کافر بلکہ اس کے کفر نامہ میں کئی بزرگوں نے اس عاجز کی نسبت اکفر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے اپنے بوڑھے استاد نذیر حسین دہلوی کو بھی اس نے اس بلا میں ڈالا ہے سبحان اللہ ایک شخص اللہ جل شانہٗ اور اُسکے رسول نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور پابند صوم وصلواۃ اور اہل قبلہ میں سے ہے اور تمام علمی باتوں میں ایک ذرہ بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف نہیں اس کو میاں بٹالوی صرف اس وجہ سے کافر بلکہ اکفر اور ہمیشہ جہنم میں رہنے والا قرار دیتا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بموجب نص بیّن قرآن کریم فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي فوت شدہ سمجھتا ہے اور بموجب پیشگوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا اپنے متواتر الہامات اور قطعی نشانوں کی بنا پر اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور میاں بٹالوی بطور افترا کے یہی کہتا ہے کہ گویا یہ عاجز ملائک کا منکر اور معراج نبوی کا انکاری اور نبوت کا مدعی اور معجزات کو بھی نہیں مانتا۔ سبحان اللہ کافر ٹھہرانے کے لئے اس بیچارے نے کیا کچھ افترا کئے ہوئے اور وہ انہی غموں میں مر رہا ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کو تمام خلق اللہ کافر سمجھ لیوے۔ بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی کفر میں بڑھکر قرار دیوے۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اب اس شخص کا بہت ہی برا حال ہے اگر کسی کے منہ سے نکل جائے کہ میاں کیوں کلمہ گوؤں کو کافر بناتے ہو کچھ خدا سے ڈرو تو دیوانہ کی طرح اس کے گرد ہو جاتا ہے اور بہت سی گالیاں اس عاجز کو نکال کر کہتا ہے کہ وہ ضرور کافر اور سب کافروں سے بدتر ہے ہم اس کے خیر خواہوں سے ملتجی ہیں کہ اس نازک وقت میں ضرور اُس کے حق میں دعا کریں اب کشتی اس کی ایسے گرداب میں ہے جس سے جانبر ہونا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے +

وَاِنِّيْ رَأَيْتُ اَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ يُؤْمِنُ بِاِيْمَانِيْ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَرَأَيْتُ كَاَنَّهٗ تَرَكَ قَوْلَ التَّكْفِيْرِ وَتَابَ وَهٰذِهٖ رُؤْيَايَ وَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ خاکسار غلام احمد از قادیان دار الامان۔ ضلع گورداسپور ۴ مئی ۱۸۹۳ء

میں نے دیکھا کہ یہ محمد حسین اپنی موت سے پہلے میرے مومن ہونے پر ایمان لائیگا اور میں نے دیکھا کہ گویا اُس نے میری تکفیر کو ترک کر دیا ہے اور اس سے رجوع کر لیا ہے اور یہ میری رویا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دکھائیگا +

اس پیشگوئی کو جو بیس برس پیشتر کی گئی ہے مدنظر رکھ کر آپ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا یہ بیان پڑھیں جو آپ نے ایک مقدمہ میں منصف درجہ اول ضلع گورداسپور کے سامنے دیا ہے +

نقل مطابق اصل- ہمارے فرقہ اہل حدیث کا آغاز دوسری یا تیسری صدی ہجری سے ہوا ہے
اس سے پہلے اس فرقہ کا نام مسلمان تھا جیسے کہ اور فرقوں کا نام بھی مسلمان تھا پہلے کوئی اور فرقہ
ہی نہ تھا سب فرقے بعد ازاں ہی شروع ہو گئے ہیں۔ پہلے سب مسلمان ہی کہلاتے تھے شیعہ فرقہ
بھی دو سو برس ہجری کے بعد ہی بنا ہے۔ شیعہ نام اس واسطے ہوا کہ وہ گروہ علی ہیں سے اپنے آپکو
کہتے ہیں اور شیعہ کے معنی گروہ کے ہیں۔ شافعی فرقہ محمد بن ادریس شافعی جو اپنے جد شافعی کیطرف
منسوب تھا اُس کی طرف اس فرقے کو منسوب کرتے ہیں یہ بھی دو سو سال کے بعد ہوا ٹھیک وقت
یاد نہیں کہ ان میں سے کون فرقہ پہلے ہوا۔ غالبًا شافعی سے پہلے شیعہ فرقہ ہوا سب سے اول فرقہ
حنفی اس کے بعد تھوڑے عرصہ میں فرقہ مالکی جو امام مالک کی طرف منسوب ہے اس کے بعد فرقہ شافعی
اس کے بعد فرقہ حنبلی جو امام احمد بن محمد بن حنبل کی طرف منسوب ہوا۔ پہلے تمام اہل اسلام کا ایک
ہی مذہب تھا اور اس میں امن کا زمانہ تھا اور کوئی کشمکش ان کی باہمی نہ تھی اور قریب زمانہ رسول اللہ
کے سبب اور اصحاب رسول اللہ کے بعد اُن کے تابعین کے سبب امن تھا۔ آپس میں ایسا اختلاف
نہ تھا کہ جس کے سبب ایک دوسرے کو بُرا کہے یا مخالفت کرے۔ اس کے بعد جب باہمی نفسانیت
ہو گئی۔ اور اعتقاد بدعت کے پیدا ہو گئے تو لوگوں نے اپنے اپنے اماموں کیطرف کہ جن کی ان کو زیادہ تر
محبت و اعتقاد تھا پیری اختیار کی اور فرقہ بندی ہو گئی یہ سب فرقے قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں
اور یہ سب فرقے قرآن کی مانند حدیث کو بھی مانتے ہیں۔ ایک فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے عرصہ سے
پیدا ہوا ہے جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعوی مسیحیت اور مہدویت کا کیا ہے
یہ فرقہ بھی قرآن کو اور حدیث کو یکساں مانتا ہے۔ ایک فرقہ بابی یا بہائی ہے وہ شیعہ میں سے
ایک فرقہ ہے وہ بھی قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ حدیث کو مانتے ہیں یا نہیں
کسی فرقہ کو جن کا کہ ذکر اوپر ہو چکا ہے ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا

اس بیان کو پڑھ کر اور پھر اس کے ساتھ حضرت اقدس علیہ السلام کی پیشگوئی کو پڑھ کر بے ساختہ
زبان سے سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا نکل جاتا ہے کیونکہ جن فرقوں کا اوپر ذکر کیا گیا
ہے اور انہیں احمدی فرقہ بھی داخل ہے ان سب کی نسبت آپ حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہم ان کو مطلق کافر نہیں کہتے۔
پیشگوئی میں بھی یہی لفظ ہیں وَ رَئَیْتُ کَاَنَّہٗ تَرَکَ قَوْلَ التَّکْفِیْرِ وَ تَابَ یعنی میں نے دیکھا کہ اُنہوں
نے کافر کہنا چھوڑ دیا اور اس سے رجوع کر لیا۔ سو رجوع ظاہر ہے کوئی ہے جو اس نشان سے مستفید

ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے وقت میں اور بھی اس کی تفصیل کی جائیگی +

اب ہم پوچھتے ہیں کہ پیش از وقت ایسی باتوں کی خبر دینا سوائے خدا کے کس انسان کا مقدور ہے لہذا کچھ شک نہیں کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے مرسل اور خدا کے محدث اور خدا کے نبی ہیں اور خدا تعالیٰ ضرور اُن کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے اور اسرار غیبی اور رازہائے نہانی سے آگاہ کرتا ہے جس کی نظیر اس وقت دنیا میں نہیں پائی جاتی پھر سخت افسوس ہے اُن لوگوں کی عقل پر کہ وہ ایسی نعمت سے محروم اور بے نصیب ہیں یہاں کوئی یہ دھوکہ نہ کھائے کہ ہم نے مرزا صاحب کو نبی کہہ دیا ہے بے شک نبی ہیں مگر اُن معنوں میں جن کی تشریح خود حضرت مرزا صاحب نے کر دی ہے یعنے لغوی معنوں کے لحاظ سے اُن پر لفظ نبی آیا ہے اور حضرت صاحب تو بیسیوں جگہ اپنے آپ کو بروزی اور ظلی نبی اور جزوی اور غیر تشریعی نبی لکھ چکے ہیں۔ چونکہ آپ پر تمام امت کے افراد سے بڑھ چڑھ کر غیب کی خبریں پیش از وقت ظاہر کی گئی ہیں جو انسانی عقل وفکر سے بالا ہیں اس لئے وہ نبی ہوئے ورنہ آپ کا ہمیشہ یہی ایمان تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تا قیامت کوئی نبی نبوت کے اصلی معنوں میں نہیں آسکتا پس وہ نبی تو ضرور ہیں کیونکہ ہزارہا غیب کی خبریں آپ پر ظاہر کیگئی ہیں مگر جیسا کہ ظلی نبی ہیں ہمیشہ اور اصطلاحی معنوں میں وہ ہرگز نبی نہیں ہم نے نمونہ کے طور پر معدودے چند کا ذکر کر دیا ہے ورنہ صرف پیشگوئیوں پر ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے اِن پیشگوئیوں کو دیکھ کر منصف مزاج خدا ترس انسان ہرگز اس امر کے قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت مرزا صاحب کا خدا تعالیٰ سے بڑا عظیم الشان تعلق تھا اور ضرور خدا تعالیٰ اُسکے ساتھ ہمکلام ہوتا تھا اور غیب پر آگاہ کرتا تھا پس اُسکو نہ ماننا خالی از معصیت نہیں کیونکہ خدا کے مامور کا آنا غیر ضروری نہیں ہوتا اگرچہ وہ کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے بلکہ شریعت تو وہی ہے جو فخر رسل وخاتم النبیین فداہ ابی وامی لائے تھے مگر پھر اُن کی تعلیم پر چلنا ازبس ضروری ہے کیونکہ تمادی زمانہ کی وجہ سے اُمت محمدیہ میں بہت سی خرابیاں آگئی تھیں اور لوگ اُس تعلیم کو عملاً بھلا چکے تھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائے تھے اور انہوں نے اُن کو از سرنو نئی لگن لگادی اور وہ علم کلام پیش کر دیا جس کی اس زمانہ میں ضرورت شدید تھی اور جس کی وجہ سے اسلام کے اندر ایک نئی روح پھونک دی گئی

فصل ۳۲ بتیسویں

دربارہ وفات مسیح موعود علیہ السلام

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کا دن احمدیوں کے لئے کیسا ہموم و غموم کا دن تھا۔ اور یہ اُسی طرح کا دن تھا جو آج سے ۱۳ سو برس پہلے یعنے ۱۱ ھ ہجری میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بوقت وفات فخرِ بنی آدم فداہ ابی و امی دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ دنیا صحابہ کی آنکھوں میں دھواں دھار نظر آتی تھی اور اس قدر غموں کے پہاڑ اُن پر ٹوٹ پڑے تھے ہم صرف ایک صحابی کے دو شعر پیش کر دیتے ہیں جو اُس وقت کا پورا نقشہ ظاہر کرتے ہیں۔ حسان کہتا ہے کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَی النَّاظِرُ + مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْیَمُتْ + فَعَلَیْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ + اے میرے پیارے اے میرے حبیب تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھی۔ جب تو مجھ سے جدا ہو گیا تو میری آنکھیں اندھی ہو گئیں اور ساری دنیا میرے آگے اندھیرا سا ہو گئی۔ جب تو ہی نہ رہا تو پھر ساری دنیا مر جائے تو مر جائے مجھے اسکی کچھ پرواہ نہیں مجھے تو صرف تیرا ہی فکر تھا اور تیری ہی جدائی سے ہمیشہ ڈرتا تھا۔ اور اُسی کی پرواہ تھی۔ یوں تو سب جانتے ہیں کہ موت لازمی ہے جو دنیا میں آیا ایک نہ ایک دن وہ ضرور موت کا شکار ہوا کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا اٹل اور نہ خطا ہونے والا قانونِ قدرت۔ ہر ذی حیات کے لئے مقدر ہے اور ضرور ہے کہ شربت مرگ کا پیالہ سب کو پینا ہی پڑتا ہے سوائے خدا کے کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ وہی ایک ہی حیّ و قیّوم لا زوال ہستی ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگی۔ غرض موت کے پنجہ سے سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کوئی نہیں جو رہائی اور رستگاری پا سکے بجز اِس کے کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہیں اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔ وہ گھڑی سخت سنسنی خیز اور کپکپا دینے والی گھڑی تھی جس وقت ہمارے کانوں میں یہ آواز پہنچی کہ جناب مسیح موعود و مہدی معہود ناگہاں دار فانی سے عالم

جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ کیونکہ ہم لوگ یہ توقع نہیں رکھتے تھے کہ ہمارے پیارے امام۔ ہمارے پیارے ہادی اتنا جلدی ہم سے جدا ہو جائینگے۔ گو اس سانحہ جانکاہ کا اڑھائی سال پہلے ہی آپ کو پیغام اجل آچکا تھا اور آپ نے اسی بناء پر ایک وصیت نامہ دسمبر ۱۹۰۵ء میں چھاپ کر شائع کر دیا تھا اور بعد ازاں بھی متواتر الہامات وفاتِ خود سناتے رہے تھے جو تمام دوستوں اور شیدائیوں کے دلوں کو ہلا دیتے تھے۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے دلوں میں ابھی ڈھارس بندھی رہتی تھی کہ ابھی وقت نہیں آیا اور طبیعتیں بھی بوجہ تعلق محبتِ شدید وفات کے لفظ کو سننا اور دل میں جگہ لینا گوارا ہی نہیں کرتی تھیں۔ جب تک کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس لرزا دینے والے واقعہ کو وارد کرکے ہمیں اس کی برداشت کے لئے اپنی طرف سے طاقت نہیں دی اس وقت تک بے شک ہمارے دل اس خیال سے دہل جاتے اور کپکپا جاتے تھے۔ انسانی فطرت کچھ ایسی واقع ہے کہ ادنیٰ تعلق والے انسان کی جدائی سے مغموم و متاثر ہو جاتی ہے پھر اندازہ کرو کہ اگر جدا ہونے والا ایک ایسا محبوب ہو کہ جس کی محبت تمام دنیاوی تعلقات سے بڑھکر ہو۔ اور پھر وہ ہو بھی ہمارا پیشوا۔ ہمارا ہادی۔ ہمارا سچا دوست اور ہمارا دلی خیر خواہ اور ہمارا نہائت ہی بڑا ہمدرد اور غمخوار تو اُس کی جدائی سے اور پھر ہمیشہ کی جدائی سے کیا کیا غم وہم ہو سکتے ہیں۔ ایسے خیر خواہ شفیق کی موت سے کیسے رونا نہ آئے جس کے نورانی چہرے پر ہزار ہا ہموم و غموم کی گھڑی میں ایک ہی نظر یا اُس کی مبارک زبان سے ایک ہی کلمہ غموں کی گھٹاؤں اور ہموم کے پہاڑوں کو آنِ واحد میں پاش پاش کر دیتا تھا وہ ایک ایسا آفتاب تھا جسکی شعاعوں کے سامنے کوئی بادل نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ وہ ایسا نور تھا جسکی روشنی کو کوئی چیز ماند نہیں کر سکتی تھی۔ پھر بتاؤ کون ایسا دل ہو سکتا ہے جو اس کی جدائی اور پھر دائمی جدائی کو گوارا کر سکتا تھا حالانکہ ہمیں آفتابِ نصف النہار کی طرح یقین بھی تھا کہ جب پیغامِ اجل آچکا ہے تو اب وہ کسی طرح ٹلنے والا نہیں وہ ضرور آکر رہیگا مگر اتنا جلدی نہیں۔ آخر وہ اجل مسمےٰ کا وقت آہی گیا اور وہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کی صبح اس مقدرہ وقت کے لئے معین ہو چکی تھی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ +

ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی وفات اور اُن کی جدائی سے بیحد غم پہنچا مگر ہم ساتھ ہی اس امر کو دیکھ کر بہت خوش بھی ہوتے ہیں کہ جس غرض اور جس غائت کے لئے وہ آئے

تھے وہ اپنی زندگی میں تمام و کمال پورا کر گئے اور نہایت کامیابی اور فتحمندی کے ساتھ دُنیا کو الوداع کہہ گئے۔ کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ جو حربہ عیسائیت کے پاش پاش کرنے اور دجالیت کے فتنے کو زیر و زبر کرنے کے لئے اُنہوں نے چلایا اُس کی نظیر دنیا کے صفحہ پر مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر جو تلوار آریہ مت۔ برہمو مت۔ سناتن دھرم۔ سکھ مت پر چلائی کیا وہ کارگر نہیں ہوئی۔ کیا وہ زخم کبھی مندمل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ جس مضبوط اور مستحکم چٹان پر مسلمانوں کو کھڑا کیا ہے کیا مسلمان اُس سے گر سکتا ہے ہرگز نہیں۔

جو روحِ حیات بخش مسلمانوں میں اُس نے پھونکی ہے اُس کی نظیر بعد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صفحۂ دنیا پر مل سکتی ہے ہرگز نہیں۔ جو جماعت اُس نے مختلف عناصر سے بنا کر کھڑی کی ہے کیا کوئی اُس کا اس زمانہ میں نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ جیسا درد جیسا ولولہ اسلام کی حمایت کا اُس کی جماعت میں ہے کوئی کسی اور گروہ میں دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ جیسا جانشین وہ اپنے بعد چھوڑ گئے ہیں کیا کوئی تمام روئے زمین پر پیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں جس طرح قرآن کریم کا عشق۔ حدیث شریف سے محبت۔ تعمیل کا ولولہ تبلیغ کا اشتیاق اس جماعت میں ہے کیا کوئی اُس کا عشر عشیر کسی اور جماعت میں دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ جس طرح اُس کی جماعت روز بروز ترقی کر رہی ہے اس طرح کوئی اور جماعت روئے زمین پر ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیا اپنے چلتے ہوئے کاروبار کو چھوڑ کر اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے ہزاروں میلوں کا سفر کر کے بے گھر ہو جانا اور اپنے عزیز و اقارب کو خیرباد کہہ جانا اور اپنے ننھے پیارے بچوں کو جُدائی کا داغ دے جانا کسی اور جماعت کے افراد میں پایا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیا سطحِ زمین پر کوئی ایسا مذہب ہے جو احمدی جماعت کے پیش کردہ اسلام کا مقابلہ کر سکے ہرگز نہیں۔ تو پھر بتاؤ بموجودگی ان حالات کے اگر مرزا غلام احمد دنیا سے کامیاب اور بامراد نہیں گیا تو پھر اور کون بامراد ہو سکتا ہے۔ اب بتاؤ ہمیں اُن کی جدائی کا کیا غم اور کیا ہم رہا۔ اُن کے آنے کے یہی اغراض اور یہی مقاصد تھے جب وہ عین حسب دلخواہ ہو گئے تو اب اُن کے دُنیا میں ٹھہرنے کی کیا ضرورت تھی۔ خدا تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنت ہے کہ جب انسان خواہ نبی ہو یا رسول ولی ہو یا اوتار قطب ہو یا غوث۔ عامی ہو یا خاص جس غائت اور مقصد کے لئے آتا ہے اور جب وہ اپنا کام پورا کر چکتا

ہے تو پھر دُنیا سے اُٹھالیا جاتا ہے۔ اور اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کا ورد کرتے ہوئے دنیار دنی کو الوداع کہتے ہوئے چل بستے ہیں +

مرثیہ

بند اول

حضرتِ مرزا غلام احمد رئیسِ قادیاں
راستی پر جن کے شاہد ہیں زمین و آسماں

خدمتِ دینِ خدا کر کے خدا سے جا ملا
اپنی ہستی سے دکھا کر ہستیٔ حق کا نشاں

اُسکی تربت پر ہوں نازل صد ہزاراں رحمتیں
تھا وہ عیسیٔ محمد مہدیٔ آخر زماں

جس نے خنزیروں کو مارا جسنے کی کسرِ صلیب
تھا وہ اِک شیرِ خدا میدانِ حق کا پہلواں

اُس نے بسپا کر دیا یاجوج کو ماجوج کو
وہ نصیبے کا سکندر احمدِ صاحبقراں

کون ہی جو اُسکی اس دیوار روئیں کو ہٹا سکے
ہے کوئی پیدا ہوا دُنیا میں ایسا سورماں

کر گیا ہی نقش دل پر خوبیاں اسلام کی
دشمنانِ دینِ حق پر کہہ گیا ہی بھبتیاں

دے گیا دُنیا کو آکر جلوۂ یارِ ازل
اور روشن کر گیا اسلام کا روئے نہاں

یاد ہیں اُسکی نمایاں خدمتیں اسلام کی
یادگار اُسکی ہے قائم قادیاں دارالاماں

اُس کے جو جو کچھ ہیں احسان گردنِ اسلام پر
اُن سے ہے آگاہ چھوٹا بڑا پیر و جواں

ناتوانی ہو چلی تھی زور پر اسلام کی
وہ تنِ اسلام میں بھر دیگیا تاب و تواں

ثاقب اُسکے نغمہائے شکریں سب یاد ہیں
اُس کا وہ حسن ادا اور اُسکا وہ شیریں بیاں

کہہ گیا ہے کہنے والا اُس کا تاریخ وفات
بات تھی مغفور میں مغفور میں ہے ایک بات
۱۳۲۶

بند دوم

اپنے سر سے سایۂ احمد کا سایہ اُٹھ گیا
قوم تھی بیمار بالیں سے مسیحا اُٹھ گیا

خدمتِ اسلام کا تھا جسکے دل میں ایک جوش
آج اس عالم سے وہ مخدومِ دُنیا اُٹھ گیا

ہوگئی عیسیٰ پرستی سے زمیں جب پاک و صاف
آسماں پر کا سر زور چلیپا اُٹھ گیا +

تھی ہر اک سو تیرگی چھائی ہوئی آفاق پر
جلوہ دکھلا کر ہمیں نورِ خدا کا اُٹھ گیا

کر گیا پامال حجت فتنۂ دجال کو
احمدِ معجز بیاں ثانیِ عیسےٰ اُٹھ گیا

احمدِ والا نشان ہے جسکو سچا عشق تھا
مہدیِ عالی نسب احمد کا پیارا اُٹھ گیا

وارثِ ختم الرسل اور مہبطِ وحیِ خدا
حامیِ دینِ محمد حق کا شیدا اُٹھ گیا

حق کے پھیلانے میں جسکا عقدِ ہمت تھا شل
حق کا پیارا حق کا حامی حق کا گویا اُٹھ گیا

چشمۂ حیواں دکھا کر آہ! وہ خضرِ طریق
چھوڑ کر مثلِ سکندر سب کو پیاسا اُٹھ گیا

بیعتِ توبہ کیا کرتے تھے جسکے ہاتھ پر
ہم گنہگاروں کا پیارا توبہ فرما اُٹھ گیا

یارِ باقی سے ملا دنیائے فانی چھوڑ کر
طالب و مطلوب میں حائل تھا پردہ اُٹھ گیا

اُس کے دم سے مر گئے کفارِ ناہنجار سب
سینکڑوں مُردوں دلوں کو کر کے زندہ اُٹھ گیا

حضرتِ مرزا غلام احمد رئیسِ قادیاں
راستی پر جن کی شاہد ہیں زمین و آسماں

بندِ سوم

وہ رہا جب تک جہاں میں ہم نڈر بیٹھے رہے
دشمنوں کی زد سے بے خوف و خطر بیٹھے رہے

دوڑ کر آئے صدائے حق کو سنکر خوش نصیب
جو تہیدستانِ قسمت تھے وہ گھر بیٹھے رہے

بندگانِ حق نے اُسکے حکم کی تعمیل کی
غفلتوں میں بندگانِ سیم و زر بیٹھے رہے

بیچارے اُمیّ کے مقابل ماہرانِ علم و فن
لیکے اپنا علم و فن فضل و ہنر بیٹھے رہے

نصرتِ دیں کے لئے اُٹھا لپک کر مردِ حق
عالمانِ دین خدا جانے کدھر بیٹھے رہے

اُڑ کے جا پہنچا مسیحا اوجِ بامِ عرش پر
جو گرانے تھے اُسے بے بال و پر بیٹھے رہے

بحث کے میدان میں اُس کے مقابل دوڑ کر
جب نہ پائی کوئی بھی جائے مفر بیٹھے رہے

یہ وہ روحانی سخنور تھا کہ اربابِ سخن
ہو گئے حیران سُنکے اُس کے شعر بیٹھے رہے

یہ وہ سلطان القلم تھا جسکے مضمون دیکھکر
ایک سکتے سے میں سب اہلِ نظر بیٹھے رہے

کور چشموں پر ہمیں آتا ہے رونا اے دریغ
دیکھکر جو آیتِ شمس و قمر بیٹھے رہے

قولِ حق کو دیکھتے سنتے رہے طرفہ ہے یہ
ہو گئے بے ہوش و خرد اور کور و کر بیٹھے رہے

بھائیوں نے قدر کچھ بھی ماہِ کنعاں کی نہ کی
دیوسیرت قوم نے عزت سلیماں کی نہ کی

بندِ چہارم

وہ گیا پھولا پھلا سرسبز گلشن چھوڑ کر
نورِ دینِ احمدی کی شمعِ روشن چھوڑ کر

عندلیبِ گلشنِ اسلام جنت میں گیا
خیر و برکت سے بھرا اپنا نشیمن چھوڑ کر

اختلافی مسئلے جتنے تھے سب سلجھا گیا
وہ بھلا دنیا سے جاتا کوئی اُلجھن چھوڑ کر

گائے باہم دوستوں نے اُسکے اُٹھ جانیکے بعد
حمدِ یزداں کے ترانے شور و شیون چھوڑ کر

اُسکی نیک اولاد نے اور اُسکے اہل البیت نے
کیا دکھایا صبر بے صبری کا دامن چھوڑ کر

تھے بڑے بابخت و دولت کر کے جو ترکِ وطن
اُسکے قدموں میں رہے احباب و مسکن چھوڑ کر

رہ پڑے دل میں یہ کہکر اب کہاں ہم جائیں گے
قادیاں دارالاماں کا پاک مامن چھوڑ کر

دیکھ لینا اپنے موسیٰ کے عصا کے سامنے
کوئی افعی چھوڑ کر اور کوئی ناگن چھوڑ کر

ہم صفیر اپنا بنا کر دے گیا ہم کو ریویو
الحکم اور بدر جیسے پیارے ارگن چھوڑ کر

جذب کی تاثیر سے اکثر مسلماں ہو گئے
اپنا اپنا مشغلہ شیخ و برہمن چھوڑ کر

وہ گیا دار القرارِ خلد میں گلگشت کو
قادیاں دارالاماں کا کوئے برزن چھوڑ کر

دیر تک جس کی بدولت ہم رہیں سرمایہ دار
وہ گیا اتنا بڑا حکمت کا مخزن چھوڑ کر

تیرہ و تاریک عالم کو وہ روشن کر گیا
آفتابِ علمِ حق کو پر تو افگن چھوڑ کر

وہ گیا درگاہِ حق میں یاں سے ہو کر سرخرو
بدنما داغِ سیاہ سے روئے دشمن چھوڑ کر

رُعب ہے اُس کے دلائل کا دلِ اغیار پر
سکۂ اعجاز ہے دلہائے خویش و یار پر

بندِ پنجم

اب بتائے کوئی ہم کو اُس سے بہتر کون ہے
حامیِ حق وارثِ علمِ پیمبر کون ہے

غیرتِ دینِ خدا سے جسکا دل سرشار ہو
فکرِ دیں میں جو رہے بیدار شب بھر کون ہے

جس کے نثر دے دلکشا اور جسکی باتیں دلگداز ۔ جس کی سنتا ہو دعائیں ربِّ داورکون ہے

جس نے روکا زور سے یاجوج کو ماجوج کو ۔ کوئی سمجھاوے نصیبے کا سکندر کون ہے

جو سمجھتا ہو فقط قرآن کو آبِ زندگی ۔ جس کو قرآن کے سوا جیا ہو وہ جوہر کون ہے

کھول کر دکھلائے جو اعدائے دیں کے عیب سب ۔ ڈھونڈ کر دیکھو تو اب ایسا ہنرور کون ہے

معرفت کا رنگ ہو جسکے کلامِ پاک میں ۔ بولتا روح القدس ہو جسکے اندر کون ہے

جو رہے سینہ سپر اعدائے دیں کے سامنے ۔ جو بنے اسلام کا سالارِ لشکر کون ہے

کون ہے روشن ضمیر اور شمعِ مینارِ خدا ۔ کچھ کہو بھی زینتِ محراب و منبر کون ہے

جاننے والے کی طرح اطرافِ عالم میں بتاؤ ۔ کون ہے عشقِ محمد میں مخمّر کون ہے

جس کا ایمان ہو فقط ذاتِ خدائے پاک پر ۔ اے مسلماناں کہو اب ایسا کافر کون ہے

حضرتِ ختم الرسل کے خوان کا ذلہ رُبا ۔ جرعہ نوشِ ساغرِ ساقیٔ کوثر کون ہے

لشکرِ دشمن اُلٹ دینے کو صفدر تھا وہی
فوجِ اعدا کے پلٹ دینے کو حیدر تھا وہی

ذیل میں ہم قطعات تاریخ وفات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود لکھتے ہیں جو بعض صاحبان نے آپ کی وفات پر نظم کی ہیں +

اوّل قطعہ تاریخ جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جو کہ از مریدان خاص مسیح موعود علیہ السلام

تو وصالِ حق سے واں مسرور ہے ۔ یاں دلِ حیرت زدہ مہجور ہے پر

اے مسیحِ پاک اور مہدیٔ دین ۔ ہم کو مولا کی رضا منظور ہے

الوصیت میں تو جب فرما چکا ۔ تیری رحلت تب سے ہی مشہور ہے

پیش ازیں تو کر چکا سب انتظام ۔ الوصیت میں یہ سب مذکور ہے

تیری فرقت میں ہیں گو ہم حزیں ۔ اور دلِ رقّت پہ بے بس مجبور ہے

پر سمجھتے تھے تجھے پا در رکاب — اُس طرف جانے ہیں تو معذور رہے
خوش ہیں دشمن اور ہیں مغموم دوست — اور تو اُس امر میں مامور رہے
کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت کا — حق سے جاری ہو چکا منشور ہے
زندگی پر کیا کسی کا اختیار — حق کا دشمن کس لیے مغرور ہے
وہ رسولِ پاک ختم المرسلیں — جو خدائے پاک کا اک نُور ہے
اپنے مرنے سے یہ ثابت کر گیا — فوت ہونا سُنتِ ماثور ہے
اُس کا خادم تھا مسیحا اور غلام — جس کی کوشش حق کے ہاں مشکور ہے
اپنے آقا کے وہ قدموں پر چلا — وہ تو عنداللہ بس ماجور ہے
حق نے دی اُس کو حیاتِ طیبہ — اور وہ مرفوع ہے مسرور ہے
رحمتیں ہوں حق کی اُس پر صد ہزار — قربِ حق میں ہم سے بیٹھا دور ہے
آخری اُس کا پیامِ آشتی — آخری لیکچر ہے جو مسطور ہے
ہیں مخاطب اُس میں وہ اقوامِ ہند — بہتری جن کی اُسے منظور ہے

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار — اور آنکھوں میں رُخِ پُر نُور ہے
وہ تو پہنچے جنت الفردوس میں — اور ہم ہیں ایک اُن کا مُنور ہے
دینِ حق کو ذات پر جس کی ہے ناز — ٹھہرے باطل اُس کا کیا مقدور ہے
وہ خلیفہ ہیں وہی ہیں اب امام — اُن کی بیعت بیعتِ ماثور ہے
ہو گیا حق سے مسیحا کا وصال — نُورِ دیں سے سلسلہ معمور ہے
فکر کیا ہے بہرِ تاریخِ وفات — مادۂ تاریخ ہی مغفور ہے
۱۳۲۶

قاضی ظہور الدین اکمل صاحب آف گولیکی

مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار جو حضرت مسیح موعود کا الہام ہے اس کے اعداد میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں سالِ وصال بتایا ہے کیونکہ اس کے اعداد ۱۳۲۶ نکلتے ہیں۔ جو تاریخِ وفات ہے

ایضاً قاضی اکمل صاحب لکھتے ہیں

قُلْ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ہیں اعداد ۱۳۲۶ ہیں +

حکیم محمد حسین صاحب احمدی احمد آبادی ذیل کی تاریخ وفات تحریر فرماتے ہیں

مسیح و مہدیِ موعود مسعود | کہ نورِ حق درخشید از جمالش
دریں عالم خدا او را فرستاد | کہ یابد خلق فیضانِ کمالش
کمر بستہ پئے اسلام | نمود اظہارِ جبروت و جلالش
چو او مامور و مغفورِ خدا بود | شدہ مغفور سالِ انتقالش

۱۳۲۶ھ

جناب خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر

تو ہے غفار اور ہے ستار | آسرا ہے فقط ترا ہم کو
بخش دے بہرِ احمدِ مختار | قادیانی غلام احمد کو

۱۳۲۶ھ

مولوی نور الدین صاحب ساکن کنجاہ ضلع گجرات

وائے مرزا غلام احمد خاص | رفت زیں جاتگہ بعالمِ نور
تابعِ دینِ احمدِ عربی | ماحیِ رسمہائے فسق و فجور
رہنمائے اطاعتِ خالص | کرد تبلیغ قیصر و فغفور
بر زبانش دمِ مسیحائی | حبذا در قلم لوامعِ طور
در زبانِ مذاہب ششتے | ماند دائم مظفر و منصور
حربِ او روز و شب بزورِ قلم | نے بہ شمشیر و دشنہ و ساطور
اہلِ دنیا بحلقۂ ماتم + + | مرحبا گفتہ اند اہلِ قبور
سفلگانا! جائے شادمانی نیست | ترک ایں دار لازم است و ضرور
ہر یکے ہست جاوے کفار | محیِ دینِ محمدی زیں زور

اے مخالف خمش حکم باشد	خالق الخلق خود بیوم نشور
در وہانت زباں جو گلگیر است	گل کند بے گمان بہ شمع شعور
یا دلبکن ورا برحمت حق	زانکہ ہست ایں طریقۂ با نور
گفت ہاتف بگوش من وی شب	سالِ ہجری ز رحلتش مغفور ۱۳۲۶

فصل نتیسویں

اس بارہ میں کہ کیا کسی نبی یا مجدّد کی وفات سے اُسکی واقعی موت ہوسکتی ہے

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

گو حضرت اقدس فوت ہوگئے اور اُن کے دشمن خوشیاں مناتے ہیں مگر سوال ہے کہ آیا کبھی خدا کے فرستادوں پر موت بھی وارد ہوسکتی ہے کہ نہیں موت سے یہ مطلب ہے کہ نام ونشان اُن کا مٹ جائے اور کوئی نام لیوا نہ رہے۔ اور نہ کوئی اُن کے اصولوں پر چلنے والا باقی رہے۔ سو واضح ہو کہ اول تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلْمَبْطُوْنَ شَهِيْدٌ یعنے جو دستوں کی موت سے فوت ہوں وہ شہادت کی موت مرتے ہیں اور قرآن کریم میں ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ یعنے جو لوگ اللہ کے رستہ میں شہید ہو جاتے ہیں اُن کو مُردہ مت کہو بلکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں لیکن تمہیں اُن کی زندگی کا شعور نہیں۔ دیکھو سورۃ البقر رکوع ۱۹۔ کہ ایسی موت کبھی انبیاء اور رسل پر وارد نہیں ہوئی اور نہ ہمارے پر ہوگی۔ ہاں یہ جسم خاکی جو ہر وقت ہی معرض تغیر و تبدل میں ہے اور کوئی لمحہ خالی نہیں کہ اس کے اجزاء پر فنا وارد نہ ہو۔ یہ تو ایک نہ ایک دن اس خاکدان میں جا ملیگا جس سے اسکے اجزا نکلے تھے گرو نورانی جسم جو مفز میں اور

فرستادگانِ الٰہی کو عطا ہوتا ہے اُسپر کبھی فنا نہیں آتی۔ وہ حی وقیوم خدا کے عشق میں فنا ہوکر دائمی زندگی پاتا ہے پھر اُس کے بعد موت کسی قسم کی وارد نہیں ہوسکتی جیساکہ نصِ قرآنی بَلْ اَحْیَاءٌ کی آیت سے ظاہر ہے اُن کی موت کی خوشی کرنے والے خود جھوٹے اور مُردہ دل ہیں۔ یہی نورانی جسم سب انبیاء اور مقربین کو عطا ہوا تھا اب کسی شتر کینہ کی پیشگوئیوں سے اُن پر ہرگز ہرگز موت وارد نہیں ہوسکتی وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا۔ اِس بات کا ثبوت کہ دراصل حضرت اقدس کو یہ نُورانی جسم حاصل ہوگیا ہے ہمارے ذمہ ہے - سو واضح ہو۔ کہ قرآن شریف میں نور سے مُراد آیاتِ بیناتِ قرآنِ شریف ہی سے ہے جیساکہ وَالنُّوْرَ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا میں ہے۔ جب کوئی شخص قرآن شریف کے اصولوں کی صداقت پر یقین کامل سے قائم ہو جاتا ہے۔ پھر اُن پر عمل کرتا ہے اور دوسروں کو اُسپر چلا دیتا ہے اور پھر اُن کے شاگرد آئندہ لوگوں کو سکھاتے رہتے ہیں یہانتک کہ یہ سلسلہ قیامت تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اُس شخص کو نورانی جسم حاصل ہوتا ہے۔ کہ وہ مستقل طور سے اس کے ساتھ بطور ہمدم کے رہتا ہے جیساکہ نُوْرُنَا الْمُؤْمِنُوْنَ بِہٖ سے ظاہر ہے۔ سب سے اعلیٰ اور افضل یہ جسم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ جیساکہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ الخ سے ہویدا ہے اور پھر اُن کے بعد تمام انبیاء اور رسل کو اس نور سے ان مراتب کے مطابق حصہ ملتا رہا اور ملتا رہیگا چنانچہ تیرھویں صدی ہجری میں جب قرآن شریف کا علم دنیا سے اُٹھ گیا تھا اور اس خلعتِ نُورانی کا کوئی وارث نہ رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا۔ اب تلاش کرکے دیکھ لو کہ کل دنیا میں قرآن شریف کے ساتھ کس کو زیادہ محبت ہے اور کہاں پر اس کے دقائق اور حقائق اور معارف بیان کئے جاتے ہیں اور کون جماعت قرآن شریف کی محبت اور عشق میں محو ہو رہی ہے اور کونسے لوگ ہیں جو سب کچھ اپنا اشاعتِ اسلام میں ہی خرچ کر رہے ہیں اگر انصاف سے کوئی دیکھیگا تو سوائے حضرت اقدس مرزا صاحب اور احمدی جماعت کے اور کسی کو دُنیا بھر میں نہ پائیگا جس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ نورانی جسم جسکا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود کو عطا ہوگیا ہے اور اُن پر کبھی موت وارد نہیں ہوسکتی۔ اسکا بیان واضح یوں ہے۔ کہ اگر قیامت کے روز تک ایک بھی ایسا شخص زندہ رہا

جو اِس بات کا یقین رکھتا ہو۔ کہ چودھویں صدی ہجری کے سر پر ایک شخص نے دعویٰ مجدد اسلام ہونے کا کیا تھا۔ اور وہ درحقیقت اس میں سچا بھی تھا۔ اور مزید برآں اس کے دعوائے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے برحق تھے اور ایسے شخص کے پاس مکتوباتِ حضرت اقدس بھی موجود ہوں اور ان پر وہ یقین کامل رکھتا ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ایسے صاحب قیامت تک بہت رہیں گے۔ تو حیات ابدی حضرت مرزا صاحب کی ثابت ہو گئی۔ اب ان کی نسبت اگر کوئی اپنی ہوائے النفس سے کسی کافر نعمت کی کوئی پیش گوئی شائع کر دے تو اس سے حضرت اقدس مرزا صاحب کا اور احمدی سلسلہ کا کیا بگڑتا ہے ہمیں تو خداوند تعالیٰ سے بہت سی امیدیں ہیں اور ہم اسی پر توکل کرتے ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ہرگز ہرگز فوت نہ ہوں گے یہ جسم فانی بیشک اپنے ہمجنس مادہ سے جا ملیگا۔ مگر حضرت مرزا صاحب کی روحانیت اور اُن کے ارشادات جو ہمارے رگ و ریشہ میں سرائت کر گئے ہیں۔ اور وہ عشقِ الٰہی جو اِن کے طفیل سے ہم میں پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ نور جو ہمارے آگے پیچھے چلتا ہے۔ اور وہ تائید روح القدس جو ہر وقت ہمارے شامل حال ہے۔ اور وہ سوز و گداز اور خشوع و خضوع جو نمازوں میں ہمیں ملتا ہے اور وہ قتلِ دجال اور کسرِ صلیب جو ہم نے دیکھا ہے اور جو اسلام کا لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کا نظارہ ہم نے مشاہدہ کیا ہے اور وہ صداقت نبوّتِ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین علیہم السلام جو ہمارے دلوں میں میخوں کی طرح گڑ گئی۔ اور وہ مزے درس قرآن شریف کے جو ہمیں ملتے ہیں اور وہ مضامین ریویو کے جو ہماری نظروں سے گذر چکے ہیں اور وہ آیاتِ بینات حضرت مرزا صاحب کی جو ہم دیکھ چکے ہیں جن کی خبر تیس سال قبل دی گئی تھی اور وہ رونق جو قادیاں میں یا جہاں کہیں قدم مبارک حضرت مسیح موعود یا خلیفۃ المسیح کا پڑ جاتا ہے۔ ہوتی ہے۔ یہ باتیں ہرگز ہرگز فنا نہیں یہ تو اب تاریخی ہو چکی ہیں۔ اور اسلام کی تاریخ سے ان کا مٹا دینا کسی سے ممکن نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ احمدی جماعت انشاء اللہ العزیز قیامت تک ترقی کے اعلیٰ مینار پر قائم رہیگی ان کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس کا نام بھی زندہ رہیگا ما شاء اللہ یکون وما لم یشاء لم یکن +

اے مخالفو! خوش مت ہو۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الخ اور مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا الخ کا کہنے والا

ایک شخص تھا تو اب اُسی ایک بزرگ کی برکت سے ساری احمدی جماعت مدت سے یہی بول رہی ہے اور پھر ہر موقع پر ایسے بولنے کو طیار ہے اور پھر تمہیں اس وقت دنیا اور آخرت میں رُسوائی ہوگی اور پھر سوا دانت پیسنے کے اور کچھ چارہ نہ ہوگا۔ سنو اشعارِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دائماً ابداً +

آناں کہ گشت کوچہ جاناں مقام شان | ثبت است بر جریدۂ عالم دوام شان
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق | میر د کسے کہ نیست مرامش مرام شان
اے مردہ دل بکوش پئے ہجو اہل دل | جہل و قصور تست نہ فہمی کلام شان

چونتیسویں فصل

اِس بارہ میں کہ مُلک کے اخبارات نے حضرت مرزا صاحب کی وفات پر کیا کیا آرائے ظاہر فرمائی ہیں

کسی کی صداقت اور کامیاب اور بامراد اور مظفر و منصور ہونے کا اس سے بڑھکر کیا بھاری ثبوت ہو سکتا ہے کہ غیر اعتقاد کے لوگ اور وہ لوگ جو مذہباً غیر ہیں اور جن میں سے اکثر دشمن اور مخالف بھی ہوں وہ اُن کی نیک بختی۔ نیک چلنی پر گواہی دیں اور اُن کا بچپن سے لیکر تا وفات اُسی قسم کے حالات اُن کے بیان کریں جو مرسلان و مقبولان خدا کے ہوا کرتے ہیں تو پھر کسی سیاہ بخت نکتہ چین عدو اللہ کو کیا حق ہے کہ وہ اُن کی وفات پر مسرت کا اظہار یا خوشیاں منائے۔ چنانچہ ذیل میں بعض اخبارات کی رائیں جو ہماری نظر سے گذری ہیں درج کرتے ہیں +

اوّل - اخبار وکیل امرتسر زیر ایڈیٹری جناب مولوی عبداللہ العمادی صاحب

موتِ عالِم

وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا تھا۔ خالی ہاتھ دُنیا سے اُٹھ گیا۔ یہ تلخ موت۔ یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہِ خاک پنہاں کی۔ ہزاروں۔ لاکھوں زبانوں پر تلخکامیاں بن کے رہیگی۔ اور قضا کے حملہ نے ایک جیتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتلِ عام کیا ہے صدائے ماتم مدتوں اُس کی یادگار تازہ رکھیگی +

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے اسے امتدادِ زمانہ کے حوالہ کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دُنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دُنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں۔ دُنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رفعت نے اُن کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اُس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا +

اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جنرل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پایمال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ اور اگر شوخی مرزا صاحب وا نسان نہ ہو تو یک جہتی کے ساتھ منشرکہ فرض

کی وہ ہم شرکت کے ساتھ اور جامعہ اسلامیہ کے مبارک اصولوں کے ساتھ مرزا صاحب اُس پہلی صفِ عشاق میں نمودار ہوئے تھے جس نے اسلام کے لئے یہ ایثار گوارا کیا کہ ساعت عہد سے لیکر بہار و خزاں کے سارے نظارے ایک مقصد پر ہاں ایک شاہدِ رعنا کے پیمانِ وفا پہ قربان کر دے۔ سید احمد۔ غلام احمد۔ رحمت اللہ۔ آل حسن۔ وزیر خان۔ ابو المنصور یہ ایسا بقول الاولون کے زمرہ کے لوگ تھے۔ جنہوں نے بابِ مدافعت کا افتتاح کیا اور آخر وقت تک مصروفِ سعی رہے۔ اختلافِ طبائع اور اختلافِ مدارجِ قابلیت کے ساتھ اُن کے راز خدمات بھی جداگانہ تھے۔ اور اسی لئے اثر اور کامیابی کے لحاظ سے اُن کے درجے بھی الگ الگ ہیں۔ تاہم اس نتیجہ کا اعتراف بالکل ناگزیر ہے کہ مخالفین اسلام کی صفیں سب سے پہلے ان ہی حضرات نے برہم کیں۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی معارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو اُس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام شمع عرفانِ حقیقی کو سرراہ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گرمی کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں۔ اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے۔ اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا چونکہ خلاف اصلیت محض شامتِ اعمال سے مفسدہ ۱۸۵۷ء کا نفس ناطقہ مسلمان ہی قرار دئے گئے تھے۔ اس لئے مسیحی آبادیوں اور خاصکر انگلستان میں مسلمانوں کے خلاف پولٹیکل جوش کا ایک طوفان برپا تھا اور اس سے پادریوں نے صلیبی لڑائیوں کی داعیانِ راہ فساد سے کم نہ مدد نہ اٹھایا۔ قریب تھا کہ خوفناک مذہبی جذبے ان حضرات کے میرانی عارضۂ قلب کا جو اسلام ای خود در و سرسبزی کے سبب بارہ تیرہ صدیوں سے اُن میں نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا چلا آتا تھا

درباں ہوجائے کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اُس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اُس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہوکر اڑنے لگا۔

کچھ شبہ نہیں ان حضرات نے ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام اپنے حریفوں کا خواہ اُن کے ساتھ زندہ قوموں کا پولیٹیکل جذبہ بھی شریک ہو ہمیشہ سے فتح نصیب مقابل رہا ہے اور انشاء اللہ دُنیا کے آخری سانس تک رہیگا۔ اُنہوں نے مدافعت کا پہلو مدلل کے مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا ہے اور اگر ہم آج اپنے نئے اور پرانے اختلافات سے قطع نظر کرکے محض اسلام کی خدمت غایت المقصود قرار دیں لیں تو یقیناً اس جوشیلے اور اسلام کی خداداد طاقت سے چشم پوشی کرنے والے لاٹ پادری (بشپ) کی زندگی ہیں جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سال کی جوبلی کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے دوسری جوبلی کے لئے دہلی کی مسجد عظمیٰ کے کیتھیڈرل بنائے جانے کا ادعا، ناروا اظہار کیا تھا۔ وہ وقت آجائے کہ اسلام کی روحانی فتوحات سینٹ پال کے گرجا کو مریم و مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادتگاہ بنا دیں اور ناقوس کلیسیا کے بدلے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا زمزمہ قدسی فضا میں گونجنے لگے۔ ہر چند پادریوں نے اسلام کی مخالفت میں لٹریچر کا ہمالہ بنا کے کھڑا کر دیا ہے مگر کاغذ کے تودوں کے لئے چند شرارے کافی ہیں برعکس اس کے .. مسلمانوں کا لٹریچر اگر سرکشی اور تمرد کے حق میں توپ گولہ ہے تو طلبِ حق کے اضطراب سے تڑپنے والے دلوں کے لئے صندل و کافور ہے۔ کاش اس کی تاثیر کی آزمایش کی جائے اور اُسے عیسائی آبادی کی زبانوں میں منتقل کرکے کثرت سے شائع کیا جائے۔ کیونکہ ترقی علم و حکمت کے ساتھ مذہب وہاں وبال دوش ہوا جاتا ہے اور دنیا طلبی کے انہماک نے وہاں روح کی تشنگی غیر محسوس بنا رکھی ہے۔ اس لئے کہ عیسائیت اُس فطرتی جذبے کو جو دنیوی حشمت کے بوجھ میں دب گیا ہے اُبھارنے سے بالکل قاصر ہے یہ فخر اسلام ہی کا حصہ ہے کہ اس حالت میں بھی وہاں جب کبھی اُس کی تجلی عکس فگن ہوئی ہے

وجدان بے تاب ہونے لگتے ہیں +

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ بارِ احسان رکھیگی کہ اُنہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہوکر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اُس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ اُن کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہیگا +

اِس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ مرزا صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب اُس وقت سے کہ سوامی دیانند نے اسلام کے متعلق اپنی دماغی فلسفی کی نوحہ خوانی جا بجا آغاز کی تھی اُن کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ اِن حضرات نے عمر بھر سوامی جی کا قافیہ تنگ کر رکھا۔ جب وہ اجمیر میں آگ کے حوالے کر دیئے گئے اُس وقت سے اخیر عمر تک برابر مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرہ سے اُنیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمع اُتارنے میں مصروف رہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے آیندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں +

فطرتی ذہانت مشق و مہارت اور مسلسل بحث مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک شانِ خاص پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر اُن کی نظر نہائت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کا نہائت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ اُن میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو اُن کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں اُس کی نظیر غالباً دُنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی اُن میں مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھی اُن کی فطری استعداد کا ذوقِ مطالعہ اور کثرتِ مشق کا آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دُنیا

میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔ جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔ فقط

دوم۔ اخبار پایونیر۔ الہ آباد کی رائے جو تمام ہندوستان میں ایک بڑے پایہ کا نیم سرکاری اخبار ہے

اگر پچھلے زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں سے کوئی نبی عالم بالا سے واپس آکر دنیا میں اس وقت تبلیغ کرے تو وہ بیسویں صدی کے حالات میں اس سے زیادہ غیر موزوں معلوم نہ ہوگا۔ جیسے کہ مرزا غلام احمد خان صاحب قادیانی معلوم ہوتے تھے۔ جن کی وفات حال ہی میں اپنے وطن پنجاب میں واقع ہوئی ہے۔ چند سال گذشتہ سے مرزا صاحب نے پیرانہ سالی میں خاموشی اختیار کر لی تھی۔ لیکن ایک وقت تھا کہ ان کا نام لوگوں میں اس طرح مشہور تھا جس طرح ڈاکٹر ڈوئی صاحب کا ہے۔ ہم یہ قابلیت نہیں رکھتے کہ اُن کی عالمانہ حیثیت پر کوئی رائے لگا سکیں مگر یہ یقینی بات ہے کہ ان کی جماعت ایک وقت بہت بھاری جماعت ہو گئی تھی۔ جو ان کے ذاتی اثر اور تعلیم کا نتیجہ تھا۔ مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا۔ اور وہ کامل صداقت اور خلوص سے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ان پر الہام الٰہی نازل ہوتا ہے اور کہ اُن کو خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے۔ گر وہ مسیح سے سات یا آٹھ صدیاں پہلے پیدا ہوتے بجائے انیسویں صدی عیسوی میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے گرد و پیش کے حالات کے مطابق ہی انہوں نے اپنا کام بھی بجائے اس کے کہ وہ جنگلوں میں چلے جاتے جیسا کہ گذشتہ انبیا کے قصوں میں موجود ہے۔ اور کسی شجرہ یقطین کے نیچے یا کسی غار میں اپنا مقام بناتے انہوں نے اخباروں کے ذریعہ اپنا کام شروع کیا اور مروجہ مباحثات میں حصہ لیا۔ اور گورنمنٹ انگریزی کی نیک رعیت اور وفادار حامی رہے۔ مگر بعض اوقات ان کی فطرت کا دوسرا پہلو غالب آجاتا تھا۔ جیسا کہ اس موقع پر ہوا جب انہوں نے حیرت زدہ بشپ ویلڈن کو چیلنج دیا کہ نشانوں میں اُن کا مقابلہ کرتے۔ جیسا کہ الیاس نبی نے بعل کے پیروؤں کو دیا تھا۔ اور اس مقابلہ کا نتیجہ قرار دیا کہ یہ فیصلہ ہو جائے کہ سچا مذہب کونسا ہے اور مرزا صاحب اُس وقت یہاں تک تیار تھے کہ حالات موجودہ کے مطابق پادری صاحب جس طرح چاہیں اس امر میں اپنا پورا اطمینان کر لیں کہ نشان کے دکھانے میں کوئی دھوکہ یا فریب استعمال نہیں کیا گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے مذہب کے

رنگ ہیں دُنیا میں ایک حرکت پیدا کی ہے وہ اپنی طبیعت ہیں مرزا غلام احمد صاحب سے آجکل کے کنٹربری واقعہ انگلستان کے لاٹ پادری کی نسبت زیادہ ملتے جلتے ہیں۔اگر ارنسٹ رینن مشہور فرانسیسی مورخ گذشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس جاتا اور اُن کے حالات کا مطالعہ کرتا اور جسکا یہ نتیجہ ہوتا کہ انبیاء بنی اسرائیل کے عجیب وغریب حالات پر ایک نئی روشنی پڑتی۔مگر ہمارے محدود اور تنگ خیالات ایسے مقابلہ کرنے سے مانع ہیں کیونکہ ہمارا مذہبی لٹریچر تنگ دائرہ کے اندر محدود ہے۔بہر حال قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آیا کرتے۔اُن کی روح کو سلامتی ہو۔

سوم۔سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۸ء کی رائے

مرزا صاحب جنہوں نے ستر برس عمر پائی قادیان ضلع گورداسپور میں جاگیردار تھے۔اور ذات کے مغل تھے۔۔۔۔اور مرزا صاحب شکل و شباہت میں معزز ہیں وجود میں ایک تاثیر جاذبہ رکھتے ہیں اور خوب تیز ذہن والے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ یسوع مسیح پیلن ٹائم میں مصلوب ہوئے تھے۔مگر وہ وہاں فوت نہیں ہوئے بلکہ مشرق کو چلے گئے۔اور آخر کشمیر کے دارالخلافہ سری نگر میں آپ نے انتقال فرمایا مسیح کے کئی ایک بار کے ظہور کے مسئلہ کو لیکر آپ نے یہ تعلیم فرمائی کہ جیسے حضرت یسوع حضرت موسیٰ کے مسیح تھے ویسا ہی میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مسیح ہوں۔اور آپ نے دعویٰ کیا کہ مجھے خدا نے اس سچے ایمان کو واپس لانے کے لئے مبعوث فرمایا ہے جسے یہودیوں۔عیسائیوں اور مسلمانوں نے بگاڑ دیا ہے۔مرزا صاحب اس بات کے بھی مدعی تھے کہ میں نے کئی پیشگوئیاں کی ہیں اور یسوع سے بھی بڑھکر معجزات دکھلائے ہیں۔پُرانے خیالات کے مسلمان اس تعلیم کو ملحدانہ وکافرانہ خیال کرتے ہیں لیکن مرزا صاحب کے معتقدین میں صرف جاہل ہی نہیں بلکہ بہت سے اعلیٰ درجہ کے لوگ اور تعلیم یافتہ ہیں۔

مرزا صاحب کا دعویٰ کہ اُن کے مرید ستر ہزار یا اسی ہزار ہیں بے شک بہت مبالغہ آمیز ہے اگرچہ آخری مردم شماری میں بھی نوجوان معتقدین کی تعداد اصل نمبر سے غالباً بہت کم تھی ڈاکٹر گرسوالڈ کا تخمینہ جو اُنہوں نے سرکاری مردم شماری کی اشاعت کے بعد ہی لگایا تھا۔دس ہزار

مریدین کا ہے جسے ہم غیر وسیع نہیں کر سکتے۔ یہ بات کہ یہ سلسلہ پورا پورا باامن اور پابند قانون ہے اس کے بانی کے لئے قابل فخر ہے ... مرزا صاحب لوگوں کو دھوکا دینا نہیں چاہتے تھے اپنی وفات کے وقت وہ لاہور میں ایک انجمن کے قائم کرنے کا انتظام کر رہے تھے جس کا مقصد ہندو اور مسلمانوں میں اتحاد اور نیک ظنی کا ترقی دینا تھا +

وہی اخبار اپنے ایک دوسرے نمبر میں یوں رقمطراز ہے

مرزا غلام احمد خان صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور جن کی وفات گذشتہ منگل کو ۶۹ برس کی عمر میں لاہور میں ہوئی۔ ایک مشہور و معروف اسلامی ریفارمر و مبلغ اور سلسلہ احمدیہ کے بانی تھے۔ اس سلسلہ کے پیرووں کی تعداد بیس ہزار بتلائی جاتی ہے۔ مرزا صاحب جن کی بہت عزت و حرمت کی جاتی تھی کئی سال ہوئے سرکاری ملازم تھے لیکن انہوں نے مذہبی اور تعلیمی کام میں مشغول ہونے کی خاطر اس ملازمت سے استعفار دیدیا تھا چونکہ آپ خود جاگیردار اور زمیندار تھے آپ قانون اور انتظام کے قیام کے لئے اپنے ہم مذہبوں میں اپنے اثر کو کام میں لائے۔ وہ لاہور میں ہندو مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کے بڑھانے کے لئے ایک انجمن قایم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اپنی وفات سے دو دن پیشتر آپ نے چند ہندو معززین شہر سے ملاقات کی جن سے آپ نے اپنے اس خیال کے پورا کرنے کے لئے مدد چاہی۔ آپ کا جنازہ شریف قادیاں لے گئے۔ جو اس سلسلہ کا جسکے آپ بانی اور سردار تھے ہیڈ کوارٹر ہے۔ ان کی رسومات تجہیز و تکفین وہاں پوری ہونگی +

پھلم۔ اخبار زمیندار کی رائے

مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور ، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۲۶ مئی کی صبح کو لاہور میں انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم ضلع گورداسپور کے ایک معزز خاندان کے رکن تھے۔ ہمیں ان کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب اور ان کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم سے بھی تعارف کی عزت حاصل تھی۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے۔ رئیس بھی تھے اور صاحب رسوخ بھی تھے چنانچہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں آپ نے گورنمنٹ کو کسی قدر فوجی امداد بھی دی تھی۔ مرزا غلام قادر صاحب

تو ہم نے دیکھا وہ سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی ضلع گورداسپور تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء
یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر ۲۲ - ۲۴ سال کی
ہو گی اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے
کاروبار ملازمت کے بعد اُن کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے
کم ملتے تھے ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل
ہوئی۔ اُن دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں
سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے ۱۸۸۱ء یا ۱۸۸۲ء میں آپ نے براہین احمدیہ کی تصنیف
کا اعلان دیا اور ہم اس کتاب کے اول خریداروں میں سے تھے لیکن افسوس کہ مرزا
صاحب کی عمر تمام ہو گئی اور کتاب ناتمام رہی ۱۸۹۱ء کے قریب جب ہم کشمیر میں افسر محکمہ ڈاک
و تار تھے تو ہم نے سنا کہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ جس پر وہ اخیر عمر تک قائم رہے
اور پچھلے پانچ چار سال میں آپ نے سری کرشن مہاراج کے اوتار ہونے کا اعلان بھی دیا۔ ہم بارہا
سن چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ آپ کے دعاوی خواہ دماغی استغراق کا نتیجہ ہوں مگر آپ
بناوٹ اور افترا سے بری تھے۔ مسیح موعود یا کرشن کا اوتار ہونے کے دعاوی جو آپ
نے کئے اُن کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہیں جیسا کہ منصور کا دعویٰ انا الحق کا تھا۔ مولوی نورالدین
صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب عالم و فاضل بزرگ اور خواجہ جمال الدین بی۔ اے اور خواجہ ...
مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ جیسے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اصحاب اُن کے مریدان
باصفا کے حلقہ میں ہیں۔ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل یا
معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوئی مگر ہم اُن کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے۔ ہم نے ایک بار
آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا کہ اگر ان بحثوں کو جو اپنے ہم مذہبوں یا غیر مذہبوں سے
کی جاتی ہیں چھوڑ کر آپ اپنی زندگی میں قرآن مجید کی تفسیر لکھ جائیں اور سر سید مرحوم بانی
اپنے علیگڑھ کالج کو یونیورسٹی تک پہنچا جائیں تو آپ کے یہی دونوں دینی اور دنیاوی کام اعجاز
مسیحائی سے کم نہ ہونگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم نے ہمیں لکھا کہ حضرت اقدس آپ کو قادیان
بلاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم وہاں تک پہنچ نہ سکے۔ مرزا صاحب اپنے بزرگوں کی طرح
سلطنت انگریزی کی پوری وفادار رعایا اور تمام ملکی ہی خواہوں کی طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کے

باہمی اتفاق کے خواہاں تھے۔ چنانچہ اپنے آخری وقت پر لاہور آ کر بہت سے اراکین قوم ہنود سے اس غرض کے لئے بھی ملتے رہے۔

پنجم۔ صادق الاخبار ریواڑی

چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو اُن کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دیکر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔

ششم۔ دی یونیٹی اینڈ دی منسٹری اخبار کلکتہ کی رائے

مورخہ ۳۱ رجون ۱۹۰۸ء

مرزا غلام احمد صاحب کی جو پنجاب میں قادیانی نبی کے نام سے مشہور ہیں وفات کی خبر شائع کی گئی ہے۔ مرحوم بہت ہی دلچسپ انسان تھا۔ خلفاء کے عہد سے یہ ظاہر ہوتا رہا ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صفات کے مختلف شعبے رکھنے والے انسان مسلمانوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ عبادت کا جوش جو نبی عربی میں مخصوص تھا وہ بعض میں بہت زیادہ ہوتا ہے اور زبردستی مذہب پھیلانے کا جوش دوسروں میں پایا جاتا ہے۔ جبکہ بعض کو لطف اور فروتنی کا وارث بنایا گیا ہے۔ قادیانی نبی کو پیشگوئی کرنے کا انعام عطا ہوا تھا۔ اپنی تعلیم میں اسی لئے ملہم ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو نبی کے نام سے ملقب کیا ہے۔ چال چلن اور ایمان کے زور سے اُس نے بیس ہزار مرید بنا لئے تھے۔ آپ ایک عالم آدمی تھے۔ اور آپ صرف اپنے ہی مذہب سے پوری پوری واقفیت نہ رکھتے تھے بلکہ عیسائیت اور ہندو مذہب سے بھی خوب واقف تھے۔ آپ کا میگزین جس کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے اور جس کو بڑی قابلیت سے چلایا جاتا ہے آپ کی لیاقت منقبت کی باریکی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کو بھی مذہبی اتحاد کا خیال تھا

جو فی زمانہ مذہبی دنیا میں خوب پھیلا ہوا ہے۔ آپ نے ہندو مذہب کے ضروری ضروری مسائل کو اسلام اور عیسائیت کے ضروری مسائل کے ساتھ تطبیق دینے کی سعی فرمائی ہے اور عیسائیت کے بعض مسائل کی خوب دل کھول کر قلعی کھولی ہے جن کو وہ غلط خیال کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ سلطنت سے وفاداری کی تعلیم دیتے رہے۔ اُن کا لائل مینیفسٹو جو انہوں نے کچھ دن گذرے شائع کیا تھا۔ اُن کے مریدوں اور ہم مذہبوں کو بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ ایسے آدمی کی وفات قوم کے لئے افسوسناک ہے +

ہفتم۔ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۱۹۰۸ء

مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی تھی۔ مشرقی علوم میں آپ نے کامل تعلیم حاصل کی زندگی کے آخری دن تک کتابوں کے عاشق رہے اور دنیوی پیشوں سے پرہیز کرتے رہے۔ چند سال سیالکوٹ میں سرکاری ملازم رہے لیکن استعفا دیکر اپنے گھر قادیاں پنجاب میں آ رہے ۱۸۷۴ء سے ۱۸۷۶ء تک شمشیر قلم عیسائیوں۔ آریوں۔ اور برہمو صاحبان کے خلاف خوب چلایا آپ نے ۱۸۸۰ء میں تصنیف کا کام شروع کیا۔ آپ کی پہلی کتاب اسلام کے ڈیفنس میں تھی۔ جس کے جواب کے لئے آپ نے دس ہزار روپیہ انعام رکھا تھا۔ آپ نے اُنیسویں صدی کے لئے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ۱۸۸۹ء میں بیعت لینی شروع کی۔ متابعین کی تعداد ۱۵ ہزار بتلائی جاتی ہے۔ وہ اکثر دیگر مذہبوں کے عالموں سے بھی ملتے رہے اور کئی دفعہ آپ کو کافر قرار دیا گیا اور آپ پر اکثر مقدمات کئے گئے اور آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسّی کتابیں پیچھے چھوڑی ہیں۔ جن میں سے بیس عربی زبان میں ہیں ..... بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا +

ہشتم۔ میونسپل گزٹ لاہور

مرزا صاحب علم و فضل کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتے تھے تحریر میں بھی روانی تھی۔ بہر حال ہمیں اُن کی موت سے بحیثیت اِس بات کے کہ وہ ایک مسلمان عالم تھے نہایت

رنج ہوا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ایک عالم دنیا سے اُٹھ گیا +

نہم - اخبار برہمہ پرچارک

ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ (مرزا صاحب) کیا بلحاظ لیاقت اور کیا بلحاظ اخلاق اور شرافت کے ایک بڑے پایہ کے انسان تھے +

دہم - اخبار البشیر اٹاوہ

جو درجہ کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے مریدوں میں حاصل تھا اور جو اثر کہ حضرت اقدس کا اپنی جماعت پر تھا۔ اُس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں نہ یہ اثر کسی مولوی اور عالم و فاضل کو اپنے معتقدین پر تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی اللہ کا اپنے مریدین پر تھا اور نہ کسی لیڈر اور ریفارمر کا اپنے مقلدین پر +

یازدہم - رسالہ تہذیب النسوان لاہور

مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم۔ بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں منصباً مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے لیکن اُن کی ہدایت و رہنمائی مُردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی +

دوازدہم - امرتا بازار پتریکا کلکتہ

وہ فقیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے اور سینکڑوں آدمی روزانہ اُن کے لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔ اُن کے مریدین میں ہر قسم کے لوگ فاضل و مولوی با اثر۔ رئیس۔ تعلیم یافتہ آدمی امیر و سوداگر ہیں +

سیزدھم - لالہ نرائن داس صاحب ایک معزز ہندو کا خط

مولوی محمد علی بدوملہوی کے نام حضرت مرزا صاحب کی وفات پر

مورخہ ۲۰ جون ۱۹۰۸ء

اوم

نصوف آئین شرافت آگین جناب مولوی صاحب جی۔ تسلیم۔ مزاج شریف حضرت مسیح موعود کا حال آپ سن چکے ہونگے۔ آنحضرت کی وفات کا خیال کرنا ہماری غلطی ہے کیونکہ وہ تو ہر وقت زندہ جاوید ہیں۔ جب تک دنیا قائم رہیگی اُن کا نام چمکتا رہیگا۔ اُن کی تصانیف سے باسمجھ آدمی عموماً و دھرماتما آدمی خصوصاً بہرہ یاب ہوتے رہینگے مگر افسوس ہے تو اس بات کا کہ اب اُن کا ظاہری درشن ہمیشہ کے لیے پردہ کے اندر ہے جو کہ ایک بدچلن کے واسطے راہ راست پر لانے کے لیے کافی تھا۔ مگر میرے خیال میں افسوس کرنا بھی خلاف عقل ہے کیونکہ اس موقعہ پر کبیر صاحب فرماتے ہیں ؎

سادھو مرے کیا روئیے جو اپنے گھر جائے ۔ روؤ ساکٹ مرا جو ہاٹو ہاٹ بکائے

تشریح۔ سادھو کے مرنے پر ہرگز نہ رونا چاہئے۔ کیونکہ وہ اپنے گھر جاتا ہے ہاں پاپیوں کو رونا چاہئے جو گلی گلی بکتا ہے ۔

راقم۔ آپ کا تابعدار نرائن داس

چہاردھم۔ آریوں کے اخبار آریہ پتر کا لاہور کی رائے

ہر ایک آدمی کی زندگی کی دو نیک اور بد حالتیں ہوتی ہیں اور اس کی وفات کے بعد اُس کی نیک صورت کو دیکھنا ہی انسانیت ہے مرزا صاحب قادیانی۔ باوجود تمام کمزوریوں کے دعوی کرتے تھے کہ انہوں نے زندگی کا ایک بڑا حصہ مذہب کی خاطر خرچ کیا ہے۔ مذہبی معاملات پر آپ کے خیالات کی خوبی خواہ کچھ ہی ہو آپ کا نام ایک انجمن سے متعلق ہو گیا ہے جس کو آپ نے بنایا تھا۔ جو کچھ مرزا صاحب نے اسلام کی ترقی کے لیے کیا ہے

اُسے مسلمان ہی خوب جچ کر سکتے ہیں۔ مگر ایک قابلِ نوٹس بات جو آپ کی تصانیف میں پائی جاتی ہے جو دوسروں کو بھی معلوم ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ عام طور پر جو اسلام دوسرے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اس کی نسبت آپ کے خیالات اسلام کے متعلق زیادہ وسیع اور زیادہ قابلِ برداشت تھے۔ مرزا صاحب کے تعلقات آریہ سماج سے کبھی بھی دوستانہ نہیں ہوئے اور جب ہم آریہ سماج کی گذشتہ تاریخ کو یاد کرتے ہیں تو اُن کا وجود ہمارے سینوں میں بڑا جوش پیدا کرتا ہے +

پانزدھم۔ ایڈیٹر صاحب رسالہ اندر لاہور بابت ماہ اگست ۱۹۰۸ء

جو ایک آریہ مت کا رسالہ ہے یوں لکھتا ہے

اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو مرزا غلام احمد صاحب ایک صفت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ اور وہ صفت ان کا استقلال تھا۔ خواہ وہ کسی مقصود کو لیکر تھا اور ہم خوش ہیں کہ وہ آخری دم تک اس پر ڈٹے رہے۔ اور ہزاروں مخالفوں کے باوجود ذرہ بھی لغزش نہیں کھائی۔ . . امید ہے کہ مرزا صاحب کے جانشین احمدی قوم کے شیرازے کو بکھرنے نہیں دینگے۔ بلکہ وہ یک دل وجان ہو کر مسلمانوں کو جہاد جیسے خطرناک مسائل سے نکالنے کی کوشش کرتے رہینگے +

شانزدھم۔ ایڈیٹر صاحب البشیر اٹاوہ

جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت مخالف ہیں۔ اپنے پرچہ مورخہ ۲ر جون ۱۹۰۸ء میں ایک آرٹیکل بعنوان "حضرت اقدس میرزا صاحب کی وفات" تحریر فرماتے ہیں۔ اس آرٹیکل میں ایڈیٹر صاحب موصوف براھین احمدیہ کو ایک قابلِ قدر کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت اقدس نے اپنے یہ دو الہام بھی درج کیے ہیں (۱) اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنی خدائے تعالے نے حضرت اقدس کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤنگا۔ (۲) آئی لو یو۔ آئی شیل گو یو لارج پارٹی آف اسلام۔ یعنی میں تجھ سے محبت کرتا

ہوں ہیں نتیجے ایک بڑی جماعت اسلام کی ہوگی - یہ الہامات بھی جس طرح پورے ہوئے اسکا فوٹو بھی اڈیٹر صاحب آرٹیکل مذکورہ بالا میں اس طرح کھینچتے ہیں +

"تاہم اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ حضرت اقدس اس زمانہ کے نامور مشاہیر میں سے تھے - اس ترقی علوم وفنون کے زمانہ میں درحقیقت یہ امر کچھ کم حیرت انگیز نہیں ہے کہ اُن کے کئی لاکھ راسخ الاعتقاد مرید ایسے تھے جو ان کے ہر ایک حکم کو ہر ایک پیشگوئی کو وحی خیال کرتے اور بلاچون وچرا اُس کو تسلیم کرتے تھے - ان مریدوں میں عوام الناس اور جہلا پڑھے لکھے غریب وامیر - عالم وفاضل اور نئے تعلیم یافتہ غرض کہ ہر درجہ اور ہر حیثیت کے مسلمان موجود ہیں جو دیکھ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو اپنے مریدوں میں حاصل تھا اور جو اثر کہ حضرت اقدس کا اپنے مریدوں کی جماعت پر تھا - اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر نہ یہ اثر کسی مولوی اور نہ عالم وفاضل کو اپنے مریدوں معتقدوں پر تھا اور نہ کسی صوفی اور ولی کا اپنے مریدین پر تھا اور نہ کسی لیڈر اور نہ کسی ریفارمر کا اپنے مقلدین پر چونکہ وہ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر کے پیشوا اور امام برحق تھے - لہذا تہذیب مجبور کرتی ہے کہ ہم اُن کی عزت کریں اور اُن کے انتقال پر افسوس ظاہر کریں +

اب ناظرین حضرت اقدس کے الہامات اور ایک مخالف کے اقرارات پر غائر نظر ڈال کر انصاف فرمائیں کہ حضرت اقدس کی یہ دونوں پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری ہوئیں - اڈیٹر البشیر کے اس اقرار کو پڑھکر ہماری زبان سے تو بیساختہ یہ مصرعہ نکل جاتا ہے +

وَالْفَضْلُ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ

(۵) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات آپ کی وفات کے متعلق جو ہم نے براہین احمدیہ ورسالہ الوصیت واخبار بدر وغیرہ سے نقل کئے ہیں - ان میں ایک صریح پیشگوئی یہ بھی موجود ہے کہ مخالفین آپ کی وفات پر آپ کو رسوا کرنے کی نیت سے اعتراضات پیش کریں گے - مگر خدا تعالیٰ ان اعتراضات کو نیست ونابود کرکے حضرت مسیح موعود کا پاک وصاف وبری الذمہ ہونا ثابت کردیگا - اب ذیل کے مضمون سے ظاہر ہوگا - کہ یہ پیشگوئی بھی کس صفائی سے پوری ہوئی +

قطعہ تاریخ وفات حضرت مسیح موعودؑ

تو وصالِ حق سے وان مسرور ہے	یاں دلِ حیرت زدہ مہجور ہے
اے مسیحِ پاک اور مہدیٔ دین	ہم کو مولا کی رضا منظور ہے
الوصیت میں تو جب فرما چکا	تیری رحلت تب سے ہی مشہور ہے
پیش ازیں تو کر چکا سب انتظام	الوصیت میں یہ سب مذکور ہے
تیری فرقت میں ہیں گو اب ہم حزیں	اور دل رقت پہ بس مجبور ہے
پر سمجھتے تھے تجھے پا در رکاب	اُس طرف جانے میں تو معذور ہے
خوش ہیں دشمن اور ہیں مغموم دوست	اور تو اس امر میں مامور ہے
کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت کا	حق سے جاری ہو چکا منشور ہے
زندگی پر کیا کسی کا اختیار	حق کا دشمن کس لئے مغرور ہے
وہ رسولِ پاک ختم المرسلیں	جو خدائے پاک کا اک نور ہے
اپنے مرنے سے یہ ثابت کر گیا	فوت ہونا سنّتِ ماثور ہے
اس کا خادم تھا مسیحا اور غلام	جس کی کوشش حق کے ہاں مشکور ہے
اپنے آقا کے وہ قدموں پر چلا	وہ تو عند اللہ بس ماجور ہے
حق نے دی اُس کو حیاتِ طیبہ	اور وہ مرفوع ہے مسرور ہے
رحمتیں ہوں حق کی اُس پر صد ہزار	قربِ حق میں ہم سے بیٹھا دور ہے
آخری اس کا پیامِ آشتی	آخری لکچر ہے جو مسطور ہے
ہیں مخاطب اس میں وہ اقوامِ ہند	بہتری جن کی اُسے منظور ہے
دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار	اپنی آنکھوں میں رُخِ پُر نور ہے
وہ تو پہنچے جنت الفردوس میں	اور ہم میں اک اُن کا نور ہے
دینِ حق کو ذات پر جس کی ہو ناز	ٹھہرے باطل اُس کا کیا مقدور ہے
وہ خلیفہ ہیں وہی ہیں اب امام	اُن کی بیعت بیعتِ ماموُر ہے

ہو گیا حق سے مسیحا کا وصال | نورِ دیں سے سلسلہ معمور ہے
فکر کیا ہے بہرِ تاریخِ وفات | مادۂ تاریخ ہی مغفور ہے

۱۳۲۶ھ

خاکسار میر حامد شاہ از سیالکوٹ ۳۱ جون ۱۹۰۸ء

فصل پینتیسویں

اس بارہ میں کہ حضرت مرزا صاحب نے مبعوث ہو کر کیا کیا

جہانتک ہم تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں اور جہانتک ہم دُنیا پر غور کرتے ہیں فخرِ موجودات سرورِ عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک انسان بھی ہمیں نظر نہیں آتا جس نے خدماتِ دین اس زور و شور سے کی ہوں جس قدر کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدیٔ معہود نے کی ہیں۔ یہ ہمارا دعویٰ بلا دلیل نہیں۔ اگر ہم اس دعوےٰ میں مبالغہ یا غلو کرتے ہیں یا واقعہ کے خلاف کہتے ہیں تو اس کا ثبوت دیا جائے۔ مگر میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ کوئی بھی ثبوت نہیں دیسکتا کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ آدم سے تا ایندم کبھی دُنیا پر ایسا زمانہ آیا ہے جو اس مرسل یزدانی کو پیش آیا۔ ہرگز نہیں بلکہ برخلاف اس کے حضرت آدم سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم تک تمام انبیا اس زمانہ کی نسبت ڈرتے چلے آئے حتیّٰ کہ فخرِ رسل و خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ وسلامہ کو اتنی تشویش تھی کہ خواب وخور اُن کیلئے گویا حرام ہو گیا تھا چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اُن کے دل کا فوٹو یوں کھینچتا ہے۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ یعنے کیا تو اُن کے آثار پر اپنی جان ہلاک کر دیگا۔ پس جب فخرِ بنی آدم جیسے اولوالعزم رسول کو اس زمانہ کے فسادات سے اس قدر غم و فکر لاحق تھا تو پھر وہ کیسا ہی خطرناک زمانہ ہو سکتا ہے۔ ایسے زمانہ میں آنے والا انسان کس پایہ کا انسان ہونا چاہیئے خود زمانہ کی

حالت زبانِ حال سے چلا چلا کر کہہ رہی ہے کہ وہ ایک بے نظیر انسان ہوگا۔ پس بدقسمت ہیں وہ لوگ جو ایسے عظیم الشان انسان کی قدر نہ کریں اور بدبخت ہیں وہ انسان جو خدا کے دست پرورد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے موعودہ غلام کی اطاعت سے سر پھیریں +

کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ زمانہ کی حالت اُسوقت پُر از فساد نہ تھی کیا زمانہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا مصداق نہیں ہو رہا تھا۔ کیا اسلام کی کشتی گردابِ ہلاکت میں گرفتار نہ تھی۔ کیا اُس کشتی کے ملاح جو اس کے سچے خیر خواہ تھے صفحہ ہستی سے اُٹھ نہیں گئے تھے اور جو باقی تھے وہ شرابِ محبتِ دنیا کے نشے میں چُور ہو کر خوابِ خرگوش میں مستغرق نہ تھے۔ اور جو بقدر اونگھ بھی رہے تھے تو وہ فلسفہ یورپ کے حملات سے بدحواس نہیں ہو رہے تھے۔ غرض ایک طرف سے اندرونی طور پر خود مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اہل اسلام جہالت اور غفلت کے بحرِ زخار میں غوطہ زن تھے۔ دوسری طرف دشمنانِ خدا و رسول بڑی بے رحمی اور بڑی سختی سے اسلام کے مٹانے کے درپے تھے۔ کسی طرف سے دہریت کا حملہ تھا۔ کہیں سے فلسفہ اور سائنس کی یورش تھی ایک طرف سے آریہ کی تلوار کا وار ہو رہا تھا تو دوسری طرف برہمو کا خنجر چبھو یا جا رہا تھا۔ غرض ہر طرف سے اور ہر طرح سے اسلام معرضِ خطر میں تھا۔ اور قریب تھا کہ اُس کا نام و نشان مٹ جائے مگر رحمٰن و رحیم خدا نے آسمان سے اسلام کی حالتِ زار کو دیکھکر محض اپنے رحم و فضل سے اپنے پاس سے ایک انسان کو کھڑا کر دیا اور اُسکو وہ اوزارِ آسمانی دئے جن کے بل پر اُس اسلام کے پہلوان نے میدانِ کارزار میں آکر تمام دنیا کو للکارا اور ہر مذہب کے پیشوا کو مقابلہ پر بلایا مگر افسوس کہ ایک نے بھی اُس کے چیلنج کو منظور نہ کیا اور جو اتفاقاً سامنے آ بھی گیا تو اُسکو ایسا نیچا دیکھنا پڑا کہ مارے ندامت کے سر نہ اُٹھا سکا۔ کیا کوئی مردِ میدان ہے کہ جو دعویٰ کر سکے کہ میں اُس اسلام کے بہادر آزمارویین تن کے مقابلہ میں خم ٹھوک کر بالمقابل ہوا تھا۔ ایک انسان بھی نہیں جو ایسا کہہ سکے +

خدا کے اس مرسل نے صرف دشمنانِ دین کے حملات ہی سے اسلام کو نہیں بچایا بلکہ اندرونی طور پر اُن تمام فسادات اور خرابیوں کی اصلاح بھی فرمادی جن میں اہل اسلام خود مبتلا تھے اور اُن کے ہاتھ میں براہینِ قاطع و حجج ساطع کے وہ زبردست اوزار دئے کہ جن کا مقابلہ نہ ڈارون نہ ہملٹن اور نہ سپنسر کر سکتا ہے اور نہ روما کا پوپ اور نہ کنٹربری اور لنڈن کا لارڈ بشپ نہ یورپ کا کوئی

قسیس اور نہ امریکہ کا کوئی رُہبان کرسکتا ہے - نہ یہودیوں کا ربی اور نہ بنی اسرائیل کا کاہن - نہ ایران کا بابی نہ زرتشتی براد رنہ پنجاب کا پنڈت نہ بنگال کا مہاشہ نہ تبت کا لامہ نہ چین کا گرو - غرض کوئی مذہب اسلام کا مقابلہ توکیا اُس طرف رُخ ہی نہیں کرسکتا اگر ہم اس خدا کے فرستادہ کی خدمات گننے لگیں تو ایک بڑی ضخیم کتاب بنجائے ہم صرف مختصر سی فہرست دیتے ہیں جس سے مجموعی طور سے اُن کے کارناموں اور خدمات کا پتہ لگ سکتا ہے +

ا - دہریت کے زور کو ایسا توڑا کہ اُس کا نشان ہی مٹا دیا اور خدا تعالیٰ کی ہستی کے دلائل بیّنہ و براہین باہرہ ایسے دیے کہ وہ لوگ اب خدا کی ہستی کے قائل نظر آتے ہیں - دیکھو براہین احمدیہ ہر چہار جلد وغیرہ +

۲ - سائنس اور فلسفہ مغرب کو ایسا پامال کیا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی - دیکھو براہین احمدیہ وغیرہ

۳ - اسلام کے مسائل کو سائنس کے اُس حصہ سے عین مطابق ثابت کرکے دکھا دیا جو علم مشہودہ و محسوسہ کی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا تھا - اور اس طرح سے اسلام اور قرآن کریم کی دھاک دنیا میں بٹھا دی +

۴ - قرآن کریم کے اسرار و معارف اسقدر کھولے ہیں کہ گذشتہ زمانوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی - دیکھو براہین احمدیہ و آئینہ کمالات اسلام و کرامات الصادقین و اعجاز المسیح - و تحفہ گولڑویہ و حمامۃ البشریٰ

۵ - پیشگوئیوں کی کیفیت جس سے اس زمانہ کے علماء بھی ناواقف تھے ایسی آنکھ کھولی کہ اب اَن پڑھ بھی اُس سے بخوبی روشن ہو گئے ہیں - دیکھو انجام آتھم و تریاق القلوب و سراج منیر وغیرہ +

٦ - وفات مسیح کا مسئلہ ایسا حل کر دیا کہ جسکو ایک ادنیٰ سی بھی عقل ہو اُسکو بغیر تسلیم کئے چارہ نہیں رہتا - کیونکہ حضرت مسیح کی قبر تک کا پتہ بھی دیدیا ہے - دیکھو ازالہ اوہام و کشف الغطاء و مسیح ہندوستان میں +

۷ - دجال کے مسئلہ کو بھی خوب کھول دیا اور اب اس کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں رہی - دیکھو حمامۃ البشریٰ آئینہ کمالات اسلام وغیرہ +

۸ - یاجوج ماجوج کو بھی بتا دیا کہ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں دیکھو ازالہ اوہام وغیرہ +

۹ - اُن مسلمانوں کو ایک بھاری شرک سے نجات دی جو مسیح علیہ السلام اور مسیح الدجال کی نسبت خدائی صفات تسلیم کرنیکی وجہ سے ایک مدت سے اُن میں مرکوز تھا - دیکھو حمامۃ البشریٰ و دافع الوساوس وغیرہ

۱۰۔ رسول اللہ کی عزت دنیا میں از سرِ نو قائم کر دی۔ کیونکہ اکثر مسلمان بھی آں فخر رسل کی توہین کے روادار ہو رہے تھے۔ کیا یہ تھوڑی توہین تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت انکا یہ عقیدہ تھا کہ وہ ابتک زندہ ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور افضل الرسل و خاتم النبیین کی عمر تو صرف ۶۳ برس کی ہوئی اور حضرت مریم کے بیٹے مسیح علیہ السلام دو ہزار سال سے بھی زیادہ عمر پائیں اور ابھی خدا جانے کہاں تک اُسکی عمر کو بڑھاتے چلے جائینگے کیونکہ وہ نہ آئیگا اور نہ اُسکو مردہ تصور کرینگے غرض فخر موجودات صرف طبعی عمر پاکر رحلت فرما جائیں اور ابن مریم غیر معمولی پائیں کیا یہ رونے کا مقام نہیں پھر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک ذلیل جگہ تجویز کی ہو جو نہایت تنگ و تاریک تھی اور جو بچھوؤں اور سانپوں کی مسکن تھی لیکن مسیح کے لئے آسمان تجویز کیا گیا ہو جو بہشتی مقام ہے۔ غرض مسیح کو عمر میں عزت میں۔ خدا تعالیٰ کی حمایت میں ہمارے رسول علیہ السلام سے بڑھکر سمجھا گیا تھا اس حکم عادل نے آکر اس ناپاک عقیدہ سے لوگوں کو نجات دلائی اور دکھا دیا کہ ہمارے رسولِ اکرم فخرِ بنی آدم ہر پہلو میں مسیح علیہ السلام سے فوقیت رکھتے ہیں دیکھو ازالہ اوہام و آئینہ کمالات اسلام۔

۱۱۔ روحانی قانون قدرت کو ظاہری قانون قدرت سے مطابق کر کے دکھلایا ہے۔ لوگ ابتک اس امر اہم سے بالکل نا آشنا تھے۔ دیکھو آئینہ کمالات اسلام وغیرہ۔

۱۲۔ یہ امر بھی کھولکر بتا دیا کہ قول خداوندی یعنی کلام اللہ و فعل خداوندی یعنی فطرت اللہ میں کبھی بھی مخالفت نہیں ہوتی۔ جس کی عدم واقفیت سے خود مفسرین تفاسیر قرآن کریم کی تفسیر کرتے وقت بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔ دیکھو کرامات الصادقین وغیرہ۔

۱۳۔ بروز کے مسئلہ کو از سرِ نو جلا دی۔ گو صوفیاء کرام اس مسئلہ کے قائل چلے آتے تھے مگر اس زمانہ کے لوگ بروز کے لفظ سے ناواقف ہو چکے تھے۔ دیکھو ازالہ اوہام و آئینہ کمالات اسلام وغیرہ

۱۴۔ تناسخ کے مسئلہ کو خوب اُڑا دیا۔ اور بدلائل قاطعہ و حجج ساطعہ دکھا دیا کہ یہ عقیدہ فاسد ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ و آریہ دھرم وغیرہ۔

۱۵۔ جہاد کے مسئلہ کو بھی بخوبی حل کر دیا۔ کیونکہ ابتک مسلمان اُس کے غلط مفہوم میں گرفتار تھے۔ اور اُن کا عموماً یہی اعتقاد تھا کہ کافروں کے جان و مال کو جس طرح چاہیں تلف کریں۔ اگر خود مارے جائیں تو شہید کہلائیں اور اگر کافر کے مارنے پر قادر ہو گئے تو غازی کا لقب حاصل کر لیا یہ ایک فاسد خیال تھا جو عموماً مسلمانوں میں تھا۔ اس حکم عدل نے آکر اس فاسد عقیدہ کو بھی اٹھا دیا

ور کھول کر بتا دیا کہ جب تک غیر مذاہب کے لوگ ہمارے دین پر تعرض نہ کریں اور ارکان اسلام کی بجاآوری سے نہ روکیں تو کسی صورت میں بھی ان سے جہاد کرنا لازم نہیں۔ دیکھو رسالہ جہاد اُردو انگریزی

۱۶- علماء اسلام کی جو قرآن کریم میں تناقض و تخالف کے قائل ہو رہے تھے۔ سراسر جہالت ثابت کی اور دکھا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہر قسم کے تناقض و تخالف سے منزہ و بالاتر ہے۔ دیکھو آئینہ کمالات اسلام وغیرہ +

۱۷- قرآن کریم کے ناسخ و منسوخ ہونیکا جو عقیدہ اکثر مسلمانوں میں چلا آتا تھا وہ بھی اُٹھا دیا اور ظاہر کر دیا کہ خدا تعالیٰ کی کلام میں کوئی ناسخ و منسوخ نہیں ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ وغیرہ +

۱۸- قتل دجال کی کیفیت بھی کھول دی کہ اس سے مراد ابطال مذہب صلیبی ہے۔ اور کوئی جنگ وجدال توپ و تفنگ یا خنجر و تلوار سے نہیں ہوگا۔ دیکھو ازالہ اوہام وغیرہ +

۱۹- خنزیر کی کیفیت بھی بتا دی کہ وہ کون ہے۔ اِس مسئلہ میں بھی علماء زمانہ سخت غلطی پر تھے۔ دیکھو ازالہ اوہام وغیرہ +

۲۰- نزول کی کیفیت بھی ایسی واضح کر دی کہ بجز ازلی مادرزاد اندھوں کے اُس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دیکھو ازالہ اوہام و آئینہ کمالات اسلام و التبلیغ وغیرہ +

۲۱- معراج کی کیفیت بھی منکشف کر دی کیونکہ اس میں ایک مدت سے بحث ہوتی چلی آتی تھی۔ اور بتا دیا کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جو عین بیداری میں ہوا تھا۔ دیکھو ازالہ اوہام

۲۲- نزول ملائکہ کے مسئلہ کو بھی کیسا کھولا کہ کوئی بھی اس پر اعتراض وارد نہیں کر سکتا۔ دیکھو توضیح مرام و ازالہ اوہام +

۲۳- مہدی کے جھگڑے کو بھی اُٹھا دیا اور بتا دیا کہ آخری زمانے کا مہدی سوائے مسیح موعود کے کوئی الگ شخص نہیں ہے اور اب اسکی انتظار کرنی ایک عبث کام ہے۔ دیکھو ازالہ اوہام و کشف الغطاء وغیرہ +

۲۴- جس قدر نمازوں میں فقہا نے مشکلات ڈال رکھی تھیں جس کی وجہ سے کروڑہا انسان نمازوں سے محروم ہو گئے تھے قرآن کریم کے رو سے دور کر دیا اور فرما دیا کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا سے باہر جانا قرآن کریم کی نص سے باہر نکل جانا ہے۔ دیکھو فتاوی احمدیہ مکتوبات احمدیہ

۲۵- کسر صلیب بھی بخوبی کر دی گئی۔ کیونکہ جب نصاریٰ کے مذہب کی جھت کا ستون ہی

گرا دیا تو اُسکا کیا وجود ہو سکتا ہے۔ نصاریٰ کی مذہبی عمارت صرف کفارہ کے ستون پر قائم تھی جب کفارہ ہی باطل کر دیا گیا تو اب وہ مذہب ہی کہاں رہا۔ دیکھو نور الحق و نور القرآن وغیرہ +

۲۶۔ آریوں کے مذہب کی قلعی بھی اس امام برحق نے خوب ہی کھول دی ہے۔ دیکھو سرمہ چشم آریا و شحنہ حق و آریہ دھرم و حقیقت الوحی +

۲۷۔ برہمو مذہب کے بخئے بھی خوب اُدھیڑے۔ دیکھو براہین احمدیہ +

۲۸۔ سناتن دھرم کا بھی خوب ابطال کیا۔ دیکھو رپورٹ جلسہ اعظم تحقیق مذاہب و براہین احمدیہ

۲۹۔ سکھوں کے مذہب کی اصلیت بھی خوب کھولی اور دکھا دیا کہ باوا نانک صاحب مسلمان اولیاء اللہ میں سے تھے۔ دیکھو ست بچن و آریہ دھرم +

۳۰۔ جسقدر اختلافی مسائل اسلام میں تھے اُن میں سے بعض کا فیصلہ ناطق دیدیا۔ اور افراط و تفریط سے متنبہ کر دیا۔ دیکھو مکتوبات احمدی +

۳۱۔ مسلمانوں کو ایک اعلیٰ درجہ کے قابل اقتدا نمونہ پر کھڑا کر دیا۔ اور اُن میں ایک ایسی لگن لگا دی کہ وہ اب دین کے شیدائی ہو گئے +

۳۲۔ دنیا میں امن کو قائم کیا۔ اور کل مذاہب کے لوگوں کو خبردار کر دیا کہ امن کے ساتھ مذہبی مباحثات کریں یعنی ہر ایک اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسروں پر حملہ نہ کرے۔ دیکھو مجموعہ اشتہارات و جنگ مقدس +

۳۳۔ مسلمانوں کو حق اللہ کی طرف خاص توجہ دلائی اور ایمانی کمزوری کو اُن سے دور کیا جسکی وجہ سے وہ پابند صوم و صلوٰۃ وغیرہ ہو گئے۔ دیکھو کشتی نوح +

۳۴۔ مسلمانوں کو حق العباد کی رعایت کی سخت تاکید کی اور ہر ایک قسم کے ظلم کے راستوں سے بچنے کی ہدایت کی دیکھو کشتی نوح وغیرہ +

۳۵۔ مباحثات کرنے کی ایسی عجیب بنیاد ڈالی کہ جسکی نظیر کسی جگہ نہیں ملتی یعنی یہ کہ ہر مذہب کا آدمی جب کسی امر میں بحث کرنا چاہے تو اُس کو مناسب ہے کہ اپنی کتاب کی تعلیم سے باہر قدم نہ رکھے۔ یعنی جو دعویٰ اُن کی کتاب کرے اُس کے دلائل بھی اُسی کتاب میں مندرج ہوں۔ ورنہ وہ کتاب کامل کتاب نہیں ہو سکتی اور یہ بات سچ بھی ہے کیونکہ اگر وہ کتاب اپنے اندر دلائل نہیں رکھتی بلکہ وہ اپنے منوانے کے لئے انسانی مدد کی محتاج ہے تو پھر اُس کے

ناقص ہونے میں کیا کلام ہوسکتا ہے۔اس بزرگ نے یہ ایک ایسا حربہ مسلمانوں کو عطا کیا ہے کہ قرآن کریم کے مقابل میں کوئی کتاب مذاہب دنیا نہیں ٹھہر سکتی ہے صرف اسی کلام پاک کو فخر حاصل ہے کہ اس میں دعوےٰ بھی ہیں اور دلائل بھی۔اور اسی واسطے اس کے کامل ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا۔مسلمانوں پر کس قدر احسان کیا گیا ہے۔دیکھو جنگ مقدس +

۳۶۔قرآن کریم کی عظمت سب دلوں پر بٹھا دی اور ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو ہر قسم کے نقصوں سے پاک ہو۔دیکھو براہین احمدیہ و کرامات الصادقین و اعجاز المسیح وغیرہ +

۳۷۔احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے یا جھوٹے ہونے کا عجیب معیار قائم کر دیا کہ جو حدیث قرآن کریم کے مفہوم کے مخالف ہو وہ سچی اور صحیح نہیں ہوسکتی اور یہ جواحادیث تعامل میں آگئیں ان سے بڑھ کر کوئی حدیث معتبر نہیں ہوسکتی اور وہ حدیثیں جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں نفس مضمون کے مطابق پوری ہو جائیں تو ان سے بڑھ کر کوئی قوی حدیث نہیں ہوسکتی۔دیکھو شہادت القرآن و ازالہ اوہام وغیرہ +

۳۸۔احادیث کی عظمت کی ڈھاک ان لوگوں پر بٹھا دی جو احادیث کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔اور انکا عدم وجود برابر سمجھتے تھے دیکھو شہادت القرآن +

۳۹۔احادیث میں افراط و تفریط کو دور کر کے ایک میانہ روی کے اصول کو قائم کر دیا۔دیکھو شہادت القرآن وغیرہ +

۴۰۔اہل اسلام کو اس غلط خیال سے کہ بنی اسرائیل کی کتابوں کو دیکھنا ہی نہیں چاہئے اور ان کو بالکل ہی محرف مبدل سمجھنا چاہئے نکال دیا۔اور بتا دیا کہ جو بات قرآن کریم و احادیث نبوی کے مطابق ہے اس کو لے لیا جائے۔اور جو مخالف ہو اس کو ترک کیا جائے۔دیکھو براہین احمدیہ و انجام آتھم وغیرہ +

۴۱۔مسلمانوں کو گورنمنٹ وقت کے حقوق سے پورا آگاہ کر دیا اور بتا دیا کہ از روئے شریعت اسلامی ہر مسلمان کا فرض ہے کہ دل و جان سے اپنی محسن گورنمنٹ کی اطاعت کو واجب الاذعان سمجھے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم ہے دیکھو براہین و مجموعہ اشتہارات +

۴۲۔اپنے محسنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے خواہ وہ لوگ کسی

ہی ملت و مذہب کے ہوں۔ دیکھو مجموعہ اشتہارات و کتب مختلفہ حضرت صاحب

۴۳۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی کی اعلیٰ تعلیم دی ہے اور تاکید کر دی ہے کہ جو لوگ اپنے بنی نوع سے ہمدردی نہیں کرینگے وہ جماعت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دیکھو شرائط تبلیغ و کشتی نوح +

۴۴۔ ارکان اسلام کی بجا آوری کو جماعت کا بھاری اصول قرار دیا ہے۔ دیکھو شرائط بیعت وغیرہ +

۴۵۔ جس قدر بدعات اہل اسلام میں جاری و ساری ہو گئیں تھیں اُن سب سے نفرت دلا دی ہے۔ اور وہ اب سب رفو چکر ہونے لگی ہیں۔ دیکھو کشتی نوح وغیرہ +

۴۶۔ احیاے موتے کی کیفیت خوب کھول کر بتا دی اور مسلمانوں کو اس غلط خیال سے کہ حقیقی موتی زندہ ہوا کرتے ہیں نکالدیا۔ دیکھو ازالہ اوہام وغیرہ +

۴۷۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کو جو قرآن کریم کے مثل پیش کرنے کا تھا اور جس کو لوگ ایک مبالغہ تصور کرتے تھے از سرِ نو زندہ کر کے دکھا دیا کہ میرے جیسے عاجز بندہ کی کلام کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تو خالق ارض و سمٰوات کے کلام معجز نظام کا کون مقابلہ کی طاقت رکھ سکتا ہے۔ دیکھو اعجاز المسیح۔ المنار۔ کرامات الصادقین۔ خطبۃ الہامیہ و اعجاز احمدی

۴۸۔ وحی کی کیفیت بھی خوب واضح کر کے بتا دی۔ اور یہ بھی کہ وحی کے مورد کون دل ہوتے ہیں۔ دیکھو براہین احمدیہ و آئینہ کمالات اسلام +

۴۹۔ خوابوں کی پہچان کا طریقہ بھی کہ کون سے خواب رحمانی ہوتی ہیں اور کون سی شیطانی ہوتی ہیں بتا دیا۔ دیکھو تحفہ گولڑویہ وغیرہ +

۵۰۔ اُس حدیث کی فلاسفی کہ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے نہائت صفائی کے ساتھ بیان کر دی۔ دیکھو تحفہ گولڑویہ +

۵۱۔ تمام مذاہب باطلہ پر بذریعہ کتب و اشتہارات جن کی تعداد لاکھوں تک پُہنچ گئی ہے حجت پوری کر دی دیکھو مجموعہ اشتہارات وغیرہ +

۵۱۔ دعا کی فلاسفی جس سے مسلمان محض نا آشنا تھے خوب واضح کر کے بتا دی اور اُن لوگوں کے برخلاف جو دعا کو بے حقیقت سمجھتے تھے ثابت کر کے دکھا دیا کہ نظام دنیا میں دعا

بھی روح کی غذا کے لئے اسی طرح ضروری ہے جس طرح جسم کے لئے اشیاء خوردنی ضروری ہیں۔ دیکھو برکات الدعا +

۵۳۔ گدی نشینوں اور پیروں کی خدائی کو خاک میں ملا دیا اور ان کے تکبر اور غرور کو توڑ دیا

۵۴۔ اہل اسلام میں زندگی کی تازہ روح پھونک دی اور وہ اپنی حالتِ زار پر کفِ تاسف ملتے ہیں گویا سونے سے جاگے ہیں۔ دیکھو مجموعہ اشتہارات و کتب +

۵۵۔ توکل کے غلط معنے کو دنیا سے اٹھا دیا اور بتا دیا کہ بے دست و پا بیٹھ کر دوسروں کا دستِ نگر ہونا اسلامی شریعت کے منافی ہے بلکہ توکل یہ ہے کہ اپنے قوائے خداداد کو پورے طور سے استعمال کیا جائے اور پھر نیک نتیجہ کے لئے توکل خدا پر کیا جائے۔ دیکھو ڈائری مندرجہ اخبار

۵۶۔ اسباب ظاہری اور اسباب باطنی کو باہم لازم و ملزوم ٹھہرایا اور اس طرح اہل اسلام کو بہت سے غلط خیالات سے نجات دی مثلاً کسی وبا کے وقت مکانوں کی صفائی۔ کپڑوں کی صفائی۔ غذا کی تعدیل کے ساتھ ساتھ توبہ۔ استغفار اور دعائے سحرگاہی کو بھی ضروری قرار دیا۔ دیکھو اشتہارات طاعون +

۵۷۔ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ کے مسئلہ کو بھی خوب واضح کر دیا۔ اور کھول کر دکھا دیا کہ جو لوگ اپنی بزرگی اس بات میں سمجھتے ہیں کہ عمدہ اور اچھی غذا نہ کھائی جائے اور اگر کہیں سے عمدہ غذا مل جائے تو اس میں مٹی یا خاکستر ملا کر کھائی جائے اور میلا کچیلا اور پھٹا اور پرانا لباس پہنا جائے ان امور کو محض فضول اور لغو قرار دیا اور ظاہر کر دیا کہ یہ خیال تعلیم اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ اور قرآن کریم کی تعلیم کے بالکل خلاف اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے منافی ہے +

۵۸۔ پردۂ مستورات کے بارہ میں جس قدر افراط و تفریط مسلمانوں نے کر رکھی تھی اس کو خود عملی طور سے کر کے دکھا دیا کہ شریعت میں کس حد تک پردہ کا مفہوم صحیح ہے اور کہاں تک جائز ہے +

۵۹۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو از سر نو زندہ کر کے دکھایا کہ جو لوگوں نے مدت سے ترک کر رکھی تھی۔ یعنے سفروں میں اپنی اہلیہ کو اسی طرح ساتھ رکھ کر دکھلایا جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ رکھتے تھے +

۶۰۔ سفروں میں خدا کے اس حکم کو عملی طور سے اپنی ذات پر برت کر دکھایا کہ رمضان شریف میں بحالت سفر یا مرض روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ جس طرح ایک صحیح تندرست آدمی کو وطن میں تندرست رہ کر روزہ

نہ رکھنے سے مواخذہ ہو سکتا ہے اسیطرح مسافر کو سفر میں اور مریض کو مرض میں روزہ رکھنے سے مواخذہ ہو سکتا ہے اور قرآن شریعت کے اس صریح حکم کی لوگ عزت نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس کی پیروی میں مستغرق ہیں غرض جس قدر خرابیاں اہل اسلام میں آگئی تھیں اُن سب میں اس امام برحق نے اصلاح کر دی ہے اور جوں جوں جماعت ترقی کرتی جاتی ہے رفتہ رفتہ اُن سب خرابیوں کی اصلاح بھی ہوتی جاتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آنے والا ہے کہ مخلوقاتِ خدا اُسی طریق پر قائم ہو جائیگی جو طریق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم خدا دنیا میں قائم کیا تھا۔ الغرض اس امام برحق کا ایسے خطرناک وقت میں آنا ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔ بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس امام ہمام کے لنگر سے دُور رہیں ایک وقت آئیگا کہ وہ لوگ پچھتائینگے اور خون کے آنسو بہائینگے لیکن اُس وقت کا رونا اور چلانا کچھ کام نہ دیگا۔ اے لوگو برائے خدا اس امر میں خوب غور کرو اور خوب فکر کرو اب وقت ہے پھر وقت ہاتھ میں نہیں آئیگا۔ عقلمند وہی ہے جو مصیبت آنے سے پہلے اپنی بہبودی اور بہتری کا انتظام کرے۔ خدا کا مرسل خدا کا فرستادہ۔ خدا کے ہاتھوں کا تیار کیا ہوا امام۔ خدا کا مُحدَّث۔ مخبر صادق کا بتایا ہوا مسیح موعود مہدی معہود چودھویں صدی کا مجدد تم میں موجود تھا اور افسوس کہ اب اگرچہ وہ تم میں ایک مدت مدید تک رہکر اور اپنا کام بخوش اسلوبی سرانجام دیکر رفیقِ اعلیٰ کے پاس چلا گیا ہے مگر تم میں ایک ایسا جانشین چھوڑ گیا ہے جو بالکل انہیں کے قدم پر چلا ہوا ہے۔ اسکی صورت کیسی پیاری اُس کی سیرت کیسی دل آویز۔ اُس کی تقریر کیسی دل کش اُس کی صحبت کیسی مؤثر و فرحت افزا کہ اگر ایک دفعہ بھی کوئی انسان اُن کی زیارت سے مشرف ہو جائے پھر جی نہیں چاہتا کہ کبھی اُن کی صحبتِ بابرکت سے دور ہو۔ اے عزیزو اس وقت کو غنیمت سمجھو اس وقت بھی تم میں ایک نور موجود ہے اور سراسر نور ہی نور ہے۔ جن کی نسبت خود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؎ چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نورِ دیں بودے ٭ ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے اگر تم نے اپنی لاپرواہی سے اس وقت کو بھی کھو دیا تو جس طرح تم نے اپنی غفلت سے مسیح موعود کو ہاتھ سے دیدیا اور تم اُن کی زیارت سے محروم و بدنصیب رہ گئے اسی طرح جب یہ بھی دنیا سے کوچ کر جائینگے تو پھر تمہیں بجز دست تاسف ملنے و پچھتانے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔ کمترین غلامانِ مسیح موعود و حلقہ بگوشانِ خلیفۃ المسیح ابوالعطا مرزا خدا بخش

خاتمہ بالخیر

التماس ضروری بخدمت مسلمانان بالعموم وعلماء زمان بالخصوص

اے مسلمانان واے علماءِ زمان۔ تم دیکھتے ہو کہ زمانہ کی کیا حالت ہے۔ تم چاروں طرف سے سنتے اور منبروں پر چڑھ کر پکارا کرتے تھے کہ مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب یہ بھی تم مشاہدہ کرتے تھے کہ پاک اسلام پر کیسے کیسے ناپاک حملے ہوتے تھے۔ کہ جن کے سننے سے جگر پارہ پارہ اور دل کباب ہوجاتا تھا۔ غرض اسلام میں اندرونی اور بیرونی طور سے بڑی بڑی خرابیاں وقوع میں آگئی تھیں۔ جن کے وجود سے تم کو انکار نہیں ہوسکتا پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اِس حالتِ زار پر رحم کرکے تمہاری مدد کے لئے تم ہی میں سے ایک شخص کو علمِ لدنی دیکر کھڑا کردیا اور اُس کو اُن آسمانی اوزار سے مسلح کرکے بھیجا جو زمانۂ موجودہ کے زبردست جنگ کے لئے ازبس ضروری تھے۔ غرض وہ پہلوان عین ضرورت کے وقت جبکہ اسلام نااہل مسلمانوں کی غفلت سے پچھاڑا جاچکا تھا دنگل میں شیر نرہ بران کی طرح چنگھاڑتا ہوا نکلا اور افواج کفر کو ایک ہی حملہ سے پس پا کردیا اور اُنکا تعاقب کرکے یہانتک اُن کا دم ناک میں کردیا کہ وہ لومڑی کی طرح اپنے گھروں میں دُم دبا کر بیٹھ رہے اور کوئی اُن کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرسکتا +

یہ بات کون نہیں جانتا کہ وہ خدائے قادر وقیوم کی طرف سے اسلام کی حمایت کے لئے ایسے خطرناک وقت میں مسیحا دم ہو کر آیا جبکہ وہ ایک نزع کی سی حالت میں تھا گویا ایک آدھ رمق ہی باقی تھا اور اُس نے انفاس قدسیہ کی برکت سے مسلمانوں میں ایسی روح پھونکی جس سے اہل اسلام میں ایک احساس پیدا ہوگیا اور مسلمانوں کی آنکھوں سے پردۂ غفلت اُٹھایا اور اسلام کو قبروں سے نکالکر اُس کو غسل صحت دیکر اُس کے اصلی چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور اہل دنیا پر ثابت کردیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے کیا کوئی انکار کرسکتا ہے کہ یہ بات نہیں۔ ضرور ہر شخص کہیگا کہ واقعی اسلام ازسرِ نو زندہ ہوگیا۔ اور اب

وہ ایسا قوی و توانا ہے کہ کوئی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا +

اے رسول عربی کے جاں نثار غلامو! اور اے امت محمدیہ کے بہی خواہ بزرگو! تم کیوں اس طرف توجہ اور غور نہیں کرتے۔ اور کیوں تم اس محسن کا شکر ادا نہیں کرتے جس نے اسلام اور مسلمانوں میں از سر نو جان ڈالدی +

کیا یہ وہ ذات بابرکات نہیں جس کی انتظار میں تمہارے آبا و اجداد اس دنیا سے کوچ کر گئے اور ہزار ہا مخلوقات اُن کی زیارت کے لئے ترستی مر گئی۔ اے عزیزو تم نے اُس کو پایا پر افسوس تم نے اُس کو نہ پہچانا۔ تم نے اُس کو دیکھا پر تم نے اُس کو قبول نہ کیا اے فخر بنی آدم کے نام لیوا بزرگو یقین جانو کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو مہدی اور مسیح کہتے تھے اور یہی وہ ہیں جن کی آمد کے لئے صدیوں سے انتظار لگی ہوئی تھی۔ اے علماء زمان یقیناً وہی ہیں جس کے آنے کی خبر تمام متقدمین دیتے چلے آئے تھے۔ بلاشک یہ وہی ہیں جن کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے +

آہ! تم نے کیوں مخالفت کا بیڑا اُٹھا لیا۔ خدا سے ڈرو اور توبہ اور استغفار کرو اور رو رو کر دعائیں مانگو تا کہ خدا تعالیٰ تمہیں بصیرت بخشے اور تم اُس کے دیکھنے کے قابل ہو جاؤ۔ میں خالقِ ارض و سما کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب لاکلام وہی مسیح اور مہدی ہیں جن کی خبر قرآن کریم۔ توریت۔ انجیل۔ زبور اور صحائفِ انبیاء اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آئی ہے اور میں خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ تم فی الحقیقت غلطی پر ہو۔ تم ملزم ہو۔ تم خطا کار ہو۔ تم مجرم ہو تمہارے پاس اپنے بچاؤ کی کوئی دلیل نہیں۔ میں درد دل سے تمہاری خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ برائے خدا سچے دل سے اس معاملہ میں غور کرو۔ لوگوں کی مخالفت کوئی چیز نہیں تقویٰ اللہ کو مقدم کرو۔ انبیاء اور صلحا کی سوانحعمری پر غور کرو کیا اُس وقت کے علماء نے اُن کو آسانی سے تسلیم کر لیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ساتھ یہود کے علماء نے کیا کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ایک عالم نے بھی اُن کو نبی تسلیم کر لیا تھا۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بجز عبداللہ بن سلام یہودی عالم کے کوئی اور یہودی عالم ایمان لایا تھا یا کوئی عیسائی عالم ایمان لایا ہو۔ کیا امام محمد غزالی کی مخالفت شدید نہیں کی گئی تھی۔ اور کیا اُن کی

کتابیں جلائی اور دریا برد نہیں کی گئی تھیں۔ کیا غوث اعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے وقت کے علماء نے اُن کی تکفیر نہیں کی تھی کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ کسی ایک عالم نے بھی اُن کو امام تسلیم کر لیا تھا ہرگز نہیں بلکہ دو سو برس تک کوئی اُن کے نام سے بھی آگاہ نہ تھا۔ کیا امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قید نہیں کئے گئے کیا امام مالکؒ و امام شافعیؒ کو تکلیفیں نہیں دی گئیں۔ کیا امام احمد بن حنبل کے منہ پر تھوکا نہیں گیا۔ کیا اُن کو کوڑے پٹوائے نہیں گئے۔ کیا اُن کو قید نہیں کیا گیا۔ کیا امام ربانی مجدد الف ثانی گوالیار کے قلعہ میں مقید نہیں کئے گئے ضرور قید کئے گئے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ غرض علماء وقت انبیاء اور انبیاء کے اظلال کی ہمیشہ مخالفت کرتے چلے آئے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب کوئی نبی یا ظلِ نبی آتا ہے تو اُس وقت آتا ہے جبکہ زمانہ میں کوئی متقی عالم باعمل نہیں رہتا بلکہ اُس وقت کے علماء بڑی بڑی غلطیوں میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور اُن کی مخالفت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ جس عقیدہ پر جمے ہوتے ہیں وہ اپنی دانست میں اُس کو صحیح سمجھتے ہیں لیکن خدا کے مرسل خدا کے مامور آ کر اُن کی غلطیوں اور اُن کے غلط عقیدوں کی بیخ کنی کرتے ہیں جس پر وہ مخالف ہو کر طرح طرح کی اتہام لگاتے اور عوام کو دھوکہ دیکر خدا کے فرستادہ کی صحبت سے محروم کر دیتے ہیں۔ لہذا اے مسلمانو! تم برائے خدا اُن علماء کی مخالفت کی پرواہ نہ کرو اور تم ضرور اس امام وقت کی صحبت کو غنیمت سمجھو تمہارے قبول کرنے میں تمہارا کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ راستبازوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اگر وہ جھوٹا ہوگا تو جھوٹ کا وبال اُس کی گردن پر پڑیگا تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچیگا۔ اور اگر وہ فی الحقیقت راستباز ہے اور تم نے اُس کو قبول نہ کیا تو تم دونوں جہان میں خدا کی رحمت سے محروم رہے۔ لہذا اقرب بامن یہی طریق ہے کہ تم اُس کو قبول کر لو۔

اور اے علماء وقت میں درد بھرے دل سے آپ کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ تم نے جہانتک ممکن تھا مخالفت میں کسر نہیں کی اور امام وقت کے سلسلہ کو معدوم کرنے میں تم نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ اگر وہ خدا کی طرف سے نہیں تھا اور خدا کا غیبی ہاتھ اُس کے سر پر نہیں تھا تو پھر ضرور وہ مدت سے نیست و نابود ہو گیا ہوتا۔ کیونکہ ایک طرف سے خود خدا ہی اُس کا دشمن جانی ہوتا اور دوسری طرف سے تمام دُنیا اُس کے استیصال کے لئے

ہمہ تن مصروف اور ایڑی اور چوٹی تک کا زور لگاتی رہی۔ مگر تم دیکھتے نہیں کہ برخلاف تمہاری امیدوں کے وہ روز بروز ترقی کرتا چلا گیا اور ایک بڑی سرگرم دینداروں کی جماعت تیار کرکے کامیاب و بامراد دنیا سے الوداع کہہ کے دار البقاء کو چلا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ تو للّٰہ تم ہی سوچو کہ جھوٹے اور مفتری کبھی یوں ہی پھولا پھلا کرتے ہیں اے نادانو کیا تم خیال نہیں کرتے کہ اُس کا غائتِ مقصود بجز اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ اسلام کا چہرہ چمکتا دمکتا نظر آئے۔ خدائے لایزال کی حکومت تمام دلوں پر مسلط و مستولی ہو جائے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو جائے اور اسلام کا ڈنکا دنیا میں بجے پھر خدارا تم کیوں اس قدر مخالفت کرتے ہو انہوں نے تو اس چالیس اکتالیس برس کے عرصہ میں کونسے اسلام کے ارکان کو کم کر دیا یا اسلامی شریعت میں کوئی ترمیم یا تنسیخ یا کمی بیشی کر دی ہے جب تم کوئی اس قسم کا نقص نہیں دیکھتے بلکہ اُس کے مریدین کو قرآن کریم سے محبت۔ خدا کی توحید سے دلچسپی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت اور نیک کاموں کی طرف بڑی رغبت اور بدیوں سے سخت نفرت پیدا ہوتی جاتی ہے بلکہ اسلام کے پھیلانے کے لئے اُن میں اس قدر تڑپ اور دلسوزی ہو گیا ہے کہ اپنے آراموں کو حرام کرکے اپنے کاروبار کو لات مار مختلف اطرافِ عالم میں تبلیغ اسلام کرتے پھرتے ہیں اور اُن کی یہی دلی تمنا ہے کہ اسلام کا روشن چہرہ جو اس وقت مسلمانوں کی غفلت و عیش پسندی سے گہنا گیا ہے۔ پھر اسی طرح چمکتا دمکتا نظر آئے جس طرح آن ذات والاصفات فخر موجودات افضل الرسل و خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں روشن و منور تھا اور اسی طرح اہل اسلام میں راستی۔ سچائی۔ پاکبازی۔ پاک باطنی۔ ایثار نفسی۔ اخلاص اور وہ تمام اخلاق فاضلہ پیدا ہو جائیں جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تھے۔ جن کے بشرہ کے نور کو دیکھتے ہی کافر مسلمان ہو جاتے تھے۔ تو پھر ایسے خیر خواہوں کی مخالفت کرنا عقل اور دانش کے خلاف ہے وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ ہم نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔

اے میرے مولا۔ اے میرے پاک پروردگار۔ تو میری اس ناچیز خدمت کو قبول فرما اور مسلمانوں کو اس کے ذریعہ سے ہدایت بخش۔ کہ وہ تیرے مرسل تیرے فرستادہ کو پہچان لیں اور مَنۡ لَّمۡ یَعۡرِفۡ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدۡ مَاتَ مِیۡتَۃَ الۡجَاھِلِیَّۃِ کے وعید

سے بچ جائیں۔

دُعا

اے خدا اے مالکِ ارض و سما
اے رحیم و دستگیر و رہنما
سخت شورے اوفتاد اندر زمین
امرِ فیصل از جنابِ خود نما

اے پناہِ حزبِ خود در ہر بلا
ایکہ در دستِ تو فصل است و قضا
رحم کن بر خلق اے جاں آفریں
تا شود قطعِ نزاع و فتنہ ہا

قصیدہ مدحیہ در شان امام علیہ السلام

از

مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری

اے بذاتِ تو مزیّن مسندِ ایمان و دیں
ظلِّ نورِ تربیت گسترده تو بر جہاں
در علوِ شانِ تو از آسماں آمد ندا
از قدومت ابرِ رحمت بر زمیں بارید حق
بوئے خوش از نافۂ تو در مشامِ جاں رسید
ایکہ مداحِ تو از عرش ست ذاتِ کبریا
فیضِ یزداں بر لبِ تو آبِ حیواں احمدا
دلبرا سر بر زدی تو در لباسِ انبیا
شد وجودت گم بزیرِ چادرے حق سیدا
از دمِ تو نفخ شد در قوم روحِ زندگی
تربۂ غلوی بدستِ تو پئے کسرِ صلیب

وے بنورِ تو منوّر شد رہِ علم و یقیں
پاک کردی خلق را از ظلمتِ دیوِ لعیں
چوں سیہ شد روئے چہرۂ ماہ بر چرخِ بریں
شد معطر از نسیمِ حسنِ تو جاں آفریں
مسکنت چوں طورِ موسے مہبطِ روح الامیں
شد انیس و غمگسارت ذاتِ ربّ العالمین
احمدِ آخر زمانی اے شہِ با زیب و زیں
روئے تو آئینۂ حق قلبِ تو عرشِ بریں
از گریبانت بر آمد حضرتِ جاں آفریں
مُردگاں را جان دادی اے مسیحِ آخریں
نصرتت را دستِ حق باشد نہاں در آستیں

برزمینِ مُردہ باریدی تو ابرِ فیض بار
ازگل وگلزار و لالہ تازہ شد روئے زمیں

از دہانت بوئے عرفاں ہر زمانے میدمد
قُوّتِ دلہا مگر از مشکِ زلفِ عنبریں

نغمہ سنجِ مدح و وصفت قدسیانِ آسماں
عاجز از توصیف و مدحت ایں ہمہ اہلِ زمیں

اَنْتَ مِنِّیْ مرترا گفتہ جنابِ کبریا
دستِ تو دستِ خدائے کارسازِ عالمیں

کشتیِ نوح ست در عالم وجودِ پاکِ تو
ناکساں از بدروی درشانِ پاکت نکتہ چیں

سر برآوردی زمطلع اے خورِ نصف النہار
دور شد بر روئے عالم ظلمتے از کفر و کیں

برزمانہ ظلمتے شد چوں محیطِ عالمے +
صد مبارک باز آمد لیلۃ القدرے چنیں

آب پاشیدی برحمت گلبنِ اسلام را
بختِ دیں بیدار شد از حسن نوای نازنیں

برسرِ انکار سنگے از نشانہا بر زدی
از حقیقت وانمودی رازِ حق ای مہ جبیں

پاک از بدعات کردی ملّتِ خیر الوریٰ
آشکارا بر جہاں کردی تو حسنِ شاہدیں

وارہانیدی تو خلق و ملک از کامِ نہنگ
نورِ تو روزے درخشند بر سرِ ماچین و چیں

از پئے رجمِ شیاطیں آمدی با عزّ و شان
سوختی ابلیس را از نورِ ختم المرسلیں

ہر زماں نوشی زبحرِ نور کاساتِ لقا
بر سرِ تو تاجِ عزت بہرِ فخرِ آخریں

برلبت جاری زعلم و آبِ عرفاں چشمہ
زیرِ پا آوردۂ از حق سرِ مستکبریں

آمدی در وقتِ خود برحسبِ تبشیرِ نبی
از سنانت پارہ پارہ شد سرِ مستنصریں

کَیْفَ اَنْتُمْ در بخاری خوب گفتا رہنما
اَمَّکُمْ گفتا برائے قطعِ عذرِ منکریں

پس چرا ایں قوم را سوئے شما باشد نظر
کے بیاید ابن مریم تا قیامت بر زمیں

بر وفاتش عقل و نقل و مبصرہ باشد گواہ
ہم تَوَفِّیْ آشکارا شد ز قرآنِ مبیں

گر نفہمد حکمِ قرآں از تعصب جاہلے
پردہ ہم از موت او بردا شت خیر المرسلیں

زندہ گر بودے مسیح نیز موسیٰ در جہاں
در پئے من میروندے چوں غلامِ کمتریں

آن مسیحِ ناصری را در شبِ معراج ہم
دید اندر زمرۂ موتٰے جنابِ شاہدیں

متفق بر موتِ او گشتند اصحابِ نبی
بر سرِ منبر برآمد چوں امیر المومنیں
جناب ابوبکرؓ

بہرِ استدلالِ موتش قَدْ خَلَتْ گفتا خدا
بود عیسیٰ داخل اندر انبیاءِ سابقیں

زیں جہاں ہم چوں شدہ او مثلِ دیگر انبیاء
مسکن و ماوای او بہ آسمانِ خُلد بریں

باز بیروں کس نیامد از مقاماتِ جناں — باز در عالم نیامد کس باطوارِ چنیں

کے بود فرزندِ آدم مثلِ حیِّ لایموت — بے زوال و بے تغیر تا چنیں ماہ و سنین

پاک باشد مثلِ حق از پوشش و نوشش و خورد و خواب — العیاذ از تہمت و ہم افترائے مشرکیں

ہر کرا علمے ز توحیدِ خدا باشد نصیب — نفرتے دارد بدل از اعتقادِ ایں چنیں

ایں ہمہ کاراں ندانستند شانِ کبریا — شد فراموش از دلِ شاں یادِ خیر المرسلیں

ہمسری دادند با حق اعورے دجال را — افترا بستند بر ذاتِ امام المسلمیں

کے ہماں یک چشم کافر از سرِ کینہ وری — حکمراں باشد چو حق بر آسمان و ہم زمیں

ابر بارد سبزہ آرد مے کند کارِ خدا — زیرِ دستش نارِ سوزاں ہم بود خلدِ بریں

نیز باشد مطلقاً او مالکِ موت و حیات — ہم چنیں جلوہ زند بر تختِ حق تا اربعیں

اینچہ بیراہی و بدخواہی بود اے سرنگوں — ہمسرِ حق نیز دانستی تو دجالِ لعیں

ایں نہ کارِ اتقیا باشد نہ کارِ اصفیا — ایں نباشد سیرتِ اسلام و طرزِ مومنیں

کے بود دجالِ اعور ہمسرِ ذاتِ قدیر — ہاں منہ ایں تہمتِ بد بر خدا از کفر و کیں

گر خدا خواہی مرو کج کن نظر بر محکمات — آنکہ آمد بہرِ ایماں اصلِ قرآنِ مبیں

آنچہ گفتا سیدِ ما حضرتِ خیر الوریٰ — در نزولِ ابن مریم نیز دجالِ لعیں

آں ہمہ چوں روزِ روشن شد ہویدا در جہاں — از سما در قادیاں آمد امام المومنیں

می نماید کارہا از زورِ ذاتِ کبریا — بر دریدہ از نشانہا پردہ ہائے منکریں

روئے او مہرِ درخشانِ خدائے ذوالمنن — ہر کہ او را دید مے بیند خدا را بالیقیں

از گلستانِ ازل یک بلبلے آمد بشاخ — ولولہ افتاد از شورش بجانِ عاشقیں

خلق و عالم از فغانش یک بیک بیدار شد — گردِ او چوں شمع و پروانہ ہجومِ زائریں

رنگ و موئے او جدا از گفتۂ خیر الوریٰ — قد ببیں و خد ببیں و روئے پر نورش ببیں

بر جبین و بینئ او یک نظر کن از صفا — بکدمے بادے نشیں آں ماہِ کنعاں را ببیں

دینِ حق را از وجودش قوتے پیدا شدہ — ہست پنہاں در قبایش روئے خیر الناصریں

در مقامِ قربِ حق بر سدرۂ بالا رسید — از عنایاتِ خدا شد پیشوائے سالکیں

از سنانِ قوتِ حق مے کشند خنزیر را — مید ہد مال و خزینہ جوہر و درِّ ثمیں

چوں نمک در آب کاہد جل از انفاسِ او
از احادیثِ نبی بے بہرہ ایں قومِ یہود
از مجاز و استعارہ ایں قدر نفرت چرا
بر زمیں نامد بظاہر باز جسمِ ایلیا
گفت یحییٰ بر ضرورت در حقیقت من نیم
اینچنیں تقریرِ خوشتر گرنمے فہمد خرے
دور افتادند از حق ایں یہودی سیرتاں
جاہلانِ بیخبر ہم دشمنانِ مصطفےٰ
کے بود بر آسماں زندہ مسیحِ ناصری
چوں فروتر شد مقامِ حضرتِ خیر البشر
منصبِ پیغمبری شد ختم بر ذاتِ نبی
باز ایں امید باطل ہست یک وہم و گماں
الحذر زیں افترا بر ذاتِ خلاقِ جہاں
بیخِ تثلیثِ نصاریٰ ہم بود ایں اعتقاد
ایں ستونِ شرک در عالم پئے نصرانیاں
آتشِ ایں فتنہ چوں خلق و جہاں را سوختہ
منعکس در مظہرے شد صورت و کیفیتش
از کمالِ اتصالِ شاں یکے شد ہر دو را
کم نباشد دیگرے در حسن و فضل و ہم کمال
آخریں باشد غلامِ سیدِ عالم پناہ
سر بسر شد صورتِ ایں صورتِ خیر الرسل
اے خدا بر ہر دو از من صد سلام من یسال

ایں زماں از بہرِ دجال است وقتِ واپسیں
بیخبر از راہِ ایماں ہم ز آیاتِ مبیں
بر حقیقت کے تواند بود اخبارِ چنیں
رنگِ او یحییٰ گرفتہ جلوہ گر شد بر زمیں
گفت عیسےٰ از کنایہ آں نبی باشد ہمیں
آں بود جنِ سلیماں جاہلِ خلوت نشیں
ہم نشیں و یارِ شاں ہر لحظہ شد بئس القریں
کافرانے پُر ز کفر و کیں بروں چوں ہوشیں
زیرِ خاک آسودہ باشد جسمِ ختم المرسلیں
از مسیحِ ناصری اے جاہلِ مسجد نشیں
پس چرا آید مسیح ابنِ مریم بعد ازیں
ہست ایں توہین در شانِ امام المرسلیں
الحذر زیں شیوۂ کفار و طرزِ مشرکیں
زیں سبب باشد مسیحا مثلِ رب العالمیں
حجتے شد از پئے اغوائے شاں از کفر و کیں
جوش زن شد غیرتِ حق نیز از عرشِ بریں
از یکے دیگر جدا نہ آں ہمانا شد ہمیں
سنت اللہ ہمچناں جاری بود در اولیں
لیک باشد اولِ شاں ز انبیاء و مرسلیں
پادشاہِ آنجناں و ہم غلامِ ایں چنیں
خاتمِ اہلِ ولایت شد امام السالکیں
ہم بروحِ پاکِ جملہ انبیاء و مرسلیں

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

بڑھا جاتا تھا دنیا میں تیرا انکار یا اللہ
پرائے نام تھا توحید کا اقرار یا اللہ

تیرے بندے بھرے جاتے تھے اب تیری اطاعت سے
سیاہ کاری سے بھولے تھے تری سرکار یا اللہ

مٹی جاتی تھی تیرے گلشنِ اسلام کی رونق
بنا جاتا تھا وہ اک دشت پُر از خار یا اللہ

بڑھائے تھے بہت غارتگروں نے ہاتھ بڑھ بڑھ کر
کہ ہو ویران پھلا پھولا ترا گلزار یا اللہ

بکیں غارت گروں کے خوف سے گھبرا گئے ایسے
کہ لٹوانے لگے تھے اپنا سب گھر بار یا اللہ

جمائے تھے قدم اپنے مگر رہتے نہ پا برجا
زمانے نے کچھ ایسی بدلی تھی رفتار یا اللہ

ہوئی وہ کثرتِ آفات دجالی زمانے میں
کہ اُمت کے بگاڑے جس نے سب اطوار یا اللہ

مٹی وہ سادگی اسلام کی جس پہ تھا ناز اسکو
خلافِ دینِ پیغمبر ہوئے کردار یا اللہ

بہت سی ظلمتوں نے کردیا روئے زمیں کالا
نہ قائم رہ سکے ایمان کے انوار یا اللہ

پلائے حُبِّ دنیا نے کچھ ایسے جام بھر بھر کر
بھلایا دِل سے تیرا آخری دربار یا اللہ

کلامِ پاکِ قرآں سے نہ رکھی کچھ غرض باقی
ہوئے پابندیٔ اسلام سے بیزار یا اللہ

بہت راہیں ہوئیں پیدا پھر اتنی کہ قرآں سے
پسِ پُشت اُسکو ڈالا ہائے کیوں ہر بار یا اللہ

امام و رہنما و مقتدا اگر ملتے تھے اُس کو
تو بے شک وہ سمجھ لیتے تیرے اسرار یا اللہ

بجائے خود سمجھ بیٹھا ہر اک جو کچھ سمجھ بیٹھا
نہ آزادی میں کچھ سوچے مآلِ کار یا اللہ

وہ عملی زندگی اسلام کی جاتی رہی اُنسے
فرائض کا بجا لانا ہوا دشوار یا اللہ

خلافِ دین سے رکھی نہ کچھ پروا عزیزوں نے
بڑھا بدقسمتی سے کین و استکبار یا اللہ

بھرے بُغض و عداوت سے مسلمانوں کے دل ایسے
کہ آپس میں بنے وہ دشمن خونخوار یا اللہ

بہت راہوں سے اُمت میں فسادا گر ہوئے داخل
بگڑنے سے طبائع کے بڑھا تکرار یا اللہ

زمیں والوں میں جب دیکھا نہ تو نے دین کا حامی
اُتارا آسماں سے تو نے مردِ کار یا اللہ

وہی آیا وہی آیا کہ جو اُمّت سے آنا تھا
جسے بتلا چکا تھا دین کا سردار یا اللہ

وہی ہے ابنِ مریم اور مسیحا کی صفت والا
کہ شدت سے کیا ہے دین کا اظہار یا اللہ

وہی مہدی وہی ہادی وہی ہے نائبِ احمدؐ
ہے اُس میں آسمانی نور کی چمکار یا اللہ

غلام احمد کو کیوں ملتا نہ رتبہ اب خلافت کا
محمد کی محبت میں وہ ہے سرشار یا اللہ

ترقی اس کو ہے منظور تیرے دین برحق کی
کتابوں میں بھرے اس نے ترے انوار یا اللہ

اسے بخشا ہی تو نے زور خود کسر صلیبا کا
کلام اس کا ہی ہے تیرے دین کی تلوار یا اللہ

تری درگاہ سے اس کو ملا انفس مسیحائی
کہ مرنا جس سے ہو دجال آخرکار یا اللہ

بنائے اس نے وہ ہتھیار اپنے کارخانہ سے
کہ دجالی کے منصوبے ہوئے بیکار یا اللہ

خبر لی تو نے آخر وقت میں اس بگڑی امت کی
ادا کرتے ہیں تیرا شکر سو سو بار یا اللہ

دکھایا گلشن اسلام بے رونق زمانہ کو
کہ بن بیٹھے تھے وارث اسکے غفلت کار یا اللہ

معطل کر دیا تو نے مگر غفلت شعاروں کو
وراثت تو نے دی اسکو جو تھا حقدار یا اللہ

دکھائیگا بہار اس کی ثواب سارے زمانے کو
وہ تیرے فضل سے لائیگا برگ و بار یا اللہ

ہوا ہی قادیاں میں فیض کا چشمہ ترا جاری
وہاں برسا ہے تیرا ابر گوہر بار یا اللہ

وہاں نکلے ہیں مشرق سے ترے انوار رحمت کے
دکھائیگا وہاں سے اپنی تو چمکار یا اللہ

نظر آئیگی دنیا کو ترے اسلام کی رفعت
مسیحا کا بنے گا جب وہاں مینار یا اللہ

عجب ہیں کام تیرے تو خدائے ذوالعجائب ہے
ہے تیری حکمتوں سے کون واقفکار یا اللہ

نوازے جسکو تو اسکو گرا سکتا نہیں کوئی
خلاف اسکے ہو دنیا ساری گو طیار یا اللہ

ہمیں لازم ہے اب تحدیث نعمت تیری اے منعم
تیری نعمت کے دیکھے ہم نے ہیں آثار یا اللہ

بہت افسوس ہے امت کی اس غفلت شعاری پے
کہ اس نعمت کا اس نے کر دیا انکار یا اللہ

خدا کے حکم سے آیا تھا امت میں مسیحا جب
تو بیہودہ تھا پھر امت کا یہ اصرار یا اللہ

خلاف حق ہیں کیا کیا منہ سے وہ بکواس کرتے ہیں
ہوئے گندہ دہانی سے ہیں بدگفتار یا اللہ

ہیں آگے مولوی خوش اُنکے ان فحشا و منکر پہ
تو ہی جانے کہاں تک اُنمیں ہیں دیندار یا اللہ

مشائخ اور پیران کے تلے ہیں شر و ایذا پہ
شرارت اور بدی کے اُن میں ہیں اذکار یا اللہ

مناسب تھا کہ وہ صدق قدم کچھ آکے دکھلاتے
بڑھا یا حیلہ سازی سے مگر تکرار یا اللہ

مدار فیصلہ ٹھہرا تھا جب تفسیر قرآن پہ
تو ثابت کرتے ہیں منجملہ اظہار یا اللہ

اگر نیت صفا ہوتی فضولی بحث کی کیا تھی
کہ جس سے فیصلہ ہونا تھا اب دشوار یا اللہ

اگر میدان میں آتے تھے کچھ اصرار فرماتے
مگر بیہودہ گوئی کی ہوئی بھرمار یا اللہ

نہیں ہے قدر رکھتی جاہلوں کی عزت افزائی
لگا تھا بیٹھ دیں اک مجمعِ اشرار یا اللہ

اگر جوہر دکھانے تھے کچھ ایسی بدکلامی کے
تو گھر بیٹھے ہی ہو سکتی تھی یہ گفتار یا اللہ

خدایا یہ نمونے ہیں تری اُمت کے پیرو کے
حضوری میں تری کیا حاجتِ اظہار یا اللہ

تو خود دانا و بینا ہے یہ کیا طوفان بکتے ہیں
حوالہ ہے ترے یہ قومِ ناہنجار یا اللہ

ترے اک پاک بندہ کو ستایا کذب و بہتاں سے
وہ راہِ راست پر آنے سے ہیں بیزار یا اللہ

اُلجھنا بدمعاشوں سے شریفوں کا نہیں شیوہ
اُنہیں کافی ہے بس تیری ہی اک سرکار یا اللہ

قصیدہ مدحیہ در شان امام علیہ السلام

ہادیِ راہِ ہدایت واقفِ راہِ خدا
خادمِ دینِ محمد مہدیِ صدق و صفا

مُردہ جاناں را مسیحا بیکساں را مہرباں
کور چشماں را چراغے گمرہاں را رہنما

کشتگاں را جانِ جانی مخلصاں را حصنے
واصلاں را نورِ جاں عُشّاق را فضلِ خدا

دشمناں را تیغِ بُرّاں حاسداں را تیغِ تیز
دوستاں را داروئے جاں بخش جاں بر تو فدا

تشنگاں را آبِ شیریں گرسنگاں را لذتے
مُردگاں را زندگانی ہم مریضاں را شفا

بے پسر را دل نوازے بے پدر را جاں نواز
بیوگاں را مہرباں۔ محتاج را حاجت روا

آں کہ را تو مہربانی۔ حق بر و شد مہرباں
وانکہ را از در براندی۔ راندہ شد از کبریا

ہر کہ از تو میگریزد حق برا و نفریں کناں
ہر کہ بر تو جاں دہد یابد حیاتے از خدا

مہبطِ روح الامیں شد درگہِ تو اے امیں
خاکِ پایت توتیا شد بہرِ ہر شاہ و گدا

زندہ کردی دینِ احمد بلکہ احمد مصطفےٰ
زندہ کردی نورِ قرآں بلکہ جملہ انبیاء

زندگی دادی ہمہ اقطاب را ابدال را
مرحبا اے سیدِ کونین جاں بر تو فدا

زیں سبب کردند نامِ تو مسیحائے زماں
مرحبا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

السلام اے مہدیِ موعود الحق آمدی
والصلوٰۃ اے ہادیِ کونین بر تو دائما

خیز از بہرِ شفاعت ما گنہگاران وقت
دست در دستِ محمد دادہ وقت دعا

اے خدا از ما رساں صدہا درود و صد سلام
بر محمد بر غلامش نیز اصحابِ صفا

چھبیسویں فصل

اِس باب میں کہ مسیح موعود کا جانشین کون اور کِس پایہ کا ہے

جب کوئی بڑا انسان یا پیشوا دنیا سے چل بستا ہے تو وابستگان کو فطرتاً خیال ہو جاتا ہے کہ اب جانے والے اور داغ ہجرت دے جانے والے کا قائم مقام نظر نہیں آتا جو شیرازۂ قومی کو قایم رکھ سکے اور اُس کے تاگوں کو منتشر ہونے سے بچالے اور یہ بات سچ بھی ہے کہ تاریخ دنیا میں ایسی نظیریں بہت کم ہی ملتی ہیں کہ کوئی جانشین اپنے پیشرو متبوع کے برابر یا اُس سے بڑھ کر ہوا ہو۔ مگر جس انسان کا ہم ذکر کرنے لگے ہیں وہ اپنی شخصیت میں ایسی خصوصیت رکھتا ہے کہ بلا مبالغہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے پیشوا۔ اپنے مقتدا سے بہت سی باتوں میں سبقت رکھتا ہے۔ یہ شخص کون ہے؟ وہ اسم بامسمیٰ نورالدین اور بقول اکبر نجیب آبادی نورالدین اعظم ہے۔ اور میرے خیال میں اکبر شاہ خانصاحب نے اس بارہ میں کوئی مبالغہ نہیں کیا۔ میں جب شیوعِ اسلام سے اسوقت تک نظر دوڑاتا ہوں تو مجھے اپنے ممدوح کی نظیر نہیں ملتی۔ بیشک مادرِ گیتی نے بڑے بڑے آئمہ دین بڑے بڑے علما۔ بڑے بڑے فقہا۔ بڑے بڑے مقتدا فرزند جنے جو دنیا میں بڑھے اور پھولے پھلے اور اپنے انوار سے دنیا کو منور کرتے رہے مگر نورالدین اپنی ذات میں یگانہ ہی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ان میں کوئی فرداً فرداً کسی خاص وصف میں موصوف تھا تو یہ جامع اوصاف تھا۔ ہم کتابوں میں مقتدایانِ دین کے افسانے پڑھا کرتے تھے۔ اور مجلسوں میں اُن کے قصّے سُنا کرتے تھے۔ مگر

آنکھیں اس قسم کا نمونہ دیکھنے کے لیئے ترستی تھیں اور دل حسرت اور یاس کی صورت دیکھ کر بیٹھ جاتا تھا۔ مگر خداوند رحیم و کریم نے ہماری ایسی دستگیری کی اور اُس نے محض اپنے فضل و کرم سے وہ نمونہ ہمیں عطا کیا کہ جس کی مثال صدیوں سے مفقود تھی اور اُسکے شکریہ میں اگر ہمارا ہر بن مو سجدات میں بھی لگ جائے تو بھی ہم حقِ شکریہ کے ادا کرنے سے قاصر ہیں +

کیا ہی کم شکر کا مقام ہے کہ نورالدین کی شخصیت نے ہماری آنکھوں میں قرون گذشتہ کے اُن ناموروں کی زندہ تصویریں پیش کر دی ہیں کہ جن کے افسانے صفحۂ روزگار پر ثبت تھے۔ اگر تم اس زمانہ میں صدیق اکبر کو دیکھنا چاہو تو صدیقیت کا پورا عکس نورالدین کی ذات میں دیکھ لو۔ اگر تم فاروق اعظم کو دیکھنا چاہو تو شجاعت دینی میں نورالدین کو دیکھو۔ اگر تم ابن عفان کو دیکھنا چاہو تو حیا میں نورالدین کو بے نظیر پاؤ گے۔ اگر تم اسد اللہ الغالب کو دیکھنا چاہو تو سخاوت میں نورالدین کو دیکھ لو۔ اگر تم ابن عباس کو دیکھنا چاہو تو نورالدین کو مفسرِ قرآن دیکھ لو۔ اگر تم مصعب بن عمیر کو دیکھنا چاہو تو بے نفسی اور فروتنی میں نورالدین کو دیکھ لو۔ اگر تم ابو ذر کو دیکھنا چاہو تو نورالدین کو مال کے نہ جمع کرنے میں دیکھ لو۔ اگر تم ورقہ بن نوفل کو دیکھنا چاہو تو نورالدین کو توریت کا عالم دیکھ لو۔ اگر تم سلمان پارسی کو دیکھنا چاہو تو نورالدین کو زندوستی کا ماہر دیکھ لو۔ اگر تم پاک ولگ کو دیکھنا چاہو تو ویدوں کے جاننے میں نورالدین کو دیکھو۔ اگر کنفیوشس کو دیکھنا چاہو تو نظامِ ملکی میں نورالدین کو دیکھو۔ اگر ابن تیمیہ کو دیکھنا چاہو تو مناظرات میں نورالدین کو دیکھ لو۔ اور اگر محمد غزالی کو دیکھنا چاہو فلسفہ میں نورالدین کو دیکھ لو۔ اگر ابو حنیفہ کو دیکھنا چاہو تو تفقہ فی الدین میں نورالدین کی ذات کو دیکھو۔ اگر ابن رشد کو دیکھنا چاہو تو تفقہ فی الحدیث میں نورالدین کو دیکھو اگر امام بخاری کو دیکھنا چاہو تو محدثیت میں نورالدین کو دیکھ لو۔ اگر فخرالدین رازی کو دیکھنا چاہو تو استدلال میں نورالدین کو دیکھ لو۔ اگر ابن جریر طبری کو دیکھنا چاہو تو تاریخ میں نورالدین کو دیکھ لو۔ اگر لقمان کو دیکھنا چاہو تو حکمت میں نورالدین کو دیکھ لو۔ اگر بو علی سینا کو دیکھنا چاہو تو طبابت میں نورالدین کو اُس سے بڑھکر دیکھ لو۔ اگر سیبویہ کو دیکھنا چاہو

تو علم نحو میں نورالدین کو دیکھ لو۔اگر خالد بن ولید کو دیکھنا چاہو تو جہاد فی سبیل اللہ میں نورالدین کو دیکھ لو اگر محی الدین ابن عربی کو دیکھنا چاہو تو صوفیت میں نورالدین کو دیکھ لو غرض یہ انسان ایک ایسا انسان تھا کہ جسکی نظیر ازمنہ گذشتہ میں بھی کم پائی جاتی ہے میری رائے میں نورالدین تقوی میں علم و فضل میں سادگی میں سخاوت میں فیض رسانی میں بلا مبالغہ اپنے متبوع سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔اور اسی سبب سے حضرت مسیح موعود نے بھی خود اقرار کیا ہے کہ نورالدین کی بعض باتوں نے مجھو رشک آتا ہے۔لا کلام اگر مرزا غلام احمد صاحب مسیح تھے تو نورالدین مہدی تھے۔

جب آفتاب عالمتاب دنیا سے غروب ہو گیا جب سرورِ عالم فخر بنی آدم دار الفنا سے کوچ کر گیا۔جب سرتاج اولین و الآخرین کا سایہ دنیا سے اُٹھ گیا۔جب خاتم النبیین و خیر المرسلین محمد مصطفےٰ و احمد مجتبےٰ اپنے یاروں سے جدا ہو کر یار ازل کی گود میں جا بیٹھا۔تو جو حال صحابہ کبار و آل اطہار کا ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں ہر ایک دل غمگین اور ہر ایک نفس حزین نظر آتا تھا۔ہر کہ ومہ کو یہ فکر اور تردد دامنگیر تھا کہ اب آئندہ کیا ہوگا۔اور کسطرح کام چلیگا۔کہ ناگاہ قدرت یزدانی نے اپنا زور دکھلایا ایک کمزور جسے اور چھوٹے سے قبیلے کے انسان ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکر کی نسبت سب کے دلوں میں بٹھایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کے جانشینی کے قابل و خلافت کے لائق اس سے بہتر کوئی نہیں چنانچہ سب نے بلا اختلاف بطیب خاطر متفق ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر اور خاتم النبیین و فخر المرسلین کا خلیفہ قبول فرمایا۔جس نے مسندِ خلافت پر قدم رکھتے ہی اسلام کی کشتی کو جو گرداب خطر میں تھی۔ پار اتار دیا۔اور تمام دشمنان اسلام کی آنکھوں کو خیرہ اور چکا چوند کر دیا اور اسلام کا سکہ ایک عالم پر ایسا بٹھایا۔کہ جس کی نظیر دنیا میں کم ملتی ہے +

یہی حال اس زمانہ کے لوگوں کو پیش آیا۔جبکہ فخر الاصفیا و شمس الاولیا عیسیٰ آخر زمان مہدی دوران حضرت مرزا غلام احمد رئیس قادیاں لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کا لنشان دیگر کوس كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کا بجا کر بمصداق آیہ اِرْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً آسمان کو رب کے پاس جنت الفردوس میں جا براجے تو خاک در دہن دشمنان ملت جنہوں نے آپکی وفات پر خوشیاں منانی شروع کیں۔اور کہنے لگ گئے کہ اب سلسلہ احمدیہ کا خاتمہ ہو گیا۔مگر خدائے قدوس نے انکو اسی طرح شرمندہ اور نادم کیا جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اُن کے دشمنوں کو ذلیل اور خوار کیا تھا کیونکہ جسطرح آنحضرت صلواۃ

وسلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنا کر کھڑا کر دیا تھا اُسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام کا جانشین اور خلیفہ حضرت مولٰنا المکرم واستاذنا المحترم جناب علامہ نورالدین حکیم کو کھڑا کر دیا اور سب چھوٹے بڑے نے اُن کو بالاتفاق یکزبان ہوکر اپنا امیر اور سردار مان لیا۔ اور اُنہوں نے عنانِ خلافت ہاتھ میں لیتے ہی سلسلہ احمدیہ کی ڈھاک تمام دنیا میں بٹھا دی کیوں نہ ہوتا جبکہ وہ ابتداہی سے بلا مبالغہ عالم بے بدل مجتہد بیمثل امام الائمہ وحکیم الامۃ۔ علامۂ زمان۔ فہامۂ دوران۔ قدوۃ السالکین۔ سلالۃ العارفین۔ برکت الاسلام حجۃ الاعلام۔ برہان المتکلمین۔ قامع المبتدعین۔ منبع فضائل ومرجع فواضل۔ نخبۃ المناظرین زبدۃ الموقنین۔ بحر العلوم وکنز الفنون۔ ماہر رموزِ قرآن۔ عارفِ علومِ ادیان۔ کاشف اسرارِ نہانی غواصِ بحرِ معانی۔ حاویٔ فروع واصول عالمِ معقول ومنقول۔ نمونہ اصحابِ کبار۔ اسوۂ سیرتِ اخیار متوکل علی اللہ۔ منبع خیر لخلق اللہ۔ ملجاء یتامیٰ۔ ساوائے غربا۔ حاتم زمان۔ نوشیروانِ دوران۔ لقمانِ عصر افلاطونِ دہر۔ برکت اہم و خیر مجسم تھے۔ میرے جیسا عاجز و ناتوان جو سرے سے گنگ زبان ہے وہ ان کی صفات میں کیا لکھ سکتا ہے اور اُن کی توصیف میں کیا بیان کر سکتا ہے جبکہ خود مسیح موعود علیہ السلام نے اُنکے بارہ میں فرمایا ہے :۔

بیت

چہ خوش بودے اگر ہریک زِ اُمت نورِ دین بودے ✦ ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

یہی ایک شعر ہی اُن کی دینی ایمانی اخلاقی خوبیوں کا پورا فوٹو ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلا ہے۔ حضرت موصوف نے فتح اسلام۔ ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام اور دیگر کتب میں آپ کا بڑا ہی ذکر فرمایا ہے اگر ہم اُن کو یہاں درج کریں تو ایک ضخیم کتاب بن جائیگی ہم صرف نمونہ کے طور پر آئینہ کمالاتِ اسلام سے چند ایک سطور عربی سے ترجمہ کر کے لکھ دیتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود کی نظر میں وہ کس پایہ اور کس شان کے انسان تھے جب سے مجھے خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے خلعتِ ماموریت پہنائی گئی اور میں حیّ وقیوم ہستی کے دستِ قدرت سے زندہ ہوا ہوں مجھے برابر لگاتار دین کے حبیبہ انصار اللہ کا اشتیاق رہا اور اشتیاق بھی ایسا جیسا کہ بیابان میں ایک پیاسے کو پانی کا ہوتا ہے۔ اور میں شب و روز بحضورِ رب العزت دعائیں مانگتا اور چیختا چلاتا تھا مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ میں اکیلا اور عاجز ناتوان ہوں تو ہی میرا کوئی مددگار

پیدا کر جب اِس طرح میرا ہاتھ دعا کے لئے متواتر اُٹھا اور فضائے آسمان میری دعاؤں کی گونج
سے بھر گئی تو مولائے کریم نے میری عاجزانہ دعا کو درجۂ استجابت بخشا اور رحمت ایزدی جوش
میں آئی تو اُس پاک ذات نے مجھے ایک صدیقِ مخلص مرحمت فرمایا جو انصار اللہ کی آنکھ اور
اُن دوستانِ اخلاص منشا کا خلاصہ ہے جو ہر وقت دین کی حمایت میں مستعد رہتے ہیں اُس کا
تامِ نامی نُورانی صفات کے لحاظ سے اسم با مسمّے نور الدین ہے۔ اُس کا مولد بھیرہ اور
نسب قریشی ہاشمی ہے پس وہ سردارانِ اسلام و شریف آبار کی نسل سے ہے۔ مجھے
اس کے ملنے سے اتنی بڑی خوشی ہوئی گویا کہ عضوِ جدا شدہ پھر حاصل ہو گیا اور اُس سرور سے
کم سرور نہیں ہوا جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ملنے سے ہوا تھا۔ اور جب وہ میرے پاس آیا اور مجھے ملا تو میرے سارے ہموم و غموم جاتے
رہے میں اُس کو ہمیشہ نصرتِ دینِ متین میں سابق الخیرات پاتا ہوں اور جس قدر نفع اور فائدہ
اس شخص کے مال نے پہنچایا ہے اور کسی شخص کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا۔ وہ کئی
سال سے برابر مال کو اِبْتِغَاءَ لِوَجْهِ اللهِ دیتا ہے۔ وہ علم و فضل میں اور نیکی اور سخاوت
میں اپنے ہمچشموں میں فوقیت رکھتا ہے۔ اس کا حلم کوہِ رضوی سے زیادہ مضبوط۔ اُس کی
سخاوت کا یہ حال ہے کہ خدا کی راہ میں عزیز سے عزیز مال کو بیدریغ خرچ کر دیتا ہے اور اُس
کی خوشی اور راحت کا انحصار کلام اللہ پر ہے۔ سخاوت ہی اُس کی شرع ہے اور علم ہی
اُس کا مطلوب ہے۔ حلم اُس کی سیرت اور توکل اُس کی غذا ہے۔ میں نے جہان میں اُس
کی مانند کوئی عالم نہیں دیکھا اور منعم ہو کر اُس کی مانند مخلوق میں کوئی فقیر نہیں دیکھا اور نہ میں نے
اُس کی مانند خدا کے رستے میں اس طرح خرچ کرنے والا دیکھا ہے۔ اور نہ میرے ہوش کے
زمانہ سے لیکر آجتک ایسا وسیع النظر عالم میری نظر سے گذرا ہے جب میری اُس سے ملاقات
ہوئی اور میری نگاہ اُس کے بُشرے پر پڑی تو مجھے تو وہ آيَةٌ مِّنْ آيَاتِ اللهِ نظر آیا اور میرے
دل میں حق الیقین کے طور پر یہ بات گزر گئی کہ یہ میری اُسی دعا کا نتیجہ ہے جس پر میں مداومت کرتا
تھا اور میری فراست نے گواہی دی کہ وہ ایک چیدہ عباد الرحمٰن میں سے ہے۔ میں ہمیشہ اس
خوف سے کہ مبادا اُن کے نفسوں کو ضرر پہنچے لوگوں کی مدح و توصیف کرنا اور اُن کے شمائل کا اظہار
کرنا پسند نہیں کرتا تھا لیکن جب میں اس پر نگاہ کرتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ وہ اُن لوگوں میں

لوگوں میں سے ہے جنکے جذباتِ نفسانی مضمحل اور جنکی شہواتِ طبعی فنا ہو گئی ہیں اور اب یہ اُن لوگوں میں
سے ہے جنکی نسبت کسی قسم کے خوف کا اندیشہ نہیں ۔ اور اُسکے کمالات کی علامات میں سے ایک
یہ علامت ہے کہ جب اُس نے اسلام کو دشمنانِ دین کے ہاتھوں سے مجروح اور ایک مسافر سرگردان
کیطرح پریشان یا اُس درخت کیطرح جو طوفانِ باد سے اپنی جگہ سے ہل گیا ہو ۔ دیکھا ۔ تو مارے
غم کے بے اختیار ہو گیا ۔ اور غم ہی کو اپنا شعار بنا لیا ۔ اور اپنے سارے عیش و آرام کو مکدر کر لیا
اور ایک مضطر کیطرح بے چین ہو کر حمایت دین کے لئے کمربستہ ہو گیا ۔ اور ایسی کتابیں تصنیف
کیں ۔ جو دقائق اور معارف سے پُر ہیں ۔ اور جنکی نظیر پہلے لوگوں کی کتابوں میں نہیں ملتی ۔ اُن کی
عبارتیں باوجود اختصار فصاحت سے پُر اور اُن کے الفاظ نہایت دلربا اور حسن افزا اور
ایسے دلچسپ کہ ناظرین کو شراباً طہورا کا مزہ دیتے ہیں ۔ اور وہ کتابیں ایسی ہیں کہ گویا کستوری سے
پرورده ابریشم کی ہیں جسمیں موتی اور یاقوت اور مشک اور عنبر کی مالا پروئی گئی ہو ۔ اُسکی کتابیں
ایسی عمدہ اور فوائد کے لحاظ سے ایسی جامع ہیں کہ سب سے سبقت لے گئی ہیں ۔ اور وہ ایسی محیط
ہیں کہ کوئی چھوٹا اور بڑا مسئلہ ان سے باہر نہیں رہا ۔ اور براہین اور دلائل کے رسوں سے ایسی
جکڑ بند کیگئی ہیں کہ دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں ۔ اور کوئی کتاب انکا لگا نہیں کھا
سکتی ۔ مبارک ہے وہ انسان جو ان کو حاصل کرکے ان کو پڑھے ۔ اور غور کرے وہ اُن سے
بڑھ کر اپنے لئے کوئی مددگار نہ پائیگا ۔ جو قرآن کریم کی آیات کی عقدہ کشائی اور معارف
قرآنی سے آگاہی چاہتا ہے ۔ اُسکو چاہئے کہ ان کتابوں کیطرف میلان کرے کیونکہ
وہ ان تمام باتوں کی متحمل ہیں ۔ جو ایک ذہین طالب العلم مطمح نظر ہیں ۔ ان کی خوشبوئے ریحان دلوں کو
فریفتہ کرتی ۔ اور انکی شاخیں میوہ خوش ذائقہ دیتی ہیں ۔ اور بلاشک وہ اُس باغ کی طرح ہیں جس
کے درخت خوشوں سے لدے ہوئے ہیں ۔ اور جسمیں کوئی شور لغویات نہ ہو اور وہ کتابیں
کیا ہیں ۔ پاک لوگوں کے لئے ضیافت ہیں ۔ ایک کتاب کا نام فصل الخطاب اور ایک کا نام تصدیق
براہین احمدیہ ہے ۔ اُنکے الفاظ باوجود متانت و لطافت کے بیش قیمت معانی کا مخزن ہیں
جن سے مؤلفین اُسوہ حسنہ حاصل کر سکتے ہیں ۔ اور متکلمین کی آرزوئیں انہی کتابوں سے
پوری ہو سکتی ہیں ۔ اور یہ وہ کتابیں ہیں ۔ جن کی مدح سرائی میں علماء کبار کی زبانیں رطب
اللسان ہیں ۔ اور جن کے جواہرات جواہر النحور پر فوقیت رکھتے ہیں ۔ اور جن کے موتی سمندر

کے موتیوں سے سبقت لے گئے ہیں۔ اور یہ کتابیں اُس کے کمالات پر ایک دلیل قاطع ہیں
اور ایک وقت آتا ہے کہ تم اس کے رُتبہ سے آگاہ ہو جاؤ گے۔ فاضل مصنف نے کتب
مذکورہ میں قرآن حمید کے نکات کی تفسیر کرنے اور اپنی تحقیقاتِ غامضہ سے درایت اور روایت
کے توافق دینے میں سعی بلیغ فرمائی ہے۔ آفرین ہے اُس کی اس عالی ہمتی پر اور شاباش ہے
اُسکے افکارِ وقادہ پر۔ وہ مسلمانوں کے جائے فخر ہے۔ اور وہ دقائق قرآن کریم کے استخراج
کرنے اور حقائقِ فرقانِ حمید کے کنوز کو پھیلانے میں عجیب ملکہ رکھتا ہے۔ بلاشک وہ مشکوٰۃ
نبوّت کے انوار سے منور اور اپنی پاک طینتی اور مروّت کی وجہ سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے نور سے بہرہ ور ہے۔ وہ ایک عجیب و غریب اللسان ہے۔ جس کے ایک ایک لمعہ کے ساتھ انوار
کے دریا بہتے اور ایک ایک رشحہ کے ساتھ مشارب افکار پھوٹ نکلتے ہیں اور یہ ایک خدا تعالیٰ
کا خاص فضل ہے۔ جسکو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور وہی ہے جو خیر الواہبین ہے*

وہ نخبتہ المتکلمین اور زبدۃ المؤلفین ہے اور لوگ اُسکے آب زلال سے سیراب ہوتے اور
اُسکی سخندانی اور سخنوری کی بوتلیں شراباً طہوراً سمجھکر خریدتے اور متمتع ہوتے ہیں۔ وہ ابرار
واخیار اور مومنین کی جائے فخر ہے اور اُس کا قلب لطائف و دقائق کا مخزن اور اُس کا دل
معارف و حقائق کے انوارِ ساطعہ کا منبع ہے۔ جب وہ اپنے پاکیزہ اور مصفا کلمات اور اچھوتے
فی البدیہہ عجیب ملفوظات سے کلام کرتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا لطیف نغموں اور
داؤدی مزامیر کے ساتھ دلوں اور روحوں کو تسخیر کرتا ہے۔ اور کھلے کھلے اور بیّن معجزات کے
کے ساتھ لوگوں کو گھٹنوں کے بل بٹھا لیتا ہے۔ اور جب بولتا ہے تو دانائی کی باتیں اس طرح
اُس کے مُنہ سے نکلتی ہیں جسطرح پانی اپنی قدرتی روانی سے بہتا ہے۔ اور سامعین کی پیاسوں
کو بُجھاتا ہے۔ جب مَیں نے اپنے فکر کے گھوڑے کو اس کے کمال کے میدانوں میں دوڑایا۔ تو مَیں نے
اُس کو علوم اور اعمال۔ نیکی اور صدقات میں یکتا پایا۔ مجھے ثابت ہُوا کہ وہ نہایت ذکی الذہن
اور حدید الفواد۔ فصیح اللسان۔ نخبتہ الابرار و زبدۃ الاخیار ہے۔ اُس کو خدا تعالیٰ کی جناب سے
مال اور سخاوت ملی ہے۔ اور وہ لوگوں کی امید گاہ اور خدّام دین کا سردار ہے۔ اور مجھے تو
اُس کے ان کمالات سے رشک آتا ہے۔ امیدوار اُس کے صحن میں فروکش ہوتے اور اُس کے
ہاتھوں کی ہتھیلی سے ابرِ سخاوت کے طالب ہوتے ہیں۔ جو اُس کے گھر پر قصداً آتے اور

کی ملاقات سے مشرف ہونا چاہتے ہیں تو اُن سے منہ نہیں موڑتا اور جو فقیر محتاج اُس کے
پاس آتا ہے وہ بامراد اور کامگار ہو کر جاتا ہے۔ باوجود ان خصوصیات کے وہ میری زیارت
کا ایسا گرویدہ ہے کہ اضطراب تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور اُس کی وہی حالت ہو جاتی ہے جس
طرح ایک دولتمند زر کے لئے مضطر ہوتا ہے۔ دور دراز مقامات سے محبت اور یقین کے پاؤں
کے ساتھ چل کر میرے پاس پہنچتا ہے۔ وہ ایک دریا جوان ہے جو مجھ سے محبت رکھتا ہے
اور میں بھی اُس سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اگر اُس کو اتنی بھی فرصت مل جائے جتنی کہ اونٹنی
کے دو دفعہ دوہنے میں ہو سکتی ہے تو وہ اسکو بھی غنیمت سمجھ کر اپنی ساری طاقت کے ساتھ
دوڑ کر آتا ہے۔ اُس پر خدا تعالیٰ کے انعامات بوقلموں کی بارش ہوتی ہے اور اُس کی بقا
کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی مدد ہے۔ اُس کو میرے ساتھ اور میرے دل کے ساتھ عجیب
تعلقات ہیں۔ میری محبت میں ایسا سرشار ہے کہ رنگا رنگ ملامتوں اور قسما قسم کی گالیوں سے عار
نہیں رکھتا اور وطن مالوف کو ترک کرنے اور مفارقتِ احباب کو اختیار کرنے پر تیار ہے میرے کلام
کے سننے کے لئے اُس کو وطن کی جدائی آسان اور میری مصاحبت کے لئے میرے مسکن کو اپنے
وطنِ عزیز پر ترجیح دیتا ہے۔ اور میری پیروی اس طرح کرتا ہے جس طرح حرکتِ نبض حرکتِ تنفس کی
پیروی کرتی ہے اور میں اُس کو اپنی رضا میں فانیوں کی طرح دیکھتا ہوں۔ جب اُس سے کسی
بات کا سوال ہوتا ہے تو وہ بلا توقف پورا کرتا ہے اور جب اُس کو کسی کام کی طرف بلایا جاتا
ہے تو وہ سب سے پہلے لبیک کہتا ہے۔ اُس کا قلب سلیم ہے اور اُس کا خلق عظیم ہے اور
ابرِ کثیر کی طرح اُس کا کرم ہے۔ اُس کی صحبت خراب دلوں کو سنوارتی ہے اور وہ دشمنانِ دین
پر اس طرح حملہ کرتا ہے جس طرح شیر ببر حملہ کرتا ہے۔ اُس نے کفار پر پتھروں کی بارش کی
آریوں کی مذہبی بنیادوں کو کھود ڈالا اور اُن کی عمارتِ مذہب کی دیواروں میں نقب لگا کر
اُن نادانوں کی زمین پر اترا اور اُن کا تعاقب کر کے اُن کی زمین کو تہ و بالا کر دیا۔ اور اُس
کی کتابیں مکذبین کی تذلیل و رسوائی کے لئے نیزوں کا کام دیتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اُس کے
ہاتھ سے دیدوں کو شرمندہ کیا اور اُن کے چہرہ پر راکھ ڈالکر اُن کو خاک آلود اور سیاہ رو
کر دیا گویا کہ وہ مردہ ہو گئے۔ اگرچہ انہوں نے کسی افسوں گر سے وہمی حیات پا کر قرآن پاک
اور اسلام مقدس پر حملہ کرنا چاہا مگر مُردے جب ایک دفعہ مر چکے ہیں تو وہ زندہ کیونکر ہو سکتے ہیں

اس بہادر کو دیکھ کر کانپتے اور لرزتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں اگر اُن میں ذرا بھی حیا ہوتی تو وہ دوبارہ حملہ نہ کرتے مگر بےحیائی اُس قوم کا ایسا حلیہ ہو گئی ہے جس طرح محجل گھوڑوں میں تحجیل خر نشک ہے پس اُن کا حملہ مذبوحین کا سا حملہ ہے ۔

موصوف فاضل نبیل مجھ سے اس قدر زیادہ محبت کرتا ہے کہ اور دوستوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اُس کی محبت کا موازنہ کر سکے۔ وہ اُن سب دوستوں سے ممتاز ہے جنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور جنہوں نے عقد نیت کو میرے ساتھ خالص کر لیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرینگے۔ میں نے اُس کو اُن لوگوں میں سے پایا ہے جو اپنے عہدوں کی محافظت کرتے اور رب العالمین سے ڈرتے ہیں اور وہ اس پُر شر زمانہ میں اُس پانی کی طرح ہے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے جس طرح قرآن کریم کی محبت اُس کے دل میں بھری ہوئی ہے ایسی محبت میں کسی اور کے دل میں نہیں دیکھتا۔ وہ قرآن کا عاشق زار ہے اور اُس کے اندر محبتِ آیاتِ مبین کی چمکار ہے اُس کا قلب خدا تعالیٰ کی طرف سے موردِ انوار ہے جس کی وجہ سے وہ قرآن کریم کے حقائق بعیدہ و دقائق پوشیدہ ظاہر کرتا ہے اور اُس کی اکثر خوبیوں پہ مجھے رشک آتا ہے۔ مگر یہ خدا تعالیٰ کی عطیات ہیں جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ خیر الرازقین ہے۔ خدا نے اُس کو اُن لوگوں میں سے بنایا ہے جو قوت اور بصیرت رکھتے ہیں اُس کے کلام میں وہ لطافت اور حلاوت ودیعت رکھی گئی ہے کہ دوسروں کے کلام میں نہیں پائی جاتی اُس کی فطرت کے اندر کلامِ خدا سے پوری مناسبت ہے۔ کلامِ خداوندی میں بے شمار خزانے ہیں جو اس بزرگ جوان مرد کے لئے ودیعت رکھے گئے ہیں۔ اور یہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کوئی جھگڑالو اُس کی قسمت سے لڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بعض کو تھوڑی سی طراوت دیتا ہے اور بہت سے آدمی ہیں جن کو بہت سا پانی عطا کرتا ہے پس کون ہے کہ جو اُس کے ساتھ حجت بازی کر سکے مجھے اپنی حیات کی قسم ہے کہ بڑا مردِ کارزار ہے۔ اُس کی مصداق یہ مثال ہے لِکُلِّ عِلْمٍ رِجَالٌ وَلِکُلِّ مَیْدَانٍ اَبْطَالٌ اور دوسری مثال میں یوں آیا ہے اِنَّ فِی الزَّوَایَا خَبَایَا وَ فِی الرِّجَالِ بَقَایَا۔ خدا تعالیٰ اُس کو صحت و عافیت دے اور حوادثِ زمانہ سے اسکو محفوظ رکھے اور اُس کی عمر کو اپنی رضا اور اطاعت کے ماتحت لمبا کرے اور اُس کو اپنے مقبولین سے بنائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکے

لبوں پر سے حکمت برستی ہے۔ اور انوارِ آسمانی اس پر نزول کرتے ہیں۔ اور میں اُسپر اسطرح پے در پے انوار کا نزول دیکھتا ہوں جس طرح مہمان سرا میں مہمان نزول کرتے ہیں۔ جب کتاب اللہ کی تاویل کیطرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اسرار کے منبع کھولتا ہے۔ اور لطائف کے چشمے بہاتا ہے اور پردوں میں دبے ہوئے عجیب و غریب معارف کا انکشاف کرتا اور دقائق کے ذرات کی تدقیق کر کے حقایق کی تہ کو پہونچکر بیّن نور باہر نکالتا ہے۔ عقلمند اسکی تقریر دلپذیر سے متاثر ہو کر سرِ تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ وہ حق کو کندن کی طرح چمکتا دمکتا دکھلاتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اس نے ہر جوان کو علومِ حقّہ کے زور سے مضطرب کر دیا ہے۔ اور علماء کو بنگوشت ہڈی کیطرح دولتِ علومِ روحانیہ و جواہراتِ اسرارِ رحمانیہ سے محروم کر دیا ہے۔ یہ وہ جوان مرد ہے۔ جو میدانِ دنیا میں کھڑا ہو کر دشمنانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسطرح ٹوٹ پڑتا ہے جسطرح شیاطین پر شہاب ثاقب ٹوٹ پڑتے ہیں۔ وہ علماء کے درمیان حدقۃ العین اور آسمانِ حکمت میں شمس کا ہمسر ہے۔ وہ اللہ کے سوائے کسی سے نہیں ڈرتا اور وہ ان سطحی راؤں سے خوش نہیں ہوتا جنکا منبت اونچی زمین ہو۔ بلکہ اُسکا فہم اُن دقیق المآخذ مخفی اسرار تک پہنچتا ہے جو گہری اور عمیق زمین میں دبے ہوئے ہوتے ہیں۔ فَلِلّٰهِ دَرُّہٗ وَعَلَی اللّٰهِ اَجْرُہٗ +

اللہ تعالیٰ نے کھوئی ہوئی دولت اُسکو واپس کر دی ہے۔ اور وہ اُن لوگوں میں سے جنکو خدائے لایزال کے حضور سے توفیق ملتی ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ ہی کی حمد کرتا ہوں کہ اوس نے مجھے یہ دوست ایسے وقت میں بخشا جبکہ اُسکی اشد ضرورت تھی میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسکی عمر اور صحت اور ثروت میں برکت دے اور مجھے ایسے اوقات عطا کرے کہ جن میں وہ دعائیں قبول ہوں۔ جو اُس کے لئے اور اُس کے قبیلے کے لئے کروں۔ اور میری فراست گواہی دیتی ہے۔ کہ میری استجابتِ دعا حقیقت پر مبنی ہے۔ نہ ظن پر۔ اور مجھے دعا کی قبولیت پر کامل امید ہے۔ قسم بخدائے لایزال کہ میں اس شخص کے کلام میں ایک نئی شان مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ قرآن کریم کے اسرار کھولنے اور دقیق در دقیق معانی کی تفہیم میں کوئے سبقت لے گیا ہے۔ اور اس کا علم اور حلم گویا دو پہاڑ ہیں جو ایکدوسرے کے بالمقابل کھڑے ہیں۔ اور میں اُنکو دیکھکر ششدر رہجاتا ہوں۔ کہ اُنمیں سے کسکو ترجیح

ودں میرے نزدیک وہ دین متین کا ایسا باغ پُربہار ہے اور میری دل سے دعا ہے کہ اے
پاک پروردگار اس کے لئے تو آسمان سے برکتوں کی بارش برسا اور دشمنوں کے شر سے اُسکو
بچا اور ہر جگہ جہاں کہیں وہ ہو تیری ہی معیت اُس کے شامل حال ہو اور اے ارحم الراحمین دنیا
اور آخرت میں ہمیشہ نیز اُس پر رحم ہو۔ آمین ثم آمین۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا ظَاہِرًا وَّبَاطِنًا
وہی ذات پاک دنیا و آخرت میں میرا والی ہے۔ اُسی کے کلام نے مجھے بلایا اور اُسی کے ہاتھ
نے مجھے پلایا۔ اور میں نے یہ تمام مضمون اللہ تعالیٰ کے فضل اور ایما اور القا سے قلمبند کیا
ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ دیکھو آئینہ کمالات اسلام حصہ عربی صفحہ ۵۸۱ لغایت ۵۸۹

یہ وہ سرٹیفکیٹ ہے جو آپ کو مسیح آخرالزمان کے دربارِ گوہر بار سے عطا ہوا ہے اور یہ
وہ سند ہے جس سے امتِ محمدیہ کے اولین و آخرین محروم رہیں یہی ایک ہی جوان مرد ہے جو ساری
دُنیا سے گوئے سبقت لے گیا ہے۔ اب آنیوالی نسلیں ترستی بھی مر جائیں پر یہ رتبہ حاصل
نہیں کر سکتیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ +

آپ کا نسب نامہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ جس طرح آپ علم و فضل اور ذاتی وجاہت میں یگانۂ روزگار ہیں ایسا ہی آپ کا
نسب بھی اعلیٰ ہے۔ آپ فاروقی قریشی ہیں آپ چونتیسویں پُشت میں حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتے ہیں آپکے خاندان میں ہمیشہ علم و فضل رشد اور سعادت ہی
رہے ہیں اور اُن میں سے بہت سے اولیاء اللہ ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان
میں قرآن کریم سے بڑی محبت رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مولٰنا المحترم کو قرآن شریف
سے ایک خاص اُنس اور محبت ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ صرف مولانا ہی حافظ قرآن حمید نہیں
بلکہ کئی پُشت سے برابر حافظ قرآن کریم چلے آتے ہیں۔ چنانچہ ذیل کے نسب نامہ سے واضح
ہوتا ہے جسکو میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح سے شروع کرکے اوپر کو لیجاتا ہوں +

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح حافظ نور الدین بن حافظ غلام رسول بن حافظ غلام محمد بن
حافظ معز الدین بن حافظ قمر الدین بن حافظ عبد الرب بن حافظ عبد الغنی بن حافظ عبد البشیر
بن حافظ نصیر الدین بن حافظ عبد العزیز [illegible]

بعض حافظ نظر آتے ہیں۔ اور اب انکے خلف الرشید عبدالحی کو قرآن کریم حفظ کرایا جاتا ہے +

پس صاف ظاہر ہے کہ گیارہ پشت سے برابر لگاتار حافظ قرآن شریف چلے آتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ فی الحقیقت اس خاندان کو قرآن کریم سے فطرتاً محبت رہی ہے اور غالباً حضرت عمر جد اعظم کے اُس کلمہ کے فرمانے کا نتیجہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کی آخری گھڑی میں آپ کے منہ سے نکلا تھا حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ۔ وہ کیسی ہی مبارک گھڑی اور وہ کیسی ہی بابرکت ساعت تھی جس میں وہ فقرہ اُن کے دہن مبارک سے نکلا اور وہ برق کی طرح ایک زمانہ پر محیط ہو گیا اور اُس کا ہم اس وقت چودھویں صدی میں بھی اُس کی اولاد میں اثر محسوس کر رہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْن +

اس خاندان میں قرآن کریم سے محبت رکھنے کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ آپ کے والد بزرگوار حافظ غلام رسول صاحب علاوہ حافظ قرآن کریم و ذی علم ہونے کے قرآن کریم کی ہی تجارت کرتے تھے اور ممبئی سے ہزار ہا روپیہ کے قرآن خرید کر پنجاب کے مختلف بلاد و دیہات میں پھیلاتے صرف باپ کی طرف سے ہی شریف النسب نہیں ہیں بلکہ ماں کی طرف سے بھی شریف النسب ہیں آپ کی والدہ ماجدہ قوم آوان سے تھیں جو قوم قریش سے ہیں اور انکا سلسلہ نسب حضرت علی سے جا کر ملتا ہے +

آپ کی والدہ کا نام نور بخت جو قادر بخش کی بیٹی ہیں اور وہ موضع کھائی کے رہنے والے تھے واقعی یہ بی بی نور بخت اسم با مسمّیٰ تھیں کیونکہ جس کا بیٹا نور دین ہو کیوں نورانی بخت نہ ہوتی وہ بموجب رواج ملک قرآن کریم اور پنجابی زبان کی کتب فقہ [illegible] پڑھی ہوئی تھیں [illegible] لئے وہ ساری عمر شہر کی لڑکیوں اور [illegible] کو قرآن [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی انہوں نے ہی قرآن کریم و چند کتب فقہ پڑھائی [illegible] اور وہ مارا نہیں کرتی تھیں۔ بڑے پیار سے بچوں کو پڑھاتی تھیں کبھی گالی نہیں دیتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا صاحب نہ کسی بچہ کو مارتے اور نہ گالی دیتے ہیں بلکہ جو اُستاد یا اُستانی بچوں کو مارتے اور گالی نکالتے ہیں اُن کو سخت بُرا جانتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہمیشہ مارنے وغیرہ کو منع فرماتے ہیں حضرت ممدوح فرماتے ہیں [illegible] میں نے اپنے والدین [illegible]

دلاؤ کو کبھی جھڑکتے بھی نہیں تھے

آپ کا سنِ تولد و زمانۂ طفولیت

آپ کا تولد سنہ [illegible] مطابق سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں ہوا۔ آپ کے سات بھائی اور دو بہنیں تھیں
آپ سب سے چھوٹے تھے۔ اور سب بھائی آپ سے بڑے تھے جب آپ چار
برس کی عمر کے ہوئے تو آپ کی والدہ نے قرآن شریف کا قاعدہ شروع کرایا اور زبانی نماز یاد
کرائی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ابتدا ہی سے ذہن رسا اور حافظہ عجیب دیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں
کہ ہمیں اب تک یاد ہے کہ جب ہمارا دودھ چھوڑوایا گیا تو لیکر والدہ نے پستان پر کالے بال
لگا کر ڈرایا کہ دیکھو یہ کیا ہے جس شخص کے حافظہ اور ذہن کا یہ حال ہو پھر وہ کتنی جلدی علم سیکھ
سکتا ہے آپ نے قاعدہ بہت تھوڑے دنوں میں ختم کر کے قرآن شریف کا پڑھنا شروع
کیا اور ماں کی گود ہی میں تمام قرآن کریم پڑھ لیا۔ اور انہی دنوں میں چند پنجابی زبان کی کتب فقہ
بھی والدہ ماجدہ سے پڑھیں اور کچھ حصہ قرآن کریم کا والد صاحب سے بھی آپ نے پڑھا مگر
وہ بوجہ تجارت عدیم الفرصت تھے اس لئے وہ خود زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے مگر اپنے
بچوں کی تعلیم کے بڑے حامی تھے انہوں نے ان سب بچوں کی تعلیم میں بہت کوشش کی تھی
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے بڑے بھائی مولوی سلطان احمد جو ایک خوبصورت وجیہ نوجوان
تھے ایک ہندو استاد کے پاس جو جذامی تھا فارسی پڑھنے جایا کرتے تھے کسی نے آپ کے والد
کو کہا کہ آپ اپنے لڑکے کو کوڑھی کے پاس کیوں بھیجتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ کوڑھی عالم
جاہل تندرست سے اچھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کس قدر علم
کے قدر دان تھے۔ اور اُن کی قدردانی کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ جب مولانا المکرم پردیس
میں تعلیم پانے کے لئے جانے لگے تو آپ کے والد نے فرمایا کہ اتنا دور جا کر تعلیم پاؤ کہ کسی کے مرنے
جینے کی خبر آپ کو نہ پہنچے اور تم اپنی والدہ کو اپنے دور جانے کی خبر نہ کرو۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ
وہ کس دل اور گردہ کے انسان تھے غرض جب آپ قریباً بارہ برس کے ہوئے تو سنہ ۱۸۵۱ء
میں آپ کو لاہور آنے کا اتفاق ہوا ان دنوں میں آپ کے بھائی سلطان احمد نے گاؤں
کی حویلی [illegible] میں ایک مطبع بنام مطبع قادری جاری کیا ہوا تھا اور اُنکی [illegible] سے آپ

بھائیوں کو لاہور میں رہنے کی ضرورت تھی۔ جب آپ لاہور میں پہنچے تو قضاکار آپ مرض خناق میں گرفتار ہو گئے حکیم غلام دستگیر لاہوری نے آپ کا علاج کیا۔ یہ بیماری کیا تھی صرف ایک تحریک تھی جس نے آپ کے دل میں بھی طبی تعلیم کا ایک ولولہ پیدا کر دیا +

آپکی طالب علمی

گو آپ کا ارادہ طب کے پڑھنے کا تھا مگر آپ کے بڑے بھائیوں نے یہ مناسب سمجھ کر کہ فارسی زبان کی تکمیل ضروری ہے آپ کو ایک فارسی کے مشہور اُستاد منشی محمد قاسم کشمیری کے سپرد کیا۔ جنہوں نے زمانہ کے مذاق کے مطابق بڑی محنت و محبت سے مضامینِ رزمیہ و بزمیہ و بہاریہ خوب لکھائے پڑھائے اور خوشخطی کے لئے آپ امامِ فن مرزا امام ویردی کے سپرد کئے گئے مگر خدا تعالیٰ نے آپ کی فطرت نہایت اعلیٰ وارفع بنائی تھی وہ ان مبتذل باتوں کو کب پسند کر سکتے تھے۔ اس لئے ان اُموروں میں زیادہ دلچسپی نہ لے سکے ہاں چونکہ یہ دونوں اُستاد متذکرہ بالا شیعہ تھے اور اُن کو اکثر مباحثات کا اتفاق پڑتا تھا اِس لئے اُن کے مباحثات سے آپ کو بڑا فائدہ ہوا کیونکہ بغیر تکلیف کے شیعہ مذہب سے آپ کو خوب واقفیت ہو گئی +

ششلۂ میں آپ کو پھر وطن آنا پڑا جہاں آپ کو حاجی شرف الدین کے پاس فارسی پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا مگر چونکہ آپ کی فطرت میں فارسی سے بہت دلچسپی نہ تھی اس لئے وہ اس زبان میں یاد کرنے اور رٹنے کی محنت کو گوارا نہ کر سکے تھوڑے عرصہ کے بعد آپ کے بڑے بھائی مولوی سلطان احمد جو ایک لائق ذی علم تھے بھیرہ میں تشریف لائے تو انہوں نے آپکی باضابطہ تعلیمِ عربی شروع کرا دی اور آپ کو صرف و نحو بہت سہل سادہ طرز سے پڑھا کر یاد کرا دی جس سے آپ کو بڑی دلچسپی ہو گئی اور آپ کو بہت تھوڑی مدت میں رسائل میزان الصرف و میزان منشعب وغیرہ نوک زبان ہو گئے +

قرآن کا ترجمہ سیکھنا

اُس زمانہ میں قرآن شریف کا ترجمہ لڑکوں کو پڑھانا گناہ سمجھا جاتا تھا اور یہ کہا جاتا تھا کہ جب [illegible] نظام الشان [illegible] نے قرآن شریف کا [illegible]

ترجمہ قرآن کریم نہ سکھایا گیا مگر آپ کی خوش قسمتی سے غدر ۱۸۵۷ء کے ایام میں کلکتہ سے ایک
تاجر کتب آپ کے مکان پر آیا جو مجاہدین کے پاس باغستان میں روپیہ بھیجا کرتا تھا۔ اُس
نے آپ کو قرآن شریف کے ترجمہ پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ کہ ترجمہ ضرور پڑھو۔ پھر کچھ دنوں کے
بعد آپ کے ہاں بمبئی سے ایک تاجر آیا جس نے آپ کو سفارش کی بلکہ تاکید کی کہ آپ
تقویت الایمان اور مشارق الانوار پڑھیں۔ اُن دونوں کتابوں کو آپ نے بڑے شوق سے
پڑھا۔ اور آپ کو بہت ہی پسند آئیں اور اب تک اُنکی تعریف کرتے ہیں +

آپ کی طبی تعلیم کا آغاز

کچھ دنوں کے بعد آپ بھیرہ لاہور تشریف لائے اور مشہور حکیم الہ دین صاحب مرحوم لاہوری
سے جو بازار حکیماں میں مقیم تھے اور حکیم محمد بخش صاحب لاہوری سے جو بھاٹی دروازہ کی طرف
رہتے تھے طب پڑھنی شروع کی حکیم صاحب موصوف نے موجز بہایت صحت کے ساتھ پڑھائی
شروع کی مگر افسوس کہ تھوڑی مدت میں آپ کو وطن جانا پڑا اور علم طب کی تعلیم جو آپ کی عین
دلچسپی کا موجب تھی کچھ عرصہ کے لیئے رُک گئی +

آپ کا نارمل سکول میں تعلیم پانا

جب ۱۸۵۸ء میں وہ لاہور سے بھیرہ میں آئے تو آپ کو راولپنڈی میں جانے کی تحریک ہوئی
جہاں آپ کو نارمل سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لیئے داخل ہونا پڑا آپ کی عمر اُس وقت ۱۷
برس کی تھی۔ چونکہ مولوی محمد قاسم صاحب کشمیری سے فارسی کی تعلیم بخوبی حاصل کر چکے تھے
اس واسطے نارمل سکول میں جہاں سہ نثر ظہوری اور ابوالفضل جیسی کتابیں پڑھائی جاتی
تھیں تمام طلباء میں اول رہتے تھے اور مولوی سکندر علی صاحب جو نارمل سکول کے ہیڈ ماسٹر
تھے وہ آپ سے اس قدر خوش تھے کہ اُنہوں نے آپ کی باقاعدہ حاضری بھی معاف کر دی
اور اس فرصت کے وقت کو جیسے طلباء غنیمت سمجھ کر کھیل کود میں صرف کر دیتے ہیں آپ
نے ایک بہت مفید مصرف میں لگا دیا یعنے آپ نے ایک آدمی کو حساب اور جغرافیہ سکھنے
کے لیئے ملازم رکھ کر اقلیدس اور حساب اور جغرافیہ سکھنا شروع کر دیا تقسیم کسور مرکب آپ نے شیخ غلام

ہیڈ ماسٹر سکول میانی سے اور اقلیدس منشی نہال چند ساکن شاہپور سے سیکھی باقی حصص میں خود ہی
عبور حاصل کر کے امتحان تحصیلی میں شامل ہو گئے اور امتحان مذکور میں بڑی تعریف کے ساتھ پاس ہو گئے
جس کے صلے میں آپ کو پنڈ دادنخان کے سکول کی ہیڈ ماسٹری مل گئی۔ اور آپ کی اس ملازمت کے
دنوں میں آپ کے بھائی مولوی سلطان احمد نے آپ کو عربی کتب کی تعلیم دینی شروع کر دی اور آپ
نے الفیہ اور رسائل منطق اور شرح عقائد پڑھ لیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے آپ سے بہت بڑا کام
لینا تھا آپ اس پر کب صبر کر سکتے تھے کیونکہ آپ کے دل میں اعلیٰ تعلیم کا شوق تھا۔ آپ نے ملازمت
ترک کر دی۔ اور آپ کے والد ماجد بھی آپ کی تکمیل علوم کے لئے بڑا اشتیاق رکھتے تھے اس لئے آپ مولوی
احمد دین صاحب بگوی کے جو اس علاقہ میں قاضی بھی تھے اور ایک بے نفس عالم تھے پاس گئے
اور ان کے ساتھ سفر حضر میں ایک سال تک رہ کر معمولی درسی کتابیں پڑھ لیں۔ چونکہ مولوی صاحب
موصوف ہمیشہ سفر میں رہتے تھے اس لئے آپ ان سفروں سے تنگ آ کر اپنے بھائی مولوی سلطان احمد
سے شکایت کی کہ پڑھائی کا حرج ہو رہا ہے تو انہوں نے وہاں سے طلب کر لیا اور وہ آپ کو اپنے ہمراہ
لاہور لائے اور حکیم محمد بخش اور چند دیگر اساتذہ کے سپرد کر کے آپ وطن کو چلے گئے۔

آپ کا رامپور شہر کو تعلیم کے لئے جانا

جب آپ کو مولوی سلطان احمد صاحب لاہور میں چھوڑ گئے تو آپ کو ایک طالب علم نے ترغیب
دی کہ رامپور میں تعلیم اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ اسی لئے آپ ادھر جانے کو تیار ہو گئے۔ آپ کے
ہمراہ دو اور طالب علموں نے ہمرفاقت ہونے کا دم بھرا آخر باہمی مشورہ کے بعد ایک کو امیر بنا کر
عازم سفر ہوئے اور سفر پیدل اختیار کیا اور بڑی مشقت کے بعد رامپور پہنچ گئے وہاں کوئی واقف
تو نہیں تھی اس لئے رامپور کی ایک چھوٹی سی ویران مسجد میں ڈیرہ کر لیا اور وہاں ایک نقشبندی
حافظ عبد الحق صاحب سے ملاقات کا اتفاق ہو گیا وہ آپ کو اپنی مسجد میں لے گیا جہاں ایک
سال تک بلا کسی قسم کی تکلیف کے فروکش رہے۔

سب سے پہلے آپ کو رامپور میں طلباء کے مباحثہ میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ اس مباحثہ میں
ایک سوال درپیش تھا جس کے جواب میں کوئی طالب علم اطمینان نہیں کرتا تھا۔ آپ نے سوال کو
سنکر سوچا تو معلوم ہوا کہ آپ جواب دے سکتے ہیں آپ نے [illegible] کہ میں جواب دیتا [illegible]

تمام طلباء ان کی ظاہری سادہ وضع دیکھ کر ہنسنے لگے مگر بعض اُن میں پنجابی طالبعلم تھے وہ آپ
کے طرفدار ہو گئے اور کہا کہ جواب سن لینا چاہیئے اس میں اُنہوں نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے۔
جب وہ سب جواب سننے کے لئے آمادہ ہو گئے تو آپ نے کہا کہ کوئی یہاں نحوی عالم ہو جسکو حکم مقرر
کیا جائے کسی نے کہا کہ مولوی غلام نبی صاحب ہیں آپ نے فرمایا کہ چلیئے اُن کے پاس چلیں اور
اُن کو حکم بنایا جائے چنانچہ سب نے اُن کو حکم تسلیم کر لیا تب آپ نے نہایت عمدگی سے اس سوال
کا جواب دیا پھر مولوی غلام نبی صاحب نے آپ کو مولوی کے خطاب سے مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کا
جواب بالکل درست اور صحیح ہے۔

اس کے بعد آپ مختلف اساتذہ سے ملا حسن۔ مشکوٰۃ۔ اصول شاشی اور شرح وقایہ اور
میبذی پڑھنے لگے۔ جو جو نقص آپ نے دوران تعلیم عربیہ میں دیکھے اُس کا آپ کو بڑا رنج ہے کیونکہ
نہ اُس زمانہ میں کوئی کورس سوچ سمجھ کر تجویز ہوتا تھا اور نہ امتحان ہوتا تھا اور نہ اُستاد اپنے فرائض کو
سمجھتے اور نہ طلباء۔ اور طلباء کے اخلاق و عادات۔ اعمال و اقوال پر کبھی کوئی اُستاد توجہ ہی
نہیں دیتا تھا اور نہ کبھی عقائد کے سنوارنے میں کوشش کی جاتی تھی۔ اب بھی یہی حال ہے

رامپور میں ایک بزرگ ولی سے ملاقات

رامپور میں ایک بہت بڑے بزرگ شاہ جی عبدالرزاق نامی رہتے تھے۔ آپ اکثر اوقات اُن
کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ایک دفعہ آپ سے کچھ سستی سی ہو گئی بسبب مشاغل علمی میں
مصروف رہنے سے آپ کو فرصت نہیں ملا کرتی تھی اس لئے آپ چند روز تک بزرگ موصوف کی خدمت
میں نہ جا سکے چند دنوں کے بعد جب آپ اُن کی خدمت میں گئے تو شاہ جی نے فرمایا کہ
آپ بہت دنوں کے بعد آئے آپ جلد جلد آیا کریں اور ضرور آیا کریں اس میں بڑا فائدہ ہے
اور اُنہوں نے ایک نکتہ معرفت آپ کو سکھلایا اور فرمایا کہ دیکھو قصاب کی چھری جب چربی کی وجہ
سے کند ہو جاتی ہے تو وہ دوسری چھری کے ساتھ اُس کو رگڑتا ہے پھر وہ تیز ہو جاتی ہے۔
یہی حال بزرگوں کی صحبت کا ہے جب دنیاوی آلائشوں سے غفلت طاری ہو جاتی ہے تو بزرگوں
کی صحبت اُس غفلت کو اسی طرح دور کر دیتی ہے جس طرح چھری کو چھری سے رگڑنے سے اس کی
کندی دور ہو جاتی ہے اسی طرح پردہ غفلت اُٹھ جاتا ہے اور روح میں شگفتگی آجاتی ہے۔

بیٹھا کرتے ہیں اُس حال میں نہایت بُراق چاندنی کا فرش بچھا ہوا تھا جس کا آپ کے وہم و گمان میں بھی دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ کہاں پنجاب کی سادگی اور کہاں لکھنؤ کے تکلفات بھلا پنجاب میں ایسا نظارہ کہاں دیکھ سکتے تھے۔ الغرض اپنا کتابوں کا بستہ بغل سے نکال اُس ہال کے شرقی دروازہ کے باہر رکھ کر حکیم صاحب کی طرف بڑھے۔ آپ کے پاؤں خاک آلود تو تھے ہی جہاں آپ کا پاؤں پڑتا وہاں چاندنی پر پاؤں کا نقش پڑ جاتا۔ اسی حالت میں بے تکلف حکیم صاحب تک پہنچ گئے اور اپنی عادتِ مستمرہ کے مطابق بلند آواز سے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ حکیم صاحب نے مصافحہ تو کیا مگر اُن کے ہاتھ آپ کے ہاتھوں سے ملانے سے خاک آلود ضرور ہو گئے۔ آپ مصافحہ کرنے کے بعد ایک طرف دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اس دو زانو بیٹھنے نے ایک اور غضب ڈھایا کہ جونہی آپ دو زانو ہوئے تو آپ کے گرد و غبار سے چاندنی پر عجیب نقش و نگار ہو گئے۔ یہ حال دیکھ کر ایک رئیس سے نہ رہا گیا اور اُس نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں۔ آپ کے دل میں پہلے ہی سے ندامت تو تھی ہی تھی اس متکبر آدمی کی اس بات سے بہت جھینپائے اور مخاطب ہو کر اپنے بلا ساختہ زبانِ مبارک سے دردناک لہجہ سے فرمایا یہ بے تکلفیاں اور السلام علیکم کا کہنا وادیٔ غیر ذی زرع کے امّی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی و امّی)۔ آپ کے مُنہ سے ادھر یہ بات نکلی اور اُدھر بجلی کی طرح کام کر گئی۔ حکیم صاحب تو مارے وجد کے بے خود ہو گئے اور اسی حالتِ وجد میں اُس رئیس کو مخاطب ہو کر کہا کہ کیوں صاحب آپ تو ہمیشہ بادشاہ کی مجلس میں رہتے رہے ہیں کبھی آپ کو ایسی زک اُٹھانے کا موقع ملا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ کو ایسی زک کبھی اُٹھانی نہیں پڑی تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب آپ سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ آپ کا کیا کام ہے آپ نے عرض کی کہ میں آپ کے پاس پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ اُنھوں نے کہا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور پڑھانے سے مجھے ایک انقباض ہو گیا ہے اور میں خود تو پڑھا ہی نہیں سکتا کیونکہ میں نے قسم کھا لی ہے کہ اب نہیں پڑھایا کرونگا۔ آپ کو جب یہ مایوسانہ جواب ملا تو چونکہ آپ کی طبیعت میں جوانی کی ترنگ اور عنفوانِ شباب کا ولولہ تھا آپ نے بیساختہ جوش کے ساتھ دردمند آواز سے کہا کہ پھر تو معلوم ہوا کہ شیرازی حکیم نے بہت ہی غلط کہا ہے۔

ہمچو نابینا [illegible] جہل است و گفتار [illegible] ہمیں سہل است [illegible]

چشم پُر آب ہو گئے۔ تھوڑے وقفہ کے بعد فرمایا یہاں اکیہ مولوی نور کریم حکیم ہیں اور وہ بہت لائق آدمی ہیں میں آپ کو اُن کے سپرد کر دونگا اور وہ آپ کو اچھی طرح پڑھا ئینگے جس پر آپ نے دلیرانہ کہا کہ ملک ہمارا تنگ نیست و پائے مرا لنگ نیست۔ تب تو حکیم صاحب پر تیسری مرتبہ وجد کی حالت طاری ہوئی اور فرمایا ہم نے آپ کی خاطر قسم توڑ دی اور یہ فرما کر اُٹھے اور اپنے مکان میں تشریف لے گئے اور اُن کے جانے پر جلسہ برخاست ہوا سب نے اپنے اپنے گھر کا رستہ لیا اور آپ ایک شخص علی بخش خان مالک مطبع علوی کے مکان پر تشریف لے گئے جہاں جا کر غسل کیا اور لباس بدلا +

دُعا کی قبولیت

آپ اُس مکان میں روٹی اپنے ہاتھ سے پکانے لگے۔ مگر چونکہ پہلے کبھی ایسا کام نہیں کیا تھا آپ نے باوجود بہت کوشش کی مگر روٹی پکانے میں کامیاب نہ ہوئے بلکہ آٹا ضائع گیا آخر دعا کی طرف طبیعت مائل ہوئی اور آسمان کی طرف منہ کر کے ان الفاظ سے دعا مانگنے لگے۔ اے مولا کریم ایک نادان کے سپرد ایسا کام کر جس کا وہ اہل نہیں تو اپنے بنائے ہوئے رزق کو ضائع کرتا ہے۔ یہ کس لائق ہے کہ جس کے سپرد روٹی پکانے کا کام کیا گیا ہے معلوم نہیں کہ کس درد بھرے دل سے یہ دعا نکلی۔ ادھر یہ دعا ہوئی اُدھر فوراً قبول ہوگئی۔ جونہی آپ حکیم علی حسین صاحب کے مکان پر دوبارہ تشریف لے گئے۔ حکیم صاحب نے بطیب خاطر فرمایا کہ تم یہاں ہی رہو اور ہمارے ہی ہاں کھانا کھایا کرو۔ پھر حکیم صاحب نے آپ سے پوچھا کہ آپ طب کہاں تک پڑھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے عرض کیا افلاطون کے برابر۔ آپ نے سنکر فرمایا تو تم ضرور کچھ پڑھ لوگے اگر تم کسی چھوٹے آدمی کا نام لیتے تو ہمارے دل کو سخت صدمہ پہنچتا۔ دیکھو آپ کا طب کے متعلق کہاں تک خیال تھا اور پھر خدا نے اُستاد بھی وہ عطا کیا جو اتنا قدردان تھا کہ کہنے لگا کہ اگر کسی کم درجہ کے طبیب و حکیم کا نام لیتے تو مجھ کو صدمہ پہنچتا کیونکہ آپ ہی کی خاطر اُنہوں نے قسم کو توڑا تھا اور اگر معمولی سی طب کے پڑھنے کا اظہار کرتے تو وہ کہتے کہ کندن وکاہ بر آمدن آپ نے اسی حوصلہ پر ہماری قسم تڑوائی۔ مگر آپ نے اتنے بڑے انسان کا نام لیا جس سے آپ کی بلند پروازی اور عالی ہمتی کا ثبوت حکیم صاحب کو مل گیا +

پھر طب تو حکیم صاحب سے پڑھتے رہے اور کچھ عرصہ گذر گیا گو یہ عالی ہمت صرف اسی پر کفایت نہ

ہو سکتے تھے آپ نے مولنا مولوی فضل اللہ صاحب ساکن فرنگی محلہ کو کسی نہ کسی طرح سے دوسرے سبق
کے لئے راضی کر لیا اور آپ اُن سے ملاحسن اور حمداللہ پڑھتے رہے۔ مگر یہ شبیر کا بچہ اس پر بھی کب
کفایت کر سکتا تھا آپ نے دل میں یہ ٹھان لی کہ یہاں پر چونکہ بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ اور
جب تک چھ سات سبق روزمرہ نہ ہوں۔ یونہی عمر کو ضائع کرنا ہے کہیں اور جگہ جانا چاہئے۔ پس یہ فیصلہ
کر کے آپ حکیم صاحب کی خدمت میں اس نیت سے گئے کہ آپ سے رخصت لیکر رامپور میں واپس جائیں
جہاں مقصد براری ہو سکتی تھی معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے اللہ تعالیٰ کی معیت آپ کے شامل
حال تھی۔ جونہی آپ حکیم صاحب کے پاس گئے۔ حکیم صاحب کو پہلے ہی سے رامپور سے طلبی کا
حکم آچکا تھا۔ غرض حکیم صاحب نے آپ کو ولی اللہ تسلیم کر لیا کہ جو یہ چاہتا ہے سب کچھ اسکی خواہش
کے مطابق ہو جاتا ہے۔ غرض حکیم صاحب اور آپ ملکر رامپور روانہ ہو گئے جہاں ہر قسم کے سبق
انکی حسب مرضی ہوتے رہے +

ایک دفعہ طب میں امتحان کا موقع آگیا۔ حکیم صاحب کے پاس ایک مریض لایا گیا جس کا سر
ہاتھی کے سر کے برابر موٹا اور اُس کے لب اور آنکھیں بھیانک سی ہو گئی تھیں۔ حکیم صاحب نے
آپ کو حکم دیا کہ اس کے لئے نسخہ تجویز کرو۔ آپ کو چونکہ پہلا موقع تھا کہ ایسا مریض کبھی دیکھنے میں
نہ آیا تھا۔ اور خود حکیم صاحب نے بھی فرمایا کہ اس قسم کا ماشرہ دنیا میں کم دیکھنے میں آتا ہے اس لئے
آپ کو تردد سا ہو گیا۔ اور بغیر مشورہ کتب طب نسخہ لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ نے حکیم صاحب کی
خدمت میں عرض کیا کہ یہاں بڑا ازدحام مردماں ہے اصلح یہ لوگ بیمار کو مکان پر چھوڑ آئیں اور پھر نسخہ
لیجائیں۔ غرض اس طرح موقع پاکر آپ اپنے کمرہ میں چلے گئے اور جو جو کتابیں حکیم صاحب کے
زیر نظر رہتی تھیں اُن کو لیا اور ماشرہ کا مفصل حال پڑھ کر نسخہ لکھا اور اجزاء نسخہ کو خوب یاد کر کے
پھر حکیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اتنے میں تیماردار بھی پہنچ گئے تو حکیم صاحب نے
آپ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فوراً کاغذ قلم دوات لیکر کھانے اور ضماد کرنیکے الگ الگ نسخے
لکھ دئے۔ حکیم صاحب نے ملاحظہ فرما کر بہت پسند کیا اور اسی خوشی میں انہوں نے اپنے تجربات و صدری
نسخہ جات کا بیاض آپ کے حوالہ کیا۔ آپ نے اُس بیاض کی چنداں پرواہ نہ کر کے اسیجگہ اسکو چھوڑ
دیا اور چلے گئے جب حکیم صاحب مطب میں تشریف لائے اور اپنے بے بہا خزانہ یعنے بیاض کو
یونہی پڑے ہوئے دیکھا تو اُٹھا لیا اور دوبارہ آپ کو دیا کہ آپ اس کو دیکھیں۔ آپ نے کہا کہ میرے یہ

کس کام کا ہے۔ جب مریض کے علاج کا تشخیص پر دار و مدار ہے اور اس بیاض میں تشخیص تو ہے ہی نہیں تو پھر بیاض کس کام کا ہے۔ حکیم صاحب آپ کی اس دانائی پر عش عش کر گئے اور دل میں کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو ان باتوں سے مستغنی بنایا ہے آپ کو خدا تعالیٰ نے قوت فیصلہ ایسی بخشی ہوئی تھی کہ آپ اُس کورس کو جو اندھا دھند ملک میں ابتک رائج ہے پڑھنا تضیع اوقات سمجھتے تھے۔ آپ کا خیال تھا اور وہ خیال بالکل بجا تھا کہ جس طرح اور علوم میں ایک ملکہ پیدا ہونے پر دوسری کتابوں کے پڑھنے اور سمجھنے پر انسان قادر ہو سکتا ہے اسی طرح طب کا حال ہے اسواسطے آپ نے طول وطویل کورس طب کا پڑھنا تضیع اوقات سمجھ کر قانون کے عملی حصہ کو پڑھ لینا کافی سمجھا۔ اس عرصہ میں آپ نے بحکم حکیم صاحب ایک مولوی محمد اسحق نگینوی کو شرح اسباب پڑھا دی اور آپ کو اُس کے پڑھانے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی +

آپ کی قوتِ جاذبہ

انسان جب متقی اور پارسا ہوتا ہے اور اُس کا ہر فعل خدا کی رضا کے لئے ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا بھی اُس کے ہمساز و ہم آہنگ ہو جاتی ہے یہی حال تمام اہل اللہ کا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی وہی سلوک رکھا جو اپنے پاک بندوں کے ساتھ رکھتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کو دیوان متنبی کے پڑھنے کا شوق ہوا۔ آپ مفتی سعد اللہ صاحب کی خدمت میں گئے جو ایک مشہور ادیب تھے آپ نے اُن کی بڑی منت سماجت کی کہ آپ مجھے متنبی کا ایک سبق پڑھا دیا کریں مگر مفتی صاحب نے لاپرواہی سے انکار کر دیا۔ آپ نے کہا کہ اچھا اب ہم بھی اُسی وقت پڑھینگے جب آپ ہماری منت کرینگے۔ یہ کہکر اپنے مکان پر چلے آئے۔ اور اسی قدر رنج سے آپ نے حکیم صاحب سے کہا کہ اب ہم علم پڑھنا پسند نہیں کرتے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ کیوں۔ آپ نے کہا کہ آپ غائت علم بتائیں کہ اس سے کیا نتیجہ ملتا ہے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ علم سے اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہیں۔ خیر آپ سنکر خاموش ہو رہے۔ حکیم صاحب نے محبت سے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ یوں متفکر ہیں آپ نے فرمایا کہ مفتی سعد اللہ صاحب کے پاس گیا تھا اور ان سے کچھ پڑھنے کی درخواست کی تھی مگر انہوں نے خشک سا جواب دیدیا ہے کہ ہمیں فرصت نہیں۔ حکیم صاحب نے اُسی وقت ایک پرچہ مفتی صاحب کو کچہری میں لکھ بھیجا کہ کچہری سے اُٹھتے ہی ادھر سے ہوتے جائیگا جب مفتی صاحب تشریف لائے تو

حکیم صاحب نے آپ کو پہلے ہی سے کہہ رکھا تھا کہ آپ دوسرے کمرہ میں جا کر بیٹھیں۔ حکیم صاحب نے مفتی صاحب کو کہا کہ اگر میں پڑھنا چاہوں تو آپ کچھ وقت دے سکتے ہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ہاں بہت وقت دے سکتا ہوں۔ حکیم صاحب نے پھر فرمایا کہ اگر ہمارے پیر و مرشد پڑھیں تو آپ وقت دے سکینگے ۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اُن کو ہم وہاں پڑھا دیا کریں جہاں وہ چاہینگے۔ تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب نے آپ کو طلب فرمایا۔ آپ جب سامنے ہوئے تو مفتی صاحب دیکھکر ہنس پڑے اور کہا کہ آؤ صاحب اب ہم آپ کی منت کرتے ہیں کہ آپ ہم سے پڑھیں اور ہم ضرور پڑھائینگے۔ یہ آپ کی قوت جاذبہ ہی تھی کہ اپنا فوری کام کر گئی وہی شخص جو ابھی انکار کر چکا ہے وہی منت کرتا ہے۔ اور یہ پہلی مثال نہیں قبل ازیں لکھا جا چکا ہے کہ آپ کے جذب نے حکیم صاحب پر وہ اثر کیا ہوا تھا کہ اب وہ آپ کو اپنا پیر و مرشد تسلیم کرتے تھے۔ اور مفتی صاحب جیسے بڑے آدمی منت سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے پڑھانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اس سے اُس حدیث کی بھی کیسی وقعت اور شان بڑھ جاتی ہے کہ طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں ۔

یہ بات قابل نوٹس ہے کہ عموماً دنیا میں پڑھنے والے اور پڑھانے والے اِس بات سے محض بے خبر اور نابلد ہیں کہ طلباء کے لئے کون کون سی کتابیں پڑھنے کے لائق ہیں اور کن کن کتابوں سے اخلاقِ فاضلہ پیدا ہو سکتے ہیں اور کون کون سی کتابیں اخلاق کو بگاڑتی ہیں۔ اندھا دھند تعلیم ہوتی چلی آتی ہے نہ طالب علموں کے دل میں اس کا خیال ہے اور نہ معلموں کے دماغ میں کبھی یہ بات سمائی ہو اس نقص کو آپ ہی نے محسوس کیا ہے اور آپ ہی کو اس کا ابتک رنج و افسوس ہے۔

صاحبِ کمال پر مباحثہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رامپور میں طلباء میں یہ مباحثہ اُٹھا کہ اہلِ کمال اپنا کمال کسی کو بتاتے نہیں۔ آپ اُن کے مدمقابل تھے کہ اہلِ کمال تو اپنا کمال بتانے اور سکھلانے میں دریغ نہیں کرتے مگر کوئی سیکھنے والا نہیں۔ آپ نے کہا کہ یوں اس جھگڑے کا تصفیہ ناممکن ہے اول تم کوئی اہلِ کمال تلاش کرو۔ اُس کے پاس جانے پر فیصلہ ہو جائیگا۔ انہوں نے ایک صاحب کمال امیر شاہ ... کا نام لیا۔ غرض سب طلباء عامل موصوف کے باغیچہ میں گئے۔ عامل صاحب ایک تخت پر

لیٹے ہوئے تھے اور سامنے ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی بعض طلبا بڑے بڑے تو اُس چٹائی پر بیٹھ گئے اور باقی زمین ہی پر بیٹھ رہے۔ صرف آپ کھڑے رہے۔ عامل صاحب نے آپ کو کھڑا دیکھ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ اور آنے کا سبب پوچھا۔ سب حال بیان کیا گیا۔ انھوں نے سنکر فرمایا کہ یہ صاحب (یعنے حضرت مولنا نورالدین) حق بجانب ہیں۔ پھر اُٹھنے لگے تو عامل صاحب نے کہا ذرا ٹھیرو اور وہ اندر چلے گئے اور ایک بہت بڑی ضخیم قلمی کتاب اُٹھالائے اور فرمایا کہ یہ میری ساری عمر کی اندوختہ ہے اور اس میں عملیات کا خزانہ ہے اور میں بڑی خوشی سے آپ کو دیتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ میں طالب علم ہوں ابھی تعلیم پاتا ہوں۔ مجھے فرصت نہیں اور نہ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ وہ سنکر چشم پر آب ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو دیتے ہیں اور آپ لیتے نہیں اور یہ لوگ (مراد طلباء) مانگتے ہیں اور ہم اُن کو دیتے نہیں۔ چلتے ہوئے شاہ صاحب موصوف نے آپ کو ایک عجیب نکتہ بتایا اور وہ یہ ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص آپ کے پاس کسی غرض کے لئے آئے تو آپ درگاہ ایزدی میں دعا کریں کہ الٰہی میں نے اسکو نہیں بلایا تو نے خود بھیجا ہے جس کام کے لئے وہ آیا ہے اگر آپ کے ہاں منظور نہیں تو جس گناہ کے لئے میرے لئے یہ سامانِ ذلت بھیجا گیا ہے میں اُس سے توبہ کرتا ہوں۔ اس دعا کے بعد اگر وہ شخص اصرار کرے تو آپ دوبارہ دعا مانگ کر کچھ لکھ دیا کریں۔ یہ کیسا عجیب نکتہ ہے جو سونے سے لکھنے کے قابل ہے +

آپ کا بھوپال میں ورود فرمانا

جب دو سال تک حکیم علی حسین صاحب سے طبابت پڑھ چکے تو آپ نے اُن کی خدمت میں عرض کیا کہ اب میں عربی کی تکمیل وحدیث کے پڑھنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ میرٹھ اور دہلی میں جا کر ان علوم کی تکمیل کریں اور ہم آپ کو معقول خرچ وہاں بھیجا کریں گے۔ مگر جب میرٹھ پہنچے تو مولوی احمد علی صاحب کلکتہ تشریف لے گئے ہوئے تھے اور مولوی نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مجاہدین کو روپیہ پہنچانے کے مقدمہ میں ماخوذ تھے۔ اس لئے آپ نے بھوپال جانے کا قصد کیا اور آپ خدا کا نام لیکر بھوپال کو روانہ ہوئے۔ رستے میں آپ کا گذر گوالیار سے ہوا وہاں ایک ایسے بزرگ سے ملاقات ہوئی جو سید احمد صاحب بریلوی کے مخلص صحبت یافتوں سے تھا جن کی صحبت سے آپ کو بہت فائدہ ہوا +

پھر آپ آگے روانہ ہوئے۔ سفر نہایت کٹھن تھا جنگل و بیابان سے گذرنا پڑا پاؤں زخمی اور ماندہ ہوگئے تھک کر ایک چھاؤنی گونہ نامی میں شب باش ہوئے وہاں ایک ویران مسجد پڑی ہوئی تھی وہاں ٹھیرے بہت حصہ رات کا گذرا تھا کہ ایک آدمی نماز پڑھنے کے لئے آیا آپ نے فرمایا کہ آپ بڑی دیر سے نماز پڑھتے ہیں اُس نے ذکر کیا کہ یہ مسجد بڑی آباد تھی اور پانچ وقت یہاں باجماعت نماز ہوتی تھی یہاں رفع یدین اور آمین بالجہر کا جھگڑا ہوا اور قریب تھا کہ لوگ کٹ مر کر ڈھیر ہو جائیں آخر کو ایک امیر نے کہدیا کہ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کریں مسجد میں کوئی نماز نہ پڑھے ورنہ ان مولویوں کے کہنے سے سب ہلاک ہو جاؤ گے اس پر سب نے مسجد میں آنا چھوڑ دیا اس لئے جب سب لوگ رات کو سو جاتے ہیں تو میں مسجد میں آنکر نماز پڑھتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ کل تم تمام لوگوں کو خبر کر دو کہ ایک شخص آیا ہے اور وعظ کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اُس شخص نے تمام لوگوں کو آگاہ کر دیا اور لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے اتفاق پر وعظ فرمایا اور کہا کہ ان چھوٹے چھوٹے اختلافوں کی وجہ سے لڑنے بڑی عظیم الشان حکمِ خدا یعنے نماز باجماعت کو ترک کر دینا سخت غلطی ہے۔ خدا کے فضل سے آپ کے وعظ کا ایسا عمدہ اثر ہوا کہ مسجد پھر آباد ہو گئی اور لوگ باجماعت نمازیں پڑھنے لگے۔ رستے میں ایک اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے ہمراہ چھاؤنی سے ایک شخص محمود خان افغان نامی کا ساتھ ہو گیا رستے میں ایک زمیندار نے کہا کہ اس سڑک پر آپ لوگ نہ جائیں مری یعنے ہیضہ پڑا ہوا ہے۔ مگر محمود خان نے اُسی طرف سے جانے پر اصرار کیا گو آپنے روکا مگر نہ رکا الغرض وہ ہیضہ میں گرفتار ہو کر مر گیا اور اُس کے دفن کرنے میں آپ کو بڑی دقت ہوئی ہزار روپیہ دیکر اُس کی قبر کے لئے جگہ خریدی اور اُسکو خود ہی تجہیز و تکفین کر کے دفن کیا۔ اور باوجود منت و سماجت کے کسی نے اُس کے دفن کرنے میں مدد نہ دی تین چار روز تک کچھ کھانے پینے کو نہ ملا آخر اُن میں سے ایک آدمی کا اکلوتا بیٹا مبتلائے ہیضہ ہوا اور وہ دوڑا ہوا آپ کے پاس آیا کہ چلو میرے ہاں روٹی کھاؤ اور میرے لڑکے کو دیکھو۔ آپ اُس کے گھر گئے اور اُس کے لڑکے کا علاج کیا اور وہ خدا کے فضل سے بچ گیا۔ پھر تو تمام شہر میں آپ کی طبابت کی شہرت ہو گئی اور لوگ دوڑے دوڑے آئے یہ حال دیکھ کر اُس نمبردار نے جس نے قبر کے لئے روپیہ لے لیا تھا آنکر منت سماجت کر کے روپیہ واپس کر دیا بلکہ وعدہ کیا کہ ہم آپ کو اپنے خرچ سے بھوپال تک پہنچا دیتے

ہیں۔ چنانچہ اُس نے اپنا وعدہ ایفا کیا۔ رستے میں آپ کو لنگن ولی کی مزار پر جانے کا اتفاق ہوا جو شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے بزرگان سے تھے اُن کا نام نامی حضرت شاہ وجیہ الدین تھا اور اس جگہ کو جہاں اُن کا مزار ہے گنج شہیدان کہتے ہیں ۔

جب آپ بھوپال میں پہنچے تو شہر کے باہر ایک سرائے میں اپنا اسباب اور روپیہ رکھ دیا اور اپنے ہمراہ صرف ایک روپیہ لیکر چلدیئے۔ شہر کے اندر بلا کسی خاص اجازت کے جانے نہیں دیتے تھے آپ اندر شہر کے داخل ہوئے آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی ایک طباخ کی دوکان پر گئے اور آٹھ آنے میں ایک وقت کا کھانا ملا کھانا کھا کر شہر میں گشت لگانے گئے تو اٹھنی جو باقی تھی وہ کہیں گر گئی۔ جب سرائے میں گئے تو دیکھا کہ اسباب میں روپیہ ندارد ہے۔ کوئی لے گیا یا سرائے والے نے چُرا لیا۔ غرض وہاں سے اسباب اُٹھا کر شہر میں گئے اور طباخ کی دوکان پر کتابیں وغیرہ رکھ کر شہر میں پھرتے رہے اور ایک مسجد میں جو باجی کی مسجد سے موسوم ہے ٹھہر گئے۔ وہاں کوئی واقفیت نہ تھی اور نہ پاس روپیہ رہا تھا اس لئے کئی روز تک فاقہ کشی کرنی پڑی اور بالآخر فاقہ سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ مارے بھوک کے آپ کی جان قریب بہ ہلاکت ہو گئی۔ آپ مسجد مذکور کے چبوترہ پر لیٹے ہوئے تھے کہ ناگہاں اللہ تعالیٰ نے منشی جمال الدین صاحب مدار المہام ریاست بھوپال کو وہاں بھیجدیا منشی صاحب نے نماز سے فارغ ہو کر امام مسجد کو آپکے پاس دریافت حال کے لئے بھیجا۔ آپ نے امام صاحب کو کچھ روکھا سا جواب دیا۔ امام صاحب اپنا سا منہہ لیکر منشی صاحب کے پاس گئے معلوم نہیں امام صاحب نے کیا جا کر کہا۔ خیر منشی صاحب خود ہی مع اپنے ہمراہیوں کے آپ کے پاس پہنچے۔ آپ مارے ضعف کے ہل جل بھی نہیں سکتے تھے اسی طرح ہی لیٹے رہے۔ منشی صاحب نے پوچھا کہ آپ کچھ پڑھے ہوئے ہیں آپ نے کہا ہاں پڑھا ہوا ہوں۔ پھر اُنہوں نے کہا آپ کیا علوم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا سبھی کچھ جانتا ہوں۔ اس پر منشی صاحب نے اپنی نبض دکھلائی آپ نے نبض دیکھ کر کہا کہ بدہضمی ہے نسخہ طلب کیا آپ نے قیمتی نسخہ لکھ دیا۔ اُنہوں نے کہا اگر فائدہ نہ کرے تو کیا ہوگا۔ آپ نے بڑی سختی سے کچھ جواب دیدیا۔ پھر اُنہوں نے سوال کیا کہ آپ علم مساحت جانتے ہیں۔ آپ نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ سامنے ایک بڑا تالاب تھا اُنہوں نے کہا یہاں بیٹھ کر آپ اسکی مساحت کر سکتے ہیں۔ آپ نے کہا ہاں۔ غرض آپ نے ایک قاعدہ بتایا اور وہ مطمئن ہو کر چلے گئے اور

رستے میں سے کہلا بھیجا کہ ہم آپ کی ضیافت کرتے ہیں۔ آپ اُٹھ بیٹھ تو سکتے نہیں تھے آپ نے
ٹکا سا جواب دیا کہ ہمیں ضیافت کی ضرورت نہیں۔ پھر اُس کے بعد منشی صاحب موصوف نے
آپکے پاس دوبارہ آدمی بھیجا کہ مسنون دعوت ہے آپ نے سنت پر عمل کرنے کے لئے منظور کرلیا
غرض ایک سپاہی کھانے کے وقت بلانے آیا۔ آپ نے فرمایا میں چل نہیں سکتا تو اُس
آدمی نے اپنی پشت پر اُٹھا لیا اور منشی صاحب کے مکان پر لے گیا۔ دستر خوان پر کھانا چنا
ہوا تھا۔ جب آپ وہاں منشی صاحب کے قریب بیٹھے تو غور کے بعد پلاؤ کی رکابی سے ایک
لقمہ اُٹھایا مگر بوجہ ضعفِ فاقہ ڈرے کہ کہیں حلق میں لقمہ پھنس نہ جائے اسواسطے اُسکو اپنی جگہ پر
چھوڑ دیا اور پھر ایک برتن میں مرغ کا شوربا تھا اُس کو آپنے اُٹھا لیا اور آہستہ آہستہ گھونٹ گھونٹ
کرکے پی لیا جس سے آپ کی جان میں جان آئی اور آنکھیں روشن ہوگئیں کھانے سے
فراغت کے بعد منشی صاحب نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور یہاں کس غرض کے لئے
آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں یہاں پڑھنے کے ارادہ پر آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ بہت بہتر
تو آپ ہمارے ہی ہاں رہا کریں ہمارے ہی ساتھ کھانا کھایا کریں اور جہاں آپ پڑھینگے ہم آپ
کو مدد دینگے غرض منشی صاحب نے توشہ خانہ میں رہنے کو ایک کمرہ دے دیا اور مہتمم کتب خانہ
کو کہہ دیا کہ جو کتاب آپ پڑھنا چاہیں آپ کو مت روکیں اور دوکان پر سے بھی اسباب منگوا لیا گیا
القصہ آپ نے مولوی عبد القیوم صاحب سے جو ایک باخدا بزرگ و عالم تھے صحیح بخاری
اور ہدایہ پڑھنا شروع کیا اور ایک مدت تک سبق جاری رکھا +

بھوپال میں آپ کا درس قرآن شریف کا دینا

منشی جمال الدین صاحب گو مدار المہام تھے اور اُس ریاست میں سب سے بڑے جلیل القدر
منصب پر متعین تھے اور وہ بڑے متقی بڑے مردِ خدا بڑے موحد اور علم دوست اور خدا پرست
مخیر انسان تھے باوجود ریاست کے اتنے بڑے ذمہ واری کے کاروبار کے اُن کو قرآن کریم
کی اشاعت کا بیحد شوق تھا۔ آپ بعد نمازِ مغرب قرآن شریف کا لوگوں کو لفظی ترجمہ پڑھایا
کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولٰنا المکرم کا بھی وہاں اُس درس میں شریک ہونے کا اتفاق
ہو گیا۔ اُس وقت منشی صاحب موصوف اس آیت کا ترجمہ کر رہے تھے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قَالُوْا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ۔ آپ نے کہا کہ کیا اجازت ہے کہ ہم لوگ کچھ سوال بھی کریں۔ منشی صاحب نے فرمایا بڑی خوشی ہے۔ آپ نے کہا یہاں بھی منافقوں کا ذکر ہے اور یہاں خدا تعالیٰ نے نرم لفظ بولا ہے یعنے بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ اور اس سورۃ کے ابتدا میں جہاں انہیں منافقین کا ذکر ہے وہاں بڑا تیز لفظ استعمال ہوا ہے۔ جیسے یوں کہا گیا ہے اِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ اس نرمی اور اس سختی کی کیا وجہ ہے۔ منشی صاحب نے فرمایا ہمیں تو نہیں آتا کیا آپ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے خیال میں یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مدینہ منورہ میں دو قسم کے منافق رہتے تھے۔ ایک اہل کتاب اور ایک مشرک۔ اہل کتاب منافق کے لئے نرم لفظ استعمال ہوا ہے اور مشرک منافق کے لیے سخت۔ منشی صاحب اس نکتہ کو سنکر اسقدر مسرور ہوئے کہ اُسی وقت اپنی مسند سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جہاں آپ تھے وہاں آ گئے اور آپ کو فرمایا کہ آپ مسند پر جا بیٹھیں اب آپ ہی قرآن پڑھایا کریں اور ہم آپ سے قرآن سیکھیں گے اس طرح سے آپ کو درس دینے کا فخر حاصل ہوا۔ آپ کو خدا نے قرآن کریم کے معارف اور نکات ایسے سکھلا دیئے تھے کہ جب آپ بیان فرماتے تو اُس سے لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچتا اور منشی صاحب کو آپ کا قرآن پڑھانا ایسا پسند آیا کہ آپ سے بیحد محبت کرنے لگ گئے یہاں تک کہ اُن کے بغیر کھانا بھی نہیں کھاتے تھے ایک دفعہ منشی صاحب کی مجلس میں ایک اخلافی مسئلہ پیش ہوا آپ بھی وہاں موجود تھے۔ قاضی شہر نے شاہ اسحٰق صاحب محدث دہلوی کی نسبت کوئی سخت لفظ بولا جس کو آپ برداشت نہ کر سکے اور آپ مجلس سے اٹھکر چلے گئے اور کھانے کے وقت منشی صاحب کے دسترخوان پر بھی نہ آئے منشی صاحب نے بھی اُن کے بغیر کھانا نہ کھایا۔ دوسرے دن منشی صاحب دریافت کرکے خود اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں آپ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ کی دہنی طرف بیٹھ گئے۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا اخاہ! آپ نے تو سلام کی ابتدا ہی کردی اور پھر آپ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھالیا اور بگھی میں سوار کرکے لے چلے اور فرمانے لگے کہ آپ نے تو ہم کو کل سے بھوکا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کی مجلس میں حضرت شاہ اسحٰق صاحب کی توہین ہوئی ہے اور میں شاہ صاحب کا عاشق ہوں میں اُن کی توہین گوارا نہیں کرسکتا منشی صاحب نے فرمایا کہ ہم تو شاہ صاحب کے شاگرد اور سخت معتقد ہیں انہوں نے ہی تو ہم کو شیعہ سے سُنی بنایا تھا اُس وقت ایک سرکاری معاملہ تھا ایسی باتوں میں زیادہ ملتفت ہونے کی

ضرورت نہیں جب گھر پہنچ گئے تو آپ نے اُن کے ساتھ بدستور کھانا کھایا۔ غرض منشی صاحب بڑی خوبیاں کے جامع انسان تھے۔ اور آپ ابتک اُن کے بڑے مداح ہیں اور آپ اُن کے لئے بڑی دعائیں بھی کرتے ہیں +

بھوپال میں ایک عجیب لطیفہ اور آپکا ایمان

آپ نے ایک دفعہ دو صدریاں سلوائی تھیں۔ ایک چوری گئی۔ آپ کا ایمان تھا کہ طالب علمی میں ایک ضرورت کی چیز کا گم ہو جانا ایک مصیبت سے کم نہیں۔ اس لئے آپ نے اس نیت سے کہ صابر کو نعم البدل ملتا ہے دوسری صدری بھی اُس کے شکریہ میں دیدی تھوڑے دنوں کے بعد ایک امیر کبیر کا لڑکا کسی مرض میں گرفتار رہا۔ آپ ہی کو بلایا گیا۔ آپ کے نسخہ نے تیر بہدف کا کام دیا اور وہ مریض بہت جلد شفایاب ہو گیا جس کے صلے میں اُس امیر نے خلعت بیبہا اور اس قدر روپیہ دیا کہ آپ پر حج فرض ہو گیا +

حرمین شریفین کا سفر

الغرض آپ نے حج کا مصمم ارادہ کر کے اپنے اُستاد حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب سے رخصت چاہی جب روانہ ہوئے تو آپ کی مشایعت کے لئے سینکڑوں علماء ہمراہ ہوئے جن میں اکثر علماء بڑے بڑے طبقے کے تھے۔ خدا تعالیٰ کا کس قدر فضل آپ کے شامل حال تھا کہ طالب علمی میں بھی وہ وہ انعامات آپ کو دیے گئے کہ جس کی نظیر کم ملتی ہے۔ ایک طالب علم اور یہ عزت کہ بدر المہام جیسے غلامی کا دم بھرتے تھے اور مشایعت کے وقت اس قدر علماء کا الوداع کہنے کے لئے ساتھ ہو نا گویا یہ کم فضل کی بات ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

آپ نے چلتے ہوئے مولوی عبدالقیوم صاحب سے عرض کی کہ کوئی ایسی بات بتائیے جس سے ہمیشہ راحت اور خوشی رہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نہ بننا اور نہ رسول بننا۔ مولانا فرماتے ہیں ہم نے کہا کہ حضرت میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ فرمایا تم خدا کس کو کہتے ہو۔ میری زبان سے نکلا کہ خدا تعالیٰ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ فرمایا بس ہمارا مطلب اسی قدر ہے یاد رکھو کہ تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس سے کہو کہ میاں

تم کوئی خدا ہو رہا۔ رسول بنا۔ سو رسول کے پاس خدا کا حکم آتا ہے اور اُس کو یقین ہوتا ہے کہ اُس کی نافرمانی جہنم میں لیجائیگی اس لئے اُس کو بہت رنج ہوتا ہے۔ تمہارا فتوی اگر کوئی نہ مانے تو وہ یقینی باعث جہنم نہیں ہوسکتا اس لیئے تم کو اس کا رنج نہ کرنا چاہیئے۔ یہ ایک عجیب نکتہ تھا جس سے ابتک آپ کو راحت ہے

آپکا بُرہانپور میں جانا

رستے میں آپکا برہانپور سے گذر ہوا۔ جب آپ کا شہر میں داخلہ ہوا تو آپ کی ایک عبداللہ نامی سے ملاقات ہوئی جو آپ کے باپ کا دوست تھا۔ آپکی اُس سے بذات خود جان پہچان نہ تھی صرف اُس نے بچپن میں آپ کو دیکھے ہوئے تھے اُس نے آپ کی بہت خاطر تواضع کی اور چلتے ہوئے ایک ٹوکری دی جس میں مٹھائی تھی۔ جب راستہ میں کچھ کھانے کو ٹوکری کھولی تو اُس میں ایک ہنڈی ہزار روپیہ کی تھی جو مکہ معظمہ کے ایک ساہوکار کے نام تھی۔ کہ ایک ہزار روپیہ حامل ہذا کو دیدینا۔ آپ نے وہ ہنڈی پھاڑ کر پھینک دی اور کیا دیکھا کہ مٹھائی کے نیچے کچھ نقد روپیہ بھی رکھا ہوا ہے جو بلا آپ کے علم کے اس غرض سے اُس نے رکھ دیا کہ کہیں اتنے دور دراز سفر میں ان کو ان کی ضرورت پڑجائے۔ یہ خدائی فضل تھے جو آپ کے ساتھ پردۂ غیب سے ظہور پذیر ہورہے تھے +

یہ عبداللہ ایک بڑا نامی گرامی سوداگر تھا۔ اُس نے اپنی ترقی کا راز آپ کو بتلایا کہ میں مکہ کی گلیوں میں بھیک مانگا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی پیٹ نہ بھرتا تھا۔ آخر میں نے بیت اللہ میں جا کر پردہ کو پکڑ کر عہد کیا کہ آئندہ میں کسی مخلوق کے آگے سوال نہیں کرونگا۔ یہ عہد کر کے میں پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا کہ ناگاہ ایک آدمی آیا اُس نے ڈیڑھ آنے کے پیسے مجھے دیئے اور غائب ہو گیا۔ میں نے دو پیسہ کی روٹی خرید کر کھالی اور چار پیسہ کی دیا سلائی کے بکس خرید کر گلیوں میں بیچتا پھرا۔ اس طرح روز بروز ترقی کرتا گیا۔ اور جب مولنا صاحب آپ سے ملے تو اُس وقت وہ لاکھ پتی آدمی بن گیا تھا اور ہر جگہ پر آپ کی ہنڈیاں چلتی تھیں +

کتابوں کا شوق

جب آپ حج کو جاتے ہوئے بمبئی پہنچے تو آپ کی ملاقات مولوی عنایت اللہ صاحب

سے ہوئی آپ کو فوز الکبیر کتاب کا بڑا شوق تھا۔ یہ ایک مختصر سی تفسیر ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیف ہے۔ آپ نے مولوی صاحب موصوف سے کہا کہ کتاب مذکور کہیں سے پیدا کر دو۔ انہوں نے بمبئی کی مطبوعہ فوز الکبیر دکھلائی اور کہا کہ اس کی قیمت ۵۰ روپیہ ہوگا آپ کی فطرت ہی خدا نے ایسی بنائی ہے روپیہ کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ کتاب مطلوبہ مل جائے قیمت خواہ کتنی ہی لگ جائے۔ فوراً سنتے ہی جیب سے پچاس روپیہ کا نوٹ نکالکر آگے رکھ دیا اور کتاب اٹھالی۔ یہ کتاب اتنی چھوٹی سی ہے کہ تین چار آنہ قیمت میں اب آتی ہے آپ کی نظر میں وہ کتاب پچاس سے بھی زیادہ قیمت کی تھی۔ روپیہ دیتے ہی کتاب ہاتھ میں لیکر چل کھڑے ہوئے۔ مولوی صاحب مذکور نے کہا کہ آپ ذرہ ٹھیریے۔ آپ نے فرمایا کہ بیع و شرا میں تفارق ضروری ہے تاکہ بیع قوی ہو جائے اس لئے میں جدا ہوتا ہوں۔ تھوڑی دور جا کر پھر آپ اس کے پاس آگئے ایک دفعہ راقم الحروف نے ایک کتاب کی قیمت پوچھی تو آپنے فرمایا کہ آپ کو

کتابوں کا شوق نہیں ورنہ قیمت کا کبھی نہ پوچھتے۔ یہ شوق اپنے بزرگ کتابوں سے ہوئی +

آپ کا مکہ معظمہ میں پہنچنا

چند روز کے بعد بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کی نا اتفاقی اور بدظنی کے معاملے مشاہدہ کئے۔ جب مکہ معظمہ میں پہنچ گئے۔ تو وہاں ایک بزرگ محمد حسین سندھی کے مکان پر فروکش ہوئے۔ اس نے اپنے بیٹے کو ساتھ کر دیا۔ آپ نے روایات میں دیکھا ہوا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی دعا مانگ لی جائے وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ آپ نے سوچنے کے بعد دعائے ذیل مانگی۔ الٰہی میں تو ہر وقت محتاج ہوں۔ میں کون کونسی دعا مانگوں میں تو یہ دعا مانگتا ہوں کہ جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اس کو قبول کر لیا کر۔ اور حضرت مولنا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی تھی کیونکہ جب کبھی کسی امر میں ضرورت پیش آئی ہے اور میں نے دعا کی ہے تو وہ ضرورت پوری ہی ہو جاتی ہے اور کبھی ناکامی نہیں ہوئی ہے +

آپ کا مکہ معظمہ میں اوّل مرتبہ تعلیم پانا

مکہ معظمہ میں آپ نے شیخ محمد خزرجی سے ابو داؤد اور سید حسین صاحب سے صحیح مسلم اور مولوی

رحمت اللہ صاحب سے مسلم پڑھنی شروع کی۔ آپ کو اِن تینوں بزرگوں کی صحبت بہت پسند
تھی۔ سید حسین ایسے متقی اور پارسا آدمی تھے کہ باتیں بہت کم کرتے تھے۔ وہ حرم کے اندر درس
دیتے تھے۔ اگر کوئی سائل آجاتا تو اُن کی طرف دیکھتے رہتے پھر کسی کو کہتے یا باسط پڑھو کسی کو
یا حمید کسی کو یا غنی کسی کو یا مجید۔ غرض ہر ایک کو الگ الگ اسماء کے پڑھنے کا حکم دیتے تھے ایک
دفعہ آپ ابو داؤد شیخ محمد صاحب سے پڑھ رہے تھے تو اعتکاف کی ایک روایت آگئی۔
شیخ نے کہا یہ بہت مشکل حدیث ہے اور حاشیہ پر بھی ایسا ہی لکھا ہوا تھا لیکن آپ نے فرمایا
کوئی مشکل نہیں اگر بجائے اکیس کے ۲۰ کی صبح کو اعتکاف بیٹھا جائے تو پھر کوئی مشکل نہیں رہتی
شیخ نے کہا کہ اجماع کے خلاف ہے آپ نے کہا کہ امام احمد بن حنبل نے جو اجماع کا حال لکھا ہے
وہ پڑھیں۔ وہ اجماع کو ہیچ کہتے ہیں۔ اس پر شیخ صاحب موصوف ناراض ہو گئے لیکن آپ
نے کچھ خیال نہ کیا اور اپنا سبق تیزی کے ساتھ پڑھتے گئے۔ اور نماز ظہر کے وقت سبق بند کیا
اور آپ نماز ظہر پڑھ کر مولوی رحمت اللہ کے ہاں گئے۔ شیخ محمد نے اُن کے پاس شکایت کی
تھی کہ یہ شخص یعنی مولانا بڑے بے ادب ہیں اجماع کی پروا نہیں کرتے۔ اُنہوں نے کہا کہ
آپ نے شیخ محمد کو سخت ناراض کر دیا ہے آپ نے اجماع کے خلاف کیوں فتویٰ دیا۔ آپ نے
فرمایا کہ جو بات آپ نے کہی ہو وہ اجماع کے خلاف ہو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ خیر ہم نے شیخ صاحب کو
سمجھا دیا ہے وہ آپ کو پڑھا دیا کریں گے۔ غرض اتنے میں مولوی صاحب خلوت خانہ سے صحن
مسجد میں گئے تو آپ نے مولوی رحمت اللہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حضرت اس گھر کی
طرف لوگ سجدہ کیوں کرتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم
ہے آپ نے کہا انبیاء کا اجماعی قبلہ تو بیت المقدس تھا۔ آپ نے ایک شخص کے فرمان پر اجماع انبیاء
بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا آپ تو اتنے بڑے اجماع کو چھوڑتے ہیں۔ میں نے اگر جزوی مسئلہ میں کسی
حدیث کے معنے میں اختلاف کیا ہے تو کیا حرج ہوا۔ اُنہوں نے فرمایا دل دھڑکتا ہے۔ آپ
نے فرمایا جس کا دل نہ دھڑکے وہ کیا کرے۔ وہ خاموش ہو گئے۔ غرض آپ شروع ہی سے
مجتہد تھے۔ اور سمجھ کر پڑھتے تھے شیخ محمد صاحب مذکور سے آپ نے نسائی ابو داؤد۔ ابن ماجہ پڑھا
اور علم حدیث اپنی ذات ہی تک محدود نہیں رکھا بلکہ انہی ایام میں آپ اوروں کو بھی پڑھا دیا کرتے تھے
چنانچہ مولوی ابو الخیر دہلوی خلف الرشید حضرت محمد عمر نقشبندی مجددی کو آپ نے در المختار پڑھائی تھی

اسی اثنار میں حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی مدینہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ بڑی دھوم مچی۔ آپ بھی اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جاتے ہی اُس اعتکاف کے مسئلہ کو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ۲۰ کی صبح کو اعتکاف میں بیٹھنا چاہیے اور ساتھ ہی فرمایا کہ جہالت بری بلا ہے۔ حنفیوں میں فلاں فلاں بزرگ، شافعیوں میں فلاں فلاں بزرگ، حنابلہ میں فلاں فلاں بزرگ۔ مالکیوں میں فلاں فلاں بزرگ ۲۰ تاریخ کے قائل ہیں پھر کیوں نہیں مانتے۔ آپ پر تو اس کے سننے سے ایک وجد کی حالت طاری ہو گئی کہ واہ کیا علم ہے۔ شاہ صاحب تو ایک علم کے بحر زخار ہیں وہاں سے واپس ہو کر آپ نے اُن کی خدمت میں عرضی لکھی کہ کیا اجازت ہے کہ میں پڑھنے کے واسطے اس وقت آپ کے ساتھ مدینہ میں چلوں۔ شاہ صاحب نے عرضی کو پڑھ کر فرمایا المستشار مؤتمن پھر فرمایا کہ تمام کتابوں سے فارغ ہو کر مدینہ میں آنا چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ سارا حال جا کر مولوی رحمت اللہ صاحب کے آگے بیان کیا اور کہا کہ شیخ صاحب تو ڈر گئے تھے اور شاہ صاحب نے حرم میں بیٹھ کر ہزارہا مخلوق کے سامنے فتویٰ دیا کہ اعتکاف میں ۲۰ کی صبح کو بیٹھنا چاہیے اور کسی نے چون و چرا ہی نہیں کی فرمایا شاہ صاحب بہت بڑے عالم ہیں۔

آپ کا مدینہ منورہ میں تشریف لیجانا

الغرض کچھ مدت کے بعد مدینہ منورہ میں جانے کا عزم بالجزم ہوا آپ اپنا روپیہ وغیرہ ایک ہم سبق متوطن کے سپرد کر کے روانہ ہو گئے اور مدینہ منورہ میں بعد قطع منازل پہنچے۔ سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کے مکان پر گئے۔ شاہ صاحب نے ایک کمرہ آپکے رہنے کو دیا کچھ دنوں تک فارغ رہے کسی سے سبق شروع نہ کیا۔ ایک روز ارادہ کیا کہ اول شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو بہتر ہے جب اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ارادہ بیعت فسخ ہو گیا۔ غرض کئی دفعہ ایسا ہوا کہ ارادہ بیعت کرتے اور جب شاہ صاحب کے سامنے جاتے تو ارادہ فسخ کر دیتے۔ آپ فرصت کے وقت اُس کتب خانہ میں جو مسجد نبوی کے جنوب مشرق میں تھا جایا کرتے اور کتابیں مطالعہ کیا کرتے۔

بہت دنوں تک آپ کو بیعت کے متعلق اپنے نفس سے جنگ ہوتی رہی کبھی خیال کرتے

کہ جب ہزاروں لوگ بیعت میں داخل ہوتے ہیں تو اگر بیعت کا فائدہ نہ ہوتا تو یہ لوگ کیوں بیعت کرتے۔ باوجود اس خیال کے آپ پھر بھی فیصلہ نہ کر سکے۔ وجہ یہ کہ آپ کا دماغ فلسفیانہ واقع ہوا ہے۔ بالآخر ایک روز آپ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کردی انہوں نے فرمایا کہ آپ استخارہ کرلیں۔ آپ نے کہا کہ استخارہ بھی کرلیا ہے اور فکر بھی اس بارہ میں بہت کیا ہے۔ اس پر شاہ صاحب نے ہاتھ بڑھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ قبل از تحقیق معاہدہ کرنا درست نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور شاہ صاحب سے عرض کیا کہ بیعت سے کیا فائدہ ہوتا ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ سمعی کشفی گردد و دید شنیدہ مبدل گردد۔ اس کے بعد آپ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے مگر شاہ صاحب نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور فرمایا کہ اگر اصول اسلام سیکھنا چاہتے ہو تو کم از کم چھ ماہ تک آپکو ہمارے ساتھ رہنا ہوگا اور اگر فروع اسلام سیکھنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ایک سال تک آپ کو رہنا ہوگا۔ آپ نے اقرار کرلیا۔ بعد ازاں شاہ صاحب نے آپ کی بیعت لی اور فرمایا سوائے اس کے اور کوئی مجاہدہ آپ کو نہیں بتاتے۔ آپ صرف اس آیت یعنی وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ پر توجہ کیجیں اور پھر آیہ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ پر بھی توجہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت مولٰنا فرماتے ہیں کہ ان آیات پر توجہ کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ہم مشرف ہوئے۔ اور اپنی سستیوں اور غفلتوں سے واقف ہوئے الغرض چھ ماہ میں وہ وعدہ پورا ہو گیا +

شاہ صاحب بڑے متقی۔ بڑے محتاط بزرگ تھے۔ آپ کی نظر دینی علوم میں بڑی وسیع تھی اور بڑے قلیل الکلام اور وسیع الخلق تھے۔ آپکے درس میں مثنوی مولٰنا روم۔ جامع ترمذی۔ صحیح بخاری۔ رسالہ قشیریہ ہوتی تھیں +

شاہ صاحب کے پاس کسی نے شکایت کی کہ نورالدین بڑی محنت نہیں کرتا اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور رفع یدین کا قائل ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ ایک ایسی جھری بالامین جو رفع یدین اور فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ بخاری میں سے کاٹ سکے اور فرمایا کہ انیس ہزار بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کی کوئی سند ہے تو وہ نورالدین کو دکھلائی جائے۔ اگر وہ صحیح ہوگی تو وہ مان لیگا اس پر سب پیر بھائی بالکل خاموش ہو گئے۔ اور چیر

کبھی اعتراض نہ کیا۔

آپ کا عشق کتابوں سے

مدینہ منورہ میں ایک ترک نے آپ کے عشق کو دیکھ کر کہا کہ آپ کو جس کتاب کی ضرورت ہو
آپ لیجایا کریں گو ہمارے قانون کے خلاف ہے مگر ہم آپ کو بطیبِ خاطر اجازت دیتے ہیں
آپ نے کہا کہ اگر آپ کے کتب خانہ میں کوئی کتاب ایسی ہے جس میں مسئلہ ناسخ و منسوخ
کا ذکر ہو تو دیجیئے اُس نے ایک کتاب دی جس میں چھ سو آیات منسوخ لکھی تھیں۔ آپ نے
اُس ساری کتاب کو پڑھا پر آپ کو مزہ نہ آیا۔ وہ کتاب آپ نے واپس کردی اور کہا کہ کوئی اور کتاب
ہو تو دیجیے۔ اُس نے اتقان دی اور اُس میں سے وہ مقام نکال کر دیا کہ جہاں ناسخ و منسوخ کی بحث
ہے۔ آپ نے وہ کتاب لیجا کر مکان پر پڑھی۔ اُس میں لکھا تھا کہ صرف ۱۹ آیات منسوخ ہیں
اس کو دیکھ کر آپ کو بڑی خوشی ہوئی کہ ۱۹ آئتیں تو ہم خوب یاد کر لینگے۔ گو خوشی تو بہت ہوئی مگر
آپ کی فطرت نے اس کو بھی پسند نہ کیا۔ پھر آپ نے فوز الکبیر کو پڑھا جسکو وہ بمبئی سے لائے
تھے اور ابتک اُس کے دیکھنے کا آپ کو اتفاق نہیں ہوا تھا جب اسکو پڑھا تو اُس میں ۵
آیات منسوخ لکھی پائیں۔ جس سے آپ کو بڑی فرحت ہوئی۔ جب اُن پانچ آیات پر بھی آپ
نے غور کی تو اُن کو ثابت ہوا کہ ناسخ و منسوخ کا جھگڑا ہی بے بنیاد ہے۔ صرف فہم کی بات ہے
غرض مدینہ منورہ کی تعلیم سے فراغت پاکر جب وطن میں واپس آئے اور رستے میں لاہور
میں اُترے اور چینیاں والی مسجد میں گئے اور شام کی نماز کے لئے جب وضو کر رہے تھے
تو میاں محمد علی برادرِ مولوی محمد حسین صاحب نے ناسخ و منسوخ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے
فرمایا کہ کوئی ناسخ منسوخ نہیں جب مولوی محمد حسین صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ آپ کے
پاس دوڑے ہوئے آئے کہ آپ ناسخ منسوخ کے قائل نہیں۔ آپ کی طرح ابو مسلم اصفہانی اور
سید احمد خان صدر الصدور بھی قائل نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ پھر تو ہم تین آدمی ہوگئے۔
وہ کہنے لگے کہ امام شوکانی لکھتا ہے کہ جو نسخ کا قائل نہیں وہ بدعتی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تم صرف
دو آدمی قائل ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے کہ آپ کوئی آیت جو تمہارے نزدیک منسوخ
ہو پڑھو۔ ہم ثابت کر دینگے کہ منسوخ نہیں۔ غرض مولوی صاحب نے ایک آیت پڑھی آپ نے

جواب دیا کہ فلاں بزرگ نے اپنی فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں اور یہ وہ بزرگ ہیں جنکو تم بھی بزرگ مانتے ہو۔ پھر ایسے خاموش ہوئے کہ کچھ جواب اُن سے نہ بن پڑا +

آپ کا نمازِ باجماعت پڑھنے کا عشق

جب آپ مدینہ منورہ میں شاہ عبدالغنی صاحب سے پڑھا کرتے تھے تو ایک دفعہ نمازِ ظہر میں شامل ہونے سے رہگئے۔ آپ کو اِس قدر رنج و خوف ہوا کہ آپ کا رنگ زرد ہو گیا اور بہت خیف زدہ ہو کر حجرہ شریف کے اندر جا کر نماز پڑھنے لگے۔ رکوع میں تھے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک حدیث کی طرف توجہ دلائی جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور جنت ایک ایسا مقام ہے جہاں کھڑے ہو کر جو مانگا جائے مل سکتا ہے۔ اِسلئے آپ نے دعا کی کہ الٰہی میرا یہ قصور معاف کر دے۔ دیکھو جس شخص کے دل میں نمازِ جماعت کی اس قدر عظمت ہو کہ ایک نمازِ جماعت سے رہجانے سے آپ کو کس قدر قلق ہوا کہ جب تک معافی کی دعا نہیں کر لی تب تک قرار نہیں آیا باوجودیکہ اُس حدیث میں دعا کی کس قدر وسعت تھی۔ آپ نے نمازِ جماعت سے فوت ہونے کی معافی کی دعا کی اور کسی بات کی دعا نہ کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں نمازِ باجماعت کی کس قدر عظمت ہے +

بدوؤں اور ہندوستانی حاجیوں میں فساد کا باعث

آپ فرماتے ہیں کہ بڑا باعث انکے باہمی جھگڑے کا صرف ایک تو زبان کا نہ سمجھنا ہے ہندوستانی کچھ کہتا ہے بدو کچھ سمجھتا ہے اور بدو کچھ کہتا ہے تو ہندوستانی کچھ سمجھ لیتا ہے اِس طرح اُن میں تکرار ہو جاتی ہے۔ دوسرا باعث یہ ہے کہ جو لوگ بخل کرتے ہیں اور بدوؤں کو کھانا کافی نہیں دیتے تو وہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ اگر اُن کو کھانا وغیرہ کافی دیا جائے تو وہ غلاموں کی طرح خدمت کرتے ہیں اور اپنا ذاتی تجربہ سے کہتے ہیں + کہ ہم نے کشادہ دلی سے ان سے سلوک کیا تو وہ بھی ہم سے مخلص خادموں کی طرح پیش آتے رہے۔

آپ سنت نبوی پر عمل کرنیکے بڑے عاشق ہیں

آپ کو ہمیشہ سنتِ نبوی پر عمل کرنے کا شوق رہا ہے۔ ایک دفعہ جب مکہ معظمہ میں دوسری دفعہ تشریف لے گئے اور غالباً ۱۳۰۵ھ یا ۱۸۸۸ء تھا تو رستہ میں آپ کو خیال ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ میں بھی اُسی طرف سے جاؤں۔ مگر سواریاں اور باربرداریاں اُس راستے سے نہیں جاتی تھیں اسی واسطے آپ ذیطواری سے ذرہ آگے بڑھ کر اونٹ پر سے نیچے کود پڑے اور سواریوں اور آدمیوں کی پرواہ نہ کر کے کداء کے رستے سے مکہ میں داخل ہوئے۔ اور تنہائی کا کچھ خیال نہ کیا۔

علاوہ اس کے مکہ معظمہ میں جہاں آپ فروکش تھے آپ مکان ہی سے احرام باندھکر عمرا کر لیا کرتے تھے۔ جن کے گھر میں رہتے تھے وہ ایک بوڑھا مخدوم تھا۔ اُس نے بار بار وہاں احرام باندھتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ آپ تنعیم سے جہاں سے تمام اہلِ مکہ احرام باندھتے ہیں کیوں احرام نہیں باندھتے۔ آپ نے کہا کہ تنعیم میں جا کر احرام باندھنا بیہودہ بات ہے۔ اُس نے گھبرا کر کہا کہ آپ تمام شہر کے خلاف کرتے ہیں آپ نے بڑی جرأت سے فرمایا کہ انکی ہیں ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا جبکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مکہ والے اپنے گھروں سے احرام باندھ سکتے ہیں۔ میرا عمل تمام شہر کے خلاف تو نہیں ہاں گدھے والوں کے خلاف ہے کیونکہ اُن کے کرایہ میں کمی ہوتی ہے۔ یہ بات سُنکر ہنس پڑے اور خاموش ہو گئے۔ کہ جیسے شہر میں یہ جرأت اور حدیثوں پر عمل کرنیکا یہ عشق تھا اس عمل بالحدیث کی وجہ سے آپ کو اپنے وطن میں بھی سخت مشکلات پیش آئیں آپ پر تمام علمار نے بالاتفاق کفر کے فتوی لگائے اور مباحثے کئے مگر آپ نے کبھی بھی جرأت کو ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ کامیاب ہوتے رہے۔ جو امر سوائے خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور فضل کے مشکل ہے۔

بیوگان کے نکاحِ ثانی کے سخت حامی ہیں

آپ کو سخت افسوس ہے کہ لوگ کیوں اپنی بیوگان کا نکاح ثانی نہیں کرتے۔ اُن کا نکاح ثانی نہ کرنا اُن پر ناقابل برداشت ظلم کرنا ہے۔ اور اُس کا بالآخر نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ مجبور ہو کر فسق وفجور میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور خاندان کے ناموس کا ستیاناس کر دیتی ہیں۔

آپ نے ایک دفعہ ایک حجن عورت کا ذکر کیا کہ ایک میاں بیوی جن کی مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی تھی۔
واپسی پر آپ کو بمبئی ملے۔ آپ نے اُن کو فرمایا کہ چونکہ ہم ریل کے رستے جلدی وطن پہنچ جائینگے۔ اگر
آپ نے اپنے گھر والوں کو کوئی پیغام یا اسباب دینا ہو تو ہم لیجائیں آپ کے گھر کے لوگوں کو پہنچا دینگے
کیونکہ وہ دریا کے رستے سے جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ دونوں میاں بی بی شریف معلوم ہوتے
تھے۔ بجائے کچھ پیغام وغیرہ دینے کے اُس عورت نے اپنے سر سے کپڑا اُتارا اور حضرت مولٰینا کے
قدموں پر گر پڑی اور کہا کہ آپ کی یہ مہربانی ہے کہ آپ ہمارا پتہ کسی کو وہاں نہ دیں۔ آپ فرماتے
ہیں کہ ہم نے حیرت سے اسکا سبب پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں ایک شریف زادی ہوں کم عمری
میں بیوہ ہو گئی تھی اور خاندان میں بوجہ شرافت نکاحِ ثانی حرام سمجھا جاتا ہے۔ یہ صاحب پیری
مریدی کرتے ہیں اور ہمارے پڑوس میں ان کے مرید رہتے تھے اُن کی وساطت سے میں نے
ان سے خفیہ نکاح کر لیا اور گھر والوں کو خبر نہیں کی۔ اور اسی خوف سے میں گیارہ دفعہ اسقاطِ
حمل کرا چکی ہوں۔ آخر کو تنگ ہو کر میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ بہتر ہے یہاں سے ملتان چلو میں
بھی کسی طرح سے آجاتی ہوں۔ الغرض دونوں ملکر وہاں سے مکہ میں گئے اور ایک مدت تک خوشی
سے رہے اب میں اپنے میاں کو ملتان سے الگ کر کے وطن جاؤنگی۔ یہ اصل واقعہ ہے جو آپ
کے آگے بے کم وکاست سُنا رہی ہے۔ اِس لئے آپ مہربانی کر کے اس کا ذکر وہاں نہ کریں۔
یہ حال ہے شرفا کے خاندان کا جو جائز طور سے نکاح نہیں کرتے۔ آپ کے خاندان میں بھی
بیوہ کا نکاح نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپ کے خاندان میں ایک عورت بیوہ ہو گئی۔ ایک شخص
نے اُس بیوہ سے شادی کا ارادہ کیا۔ مگر اُس کو ہمارے خاندان کا خوف تھا۔ اُس شخص نے
آپکے پاس آ کر التجا کی کہ میں فلاں بیوہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ اجازت دے سکتے ہیں
آپ نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا مگر لوگوں نے کہا کہ مولوی کو اپنے خاندان کی عزت کا ذرہ
بھی خیال نہ آیا۔ تعجب کہ لوگ خدا و رسول کے احکام سے اتنے دور ہو گئے کہ اُن کی تعمیل کو
بے عزتی سمجھنے لگ گئے ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کو ایک بیوہ کا پتہ لگا کہ وہ ابتک بلا نکاح موجود ہے۔ چونکہ آپ کو
بیوگان سے از حد ہمدردی تھی۔ آپ نے چاہا کہ ہم خود ہی نکاح کر لیں۔ اسی لئے آپ نے بیوہ
سے نکاح کی تحریک کی وہ رضامند ہو گئی مگر ملک میں بیواؤں کے نکاح ثانی کے نہ ہونے اور قوم

کے طعن و تشنیع سے ڈر کر عذر کرنے لگی کہ آپ بالفعل نکاح تو کرلیں مگر عام اعلان نکریں رفتہ رفتہ میرے
ولی بھی راضی ہو جائینگے۔ آپنے اجتہاداً دل میں کہا کہ جب ولی لوگ شریعت کے برخلاف بیوگان کے
نکاح سے روکتے ہیں تو وہ معزول ہیں اس لئے آپ نے جرأت کر کے نکاح کر لیا۔ مگر قبل
اس کے کہ اُسکو اپنے گھر میں لاتے آپ نے حضرت مقدس جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اُن کا چہرہ زرد ہے۔ اور ریش مبارک مونڈی ہوئی ہے اور زمین پر
لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ یہ خواب دیکھ کر چونک پڑے۔ اور فرمانے لگے کہ یہ نکاح سنت نبوی علیہ السلام
کے خلاف ہوا ہے۔ کیونکہ رویاء کی تعبیر یہی ہے۔ اس پر آپ نے ایک خط مولوی نذیر حسین صاحب
محدث دہلوی و ایک خط مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو جو اُس وقت اہل حدیث کے پیشوا
اور ایڈوکیٹ سمجھے جاتے تھے لکھا کہ ایک بیوہ عورت ہے۔ بالغ ہے۔ ہوش وحواس سالم ہیں
نکاح کرنا چاہتی ہے مگر ولی مانع ہیں جواب آیا کہ ایسے ولی معزول ہو جاتے ہیں جو مانع نکاح
ہوں۔ بیوہ ایسی حالت میں باختیارِ خود نکاح کی مجاز ہے۔ کیونکہ حدیث لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ
میں کلام ہے چونکہ فتویٰ عین منشا کے مطابق نکلا۔ آپ کو بڑی مسرت ہوئی اور ارادہ کر لیا کہ اب
بیوہ مذکورہ کو گھر میں لایا جائے۔ اپنے دیوانخانہ کے دروازہ تک پہنچے تو ایک شخص سامنے
سے آیا اور کہنے لگا کہ اس حدیث کا مطلب مجھے سمجھا دیں اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَلَوْ
اَفْتَاكَ الْمُفْتُوْنَ۔ آپ نے اسے ایک غیبی آواز سمجھا اور اس کے دیکھتے ہی آپ پر ایسا اثر
ہوا کہ مارے خوف کے آپ کا بدن سن ہو گیا۔ آپ نے اُس سائل کو تو کہدیا کہ اسوقت تم جاؤ ہم
دوسرے وقت اس کے معنے آپ کو بتا دینگے۔ اور آپ کے دل میں میخ آہنی کی طرح بیٹھ گیا
کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوئی ہے کہ ان مفتیوں کے فتویٰ کی پروا نہ کرو۔ دیوانخانہ کا دروازہ
بند کر کے دالان میں داخل ہوئے۔ پھر دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ اوّل تو حدیث مجروح ہے۔ پھر
مفتیوں نے فتویٰ بھی جواز کا دیدیا ہے۔ ادھر دوسری حدیث ڈراتی ہے تو اب کیا کیا جائے
خدا کی قدرت اُسی فکر میں لیٹ گئے آپ پر نوم کا غلبہ ہوا تو آپ رویاء میں کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سامنے بیٹھے ہیں آپ ۲۵ برس کی عمر کے معلوم ہوتے ہیں مگر بائیں جانب سے
آپ کی ریش مبارک خشخشی ہے اور دائیں طرف سے داڑھی کے بال لمبے ہیں۔ آپ نے دل میں کہا
کہ اگر رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے بال دونوں جانب سے یکساں ہوتے تو بہت

خوبصورت معلوم ہوتے پھر معاً آپ کے دل میں خیال ہوا کہ چونکہ مجھے اُس حدیث کے متعلق صحت میں تامل ہے اِس لیے یہ فرق ریش مبارک میں ہے پھر آپ نے عزم بالجزم کرلیا کہ خواہ کوئی ہی انسان ہو اگر وہ اس حدیث کو ضعیف کہیگا میں ہرگز اُس کا کہا نہیں مانونگا اس خیال کا دل میں کرنا تھا کہ فوراً میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک برابر ہوگئی۔ میں آپکی صورت پاکیزہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ آپ میری طرف دیکھکر مسکرائے اور فرمایا کہ کیا آپ کشمیر دیکھنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں یارسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم۔ آپ اُٹھے اور چلنے لگے آپ آگے آگے اور میں پیچھے تھا۔ بان ہال کے رستے سے ہم کشمیر پہنچ گئے +

توکل علی اللہ پر آپ کا کامل ایمان

جب آپ نے شروع شروع مطب اپنے شہر میں شروع کیا تو اطبا نے کہا کہ یہاں کچھ قدر نہیں۔ آپ نے توکل علی اللہ کام شروع کردیا اور مفت علاج کرنے لگے خدا کے فضل سے آپ کو اول ہی مہینے میں بہت اچھا آمد ہوگئی اور آپ روز بروز ترقی کرتے گئے اور دور دراز تک آپ کی شہرت ہوگئی +

آپ نے ایک مکان مطب کے لئے بنانا چاہا۔ اور روپیہ پاس نہ تھا۔ خدا نے خود ہی سامان کروادیا سرکاری زمین تھی خود ڈپٹی کمشنر نے آپکو زمین دیدی۔ ایک ہندو نے آپ سے کہا کہ میں آپ کو مکان بنا دیتا ہوں۔ آپ روپیہ پیچھے دیدینا آپ نے توکلاً علی اللہ کہدیا کہ اچھا تم بنا دو۔ مکان بن گیا اور اُس پر بارہ سو روپیہ صرف ہوا۔ اب آپ کو خیال ہوا کہ ہندو کا روپیہ ہے شاید وہ طلب کر بیٹھے۔ آپ نے دہلی جانے کا قصد کیا۔ مگر روپیہ پاس نہ تھا کہ ریل کا ٹکٹ خرید سکیں۔ خدا کے بھروسہ پر چل کھڑے ہوئے۔ رستہ میں آپ کو ایک شاہپور کے رئیس مل گئے۔ اُن دنوں میں دہلی میں لارڈ لٹن کا دربار تھا۔ اُس نے اپنا گھوڑا آپکو سواری کے لئے دیدیا۔ اور جہلم تک ملکر چلے گئے آپکو ایک رئیس نے اپنے کپڑے دیدئے کیونکہ آپکے اپنے کپڑے میلے کچیلے ہوگئے تھے اُس کوٹ میں جو دیا ملا تھا صرف اتنا ہی کرایہ ملا جتنا لاہور تک پہنچنے کے لئے درکار تھا۔ لاہور کے سٹیشن پر ایک پادری نے دہلی تک کا ٹکٹ لیکر دیدیا اور آپ دہلی پہنچ گئے اور وہاں پھر تے تھے کہ اُنکے سابقہ محسن و کرمفرمائے منشی جمال الدین نے خبر پاکر آپکو اپنے خیمہ

ہیں بلوالیا اُن کے ہاں کوئی بیمار لڑکا تھا اُس کا علاج کیا ایک دفعہ آپ کو پانچ سو اور دوسری مرتبہ سات سو ملا۔ اور آپ نے فوراً اُس ہندو کو بارہ سو روپیہ ادا کر دیا۔

پھر وہ آپ کو بھوپال میں لے گئے اور وہاں سے بہت کچھ مل گیا کچھ شک نہیں کہ جو غیر اللہ سے توجہ ہٹا لیتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا اور توکل علی اللہ کرتا ہے تو خدا اُس کا آپ ہی حامی اور ناصر ہوتا ہے اور اُس کی مشکل کشائی کرتا۔ اور اُس کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔ اور غیب سے اُس کے لئے سامان مہیا کر دیتا ہے کہ انسانی عقل و فکر عاجز رہجاتی ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کا شوق

ایک دفعہ جبکہ روم و روس کی لڑائی غالباً ۱۸۷۶ء میں ہو رہی تھی اور ہندوستان میں ہر روز متوحش خبریں آتی تھیں آپ اُن ایام میں اپنے وطن بھیرہ میں تھے۔ اور آپ کے سب بھائی اور بہنیں اور اُن کی اولاد سب ایک رات کو اتفاقاً گھر میں جمع تھے اور سوائے حضرت مولٰنا المکرم کے اور سب کتخدا تھے۔ اِس لئے گھر بڑا بارونق ہو رہا تھا آپ نے والدین کو فرمایا کہ کس قدر مسلمان مارے جاتے ہیں اور روزمرہ ہزاروں آدمیوں کے مارے جانے کی خبریں آتی ہیں آپ کے گھر میں بفضل خدا بہت رونق اور امن ہے۔ اگر مجھے خدا کی راہ میں قربان کر دیں تو عین ثواب ہے۔ اتنی بڑی اولاد میں سے ایک کو فی سبیل اللہ دیدینا کوئی بڑی بات نہیں۔ آپ کو خدا کے ہاں سے بڑا اجر ملیگا۔ مگر آپکی والدہ صاحبہ نے کہا کہ میں اپنی زندگی میں یہ بات کب برداشت کرسکتی ہوں میں چاہتی ہوں کہ میرا کفن دفن سب کریں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت کو دیکھو وہ اپنا کیا کام کر گئی۔ تھوڑے دنوں کے بعد والدین ہی کے سامنے باقی اولاد فوت ہونی شروع ہوئی حتّٰی کہ سارا گھر خالی ہو گیا آپ اُن دنوں میں جموں میں تھے۔ ایک دفعہ موسم گرما میں وطن میں آئے اور ایک کمرہ میں سوئے ہوئے تھے کہ آپ کی والدہ قریب کے کمرہ میں آئیں اور انہوں نے اتنی زور سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کہ آپ کی آنکھ کھل گئی اور اپنی والدہ ماجدہ کو گھبرایا ہوا اور پریشان دیکھ صبر کی ہدایت کی۔ پھر آپ نے والدہ صاحبہ سے عرض کیا کہ اماں جان آپ کو معلوم ہے کہ گھر کیوں ویران اور خالی ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ ہاں خوب یاد ہے یہ اُس غلطی کا نتیجہ ہے جو میں نے آپ کی بات کو رد کیا تھا اور اب تو میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میں اُس وقت مرونگی جبکہ تو بھی میرے پاس نہیں ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ اُس وقت کشمیر میں تھے جب آپ کی والدہ کا انتقال ہوا اور آپ اُنکی تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہو سکے۔ یہ کیسا عبرتناک نظارہ ہے۔ اس سے انسان کو چاہیئے کہ اپنی دولت اپنی کثرتِ اولاد اپنے کثرتِ جماعت پر مت اترائے خدا کی غیرت بڑی سخت ہے بہت ڈرنا چاہیئے

آپ کے زمانہ کے ملانوں سے مباحثے اور آپ پر کفر کے فتاوی

چونکہ آپ قرآن کریم کے سچے عاشق اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پورے شیدا تھے اور آپ کا عمل درآمد سنتِ نبویہ پر تھا اسلئے ملانے آپ کے مخالف ہو گئے۔ اور چونکہ اُن دنوں میں بالخصوص وہابیوں سے جنگ و جدال اور بحث و مباحثہ ہو رہے تھے اس لئے آپ کو بھی وہابیوں میں شمار کر لیا گیا تھا۔ اس لئے تمام ملانوں نے بالاتفاق آپ پر فتویٰ تکفیر لگایا حتی کہ آپ کے بھائی کو بھی مجبوراً کفرنامہ پر مہر لگانی پڑی اور پولیس اور مجسٹریٹ کو بھی اُن لوگوں نے اپنے ساتھ شامل کر لیا اور چونکہ اُن ایام میں گورنمنٹ بھی وہابیوں پر بدظن تھی اور اُن کی گرفتاریاں وقوع میں آتی تھیں۔ اس لئے حکام بھی آپ کے خلاف ہو گئے مگر خدا تعالیٰ نے آپ کی فطرت ایسی ہی بنائی ہے کہ وہ غیر اللہ سے ذرہ بھی نہیں ڈرتے اس لئے آپ نے ذرہ بھی اس کی پرواہ نہ کی بلکہ اُس وقت کے حاکم کو پکڑ کر اُس کے گلے کو ایسا دبایا کہ وہ بیہوش ہو کر گر گیا۔ یہ حال دیکھ کر سب لوگ چلے گئے اور آخر اُس مجسٹریٹ کو اللہ تعالیٰ نے اُن کا حامی بنا دیا اور اخیر دم تک وہ آپ کے ساتھ باادب پیش آتا رہا۔ سچ ہے جو خدا کا ہو جائے خدا اُس کا ہو جاتا ہے۔

اس کے سوا آپ کو اور کئی مباحثے مختلف مذاہب کے پیش آئے سب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ غالب ہی رکھا۔ اور وہ ہمیشہ سرخرو اور کامگار ہی ہوتے رہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ کو تمام مذاہب کی کتب پر عبور کلی حاصل ہے اور تمام علوم میں پوری مہارت رکھتے ہیں اور ہزارہا کتابیں آپ کے مطالعہ سے گذری ہیں۔

آپ کا ریاست کشمیر و جموں میں جانا

آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ رویا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کشمیر جانے کی تحریک کی تھی اس لئے آپ نے بھیرہ کو ترک کر کے جموں کا رستہ لیا جب وہاں پہنچ گئے تو اتفاقاً آپکو ایک

چھوٹا سا بالاخانہ کرایہ پر مل گیا جو اُس رستہ پر تھا جہاں سے لوگ دربار کو آتے جاتے تھے۔ مگر مالک مکان جو ایک ریاست کا عہدہ دار تھا بڑا بدعہد اور بدمعاملہ تھا۔ اشٹام لکھے جانے کے بعد بھی آپ کو متواتر تنگ کرنے لگا کہ مجھے دوگنا تگنا چوگنا کرایہ ملتا ہے آپ نے چوگنا تک دینے کا وعدہ کر لیا مگر پھر بھی وہ اپنی شرارت سے باز نہ آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص مجھے بارہ گنا کرایہ دیتا ہے اس پر آپکو سخت رنج ہوا اور ناراض ہو کر اپنے آدمی کو حکم دیا کہ اسباب باندھو اور اُٹھاؤ ہم ایسے شہر میں جہاں کے عہدہ دار تک بدعہد ہیں ہرگز نہیں رہتے۔ چنانچہ بالاخانہ خالی کر کے اسباب نیچے اُتروا دیا گیا ابھی آپ اوپر ہی تھے کہ وہاں سے میاں فتح محمد صاحب ایک رئیس کا گذر ہوا اسباب دیکھکر پوچھنے لگا کہ یہ کس کا اسباب ہے۔ اتنے میں آپ بھی نیچے اُتر گئے۔ اور رئیس آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ تو ابھی آئے تھے۔ اب کہاں جاتے ہیں۔ آپ نے سختی سے کہا کہ تم لوگ بدعہد ہو بدعہدوں میں ہم رہنا پسند نہیں کرتے۔ وہ فوراً تاڑ گیا کہ افسر نزول بدعہد آدمی ہے اُس نے آپ کو تنگ کیا ہے اُنہوں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ یہ اسباب ہمارے مکان پر لیجاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس شہر میں رہنا پسند نہیں تم اسباب نہ اُٹھاؤ۔ مگر اُنہوں نے ایک بھی نہ سُنی اور سب اسباب اپنے مکان پر بھجوا دیا۔ آپ نے رئیس مذکور کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کو میرے رکھنے میں تکلیف ہو گی کیونکہ دو بڑے اہلکاروں کو آپ سے نقار ہے مگر اُنہوں نے ذرہ بھی پرواہ نہ کی اور دس برس تک آپ اُن کے مکان میں رہے اور کوئی شکایت کا موقع پیش آیا۔

آپ کا ریاست جموں و کشمیر میں ملازم ہونا

جب آپ وہاں جموں میں کچھ عرصہ تک رہے اور چند اُمرا اور رؤسا کے خطرناک امراض کے علاج کیے اور آپ کے علاج سے کامیابی ہوئی تو آپ کی دربار جموں و کشمیر میں بڑی شہرت ہو گئی مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر والئی ریاست نے آپ کو بڑی معقول تنخواہ پر ملازم رکھ لیا۔ راجہ پونچھ سے بھی آپ کے گہرے تعلقات یگانگت کے ہو گئے ادھر دو راجہ وہاں راجہ آپ کی بڑی عزت کرتے اور آپ پر بڑا اعتماد کرتے تھے اور خاص خاص درباروں میں آپ کو معزز جگہ پر کرسی ملتی تھی۔ تمام امراء ریاست و شاہزادگان بھی آپ پر بڑے مہربان تھے۔ دیوان لچھمن داس صاحب کو جو وزیر اعظم تھا وہ کسی سے ملاقات نہیں کرتے تھے۔ اور لوگوں میں بددماغ مشہور ہو گئے تھے

کیونکہ انھوں نے افغان لوگ دربان مقرر کر رکھے تھے وہ دھکے دیکر لوگوں کو دروازہ سے ہٹا دیتے تھے۔ آپ نے ایک نصیحت آمیز خط لکھا کہ آپ کے منصب کے خلاف ہے کہ آپ لوگوں سے ملاقات نہیں کرتے آپ ایک دیوان خانہ وسیع ملاقات کے لئے مقرر کریں اور اس میں ایرانی قالین بچھایا جائے اور پہرہ اٹھادیں۔ آپ جس سے چاہیں ملاقات کریں جس سے چاہیں نہ کریں مگر بالکل ملاقات کا ترک کر دینا آئین جہانداری کے خلاف ہے۔ رات کا وقت ہی تھا جبکہ آپ نے خط لکھا۔ آپ کے خط کا یہ اثر ہوا کہ دیوان صاحب نے اس خط کو پڑھ کر فوراً پہرہ دار ہٹا دئے اور ایک بڑے وسیع دیوان خانہ میں ایرانی قالین بچھوا کر اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو اسی وقت آپ کے پاس بھیجکر بلوایا۔ میاں شیخ محمد مُمیں نے جنکے مکان پر آپ فروکش تھے منع کیا کہ آپ ہرگز نہ جائیں اس میں خطرہ ہے۔ مگر آپ چلے ہی گئے اور جب دیوان صاحب کے مکان پر گئے تو دیوان صاحب بڑی تعظیم سے پیش آئے اور کہا کہ دیکھو میں نے آپ کے فرمانے کے بموجب سب کچھ کر دیا ہے۔ اور میں آئندہ ہمیشہ ملاقات کیا کرونگا۔ مجھے ایسے شخص کی بڑی قدر کرنی چاہئے کہ ایسی سچی بات کہتا ہے میں آپ کی اس نصیحت سے بہت خوش ہوا ہوں۔ غرضیکہ جب تک وہ زندہ رہا آپ سے بڑی مہربانی سے پیش آتا رہا +

آپ کو ریاست میں رہنے سے اہلکاروں اور خدمتگاروں کی کرتوتوں سے خوب ہی واقفیت ہوگئی کہ کس کس طرح یہ لوگ اپنے مہاراجوں کو دھوکہ دیتے اور کیا کیا مکرو تلبیس کرتے ہیں اور کس کس طرح راجے اور مہاراجے ان لوگوں سے ڈرتے رہتے ہیں۔ غرض ایک مدت تک آپ عزت کیساتھ ریاست میں رہے جب مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر کا انتقال ہوگیا تو مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر اپنے باپ کی جگہ مسند آرائے ریاست ہوئے۔ چونکہ اہلکاروں اور خدمتگاروں کی شرارتوں سے باہم بھائیوں میں نقار اور مخالفت تھی۔ اس لئے حضرت مولانا المعظم کو بھی شریر النفس لوگوں نے متہم کیا اور آپ کو ریاست سے علیحدہ ہونا پڑا۔ آپ کے پاس اُس وقت کچھ روپیہ نہ تھا۔ مگر خداتعالیٰ نے جو اُن کا ہر وقت کفیل اور ناصر ہے ایسے تنگ وقت میں بھی وہ تماشہ دکھایا کہ لوگ دیکھ کر حیران ہوگئے۔ ریاست سے فوراً تنخواہ کا حکم آگیا اور گھر پر ہی روپیہ پہنچا یا گیا بعض نے انہیں نے بھی روپیہ اور زیورات بھیج دئے۔ غرض بلا کسی تکلیف کے آپ وہاں سے وطن چلے آئے

آپ کا متاہل ہونا

آپ نے تین شادیاں کیں ہیں۔ دو بیبیوں سے بکثرت اولاد ہوئی۔ بڑی بی بی سے جو قبیلہ کے خاندان سے تھی۔ کئی ایک لڑکے بھی پیدا ہوئے مگر بچپن ہیں مر مر جاتے رہے ایک لڑکے کا نام اُسامہ تھا جس کی وجہ سے آپ نے ابو اسامہ کنیت اختیار کی تھی۔ سب لڑکے فوت ہوگئے صرف دو لڑکیاں امامہ بی بی و حفظہ بی بی زندہ رہیں۔ امامہ بڑی لائق تعلیم یافتہ تھی۔ اُردو فارسی پشتون سے خوب واقف تھی۔ اُس کا نکاح آپ نے مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی جو ایک اہل اللہ اور نیک مرد ولی اللہ تھے۔ اُن کے بیٹے عبد الواحد سے کر دیا تھا۔ جس سے دو لڑکیاں اور دو لڑکے ہوئے۔ دوسری لڑکی حفظہ بھی لکھی پڑھی ہوئی تھی۔ اُس کا نکاح مفتی فضل الرحمن صاحب سے جو اول بی بی کا برادر زادہ تھا کر دیا جس سے بفضلِ خدا بہت سی اولاد ہے اور وہ آپ ہی کے مکان میں قادیان ہی میں رہتی ہے۔ بڑی نیک سیرت لڑکی ہے۔

بڑی بی بی ایک بڑی معقول عمر پا کر بتقضائے الٰہی قادیان میں فوت ہوگئی۔

دوسری بی بی لودھیانہ کی ہے حضرت مسیح موعود کے تحریک سے ایک مشہور صوفی احمد جان صاحب کی دختر نیک اختر سے آپکا نکاح ہوا۔ یہ بی بی خوب خواندہ اور دین سے باخبر ہیں۔ طب سے بھی واقف ہیں۔ مستورات کی بیماریوں سے خوب آشنا ہیں اور اکثر معائنہ اور معالجہ بھی کرتی ہیں۔

آپ کے بطن سے بفضلِ خدا پانچ بیٹے اور ایک دختر زندہ موجود ہیں۔ ایک بچہ حال ہی میں اس بڑھاپے اور پیری میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحمت فرمایا ہے اور آپ کو عین شدتِ مرض میں جبکہ زندگی کی کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔ خدا تعالیٰ نے آپکو رویا میں دکھلا دیا کہ ابھی آپ کی زندگی باقی ہے۔ اور آپ کو ایک بیٹا عطا ہوگا۔ چنانچہ موعود لڑکا پچھلے مہینے میں پیدا ہوا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

آپ درسِ قرآن کریم و حدیث شریف کے بڑے عاشق ہیں

جب سے خدا تعالیٰ نے آپ کو توفیق بخشی ہے قرآن کریم اور حدیث شریف کا درس دینے اور ہمیشہ طلبا کو اپنے ہاں سے کتابیں۔ لباس اور کھانا اور مکان دیتے رہے ہیں صرف یہی نہیں

بلکہ وظائف مقرر کرکے بہت سے ہونہار طلباء کو کالجوں میں بھیجتے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں غیر زبانوں
کے سیکھنے کے لئے بھی بعض آدمیوں کو اپنے پاس سے کافی خرچ دیکر بھیجا ہے کیونکہ آپ کو اس کا بڑا
شوق ہے کہ کسی طرح لوگ غیر زبانوں سے واقف ہوکر اُن کی مذہبی کتابوں پر عبور حاصل کرکے
دینِ اسلام کی خدمت بجا لائیں۔ چنانچہ عبرانی زبان اور سنسکرت زبانوں کے سیکھنے کے لئے کئی
ایک آدمیوں کو بھیجا مگر انکو افسوس ہی رہا کہ کسی نے اُن زبانوں میں کمال پیدا نہیں کیا اور یونہی روپیہ
رائیگاں گیا اور جنہوں نے کیا بھی تو بھی وہ دین کی خدمت سے عاری رہے۔

درس قرآن کریم کا یہ حال ہے کہ کیسے ہی بیمار ہوں کیسے ہی ناتوان ہوں۔ اگر اتنی طاقت
بدن میں پاتے ہیں کہ چل سکیں اور بول سکیں تو پھر کبھی درس سے پہلو تہی نہیں کرتے۔ میں نے
بارہا دیکھا ہے کہ آپ کو نہایت ہی تکلیف ہو رہی ہے مگر درس کے مقابل میں وہ اپنی تکلیف کی
ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے۔

آپ دن رات میں اس قدر کام کرتے ہیں کہ ایک جوان صحیح تندرست ہرگز اس قدر کام نہیں
کر سکتا۔ پانچ چھ درس دیتے۔ عورتوں کو الگ بچوں کو الگ لڑکیوں کو الگ۔ مردوں کو الگ اور
بعض خاص خاص لوگوں کو الگ یہ تو صرف قرآن کریم کے درس کا حال ہے اس کے علاوہ بخاری شریف
کا درس اور طب کے درس بھی ہوتے ہیں گو آخری ایام میں طب کے درس سے سبکدوش ہو گئے ہیں
مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہو جاتا ہے

آپ کا مطب

آپ ہر روز مطب بھی کرتے ہیں۔ غریب ہو یا امیر بڑا ہو یا چھوٹا سب کو ایک ہی نگاہ سے
دیکھتے ہیں۔ بڑی توجہ سے بیماروں کو ملاحظہ کرتے اور نسخے لکھتے ہیں اور دوائیں اپنے پاس سے
مفت دیتے ہیں۔ اور جس بیمار کی سخت بیماری کی حالت سن پاتے ہیں تو بذاتِ خود اُس کے مکان
پر جا کر معائنہ فرماتے ہیں اور اپنے شاگردوں کو سخت تاکید کرتے ہیں کہ اس مریض کی بالخصوص
نگرانی کرو اور خدمت بجا لاتے رہو۔ اور اگر کوئی شاگرد تساہل یا غفلت کرے تو اُس پر ناراضگی کا اظہار
کرتے ہیں۔ آپ کے پاس دور دور سے بیمار آتے ہیں۔ اور ہر ایک کو نہایت توجہ سے دیکھتے ہیں
اور کبھی لالچ نہیں کرتے بلکہ اشارہ تک بھی نہیں کرتے۔ جو لوگ اپنی خوشی سے نذر پیش کرتے
ہیں لے لیتے ہیں اور اگر کسی کی غربت پر اطلاع ہو جائے تو اپنے پاس سے روپیہ دیتے ہیں۔

تمام ہندوستان میں اپنے سفروں میں ایسا کوئی طبیب نہیں دیکھا۔ کہ مفت علاج کرتا اور اپنے پاس سے دوائیں بھی مفت دیتا ہو یہ صفت صرف آپ ہی میں ہے +

آپکا حضرت مسیح موعود سے ملاقات کرنا

آپ جبکہ جموں و کشمیر میں تھے۔ آپ کو کسی طرح وہ اشتہار جو حضرت مسیح موعود نے ابتداء میں براہین احمدیہ کے متعلق دیا تھا جس میں دس ہزار کا انعام اُس شخص کے لئے درج تھا جو کتاب مذکور کا جواب دے۔ ایک عطار کی دکان سے مل گیا۔ آپ نے پڑھ کر کہا کہ جس انسان کی میں تلاش میں تھا۔ وہ یہی ہے وہاں سے ایک روز کے لئے قادیان میں آئے۔ آپ کی نظر مرزا امام الدین پر پڑی جو ایک دہریہ بے دین انسان تھا تو آپ کی طبیعت مکدر سی ہوگئی کہ وہ انسان ایسا شخص نہیں ہوسکتا اُن کی حیرانی کو دیکھکر مرزا امام الدین نے کہا کہ تم غلام احمد کو ملنا چاہتے ہو وہ دوسرے مکان میں ہیں جس کے سُننے سے آپ کی جان میں جان آئی۔ اور گول کمرہ میں جا بیٹھے حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی آپ نے کہلا بھیجا کہ عصر کے وقت ملیں گے۔ جب باہر آئے تو آپ فرمانے لگے کہ آپ ہوا خوری کو چلینگے۔ آپ نے کہا کہ بہت اچھا حضرت صاحب نے کوئی لمبی چوڑی بات پہلی ملاقات میں آپ سے نہیں کی۔ صرف یہ شعر پڑھ دیا +

من ذرہ ز آفتابم ہم از آفتاب گویم + نہ شبم نہ شب پرستم حدیث عشق گویم

دوسری صبح کو آپ حضرت اقدس سے رخصت ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ پھر بھی ملاقات ہوگی +

الغرض اُس کے بعد روز بروز محبت بڑھتی گئی اور باہم خط و کتابت ہونے لگی اور گاہے گاہے ملاقات بھی ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ خود حضرت مرزا صاحب جموں میں آپ کے ہاں تشریف لے گئے جب حضرت اقدس نے بیعت کا اعلان کیا تو سب سے پہلے لودھیانہ میں آپ نے آکر بیعت کی آپ کے ہمراہ مولوی عبدالکریم صاحب بھی آئے چونکہ اُس وقت مولوی عبدالکریم کے نیچریانہ خیالات تھے اسواسطے حضرت اقدس نے مولوی عبدالکریم کی بیعت حضرت مولنا المکرم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر لی۔ اور یہ بات صرف اُسی کے ساتھ بالخصوص ظہور میں آئی کیونکہ حضرت اقدس نے فراست سے سمجھ لیا تھا کہ مولوی عبدالکریم کا جس قدر حسن ظن حضرت مولنا پر ہے وہ ابھی اُن سے نہیں ہے۔ اس لئے

اس صورت سے اُن کی بیعت لی گئی +
جب حضرت صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے آپ ہی نے لبیک کی آواز نکالی اور آپنے بڑی فراخدلی سے انکو مسیح موعود تسلیم کر لیا۔ آپ نے سلسلہ کی امداد بہت ہی بڑی کی ہے۔ مالی۔ جانی۔ قلمی۔ اور کتب خانہ کے ذریعہ غرض ہر طرح کی امداد آپ نے کی ہے چونکہ ابتدا میں ہم اُن کی کل خدمات کے متعلق حضرت مسیح موعود کی تحریر سے دکھا چکے ہیں اس لئے اب ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ الغرض آپ کو مسیح موعود سے بے حد عشق تھا اور آپ دوران ملازمت ریاست کشمیر میں کئی دفعہ بحضور مسیح موعود علیہ السلام عرض کر چکے تھے کہ اجازت ہو تو ملازمت چھوڑ کر یہاں آجاؤں۔ مگر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی ٹھیرو ایک وقت آنے والا ہے کہ آپ یہاں آجائینگے غرض جب وہ ریاست سے علیحدہ ہو کر وطن میں بود و باش کرنے لگے اور ایک مکان بہت بڑا بنوایا جس پر بہت روپیہ صرف ہوا اور ابھی پورا مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ آپ حضرت صاحب سے ملنے کے لئے قادیان آ گئے۔ حضرت اقدس نے چند روز کے بعد فرمایا کہ آپ اپنی ایک اہلیہ کو یہاں بلوالیں۔ کچھ مدت کے بعد فرمایا کہ دوسری بیوی کو بھی یہاں طلب فرمالیں۔ پھر فرمایا کہ کتب خانہ بھی منگوالیں۔ اور پھر چند روز کے بعد بموجب الہام الٰہی کہدیا کہ تم وطن کا خیال ہی نہ کرو۔ جب سے آپ نے وطن کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ اور آپ نے اپنے خیالات اور اپنے منافع کو دین کے لئے قربان کر دیا۔
مہاراجہ کشمیر و جموں نے دوبارہ بلوایا اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی بھی مانگی کہ بعض شریروں نے آپکی نسبت مجھے دھوکا دیا تھا اب آپ اپنی جگہ پر بحال کئے گئے۔ اور روز علیحدگی سے اسوقت تک آپکی تنخواہ خزانہ میں جمع ہے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ نواب بہاولپور نے آپ کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھنا چاہا اور پچاس ہزار ایکڑ زمین بھی دینے کا وعدہ کیا۔ مگر آپ نے صاف انکار کر دیا کہ میں قادیان کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بہت لوگ سو روپیہ روزانہ پر باہر بیمار کو دیکھنے کے لئے لیجانا چاہتے مگر آپ نے کبھی لالچ نہیں کیا اور یہی کہا کہ ایک دم بھی حضرت اقدس مسیح موعود کی صحبت سے دوری میرے لئے خسران اور نقصان کا باعث ہے۔ اور اگر کسی نے مسیح موعود کو تنگ کر کے راضی کر لیا اور حضرت صاحب نے مولینا صاحب کو جانے کی اجازت دیدی تو چلے گئے مگر اپنی خوشی سے نہیں صرف حکم کی تعمیل کی غرض سے۔ غرض اس انسان نے ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ کا نقصان برداشت کرنا گوارا کر لیا مگر اس درگاہ سے ایک قدم بھی باہر نہ رکھا۔ یہ بےنفسی اور بے طمعی آپکی

ذاتِ مقدس پر ختم ہے +

آپکا خلیفہ اول ہونا

جب حضرت مسیح موعود کا انتقال پر ملال بمقام لاہور ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہوا تو اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کے دلوں میں یہ تحریک پیدا کی کہ حضرت مولنا کے ہاتھ پر بیعت کی جائے چنانچہ مولوی سید محمد سعید صاحب حیدرآبادی نے اپنی پاکٹ بک نکالی اور اُن لوگوں سے دستخط کرانے شروع کر دئے ۔ چنانچہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور خاکسار اور چند دیگر اشخاص نے دستخط کر دئے ۔ اور حضرت مولنا صاحب سے بعض دوستوں نے اس امر کو پیش کیا ۔ مگر آپ نے فرمایا کہ ابھی میں کچھ کہہ نہیں سکتا ۔ قادیان جا کر دیکھا جائیگا ۔ جب مسیح موعود کا جنازہ قادیان میں پہنچا اور باغ میں رکھا گیا تو صدر انجمن کے ممبروں نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ جنازہ سے پہلے امام کا ہونا ضروری ہے ۔ سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ حضرت مولنا سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ بعض ممبران نے آپ کی خدمت میں خلافت کے لئے عرض کیا ۔ آپ نے کچھ جواب نہ دیا اور باوضو ہو کر نواب صاحب کے مکان کے ایک کمرہ میں دو نفل ادا کئے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں بڑی دعا کی ۔ بعد ازاں لوگ پھر مصر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ سب لوگ باغ میں چلیں وہاں سب لوگ جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر نہایت درد دل سے ایک تقریر فرمائی اور کہا کہ اور بہت سے لوگ ہیں اُن کو خلیفہ بنایا جائے ۔ مجھے خلیفہ بننے کی خواہش نہیں اور اگر مجھے خلیفہ بنانے ہو تو تم سب کو میری اطاعت کرنی پڑیگی اور ہرگز چون و چرا نہ کرنا ہو گا سب نے یکزبان ہو کر اطاعت کا اقرار کیا اور آخر بیعت لی گئی ۔ پھر جنازہ پڑھا گیا ۔ اُس تاریخ سے لوگ سب آپ کے فرمانبردار رہیں ۔ گو اس دوران میں بعض نادان ناعاقبت اندیش لوگوں نے آپ کو اپنی نادانی سے رنج پہنچایا مگر آپ نے بڑے تحمل اور بردباری سے نزاع پیش آمدہ کو دانائی کے ساتھ رفع دفع کیا ۔ اور اب بھی بعض شریروں کی شرارت سے وقتاً فوقتاً آپ کو تکلیف پہنچتی ہے مگر صبر کے ساتھ برداشت کرتے اور نصیحت فرما دیتے ہیں اور مخالفت کے بد نتائج سے ہمیشہ آگاہ فرماتے رہتے ہیں لیکن سنت اللہ یہی ہے کہ جہاں آدم صفت انسان ہوں وہاں شیطان سیرت بھی ضرور ہوتے ہیں اس لئے یہ جنگ تو برابر چلی جائیگی کیونکہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اِلّا الّذین علیٰ دستین

اِس لئے کچھ گھبرانے کی بات نہیں۔ ہاں شیطان سیرت انسان ضرور شیطان کی طرح اپنے کئے کا بدلہ پائینگے۔ جو لوگ جماعت میں پھوٹ ڈلوانے کے درپے ہیں وہ آخر کو ذلیل اور خوار ہونگے اور دنیا میں اُن کا رو سیاہ ہوگا اور آخرت میں جہنم میں جائینگے بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ +

آپ کی تصنیف

آپ اگرچہ نہایت قلیل الفرصت ہیں کیونکہ آپ کا قریباً سارا وقت مطب کے بیماروں کی خبرگیری قرآن کریم و حدیث و طب کے درس میں خرچ ہو جاتا ہے اور جو کچھ وقت کسی نہ کسی طرح سے بچتا ہے تو خطوط کے جواب اور مطالعہ کتب میں صرف ہو جاتا ہے مگر پھر بھی آپ نے چند کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ایک کتاب فصل الخطاب علیٰ فاتحۃ الکتاب یہ مسائل متعلق شیعہ و وحدت الوجود وغیرہ۔ ایک فصل الخطاب دوسری تصدیق براہین احمدیہ۔ ایک ردّ تناسخ۔ ایک ابطال الوہیت مسیح ایک نور الدین بجواب ترک اسلام۔ ایک مجربات نور الدین۔ فصل الخطاب علیٰ فاتحۃ الکتاب جس میں لکھا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے نماز نہیں ہوتی۔ اور فصل الخطاب دو مجلدات میں ہے یہ ایک بےنظیر کتاب مسیحیوں کی رد میں ہے سینکڑوں لوگوں نے کتابیں مسیحی مذہب کے مقابلہ میں لکھیں مگر فصل الخطاب کا کوئی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسیحیوں نے ہر کتاب کا جواب دیا ہے جو اُن کے خلاف لکھی گئی ہیں مگر اس کتاب کا جواب باوجودیکہ بہت سال گذر گئے آجتک مسیحی نہیں دے سکے اور دے ہی کیا سکتے ہیں۔ اُنہیں کی کتابوں سے انکو ملزم کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب کی تصنیف کی تحریک یوں ہوئی کہ ایک روز شروع میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ مجاہدہ بتائے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ آپکا مجاہدہ یہ ہے کہ آپ مسیحی مذہب کے مقابلہ میں ایک کتاب لکھیں۔ چنانچہ بتعمیل ارشاد آپ نے یہ مجاہدہ اپنے ذمہ لیا اور شب و روز کی محنت سے یہ بےمثل کتاب لکھ کر شائع کر دی +

کتاب تصدیق براہین۔ آریوں کے مقابلہ میں تکذیب براہین احمدیہ کا جواب ہے چند مشاہیر آریوں نے ملکر ایک کتاب براہین احمدیہ کے جواب میں لکھی مگر چونکہ اُن آریوں کو اپنا پول معلوم تھا اسواسطے اُنہوں نے اپنے نام پر کتاب کو شائع کرنا پسند نہ کیا بلکہ ایک دریدہ دہن

شوخ مزاج کم علم سزا یافتہ پنڈت کے نام سے کتاب شائع کی چونکہ حضرت مولانا المکرم کو دس
مصنفوں کے نام سے جو بڑے آدمی تھے خوب واقفیت تھی اس لئے آپ نے اس کے
جواب کا مصمم ارادہ کر لیا ورنہ ایک معمولی بازاری آدمی کی طرف توجہ ہی نہ کرتے +

یہ کتاب بھی ایسی مدلل اور پرزور ہے کہ پھر آریوں کو جرات ہی نہ ہوئی کہ اس کا جواب
لکھیں اور وہ اس کا جواب ہی کیا لکھ سکتے تھے۔ جو دلائل و براہین سورج کی طرح روشن
ہوں ان پر کون پردہ ڈال سکتا ہے +

ردِ تناسخ۔ یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے جو آریوں کے مقابل تناسخ کی تردید میں لکھی
گئی ہے۔ چونکہ آپ فلاسفر اور حکیم ہیں اور ساتھ ہی مختصر نویس اس لئے وہ اپنے ذہن عالی
کے مطابق ایک امر عمیق کو لکھتے ہیں۔ گو وہ خود اپنے ذہن میں اس تحریر کو کافی سمجھتے ہیں
مگر اور لوگ اس کو مجمل خیال کرتے ہیں۔ اگر وہ تفصیل کر اس دلیل کو بیان فرماتے تو زیادہ مفید
ہوتی۔ مگر وہ اپنے فلسفیانہ دماغ کی بنا پر اس کو مفصل سمجھتے ہیں۔ یہ رسالہ بھی ردِ تناسخ
میں بے نظیر ہے +

ابطال المسیح۔ بھی ایک چھوٹی سی کتاب ہے جو یسوع کی الوہیت کے ابطال میں
ہے اس میں ایسی ایسی قوی براہین و دلائل مسیحیوں کے عقائد باطلہ کی تردید میں ہیں
کہ جن کا جواب مسیحی لوگ ہرگز نہیں دے سکتے۔ اور مسیح کی الوہیت کا ابطال حجج باہرہ و
براہین قاہرہ کے رو سے ایسا کیا ہے کہ باید و شاید +

کتاب نور الدین رسالہ ترک اسلام نام کا جواب ہے جو ایک اسلام کے فرزند عبد العزیز
نامی نے جس نے مذہب آریہ قبول کر کے اپنا نام دھرم پال رکھ لیا تھا۔ یہ شخص
گریجوایٹ ہے اور وہ کسی سکول کا ماسٹر تھا۔ چونکہ دین اسلام سے محض ناآشنا اور دہریہ
تھا۔ جیسا کہ بالعموم آجکل کے تعلیم یافتہ کی حالت ہو رہی ہے۔ آریوں کو دولتمند اور طاقتور
سمجھ کر اپنی قوم چھوڑ کر دنیاوی لالچ نے تبدیل مذہب پر اسکو آمادہ کر دیا۔ چونکہ قرآن شریف کے ترجمہ
اردو و انگریزی میں ہیں۔ ان کی بنا پر اپنے آپ کو مذہب اسلام کا واقف ظاہر کر کے اسلام
پر وہ زہر اگلا کہ الامان۔ چونکہ یہ مصالح تو پہلے ہی موجود تھا کیونکہ [illegible] جیسے اور بہت سے
اعتراضات اسلام پر کر چکے ہوئے تھے اس لئے بھی انہیں اعتراضات کو کچھ ایزادی کے ساتھ

اسلام پیغمبر اسلام - کتاب اسلام و پیروان اسلام پر تھوپے - چونکہ اسکو بوجہ گریجوایٹ ہونے
کے ایک بڑا عالم خیال کیا گیا اور وہ بھی اسلام سے مرتد شدہ اسی لیے ضروری تھا کہ اس
کے شر سے عوام کو بچانے کے لیے ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو اس کے منہہ کو توڑ دے
اور تمام اعتراضات کا قلع قمع کر دے آپ کے دل میں اسلام کا سچا عشق - سچا درد اور سچا
گداز ہے - آپ نے بسم اللہ کر کے یہ کتاب لکھی اور اس کا نام اپنے نام پر نورالدین رکھا - اس
میں ایسے ایسے مسکت جواب ہیں کہ خود دھرمپال نے اقرار کیا ہے کہ واقعی یہ جواب بڑے
قوی اور مضبوط ہیں - اگرچہ دھرمپال کی کتاب کے چند دیگر علماء نے بھی جواب لکھے مگر جو کتاب
آپ نے لکھی اس کا مقابلہ کوئی کتاب نہیں کر سکتی - اس کتاب نے ایسا لاجواب کر دیا کہ وہ
بالآخر مسلمان ہونے پر مائل ہو گیا اور سنا ہے کہ اس نے اسلام کا اظہار بھی کر دیا ہے +

علاوہ ان کے آپ نے عربی زبان میں ایک تفسیر لکھی ہے جو ابھی طبع نہیں ہوئی اور
قرآن کریم کا ترجمہ بھی کیا ہے - کیونکہ جس قدر تراجم اس وقت موجود ہیں ان میں بہت
سے نقص ہیں - کچھ تو زبان کے اور کچھ فی الحقیقت معنے ہی غلط کیے گئے ہیں - اسواسطے
آپ نے ایک صحیح ترجمہ قرآن کریم کا کیا ہے +

مزید براں آپ نے صرف و نحو پر بھی کتابیں لکھی ہیں مگر طبع نہیں ہوئیں +

درس خاص

آپ نے علاوہ ان درسوں کے جو روزمرہ دیتے ہیں آپ کو بہت دفعہ خاص درس بھی
دینے پڑے ہیں - آپ نے صاحبزادہ میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب خلف الرشید حضرت مسیح
موعود کو خاص درس دیکر قرآن کریم و حدیث کے معارف سے خوب آگاہ کر دیا ہے اور
بعض کتب تصوف بھی آپ کو پڑھائی ہیں +

مولوی محمد تیمور ایم - اے کو قرآن و حدیث کے علاوہ تمام علوم عربیہ نہایت شوق و محبت
سے پڑھائے - ایسا ہی میاں بشیر احمد صاحب پسر سوئم حضرت مسیح و شریف احمد پسر چہارم
مسیح موعود کو قرآن شریف بڑی محبت سے پڑھایا - اور بعض ان معزز اصحاب کو جو ملازمت
کی حالت میں رخصت لیکر صرف قرآن کریم پڑھنے آئے ۲ ماہ کے اندر تمام قرآن کریم مع اسرار

ومعارف سکھلا دیا۔ غرض آپ نے قرآن کریم کی وہ خدمت کی ہے کہ جس کی نظیر ابتدائے اسلام سے اسوقت تک نہیں ملتی۔

آپ کے لکچر

خدا کے فضل سے آپ لکچرار و سپیکر بے نظیر ہیں۔ چونکہ آپ کو تمام مذاہب سے خوب واقفیت تامہ ہے اور قدیم اور موجودہ سائنس سے بھی کماحقہ ماہر ہیں اس لئے آپ کے لیکچر ایسے مدلل اور ایسے قوی اور موثر ہوتے ہیں کہ لوگ سنکر عش عش کر جاتے ہیں آپ نے سینکڑوں دفعہ لکچر دئے ہیں۔ جہاں جہاں آپ کو جانے کا اتفاق ہوا ہے وہاں کے لوگ آپ کے پاس جمع ہو کر اسی بات کے ملتجی ہوئے ہیں کہ آپ لیکچر دیں۔ چنانچہ ہر شہر میں لیکچر دیتے رہے ہیں۔ انجمن حمایتِ اسلام لاہور۔ انجمن نعمانیہ لاہور۔ انجمن احمدیہ لاہور۔ سیالکوٹ۔ مالیر کوٹلہ۔ لودھیانہ۔ امرتسر۔ وغیرہ وغیرہ مقامات پر کئی کئی دفعہ لکچر دے چکے ہیں۔ آپ کے لکچر ہمیشہ قرآن کریم ہی سے ہوتے تھے اور قرآن کریم کی تعلیم کو دیگر مذاہب سے مقابلہ کر کے دکھاتے تھے۔ آپ قرآن کریم کو ایسا سمجھتے ہیں کہ کوئی دنیا میں آپ کا لگا نہیں کھا سکتا۔ کیوں نہ ہو جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جہاں تجھے کوئی مسئلہ قرآن کریم کا کسی دشمنِ دین کے مقابلہ میں نہ آتا ہو تو ہم تم کو سکھلا دینگے چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس وعدہ کو ہر موقع اور ہر مقام پر پورا کیا قرآن کریم کے وہ وہ حقائق اور معارف بیان فرماتے ہیں کہ لوگ سنکر حیران رہجاتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ میں لیکچر دے رہے تھے۔ اس جلسہ میں مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم دہلوی اور مولوی حسن علی صاحب مرحوم و مغفور بھاگلپوری نائب مشنری بھی تشریف رکھتے تھے۔ مولوی حسن علی صاحب پر وہ اثر ہوا کہ اُن سے رہا نہ گیا اور بے اختیار بکار اٹھے ابھی اسلام مُردہ نہیں ہوا اور اہلِ اسلام میں ابھی عالمِ ربانی موجود ہیں جو قرآن کریم کے مغز کو جانتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ موجودہ سائنس سے مقابلہ کر کے اس کی عظمت اور اس کے جلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا دیتے ہیں۔ اس بزرگ کے وعظ کا اثر تھا کہ خدا تعالیٰ نے مولوی حسن علی صاحب مرحوم کو سلسلہ احمدیہ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور وہ قادیان میں آئے اور بعد تحقیقات مشرف بیعت ہوئے۔

آپ کے علم وفضل آپ کے وعظوں اور لکچروں کی ہر جگہ ڈھاک بیٹھی ہوئی ہے حتیٰ کہ دشمن سے دشمن بھی قائل ہے کہ یہ ایک بے نظیر انسان اور بڑا جید عالم و فاضل ہے۔

اپنے فرائض میں غفلت نہیں کرتے

آپ اپنے فرائض میں ذرہ بھی تساہل و غفلت نہیں کرتے باوجود متواتر بیماریوں اور بڑھاپے کے جماعت کرواتے اور درس برابر دیتے اور بیماروں کو دیکھتے اور دوائیں تجویز کرتے اور خطوط مُتفنتے اور اُن کے جواب خود لکھتے اور لکھواتے ہیں۔ لوگوں سے ملاقات کرتے۔ عورتوں کو درس دیتے اور کتب جدیدہ کا مطالعہ کرتے اور اخبارات پڑھتے ہیں اور تنازعات اور جھگڑوں کا فیصلہ بھی کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی فارغ نظر نہیں آتے بجز اشد معذوری کے کبھی روزمرہ کے فرائض مفوضہ سے تغافل نہیں کرتے۔ میری نظر میں ایسا کوئی مخیر انسان نہیں گذرا۔ خدا کی بیشمار رحمتیں اُس پر اور اُس کی اولاد پر ہوں۔ ہمیں ان کی ذات سے بے شمار فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

آپ کا کتب خانہ

آپ کو ابتدا ہی سے خدا تعالیٰ نے مطالعہ کتب کا اس قدر شوق بخشا تھا کہ آپ سفروں میں بھی سوائے مطالعہ کتب کے آرام ہی نہیں پکڑتے تھے۔ جہاں کہیں اُن کو رہنے کا اتفاق ہوا آپ دریافت فرماتے تھے کہ یہاں کوئی کتب خانہ ہے اور جب پتہ لگ جاتا تھا تو بلا ناغہ ہر روز فرصت کے وقت کتب خانہ میں جا کر کتابوں کے پڑھنے میں تمام وقت صرف کر دیتے تھے اور اب تو اُنکا حال یہ ہے کہ آپ باوجود ضعف پیری اور متواتر عوارضاتِ جسمانی کے لاحق ہونے کے مطالعہ کتب سے ہرگز رک نہیں سکتے۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ایسی سخت سے سخت گھڑیوں میں بھی جبکہ مارے درد کے بے چین ہو رہے ہیں یا آپ پر ضعف کی وجہ سے قریباً غشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے تب بھی یہ مردِ خدا کتاب ہی دیکھتے ہوئے دکھلائی دینگے یا حفاظ سے قرآن شریف ہی سنینگے۔ بار بار ہمدرد مریدوں و ڈاکٹروں والعیاذ جیسے ادب سے عرض بھی کیا ہے کہ حضور والا ایسے وقت میں تو ذرہ آرام سے لیٹ رہیں مگر وہ کیا جواب دیتے ہیں کہ میں کیا کروں مطالعہ کتب کے بغیر ہم رہ نہیں سکتے قرآن اور دینی کتابیں میری غذا ہیں۔ جب موت تک پہنچکر بھی یہ مطالعہ کتب سے باز نہیں

رہ سکتے تو پھر آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ آپ نے پھر کس قدر کتابیں جمع کی ہونگی۔ دنیا کی جس قدر چیدہ کتابیں اسلام اور غیر مذاہب کے متعلق آپ کو مل سکتی ہیں وہ سب جمع کی ہیں اور اس امر کے متعلق کہ اُس کی کیا قیمت ہوگی کبھی خیال تک ہی نہیں کیا۔ صرف اتنا معلوم ہوجانا کافی ہے کہ فلاں مقام سے فلاں کتاب مل سکتی پس فوراً سنتے ہی آرڈر دیدیتے ہیں کہ وی۔ پی۔ کردو۔ اگر مطبوعہ نہیں تو کاتب بھیجکر نقل کروالیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر اتنا بڑا احسان ہے کہ جن جن کتابوں کی خواہش پیدا ہوئی خدا نے سب پوری کردی غرضیکہ آپ کے پاس اس وقت تک ایک عجیب کتب خانہ ہے اور ہندوستان بھر میں ایسا کوئی کتب خانہ نہیں حتےٰ کہ میں علے وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ سرکارِ آصفیہ کا بھی ایسا کتب خانہ نہیں گو وہ کتنا ہی بہت بڑا ہے مگر اعلیٰ کتب کے لحاظ سے کچھ نہیں +

آپ کی نسبت زمانہ حال کے ملہمین کی شہادت

اول۔ شہادت میر عابد علی صاحب سجادہ نشین بدوملی

ایک بزرگ حضرت میر عابد علی صاحب سجادہ نشین بدوملی ضلع سیالکوٹ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے چن لیا ہے اور اُن کو اپنی ہمکلامی کا فخر بخشتا ہے۔ آپکو بکثرت الہامات ورویا صادقہ ومکاشفات ہوتے ہیں۔ آپ نے کئی دفعہ سالانہ جلسوں پر جو دارالامان قادیان میں ہر سال ماہ دسمبر میں ہوا کرتے ہیں خدا تعالیٰ سے الہام پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت بھرے مجمع میں تصدیق کی ہے کہ ہر دو بزرگان خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں اور آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت جو الہامات حال میں ہوئے ہیں اُنہوں نے اخبار بدر مورخہ ۶ و ۱۲ ر نومبر ۱۹۱۲ء میں شائع کئے ہیں اُن میں سے چند ایک الہام بطورِ شہادت یہاں درج کیے جاتے ہیں اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا یعنے ہم نے اُس کو حکم اور علم عطا کیا ہے پھر الہام ہوا وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا یعنے ہم نے اُس کو اپنے پاس سے علم دیا ہے۔ پھر فرمایا اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ پھر الہام ہوا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ یَسُوْقُھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ یعنے ہم عنقریب اُسے جنت میں لیجانے والے ہیں +

پھر الہام ہوا۔ زندہ گشتہ بعد مرگ صد ہزار یعنے یہ امیرالمومنین خلیفۃ المسیح لاکھ موت اپنے پروار دکر کے اس زندگی کو پہنچا ہے +

پھر الہام ہوا۔ پاک زینہ جس کی تفہیم یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رحمۃ للعلمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے لئے واصل باللہ ہونے یعنے روحانی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے کے لئے ایک سیڑھی ہے یعنے اس سیڑھی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہنچ سکتے ہیں یہ چند الہامات ہیں جو ہم نے ملہم موصوف کے کثیر التعداد الہامات میں سے بطور نمونہ یہاں درج کئے ہیں۔ چونکہ کتاب پہلے ہی سے ضخیم ہو چکی ہے اس لئے اختصار کو پسند کیا گیا +

دوم شہادت حضرت ملہم ربانی منشی نبی بخش صاحب ملنشیر سارجنٹ پولیس

یہ وہ بزرگ ہیں جن کا حال اُن ملہمین میں درج ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تصدیق کی ہے +

اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر شہادت دی ہے جو بجنسہ درج ذیل ہے :۔

مورخہ ۹ ر دسمبر ۱۹۱۳ء **دعا۔ الہام**

خلیفہ شاندار اور موحد کامل ہے۔ لوگ بغض و حسد میں بڑھ گئے ہیں۔ جو لوگ کمتر جھکینگے کمتر درجہ پائینگے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت کا موجب ہے۔ منافق ذلیل اور خوار ہونگے وہ نہائت ہی جلدی سے اطاعت کریں۔ ورنہ توبہ کا دروازہ بند کیا جائیگا۔ لوگ ضلالت اور گمراہی میں رہ چکے ہیں۔ خلیفہ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کو بہت پیاری ہے۔ اے لوگو احمد کا نمونہ بن جاؤ۔ منافق گھبرا جاتا ہے۔ مگر باز نہیں آتا علاج ہے۔ توبہ کرے۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت نزول رحمت کا باعث ہے۔ تمہارے رسول کے وقت سے منافقوں نے بہت ہی خرابیاں ڈال رکھی ہیں۔ میںنے کسی کی پیش نہ جانے دی۔ محمد کا کہا ناپسند نہ تھا۔ احمد کا نمونہ دیکھ لو آخر وہ میدان حق میں آنکلا۔ کفار مکہ میدانوں میں خاک ہو گئے۔ کفار اور منافقین سب نیست و نابود کر دئے گئے۔ مسیح موعود تقویٰ اور طہارت میں کمال رکھتا خلفاء راشدین

سے بڑھ چڑھ کر نہ خلیفہ کا غم کھانا نہایت نازک معاملہ ہے۔ اس ہی کی خلافت ضرورت کے ثابت
ہے تم خلیفہ کی اطاعت کرو۔ دین کی ترقیات کا موجب ہے قُل اِنَّ مَعَكَ ۔ رفتہ رفتہ نور
ہدائت پاؤ گے۔ منافق کا درجہ بہت خراب حالت میں ہے تم مخور نصرت آویگی تب دیکھینگے
حیران رہجائینگے (خلیفہ) پاک خیال کا انسان ہے مخالفت مت کرو اس کو تاجِ خلافت دیا
گیا ہے میں اپنے کاموں میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ جو لوگ قرب پاتے ہیں وہ ہرگز دخل
نہیں دیتے ۔

بندہ نبی بخش سارجنٹ اول پنشنر
از موریکی تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ

سوم شہادت حضرت مولنا صوفی عبدالستار خان صاحب
مہاجر ساکن خوست حال مقیم قادیان

تیسرے بزرگ حضرت مولوی صوفی عبدالستار خانصاحب ہیں جو شہید مرحوم حضرت صاحبزادہ ملاں عبداللطیف صاحب کے صحبت یافتہ وشاگرد ہیں۔ یہ بزرگ شہید مرحوم کے قتل کے بعد وطنِ مالوف کو ترک کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات میں آکر دارالامان قادیان میں مقیم ہوگئے۔ یہ بزرگ ذی علم ہونے کے باوجود تنہائی پسند اور کم سخن ہیں۔ جو افغان مختلف اطرافِ افغانستان سے آتے ہیں آپ اُن کو سلسلہ کی تبلیغ و تعلیم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑے متقی پارسا زاہد وعابد بےنفس انسان ہیں اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مکالمات والہامات رویا صادقہ ومکاشفات کا انعامِ عظیم ملا ہوا ہے۔ بہت باتیں پیش از وقت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر ظاہر کرتے ہیں اور وہ اُسی طرح پوری ہو جاتی ہیں۔ آپ کو بکثرت روزمرہ الہام ہوتے ہیں۔ چونکہ اُن کو اپنے الہامات کے لکھنے کی عادت نہیں اس لئے وہ لکھے ہوئے موجود نہیں رہتے۔ چند الہامات حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت جو اُن کو ہوئے ہیں بطورِ نمونہ درج ذیل کئے جاتے ہیں ۔

سب سے پہلے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح بعد انتقالِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلسلہ احمدیہ

کے جانشین ہوئے اور آپ نے بیعت لینی شروع کی تو بزرگ موصوف کو یہ الہام ہوا۔ این دستِ نصرت است کہ نصرت شروع ہوا۔ یعنے خلیفۃ المسیح کا ہاتھ نصرت کا ہاتھ ہے۔ اور نصرت شروع ہوگئی ہے۔ پھر الہام ہوا۔ این دستِ رحمت است کہ رحمت شروع ہوا۔ یعنے آپ کا ہاتھ رحمت ربانی کا ہاتھ ہے اور رحمت خدا شروع ہوگئی ہے۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ قضائے الٰہی سے گھوڑے پر سے گر گئے اور آپ کو ضرب اس شدید پہنچی اور آپ کی تکالیف روز افزوں ترقی کرتی گئیں۔ حتیٰ کہ ڈاکٹروں اور اطبا نے نا امیدی اور مایوسی کی علامات دیکھیں تو بزرگ موصوف کو یہ الہام ہوا۔ میرسد بعاقبت بعیشِ مدام۔ ہر کہ او والمأخرین باشد۔ یعنے جو شخص ہمیشہ غمزدہ ہے وہ آخر کار ہمیشہ کی زندگی پا ئیگا۔ مراد یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح صحت یاب ہوجائینگے اور جن جن کو اُن کی حالت موجودہ سے غم و حزن پہنچا ہے وہ آخر کار مسرور ہونگے۔ جب آپ عہدۂ خلافت پر متمکن ہی نہیں ہوئے تھے اور ابھی تک کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا۔ تو بزرگ موصوف کی زبان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الفاظ القا ہوئے گویا کہ وہ حالت رویا میں آپکے نام خط لکھ رہے ہیں۔ مظہر العلم والحکم۔ منبع الجود والکرم نور الدین اسعد الاکرم۔ اس بزرگ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی نسبت بکثرت الہام ہوئے ہیں۔ صرف جلدی میں انہی الہامات پر اکتفا کیا گیا۔

ان کے سوا اور بہت سے اصحابوں کو آپ کی نسبت الہامات ہوئے مگر بوجہ طوالت نظر انداز کردئے گئے۔ آخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل مسیح موعود و خلیفۃ المسیح میرا بیڑا بھی پار کردے اور میرے ہاتھ سے دین کی ایسی خدمات ہوں جس سے وہ راضی ہوجائے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وَتُبْ اِلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

آپ کا تبحرِ علم

آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ آپ کو بچپن سے کس قدر شوقِ علم تھا۔ یہی شوق ہی تھا کہ آپ کو تحصیلِ علم کے لئے جگہ جگہ لیے پھرا۔ آپ نے صرف ہندوستان کے مختلف بلاد ہی میں جو علم کے معدن سمجھے جاتے تھے جاکر علم نہیں سیکھا بلکہ اس ملک سے باہر نکل کر سمندر کو چیرتے ہوئے عرب کی مقدس سرزمین میں پہنچے کیونکہ ہندوستان کے مدارسِ دینیہ اُن کی پیاس کو نہیں بجھا سکتے تھے۔ مگر اُس سرزمین نے جس کی خاک کو فخرِ بنی آدم فخر المرسلین وخاتم النبیین ورحمت للعلمین صلوٰۃ اللہ وسلامہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے معطر ومطہر بنا دیا تھا۔ آپ کی عطشِ اشتیاق کو ایسا سیراب کر دیا کہ پھر کسی اور جگہ جانے کی آپ کو ضرورت نہ رہی +

لوگ علم پڑھتے ہیں اور بڑی بڑی کوششیں بھی کرتے ہیں مگر آپ کے علم پڑھنے اور دیگر علماء کے علم پڑھنے میں بڑا فرق ہے۔ جہاں تک دیکھا گیا ہے علم پڑھ کر لوگ بڑے بڑے امام بھی ہوگئے ہیں۔ مگر اُن علماء کو کسی خاص ایک علم سے مناسبت ہوتی تھی۔ تمام علوم میں اُن کو کمال حاصل نہیں تھا۔ بجز چند گنتی کے علماء کے جن کو ایک سے زائد علوم میں مزاولت تھی مگر پھر بھی کمال نہیں تھا۔ مثلاً اگر کسی کو فقہ میں کمال تھا تو باقی علوم میں اُن کو کمال نہیں تھا۔ اگر کسی کو علمِ حدیث میں یدطولیٰ حاصل تھا تو فقہ و دیگر علوم میں مہارت تام نہ تھی۔ اگر کسی کو تاریخ کا علم تھا تو اُن کو علم طب وغیرہ میں کمال نہ تھا۔ اگر کسی کو طب میں کمال حاصل تھا تو علمِ سیاست مدن سے ناآشنا تھا۔ اگر کسی کو علم ادب میں کمال تھا تو اُسکو علم تفسیر سے کم واقفیت تھی۔ غرض جس شاخِ علم کو لو کسی ایک ہی فن میں اُن کو مناسبت ہوتی تھی۔ مگر برخلاف اس کے آپ کو ہر علم میں کمال حاصل ہے۔ تفسیر میں۔ حدیث میں۔ فقہ میں۔ تاریخ میں۔ طب جدید وقدیم میں۔ فلسفہ میں۔ علم ادب میں۔ سائنس قدیم وجدید میں علم مناظرہ میں۔ غرض کوئی علم نہیں جن میں آپ کو مہارت تام نہ ہو۔ لوگ تو بعض علماء کو بحر العلوم کا خطاب دیتے ہیں مگر آپکو مجمع بحار العلوم والفنون کا خطاب دیا جائے تو بلا مبالغہ زیبا اور انسب ہے +

آپ کے اخلاق

آپ کے اخلاق نہایت ہی حمیدہ۔ آپ کے عادات نہایت پسندیدہ ہیں۔ آپ اپنے رشتہ داروں سے اپنے دوستوں حتیٰ کہ دشمنوں سے بھی خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ عفو اور درگذر کی آپ کی بڑی عمدہ عادت ہے۔ سخاوت آپ کا شیوہ اور مروت آپ کی خصلت اور حلم آپ کی چادر ہے۔ جہانتک ممکن ہو کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے سادگی آپ کا پسندیدہ زیور ہے اور دکھلاوے اور ریا کے آپ سخت دشمن ہیں خوشامد سے سخت نفرت کرتے ہیں نہ خود خوشامد کے عادی نہ دوسروں سے خوشامد چاہتے ہیں۔ لباس۔ خوراک۔ گفتگو میں کوئی تصنع وبناوٹ نہیں۔ ذوی القربیٰ سے خاص سلوک کرتے اور ہر ایک کے حقوق کی نگہداشت کرتے ہیں۔ غربا و مساکین۔ مسافر و ابن السبیل سے حتیٰ الوسع عمدہ سلوک مرعی رکھتے ہیں۔ بیماروں کی خبرگیری کرتے۔ اپنے پاس سے دوائیں دیتے ہیں۔ طمع اور لالچ آپ سے کوسوں دُور۔ بخل آپ سے ہمیشہ کے لئے مہجور ہے۔ ہمدردی بنی نوع آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ قرآن کریم آپ کی روحانی غذا ہے۔ اُس سے ایک لمحہ بھی دور رہنا موت سمجھتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایسی ایسی بیماری میں کہ دیکھنے والوں کو چند منٹ کے مہمان نظر آتے ہیں ہل بھی نہیں سکتے۔ کروٹ بھی نہیں بدل سکتے۔ ناغہ بھی باری نہیں کرتے پھر بھی قرآن کریم کے پڑھے یا سنے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء کو دیکھا ہے کہ ذرہ سی معمولی بیماری بھی آگئی ہے تو ذوی القربیٰ وغیرہ کے لئے ایک آفت کا سامنا ہوگیا۔ ایسے سڑی غصیلے ہوجاتے ہیں کہ بات بات میں بگڑ جاتے ہیں اور گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ آپ کو دیکھا ہے کہ خطرناک سے خطرناک مرض میں بھی اپنے تیمارداروں اور معالجوں کو بڑے پیار اور محبت سے پیش آتے ہیں۔ ذرہ سی ناچیز خدمت کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو فوق العادت اخلاق بخشے ہیں۔ آپ مسیح موعود کے جانشین اول ہونے کے قرار واقعی مستحق تھے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ +

آپ کی غیرت و حمیت

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ آپ ریاست کشمیر و جموں میں شاہی طبیب تھے اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ لوگ ایسے مراتب پہ ہو کر ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کہیں رئیس وقت ناراض نہ ہو جائے وہ خوشامد اور اپنی چالاکی سے رئیس وقت کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جو ذلت اور خفت ہی اٹھانی پڑے۔ مگر آپ ہمیشہ ایسے گندے اخلاق و عادات سے مبرا و پاک رہے ہیں۔ خوشامد نے کبھی آپ کے دامن کو نہیں چھوا۔ اور دنیا کے لالچ و حرص میں آپ نے اپنی خودداری اور وضع کو بٹا نہیں لگنے دیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مہاراج کشمیر ایک مجلس میں جس میں مختلف مذاہب کے علماء و فضلاء اور اراکین بیٹھے ہوئے تھے تشریف فرما تھے مہاراج کو پیاس لگی آپ نے پانی طلب کیا۔ حضرت مولینا کو فکر ہوا کہ سب بیٹھے رہینگے اور ہمیں اٹھنا پڑیگا کیونکہ مہاراج چھوت کے گرویدہ تھے۔ اور جہاں مسلمان ہو وہاں وہ پانی نہیں پی سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے فوراً مہاراج سے سوال کیا کہ مہاراج ہندو کس کو کہتے ہیں۔ مہاراج نے جواب دیا کہ جو وید کا قائل ہو۔ آپ نے اُس مجلس میں نظر دوڑا کر ایک جینی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ وید کا قایل نہیں مگر پھر ہندو کا ہندو ہے۔ مہاراج یہ جواب سنکر تھوڑی دیر خاموش رہے پھر بولے کہ جو جنیؤ پہنے وہ ہندو ہے۔ آپ نے ایک سکھ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ جنیؤ نہیں پہنتے پھر یہ ہندو کیسے۔ پھر مہاراج نے کہا کہ جو گائے کا گوشت نہ کھائے وہ ہندو ہو۔ وہاں اُسی مجلس میں ایک سربھنگی بیٹھا تھا۔ آپ نے اُس کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ وہ صرف گائے ہی کا گوشت نہیں کھاتا بلکہ انسان تک کا گوشت بھی نہیں چھوڑتا الغرض جو جو تعریف ہندو کی مہاراج کرتے تھے اُس کے برخلاف آپ اُس مجلس میں سے کسی نہ کسی کو اُس تعریف کے خلاف دکھلا دیتے تھے۔ آخر مہاراج سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ آپ بیٹھے رہیں۔ میں باہر جا کر پانی پی لونگا۔ بتاؤ اس قسم کی جرأت کس میں ہے۔ ہرگز نہیں

ایک دفعہ ریاست کشمیر میں۔ ایک بہت بڑا ڈاکٹر جس کو اپنے عہدہ پر بڑا فخر تھا۔ ایک رئیس کے ہاں عورت مرد کے حقوق پہ گفتگو کر رہا تھا۔ آپ بھی اتفاق سے وہاں جا نکلے

ڈاکٹر صاحب مساوات پر زور دیتے تھے وہ ڈاکٹر ریاست میں نیا آیا ہوا تھا۔ اور حضرت مولینا سے اُس کو تعارف نہ تھا جب وہ مساوات پر بڑا زور دے چکا تو حضرت مولنا نے اتنا دریافت کر لیا کہ ڈاکٹر صاحب کی کچھ اولاد ہے اُس نے کہا ہاں ایک سہ سالہ لڑکا ہے تو آپ اپنی جگہ سے اُٹھکر اُس ڈاکٹر کے قریب گئے اور باوجودیکہ جان پہچان نہ تھی۔ آپ نے بلا تامل ڈاکٹر صاحب کی چھاتیاں ٹٹولنی شروع کیں اور دیکھ بھال کر اپنی جگہ پر آنکر بیٹھ گئے ڈاکٹر صاحب آپکی سادہ وضع کو دیکھ کر حیران ہو کر اُس رئیس سے جس کے ساتھ وہ مخاطب تھا پوچھنے لگا کہ یہ کون ہے اور اس نے ایسی بے جا حرکت کیوں کی ہے۔ وہ رئیس آپ کے پایہ کو جانتا تھا بولا کہ میری کیا طاقت ہے کہ میں آپکے سامنے کچھ دم مار سکوں آپ ہی اُن سے پوچھ لیجئے۔ آپ نے بلا انتظار فرمایا کہ آپ نے ابھی مساوات کا ذکر فرمایا ہے اور آپ نے ابھی یہ بھی کہا ہے کہ آپ کی جورو نے ایک بچہ جنا ہے۔ اب مساوات کے لئے از بس ضروری ہے کہ آپ کی جورو تو اپنی باری میں بچہ دے چکی اب میں نے آپکی چھاتیوں کو اس لئے دیکھا ہے کہ اب آپ کی باری ہے آپ بچہ جننے کے لئے تیار ہیں کہ نہیں۔ ورنہ مساوات کیسی۔ وہ یہ سنکر سخت ششدر رہ گیا اور وہ رئیس قہقہہ مار کر ہنسنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب دو جواب وہ ڈاکٹر شرمندہ سا ہو گیا اور کھسیانہ سا ہو کر کہنے لگا کہ واقعی ہماری غلطی ہے ہم بلا سوچے سمجھے جو بات یوروپ سے آتی ہے جھٹ مان جاتے ہیں +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ایک ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ ایک یوروپین پادری لوگوں کو تثلیث کی تبلیغ کر رہا تھا۔ آپ اپنی سیٹ سے اُٹھے اور پادری صاحب کے سر کو غور سے دیکھنے اور ٹٹولنے لگے۔ پادری متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ صاحب آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں طبیب ہوں میں تحقیق کرنا چاہتا تھا کہ اُس سر کی کیا بناوٹ ہے جس میں یہ تثلیث کا مسئلہ سما گیا ہے۔ اور معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے اور آپ لوگوں کے سروں کی بناوٹ میں کیا فرق ہے اور وہ کیا وجہ ہے کہ ہمارے سر اس بھول بھلیاں کو اپنے اندر داخل نہیں کر سکتے۔ پادری پوچھنے لگا کہ آپکا کیا نام ہے آپنے کہا نور الدین۔ پادری کہنے لگا کہ جموں کا نور الدین آپنے کہا ہاں۔ یہ سنتے ہی پادری اُس کمرہ کو چھوڑ کر دوسرے کمرہ میں

تناسخ پر بحث

ایک دفعہ ایک آریہ بڑا دعویٰ کر کے لاہور میں آپ کے پاس تناسخ پر بحث کرنے کے لئے آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں آپ سے تناسخ پر بحث کرنا چاہتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ کم ازکم تین گھنٹہ وقت دیا جاوے۔ آپ نے فرمایا تین گھنٹہ سے زیادہ بھی چاہو تو دے سکتے ہیں۔ آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو روپیہ جو ایک ہی سنہ کے تھے سامنے کر کے کہا کہ بحث سے پہلے ہم آپ کو ایک روپیہ دیتے ہیں اور بڑی خوشی سے دیتے ہیں ان دونوں میں سے جس کو چاہو اُٹھا لو۔ یہ سُنکر وہ آریہ سوچ میں پڑ گیا۔ اور سر نیچے کر کے سوچتا رہا اسی میں نصف گھنٹہ گذر گیا۔ اور مجلس میں خاموشی طاری رہی۔ ایک شخص نے تنگ ہو کر کہا کہ لالہ صاحب آپ مباحثہ کے لئے آئے ہیں اور وقت مانگتے تھے۔ وقت یونہی ضائع ہو رہا ہے آپ جلدی ایک روپیہ اُٹھا لیں اور پھر مباحثہ کریں تاکہ ہم بھی سُنیں۔ اُس نے کہا کہ اگر میں روپیہ اُٹھاتا ہوں تو مرتا ہوں۔ کیونکہ روپے دونوں یکساں اور ایک ہی سنہ کے ہیں ان میں سے جو ایک اُٹھاتا ہوں تو یہ اس ترجیح کی دلیل پوچھینگے کہ کیوں اسکو اُٹھایا۔ دوسرے کو کیوں نہ اُٹھایا اسی سے تناسخ رد ہو جاتا ہے۔ کہنے لگا کہ میں پھر حاضر ہونگا۔ مگر کون آتے پھر اُس آریہ نے اس طرف رخ بھی نہ کیا +

تثلیث پر اعتراض

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کہیں جا رہے تھے ڈاکٹر محمد اقبال اُن دنوں میں لاہور میں تھے اور مسٹر آرنلڈ صاحب جو پہلے علیگڈھ کالج میں تھا اور بعد ازاں اُس کالج کو چھوڑ کر لاہور گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہو گیا تھا۔ اس بات کا مدعی تھا کہ تثلیث کا مسئلہ ایشیائی آدمی کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اہل یوروپ ہی کا دماغ اُس کے سمجھنے اور اُس کی حقیقت کی تہ تک پہنچنے کے لئے مناسب واقعہ ہوا ہے۔ مسٹر محمد اقبال نے اس کو آپ کے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ مسٹر آرنلڈ صاحب کے پاس جائیں اور کہیں کہ اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح و درست ہے تو خود مسیح علیہ السلام اور پھر تمام حواریین

ہی ایسی کی ہے۔ اُنھوں نے اسکو اپنے دماغ میں کیسے جگہ دی ہوگی۔ جس کو سُنکر مسٹر موصوف ایسا خاموش ہوا کہ صدا ے برنخاست کا مضمون صادق آیا۔ اور بعد ازاں سُنا گیا تھا کہ مسٹر موصوف نے یوروپ کی ایک بھاری کنفرنس میں اس لاینحل اعتراض کو پیش کیا تھا مگر کنفرنس سے بھی کوئی تسلّی بخش جواب نہ نکلا*

آپ کے وقت میں اسلام اور احمدیت کی کیا ترقی ہوئی

(۱) میں سابق ازیں لکھ چکا ہوں کہ آپ قرآن کریم کے سچے عاشق تھے۔ قریباً ۲۵ برس کی عمر سے وہ قرآن کریم کی خدمت بے نظیر کرتے رہے ہیں ۱۸۸۵ء سے میں خود بھی واقف ہوں جب میں اُن دنوں میں جموں میں گیا جبکہ میں چیف کورٹ میں مترجم تھا تو وہاں جاکر دیکھا کہ آپ روزمرہ ایک جماعت کو درس قرآن حمید دیتے ہیں۔ اُس سے پہلے مجھے آپ کے قرآن کریم کے سُننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ وہاں آپکے ہاں دو روز ٹھہرنے کا اتفاق ہوا تو مجھے آپ کے درس سے وہ لذت اور مزہ آیا کہ میرے مُنہہ سے بے اختیار نکلا کہ ہم نے تو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے ہاں ناحق اپنا وقت کھویا اور دل میں یہی تڑپ پیدا ہوگئی کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا کردے کہ میں ان کی خدمت میں رہکر قرآن شریف پڑھوں۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے چند سال کے بعد ایسے سامان پیدا کردیئے کہ حضرت مولینا صاحب ملازمتِ ریاست جموں و کشمیر ترک کرکے دارالامان قادیان میں آگئے اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بھی غیب سے قادیاں رہنے کے سامان پیدا کردئے اور بار بار کے تکرار میں قرآن کریم کے سُننے کا اتفاق ہوا غرض ہزارہا دیگر آدمیوں نے بھی آپکی ذات سے فائدہ اُٹھایا*

(۲) علاوہ ازیں آپ کے دورانِ خلافت میں تبلیغ کا سلسلہ نہایت وسیع پیمانے پر جاری ہوا۔ ہندوستان کے قریباً تمام بلادِ عظیمہ میں تبلیغ اسلام ہوئی۔ یعنے ایک طرف کشمیر سے لیکر مدراس تک دوسری طرف کراچی سے لیکر بنگال مشرقی و برہما تک واعظین و مبلغین بھیجے گئے اور یہ تبلیغ صرف حدود ہندوستان کے اندر ہی محدود نہیں رہی

بلکہ غیر ممالک تک اُس کا دورِ دورہ ہوا۔ افغانستان۔ مصر۔ شام اور یوروپ کے اکثر ممالک میں مبلغین گئے اور ابتک بڑی کامیابی کے ساتھ وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ لارڈ ہیڈلے بالقابہ کا مسلمان ہونا آپ کی خلافت کی ایک عظیم الشان یادگار ہے +

(۳) آپ کے وقت میں تعمیر مکانات کی بڑی وسعت ہوئی۔

(الف) مسجد نور قادیان میں۔ مسجد احمدیہ بلڈنگ لاہور میں۔ مسجد احمدیہ وزیرآباد میں مسجد دوکنگ کا فرش وغیرہ لنڈن میں +

(ب) بورڈنگ ہوس پختہ جو بہت ہی شاندار عمارت ہے

(ج) مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ اگر یہ سکول مکمل ہوگیا تو پنجاب میں اپنی آپ ہی نظیر ہوگا

(د) ناصر آباد جس میں غربا کے مکانات بنائے گئے ہیں جن میں مساکین لوگ بڑے آرام سے رہتے ہیں اور اسی واسطے دور الضعفا کے نام سے مشہور ہے +

(ہ) کتاب ٹیچنگز آف اسلام نہایت خوبصورت لنڈن میں چھپوا کر اور نہایت خوبصورت جلد بندھوا کر یوروپ کے مختلف ممالک میں شائع کی گئی +

(و) قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ آپ کے زمانہ میں ہوا اور آپ نے بذاتِ خود نوٹ کرائے جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب لنڈن میں چھپکر دنیا میں بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوگا +

(ز) رسالہ انگریزی موسوم بہ اسلامک ریویو بزیر ایڈیٹری خواجہ کمال الدین صاحب محمڈن مشنری لنڈن سے شائع ہونے لگا جسکے ذریعہ سے اسلام کی اصل تصویر دکھلائی جاتی ہے اور اُن ظنون فاسدہ کو دور کیا جا رہا ہے جو متعصب اہلِ فرنگ کے زہرناک تحریرات نے یورپین اقوام کے رگ و ریشہ میں پیدا کر دئے تھے +

(ح) (۱) اخبار نور جس میں آریوں اور سکھوں اور دیگر فرقہ ہائے اہل ہنود کے اوہام باطلہ کی تردید اور اسلام کی سچائی پیش کی جاتی ہے +

(۲) اخبار الحق دہلی جس میں تمام مذاہب پر بحث ہوتی ہے بالخصوص دشمنان اسلام کی خوب خبر لیجاتی ہے۔ مگر تحریر جادہ اعتدال سے بڑھی ہوئی ہے جو شان احمدیت کے برخلاف ہے

(۳) اخبار الفضل جو قادیان سے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب وچند

دیگر ایڈیٹران کی زیر نگرانی نکلتا ہے جس میں سلسلہ احمدیہ کی بالخصوص تائید اور اسلام کی حقانیت ظاہر کی جاتی ہے اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جواب عمدگی سے دیے جاتے ہیں

(۴) اخبار پیام صلح جس میں مختلف مذاہب کے لوگوں کو نرمی اور آشتی سے دعوت اسلام دیجاتی ہے اور سلسلہ احمدیہ کی سچائی ظاہر کیجاتی ہے۔

(۵) مصالح العرب - یہ اخبار زبان عربی میں لکھی جاتی ہے جو مصر و عرب وغیرہ بلاد اسلامیہ میں بھیجی جاتی ہے جس میں مسیح موعود کے دعاوی کا اثبات ہوتا ہے۔

(ی) انجمن ضعفا مجلس انصار اللہ - پیام صلح سوسائٹی - آپ کی منظوری سے قائم ہوئیں۔

آپ کی وفات حسرت آیات

آپ جنوری ۱۹۱۴ء کے شروع میں بیمار ہوئے ہر روز کمزور ہوتے گئے مگر باوجود بیماری آپ کاروبار روزمرہ سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ جہانتک ممکن تھا آپ باوجود ناتوانی کے مسجد اقصےٰ میں جاکر برابر درس دیتے رہے گو رستہ میں چند مقام بھی کر لیتے تھے۔ جب آپ کی کمزوری اس حد تک پہنچی کہ آپ کو مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنا صعب تر ہو گیا تو بعض احباب کے اصرار پر مدرسہ احمدیہ کے صحن میں آکر درس دیتے رہے۔ مگر دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آتے تھے۔ جب ضعف اور بھی بڑھ گیا تو پھر عبدالحی پسر خود کے مکان میں درس دیتے رہے اور ہمیشہ اپنے نفس پر جبر کر کے کھڑے ہو کر درس دیتے تھے کیونکہ سامعین کی تعداد بکثرت ہوتی تھی اور بیٹھنے سے دور تک آواز نہیں جاسکتی تھی۔ اور اُن کی دلی تڑپ اور دلی آرزو یہی رہتی تھی کہ سامعین میں سے کوئی بھی محروم نہ رہے اور اپنی تکلیف کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ وفات سے غالباً تین ہفتہ پہلے چارپائی پر پڑ رہے اور اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت سلب ہو گئی اور ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ لکھنا پڑھنا بند فرماویں مگر آپ نے جواب دیا کہ قرآن کریم میری روح کی غذا ہے اس کے بغیر میں کیونکر زندہ رہ سکتا ہوں ضعف اس قدر ترقی کر گیا تھا کہ آواز بھی ضعیف ہو گئی تھی اور غذا تو مطلقاً متروک ہو گئی تھی مگر پھر بھی [illegible]

محمد علی صاحب کے انگریزی نوٹ قرآن کریم چارپائی پر برابر سنتے اور اصلاح کرتے رہے۔گو اپنے آپ تو بیٹھ نہیں سکتے تھے مگر احباب آپ کو اٹھا کر تکیوں کے سہارے بٹھا دیتے تھے۔اور جب تک قرآن کریم کے نوٹ کروانے رہتے برابر بیٹھے رہتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو ذرہ بھی ضعف نہیں۔جونہی قرآن کریم کے نوٹ ختم ہو جاتے فوراً لیٹ جاتے تھے اخیر کو ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ باہر کھلی ہوا میں رہنا مناسب ہے آپکی علاج میں جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن نے بڑی خدمت کی اُن کی امداد کو ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن و ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اکثر ساتھ رہے اور گاہے گاہے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی آجاتے تھے۔چند روز کے لئے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب و ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب و ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب و ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب و حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسے آنکر شامل ہوتے رہے۔ایک دفعہ عاجز راقم سے اپنی وفات سے دو ہفتہ پہلے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ آپ کی سریع الاثر دوائیں ہوتی ہیں آپ کیوں علاج نہیں کرتے۔عاجز نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں حکم کی دیر ہے۔فرمایا کہ کیا آپ کو ہمدردی نہیں۔عاجز نے عرض کی کہ ہمدردی کیوں نہیں مگر میں بے ادبی سمجھتا ہوں کہ جبکہ دیگر برادران بڑی محبت و شوق سے علاج کر رہے ہیں تو میں خود کیونکر کہہ سکتا ہوں کہ اب میں علاج کرتا ہوں فرمایا کہ جاؤ دوائی لاؤ۔خاکسار مکان سے جاکر دوائی لایا تو ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ آپ کی دوائی ہم نے قبول کر لی۔اول استخارہ کر لیں۔اس سے چند روز پہلے ایک انگریز ڈاکٹر بھی مشورہ کے لئے بلایا گیا۔بلانے سے پہلے بعض دوستوں نے ڈاکٹر کے متعلق عرض کی کہ حضور نے بہت روز علاج کرتے ہوئے ہو گئے ہیں اور طبیعت رو بصحت نہیں معلوم ہوتی اور ضعف روز بروز بڑھ رہا ہے انگریز ڈاکٹر بلا لیا جائے آپ نے فرمایا کہ خرچ بڑھ جائیگا۔اس پر مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور کی جان لاکھوں روپیہ سے بھی گراں ہے کیا ہوا اگر دو چار سو روپیہ صرف ہو گیا۔پھر آپ خاموش ہو گئے اور کہا کہ اچھا جیسا آپ مناسب سمجھتے ہیں کریں اُسی وقت ایک آدمی لاہور بھیجا گیا اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایک لائق ڈاکٹر انگریز سول سرجن کو ہمراہ لیکر دوسرے دن آگئے اور جو بیماری پہلے ہی سے ڈاکٹر سمجھتے تھے اُس نے بھی وہی بیماری قرار دی اور دوائی بھی قریباً وہی تجویز کی اور زیادہ تر کھلی ہوا میں رکھنے کی رائے دی اس پر وفات سے دو ہفتہ

پہلے آپ کو اُٹھا کر نواب محمد علیخان صاحب کی کوٹھی پر لے گئے۔ اول آپ کے لیے بورڈنگ ہوس کے بالاخانہ میں رہنے کی تجویز ہوئی تھی مگر نواب صاحب کے دوبارہ اصرار پر ان کی کوٹھی میں تشریف لے گئے۔ تمام ڈاکٹر ملکر برابر علاج اور غذا کا بندوبست کرتے رہے۔ گو ضعف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ آپ پہلو بھی بدل نہیں سکتے تھے۔ مگر پھر بھی انگریزی قرآن کے نوٹ برابر کراتے رہے صرف وفات سے تین روز پہلے نوٹ نہیں کرا سکے جبکہ الہام ربانی نے بشارت دی کہ خلیفۃ المسیح کو ختم قرآن کریم مبارک ہو۔ جس پر نہایت رقت سے چشم پرآب ہو کر فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے اور اسی کی غریب نوازی ہے ورنہ میں کیا ہوں۔

وصیت

وفات سے پہلے آپ نے بموجودگی بہت سے احباب لیٹے لیٹے اپنے دست مبارک سے وصیت لکھی جسکا مضمون بجنسہ حسب ذیل ہے:۔

خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرے بچے چھوٹے ہیں۔ ہمارے گھر میں مال نہیں۔ ان کا اللہ حافظ ہے۔ ان کی پرورش یتامیٰ و مساکین سی نہ ہو۔ کچھ قرض حسنہ جمع کیا جاوے۔ لائق لڑکے ادا کریں یا کتب جائیداد وقف علی الاولاد ہو۔ میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز عالمِ باعمل حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی۔ درگذر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔

مورخہ ۴ مارچ ۱۹۱۴ء

اس کے بعد ایک دو روز مرض میں تخفیف ہوگئی۔ مگر ضعف ترقی کرتا گیا۔ وفات سے چار روز پہلے جناب مائی صاحبہ یعنے والدہ عبدالحی صاحب نے خاکسار کو طلب فرمایا جب میں حاضر ہوا تو آپ حضرت امیرالمومنین صاحب کی چارپائی پر تشریف فرما تھیں مجھے فرمایا کہ حضرت صاحب کی حالت بہت رو بہ تنزل ہے آپ کی کیا رائے ہے میں نے عرض کیا کہ بخار چونکہ اتر گیا ہے اس لیے بخار کے بعد ضعف ضرور محسوس ہوا کرتا ہے پھر انہوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ آپ کا مزاج کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہت

اچھا ہے۔ پھر انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مرزا خدا بخش صاحب آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اب ان کا علاج کراؤ۔ میں نے وہ دوا جو تمام اطباء موجودہ قادیان کی مشترکہ رائے سے تجویز ہوئی تھی بنا کر حاضر کی۔ مگر چونکہ اہتمام دوائی وکھلانے وغیرہ کا ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب و دیگر برادران کے سپرد تھا۔ اس لئے غالباً ایک دو دفعہ کے سوا وہ دوائی حضرت صاحب کو کھلائی نہ گئی۔ وفات سے تین روز پہلے مجھے اس امر کا بڑا قلق تھا۔ کہ جب انگریزی دوائی سے ابھی تک کوئی صورت ردِ صحت معلوم نہیں ہوتی تو کیوں دیسی دوائی کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ اسی حالت میں حالت غنودگی طاری ہوئی اور خاکسار کو الہام ہوا کہ یاد رکھو خواہ کتنا ہی علاج کرو بچتا نہیں۔ اس کے بعد میں ڈر گیا اور پھر جرات نہ ہوئی کہ دوائی کے لئے تحریک کروں۔ بالآخر ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو جمعہ کے دن ۲ بجے ۱۰ منٹ پر بحالت نماز رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے مضبوط دل اور صابر لوگ بیماری میں سڑ یل مزاج اور غصیلے ہو جاتے ہیں اور بات بات پر بگڑتے ہیں لیکن آپ کی لمبی بیماری کے دوران میں میں نے ایک دن بھی محسوس نہیں کیا کہ آپ نے کوئی ایسی علامت دکھلائی ہو جو عموماً لوگوں سے بحالت مرض ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے ہر وقت ڈاکٹروں کے شکر گذار معلوم ہوتے تھے اور نہایت متانت اور وقار کے ساتھ پڑے رہتے اور اگر مرض کی شدت اور تکلیف بڑھ بھی جاتی تو بھی مُنہ پر شکایت نہیں لاتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ابھی وفات سے دو یا تین روز پہلے جبکہ ڈاکٹر صاحبان کھانا کھلانے کے لئے آئے اور ڈاکٹر صاحبان نے سخت ضعف محسوس کر کے عرض کیا کہ لیٹے لیٹے شوربا پی لیں تو آپ نے کہا کہ مجھے اُٹھا کر بٹھاؤ۔ چنانچہ آپ کو حسب معمول بٹھایا گیا اور خاکسار گاؤ تکیہ آپ کی پیٹھ کے ساتھ لگا کر خود سہارا دینے پیچھے بیٹھ گیا تو آپ نے ڈاکٹروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ علاج سے کچھ طاقت پیدا نہیں ہوئی اور میں بیٹھ نہیں سکتا مگر میں اس واسطے بیٹھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ تمہاری طرف سے مایوسی نہ ہو جائے۔ دیکھو کتنے بڑے وسیع اخلاق تھے کہ ایسی حالتِ نازک میں بھی آپ کے کیا مبارک خیال تھے۔ الغرض آپ نے اپنے جینے اور مرنے کا اعلیٰ درجہ کا قابل تقلید نمونہ دکھایا اور بتایا کہ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو اس طرح

زندہ رہو اور مرو تو اس طرح مرو۔ اے خدا ہمیں بھی ایسی ہی زندگی اور ایسی ہی موت عطا فرما آمین ثم آمین +

مجھے ایک ماہ پہلے آپ کی وفات کی خبر رؤیا میں دی گئی اور وقت بتا یا گیا تھا کہ جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ فوت ہوں گے سو ایسا ہی وقوع میں آیا +

اظہارِ دردِ دل چودھری محمد شفیع شیدا سیالکوٹی

بر وفات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح

ہائے کس رنج و الم کا آج یہ اظہار ہے
آہ نالے کی صدا جاتی فلک سے پار ہے
گر نہ جائے چاہِ ظلمت میں بادہ قوم تو
ہے عبث آہ و فغاں اے قوم کچھ تو ہوش کر
مل نہیں سکتا ہے نالوں سے تمہیں وہ نورِ دین
ہے بخاری پاس سب کے اور قرآن حمید
باعثِ رشکِ مسیحا تھا تو ہی تقریر میں
خوبیوں میں اپنے تھا بے مثل تو اور بے نظیر
خوب پھبتا تھا لقب صدیق ثانی کا تجھے
درسِ قرآں کون دیگا بعد تیرے صبح و شام
چل رہا ہے اب خلافت کا ہی جھگڑا قوم میں
یا الٰہی باندھ دے شیرازہ اب قوم کا

قومِ احمد کس وجہ سے آج تو غمخوار ہے
حق تو یہ ہے قوم کی حالت بہت ہی زار ہے
اٹھ گیا سر پر سے تیرے عمر پر انوار ہے
حق سے تو نے کر لیا گر صبر کا اقرار ہے
کیا ہوا گر تم کو اس سے اسقدر ہی پیار ہے
تیرے بن تدریس کا پر سرد اب بازار ہے
خود مسیح موعود نے ایسا کیا اظہار ہے
معترف تھے سب کہ تو اک شخص نیکوکار ہے
ہجر تیرا مثلِ زخمِ خنجر و تلوار ہے
قرآن کے اسرار سے اب کون واقفکار ہے
قوم ساری منتشر ہے سخت دل بیزار ہے
غیر کی ہر بات شیدا اب تو دل آزار ہے

اخبارات کی رائے بر وفات حضرت امیر المومنین نور الدین

اخبار طبیب دہلی مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۱۴ء رقم طراز ہے

افسوس کہ ہندوستان کے ایک مشہور و معروف طبیب مولوی حاجی حافظ حکیم نور الدین

صاحب جو علومِ دینیہ کے بھی متبحر عالم باعمل تھے اور جماعت احمدیہ کے محترم پیشوا۔ کچھ عرصہ عوارض ضعف پیری میں مبتلا رہکر آخر جمعہ گذشتہ کو قریباً اسی سال کی عمر میں رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حکیم صاحب مغفور بلا امتیاز احمدی وغیر احمدی یا مسلم یا غیر مسلم سب کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ کے طریق علاج میں یہ چند باتیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:۔

(۱) یار و اغیار۔ مومن و کافر سب کو ایک نظر دیکھنا:۔

(ب) طب یونانی و ویدک کے علاوہ مناسب موقعہ ڈاکٹری مجربات سے بھی ابنائے ملک و ملت کو مستفید فرمانا:۔

(ج) بعض خطرناک امراض کا علاج قرآن شریف سے استخراج کرنا:۔

(د) دوا کے ساتھ دعا بھی کرنا:۔

(ہ) علاج معالجہ کے معاملے میں کسی کی دنیوی وجاہت سے مرعوب نہ ہونا:۔

(و) مریضوں سے مطلق طمع نہ رکھنا اور آپ کا اعلیٰ درجۂ توکل و استغناء:۔

(ز) نادار و مستحق مریضوں کا نہ صرف علاج مفت کرنا بلکہ اور اپنی گرہ سے بھی اُن کی دستگیری و پرورش کرنا خصوصاً طلباء قرآن و حدیث و طب کی:۔

خدا تعالیٰ حکیم صاحب مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرماوے۔

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کی رائے

مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مورخہ مارچ ۱۹۱۴ء جلد ۱۳ ۳

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ط۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ط قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط قرآن کریم:۔

خدا تعالیٰ کی رضا کے ماتحت اُس کے قدیم قانون اور سُنت کے مطابق اللہ کا پیارا محمد رسول اللہ کا محبوب۔ عمر کا فرزند مسیح موعود کا جانشین صدیقِ ثانی سیدنا

حاجی حافظ مولانا مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ ۱۳ر مارچ بروز جمعہ ۲ بجکر ۲۰ منٹ پر عین حالتِ نماز میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور ۱۴ر مارچ کو بعد نماز عصر آپ کی نعش مبارک مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داہنے ہاتھ دفن کی گئی۔

اس مقدس وجود کا ایثار۔ اس کی زندگی۔ اس کی موت اس کے اعمال۔ اُسکے اقوال اُس کا تجربہ۔ اُس کا تبحرِ علمی اپنی نظیر آپ تھے۔ زمانہ ایسے وجود روز پیدا نہیں کرتا۔ آسمان ایسے مزکی نفوس کو آئے دن زمین پر نہیں بھیجتا۔ دنیا ایسے منبعِ فیوض وعلوم سے ہر وقت متمتع نہیں ہوا کرتی۔

آہ۔ زمین ایک عالم سے۔ مسلمان ایک ہادی سے۔ احمدی اپنے پیشوا۔ اپنے آقا۔ اپنے مطاع۔ اپنے مقدس امام کے وجودِ باجود سے محروم ہو گئے۔ وہ قرآن کا خادم۔ قرآن کا استاد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا شیدا۔ حدیث کا والا اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ فرقۂ ذکور گریاں ہے کہ ہائے وہ بوڑھا تجربہ کار قرآن سنانے والا کہ وہ۔ امیر و غریب کا خیر خواہ ہمارے درمیان سے اُٹھ گیا۔ فرقۂ اناث میں شور و بکا ہے کہ آہ وہ عورت کی عزت کرنے والا وہ کمزوروں کا حامی۔ وہ حقوقِ انسان کا مؤید و نگہبان اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گیا۔

یہ آسمانی انسان زمین پر رہتا تھا۔ لیکن اُس کا تعلق آسمان سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ٹوٹتا تھا۔ اُس کو چلتے پھرتے لیٹتے بیٹھتے ہر گھڑی خدا اور اُس کے رسول کی یاد و محبت کا زندگی بخش جام سرشار رکھے رہتا تھا۔ خدا کی کتاب اُس کی محبوب اُس کا ذکر اُس کی غذا تھی قرآن کی آیات میں اُسے دلربا خط و خال نظر آتے تھے۔ اور اس کتاب کے معانی میں اُسے چشمۂ حیوان کے حیاتِ جاوید بخشنے والے پانیوں کا ذخیرہ معلوم ہوتا تھا۔ اُس کی زندگی ہی قرآن تھی۔ اور جب اُس کی عمرِ طبعی کا پیمانہ لبریز ہونے کو تھا تو خدائے حیّ و قیوم کے ہاں سے بھی ختمِ قرآن کی بشارت آگئی۔ اور ذاتِ باری و صمد نے فرمایا۔ خلیفۃ المسیح کو ختمِ قرآن مبارک ہو۔

وہ خضر تھا۔ لیکن اُس نے کئی ایک سکندر صفت طالبانِ حق کو آبِ حیات پلایا اور کسی

سے تا دمِ مرگ بخل نہیں کیا۔ اُس کا ایثار اُس کا جود۔ اُس کا کام۔ اُس کی خدا پرستی۔ غریب نوازی اور احسان اپنی نظیر آپ تھے۔ وہ سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ عمیم الاحسان تھا اور ہر دلعزیز تھا اُس کی سخاوت یا اُس کا فیض کسی ایک ملت کے افراد تک محدود نہ تھا بلکہ عام مخلوقِ خدا تک وسیع تھا +

اللہ تعالیٰ ہمارے اس آقائے مغفور کو غریق رحمت کرے اور آپ کے پس ماندگان کو صبر جمیل عنایت کر کے دُنیا و آخرت میں اپنے فضل و کرم کا مورد کرے۔ اُن کی اولاد پھلے پھولے اور خادمِ دین ہو آمین ثم آمین +

۳۔ اخبار بدر کے ایڈیٹر کی رائے

مندرجہ اخبار الحق دہلی مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء

مثل مشہور ہے کہ مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ۔ ایک صاحب علم کا مرنا گویا جہان کا مرنا ہے مگر عالموں میں سے نُوْرُ الدِّیْن کوئی معمولی عالم نہ تھا۔ اِس کا علم بہت گراں قیمت سے خریدا ہوا اور نہایت وسیع تھا۔ مجھے ستائیس سال متواتر آپ کی خدمت میں رہنے کا موقع حاصل ہوا۔ اور مجھے یاد نہیں کہ اتنے لمبے عرصہ میں کبھی آپ نے کسی سائل کے جواب میں یہ فرمایا ہو کہ میں اس مسئلہ پر کچھ بول نہیں سکتا۔ ہاں آپ کی توجہ زیادہ تر اُن علوم کی طرف تھی جو خدمتِ کلام پاک سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا اور پڑھانا۔ اسی میں آپ کی خوشی اور اسی میں آپ کی زندگی تھی۔ قریباً ستائیس سال میں نے آپ کا قرآن سُنا ہے اور ہر روز میں نے قرآن کے ساتھ آپ کے عشق و محبت کو زیادہ اور زیادہ پایا ہے۔ ماں کی گود میں آپ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور آخر تک قرآن ہی آپ کا شغل رہا +

آپ کی خلافت کے کارنامے ایک بڑی کتاب کا مضمون ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ کوئی مکرم دوست اس طرف توجہ کرینگے۔ مختصراً اتنا کہتا ہوں کہ قومی شیرازے کو باندھے رکھنے کی ایک بے نظیر طاقت خدا تعالیٰ نے آپ کو دی تھی۔ سچی خیر خواہی دلی ہمدردی سب سے بے ریا محبت۔ اللہ پر توکل۔ سادگی۔ کریم النفسی۔ چشم پوشی۔ تقویٰ۔ طہارت۔ زہد۔ عبادت۔

حلم تحمل ہر بات میں آپ اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ کے احسانات ہر مذہب و ملت کے آدمیوں پر تھے حضرت مسیح موعود کے پُرانے خدام سابقین اولین مثل حضرت سیدنا فاضل امروہی باوجود اپنے فطرتی انکسار کے حضرت صدیق کے دربار میں کیا مرتبہ رکھتے تھے اُسکو وہی جان سکتا ہے جس نے اس کا نظارہ کیا ہو +

اہل بیت مسیح موعود بالخصوص صاحبزادہ والاتبار میاں محمود احمد صاحب کس تواضع کی تصویر بنے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے دوزانو ہوتے تھے۔ مگر آپ اکثر اپنی نشست سے بھی ہٹ کر آپ کو اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب کی خدمتِ قرآن کی آپ کو کیسی قدر تھی۔ اگلے ہی دن فرمایا آپ مجھے بہت پیارے ہیں خواجہ صاحب کو خط میں لکھا ہزاروں دن تم پر خوش ہے سکول کے بچوں نے آپ سے وہ محبت دیکھی کہ انہیں اپنے ماں باپ بھول گئے۔ اور سکول کے اُستادوں نے آپ سے وہ علم حاصل کیا کہ انہیں اپنے شاگردوں کے ساتھ اس اُستاد کے سامنے ہم مکتب ہونا ایک بڑا فخر معلوم ہونے لگا۔ خدا نے نرم اور گرم سب طبائع پیدا کی ہیں مگر نورالدین کے رُعب کے سامنے شیر اور بکری نے ایک گھاٹ پانی پیا۔ سو میں کس کو گنوں۔ قوم کا ہر ایک فرد وبشر اس جُدائی کے صدمے میں اپنے آپ کو یگانہ پاتا ہے +

۴۔ اخبار زمیندار مورخہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

مولوی حکیم نورالدین کی وفاتِ حسرت آیات

آج کی ہندوستانی برقی خبروں میں یہ خبر عام مسلمانوں اور بالخصوص احمدی دوستوں میں نہایت رنج و افسوس سے پڑھی جائیگی کہ مولوی حکیم نورالدین جو ایک زبردست عالم اور جید فاضل تھے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو کئی ہفتے کی مسلسل علالت کے بعد دنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کو رحلت کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

مولوی حکیم نورالدین اپنے عقیدت مندوں کی جماعت میں خلیفۃ المسیح کے لقب سے ملقب تھے اور مرزا غلام احمد مغفور کے جانشین کہلاتے تھے اس لئے احمدی حضرات کو اُنکی وفات

سے ایسا شدید صدمہ محسوس ہوگا جو انہیں مدتِ مدید تک برقرار رکھیگا۔ اگر مذہبی عقائد سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو بھی مولانا حکیم نورالدین کی شخصیت اور قابلیت ضرور اس قابل تھی جس کے فقدان پر تمام مسلمانوں کو رنج و افسوس کرنا چاہیئے۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ سو برس تک گردش کرنے کے بعد ایک باکمال پیدا کیا کرتا ہے۔ الحق اپنے تبحر علم و علم کے لحاظ سے مولانا حکیم نورالدین بھی ایسے ہی باکمال تھے۔ افسوس ہے کہ آج ایک زبردست عالم ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا ہمیں اس حادثۂ الم افزا میں اپنے احمدی دوستوں سے جن کے سر پر غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑا ہے۔ دلی ہمدردی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ارحم الراحمین مولوی حکیم نورالدین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور اُن کے عقیدت مندان اور پس ماندوں کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے +

۵۔ انسٹیٹیوٹ گزٹ۔ ۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء

قطع نظر اپنے مختص الفرقہ بعض خاص معتقدات کے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حکیم صاحب مرحوم ایک نہایت بلند پایہ عالم عامل اور علوم دینیہ کے بہت بڑے خادم تھے۔ اِس پیرانہ سالی اور ضعف و مرض کی حالت میں بھی آپ کا بیشتر وقت تعلیم و تعلم میں صرف ہوتا تھا۔ اور ایک طبیب حاذق ہونے کی حیثیت سے بھی آپ خلق اللہ کی بہت خدمت بجالاتے تھے۔ اس لحاظ سے مرحوم کا انتقال واقعی سخت رنج و ملال کے قابل ہے +

۶۔ کشمیری میگزین۔ ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء

نہایت رنج و افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حکیم حافظ حاجی مولوی نورالدین صاحب جو بلحاظ عقاید جماعت احمدیہ کے خلیفۃ المسیح بلحاظ علم و فضل مسلمانوں کے مایۂ ناز اور بلحاظ ہمدردیٔ عوام انسانیت کے لئے مایۂ افتخار تھے کچھ عرصہ کی علالت کے بعد ۱۳ مارچ کو بعد دوپہر دو بجے قادیان میں انتقال فرما گئے ہیں۔ مولوی نورالدین صاحب کی وفات پر احمدی اخبارات کے علاوہ تمام اسلامی اخبارات نے باوجود ان کے مذہبی عقاید

سے اختلاف رکھنے کے نہایت رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مولوی نورالدین جیسا قابل فرزند ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک عرصہ کے بعد پیدا ہوسکیگا۔

۷ مسافر آگرہ - ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء

گو اصولاً ہمارے وان کے خیالات میں اتنا ہی فرق تھا جتنا کہ قطب جنوبی و قطب شمالی کے درمیان ہے لیکن پھر بھی یہ کہنا دیانت کا خون کرنا ہوگا کہ وہ راسخ الاعتقاد ایماندار و نیک آدمی تھے۔ علاوہ بریں ہم جانتے ہیں کہ ان کے دل میں اشاعت اسلام کا بڑا درد اور قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے سے خاص محبت تھی۔ اور وہ مرنے سے چند یوم پہلے تک برابر دونوں کام سرانجام دیتے رہے۔

۸- اخبار مشرق - ۷ مارچ ۱۹۱۴ء

احمدی سلسلہ میں یہ خلیفۃ المسیح اور عام طور سے مسلمانوں میں اپنے تبحر علمی اور زہد واتقا کی خوبیوں سے نہایت محترم اور اسلام کے محاسن اور اس کی اشاعت میں کوشاں تھے ان کی زندگی میں ہزارہا ایسے موقعے آئے کہ اُن کی آزمایش ہوئی جس میں اُنہوں نے صداقت کو کبھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو جو فضل و کرم اور ثمرۂ اعتماد و صبر انہیں بخشا تھا۔ اس کی تفصیل سوانح عمری میں پائی جاتی ہے۔ جس سے دل پر نقش ہوتا ہے کہ وہ ایک سچے خدا پرست اور پکے موحد تھے۔ اور اُن کی زندگی اسلام کے پاک نمونہ پر بسر ہوئی۔ وہ صرف مذہبی پیشوا نہیں تھے بلکہ اعلیٰ درجہ کے طبیب بھی تھے۔ اور اعلیٰ درجہ کی کتابوں کے فراہم کرنے اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچانے کا خاص ذوق تھا۔

۹ بھارت - ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء

آپ درویش منش اور منکسر المزاج خلیق اور ملنسار تھے عالم باکمال اور طبیب بیمثال تھے۔ مذہب کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ ایام علالت میں بھی قرآن شریف کے ترجمے میں گھری

دلچسپی لیتے رہے +

۱۰۔اخبار آفتاب۔۱۹ر مارچ ۱۹۱۴ء

احمدی جماعت کے خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب نے جو ایک متبحر عالم اور جید فاضل تھے۔کئی مہینے کی مسلسل علالت کے بعد جمعۃ المبارک کے دن ٹھیک پونے دو بجے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہمیں اپنے احمدی دوستوں سے اس قومی و مذہبی صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔اور ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو صبر عطا فرماوے +

۱۱۔وطن اخبار۔۲۰ر مارچ ۱۹۱۴ء

مولوی صاحب مرحوم کیا بلحاظ طبابت وحذاقت اور کیا بلحاظ سباحت علم وفضیلت وعلمیت ایک برگزیدہ بزرگوار تھے۔علم سے اُن کو عشق تھا اور فراہمی کتب کا خاص شوق اُن کا پیدائشی وطن بھیرہ ضلع شاہپور رہے۔مگر عمر کا بڑا حصہ باہر گذرا۔اور آخری حصہ قادیان ہیں +

۱۲۔میونسپل گزٹ۔۱۹ر مارچ ۱۹۱۴ء

نہایت رنج وافسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ مرزائی جماعت کا کئی ہفتہ کی مسلسل اور سخت حالت کے بعد آخر ۱۳ر مارچ کو بوقت ۲ بجے شام قادیان ہیں انتقال ہوگیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

مرحوم جیسا زمانہ واقف ہے ایک بے بدل عالم اور زہد واتقائ کے لحاظ سے مرزائی جماعت کے لئے تو واقعی ایک پاکباز اور ستودہ صفات خلیفہ تھے۔لیکن اگر ان کے مرزایانہ مذہبی عقائد کو نظر انداز کر کے دیکھا جائے۔تو بھی وہ ہندوستان کے مسلمانوں میں بے شک ایک عالم متبحر وجید فاضل تھے۔کلام اللہ سے آپ کو جو عشق تھا وہ غالباً بہت کم عالموں کو ہوگا۔اور جس طرح آپ نے عمر کا آخری حصہ احمدی جماعت پر صرف قرآن مجید کے

حقائق و معارف آشکارا فرمانے میں گذارا۔ بہت کم عالم اپنے حلقہ میں ایسا عمل کرتے ہوئے پائے جائینگے۔ حکمت میں آپ کو خاص دسترس گاہ تھی۔ اسلام کے متعلق آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق سے کئی کتابیں لکھیں اور معترضین کو دندان شکن جواب دیئے۔ بہرحال آپ کی وفات مرزائی جماعت کے لئے ایک صدمہ عظیم اور عام طور پر اہل اسلام کے لئے بھی کچھ کم افسوسناک نہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ لواحقین پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے +

۱۳۔ اخبار وکیل - ۱۸ر مارچ ۱۹۱۴ء

مرحوم فرقہ احمدیہ کے ممتاز ترین رکن اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جانشین تھے۔ آپ کے علم و فضل کا ہر شخص معترف تھا۔ اور ان کے علم اور بردباری کا عام شہرہ تھا ان کی روحانی عظمت و تقدس کے خود مرزا صاحب بھی قائل تھے +

۱۴۔ کرزن گزٹ - ۲۳ر مارچ ۱۹۱۴ء

حکیم صاحب سے ہمیں ذاتی تعارف حاصل تھا ذاتی تعارف ہی نہیں بلکہ ایک عرصہ تک ہم اور حکیم صاحب جموں میں ایک ساتھ رہے ہیں یہاں تک تعلق بڑھا ہوا تھا کہ حکیم صاحب شام کا کھانا ہر روز آندھی آئے یا مینہ ہمارے مکان پر آکے کھایا کرتے تھے۔ مغرب کی اور عشاء کی نماز ہم اُن کے ساتھ پڑھتے تھے۔ طبیعت میں مذاق بہت تھا۔ نیک دل اور منکسر تھے۔ صورت شکل وجیہ تھی۔ رنگت گندمی تھی۔ قد لمبا تھا۔ داڑھی اس قدر گھنی تھی کہ آنکھوں کے حلقوں تک داڑھی کے بال پہنچے ہوئے تھے۔ جموں میں اُنکے ماتحت مدرسے اور شفاخانے تھے جن کا انتظام وہ نہایت عمدگی اور نیک نیتی سے کرتے تھے اس وقت حکیم فدا محمد خان صاحب مرحوم مہاراجہ رنبیر سنگھ کے طبیب خاص تھے۔* اُس عہدے میں گویا حکیم نورالدین صاحب اُن کی ماتحتی میں بھی کام کیا کرتے تھے۔ حکیم صاحب موصوف کو دو سو یا ڈھائی سو روپے کی تنخواہ ملتی تھی۔ آپ تعجب سے سُنیں گے کہ اس تنخواہ کا بڑا حصہ نہایت سیر چشمی اور فیاضی سے طلباء پر آپ خرچ کر دیا کرتے تھے بہت سے طلباء آپ کے ساتھ رہتے تھے نہ صرف اُنکی

* بعد ازاں مستقل اعلیٰ طبیب ہو گئے تھے اور آپ کو چھ سو سے سات سو تک اخیر دم تک تنخواہ ملتی رہی +

تعلیم کے آپ کفیل تھے بلکہ کھانا کپڑا بھی بڑی فراخی سے اُنہیں دیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر میں صدہا بے خانماں اور غریب طلباء کو پرورش بھی کیا اور پڑھایا بھی دیا۔ شیخ عبد اللہ صاحب بلیڈر علیگڈھ اور ایڈیٹر رسالہ خاتون آپ ہی کے پروردہ اور مسلمان کئے ہوئے ہیں۔ شیخ صاحب پہلے کشمیری پنڈت تھے۔ حکیم صاحب نے انہیں مسلمان بھی کیا اور پڑھایا لکھایا بھی۔ یہاں تک کہ علیگڈھ کی تعلیم کا خرچ بھی آپ برابر اُٹھاتے رہے۔ غرض یہ ہے کہ طبیعت میں ایثار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی کے دو ہی بڑے بڑے مذاق تھے ایک طلباء کی پرورش اور تعلیم دوسرے نادر الوجود کتابوں کا جمع کرنا۔ بس اسی میں آپ کی تنخواہ صرف ہو جاتی تھی آپ بہت ہی منکسر المزاج اور خلیق تھے۔ ساتھ ہی ہر ایک کام سچائی اور راستبازی سے کرتے تھے آپ سے آپ کے عملے کے آدمی بہت خوش تھے کبھی کسی کو آپ سے وجہ شکایت نہیں پیدا ہوئی آپ کی دینی علوم کی مہارت اور عربی قابلیت مسلم تھی آپ اپنے عہدہ کے فرائض کی ادائیگی کے بعد طلباء کو بخاری و مسلم کا سبق بھی دیا کرتے تھے آپ کی واقفیت مذہبی بہت بڑھی ہوئی تھی +

۵۔ رسالہ البلاغ ماہ جولائی ۱۹۱۴ء

جلد ۱ نمبر ۲۔ از مالیر کوٹلہ

الوداع اے نُوردین

مجھے افسوس ہے کہ میں تحریکِ احمدیہ کے کاروان سالار اور حقائقِ معنوی کے نباض حکیم نورالدین کی قلمی تعزیت میں سب سے پیچھے ہوں۔ ایک ایسی شخصیت جو وسعتِ علمی کے ساتھ زہد و تورع کے علمی مظاہر کا گنجینہ تھی اب ہم میں نہیں ہے۔ معارف دینیہ اور دقائق طبیہ کے ساتھ ایک پُر وسعت مطالعے کے امتزاج نے جو صحفِ آسمانی سے لیکر عام افسانوں تک محیط تھا۔ نُورالدین کو ایک ایسی اوجِ نظر پر فائز کر دیا تھا جہاں نوعِ انسانی کی جذبات کا طلسم سر آشکار ہو جاتا ہے۔ یہی باعث تھا کہ اُسکے معانی پرور لب تکلم کا ایک ہلکا سا تموج

کسی مخالف کی نسوں پرور بلند آہنگیوں پر ایک مہرِ سکوت بن جاتا تھا اُس کی تمام آب و گِل جوشش دینی اور وسعتِ علمی کا ایک پُر ندرت مجموعہ تھی۔ اور اُس کی جہاں پیما تا بِ نظر ایک پُر جذب کمندِ حکمت تھی۔ اُس کے حکیمانہ تجسس نے کمال تورّع کے ساتھ مل کر لطائفِ سپہری کے آغوش اُس کے لئے کھول دی تھی اور حکمتِ ازل کی کارسازیوں پر اُس کا اعتماد سطحِ علمیت پر فائز ہو گیا تھا۔ اُس کی آخری زندگی کا بیشتر حصہ تحریکِ احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہا ہے۔ اور اُس کے لیل و نہار اِسی جہد دینی کے پُر شفقت مظاہر میں وقف ہوئی ہیں۔ بے شبہ جس پُر خلوص ایثار اور شیفتہ پیوستگی کے ساتھ اُس نے اپنے ہادی کا ساتھ دیا اُسکی نظیر فدائے اسلام کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی۔ مسیحا کی گردوں نشین ذات سے شائبۂ مرگ کی وابستگی اور مہدی اور عیسیٰ کے خصائص کا ایک ذات میں اجتماع ہندی اربابِ اسلام کے لئے آشوبِ شوریدگی اور احتجاج کا ایک تلخ پیام تھا۔ اور جس پُر خروش شدت کے ساتھ اہل اسلام کی جانب سے اس پُر غرابت نکتہ آفرینی کا تخالف ہوا وہ ایک آتش آفریں آوائے رعد کی طرح تھا۔ لیکن نورالدین کا پیمانِ عقیدت ہجومِ مخالفت کی طوفان انگیزیوں کے باوجود بہ پیوستگی استوار تھا اور وہ ایک کوہِ گراں کی طرح برقِ جہندہ اور ابرِ فروشندہ کے سامنے یکساں پائے ثبات پر قایم تھا۔ اُس کی پُر خلوص استقامت سے بعید تھا کہ وہ پایانِ عمر تک اُس سنگِ آستان سے جُدا ہو جہاں اُس کی پُر محنت کاوشوں کو بالین آسایش ملی تھی اگرچہ ہم اپنے اِدراک کو تحریکِ احمدیہ کی بعض نکتہ آفرینیوں کا ہم وفاق نہیں دیکھتا لیکن اُس پر گداز سوزشِ روحانی پر محو حیرت ہوں جس کے پُر تپش غلغلے ہیرے منتجر جذبات کو گریۂ محبت سے آشنا کر گئے ہیں۔ نورالدین کی ذاتِ گرامی ہماری مادی نگاہوں سے مستور ہے لیکن ساحتِ گیتی پر اُس کے نقش پا بدستور ثبت ہیں اور منزلِ استقامت کی جانب ہماری رہبری کر رہے ہیں لطفِ ازل اُسکی خاک پر عنبر بار ہو!!
لیکن نورالدین کی سطوت آفریں شخصیت اُسی سطحِ رفعت پر نمایاں نہ ہوئی جس قدر بعد مرگ ہوئی ہے۔ ابھی مشکل سے اُس کالبد کو جس میں انوارِ معانی مہمانِ دو روزہ تھے۔ بالین آسایش ملی تھی کہ اُس کے خرقۂ سیادت کے لئے احمدی اراکین کی استحقاقی جہد آزمائی ایک تفرقہ پرور حدِ مخاصمت تک پہنچ گئی۔ تحریک احمدیہ کا انتزاعِ فوری اُس ذات مدفونہ کی

گراں پائیگی کو نمایاں نہ کر دیتا ہے۔ جو تحریک مذکورہ کے عناصر متضادہ کا نکتہ توازن تھی بے شبہ جذب روحانی کے بعبیر تبحر علمی کی نکتہ سرائی ایک منزل ناآشنا بدلگامی ہے ورنہ احمدی ارباب تفکر جو کل تک جملہ مذاہب ہندیہ کے مہیب اور قاہرانہ حربوں کی اجتماعی قوت کے خلاف ایک پُر وقار سعی دفاع میں مصروف تھے آج کشمکش باہم میں مبتلا ہیں لہٰذا یہ تمام ارباب فضل اُس صاحب ہمت کی پیروی کے مدعی ہیں۔ جو اپنی جہد آشنا زندگی کی آخری ساعتوں میں پیک مودت بنکر جانب لاہور قدم زن ہوا اور دم واپسیں مذاہب عالم کو صلح و آشتی کا پیغام دے گیا +

۱۶۔ اخبار پیغام صُلح لاہور۔ ۱۵ر مارچ ۱۹۱۴ء کی رائے

ہائے نُورالدین چل بسا

آج قلم اِن الفاظ کو لکھتے ہوئے تھرتھراتی ہے اور زبان میں قوت گویائی نہیں کہ وہ مرقومہ بالا فقرہ کی پوری کیفیت سے ناظرین کو مطلع کرنے کا ناگوار فرض انجام دے آہ! وہ نورالدین جو حضرت مسیح موعود پر سب سے پہلے ایمان لایا اور اس طرح سے اس نے صدیقی خطاب پایا۔ وہ نورالدین جسے حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان قرار دیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور حاصل کرنے والا اور تمام نیکوں اور پاکوں کا فخر اور سب مومنوں کا فخر ٹھرایا۔ آہ! وہ نورالدین جو حضرت مسیح موعود کی پیشینگوئی کے مطابق دین کے خادموں کا سردار بنا اور جس کے بقا سے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی تائید کی ہاں وہی نورالدین جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کے ذریعہ تعریفوں کے پل باندھے۔ اور فرمایا۔ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے + ہمیں بودے اگر ہر دل پُراز نور یقیں بودے

پورے چھ برس تک مسیح کی خلافت کا فرض انجام دینے کے بعد آج ہم سے جدا ہو گیا۔ اور ہمیں ہمیشہ کے لئے جُدائی کا داغ دے گیا۔ دُنیا میں اگر علم و فضل اور تقویٰ و پرہیزگاری بھی

کسی انسان کے بقائے دوام کا باعث ہوتی تو آج ہمیں جُدائی کا وہ صدمہ نہ دیکھنا پڑتا جو جناب حضرت خلیفۃ المسیح کے پاک وجود کے اُٹھ جانے سے ہمیں برداشت کرنا پڑا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے پاک قوانین اور اُس کی سنتِ مستمرہ کے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ کسی فرد و بشر کو ہمیشہ کے لئے اسی سرزمین پر زندہ رہنے دے اور اُسے موت کا شربت پینا نہ پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ خواہ کوئی غریب ہو یا امیر عالم ہو یا جاہل متقی ہو یا بندۂ نفس الغرض ہر ایک انسان بشریت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ایک فطرتی امر ہے۔ اور اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر ایک شخص کی ذات اور صفات دوسرے سے متغیر ہونے کے باعث اُسے دوسرے لوگوں کے لئے قابل تقلید ٹھہرا دیتی ہیں۔ اُس کے لئے واجب الترک کا حکم صادر ہوتا ہے یہی باعث ہے کہ مختلف اشخاص کے وفات پانے پر مختلف قسم کے جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب صرف عظیم الشان مولوی ہی نہیں تھے بلکہ آپ اپنے اتقا اور پرہیزگاری کے باعث آجکل کے مولویوں کے لئے ایک رہبر کامل کا حکم رکھتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ قرآنی رموز و نکات کے بہت بڑے ماہر اور صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ کے مُنہ سے کوئی بات ایسی نہ نکلتی تھی جس میں نور کا ایک دریا نہ بہا ہو اور قرآن کے ساتھ آپ کی دلی محبت نہ ظاہر ہوتی ہو۔ آپ کا نصب العین رات دن خدمتِ قرآن تھا۔ اور اسی ایک امر کے لئے آپ نے وہ عظیم الشان اور بیش بہا کتب خانہ بنایا جس کی نظیر آج مشکل سے کسی اور جگہ دکھائی دیگی۔ الغرض قرآن شریف آپ کی غذا تھی۔ اور اسی کے مہیا کرنے میں آپ کسی جسمانی تکلیف یا دُکھ درد کی کبھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور ڈاکٹروں کی تشخیص کے مطابق آپ کی یہ روز و شب کی محنت ہی تھی جس نے سل جیسی مہلک بیماری کے لئے آپ کے جسم کے تمام دروازے کھول دئے۔ لیکن آپ کا وہ عشق پھر بھی کم نہ ہوا۔ اور اس بیماری کی حالت میں بھی آپ انگریزی ترجمۃ القرآن کے نوٹ برابر سنتے رہے اور اُن کی اصلاح فرماتے رہے۔ مگر افسوس کہ آپ کو موت نے اتنی مہلت نہ دی۔ کہ آپ اُس ترجمہ کی اشاعت بھی اپنے سامنے دیکھ لیتے۔ آپ کی یہ خدمات صرف روحانی دنیا تک ہی محدود نہ تھیں۔ بلکہ آپ علمِ طب میں بہت بڑے ماہر ہونیکی وجہ سے حکمائے زمانہ میں بھی خاص امتیاز رکھتے تھے۔ اور آپ کا شفاخانہ غریب و امیر سب کے لئے یکساں طور پر کُھلا رہتا تھا۔ اسلئے آپکی وفات کا

افسوس صرف روحانی اور علمی دنیا کو ہی نہیں۔ بلکہ آج طبی دنیا کا بھی ایک بہت بڑا فاضل شخص ہم میں سے گم ہوگیا ہے +

الغرض آپ کی وفات سے اس وقت جسمانی اور روحانی دنیا کے ہر طبقہ کو بہت رنج ہوگا جس کی تلافی ہونا بحالاتِ موجودہ نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے +

تقریظ کتاب مستطاب عسل مصفےٰ

جب تقریظات بزرگان ملت طبع ہوچکیں تو بزرگان نے بعد ازاں تقریظات روانہ فرمائیں اِس لئے کتاب کے اخیر میں لکھی جاتی ہیں

تقریظ حضرت مولٰنا مولوی سید عبدالواحد صاحب ملک بنگال

الحمد للہ الذی کفیٰ × والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ × ودسیما علےٰ مقدام رسلہ محمد المصطفےٰ × و آلہ المرتضٰے **اَمَّا بَعْدُ** مخفی نہ رہے کہ ہر چند کتب ورسایل سلسلۂ عالیۂ احمدیہ کی افادت وافاضت وخوبی وخوش اسلوبی عموماً اظہر من الشمس ہے کہ ہم ابیوں کے خواب خرگوش سے چونکنے اور غفلت دیرینہ سے مخلصی پانے کا سبب اوایل حال میں یہی کتب ورسایل ہی ہوئے ہیں۔ مگر کتاب لاجواب عسل مصفےٰ اپنے طرز و انداز وجامعیت میں ایک بے نظیر کتاب ہے خصوصاً ایڈیشن ثانی اپنی خوبی میں دوبالا و نورٌ علیٰ نور ہے کیونکہ اکثر ابناء زمانہ چونکہ الہامی طرز و انداز سے جس میں یضل بہ کثیراً ویہدی بہ کثیرا کی کیفیت مضمر ہوا کرتی ہے بیخبر مطلق و ناآشنا محض ہیں اس وجہ سے بہت ایسے لوگوں کے حق میں بجائے مفید ہونے کے مضر ہوتے ہیں۔ اِسی لئے دیکھا جاتا ہے کہ بعض ایسے ناآشنا لوگ بعض کتب سلسلہ کے مطالعہ کرنے کے بعد انکار میں ترقی کرجاتے ہیں اور بہت سے اعتراضات بیجا اُن کے نوک زبان پر جاری ہوجاتے ہیں۔ سبب ظاہری اس کے بجز اس کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس طرز خاص واسرار خفیۂ محققہ سے ناآشنا محض ہیں اور کثرت سے غلط

باتیں ان کے اذہان میں مرتسم ہیں پس یہی امور انکے حق میں حقیقت رسی کے سدراہ بنے ہوئے ہیں اور بسبب لحوق ایسے امراض مزمنہ کے اغذیۂ لطیفۂ معارف وحقائق اُن کے ذائقہ روحانیہ میں کڑوا اور بدمزہ معلوم ہوتے ہیں پس حضرت مولف کتاب ہذا نے ایسے ہی مریضوں کے لئے ایک معجون مرکب ایسا تیار فرمایا ہے کہ تیر بہدف ہے فللّٰہ درّ المولف اسی نظر سے خاکسار کے معمولات میں سے ہے کہ ایسے ناآشناؤں کی رہنمائی میں ترتیب ذیل اختیار کیا ہوا ہے کہ (۱) اولاً اسلام کی پہلی کتاب جو ایک مختصر سا رسالہ ہے اُن کو مطالعہ کرنے کے لئے ہدایت کرتا ہے (۲) اور ثانیاً اسی کتاب مستطاب عسل مصفٰے کو بتمام وکمال بغور وضبط مطالعہ کرنے کے لئے تاکید اکید کرتا ہے (۳) اور ثالثاً مصنفات فاضل امروہی حضرت مولنا سید محمد احسن صاحب کے مطالعہ کرنے کی رغبت دلاتا ہے (۴) اور رابعاً دیگر کتب سلسلہ خصوصاً مصنفات حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالعہ کرنے کی اجازت دیتا ہے کیونکہ بغیر مراعات اس نیت کے بکسر کتب حضرت اقدس کے مطالعہ کرنے میں یضل بہ کثیراً کے اثر بد مترتب ہونے کا خطرہ قوی ہے اس وقت خاکسار بفحوائے خیرُ الکلام ما قل ودل کتاب عسل مصفٰے کی توصیف میں یہی شعر مشہور کافی سمجھتا ہے۔ ؎

کتابٌ لو نا ملہٗ ضریرٌ ۔ لعاد وھو ذو بصرٍ صحیحٍ ۔ اور حضرت مؤلف کتاب کی مدح میں شعر معروف ذیل وافی خیال کرتا ہے ؎ اویدرك الواصف المطری خصائصہٗ وان یك سابقاً فی کل ما وصفا + علی الخصوص عسل مصفٰے کی سی کتاب جس سے صفحۂ زمانہ پر یادگار رہو اُس کے لئے دوسرے مدح وستایش کی ضرورت ہی کیا ہے وہ تو از خود مستغنی از توصیف ہے لاسیما آپ کو جو ایک مدت مدید تک حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والثنا کی خدمت بابرکت وصحبت سراسر افاضت میں رہکر فیوض ظاہری وباطنی سے مستفیض ہونے کی توفیق ملی اور آپ سابقین اولین میں معدود ہوئے یہی مرتبہ کیا کچھ کم ہے جو ہم ایسوں کو نصیب نہیں ہوا بلکہ کثرت سے بزرگان دین اسی دولت عظمی کے حاصل کرنے کی تمنا میں انتظار کرتے کرتے طعمۂ خاک بن گئے اور یہ دولت اُن کو حاصل نہیں ہوئی لغم اللّٰہ یختص برحمتہ

من یشاء وھو ذو الفضل العظیم فصلے اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ الکریم
و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین +
خاکسار - ذرۂ ناچیز سید محمد عبد الواحد عفی عنہ - مدرس اوّل ہائی سکول ون قاضی مقام
برہمن ٹریہ ضلع ٹپرہ ملک بنگال

تقریظ مرزا کبیر الدین احمد احمدی، اکبر آبادی محلہ تاج گنج کٹرہ پھوپیل حال سکریٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ

تمام تعریفیں اُسی آفریدگار پر ختم ہیں جس نے شہد کی مکھی کو صنعت عجیبہ کی یوں تعلیم دی
واوحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا و من الشجر و مما یعرشون
(سورہ النحل ع) پھر اس حکیم نے اس میں ایک بادشاہ بھی خلق فرمایا تا سب اُس کی اطاعت
کریں پھر اُن کو اپنی حکمت بالغہ سے وہ تیز دانت عطا فرمائے کہ جس سے وہ رطوبت اشجار و اثمار
کو آسانی سے کھینچ سکیں پھر اُن کے شکم میں ایک ایسی حرارت تخلیق فرمائی کہ جس کی حرکت
سے وہ رطوبت حاصلہ عسل ہو جائے پھر اس میں یعسوب کے لئے ایک امتیاز بھی رکھ دیا
تا وہ جان لے کہ ہماری فرمانبرداری میں کون کون لگا رہا ہے اس لئے جوان کا شہد سفید
سن رسیدہ کا زرد ضعیف کا سُرخ بنا دیا۔ یَخْرُجُ مِنۡ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ
اے حکیم مطلق ہزار سپاس کس منہ سے ادا کروں تو نے ہمیں جرم زبان عطا فرما کے اُس میں قوت
ذوق کو تفویض فرمایا جس کے ذریعہ سے غذائے لطیفہ کا لطف اُٹھایا۔ خدا جانتا ہے کہ
عسل مصفےٰ سے ہونٹھ چاٹتا ہوں اور تموج کیف بے پایاں سے غلغلہ انداز ہو کر مولوی
مرزا خدا بخش صاحب کو دعائیں دیتا ہوں +

اللہ اللہ پہلے مصنف کا حوصلہ دیکھئے۔ پھر اُس کی خوں ریزی کی داد دیجئے پھر خیال
کیجئے کہ اس سرمایہ کو ارم کے گلوں سے کیونکر لایا جو یہ عسل مصفےٰ بنایا۔ دانایان
روزگار و دقیقہ رس متفق ہیں کہ جب تک لطیفہ غیبی کا شمول نہ ہو ممکن ہی نہیں کہ ایسا حصول
ممکن ہو۔ مدلہم کا اظہار مقاصد پر مدار قرآنی برہان حدیثوں کا بیان اجماع کا ایمان جس بات

کو لیا ثریا تک پہنچا دیا۔ مزالفین کو تحت الثری میں پہنچا دیا۔ قوتِ علم وفہم ولطیف طبع سے وہ ضوابطِ ونقی بہم پہنچائے جن کو دیکھ کر عقب گذار راہِ گریز بھول جائے۔ خود مُردہ ہو کر تو ضیفی کی قسم کھائے۔ اللہ رے طبع کی روانی عسل کا عسل اور پانی کا پانی۔ حق پوچھو تو ایک سمندر (قرآن کریم) سے لاکھوں دریا بہائے ہیں۔ واللہ یہ امر بھی عجیبہ ہے کہ پہلے مکان مسدس متساوی الاضلاع بنایا جس کی دید سے مہندسوں کو متحیر بنایا اب فرمائے کہ اشکال مربع ومثلث کو عسل مصطفٰے کی جدول پر ترجیح کیوں نہ دوں۔ کیونکہ اُس میں زاویہ خالی رہتے ہیں لیکن اس میں فرجہ کچھ نہیں فصل وخلو کو راہ نہیں گویا خداوندعالم نے حدیقہ دل نشین کو سطح شہود پر مابعرشون سے تعمیر کیا ہے +

اے احمدی جماعت تو پیچھے قدم نہ ڈال بلکہ اپنے شہدوں کو خواہ وہ کسی رنگ کے کیوں نہ ہوں نکال کر اپنے روحانی یعسوب (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ) کی پیش گاہِ عالی میں پیش کر دیکھ یہ کتاب نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے عسل مصفٰے نہیں اسم اعظم ہے ہاں جب تم اس سے فائدہ اُٹھاؤ تو اس عاجز کبیر اور ہمارے مولوی مرزا خدابخش صاحب کے لیئے دعائی بخشش کرنا کیونکہ ہم نے اپنی تقریظ میں تاریخ بھی عین بخشش ہی لکھی ہے آمین اللّٰھم صلے علےٰ محمد وعلیٰ آل محمدٍ +

۱۳۳۲ھ

تقریظ عالمِ بے بدل وفاضل اجل جناب مولٰنا قاضی امیر حسین صاحب مدرس اول فقہ مدرسہ احمدیہ قادیاں

میں نے کتاب عسل مصفٰے کو ابتدا سے لیکر انتہا تک بالاستیعاب پڑھا ہے۔ جناب مولوی مرزا خدابخش صاحب نے جماعت احمدیہ پر بڑا احسان کیا ہے کہ ایسی عجیب وغریب کتاب سلسلہ احمدیہ کی نسبت لکھی ہے کہ جس کی نظیر نہیں یہ کتاب اور سب کتابوں کے مطالعہ سے مستغنی کر دیتی ہے۔ ہر احمدی کو اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے +

تقریظ عالمِ نبیل و فاضل جلیل مولٰنا حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ احمدیہ قادیاں

میں نے کتاب عسل مصفٰے مصنفہ حضرت مولوی مرزا خدا بخش صاحب کو بالاستیعاب دیکھا۔ کتاب نہایت مفید اور نافع ہے۔ سلسلۂ حقّہ احمدیہ کے مسائل کی ایک جامع کتاب ہے جس میں نہایت مدلل و معقول ابحاث ضروریہ درج ہیں۔ میرے خیال میں اوّل ایڈیشن ہی کافی تھا اور کسی ایزادی کی ضرورت نہ تھی لیکن حضرت مصنف نے نظر ثانی کر کے نہایت ہی کارآمد اور مفید اضافہ کر کے اس کی شان کو دوبالا کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت مصنف پر اپنی رحمتیں نازل فرما کر دین و دنیا کی نعمتوں سے مالامال کر دے۔ اور اجرِ جزیل سے متمتع فرماوے۔ آمین ثم آمین +

عسل مصفٰے کیا ہے۔ سلسلۂ حقّہ احمدیہ کا ایک مخزن یا بیاضِ عظیم ہے جس میں بڑی بڑی کثیر التعداد کتابوں کے حوالے ہیں جو ہر عالم اور غیر عالم کو ضرورت کے وقت کام دیتے ہیں۔ گویا یہ کتاب ایک بڑے کتب خانہ کے قائم مقام ہے اور اس نے صدہا کتابوں کے مطالعہ اور اوراق گردانی سے مستغنی کر دیا ہے۔ میرے خیال میں ہر احمدی کے ہاتھ میں اس کتاب کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت مصنف پر بڑے بڑے فضل کرے کہ اُنھوں نے بڑی عرقریزی اور جانفشانی سے محنتِ شاقہ گوارا کر کے اس نیک کام کو سر انجام دیا ہے +

تقریظ مولوی مبارک علی صاحب بی۔اے بی۔ٹی سابق سب انسپکٹر مدارس بنگال +

مجی مکرمی جناب مرزا خدا بخش صاحب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کی کتاب عسل مصفٰے نے بڑا نفع پہنچایا ہے سلسلہ احمدیہ کی نسبت قریباً تمام اہم سوالات پر اس کتاب میں مفصل بحث درج ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ جناب رسالت مآب اور اولیاء اللہ کی کتابوں سے وہ وہ دلائل اور ثبوت قویہ دیئے گئے ہیں کہ ایک سچے متلاشی حق کے لئے کوئی شک وشبہ کا شائبہ نہیں رہتا۔ اسی طرح دیگر سوالات پر وافی و کافی بحث کی گئی ہے۔ یہی ایک کتاب اُس شخص کے لئے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعوی مسیحیت

My dear Sir

Peace and blessing of Allah be upon you. I have been much benefitted by your book Asli-Musaffa. It fully discusses almost all the great questions about Ahmadyia movement; e.g the death of Jesus, peace be on him, is so well proved by arguments from the holy Koran the most reliable sayings of the prophet and the opionions of the leading Moslem divines that it leaves not a shadow of doubt in the mind of any impartial enquirer. Similarly other questions also have been dealt with exhaustively. This one book is quite sufficient for one who wants proofs of the claim of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Sahib of Qadian to the Messiahship foretold by the

پر جس کی نسبت جناب پیغمبر اعظم اسلام نے پہلے ہی سے پیشگوئی کی تھی ثبوت چاہتا ہے کافی ووافی ہے ؎

great prophet of Islam.
Obediently yours
Mubarak Ali B.A.B.T. late
Sub-Inspector of schools Bengal

ریویو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نُور

قادیاں

عسل مصفےٰ - یہ ایک بے نظیر اور اسم باسمیٰ کتاب مرزا خدا بخش صاحب کی محنتِ شاقہ اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے ؎

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاوی حقّہ کے لئے اس میں اس قدر اثبات اور دلایل موجود ہیں۔ جو شخص ایک دفعہ اس بے نظیر کتاب کو پڑھیگا۔ وہ مصنّف کے دلائل اور اثبات کی داد دئے بغیر نہیں رہیگا۔ مذکورہ بالا ہر دو مسائل کے طے کرنے کے لئے یہ کتاب ایک جج کا کام دیتی ہے۔ منقول حوالجات اس قدر بکثرت ہیں جسکو پڑھ کر ہم مصنف کی محنت اور عرق ریزی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مصنّف کو اس بے نظیر مجموعہ کے تیار کرنے کے لئے ہزارہا اوراق پر دیدہ ریزی کرنی پڑی ہوگی۔ اور اس کے بعد اُنہوں نے یہ موتیوں کے ڈھیر نکالے ؎

اس کتاب کے پڑھنے سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاوی حقّہ کے اثبات کے لئے کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ ہمارے بڑے بڑے لیکچراروں اور مناظرہ کرنے والوں نے مباحثہ میں اس کتاب کو سامنے رکھ کر بہت فائدہ اُٹھایا۔ میری دل وجان سے یہ خواہش ہے کہ ہر ایک احمدی کے ہاتھ میں یہ بے نظیر دلایل کا مجموعہ ضرور ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ عسل مصفےٰ سے سب کو ہی شیریں کام کرے۔ حصہ اوّل ۶۵۲ صفحہ کی کتاب بقیمت صرف ۳؎ جو نہایت واجبی ہے۔ کاغذ اور کتابت اعلیٰ۔

ملنے کا پتہ - میرزا خدا بخش صاحب لنگے منڈی کوچہ سیٹھاں لاہور